بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۷ـ۸ـ۹

تصدیر

[illegible] الخطیب

تقدیم

[illegible]

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب ؒ

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد سوم



مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى
باب ہے منیٰ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی چار رکعت نماز کو قصر کر کے پڑھا جائے یا نہیں اور یہ بحث نماز کے قصر کرنے کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

١٥٤٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهِ.

١٥٤٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی یعنی چار رکعت کے بدلے صرف دو رکعت ہی پڑھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی رکعت نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتداء میں دو ہی رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تینوں خلیفوں نے چار رکعت کی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر میں پوری نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں منیٰ میں چار رکعت کی نماز کو قصر کیا جائے۔ (فتح وفیہ المطابقۃ للترجمۃ)

١٥٤٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ.

١٥٤٦۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی اور حالانکہ ہم اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تر گنتی میں اور زیادہ تر امن میں تھے۔

فائدہ: خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستائیں گے تم کو کافر تو ظاہرا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کافروں کے ستانے کا ڈر

نہ ہوتو نماز کو قصر کرنا درست نہیں جیسے کہ قید ان خفتم الآیۃ اس پر دلالت کرتی ہے تو غرض ابن وہب کی یہ ہے کہ آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں پس سفر میں ہر وقت نماز کو قصر کرنا درست ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نہایت امن کے وقت نماز قصر کی ہے اور مراد منیٰ میں نماز پڑھنا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۵۴۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَيَا لَيْتَ حَظِّيْ مِنْ أَرْبَعٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

۱۵۴۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں نماز پڑھی یعنی چار رکعت نماز قصر کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں پھر جدا جدا ہوئیں تمہاری راہیں یعنی نماز کے قصر کرنے اور پورا پڑھنے میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوا پس کاش حصہ میرا کہ چار رکعتوں سے (کہ عثمان پڑھتے ہیں) دو رکعتیں مقبول ہوتیں پس کاش کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی چار رکعت کی نماز کو قصر کر کے دو رکعت پڑھتے جیسے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے یاروں نے پڑھی ہے۔

فائدہ: داؤدی نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوف کیا اس سے کہ چار رکعتیں کافی نہ ہوں پس انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تابعداری کی اس واسطے کہ ان کے خلاف کو برا جانا اور اپنے اعتقاد کی خبر دی اور اس کے غیر نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ اگر چار رکعتیں پڑھے گا تو تکلف کرے گا پس کاش کہ وہ چار رکعتیں مقبول ہوں جیسے کہ دو رکعتیں مقبول ہوتیں ہیں اور ظاہر بات یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ قول بطور تفویض الی اللہ کے کہا ہے یعنی ان کے قبول ہونے اور قبول نہ ہونے کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ جانے چار رکعتوں میں سے دو رکعتیں بھی قبول ہوں یا نہ ہوں واسطے نہ واقف ہونے اس کے غیب پر اور شاید کہ خدا اس کی نماز قبول کرے یا نہ سو اس نے تمنا کی کہ میں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہوں تو ان میں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہو جائیں اگر چہ زیادہ قبول نہ ہوں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر کو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے لیکن دو رکعت کا پڑھنا ضروری ہے اور اس سے کم نہ کرے باوجود اس کے کہ وہ خوف کرتا ہو کہ شاید اس سے کچھ نماز بھی قبول نہ ہو پس حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ میں تو صرف عثمان کی تابعداری کے واسطے پوری نماز پڑھتا ہوں اور کاش کہ چار رکعتوں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہوں اور اس

حدیث کے باقی فائدے پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح) اس سے بھی معلوم ہوا کہ منیٰ میں نماز کو قصر کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

عرفات میں نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کا بیان

۱۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ.

۱۵۴۸۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں) سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا شک کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شربت بھیجا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عرفات میں حاجی روزہ نہ رکھیں تا کہ اس سے ضعف پیدا نہ ہو واسطے اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہی آسانی ہے۔ (تیسیر) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِّنًى إِلٰى عَرَفَةَ

منیٰ سے عرفات کی طرف جاتے وقت لبیک اور اللہ اکبر کہنے کا بیان

فائدہ: یعنی لبیک اور تکبیر کہنا جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس ترجمے سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ محرم جب نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو چلے تو لبیک کہنا موقوف کر دے اور اس کی تفصیلی بحث چودہ ابواب کے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۱۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى إِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

۱۵۴۹۔ محمد بن ابی بکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس حال میں کہ وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے پوچھا کہ تم اس دن یعنی عرفہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح کیا کرتے تھے سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لبیک کہتا تھا ہم میں سے لبیک کہنے والا سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا اور تکبیر کہتا تھا تکبیر کہنے والا سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا۔ (ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ اور کچھ لوگ تکبیر کہہ رہے تھے)۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی سلمہ نے کہا کہ عبداللہ کے باپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

موافق حدیث محمد بن ابی بکر کے اور اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عبداللہ نے کہا ہے عبیداللہ سے کہ عجب ہے واسطے تمہارے کہ تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں نہیں پوچھا کہ حضرت ﷺ اس دن کیا کرتے تھے اور مراد ابی سلمہ کی اس سے یہ ہے کہ افضل کام پر ثواب حاصل ہوتا ہے اس واسطے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو لبیک اور تکبیر میں اختیار ہے خواہ لبیک کہے یا تکبیر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا، سو اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ کا فعل معلوم کرے تا کہ دونوں کاموں میں سے افضل کام معلوم ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بیان آئے گا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نویں ذی الحجہ کی صبح کے دن عرفات کو جاتے وقت لبیک اور تکبیر کہنا دونوں درست ہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور طیبی نے کہا کہ حاجیوں کو اس دن تکبیر کہنی جائز ہے مانند اور اذکار کے لیکن سنت نہیں بلکہ سنت ان کے لیے لبیک کہنا ہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر ماریں یعنی جب اس کو پہلے کنکر ماریں پس اس وقت ہی لبیک کہنا موقوف کریں۔ (ع)

بَابُ التَّهْجِيْرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو جانا یعنی مقام نمرہ سے

فائدہ: اور نمرہ نام ہے ایک پہاڑ کا کہ حرم مکہ کی زمین وہاں تمام ہوتی ہے اور عرفات حل میں ہے اور نمرہ کا کچھ حصہ حرم سے باہر ہے اور زیادہ حرم میں ہے اور عرفات اور حرم کے درمیان ہے۔

١٥٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَآءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْظِرْنِيْ حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخْرُجُ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ

١٥٥٠۔ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف خط لکھا اور حجاج عبدالملک کی طرف سے مکہ پر حاکم تھا کہ حج کے احکام میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور میں ان کے ساتھ تھا عرفہ کے دن جب سورج ڈھلا سو انہوں نے حجاج کے خیمہ کے نزدیک بلند آواز سے کہا: حجاج کہاں ہے سو حجاج باہر آیا اس حال میں کہ اس پر کسنبے والا تہ بند تھا سو اس نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تم کیا کہتے ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو جلدی باہر آ تو حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ مجھ کو تھوڑی سی مہلت دے دو یہاں تک کہ میں اپنے سر پر پانی ڈالوں یعنی غسل کروں پھر باہر آؤں

الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ.

سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا سو میں (سالم) نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبے کو چھوٹا کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر کہ وہاں چل کر وقوف کریں سو حجاج عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا سو جب عبداللہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا کہ سالم کی بات درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی میں عرفات کو جائے اس واسطے کہ جب سالم نے حجاج کو وقوف عرفات کے لیے جلدی کرنے کو کہا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی اور نیز حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسی وقت اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوف عرفات کے لیے حاجی غسل کرے اس واسطے کہ حجاج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا کہ میرا انتظار کرو اور انہوں نے اس کا انتظار کیا اور یہ مستحب ہے نزدیک اہل علم کے اور موطا امام مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ وقوف عرفات کے لیے عرفہ کی شام کو نہایا کرتے تھے اور طحاوی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے اس شخص کے کہ محرم کے واسطے کسمی کپڑے کو جائز کہتا ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کے کہ حجاج بڑے بڑے منکرات سے پرہیز نہ کرتا تھا مانند خونریزی وغیرہ کے پس کسمی کپڑے سے بچنے کا تو کیا ذکر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس لیے منع نہ کیا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ نامراد نہیں مانے گا اور نیز یہ بھی جانتے تھے کہ لوگ اس میں اس کی پیروی نہ کریں گے اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی تو ساتھ عدم انکار ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے۔ پس ان کے انکار نہ کرنے سے حجت پکڑیں گے لوگ بیچ اعتقاد جواز کے وقد تقدم الکلام علی مسئلۃ المعصفر فی باب اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کا قائم کرنا خلیفوں کے سپرد ہے اور یہ کہ امیر دین کے کام میں اہل علم کے قول پر عمل کرے اور یہ کہ عالموں کو بادشاہوں کے پاس جانا درست ہے۔ اس میں ان پر کچھ عیب نہیں اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے ہوتے ہوئے بادشاہ کے پاس فتوی دینا درست ہے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا علو علم میں واسطے جاننے کے حجاج کی طرف سماع اس چیز کے کہ اس نے سالم سے سنی اس کے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار نہ کیا اور یہ کہ فاجر گنہگار کو سنتوں کا کہنا درست ہے واسطے نفع لوگوں کے اور یہ کہ جائز ہے احتمال مفسدہ خفیف کا واسطے حاصل کرنے بڑی مصلحت کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کے پاس گئے اور ان کو حج کے احکام سکھائے اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر پھیلانے علم کے واسطے نفع اٹھانے لوگوں کے ساتھ اس کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے اور یہ کہ سورج ڈھلنے کے وقت عرفہ کی

مسجد کی طرف متوجہ ہونا اور نماز ظہر اور عصر کو اول وقت میں جمع کر کے ادا کرنا سنت ہے۔ اور غسل وغیرہ متعلقات نماز میں مشغول ہونے کے ساتھ تاخیر ہونا مضر نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوُقُوْفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں جانور پر وقوف کرنے کا بیان

١٥٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَآئِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ.

١٥٥١۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عرفہ کے دن اس کے نزدیک حضرت ﷺ کے روزے کے بارے میں جھگڑے یعنی بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے سو آپ ﷺ نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میدانِ عرفات میں سواری پر کھڑے ہونا یعنی ٹھہرنا درست ہے۔ کہ آپ ﷺ عرفات میں اپنے اونٹ پر کھڑے تھے وفيه المطابقة للترجمة اور زیادہ تر صریح حدیث یہ ہے جو مسلم میں ہے کہ آپ سوار ہو کر ٹھہرنے کی جگہ آئے سو ہمیشہ کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اور اہل علم کو اس میں اختلاف ہے کہ میدانِ عرفات میں پاؤں پر کھڑے ہونا افضل ہے یا سوار ہو کر جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہو کر کھڑے ہونا افضل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے سوار ہو کر وقوف کیا اور قیاس یہی چاہتا ہے اس واسطے کہ سوار ہونے میں مدد ہوتی ہے زیادہ کوشش کرنے کے لیے ہر دعائیں اور عاجزی میں جو اس وقت مطلوب ہے جیسا کہ انہوں نے اسی طرح روزے کے افطار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہونا اسی لیے مستحب ہے کہ لوگ اس کی تعلیم کے محتاج ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سواری کی پیٹھ پر کھڑے ہونا درست ہے اور جو حدیث اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر کہ اس طرح جانور کو دبلا کر ڈالے۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ جمع مذکور خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مسافر ہو یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ہے وگرنہ امام مالک اور اوزاعی سے روایت ہے کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا حج کے احکام کی وجہ سے ہے پس ہر شخص کو جمع کرنا جائز ہے خواہ اسی علاقہ کا رہنے والا

ہو یا دوسرے علاقہ کا اور ابن منذر نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ حج کی سنت سے ہے کہ جب سورج ڈھلے تو امام اول وقت جائے سو لوگوں کو خطبہ سنائے سہ پہر جب خطبہ سے فارغ ہو تو اترے اور ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھائے اور جو تنہا نماز پڑھے اس کے حق میں اختلاف ہے کما سیاتی ۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب ان سے جماعت کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے

فائدہ: اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ اگر عرفات میں کوئی حاجی تنہا نماز پڑھے تو بھی دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے جیسا کہ امام کے ساتھ جمع کر کے پڑھتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنا خاص اس شخص کے لیے جائز ہے جو امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے اور صاحبین اور طحاوی رحمہ اللہ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مخالف ہیں اور سب دلیلوں سے زیادہ تر قوی دلیل ان کی یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نمازوں کے جمع کرنے کی حدیث روایت کی ہے اور باوجود اس کے وہ تنہا بھی جمع کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمع کرنا صرف امام کے ساتھ خاص نہیں اور ان کے قواعد سے ایک یہ قاعدہ ہے کہ صحابی جب اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے نزدیک کوئی مخالف دلیل راجح ظاہر ہوئی ہے اس لیے حسن ظن رکھنے کے ساتھ اس کے لیے لائق ہے یہ کہ کہا جائے کہ حکم صرف اس جگہ کے لیے ہے اور یہ عرفات کی نمازوں کے لیے ہے اور البتہ مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ اور زفر رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو عشاء کی نماز تک تاخیر کرنا واجب ہے اور اگر اس کو راستہ میں پڑھے یعنی مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے تو نماز کو پھر دوبارہ پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص گویا اس کے جانور کو کوئی عذر ہو تو اس کے لیے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا درست ہے لیکن شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد پڑھے اور مدونہ سے منقول ہے کہ اگر مزدلفہ میں آنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اس طرح اگر شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد اس کو اور عشاء کی نماز کو جمع کرے تو عشاء کو دوہرائے اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر شفق ڈوبنے سے پہلے مزدلفہ میں آئے تو جمع کرے اور ابن قاسم نے کہا کہ یہاں تک کہ شفق غائب ہو اور جمہور اہل علم اور شافعیہ کے نزدیک اگر جمع کرے تقدیم یا تاخیر مزدلفہ میں آنے سے پہلے یا بعد میں یا دونوں نمازوں کو جدا جدا پڑھے تو کفایت کرتا ہے لیکن سنت فوت ہو جاتی ہے اور ان کا اختلاف اس پر ختم ہوتا ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کے واسطے ہے یا سفر کے لیے ۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ.

سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حجاج (علیه ما یستحقه) جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے واسطے اترا تو اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے کیا کرتے تھے یعنی ظہر اور عصر کی نماز وقوف سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں سو سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو عرفہ کے دن سخت گرمی میں نماز پڑھ یعنی بعد زوال کے سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم صحیح کہہ رہے ہیں اس واسطے کہ لوگ ظہر اور عصر کی نماز جمع کیا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے۔ سو میں نے کہا سالم رضی اللہ عنہ سے (یہ زہری کا قول ہے) کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں کو عرفہ میں جمع کیا کرتے تھے سو سالم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نہیں تابعداری کرتے مگر صرف ان کی سنت کی میں یعنی اس طرح نمازیں پڑھنے میں مگر سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی محض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے لیے ان دو نمازوں کو جمع کرتے تھے یا نہیں اس طرح عمل کرنے میں ہمارا اور تمہارا مقصد صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی ہے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلیفوں کے بعد ۶۳ھ ہجری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کے خلیفہ ہوئے اور اس وقت شام کے ملک میں عبدالملک بن مروان حاکم تھا سو اس نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور گورنر کا نام ہے) کو امیر بنا کر مکے میں بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی بیعت لے سو حجاج لشکر لے کر مکے پر چڑھ آیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عبدالملک کی بیعت طلب کی اس نے انکار کیا تو آپس میں لڑائی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس ظالم نے سولی پر چڑھا دیا اور مکے پر قبضہ کر لیا بعد ازاں اسی سال عبدالملک نے حجاج کو حاجیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ حج کے تمام افعال میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے افعال اور اقوال کی پیروی کرے پس اس حالت میں

اس نے یہ مسئلہ مذکور بھی پوچھا سو سالم نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو سخت گرمی میں نماز پڑھ سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کی اس بات سے یہ سمجھا کہ ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھ سو یہ جواب دیا کہ لوگ ان دونوں نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قول اس کا فی السنّت حال ہے فاعل یجمعون سے یعنی جو لوگ سنت پر عمل کرنے میں سخت ہیں اور نہایت درجے میں سنت کا اتباع کرتے ہیں۔ یہ حجاج کو تعریض کے واسطے کہا یعنی تو سنت سے منحرف ہے۔

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

عرفہ کے دن عرفات میں خطبے کو مختصر کرنا

۱۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتَمَّ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَآءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ أَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْظِرْنِيْ أُفِيْضُ عَلَيَّ مَآءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ.

۱۵۵۲۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف ایک خط لکھا کہ احکام حج میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرے سو جب عرفہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور میں ان کے ساتھ تھا جب سورج ڈھلا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے خیمہ کے قریب آواز دی کہ حجاج تم کہاں ہو؟ سو حجاج ان کی طرف نکلا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کہا کہ جلدی کرو حجاج نے کہا کہ اسی وقت تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو حجاج نے کہا کہ مجھ کو مہلت دے دو تا کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا تو میں نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے تو خطبے کو مختصر کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر یعنی نماز جلدی پڑھ اُس وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم نے سچ کہا ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ہمارے عراقی اصحاب نے کہا کہ عرفہ کے دن امام مطلق خطبہ نہ پڑھے اور مدینے اور مغرب والے کہتے ہیں کہ خطبہ پڑھے اور یہی قول جمہور کا اور عراقیوں کا قول محمول ہے اس پر کہ اس خطبے کو نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں مانند خطبے جمعہ کے اور گویا کہ انہوں نے یہ بات امام مالک کے قول سے لی ہے کہ جس نماز کے لیے خطبہ ہے اس میں قرأت پکار کر پڑھی جائے سو کسی نے ان کو کہا کہ عرفہ کے دن خطبہ پکار کر پڑھا جاتا ہے حالانکہ اس میں قرأت پکار کر نہیں پڑھی جاتی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تو تعلیم احکام کے لیے ہے۔ یعنی اس

سے معلوم ہوا کہ اس کا نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے خطبے کو مختصر کرنا چاہیے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ

میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے جلدی جانے کا بیان

وَقَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يُزَادُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثُ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّلٰكِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُدْخِلَ فِيْهِ غَيْرَ مُعَادٍ.

اور ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نیز زیادہ کی جاتی ہے اس باب کی یہ حدیث یعنی حدیث مالک کی ابن شہاب سے یعنی جو کہ اس سے پہلے باب میں مذکور ہوئی اس واسطے کہ اس باب کا مسئلہ بھی اس میں پایا جاتا ہے کہ وقوف عرفات کے لیے جلدی کرو لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر اور دوبارہ لاؤں۔

فائدہ: بخاری کے اکثر نسخوں میں یہ باب بغیر حدیث کے واقع ہوا ہے۔ اور ابو ذر کی روایت میں یہ باب بالکل ساقط ہے اور بعض میں اس باب کے پیچھے قال ابو عبداللہ (الخ) واقع ہوا ہے جس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر نہ لائی جائے اور جس جگہ تکرار حدیثوں کا واقع ہوا ہے تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرار نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ جدیدہ ضرور پایا جاتا ہے۔ یا تو اسناد میں کہ اول معنعن تھا پھر دوسری سند میں سماع ثابت کیا یا دوسری سند میں ایک ایسا راوی ہے کہ پہلے راوی کے علاوہ ہے اور اس سے زیادہ تر حافظ اور اتقن ہے یا متن میں تقیید مہمل ہے یا تفسیر مجمل یا دوسری حدیث میں ایسی زیادتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یا ایک جگہ مختصر ہے۔ اور دوسری جگہ تفصیل ہے یا ایک جگہ موصول ہے اور دوسری جگہ معلق اور ایسی جگہ نہایت کم ہے جہاں کہ بے فائدہ مکرر واقع ہو۔ (فتح، تیسیر)

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں ٹھہرنے کا بیان یعنی اس کے سوا کسی اور جگہ کھڑا نہ ہونا نہ اس سے نیچے اور نہ اُس سے اوپر

١٥٥٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيْرًا لِّيْ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّيْ فَذَهَبْتُ

١٥٥٣۔ مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا اونٹ گم پایا سو میں اس کو عرفہ کے دن ڈھونڈنے لگا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کھڑے دیکھا تو میں نے کہا یعنی تعجب اور انکار کی وجہ سے قسم ہے اللہ کی کہ یہ قریش میں سے ہے سو اس کو اس جگہ یعنی عرفات میں کیا کام ہے۔

أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا.

فائدہ: مطعم رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ شیطان نے قریش کو بہکایا ہوا تھا اور ان کو کہا ہوا تھا کہ اگر تم حرم کے سوا کسی اور جگہ کی تعظیم کرو گے تو لوگ تم کو حقیر اور ذلیل جانیں گے اور تمہارے حرم کو کم تر سمجھیں گے سو چاہیے کہ حج اور عمرے میں تم حرم سے باہر نہ نکلو تو قریش اور جو ان کے دین کے تابع تھے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے واسطے فخر کے لوگوں پر اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں اور اس کے حرم میں رہنے والے ہیں ہم حرم سے باہر نہیں نکلتے اور قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ عرفات میں وقوف کریں جیسے کہ اور لوگ کرتے ہیں یعنی جیسے قرآن مجید میں ہے کہ پھر لوٹو تم جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفات حل میں اور یہ روایت جبیر کی ہجرت سے پہلے کی ہے جس وقت جبیر مسلمان نہ ہوئے تھے اور اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ مراد آیت ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ میں واپس لوٹنا عرفات سے ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد مزدلفہ سے لوٹنا ہے اس واسطے کہ وہ ذکر کیا گیا ہے ساتھ لفظ ثُمَّ کے بعد حکم کرنے کے ساتھ ذکر کے نزدیک مشعر الحرام کے اور بعض مفسرین نے جواب دیا ہے کہ مشعر الحرام کے نزدیک ذکر کرنے کا حکم عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد ہے پس تقدیر یہ ہے کہ جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف لوٹو تو اس کے قریب اللہ کو یاد کرو اور چاہیے کہ ہو تمہارا واپس لوٹنا اس جگہ سے جس سے سب لوگ واپس لوٹتے ہیں سوائے قریش کے (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقوف کی جگہ صرف عرفات ہے اور کسی جگہ میں وقوف کرنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٥٥٤۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُوْنَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوْفُ فِيْهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوْفُ فِيْهَا فَمَنْ لَّمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا

١٥٥٤۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں ننگے طواف کیا کرتے تھے مگر حمس اور حمس قریش تھے اور جن کو قریش نے جنا یعنی ان کی لڑکیوں کی اولاد کہ خزاعہ اور بنی کنانہ وغیرہ تھے اور قریش لوگوں پر للہ عطا کرتے تھے یعنی لوگوں کو کپڑے دیتے تھے سو مرد مرد کو کپڑا دیتا تھا کہ وہ اس میں طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑا دیتی تھی کہ وہ اس میں طواف کرتی اور جس کو قریش کپڑا نہ دیتے تھے وہ ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا اور سب لوگ عرفات سے طواف افاضہ کے لیے واپس آتے تھے اور قریش

وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَ كَانُوْا يُفِيضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوْا إِلٰى عَرَفَاتٍ.

مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے اور ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ نے مجھ کو عائشہ سے خبر دی کہ یہ آیت قریش کے حق میں اتری ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بھی عرفات سے واپس لوٹیں باقی تمام حاجیوں کی طرح۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخاطب اس آیت میں حضرت ﷺ ہیں۔اور جو لوگ عرفات میں نہ کھڑے ہوتے تھے وہ قریش وغیرہ ہیں اور ضحاک سے روایت ہے کہ مراد ناس سے یہاں ابراہیم علیہ السلام ہیں یا امام مراد ہے اور اس کے غیر سے روایت ہے کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں اور لفظ ثم کا آیت میں ساتھ معنی واو کے ہے یا تاکید کے لیے ہے محض ترتیب کے لیے نہیں (فتح) اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

عرفات سے واپس روانہ ہونے کے وقت کا بیان یعنی اس کی صفت کا بیان کہ کس طرح چلے

۱۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمِيْعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِيْنَ فِرَارٍ.

۱۵۵۵۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور حالانکہ میں اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے جب عرفات سے واپس چلتے تو اس نے کہا کہ درمیانی رفتار سے چلتے تھے یعنی نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ اور جب کشادہ راستہ پاتے تو بہت تیز چلتے تھے اور ہشام نے کہا کہ نص عنق سے زیادہ ہے یعنی عنق میانہ روی کو کہتے ہیں اور نص اُس سے زیادہ تیز رفتار سے چلنے کو کہتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ فجوہ کے معنی متسع ہیں یعنی فراخ جگہ اور اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے اور اس طرح رکوۃ اور رکاء یعنی رکوۃ منفرد ہے اور رکاء اس کی جمع ہے پس یہ نظیر و مثال ہے اس بات کی کہ تائید کے لیے فَعْلَة کی جمع فعال کے وزن پر بھی آتی ہے اور مناص کے معنے لیس حین فرار ہیں۔ یعنی لفظ مناص کہ قرآن میں

واقع ہے۔ اس کے معنی بھاگنے کے ہیں اس کے معنی نص
کے نہیں جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان عرفات سے مزدلفہ کی طرف سفر کے وقت رفتار کی کیفیت کا بیان ہے کہ مزدلفہ میں جلدی پہنچ کر مغرب کی نماز پڑھی جائے حالانکہ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھنی چاہیے سو دونوں مصلحتوں کو جمع کرے کہ رش کے وقت آرام سے چلے اور رش نہ ہو تو تیز رفتاری سے چلے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین حضرت ﷺ کے حالات کی کیفیت پوچھنے کی بہت حرص وکوشش کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو پاؤں اٹھاتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں آئے سو یہ روایت محمول ہے رش کے وقت کے لیے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی عرفات سے واپس لوٹے تو میانہ چلے اور جب کشادہ راہ پائے تو جلدی چلے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ النُّزُوْلِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ — عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنے کا بیان

فائدہ: یعنی قضائے حاجت وغیرہ کے لیے راستہ میں اترنا جائز ہے اور یہ حج کے احکام میں سے نہیں۔ (فتح)

١٥٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ.

١٥٥٦۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ عرفات سے واپس سفر میں تھے تو آپ پہاڑ کے ایک درے کی طرف مڑے سو آپ نے حاجت ادا کی پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ نماز ادا کرنے والے ہیں یعنی مغرب کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے یعنی یہاں نہیں مزدلفہ میں چل کر نماز پڑھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضائے حاجت کے لیے اترنا درست وجائز ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

١٥٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِي أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٥٥٧۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھتے تھے یعنی عشاء کے وقت میں لیکن ان کا یہ حال تھا کہ پہاڑ کے اس درے سے گزرتے تھے کہ جس سے حضرت ﷺ گزرے وہ اس درے میں داخل ہوتے اور اپنی حاجت ادا کرتے یعنی

وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يُصَلِّيْ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ.

پاخانہ وغیرہ پھر وضو کرتے اور نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پڑھتے۔

فائدہ: جس درے میں حضرت ﷺ نے قضائے حاجت کی تھی اس میں مغرب کی نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نماز پڑھنے والے پر انکار کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں نماز مگر مزدلفہ میں نمازیں ادا کرنا سنت ہے اور یہی منقول ہے کوفیوں سے اور قاسم کے نزدیک دوہرانا نماز کا واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے مزدلفہ سے پہلے پڑھ لے تو کفایت کرتی ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور جمہور کا (فتح) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا درست وجائز ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة

١٥٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا فَقُلْتُ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ.

١٥٥٨۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرفات سے حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوا سو جب حضرت ﷺ پہاڑ کے بائیں درے میں پہنچے جو مزدلفہ کے قریب ہے تو اپنی اونٹنی بٹھائی اور اتر کر پیشاب کیا پھر تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالا تو آپ نے ہلکا وضو کیا یعنی وضو کے اعضاء کو صرف ایک ایک بار دھویا اور بہ نسبت اکثر عادت تشریف کے کم پانی خرچ کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں فرمایا نماز آپ کے آگے ہے۔ سو حضرت ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ مزدلفہ میں آئے سو آپ نے نماز پڑھی پھر مزدلفہ کی رات کی صبح کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوئے کریب نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلسل حضرت ﷺ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں یعنی جب جمرہ عقبہ کو پہلے کنکریاں مارے تو اس وقت سے لبیک کہنا بند کر دے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ اسامہ سوار تھے اور جب آپ

مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینی درست ہے اور اس حدیث میں فقہاء کے لیے تفصیل ہے اس لیے کہ وہ خالی نہیں اس سے کہ یا تو ہوگی پانی مہیا کرنے میں یا وضو کرنے والے پر پانی ڈالنے میں یا اپنے ہاتھ سے اس کے اعضاء دھونے میں سو پہلی صورت جائز ہے اور تیسری مکروہ اگر عذر ہو تو درست ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے زیادہ ترجیح یہ بات ہے کہ وہ مکروہ نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل یا تو بیان جواز کے لیے تھا اور یا صرف ضرورت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَإِشَارَتِهٖ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ.

عرفات سے واپسی کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم دیا کہ آرام سے چلو جلدی نہ کرو اور ان کو کوڑے سے اشارہ کیا۔

۱۵۵۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِبَةَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَأَشَارَ بِسَوْطِهٖ إِلَيْهِمْ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ أَوْضَعُوْا أَسْرَعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا.

۱۵۵۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بہت شور وغل سنا کہ لوگ اونٹوں کو مارتے ہوئے دوڑاتے آتے ہیں سو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو اپنے اوپر آرام اور قرار کو لازم جانو کہ خود دوڑنا اور اپنے اونٹوں کو دوڑانا کوئی خوبی نہیں اور اضعوا کے معنیٰ اسرعوا کے ہیں یعنی اوضعوا کا لفظ جو آیت الاوضعوا خلالکم میں واقع ہوا ہے تو اس کے معنیٰ جلدی کرنے کے ہیں اور لفظ خلالکم التخلل سے مشتق ہے جس کے معنیٰ درمیان کے ہیں اور آیت فجرنا خلالھما میں جو لفظ خلالھما کا واقع ہوا ہے تو اس کے معنیٰ بینھما کے ہیں یعنی درمیان ان کے۔

فائدہ: چونکہ لفظ ایضاع کا قرآن کے لفظ کے مناسب تھا اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اس کی یہاں تفسیر کر دی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے مزدلفہ کو تیز رفتاری سے چلنا نیکی نہیں اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیز چلنے سے اس لیے منع کیا کہ وہ دبلے نہ ہو جائیں۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے۔

١٥٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا.

١٥٦٠۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو پہاڑ کے ایک درے میں اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا اور وضو کو کامل نہ کیا یعنی ہلکا وضو کیا سو میں نے عرض کی کہ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے۔ پھر مزدلفہ میں آئے اور وضو کو کامل کیا پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر نماز عشاء کی تکبیر ہوئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حاجی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر جمع کر کے پڑھیں وفیہ المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دونوں نمازیں جمع کی جائیں ان کے درمیان کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو اس سے جمع میں کوئی نقصان نہیں آتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں جمع تاخیر درست ہے اور اس پر اجماع ہے لیکن یہ جمع کرنا شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک حج کی وجہ سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

اس شخص کا بیان جو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے اور ان کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے

١٥٦١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ

١٥٦١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کیا دونوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ تکبیر کہی اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ان کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھے وفیہ المطابقة للترجمة اور مزدلفہ کو جمع اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے اور اس کے نزدیک ہوئے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ کو جمع اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفت لائی گئی ہے ساتھ لفظ اہل کے اس لیے کہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں اور اس میں ٹھہرنے کی وجہ سے اللہ کی طرف قربت چاہتے ہیں اور مزدلفہ کو مزدلفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں یا منیٰ کے قریب ہوتے ہیں یا اس لیے کہ لوگ اس میں رات کی ہر گھڑی اترتے ہیں یا اس لیے کہ وہ سبب ہے قربت الٰہی کا یا قریب ہونے آدم علیہ السلام کے طرف حوا کی اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کے بعد بھی کوئی نفل نہ پڑھے اور چونکہ مغرب اور عشاء کے درمیان کچھ مہلت نہ تھی اس واسطے تصریح کی کہ آپ نے دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی بخلاف عشاء کی نماز کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے ان کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھی لیکن اس کے بعد رات کو نفل پڑھے اس واسطے فقہاء کہتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی سنتوں کو موخر کیا جائے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں دو نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سنت ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے اور جو ان کے درمیان نفل پڑھے اس کی جمع صحیح نہیں لیکن اس اتفاق میں نظر ہے ساتھ فعل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۱۵۶۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

۱۵۶۲۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی درحقیقت وہی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا

ان دونوں نمازوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہنے کا بیان یعنی جب حاجی مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے تو دونوں کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے۔

۱۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَمَرَ أُرٰى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو لَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

۱۵۶۳۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کی میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سنا کہتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم نماز عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب قریب وقت مزدلفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو حکم دیا تو اس نے اذان دی اور تکبیر کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر رات کا کھانا منگوایا اور کھایا میں خیال کرتا ہوں کہ پھر عبداللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اذان اور اقامت دوبارہ کہے مجھ کو یقیناً معلوم نہیں سو اس نے اذان دی پھر تکبیر کہی عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں شک کو مگر زہیر سے پھر عبداللہ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھیں پھر جب صبح نکلی تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی میں کوئی نماز نہ پڑھتے تھے مگر یہ نماز صبح کی اس مکان مزدلفہ میں اس دن میں کہ دسویں ذی الحجہ کی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو نمازیں ہیں کہ اپنے وقت سے دیر کی گئیں ایک تو مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ میں پہنچیں دوسری فجر کی نماز جب صبح طلوع صادق ہو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یہ کام کرتے تھے جو میں نے کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے ابن حزم نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اگر ثابت ہوتی تو میں اس کا قائل ہوتا پھر اس نے روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق سے اس نے ابی بکر بن عیاش سے اس نے ابی اسحاق سے ابو اسحاق نے کہا

میں نے اس کا ابن جعفر سے ذکر کیا سو اس نے کہا کہ اس پر ہم اہل بیت تو اس طرح کرتے ہیں ابن حزم نے کہا کہ عمر سے اس کا فعل مروی ہے میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے پھر تاویل کی اس کی ابن حزم نے ساتھ اس طور کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس دفعہ اس سے جدا ہو گئے تھے تو انہوں نے ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دی یعنی وہ اذان انہوں نے نماز کے لیے نہیں دی تھی اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس تاویل کا اور اگر حاصل ہو واسطے اس کے یہ تاویل بیچ حق عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے ہونے اس کے کہ امام جو لوگوں کو حج کرائے تو نہ حاصل ہو گی واسطے اس کے یہ تاویل بیچ حق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اگر ان کے ساتھ کچھ آدمی ان کے یاروں سے ہوں تو نہ محتاج ہو گا بیچ جمع کرنے ان کے کے طرف اس شخص کے کہ ان کے لیے اذان دے اور تحقیق پکڑا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یعنی ہر نماز کے لیے جدا جدا اذان اور تکبیر کہی جائے اور یہی ہے اختیار بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن عبدالبر نے احمد بن خالد سے روایت کی ہے کہ وہ تعجب کرتا تھا مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیا اور حالانکہ وہ کوفیوں کی روایت سے ہے باوجود اس کے کہ موقوف ہے اور اس نے خود اس کو روایت نہیں کیا اور اہل مدینہ کی روایت کو ترک کیا اور حالانکہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ میں کوفیوں سے تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے اہل مدینہ کی روایت کو لیا اور وہ یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو جمع کیا جائے ساتھ ایک اذان اور ایک اقامت کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک کیا باوجود اس کے کہ اس کے برابر کسی کو نہیں جانتے میں کہتا ہوں کہ اُس کا جواب معتبر یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اعتماد کیا ہے اگرچہ اس کو مؤطا میں روایت نہیں کیا اور اختیار کیا طحاوی نے اس چیز کو جو جابر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں کو جمع کیا ساتھ ایک اذان اور ایک تکبیر کے اور یہی ہے قدیم قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی قول ہے ابن ماجشون اور ابن حزم کا اور قوت دی اس کو طحاوی نے ساتھ قیاس کے اوپر جمع کرنے ظہر اور عصر کے عرفات میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جدید قول یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو فقط دونوں تکبیروں کے ساتھ جمع کیا جائے یعنی اور اذان کسی نماز کے لیے نہ دی جائے اور یہی قول ہے ثوری کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث اسامہ سے جو کہ قریب ہی میں گزر چکی ہے کہ نماز مغرب کی تکبیر ہوئی پھر ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی تکبیر ہوئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سب صفتیں مروی ہیں روایت کیا اس کو طحاوی وغیرہ نے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی کہ آدمی کو اس مسئلے میں اختیار ہے جس طرح چاہے کرے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جو کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے اس کو ان کے درمیان نفل نماز پڑھنی درست ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان کھانا کھایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس نے اس کو مرفوع نہیں کہا اور احتمال ہے ان کا قصد جمع کا نہ ہو اور

ظاہر ان کا فعل اسی پر دلالت کرتا ہے واسطے قول ان کے کہ مغرب کی نماز اپنے وقت سے دیر کی گئی ہے پس انہوں نے سمجھا کہ اس مغرب خاص کا وقت بھی یہی ہے اور احتمال ہے کہ ان کا قصد جمع کا ہو اور ان کی یہ رائے ہو کہ دو نمازوں کے درمیان کوئی عمل کرنا ان کے منافی نہیں جب کہ جمع کی نیت رکھتا ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مغرب اپنے وقت سے لیٹ ہوگئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے وقت مقررہ سے لیٹ ہوگئی لیکن یہ جو انہوں نے کہا کہ صبح کی نماز بھی اپنے وقت سے لیٹ ہوگئی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس نے صبح صادق کے نکلنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھی یعنی اس لیے کہ صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑھنی بالاتفاق درست نہیں بلکہ ان کی یہ مراد ہے کہ حضر میں جو وقت اس کا معمول کے مطابق مقرر تھا اس سے پہلے پڑھی اور نہیں دلیل ہے اس میں واسطے اس شخص کے کہ فجر کی نماز غلس یعنی اول وقت اندھیرے میں پڑھنے کو منع کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے فجر کی نماز کا غلس میں پڑھنا ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فی المواقیت بلکہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ جب مؤذن ان کے پاس طلوع فجر کے ساتھ آتا ہے تو وہ فجر کی سنتیں اپنے گھر میں پڑھتے اور پھر نکلتے اور باوجود اس کے صبح کی نماز غلس میں پڑھتے اور اس پر مزدلفہ میں سو لوگ وہاں جمع تھے اور فجر ان کی آنکھوں کے آگے تھی یعنی سب فجر کی طرف دیکھتے تھے کہ کب نکلتی ہے سو انہوں نے اول وقت میں نماز پڑھی یہاں تک کہ گویا بعض کے نزدیک صبح ظاہر نہ ہوئی تھی اور وہ ظاہر ہے بیچ روایت اسرائیل کے جو آئندہ آتی ہے کہ کہا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی جب کہ صبح صادق نکلی کوئی کہتا تھا کہ نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی اور حنفیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ عرفہ اور مزدلفہ کے دن کے سوا اور دن میں دو نمازوں کو جمع نہ کیا جائے واسطے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ غیر وقت میں نماز پڑھی ہو یعنی دو نمازیں یعنی فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کہ ان کو غیر وقت میں پڑھا اور جو لوگ ان کے سوا اور دنوں میں بھی درست رکھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یاد نہیں رکھا اور اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے یاد رکھا سو جس نے یاد رکھا اس کا قول حجت ہے نہ یاد رکھنے والے پر اور ثابت ہو چکا ہے جمع کرنا دو نمازوں کا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم کی حدیث سے وتقدم فی موضعه بما فيه كفاية اور نیز یہ استدلال مفہوم کے طریق سے ہے اور وہ مفہوم کے قائل نہیں اور جو مفہوم کا قائل ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ منطوق اس کے معارض نہ ہو اور نیز اس کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں واسطے اجماع کرنے علماء کے اس پر کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اپنے اہل کے ضعیفوں کو یعنی عورتوں اور بچوں کو رات میں وقت سے پہلے روانہ کر دیں یعنی اپنے اترنے کی جگہ سے وہ مزدلفہ

میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند ڈوبے تو منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

فائدہ: اس رات میں چاند کا ڈوبنا پہلی تہائی رات میں ہوتا ہے پس یہ بیان واسطے رات کے اس واسطے کہ رات عام ہے پس اس قول نے اس کو مقید کیا اور صاحب مغنی نے کہا نہیں جانتا کہ اس میں اختلاف ہے اس مسئلہ کے جواز میں کہ ضعیفوں کو رات میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانا۔ (فتح)

١٥٦٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَرْخَصَ فِيْ أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۶۴۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے سے پہلے کمزور بچے اور عورتوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ کر دیتے مشعر حرام نام ہے ایک پہاڑ کا مزدلفہ میں رات کو پس یاد کرتے اللہ کو جو ان کے دل میں آتا پھر روانہ ہوتے طرف منیٰ کے پہلے اس سے کہ ٹھہرے امام مزدلفہ میں اور پہلے اس سے کہ آئے وہ منیٰ میں سو ان میں سے بعض تو فجر کی نماز کے وقت منیٰ میں آتے اور بعض اس کے بعد آتے تھے پھر جب منیٰ میں آتے تو کنکریاں مارتے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے حق میں پہلے جانے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ابن منذر نے واسطے قول اس شخص کے کہ ضعیفوں کے سوائے اور لوگوں پر مزدلفہ میں رات رہنے کو واجب کہتا ہے اس واسطے کہ جس کو رخصت نہیں ملی اس کا حکم رخصت والے کی طرح نہیں اور کہا کہ جو گمان کرے کہ دونوں برابر ہیں تو لازم ہے اس کو یہ کہ سب لوگوں کے واسطے منیٰ میں رات رہنے کو جائز رکھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پلانے والوں اور چرواہوں کو اجازت دی یہ کہ منیٰ میں رات کو نہ ٹھہریں اور اگر کوئی کہے کہ رخصت اپنی جگہوں سے تجاوز نہیں کر سکتی تو ہم کہیں گے کہ یہاں بھی نہیں بڑھ سکتی پس چاہیے کہ استعمال کرے اس کو اس جگہ اور نہ اجازت دے کسی کو یہ کہ آگے جائے مزدلفہ سے مگر جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو شعبی اور نخعی اور علقمہ نے کہا کہ جو رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا اور عطا اور زہری اور قتادہ اور شافعی اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اس پر ایک جانور ذبح کرنا آتا ہے اور کہتے ہیں کہ جو اس میں رات رہے تو اس کو آدھی رات سے پہلے وہاں سے روانہ ہونا درست نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وہاں

گزرے اور نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور اگر اترے تو اس پر دم نہیں آتا۔ (فتح)

۱۵۶۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

۱۵۶۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مزدلفہ سے رات کو بھیجا۔

فائدہ: فائدہ اس حدیث کا معین کرتا ہے ان لوگوں کا جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے اپنے اہل سے۔

۱۵۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۱۵۶۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے بھیجا مزدلفہ کی رات کو اپنے گھر والوں اور کمزوروں کے ساتھ۔

فائدہ: ضیعفوں سے مراد عورتیں اور بچے ہیں۔ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روانہ کر دیا تھا منیٰ کی طرف اور ان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بعد روشن ہونے صبح کے پہلے نکلنے آفتاب کے سوار ہوئے سنت یہی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کو پہلے بھیج دیا تھا تا کہ ایذا نہ پائیں بہ سبب رش کے یہ جائز ہے (ح) اور مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے سوائے اخیر جز ترجمہ کے کہ وہ آئندہ حدیث سے ثابت ہے۔

۱۵۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيْ فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ

۱۵۶۷۔ عبداللہ (جو اسماء کے غلام ہیں) نے کہا کہ اسماء سے روایت ہے کہ وہ رات کو مزدلفہ میں اتریں اور نماز پڑھنے کو کھڑی ہوئیں سو ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں پھر کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر ایک گھڑی نماز پڑھتیں رہیں پھر کہا کہ میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ کوچ کرو سو ہم نے کوچ کیا یہاں تک کہ اس نے منارے کو کنکریاں ماریں پھر پھریں اور فجر کی نماز اپنی جگہ میں پڑھی سو میں نے کہا کہ اے سادی عورت نہیں گمان

مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ.

کرتے ہم اپنے ساتھ مگر یہ کہ ہم نے غلس میں نماز پڑھی یعنی غیر وقت متعاد میں سو اس نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے بے شک حضور ﷺ نے عورتوں کو اجازت دی ہے۔

فائدہ: اور دلیل پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنی درست ہیں نزدیک اس شخص کے کہ خاص کرتا ہے جلدی کرنے کو واسطے ضعیفوں اور جو نہیں خاص کرتا یعنی بلکہ ہر شخص کو جائز رکھتا ہے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے سو کہتے ہیں کہ نہ کنکریاں ماری جائیں جمرہ عقبہ مگر بعد نکلنے سورج کے اور طلوع فجر کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مارے تو جائز ہیں اور اگر صبح صادق سے پہلے کنکریاں مارے تو پھر دوہرائے اور یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور جمہور کا اور زیادہ کیا ہے اسحاق نے یہ لفظ کہ سورج نکلنے سے پہلے نہ مارے اور یہی قول ہے امام نخعی اور مجاہد اور ثوری کا اور ابوثور کا اور عطاء اور طاؤس اور شعبی اور شافعی کے نزدیک فجر سے پہلے بھی کنکریاں مارنی درست ہیں اور جمہور کی حجت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور حجت پکڑی ہے اسحاق نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے ابن مطلب کی اولاد سے کتنے ایک لڑکوں کو کہا کہ منارے کو کنکریاں نہ مارنا یہاں تک کہ سورج نکلے اور یہ حدیث حسن ہے روایت کی ہے ابو داؤد نے اور نسائی نے سو جب حضرت ﷺ نے رخصت پانے والوں کو سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنے سے منع کر دیا تو جن کو رخصت نہیں ملی ان کو بطریق اولیٰ منع ہوگا اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسماء کی اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اور تطبیق ان دونوں میں اس طور سے دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور ابن منذر نے کہا ہے کہ سنت یہ ہے کہ نہ کنکریاں ماری جائیں مگر بعد نکلنے سورج کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کہا اور نہیں جائز ہے مارنا کنکریوں کا پہلے فجر کے اس واسطے کہ فاعل اس کا مخالف سنت ہے اور اگر کوئی اس وقت کنکریاں مارے تو اس پر اعادہ نہیں اس واسطے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو غیر کافی کہا ہو اور مشعر حرام کے وقوف میں اختلاف ہے سو بعض تو یہ کہتے تھے کہ جو مزدلفہ میں گزری اور اس میں نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور جو وہاں اترے پھر اس سے کسی وقت میں رات سے روانہ ہو جائے تو اس پر دم نہیں اگرچہ امام کے ساتھ وقوف نہ کرے اور مجاہد اور قتادہ اور زہری اور ثوری نے کہا کہ جو اس میں وقوف نہ کرے اس نے حج کو ضائع کیا اور اس پر دم ہے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور عطاء اور اوزاعی نے کہا کہ اس پر مطلق دم نہیں اور وہ تو صرف ایک جگہ ہے جو چاہے وہاں اترے اور جو چاہے نہ اترے اور اس طرح روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے اور ابن خزیمہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ مزدلفہ کا وقوف رکن ہے نہیں تمام ہوتا حج مگر ساتھ اس کے اور ابن منذر نے اشارہ کیا ہے طرف راجح ہونے اس کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے علقمہ اور نخعی سے اور عجیب ہے کہ کہتے ہیں کہ جو مزدلفہ میں نہ ٹھہرے اس کا حج

فوت ہو جاتا ہے اور اپنے احرام کو عمرہ گردانے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور حجت پکڑی ہے امام طحاوی نے ساتھ اس طور کے کہ اللہ نے وقوف مزدلفہ کو ذکر نہیں کیا صرف یہ کہا کہ مشعر حرام کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو بغیر ذکر کے وہاں ٹھہرے تو اس کا حج تمام ہے پس جب ذکر مذکور قرآن میں حج کے ارکان میں سے نہیں ہے تو جس جگہ میں کہ ذکر کیا جاتا ہے وہ بطریق اولیٰ فرض نہ ہوگی اور وقوف مزدلفہ فرض نہ ہونے کی حجت یہ حدیث ہے جو عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاضر ہو ساتھ ہمارے فجر کی نماز میں مزدلفہ میں اور حالانکہ اس سے پہلی رات کو یا دن کو عرفات میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج تمام ہوا اور واسطے اجماع کے ان کے کہ اس پر کہ اگر کوئی وہاں رات کو ٹھہرے اور وقوف کرے اور نماز سے سو جائے اور اس کو امام کے ساتھ نہ پائے تو اس کا حج پورا ہوا اور ابن حزم نے حد سے تجاوز کیا پس گمان کیا کہ جو فجر کی نماز مزدلفہ میں امام کے ساتھ نہ پائے اس کا حج فوت ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے ابن حزم وغیرہ کی مخالفت کا اعتبار نہیں کیا سو اجماع حکایت کیا ہے اس نے کافی ہونے پر اور حنفیہ کے نزدیک اگر مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم آتا ہے جس پر عذر نہ ہو اور ان کے عذروں میں سے ایک عذر لوگوں کا رش اور بھیڑ ہے۔ (فتح)

۱۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَأَذِنَ لَهَا.

۱۵۶۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدلفہ کی رات کو سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی یعنی منیٰ کو جانے کی اور ان کا جسم بھاری تھا اور بہت دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔

۱۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَأَقَمْنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ

۱۵۶۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں اترے سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی یہ کہ مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائے پہلے رش لوگوں کے اور وہ ایک عورت تھی کہ دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی سو وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو گئیں اور ہم ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم نے مزدلفہ میں صبح کی پھر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہوئے سو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن چاہنا جیسا کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن چاہا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهِ.

میرے نزدیک بہت پیارا ہے ہر چیز خوش کرنے والی سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو منیٰ کی طرف پہلے بھیجنا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَتٰى يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟

۱۵۷۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا.

۱۵۷۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کوئی نماز بے وقت پڑھی مگر دو نمازوں کہ مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی یعنی اپنے معمول کے وقت سے پہلے کہ اجالے میں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز اپنے معمول کے وقت سے پہلے پڑھی جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑھی گئی اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً بِغَيْرِ وَقْتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صریح ہے اس میں کہ دو نمازوں کا غیر وقت میں پڑھنا جائز برابر ہے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ مغرب کی نماز غیر وقت میں واقع ہوئی ہے پس اس طرح ضرور ہے کہ فجر کی نماز بھی اپنے غیر وقت میں ہوئی ہو اور یہ بہت مشکل ہے نیز یہ حصہ بھی شبہ سے خالی نہیں۔(تیسیر)

۱۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعَشَآءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ

۱۵۷۱۔ عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کو نکلا یعنی حج کے ارادے سے پھر ہم مزدلفہ میں آئے سو عبداللہ نے دو نمازیں پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کی نماز ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور ان کے درمیان رات کا کھانا کھایا پھر فجر کی نماز پڑھی جب کہ صبح نکلی کوئی کہتا تھا کہ صبح نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی پھر عبداللہ نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک دو نمازیں اپنے وقت سے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا أَدْرِيْ أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ.

دیر ہوگئیں ہیں اس مکان میں یعنی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء سو نہ آئیں لوگ مزدلفہ میں یہاں تک کہ عشاء کے وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ فجر روشن ہوئی پھر کہا کہ اگر امیر المومنین یعنی عثمان رضی اللہ عنہ مزدلفہ سے اس وقت باہر آئے تو سنت کو پہنچے یعنی سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ صبح روشن ہونے کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مشعر الحرام سے نکلے اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ برخلاف اہل جاہلیت کے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے سو میں نہیں جانتا (یہ قول عبدالرحمن کا ہے) کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ سنت یہ ہے جلد تر تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر جلد تر تھا یعنی جس وقت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اس وقت فوراً عثمان مزدلفہ سے نکل آئے اور مطلق کچھ دیر نہ کی سو مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: قسطلانی نے کہا ہے کہ فاعل یلبی کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا فاعل بنایا جائے تو بھی کچھ بعید نہیں۔ (تیسیر)

بَابُ مَتٰى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

حاجی مزدلفہ سے کب نکلے؟ یعنی مشعر الحرام میں ٹھہرنے کے بعد

۱۵۷۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ أَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ

۱۵۷۲۔ عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں نے عمر کو دیکھا کہ اس نے مزدلفہ میں نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے یہاں تک کہ سورج نکلتا اور کہتے تھے کہ روشن ہوا ہے ثبیر (ایک پہاڑ کا نام ہے مزدلفہ میں) یعنی چاہیے کہ تجھ پر سورج چڑھے اس واسطے کہ جب تک سورج اس پر نہ چڑھتا تھا تب تک وہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور

قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ باہر نکلے پھر حضرت ﷺ منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس آئے سورج نکلنے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح روشن ہونے کے وقت مزدلفہ سے نکلنے کی بڑی فضیلت ہے اور طبری نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں نہ ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکلے تو وقوف اس سے فوت ہوا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ امام شافعی اور جمہور اہل علم کہتے تھے ساتھ ظاہر ان حدیثوں کے یعنی صبح روشن ہونے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کو جائے اور امام مالک کی یہ رائے تھی کہ روشن ہونے سے پہلے جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِينَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَالْإِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ

قربانی کے دن کی صبح کو لبیک اور تکبیر کہنی جب کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور سفر میں کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: باب کی حدیث میں تکبیر کہنے کا ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تکبیر کا ذکر آیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا تو حضرت ﷺ نے لبیک کہنی نہ چھوڑی یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں مگر اس کے درمیان تکبیر کہتے تھے یعنی کبھی کبھی۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۵۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۱۵۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کیا سو فضل نے خبر دی کہ حضرت ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ساتھ کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہتا رہے یعنی پس جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار چکے تو اس وقت سے لبیک کہنی بند کر دے اور اس کے بعد حلال ہونے میں شروع کرے (یعنی کپڑے وغیرہ پہن لے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لبیک کہنا حج کی نشانی ہے اگر تو حاجی ہے تو لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ شروع ہو حلال ہونا تیرا اور تیرا حلال ہونا یہ ہے کہ تو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اس کے بعد حاجی اپنی حجامت کروائے اور قربانی کرنے کے بعد وہ بالکل حلال ہو جائے گا اس کے لیے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا جائز ہو جائے گا اور اسی طرح کی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور ان کے

تابعداروں کا کہ ہمیشہ لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ جب حاجی حرم میں داخل ہو تو لبیک کہنا بند کر دے اور یہ مذہب ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن جب مکہ سے عرفات کو نکلتے تھے تو پھر لبیک کہنا شروع کر دیتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب موقف عرفات کو جائے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے یہی مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے اس نے اس کو عرفہ کے دن زوال کے ساتھ اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث کا اور یہی مروی ہے حسن سے لیکن اس نے کہا کہ جب عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھ لے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کر دے اور طحاوی نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جس جس سے عرفہ کے دن لبیک کہنا مروی ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کسی اور ذکر کے ساتھ مشغول رہے نہ اس وجہ سے کہ اس دن لبیک کہنا درست نہیں اور سب حدیثوں کو اس مسئلہ میں جمع کر دیا ہے، واللہ اعلم اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے یا جب سب کنکریاں مار چکے اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے اول مذہب جمہور کا ہے کہ پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے اور دوسرا مذہب امام احمد کا اور بعض اصحاب شافعی کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابن خزیمہ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ لبیک کہتے تھے پھر آخری کنکری کے ساتھ لبیک کہنی موقوف کی ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مفسر ہے واسطے حدیث حتی رمی جمرة العقبة یعنی مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اس کو تمام کیا۔ (فتح)

۱۵۷۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۱۵۷۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفات سے مزدلفہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسامہ سوار تھے پھر آپ نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل کو سوار کر لیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

بَابُ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

یعنی تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ یعنی ایک ہی سفر میں پہلے عمرہ بجا لائے اور پھر حج تو اس پر لازم ہے قربانی کرنا جو میسر ہو قربانی اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں اور سات دن کے روزے جب تم اپنے گھروں میں واپس پہنچ جاؤ، تو یہ دس پورے ہوئے یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے نہ ہوں رہتے مسجد حرام کے نزدیک، جو لوگ مکہ کے رہنے والے نہ ہوں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے ہدی کی تفسیر کرنا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ جب وہ حج کے احکام بیان کرتے ہوئے منیٰ کے بیان تک پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ احکام ہدی اور قربانی کے ذکر کریں اس واسطے کہ یہ اکثر منیٰ میں ہوتے ہیں سے ہوتا ہے اور مراد اس سے حج تمتع کرنا حالت امن میں ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم بے خوف ہو تو جو فائدہ اٹھائے آخر تک اور اس میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس مسئلے میں کہ تمتع محصر (ہر وہ آدمی ہے جو حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے نکلا ہو اس کو آگے جانے سے منع کر دیا جائے) کے ساتھ خاص نہیں یعنی بلکہ امن کی حالت میں بھی درست ہے اور عروہ نے کہا کہ مراد آیت میں امن بیماری وغیرہ سے ہے اور طبری نے کہا کہ مراد امن خوف سے ہے اس واسطے کہ یہ آیت اتری اس حال میں کہ وہ حدیبیہ میں خوف کرنے والے تھے۔ (فتح) اور تمتع کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور متمتع پر جو قربانی آتی ہے تو وہ مکے کے رہنے والوں پر نہیں۔

١٥٧٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِيْ بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيْهَا جَزُوْرٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِيْ دَمٍ قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوْهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِيْ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ

١٥٧٥۔ ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کا حکم پوچھا یعنی حج کے دنوں میں حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں سو اس نے مجھے اس کا حکم دیا یعنی درست ہے پھر میں نے اس کو قربانی کا حکم پوچھا کہ اس سے کیا واجب ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس میں اونٹ ہے یا گائے یا بکری یا شریک ہونا قربانی میں یعنی اونٹ اور گائے میں کہ وہ سات آدمیوں کی طرف سے درست ہے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا بعض لوگ تمتع کو برا جانتے ہیں یعنی جیسا کہ منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے تو

سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

میں سویا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آدمی پکارتا ہے کہ حج گناہ سے پاک ہے اور عمرہ مقبول ہے تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ اکبر یعنی تعجب ہے کہ یہ خواب موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہے اور کہا آدم اور وہب اور غندر نے شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمرہ مقبول ہے اور حج مبرور یعنی ان تین راویوں نے شعبہ سے برخلاف نضر کے روایت کی ہے کہ متعہ کے بدلے عمرہ کا لفظ بولا اور کلام کو مقدم موخر نقل کیا۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہوں ہم اونٹ اور گائے میں سات آدمی اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا برابر ہے کہ قربانی نفل ہو یا واجب اور یہ امر ہے کہ سب کی نیت تقرب کی ہو یا بعض کی نیت تقرب کی ہو اور بعض کی گوشت کھانے کی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شرط ہے کہ سب کی نیت قربت کی ہو اور زفر سے بھی اس طرح مروی ہے ساتھ زیادہ کرنے اس بات کے کہ سب کے سب ایک ہوں اور داود اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ قربانی نفل میں درست ہے اور واجب میں درست نہیں اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مطلق درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں صرف بکری کا ذکر آیا ہے تو غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ لفظ ہدی خاص ہے ساتھ اونٹ اور گائے کے پھر جو لوگ قربانی میں شریک ہونے کے قائل ہیں تو ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اونٹ اور گائے میں سات سے زیادہ کا شریک ہونا درست نہیں مگر ایک روایت میں سعید بن مسیب سے ہے کہ دس آدمی سے بھی کافی ہے اور یہی قول ہے اسحاق اور ابن خزیمہ کا اور اس قول کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر گردانیں اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ بکری میں شریک ہونا درست نہیں اور جمہور کے نزدیک متعہ میں بکری کی قربانی بھی جائز ہے اور قاسم اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مااستیسر من الھدی سے مراد صرف اونٹ اور گائے ہے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوْبِ الْبُدْنِ — بدن پر سوار ہونے کا بیان

فائدہ: بدن کہتے ہیں اونٹ اور گائے کو اور بعض کہتے ہیں کہ بدن اونٹ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک شامل ہے اونٹ اور بکری اور گائے کو۔

لِقَوْلِهٖ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ — اور کعبے کی چڑھائی کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے

شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس میں بھلا ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا پاؤں باندھ کر پھر گر پڑیں اپنی کروٹوں پر تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بے قراری کرنے والے کو یعنی سائل کو اور نہ سوال کرنے والے کو اس طرح تمہارے بس میں دیے ہم نے وہ جانور شاید تم شکر گزاری کرو، اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے لہو اور گوشت لیکن اس کو پہنچتی ہے تمہاری پرہیز گاری اس نے فرماں بردار کر دیا ان کو واسطے تمہارے کہ اللہ کی بڑھائی بیان کرو اس پر کہ تم اس نے ہدایت دی اور آپ خوشخبری دیں نیکی کرنے والوں کو۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ حاجی کو قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے واسطے عموم اس آیت کے کہ تمہارے لیے اس میں بہتری ہے اور ابراہیم نخعی کے قول کی طرف اشارہ کیا کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ جو چاہے سوار ہو اور جو چاہے دودھ دھوئے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنَ لِبُدْنِهَا وَالْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِىْ يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيْرٍ وَشَعَآئِرُ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيْقُ عِتْقُهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ.

اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ بدن کا نام بدن اس لیے رکھا گیا کہ اس کا بدن بھاری ہوتا ہے' اور قانع کے معنی سوال کرنے والے کے ہیں' اور معتر وہ شخص ہے کہ بدن کے واسطے دروازوں پر گھومے مال دار اور فقیر سے مانگے اور سوال کرے' اور شعائر اللہ کے معنی ان کی تعظیم کرنا ہے اور موٹا کرنا اور سنوارنا ہے' اور لفظ عتیق کہ آیت ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ میں واقع ہوا ہے اور اس کے معنی آزاد ہونا ہے غلبے ظالموں سے یعنی خانہ کعبہ پر کوئی ظالم قبضہ نہیں کر سکتا' اور لفظ وجبت جو اس آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ گر پڑیں زمین پر اور اسی باب سے یہ قول ہے کہ سورج

زمین پر گرا وقت غروب۔

فائدہ: چونکہ یہ الفاظ اس آیت میں واقع ہوئے تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر کر دی۔

۱۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ.

۱۵۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ھدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ اونٹ ھدی کا ہے یعنی پس میں کیونکر سوار ہوں وہ سمجھا کہ مطلق ھدی پر سوار ہونا درست نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا تجھ کو خرابی ہو یہ دوسری یا تیسری بار میں کہا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ ھدی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے برابر ہے کہ ھدی واجب ہو یا نفل اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی والے سے اس کی تفصیل نہیں پوچھی پس معلوم ہوا کہ سب کا حکم ایک ہے اور یہی قول ہے عروہ بن زبیر کا اور منسوب کیا ہے اس کو ابن منذر نے طرف احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے امام نووی نے روضہ میں اور نقل کیا ہے اس کو شرح مہذب میں قفال سے اور ماوردی سے اور نقل کیا ہے اس میں ابی حامد وغیرہ سے کہ اگر حاجت ہو تو سوار ہونا درست ہے وگرنہ نہیں اور رویانی نے کہا کہ بے حاجت جائز رکھنا اس کا نص کے خلاف ہے اور یہی ہے جس کو حکایت کیا ہے ترمذی نے شافعی اور احمد اور اسحاق سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک بغیر حاجت کے سوار ہونا مطلق مکروہ ہے اور حنفیہ میں سے صاحب ہدایہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ بے قرار ہونے کے طرف اس کے اور یہی منقول ہے شعبہ سے اور ابن عربی نے مالک سے روایت کی ہے کہ ضرورت کے واسطے سوار ہو اور جب آرام پائے تو اتر جائے اور مقتضی اس شخص کا کہ مقید کرتا ہے اس کو ساتھ ضرورت کے یہ ہے کہ جب ضرورت ختم ہو چکے تو پھر اس پر سوار نہ ہو مگر دوسری ضرورت سے اور دلیل ان تین قیدوں پر اور وہ اضطرار ہے اور دستور کے موافق سوار ہونا اور ختم ہونا رکوب کا ساتھ ختم ہونے ضرورت کے یہ حدیث ہے جو کہ مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ دستور کے موافق قربانی کے اونٹ پر سوار ہو جائے یعنی حاجت سے زیادہ تکلیف مت دے اور یہ سوار ہونا اس وقت درست ہے جب کہ تو اس کی طرف مضطر و مجبور ہو یہاں تک کہ تجھ کو دوسری سواری ملے اس واسطے کے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسری سواری مل جائے تو اس کو چھوڑ دے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ جب تھک جائے تو بقدر آرام پانے کے اس پر سوار ہو اور اس مسئلے میں

پانچواں مذہب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلق درست نہیں نقل کیا ہے اس کو ابن عربی نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس پر طعن کیا لیکن طحاوی وغیرہ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بقدر حاجت کے سوار ہونا درست ہے لیکن اس نے کہا کہ اگر سوار ہونے کے سبب اس سے کچھ نقصان ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا ھدی واجب میں مانند نذر کے اور چھٹا مذہب یہ ہے کہ سوار ہونا واجب ہے یہ مذہب بعض اہل ظاہر کا ہے واسطے دلیل ظاہر امر کے اور نہیں منع ہے قول ساتھ وجوب کے جب کہ معین ہو طریق طرف بچانے آدمی کی ہلاکت سے پھر جائز رکھنے والوں کو اختلاف ہے اس میں کہ اس پر اپنا اسباب لادے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک اس پر اسباب لادنا درست ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ منع ہے اور اس طرح غیر کو بھی اس پر اسباب لادنا درست ہے اور اجماع اس پر کہ اس کو کرایہ نہ دے اور امام طحاوی نے کہا کہ ہمارے اصحاب اور شافعی کے نزدیک اگر اس کا دودھ دھوئے تو اس کو خیرات کر دے اور اگر اس کو پی لے اس کے مول خیرات کر دے اور امام مالک نے کہا کہ اس کا دودھ نہ پیئے اور اگر پیئے تو اس پر تاوان نہیں اور نہ سوار ہو بغیر حاجت کے (فتح) اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو تو یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ حضرت ﷺ نے تا دیباً اس کو کہا واسطے رجوع کرنے اس کے کے باوجود نہ پوشیدہ ہونے حال کے حضرت ﷺ پر اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جاہلیت کی عادت کے موافق اس پر سوار نہیں ہوتا جیسا کہ سائبہ وغیرہ پر سوار نہ ہوتے تھے سو اس کو جھڑکا، ڈانٹا اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے عناد کی وجہ سے رکوب ترک نہیں کیا تھا اور احتمال ہے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ اس کو سوار ہونے میں تاوان دینا پڑے گا یا گنہگار ہوگا اور اجازت تو اس کو صرف مشقت کی وجہ سے ہے سو اس نے حکم کے بجا لانے سے توقف کیا تو جب آپ سخت ناراض ہوئے تو جلدی کی طرف بجا لانے کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہلاکت کے نزدیک پہنچا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکرار فتوی کا درست ہے اور مستحب ہے جلدی کرنا حکم پر عمل کرنے میں اور جو اس کی طرف جلدی نہ کرے اس کو جھڑکنا درست ہے اور جائز ہے پیدل چلنا بوڑھے کا سفر میں اور یہ کہ جب بڑا کوئی مصلحت کے واسطے دیکھے تو اس کے ارشاد سے منہ نہ پھیرے اور امام بخاری نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے یہ کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے اور یہ موافق ہے واسطے قول جمہور کے عام وقفوں میں اور خاص وقفوں میں اپنی جان پر وقف کرنا شافعیہ کے نزدیک درست نہیں۔ (فتح)

۱۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ

۱۵۷۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ ھدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو حضرت ﷺ نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت ﷺ نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ

ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا.

قربانی کا جانور ہے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا، تین دفعہ فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے اونٹ پر سوار ہونا درست ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

اگر کوئی اپنے ساتھ خانے کعبے کو قربانی لے جائے یعنی حل سے طرف حرم کے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: مہلب نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ارادہ ہے کہ معلوم کرا دے کہ سنت ھدی میں یہ ہے کہ حل سے حرم میں لائے اور اگر حرم سے خریدے تو جس وقت عرفات کو جائے اس کو حرم سے باہر نکالے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ کا اور اگر نہ کرے تو اس پر بدلہ ہے اور یہی قول ہے لیث کا اور جمہور نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ عرفات میں کھڑا ہو تو بہتر ہے وگرنہ اس پر بدلہ نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ سنت نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس واسطے سے حل سے حرم کی طرف قربانی ہانکی تھی کہ آپ کا مکان حرم سے خارج تھا اور یہ سب اونٹ کا ذکر ہے اور اس پر گائے اور بکری کو قیاس کرنا پس یہ ضعیف ہے اسی واسطے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ ہانکی جائے طرف مکے کے کہ مگر عرفات سے اور جو جگہ اس کے نزدیک ہے۔ (فتح)

۱۵۷۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى

۱۵۷۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ اٹھایا حجۃ الوداع میں ساتھ عمرے کے طرف حج کے یعنی داخل کیا عمرے کو حج پر اس طرح سے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور ھدی لائے اور اپنے ساتھ لے چلے ذی الحلیفہ سے کہ نام ہے ایک جگہ کا وہیں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور شروع کیا سو پہلے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا سو حج تمتع کیا لوگوں نے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے سے طرف حج کے یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر ادا کیا سو لوگوں میں سے بعض وہ تھے (یعنی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا) کہ ھدی ساتھ لائے تھے اور بعض ان میں سے وہ تھے کہ ھدی ساتھ نہیں لائے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے تو لوگوں کو فرمایا یعنی عمرہ کرنے

فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

والوں کو کہ جو تم میں سے قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو کہ اس سے باز رہے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج ادا کرے اور جو قربانی نہ ساتھ لایا ہو تو وہ خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف عمرے کا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور بال کتروائے اور چاہیے کہ احرام کھول دے یعنی عمرے کا احرام اُتار کر حلال ہو جائے یعنی جو چیزیں احرام میں منع ہیں وہ اب حلال ہوئیں پھر چاہیے کہ حج کا احرام باندھے یعنی حرم سے جبکہ نکلے طرف عرفات کے اور قربانی ذبح کرے یعنی قربانی کے دن کہ واجب ہے یہ متمتع کو واسطے شکر گزاری اس نعمت کے کہ ایک سفر میں توفیق ادائے عمرے اور حج کی ہوئے اور جو ھدی نہ پائے تو چاہیے کہ تین دن روزے رکھے بیچ حج کے یعنی حج کے مہینوں میں بعد احرام کے نحر قربانی کے دن سے پہلے اور افضل یہ ہے کہ ساتویں آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کو روزے رکھے اور سات روزے جب پھرے طرف اہل اپنے کے یعنی افعال حج سے فارغ ہو اگرچہ مکے میں ہو پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا سب چیزوں سے پہلے یعنی جو افعال کہ طواف کے ہیں اور ان میں سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا بعد لبیک کے پھر طواف میں تین بار جلدی چلے یعنی جیسے پہلوان چلتے ہیں کندے ہلا کر اور چار بار اپنی معمولی چال چلے یعنی ایک بار جو خانے کعبے کے گرد پھرتے ہیں اس کو شوط کہتے ہیں پس سات شوط اس طرح کرے اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اور پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے جب کہ اپنا طواف خانے کعبے کے گرد کرے پھر سلام پھیرے یعنی دو

رکعت نماز پڑھنے کے بعد پھر خانے کعبے کے پاس آئے اور پھر صفا پر آئے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات بار چکر لگائے پھر نہ حلال ہو کسی چیز سے کہ اس سے باز رہے تھے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج تمام کرے اور قربانی کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو اپنی قربانی ذبح کرے یعنی پس اب حلال ہوا ہر چیز سے ساتھ حلق کے سوائے جماع کے اور چلے یعنی منیٰ سے مکے میں آئے پھر خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف افاضہ جس کو طواف الزیارت بھی کہتے ہیں پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے جس سے باز رہے تھے یعنی اب جماع کرنا بھی حلال ہو گیا اور جو اصحاب میں سے قربانی ساتھ نہ لایا تھا اس نے بھی حضرت ﷺ کی طرف کیا۔

فائدہ: اول گزر چکا ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا احرام باندھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر حج کا اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے صورت احرام کی یعنی جب عمرے کو حج پر داخل کیا تو دونوں کے ساتھ اکٹھی لبیک کہی سو کہی لبیك بعمرة وحج اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس کے جو پہلے گزر چکی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا سو احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انکار اس وجہ سے ہو کہ اس نے مطلق کہا کہ حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جمع کیا یعنی ابتداء ہی سے دونوں کا احرام اکٹھا باندھا اور معین کرتا ہے اس تاویل کو قول اس کا نفس اس حدیث میں کہ لوگوں نے نفع اٹھایا اس واسطے کہ جنہوں نے تمتع اٹھایا تھا انہوں نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا لیکن انہوں نے حج کا احرام عمرے سے فسخ کر دیا یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا یہاں تک کہ اس کے بعد مکے میں حلال ہوئے پھر اسی سال میں حج کیا اور یہ جو فرمایا کہ بال کتروائے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ حلق اور بال کتروانا عبادت ہے اور یہی صحیح بات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مباح کرنے حرام کے ہے اور صرف بال کتروانے کا اس واسطے حکم دیا کہ اس کے بال باقی رہیں تا کہ ان کو حج میں منڈوائے اور یہ جو فرمایا کہ جو قربانی نہ پائے تو یہ نہ پانا یا تو اس طور سے ہے کہ قربانی موجود نہ ہو یا اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا مول ہو اور اس سے اور کوئی ضرورت زیادہ ہو یا اس کا مالک بیچ نہیں رہا یا مہنگی مول سے ہاتھ آئے پس نقل کرے طرف روزے کی جیسا کہ قرآن کی نص ہے اور مراد فی الحج سے بعد احرام کے ہے امام نووی نے کہا یہی افضل ہے اور اگر حج کے احرام سے پہلے روزے رکھے تو یہی کفایت کرتے ہیں صحیح مذہب

پر اور اس پر عمرے سے حلال ہونے سے پہلے پس صحیح قول پر کفایت نہیں کرتے امام مالک نے کہا جائز رکھا ہے اس کو نووی اور اصحاب رائے نے اور اس پر اول مذہب پر سو جو مستحب رکھتا ہے روزہ عرفہ کا دن عرفہ کے وہ کہتا ہے کہ ساتویں کو احرام باندھے تا کہ ساتویں آٹھویں اور نویں کو روزہ رکھے اور نہیں تو چھٹی تاریخ کو احرام باندھے تا کہ عرفہ کے دن روزہ افطار کرے اور اگر اس سے روزہ فوت ہو جائے تو اس کو قضا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے ذمہ میں ھدی مستقر رہتی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور تشریق کے دنوں کے روزوں میں شافعیہ کے دو قول ہیں اظہر یہ ہے کہ جائز نہیں اور صحیح تر دلیل کی روح سے جواز ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد طواف قدوم کے ساتھ آدمی حلال نہیں ہوتا اور اس میں مشروعیت ہے طواف قدوم کے واسطے قارن کے اور رمل بیچ اس کے اگر اس کے پیچھے سعی ہو (فتح) اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ متمتع تھے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے پس تمتع سے مراد تمتع لغوی ہے یعنی نفع اٹھانا اس واسطے کہ نفع اٹھانا ساتھ حج اور عمرے دونوں کے قرآن میں موجود ہے۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيْقِ

اگر کوئی راستہ سے ھدی خرید لے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی برابر ہے کہ حل سے ہو یا حرم سے اس واسطے کہ اپنے شہر سے ھدی کا ساتھ لے جانا شرط نہیں۔

فائدہ: ھدی ساتھ زبر اور سکون دال کے نام ہے اُن جانوروں کا کہ حرم میں ذبح کیے جاتے ہیں واسطے طلب ثواب کے خواہ بکری دُنبہ، بھیڑ ہو یا گائے بھینس وغیرہ اور اونٹ اور ھدی دو قسم ہے واجب اور تطوع یعنی نفل پھر ھدی واجب کی دو قسمیں ہیں ھدی قران اور ھدی تمتع اور ھدی جنایات اور ھدی نذر اور ھدی احصار اور وجہ تسمیہ ھدی کا یہ ہے کہ بندہ اس کو ھدیہ بھیجتا ہے اللہ کی بارگاہ میں اور صرف قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالی سے یہ سبب اس کی۔ (ح)

۱۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لِأَبِيْهِ أَقِمْ فَإِنِّيْ لَا آمَنُهَا أَنْ سَتُصَدُّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذًا أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللهُ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

۱۵۷۹۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ نے اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ٹھہرے یعنی اس سال حج کو نہ جانا کہ میں فتنہ سے بے خوف نہیں یہ کہ روکا جائے تو خانہ کعبہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر میں روکا گیا جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا تھا اللہ نے فرمایا کہ تم رسول ﷺ کی اچھی چال چلتے ہو اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جان پر عمرے کو واجب کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر سے عمرے کا احرام باندھا

فَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عَلَى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنَ الدَّارِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْبَيْدَآءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

پھر اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ بیدا (ایک میدان کا نام ہے مزدلفہ میں) پہنچے تو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھ لیا یعنی قران کیا اور کہا کہ نہیں حال حج اور عمرے کا مگر پھر قدید (ایک جگہ کا نام ہے حل میں) سے قربانی خریدی پھر کے میں آئے سو دونوں کے واسطے صرف ایک طواف کیا پس احرام سے باہر نہ نکلے یہاں تک کہ حج اور عمرے سے اکٹھے حلال ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ وہ افضل ہے میقات سے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا میقات معین ہو اس کے حق میں میقات سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو اپنے گھر سے احرام باندھے اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا میقات سے احرام باندھنا ارجح ہے اور اپنے گھر سے اور رافع نے کہا کہ ان کی تعلیل سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر امن ہو اس کے حق میں گھر سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ مکروہ جانا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ احرام باندھا جائے خراسان یا کرمان سے (فتح) اور اس سے معلوم ہوا کہ راستہ سے ھدی کا خریدنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اونٹ کی کوہان کو زخمی کرے اور اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے ذی الحلیفہ میں پھر اس کے بعد احرام باندھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے اشارہ کرنا ہے طرف رد کرنے قول مجاہد کے کہ اس نے کہا ہے کہ اونٹ کی کوہان زخمی نہ کرے یہاں تک کہ احرام باندھے یعنی احرام باندھنے کے بعد اشعار کرے۔ (فتح)

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا أَهْدَى مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِي شِقِّ سَنَامِهِ الْأَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً.

اور نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینے سے اپنے ساتھ ھدی لے جاتے تھے تو ذوالحلیفہ میں اس کے گلے میں ہار ڈالتے تھے اور اس کی کوہان کو زخمی کرتے تھے زخم کرتے تھے اس کی کوہان کی داہنی طرف میں ساتھ چھری کے اور اس کا منہ قبلے کی طرف

کرتے اس حال میں کہ وہ بیٹھے ہوتے تھے۔

فائدہ: ظاہر یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہیں لیکن شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشعار اور تقلید کے بعد احرام باندھا ہوگا۔

۱۵۸۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِيْ بِضْعِ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

۱۵۸۰۔ مسور بن مروان سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر ایک ہزار اصحاب کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے یہاں تک کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی کے گلے میں ہار ڈالا اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تقلید کی پھر اس کے بعد احرام باندھا۔ وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

۱۵۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ.

۱۵۸۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گلے میں ڈالے اور ان کی کوہان کو زخمی کیا اور ان کو خانہ کعبہ کی طرف ھدی کر کے بھیجا یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر بنا کر مکے میں بھیجا اور ان کے ساتھ ھدی کے اونٹ بھیجے پس نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز کہ حلال ہوئے تھے واسطے ان کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے اور جو چیزیں کہ احرام میں حرام ہیں مجرد اشعار اور تقلید وغیرہ سے ان پر حرام نہ ہوئیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو کہ اشعار اور تقلید کے صحیح ہونے میں احرام کا مقدم ہونا شرط نہیں پس معلوم ہوا کہ احرام سے پہلے اشعار کرنا درست ہے وفیه المطابقة للترجمة اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف زخم کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف زخم کیا

کرتے تھے اور کبھی بائیں طرف میں زخم کیا کرتے تھے پہلا مذہب امام شافعی اور صاحبین کا ہے اور ایک قول امام احمد کا ہے اور دوسرا مذہب امام مالک کا اور ایک قول احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ احرام سے پہلے اشعار کرتے تھے اور ابن عبدالبر نے استذکار میں مالک سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہ اشعار کرے ھدی کو مگر نزدیک احرام کے اول اس کے گلے میں ہار ڈالے پھر اس کو اشعار کرے پھر نماز پڑھے پھر احرام باندھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ اشعار کرنا جائز ہے اور اشعار یہ ہے کہ ھدی کے اونٹ کی کوہان کے داہنے کنارے میں زخم کیا جائے اور فائدہ اس کا معلوم کروانا ہے کہ یہ ھدی ہے تا کہ جو محتاج ہو اس کے ساتھ اور یہاں تک کہ اگر غیر کے اونٹوں میں مل جائے تو اس سے جدا ہو سکے یا اگر گم ہو تو پہچانی جائے کہ یہ ھدی ہے یا تھک جانے کے سبب سے قریب مرنے پہنچے یعنی اور پس ذبح ہو جائے تو مسکین اس کو علامت سے پہچانیں اور کھائیں باوجود کہ اس میں نشان شرع کی تعظیم ہے اور غیر کی اس پر ترغیب ہے اور بہت بعید ہے قول اس شخص کا کہ اشعار کو منع کرتا ہے اور حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مثلہ کے منع ہونے سے پہلے جائز تھا پھر منع ہوا اس واسطے سے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اشعار حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور یہ واقع مثلہ کے منع ہونے سے کچھ زمانہ پیچھے واقع ہوا ہے یعنی پس یہ دعوی الٹ ہے مدعی نسخ ہے۔ وسیاتی نقل الخلاف فی ذٰلك بعد باب انشاء اللّٰہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنے کا بیان

۱۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ.

۱۵۸۲۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا حال ہے لوگوں کا کہ احرام سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کو تلبید کی اور اپنی ھدی کے گلے میں ہار ڈالا سو میں حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ حج کے احرام سے حلال ہوں یعنی حج سے فارغ ہو کر احرام اتاروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنا درست ہے اس واسطے کہ تقلید مستلزم ہے ہار بٹنے کو پہلے اس سے و فیه المطابقة للترجمة اور گائے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد ھدی سے اونٹ اور گائے دونوں ہیں یا گائے بھی اونٹ کے معنی میں ہے (فتح) اور تلبید یہ ہے کہ محرم اپنے سر میں گوند یا خطمی بوٹی لگائے تا کہ بال آپس میں جم جائیں اور غبار نہ بیٹھے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔

۱۵۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ

۱۵۸۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِىْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

سے ھدی بھیجتے تھے سو میں ان کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹتی تھی پھر نہ پرہیز کرتے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے ہار بٹنا درست یا سنت ہیں۔ **وفيه المطابقة للترجمة۔**

بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْىَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

اونٹ کے اشعار کرنے کا بیان اور عروہ رحمہ اللہ نے مسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی کے گلے میں ہار ڈالے اور اس کو اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا یعنی صلح حدیبیہ کے سال میں

۱۵۸٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا أَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلٌّ.

۱۵۸٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ھدی کے اونٹوں کے ہار بٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشعار کیا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے یا میں نے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو خانے کعبے کی طرف ھدی کر کے بھیجا اور آپ مدینے میں ٹھہرے رہے سو نہ حرام ہوئی آپ پر کوئی چیز جو آپ کے لیے حلال تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کرنا درست ہے اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے بدن میں زخم کرے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس کو پونچھ ڈالے پس یہ نشانی ہے اس پر کہ یہ ھدی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا سلف اور خلف سے اور طحاوی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور اس کے سوا اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اشعار کرنا مستحب ہے واسطے تابعداری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ اشعار بہتر ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اشعار خاص ہے ساتھ اس جانور کے کہ اس کے لیے کوہان ہو اور طحاوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اشعار میں اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے پس دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عبادت نہیں لیکن مکروہ نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فعل سے ثابت ہے اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اشعار کو مکروہ کہنے کا عذر کہ وہ مثلہ ہے مردود ہے اور باب سے ہے مانند داغنے اور کان پھاڑنے کے تا کہ علامت ہو اور سوائے اس کے وسم اور ختنہ کرنے اور سینگی لگانے کے اور عادت جاری ہے کہ انسان کو اپنے مال پر شفقت ہوتی ہے پس نہیں خوف کیا جاتا جو انہوں نے وہم کیا ہے کہ مبادا زخم سرایت کرے اور ہلاکت کی طرف پہنچائے اور اگر یہ بات ملحوظ ہوتی تو البتہ مکروہ جاننے والا اس کو قید کرے یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور کہتا کہ جو اشعار کہ ہلاکت کی طرف پہنچائے وہ مکروہ ہے اور متقدمین نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر بہت طعن کیا اس پر کہ اس نے اشعار کو مطلق مکروہ کہا اور طحاوی نے معانی الآثار میں اس کی مدد کی ہے سو کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اس نے اس اشعار کو مکروہ کہا ہے جس سے اونٹ کے ہلاک ہونے کا خوف ہو مانند سرایت کرنے زخم کے خاص کر چھری کے ساتھ زخم کرنے میں پس ارادہ کی امام نے سد باب کا عام لوگوں سے اس واسطے کہ وہ اس میں حد کی رعایت نہیں کرتے اور جو سنت کا عارف ہو تو اس کے لیے مکروہ نہیں اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ اشعار مکروہ ہے اور اس میں تعقب ہے ابن حزم اور خطابہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سوائے اشعار کے مکروہ کہنے کا اور کوئی قائل نہیں اور ابن حزم نے اس مقام پر بڑا مبالغہ کیا ہے اور قائلین اشعار کا اتفاق ہے کہ گائے کا اشعار کرنا بھی درست ہے مگر سعید بن جبیر کے نزدیک درست نہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بکری کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس کے بال اس کے اشعار کی جگہ کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور نیز اس واسطے کہ وہ ضعیف ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اس واسطے کہ اس کی کوہان نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ — اپنے ہاتھ سے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ھدی ہانکے اور خود حج کا ارادہ رکھتا ہو سو وہ تو احرام کے وقت اس کو ہار ڈالے اور اشعار کرے اور یا یہ کہ اس کو ہانکے اور خود گھر میں ٹھہرے اور حج کا ارادہ نہ ہو سو اس وقت اس کو اپنے گھر سے ہار ڈالے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے باب کی حدیث سے اور ہار کی چیز کا بیان آئندہ آئے گا اور غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ آپ اس تقلید کے ساتھ عام تھے تا کہ اس کا مابعد اس پر مترتب ہو یعنی آپ کو تقلید کا علم تھا اور باوجود اس کے آپ احرام کی ممنوع چیزوں سے نہ رہے تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آپ نے تقلید کے علم سے پہلے اس کو مباح جانا تھا نہ پیچھے۔ (فتح)

۱۵۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى

۱۵۸۵۔ عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا ہے کہ جو خانے کعبے کی طرف ھدی بھیجے یعنی اور خود حج کو نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهٗ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

حاجی پر جس نے حج کا احرام باندھا ہو یہاں تک کہ اس کی ھدی ذبح کی جائے عمرہ رضی اللہ عنہا کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس طرح نہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالے پھر ان کو ھدی کر کے مکے کی طرف بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز جس کو اللہ نے آپ پر حلال کیا تھا یہاں تک کہ ھدی ذبح کی گئی۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلے میں سب فقہاء کی مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واجب ہے پھرنا طرف روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہوگا اور یہ ابن تین کا بڑا قصور ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ اکیلا نہیں بلکہ ثابت ہو چکا ہے یہ فعل ایک جماعت صحابہ سے انہیں میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب مکے میں ھدی بھیجتے تھے تو باز رہے تھے اس سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم لیکن وہ لبیک نہیں کہتے تھے اور انہیں میں قیس ہیں جیسا کہ سعید بن منصور نے ان سے روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ایک مرد کے حق میں جو مکے میں اونٹ بھیجے یہ کہ باز رہے اس چیز سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم اور یہ اثر منقطع ہے اور ابن منذر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ کہا عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور قیس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور نخعی رحمہ اللہ اور عطا رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ اور اور لوگوں نے کہ جو ھدی بھیجے اور خود نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے محرم پر اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کہ ھدی بھیجنے کے ساتھ آدمی محرم نہیں ہوتا اور اس طرف گئے ہیں فقہاء شہروں کے اور پہلے لوگوں کی دلیل ایک حدیث ہے جو طحاوی نے روایت کی ہے لیکن وہ ضعیف ہے اور سعید بن مسیب کا یہ مذہب ہے کہ نہ پرہیز کرے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم مگر جماع سے مزدلفہ کی رات کو ہاں زہری سے یہ روایت آئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے برخلاف امر قرار پایا اور ایک جماعت فقہاء فتوی کا یہ

مذہب ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے وہ مجرد تقلید ھدی سے محرم ہو جاتا ہے حکایت کی ابن منذر نے یہ بات ثوری سے اور احمد اور اسحاق سے اور اصحاب رائے نے کہا کہ جو ھدی ہانکے اور خانہ کعبہ کا قصد کرے پھر تقلید کرے تو واجب ہو جاتا ہے اس پر احرام باندھنا اور جمہور نے کہا کہ محض تقلید ھدی سے آدمی محرم نہیں ہوتا اور نہ ہی واجب ہوتی اس پر کوئی چیز (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کے میں قربانی بھیجے تاکہ دسویں کو منیٰ میں ذبح کی جائے اور خود حج کو نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اس پر احکام حج کے جاری نہیں ہوتے اور جو چیز کہ محرم پر حرام ہوتی ہے وہ اس پر حرام نہیں ہوتی اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوئے ہیں ایک پکڑنا بڑے آدمی کا ایک چیز کو اپنے ہاتھ سے اگرچہ اس کے لیے کوئی شخص ہو جو اس کو کفایت کرے جبکہ وہ امر اہتمام والا ہو خاص کہ وہ چیز اقامت شرائع سے ہو اور یہ کہ نص کے وقت اجتہاد مردود ہے اور یہ کہ اصل حضرت ﷺ کے افعال میں پیروی کرتا ہے یہاں تک کہ خاصہ ہونا ثابت ہو اور یہ کہ بعض علماء کا بعض پر اعتراض کرنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ — بکری کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ امام مالک اور اصحاب رائے نے بکری کے گلے میں ہار ڈالنے سے انکار کیا ہے اور شاید کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی اور نہیں پاتے ہم واسطے ان کے کوئی حجت مگر قول بعض کا کہ وہ ہار ڈالنے سے ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ دلیل ضعیف ہے اس واسطے کہ مقصود تقلید سے علامت کرنا ہے کہ یہ ھدی ہے تاکہ اس کو کوئی راہزن نہ چھیڑے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ وہ اس سے ضعیف ہو جاتی ہے سو اس کے گلے میں وہ چیز ڈالی جائے جو اس کو ضعیف نہ کرے اور حنفیہ کا قول اصل میں یہ ہے کہ بکری ھدی میں سے نہیں پس یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جو بکری کے ھدی ہونے کا قائل نہیں اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طرح کے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار حج کیا اور اس میں بکری کی ھدی نہیں پہنچی اور میں نہیں جانتا کہ اس دلیل کی وجہ کیا ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے بکری کی ھدی بھیجی اور خود اپنے گھر میں ٹھہرے رہے اور یہ قطعاً آپ کے حج سے پہلے تھا پس نہیں تعارض ہے درمیان فعل اور ترک کے اس واسطے کہ مجرد ترک جواز کے نسخ پر دلالت نہیں کرتا پھر اصحاب میں سے وہ شخص کون ہے جس نے تصریح کی ہے کہ آپ کے حج میں آپ کی ھدیوں میں بکری تھی تاکہ جائز ہو حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور عطاء اور عبداللہ اور جعفر وغیرہ کے طریق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بکریاں دیکھی کہ آگے جاتیں تھیں اس حال میں کہ ان کے گلے میں ہار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح روایت ہے اور مراد ساتھ اس کے رد ہے اس شخص پر کہ دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اوپر ترک کرنے ھدی بکری کے اور تقلید اس کی کے۔ (فتح)

١٥٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا.

١٥٨٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی ھدی بھیجی۔

١٥٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ أَهْلِهِ حَلَالًا.

١٥٨٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہار بٹتی تھی سو آپ بکری کے گلے میں ڈالتے تھے اور اپنے اہل میں ٹھہرتے تھے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

١٥٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

١٥٨٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں کے ہار بٹتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ھدی کر کے بھیجتے تھے پھر آپ مدینے میں ٹھہرتے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

١٥٨٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

١٥٨٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ھدی کے واسطے ہار بٹے پہلے اس سے کہ احرام باندھیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بکری کے گلے میں ہار ڈالنا درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ. — اون سے ہار بٹنے کا بیان۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اون سے ہار بٹنا مکروہ ہے بلکہ زمین سے پیدا ہوئی چیز سے ہار بٹے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے ساتھ حدیث باب کی اور ابن تین نے کہا کہ شاید مراد امام مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ وہ اولی ہے اور اون سے جائز ہے۔ (فتح)

۱۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ.

۱۵۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بٹے ہار میں نے ان کے اون سے جو میرے پاس تھی۔

بَابُ تَقْلِيْدِ النَّعْلِ

جوتے کے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد اس سے جنس جوتے کی ہو اور یہی احتمال ہے کہ ایک جوتی ہو پس اس میں اشارہ ہوگا طرف رد کرنے قول اس شخص کے کہ وہ جوتیوں کا ڈالنا شرط کرتا ہے اور یہ قول ثوری کا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ ایک جوتی بھی کفایت کرتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ جوتا معین نہیں بلکہ جو اس کے قائم مقام ہو جائز ہے پھر حکمت جاتے کے ہار میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سفر کے اور مشقت کی بیچ اس کے اور مستحب ہے کہ دو جوتیاں ڈالے۔ (فتح)

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِيْ عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ کو ہانکتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ ھدی کا اونٹ ہے فرمایا سوار ہو لے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں اس کو اس پر سوار دیکھا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا اور جوتا اس کی گردن میں تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے گلے میں ایک جوتا ڈالنا بھی درست ہے یا مستحب ہے کہ ھدی کے گلے میں جوتا ڈالے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ

اونٹوں کے جھولوں کا بیان کہ کہاں خرچ کی جائیں

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَشُقُّ مِنَ الْجِلَالِ إِلَّا مَوْضِعَ السَّنَامِ وَإِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نہ پھاڑتے جھول سے مگر جگہ کوہان کی کے اشعار کی جگہ ظاہر ہو اور جب اس کو ذبح کرتے تھے تو اس سے جھول اتار لیتے تھے اس خوف سے کہ اس کو لہو خراب نہ کرے پھر اس کو خیرات کر ڈالتے تھے۔

فائدہ: جھول کا خیرات کرنا فرض نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف اس لیے کیا تھا تاکہ جس چیز پر اللہ کا نام پکارا ہے اس میں رجوع نہ کرے اور نہ اس چیز میں کہ اس کی طرف نسبت کی گئی۔

۱۵۹۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا.

۱۵۹۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خیرات کروں جھولیں ان اونٹوں کی کہ ذبح کیے گئے اور خیرات کروں ان کی کھالیں۔

فائدہ: جو کچھ کہ ان حدیثوں میں ہے استحباب تقلید سے اور اشعار وغیرہ سے سو مقتضی ہے اس کو کہ اظہار تقرب کا ساتھ ھدی کے افضل ہے پوشیدہ کرنے اس کے سے اور بے شک یہ بات ہے کہ فرض کے سوا نیک کام کا پوشیدہ کرنا افضل ہے اس کے ظاہر کرنے سے پس یا تو یہ کہا جائے گا کہ اعمال حج کے ظہور پر مبنی ہیں مانند احرام اور طواف اور وقوف کے پس اسی طرح اشعار اور تقلید کا ظاہر کرنا بھی افضل ہوگا پس خاص کیا جائے گا حج عموم اضعاء سے اور یا کہا جائے گا کہ اشعار اور تقلید سے عمل صالح کا ظاہر کرنا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ جو اس کو ھدی کر کے بھیجتا ہے اس کو ممکن ہے کہ اس کو کسی غیر کے ساتھ بھیجے سو اس کو تقلید اور اشعار کرے اور نہ کہے کہ یہ ھدی فلانے کی ہے پس حاصل ہوگی سنت تقلید کی ساتھ پوشیدہ کرنے عمل کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اشْتَرٰى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَّدَهَا

اگر کوئی راہ سے ھدی خریدے اور اس کے گلے میں ہار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس باب میں تقلید کا لفظ زیادہ ہے۔

۱۵۹۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الْحَجَّ

۱۵۹۳۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا اس سال میں کہ قصد کیا حج کا حروریہ نے بیچ عہد ابن زبیر کے سو کسی نے ان سے کہا کہ لوگوں کے درمیان

عَامَ حَجَّةِ الْحَرُوْرِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّنَخَافُ أَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ إِذًا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَآءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَةٍ وَّأَهْدٰى هَدْيًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتّٰى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَاٰى أَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَهُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ تجھ کو حج اور عمرے سے روکیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تم کو رسول کی اچھی چال چلنی ہے کہ میں اس وقت کروں گا جو حضرت ﷺ نے کیا تھا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا یہاں تک کہ جب بیداء میدان میں پہنچے تو کہا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں اس پر کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ جمع کیا اور اپنے ساتھ ھدی ہانکی اس حال میں کہ اس کے گلے میں ہار تھا خریدا اس کو جب کہ مکے میں آئے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے اور اس پر کچھ زیادہ نہ کیا اور نہ حلال کی کوئی چیز اس پر کہ حرام تھی قربانی کے دن تک سو سر منڈوایا اور قربانی جمع کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا یعنی اعتقاد کیا کہ تحقیق اس نے ادا کیا طواف حج اور عمرے کا اپنے پہلے طواف سے پھر کہ حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا ہے یعنی قارن کے واسطے صرف ایک طواف اور سعی کافی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حروریہ کے حج کے سال مکے کو نکلے اور باب طواف القارن میں ہے کہ جس سال حجاج نے عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی اس سال ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کو نکلے تھے دونو کے درمیان بڑی مخالفت ہے کہ جس سال کہ حروریہ کا حج ۶۴ھ چونسٹھ ہجری میں تھا اور حجاج کا ابن زبیر پر چڑھائی کرنا ۷۳ھ میں پس یا تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قصہ متعدد ہے اور یا راوی نے حجاج اور اس کے تابعداروں کو حروریہ کہا ہے واسطے صفت جامع کے کہ دونوں کے درمیان پائی جاتی ہے اور خروج کرتا ہے امام بحق پر۔ (فتح)

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

اگر کوئی مرد اپنی عورتوں کی طرف سے گائے ذبح کرے بدون اذن ان کے تو اس کا کیا حکم ہے

۱۵۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ

۱۵۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے پانچ دنوں میں کہ ذیقعدہ سے باقی تھے اس حال میں کہ نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کا یعنی صرف حج کا احرام

اللّٰهُ عَنهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ.

باندھا اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرے کو حرام جانتے تھے سو جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو جب طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار کر حلال ہو جائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا سو میں نے کہا کہ یہ گوشت کیا ہے یعنی کہاں سے آیا ہے گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عمرہ کی قاسم سے ذکر کی سو اس نے کہا کہ لائے ہیں عمرہ تیرے پاس اس حدیث کو اس وجہ سے کہ ہے یعنی بغیر تغییر اور تبدیل کے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ نحر کا واقع ہوا ہے اور ترجمہ میں لفظ ذبح کا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نحر کے معنی ذبح کے ہیں اور گائے کو نحر کرنا علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن مستحب ان کے نزدیک ذبح ہے اور خلاف کیا ہے حسن بن صالح نے سو کہا کہ مستحب ہے نحر کرنا اس کا اور یہ کہ جو ترجمہ میں کہا کہ بغیر اذن ان کے کے سو یہ ماخوذ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفہام سے کہ یہ گوشت کیا ہے جب کہ اس پر داخل کیا گیا اس واسطے کہ اگر اس کا ذبح کرنا ان کے علم سے ہوتا تو پوچھنے کی طرف محتاج نہ ہوتیں لیکن اس میں شبہ ہے اور اس سے احتمال دفع نہیں ہوتا اس واسطے کی احتمال ہے کہ اس کا ذبح کرنا ان کے اذن اور علم سے ہو لیکن جب گوشت ان کے پاس لایا گیا تو ان کے بزدیک احتمال ہوا کہ یہ شاید وہی گوشت ہو جس سے اذن واقع ہوا ہے یا کوئی اور گوشت ہو پس اس واسطے استفہام کیا ہو لیکن اصل عدم استیذان ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض نے اس حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ ھدی اور قربانی میں شریک ہونا جائز ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو عمل کہ بدون اذن اور علم کسی غیر کے ہو اس کا ثواب اس غیر کو پہنچتا ہے اور یہ بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اذن لے لیا ہو کما تقدم اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا گوشت ھدی اور قربانی کا۔ (فتح)

بَابُ النَّحْرِ فِيْ مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى

منیٰ میں حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کرنے کا بیان

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ جمرہ اولی کے نزدیک ہے جو مسجد کے پاس ہے اور اب وہ جگہ معلوم اور معروف ہے اس کو منحر النبی کہتے ہیں اور اس میں قربانی کرنی افضل ہے غیر سے واسطے قربانی حضرت ﷺ کے کہ یہ قربانی کی جگہ ہے اور منیٰ میں ہر جگہ قربانی کرنی درست ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا وہاں قربانی کرنا اتفاقا واقع ہوا ہے یہ کوئی امر حج کے متعلق نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی نہ کی جائے مگر منیٰ میں اور امام مالک رحمہ اللہ سے محکی ہے کہ حاجی منیٰ میں قربانی کرے اور عمرے والا مکے میں کرے اور جواز میں اختلاف نہیں اگر چہ افضلیت میں ختلاف ہے۔ (فتح)

۱۵۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْحَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۹۵۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ قربانی کرتے تھے۔

۱۵۹۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتّٰى يُدْخَلَ بِهِ مَنْحَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيْهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوْكُ.

۱۵۹۶۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ھدی مزدلفہ سے اخیر رات حاجیوں کے ساتھ بھیجتے تھے کہ جن میں آزاد اور غلام ہوتے تھے یعنی منیٰ کو بھیجتے تھے تا کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں لائی جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کی جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو کہا کہ ان میں آزاد اور غلام تھے تو ان کے معنی یہ ہیں کہ یہ شرط نہیں کہ قربانی آزادوں کے ساتھ بھیجی جائے سوائے غلاموں کے یعنی بلکہ غلاموں کے ساتھ بھی قربانی بھیجنی درست ہے۔

بَابُ مَنْ نَحَرَ هَدْيَهٗ بِيَدِهٖ

اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے کا بیان

۱۵۹۷۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۵۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ذکر کی حدیث اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ سات اونٹوں کو نحر کیا۔ اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینے میں دو مینڈوں سینگ

وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَّضَحّٰى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا.

دار کے ساتھ قربانی کی جن کا رنگ سیاہ اور سفید ملا ہوا تھا ذکر کیا اس حدیث کو اس حال میں کہ اختصار کرنے والا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

اونٹ کو باندھ کر نحر کرنے کا بیان

١٥٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ.

١٥٩٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد کے پاس آئے کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا تھا اس حال میں کہ اس کو نحر کرتا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو کھڑا کر اور پاؤں باندھ یعنی بایاں پاؤں یہ سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

فائدہ: نحر کہتے ہیں نیزہ مارنے اونٹ کے سینے میں اور ذبح کہتے ہیں چھری سے گلا کاٹنے کو اور طریقہ نحر کا یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے بایاں زانو رسی سے باندھے اور اس کے سینے میں نیزہ مارے تا کہ خون جاری ہو اور وہ گر پڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے اور حنفیہ کے نزدیک کھڑا کر کے اور بٹھا کر نحر کرنا برابر ہے فضیلت میں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہل کو تعلیم کی جائے اور مخالف سنت پر سکوت نہ کی جائے اگرچہ مباح ہو۔ (فتح)

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً

اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَوَآفَّ قِيَامًا

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ صواف کے معنی قیاما ہیں یعنی اس حال میں کہ کھڑے ہوں۔

١٥٩٩۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ

١٥٩٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نما

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَآءِ لَبّٰى بِهِمَا جَمِيْعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّحِلُّوْا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَّضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

ز دو رکعت پڑھیں یعنی عصر کی نماز قصر کی اس واسطے کہ آپ مسافر تھے کہ حج کے ارادے سے مکے کو چلے تھے سو حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات کاٹی سو جب آپ نے صبح کی تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور تہلیل اور تسبیح کرنے لگے سو جب میدان بیداء میں آئے تو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہی پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو حکم کیا اصحاب کو یہ کہ احرام اتار کر حلال ہو جائیں اور حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ نحر کیے اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینہ میں دو مینڈوں سینگ دار سیاہ اور سفید رنگ کی قربانی کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

۱۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ.

۱۶۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضرت ﷺ نے رات گزاری یہاں تک کہ آپ نے صبح کی پھر فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے ساتھ بیداء میں برابر ہوئے تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بَابٌ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

نہ دیا جائے قصاب کو ھدی میں سے کچھ یعنی اس کی مزدوری میں

۱۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ

۱۶۰۱۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو حضرت ﷺ نے (یعنی تا کہ) میں آپ کے ھدی کے اونٹوں کی خبر گیری

مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لُحُومَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا.

کروں سو میں ان کی خبر گیری کے واسطے کھڑا ہوا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے سو میں نے ان کا گوشت تقسیم کی پھر آپ نے مجھ کو حکم کیا سو میں نے عل ان کی جھولیں اور کھالیں مسکینوں میں تقسیم کیں اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یہ کہ خبر گیری کروں میں آپ کے اونٹوں کی اور نہ دوں میں ان پر کوئی چیز ان کی مزدوری میں۔

فائدہ: مراد اونٹوں سے وہ اونٹ ہیں کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھ مکہ لے گئے تھے اور وہ سب سو اونٹ تھے ان میں سے تریسٹھ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے تھے اور باقی اونٹوں کو ذبح کرنے کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ذبح کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاب کو اس کی مزدوری میں مطلق کوئی چیز نہ دی جائے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ قصاب کو ھدی سے کوئی چیز نہ دی جائے بلکہ اس کو اپنے مال سے مزدوری دے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باوجود یہ کہ اس کا بھی ظاہر مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر قصاب کو مزدوری کے عوض میں ھدی سے کچھ چیز دے تو یہ درست نہیں یعنی اور اگر اس کو ھدی میں سے کچھ للہ دے تو یہ درست ہے۔ (فتح)

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْيِ

ہدی کی کھال للہ خیرات کی جائے اور بیچی نہ جائے۔

١٦٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلٰى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ

١٦٠٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ آپ کے اونٹوں کی خبر گیری کریں اور ان کی سب چیزیں للہ بانٹ دیں (یعنی مسکینوں پر) گوشت بھی اور پوست بھی اور جھولیں بھی اور نہ دیں ان کی مزدوری ان میں سے کوئی چیز۔

كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِيْ جِزَارَتِهَا شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کی جھولوں کو مسکینوں پر للہ بانٹ دیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاب کو اجرت کے بدلے ھدی میں کچھ دینا درست نہیں لیکن اگر اس کو اپنے پاس سے پوری مزدوری دے دے پھر اس کے بعد اس کو کوئی چیز ھدی میں سے بطور خیرات کے دے تو درست ہے جبکہ فقیر ہو اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو مزدوری کے عوض ھدی میں کچھ دے تو یہ درست نہیں لیکن اگر بطور صدقہ اور ہدیہ کے دے تو یہ درست ہے لیکن شارع کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منع ہے تا کہ اجرت میں مسامحت واقع نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ قصاب نے لی پس رجوع کرے گی طرف معاوضہ کے قرطبی نے کہا کہ ھدی میں سے قصاب کی اجرت دینی کسی کے نزدیک جائز نہیں لیکن حسن بصری اور عبداللہ بن عبید کے نزدیک جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ھدی کی کھال کا بیچنا درست نہیں اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ھدی کی کھال اور جھول کا بیچنا درست نہیں اس پر کہ وہ گوشت پر معطوف ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ ھدی کے گوشت کا بیچنا درست نہیں پس اس طرح اسکی کھال اور جھول کا بیچنا بھی درست نہ ہوگا اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کے نزدیک جائز ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے کہتے ہیں کہ اس کا مول قربانی کے مصرف میں خرچ کیا جائے اور استدلال کیا ہے ابوثور نے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اور جس چیز کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور معاوضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے سب کا اتفاق ہے اس پر کہ ھدی تطوع کا گوشت کھانا جائز ہے اور اس کے گوشت کے جائز ہونے سے اس کا بیچنا لازم نہیں آتا اور زیادہ تر قوی اس کے قول کے رد میں یہ حدیث ہے جو کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قربانی اور ھدی کا گوشت نہ بیچو اور صرف کرو اور کھاؤ اور ان کی کھالوں سے نفع اٹھاؤ اور ان کو نہ بیچو۔ (فتح)

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ.

ہدی اونٹوں کی جھولیں خیرات کی جائیں۔

۱۶۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَأَمَرَنِيْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ

۱۶۰۳۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اونٹ ھدی لائے سو حکم کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گوشت بانٹنے کا سو میں نے اس کو مسکینوں میں بانٹا پھر ان کی جھولوں کا مجھ کو بانٹنے کا مجھ کو حکم کیا سو میں نے ان کو بھی بانٹا پھر ان کی کھالوں کا حکم کیا میں نے ان کو بھی بانٹا۔

بِجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ھدی کی جھول کو خیرات کیا جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی اور فائدے بھی ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ ھدی کا ہانکنا اور اس کے ذبح میں دوسرے کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ کہ اس کہ اجرت لینی اور خبر گیری کرنی اور اس میں شریک ہونا درست ہے اور یہ کہ جس پر کوئی چیز للہ واجب ہو پس واسطے اس کے ہی خلاص کرنا اس کا اور اس کی نظیر کھیتی ہے کہ عشر دیا جاتا ہے اور جو مسکینوں پر خرچ کرے وہ اس میں محبوب نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾.

اس آیت کا بیان کہ اور جب معین کر دیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا خانے کعبے کا یہ کہ شریک نہ کر ساتھ میرے کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے ہوں دور دراز علاقوں سے پہنچیں اپنے بھلے کی جگہ پر پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپائے مویشی کے (یعنی جو کہ ھدی لائے ہیں) جو اس نے دیے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو اس قول تک کہ وہ اس کو بہتر ہے اپنے رب کے پاس۔

فائدہ: مراد اس آیت سے یہاں یہ لفظ ہے کہ کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج کو اسی واسطے ترجمہ میں عطف ڈالا ہے اس پر ساتھ اس قول کے۔

بَابُ مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ.

اور بیان ہے اس چیز کا کہ کھائی جائے ھدی میں سے اور اس چیز کا کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اس کے یعنی آیت میں کس گوشت کا کھانا مراد ہے۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يُؤْكَلُ مِنْ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کھایا جائے اس جانور سے کہ محرم شکار حرم کے علاقہ میں ذبح کرے

جَزَآءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ

اور نہ نذر کے جانور سے اور کھائی جائے وہ چیز کہ سوائے ان دونوں کے ہے یعنی قربانی اور ہدی سے۔

فائدہ: محرم کو شکار کرنا درست نہیں اور اگر کوئی محرم کسی جانور کو شکار کرے تو اس پر اس کے بدلے اس کے برابر جانور ذبح کرنا آتا ہے پھر جو جانور اس کے بدلے ذبح کرے تو مالک کو اس میں سے کھانا درست نہیں اور اسی طرح نذر کے جانور سے بھی کھانا درست نہیں بلکہ واجب ہے کہ اُس کو کو خیرات کر دے اور یہ ایک قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے زیادہ کی ہے یہ بات کہ مگر فدیہ آئے گا اور امام احمد رحمہ اللہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ نہ کھایا جائے مگر نفلی قربانی اور تمتع اور قران سے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا برابر ان کے اصل کے کہ دم تمتع اور قران کا دم شکرانے کا ہے نہ دم قصور کا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ

یعنی اور عطاء نے کہا کہ مالک خود کھائے اور غیر کو کھلائے جانور متعہ سے

فائدہ: ان دونوں اثروں سے معلوم ہوا کہ آیت میں اس جانور کا کھانا مراد ہے جو ھدی اور قربانی کا ہو وہ جانور مراد نہیں جو شکار مارنے کے بدلے ذبح کیا جائے یا نذر کے واسطے ذبح کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٠٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا.

١٦٠٤۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تھے ہم نہ کھاتے گوشت اپنی قربانیوں کا زیادہ تین دن سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت دی سو فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو سو ہم نے کھایا اور ذخیرہ کیا میں نے عطاء سے کہا (یہ قول ابن جریج کا ہے) کہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اس نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ایک سال بہت سخت قحط پڑا تھا کہ مدینہ باہر کے رہنے والوں سے بھر گیا تھا اس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا گوشت لوگوں کے پاس ہو تقسیم کر دیں جمع نہ کر رکھیں آئندہ سال جب حاجت نہ رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ جب تک جی چاہے ذخیرہ کر رکھو اور کھاتے رہو اس سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا درست ہے۔

١٦٠٥۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ

١٦٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ دنوں میں کہ باقی تھے ذیقعدہ سے اور

حَدَّثَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيْلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ.

نہ گمان کرتے تھے مگر حج کا یہاں تک کہ جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ خانے کعبے کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جائے اور احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے سو کسی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ دونوں حدیثیں بیان ہیں واسطے آیت کے۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان یعنی سنت ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے

١٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ وَنَحْوِهٖ فَقَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ.

١٦٠٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر کوئی قربانی کرنے سے پہلے سر منڈائے یا مانند اس کی کرے یعنی طواف زیارت کنکر یاں مارنے سے پہلے کرے تو اس کو کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کچھ ڈر نہیں۔

١٦٠٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

١٦٠٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اس نے کہا کہ میں

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيْمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ أُرَاهُ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے سے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ اس مرد کا حضرت ﷺ سے پوچھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ سائل جانتا تھا کہ حکم اس کے برعکس ہے' وفیہ المطابقة للترجمة (فتح) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ (فتح)

۱۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ

۱۶۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا اور کہا کہ میں نے زوال آفتاب کے بعد کنکریاں ماریں سو فرمایا کہ کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا فرمایا کوئی حرج نہیں۔

قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل کنکریاں مارنے میں یہ ہے کہ دن کا وقت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٦٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَآءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَآءِ بَنِيْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِيْ ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِيْ بِهِ النَّاسَ حَتّٰى خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَّأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَّأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

١٦٠٩۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ بطحا (ایک جگہ کا نام ہے پاس منیٰ کے) میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے حج کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا میں نے کہا کہ میں نے لبیک کہی احرام کی مانند احرام حضرت ﷺ کے یعنی میں نے اس طرح احرام کی نیت کی کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت ﷺ کے اور لبیک کہی میں نے مانند لبیک حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا چل اور خانے کعبے کا طواف کر اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر پھر میں بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کے بال کھولے اور جوئیں نکالیں یعنی میں نے احرام اتار ڈالا (شاید اس کے ساتھ قربانی نہ ہوگی) پھر میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو اس کے ساتھ فتوی دیتا تھا تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک سو میں نے یہ حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو پکڑیں تو وہ تو ہم کو حکم دیتا ہے ساتھ تمام کرنے حج کے اور نہ نکلنے کے احرام سابق سے یعنی آیت ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ﴾ اور اگر ہم حضرت ﷺ کی سنت کو لیں تو آپ احرام سے حلال نہیں ہوئے یہاں تک کہ ھدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ ھدی کا اپنے حلال ہونے کی جگہ میں پہنچنا دلالت کرتا ہے اوپر ذبح ہونے ھدی کے سو اگر حلق ذبح پر متقدم ہوتا تو حلال ہوتے پہلے

پہنچنے ھدی کے اپنی جگہ کو اور یہی اصل ہے اور وہ مقدم کرنا ذبح کا حلق پر اور اس پر ذبح کو حلق سے پیچھے کرنا پس یہ رخصت ہے کما سیاتی اور جاننا چاہیے کہ حج میں قربانی کے چار عمل ہیں ایک کنکریاں مارنا ہے دوسرا قربانی ذبح کرنا ہے اور تیسرا سر منڈوانا ہے اور چوتھا طواف کرنا ہے اور ان کو اس ترتیب سے ادا کرنا سنت ہے واجب نہیں پس اگر ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (فتح وتیسیر)

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ احرام باندھنے کے وقت اپنے سر کو تلبید کرے یعنی گوند یا کسی اور چیز سے اپنے سر کے بالوں کو جما دے تا کہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام اتارنے کے بعد اپنا سر منڈائے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اس شخص کے حق میں کہ تلبید کرے کہ کیا احرام اتارنے کے بعد اس پر سر کا منڈوانا معین ہے یا نہیں سو ابن بطال نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ بات اس کے حق میں متعین ہے کہ بال منڈائے یہاں تک کہ شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ یہ متعین نہیں اگر چاہے تو بال کتروائے اور یہ جدید قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور نہیں واسطے پہلے کے کوئی دلیل صریح۔ (فتح)

١٦١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

١٦١٠۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبید کی اور اپنی ھدی کے گلے میں ہار ڈالے سو میں احرام سے حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے وقت سر کو تلبید کرنی سنت ہے وفیه المطابقة للترجمة لیکن اس میں حلق کا ذکر نہیں مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہے کہ آپ نے اپنے حج میں اپنے سر کو منڈوایا اور یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صریح وارد ہو چکی ہے جیسا کہ آئندہ باب میں آتا ہے اور ابن بطال نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعد نقل کیا ہے اس واسطے کہ وہ ترجمہ کے مطابق ہے اور میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ یہ ضرور نہیں کہ ترجمہ کے سب مسئلے حدیث باب میں پائے جائیں بلکہ اگر ایک بھی پایا جائے تو کافی ہے مترجم کہتا ہے کہ چونکہ آئندہ باب میں حلق کا بیان موجود ہے تو شاید اسی وجہ سے یہاں اس کی دلیل بیان نہیں کی۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ

احرام سے حلال ہونے کے وقت بال منڈوانے اور کتروانے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھایا ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ حلق عبادت ہے حج کی عبادتوں میں سے واسطے قول اس کے کہ احرام کے وقت حلق کرے یعنی عندالاحرام کی قید دلالت کرتی ہے اس پر کہ حلق عبادت ہے والا قید کی کوئی وجہ نہیں اور نہیں حلق نفس حلال ہوتا اور گویا کہ اس نے استدلال کیا اس سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے فاعل کے واسطے دعا کی اور دعا مشعر ہے ساتھ ثواب کے اور ثواب نہیں ہوتا مگر عبادت پر نہ کہ مباح امر پر اور اسی طرح حضرت ﷺ کا حلق کو تقصیر پر فضیلت دینا مشعر ہے ساتھ عبادت ہونے کے اس کے اس واسطے کہ مباح چیزیں ایک دوسرے سے کم وبیش نہیں ہوتیں اور یہی ہے قول جمہور کا کہ حلق عبادت ہے مگر ایک روایت ضعیف شافعی رحمہ اللہ سے کہ وہ حرام چیز کا مباح جانتا ہے یعنی جو چیزیں احرام میں حرام تھیں اب حلال ہوئیں اور یہی منقول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ سے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ کی اور یہی منقول ہے بعض مالکیہ سے۔ (فتح)

١٦١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ.

١٦١١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں سر منڈایا یعنی وقت حلال ہونے کے احرام سے بعد ادا کرنے سب افعال حج کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حج سے حلال ہونے کے وقت اپنا سر منڈوائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ.

١٦١٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی مغفرت کے سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت فرما اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے سر منڈوانے والوں کو ایک بار یہ کلمہ فرمایا یا دو بار

یعنی لیث کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے تنہا سر منڈوانے والوں کے واسطے ایک بار دعا کی یا دو بار اور اکثر راویوں کا اتفاق امام مالک رحمہ اللہ کی روایت پر ہے کہ آپ نے دو بار صرف سر منڈوانے والوں کے واسطے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری بار بال کتروانے والوں کو بھی اس میں داخل کیا اور عبیداللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھے نافع نے کہ آپ نے چوتھی بار بال کتروانے والوں کو اس میں داخل کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت سر کے بال منڈوانے اور کتروانے دونوں طرح درست ہیں اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے۔

١٦١٣۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ.

١٦١٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے تین بار یہی کلمہ فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ الٰہی! اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہوتے وقت سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بھی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بال کتروانے کفایت کرتے ہیں حلق سے اور اس پر سب کا اجماع ہے مگر جو حسن سے روایت ہے کہ اول حج میں حلق متعین ہے یعنی اور دوسرے میں نہیں اور حسن سے اس سے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اگر تو چاہے تو حلق کرے اور چاہے تو تقصیر کرے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب آدمی پہلا حج کرے تو سر منڈوائے اور اگر دوسرا حج کرے تو پھر اختیار ہے کہ چاہے سر منڈوائے اور چاہے بال کتروائے پھر اس نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اسی طرح کرتے تھے اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے لازم نہیں ہاں مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محل تعین

حلق اور تقصیر کا یہ ہے کہ محرم نے اپنے سر کی تلبید نہ کی ہو یا چوٹیاں نہ گوندی ہوں اور یا بالوں کا جوڑا نہ باندھا ہو اور یہی قول ہے ثوری رحمہ اللہ اور جمہور کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور ان کو جدید قول حنفیہ کے موافق ہے حلق متعین نہیں مگر یہ کہ نذر مانی ہو یا اُس کے بال چھوٹے ہوں کہ ان کا کترانا ممکن نہ ہو یا اس کے بال نہ ہوں سو اپنے سر پر استرا پھیرے اور یہ کہ حلق تقصیر سے افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابلغ ہے عبادت میں اور زیادہ تر ظاہر ہے خضوع اور ذلت میں اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے صدق نیت پر اور جو بال کتروائے اس کی جان پر کچھ زینت باقی رہتی ہے بخلاف سر منڈوانے والے کے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس نے صرف اللہ کے واسطے یہ زینت ترک کی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف مجرد ہونے کی اس واسطے صلحاء نے مستحب رکھا ہے اس کو کہ آدمی تو سر کے بال منڈوا ڈالے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے حلق تمام سر کے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سارے سر کا منڈوانا واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور کوفے والے کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض سر کا منڈوانا بھی ان کے نزدیک کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کافی ہے لیکن ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آدھا سر کافی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اقل اس چیز کا کہ اس کا منڈوانا واجب ہے تین بال ہیں اور ان کے بعض اصحاب کا ایک یہ قول ہے کہ ایک بال بھی کافی ہے اور کتروانے کا حکم بھی سر کے منڈوانے کی طرح ہے پس افضل یہ ہے کہ سارے سر کو کتروائے لیکن مستحب یہ ہے کہ انگلیوں کے سروں سے کم نہ ہو اور اگر اس سے کم کرے تو یہ بھی کافی ہے یہ نزدیک شافعیہ کے ہے اور وہ ان کے غیر کے نزدیک حلق پر مرتب ہے اور یہ سب احکام مردوں کے حق میں ہیں اور ایں پر عورتیں سو مشروع ان کے حق میں بال کتروانے ہیں بالاجماع اور ابو داود میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عورتوں پر سر منڈوانا لیکن ان پر تو صرف بال کتروانے ہیں اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ عورت اپنا سر منڈوائے اور جمہور شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت اگر سر منڈوائے تو کفایت کرتا ہے لیکن مکروہ اور قاضی ابو طیب اور حسین نے کہا کہ جائز نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے دعا واسطے اس شخص کے جو مشروع کام کرے اور جو راجح فعل کرے اس کے واسطے مکرر دعا کرے اور تنبیہ کرنا ہے ساتھ تکرار دعا کے اوپر راجح ہونے فعل کے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا دعا کا واسطے جائز فعل کرنے والے کے اگرچہ مرجوح ہو اور یہ دعا آپ نے حجۃ الوداع کے دن کی اور اسی طرح صلح حدیبیہ کے دن بھی یہ دعا کی۔ (فتح)

١٦١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى

۱۶۱۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے سر منڈوایا یعنی حج میں اور بعضوں نے بال کتروائے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَآئِفَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

١٦١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ.

۱۶۱۵۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال قینچی سے کترے۔

فائدہ: ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں بال نہیں کتروائے بلکہ سر منڈوایا تھا پس یہ بال کتروانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرے میں تھا۔ (فتح)

بَابُ تَقْصِيْرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

تمتع کرنے والے کا عمرہ ادا کرنے کے بعد بال کتروانا یعنی اس سے حلال ہونے کے وقت

١٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَيَحْلِقُوْا أَوْ يُقَصِّرُوْا.

۱۶۱۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے یعنی دن حجۃ الوداع کے تو اپنے اصحاب کو حکم فرمایا یہ کہ خانے کعبے کا طواف کریں اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں اور پھر حلال ہو جائیں اور سر منڈوائیں یا بال کتروائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متمتع کو اختیار ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد خواہ حلق کرے یا بال کتروائے اور وہ اس تفصیل سے ہے جو ہم نے پہلے بیان کی کہ اگر بال لمبے ہوں تو حلق افضل ہے نہیں تو بال کتروانے افضل ہیں تاکہ حلق حج میں واقع ہو۔ (فتح)

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

قربانی کے دن طواف زیارت کرنے کا بیان

فائدہ: یہ طواف فرض ہے اور اس کو طواف افاضہ اور طواف صدر اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَّرَ النَّبِيُّ

ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو نحر کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ — دن رات تک تاخیر کیا

فائدہ: یعنی جائز رکھا تاخیر طواف زیارت کو رات تک یعنی اس کو رات تک تاخیر کرنا جائز ہے یا تو سب کے لیے یا صرف عورتوں کے لیے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت نحر کے دن کیا پھر کے میں یا منیٰ میں نماز پڑھی اور طیبی نے کہا کہ اول وقت اس کا نزدیک شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے عید کی آدھی رات کے بعد ہے اور دوسروں کے نزدیک بعد نکلنے فجر عید کے دن ہے اور آخر وقت اس کا جب طواف کرے جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے کہ ایام نحر میں ہو اور اگر اس نے تاخیر کیا تو لازم آئے گا اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا (ع) اور فتح الباری میں کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت رات کو کیا اور یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے دن کو طواف زیارت کیا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بعد ابی حسان کی حدیث اس واسطے بیان کی ہے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق دی جائے سو جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نحر کے پہلے دن پر محمول ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث نحر کے باقی دنوں پر محمول ہے یعنی باقی دنوں میں رات کو طواف کرتے تھے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ منیٰ کے دنوں میں خانے کعبے کا طواف کرتے تھے

١٦١٧۔ وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيْلُ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنًى يَعْنِيْ يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ.

١٦١٧۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ایک طواف کیا یعنی طواف زیارت پھر سوئے اور پھر منیٰ میں میں آئے یعنی قربانی کے دن۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ فعل کیا ہے۔

فائدہ: اور یہ نص ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قیلولہ کے بعد منیٰ کی طرف رجوع کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کے میں طواف کے واسطے اس سے پہلے گئے ہوں گے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٦١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ

١٦١٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا سو ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوْا وَيُذْكَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ.

کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ حائضہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہم کو روکا اور بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا فرمایا تو پھر مکے سے نکلو۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت قربانی کے دن کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا رَمٰى بَعْدَ مَا أَمْسٰى أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا

اگر کوئی زوال کے بعد کنکریاں مارے یا قربانی ذبح کرنے کے بعد سر منڈوائے بھول کر یا نادانستہ یعنی نہیں جانتا کہ حلق ذبح کے بعد ہے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ درست ہے یا نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ حکم ساتھ رفع حرج کے مقید ہے ساتھ جاہل یا بھولنے والے کے پس احتمال ہے کہ یہ حکم انہی دونوں کے ساتھ خاص ہو یا اس طرف اشارہ ہے کہ نفی حرج کے وجوب قضا یا کفارہ کے رفع کو مستلزم نہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

١٦١٩ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

١٦١٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے کہا گیا یعنی آپ ﷺ سے پوچھا گیا حکم ذبح اور حلق اور رمی کا اور آگے پیچھے کرنے کا بعض افعال حج کا بعض سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے بعد کنکریاں مارے تو اس میں کوئی گناہ نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بھول اور نادانی کا حدیث میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس

طرف کہ اس کے بعض طریق میں ناسی اور جاہل کا ذکر آچکا ہے کما سیاتی بیانہ۔ (فتح)

۱۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

۱۶۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان حکموں کے بارے میں پوچھے جاتے تھے سو فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں سو ایک مرد نے آپ کو پوچھا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے قربانی ذبح کرنے سے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے کنکریاں ماریں بعد زوال کے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی زوال کے بعد کنکر مارے تو اس میں کچھ حرج نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ
منارے کے نزدیک سواری پر فتویٰ دینے کا بیان

فائدہ: یہ باب کتاب العلم میں پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس میں یہ لفظ ہے کہ باب الفتیا وھو واقف علی الدابۃ وغیرھا اور اس قسم کا ایک اور باب بھی گزر چکا ہے اور تینوں بابوں میں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے اس قسم کے باب اس کتاب میں بہت کم ہیں (فتح) اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکرار بے فائدہ نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے۔ کما مر بیانہ۔

۱۶۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوْا يَسْأَلُوْنَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

۱۶۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ جانتا تھا سو میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نہ جانتا تھا سو میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے کے فرمایا کہ اب کنکر مار لے اور کچھ حرج نہیں اور نہ پوچھے گئے اس دن کسی چیز سے کہ آگے کی گئی یا پیچھے کی گئی مگر کہ فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مناری کے نزدیک سواری پر فتویٰ دینا جائز ہے اور اس حدیث کے ایک

طریق میں سواری کا ذکر بھی آ چکا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ آپ نے خطبے میں فرمایا تھا جو کہ نحر کے دن مشروع ہے واسطے تعلیم افعال حج کے اور یہ حقیقتاً خطبہ ہے یا مجازاً نہیں اور جمرہ کے پاس کھڑا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے اس وقت کنکر مارے ہوں پس شاید یہ خطبہ آپ نے طواف زیارت اور منیٰ کی طرف پھرنے کے بعد پڑھا ہوگا اور نحر کے دن کی عبادت بالاتفاق چار چیزیں ہیں اول جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے پھر قربانی ذبح کرنی پھر حلق کرنا یا بال کترانا پھر طواف زیارت کرنا اور سب علماء کا اتفاق ہے اس ترتیب کے مطلوب ہونے پر مگر ابن جہیم نے قارن کو اس سے خاص کیا ہے سو کہا کہ وہ طواف زیارت کے بعد سر منڈوائے اور رد کیا ہے اس پر امام نووی نے ساتھ اجماع کے پھر بعض افعال کے بعض پر مقدم کرنے میں اختلاف ہے سو اجماع ہے سب کا اس پر کہ ایک کا دوسرے پر کافی ہے لیکن بعض جگہ میں جانور کے ذبح کرنے میں اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس سے ثابت نہیں ہے جو ایک کو دوسرے پر مقدم کرے اس پر دم ہے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور قتادہ اور حسن اور نخعی اور اصحاب رائے کا لیکن نخعی اور اصحاب رائے صرف بعض جگہوں میں کہتے ہیں کما سیاتی اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف اور علماء اور فقہاء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے اور دم واجب نہیں واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائل کو کہ کچھ حرج نہیں پس وہ ظاہر ہے اس میں کہ کچھ چیز لازم نہیں نہ گناہ اور نہ فدیہ اس واسطے کہ ضیق کا نام دونوں کو شامل ہے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا درست ہے لیکن احتمال ہے کہ نفی حرج سے مراد نفی گناہ ہو یعنی اس فعل میں گناہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس شخص کے لیے جو ناسی ہو یا جاہل اور جو جان بوجھ کر مخالفت کرے تو اس پر فدیہ واجب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ فدیہ کا واجب ہونا دلیل کا محتاج ہے یعنی اس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر فدیہ واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس وقت بیان فرماتے اس واسطے کہ وہ حاجت کا وقت تھا اور حاجت کے وقت سے تاخیر بیان کی جائز نہیں اور طبری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرج کو ساقط نہیں کیا مگر کہ فعل کو جائز رکھا اس واسطے کہ اگر کافی نہ ہوتا تو اس کو دوہرانے کا حکم فرماتے اس واسطے کہ جاہل اور نسیان نہیں دور کرتے مرد سے حکم کو جو اس کو حج میں لازم ہو جیسا کہ اگر کوئی رمی وغیرہ کو ترک کرے اس واسطے کہ نہیں گنہگار ہوتا ساتھ ترک اس کی نادانی سے یا بھول کر لیکن واجب ہوتا ہے اس پر اعادہ اور عجب ہے اس شخص سے کہ نفی حرج سے فقط نفی اسم مراد لیتا ہے پھر خاص کرتا ہے اس کو ساتھ بعض امور کے سوائے بعض کے پس اگر ترتیب واجب ہو کہ اس کے ترک سے دم واجب آتا ہو تو پھر چاہیے کہ سب میں واجب ہو پس کیا وجہ ہے تخصیص بعض کی سوائے بعض کے باوجود یہ کہ شارع نے سب کو نفی حرج کے ساتھ عام حکم کیا ہے اور اس پر حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو اوپر گزر چکا ہے کہ جو کسی چیز کو مقدم موخر کرے اس پر دم ہے اور وہ ایک راوی ہے حدیث لاحرج کا سو اس سے معلوم ہوا کہ نفی حرج سے فقط نفی گناہ ہے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف ہے اور یہ تقدیر صحت جو اس قول کے ساتھ دلیل پکڑی اس کو لازم آتا ہے کہ واجب کہے دم کو ہر چیز میں چار چیزوں مذکورہ سے خاص کرے اس کو ساتھ حلق کے قبل ذبح کے یا قبل رمی کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ رمی اور ذبح پر حلق کا مقدم کرنا منع ہے اس واسطے کہ اس وقت ہوگا پہلے وجود دو تحللوں کے اور واسطے شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہے قول مانند اس کی اور یہ دونوں قول اس پر مبنی ہیں کہ حلق عبادت ہے یا حرام کا حلال کرنا ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ ایک عبادت ہے تو حلق کا رمی وغیرہ پر مقدم کرنا درست ہوگا اس واسطے کہ وہ اسباب تحلل سے ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ حرام کا حلال کرنا ہے تو نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ایک چیز کی عبادت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسباب حلال ہونے کے سے ہو اس واسطے کہ نسک وہ ہے کہ اس پر ثواب ملے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ ہیں کہ ان کے نزدیک حلق نسک ہے اور کہتے ہیں کہ رمی پر مقدم نہ کیا جائے اور اوزاعی نے کہا کہ اگر رمی سے پہلے طواف زیارت کرے تو جانور ذبح کرے اور نخعی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ ذبح سب چیزوں پر مقدم کیا جائے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ منڈوائے سر اپنے یہاں تک کہ پہنچے ہدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پس جو کوئی ذبح سے پہلے سر منڈوائے وہ جانور ذبح کرے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد پہنچنا اس کا ہے اس جگہ کہ اس کا ذبح ہونا وہاں درست ہے اور وہ حاصل ہو چکا ہے اور اگر **حتى تبلغ الهدى محله** کے بدلے **لا تحلقوا حتى تنحروا** ہوتا تو اس کا مطب پورا ہوتا اور جو اس حدیث میں آیا ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا تو اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ یہ رخصت خاص ہے ساتھ ناسی اور جاہل کے نہ اس کے واسطے جو جان بوجھ کر آگے پیچھے کرے یہی منقول ہے امام احمد رحمہ اللہ علیہ سے اور بعض شافعیہ نے اس کو یہ جواب دیا ہے کہ اگر ترتیب واجب نہ ہوتی تو پھر بھول چوک سے ساقط نہ ہوتی جیسا کہ سعی اور طواف کے درمیان ترتیب واجب ہے اس واسطے کہ اگر طواف سے پہلے سعی کرے تو واجب ہے دوہرانا سعی کا اور جو اسامہ کی حدیث میں واقع ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر کہ طواف قدوم کے بعد سعی کرے پھر طواف زیارت کرے اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے طواف سے پہلے سعی کی یعنی طواف رکن ہے اور نہیں قائل ہوا ساتھ حدیث اسامہ کے کوئی مگر احمد رحمہ اللہ علیہ اور عطاء رحمہ اللہ علیہ پس وہ کہتے ہیں کہ اگر حاجی طواف قدوم وغیرہ نہ کرے اور طواف زیارت سے پہلے سعی کرے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا قول دلیل کی رو سے قوی ہے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ جاہل اور ناسی کے اس واسطے کہ دلیل دلالت کرتی ہے اس پر کہ حج کے احکام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سیکھو مجھ سے طریقے حج اپنے کے اور یہ حدیثیں رخصت دیتی ہیں بیچ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے تاخیر اس کی اور تحقیق مقرون کی گئی ہے ساتھ قول سائل کے کہ میں نہیں جانتا تھا پس خاص ہوگا اس حالت کے اور عمد کی حالت میں وجو

ب اتباع باقی رہے گا اور نیز جب حکم ایک ایسی صفت پر مرتب ہو کہ اس کا اعتبار کرنا ممکن ہو تو نہیں جائز ہے پھینکنا اس کا اور نہیں شک ہے اس میں کہ عدم شعور ایک وصف ہے مناسب ہے واسطے عدم مواخذ کے اور معلق کیا گیا ہے ساتھ اس کے حکم پس نہیں ممکن پھینکنا ساتھ الحاق عمد کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اس کے مساوی نہیں اور راوی کا یہ قول کہ نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ کسی چیز سے الخ تو یہ مطلق ہے بہ نسبت حال سائل کے اور مطلق بعینہ کسی خاص فرد پر دلالت نہیں کرتا پس نہ باقی رہے گا حجت حالت عمد میں۔ (فتح)

١٦٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

١٦٢٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوئے حضرت ﷺ کے پاس اس حال میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے سو ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ فلاں امر فلاں سے پہلے ہے یعنی ذبح رمی سے پہلے ہے سو پہلے نے کہا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے یعنی جیسا کہ مجھ کو معلوم تھا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے کے اور لوگوں نے بھی اس کی مانند کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ گناہ نہیں ان سب امروں کے واسطے آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔

فائدہ: مجموع ان حدیثوں سے کچھ صورتیں ثابت ہوتی ہیں اور کچھ صورتیں راویوں نے ذکر نہیں کیں یا تو واسطے اختصار کے اور یا واسطے نہ واقع ہونے کے اور تقسیم کی یہ سب صورتیں چوبیس تک پہنچتی ہیں ان میں سے ایک صورت متفق علیھا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ حاجت کے واسطے سواری پر بیٹھنا درست ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے افعال کی تابعداری کرنا واجب ہے کہ جن لوگوں نے خلاف کیا تھا جب انہوں نے جانا تو آپ سے پوچھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا ہے اس پر کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کھائے پھر بھول کر اس کو کرے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی اونٹی پر کھڑے ہوئے پس ذکر کی ساری حدیث۔

شِهَابٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں خطبہ پڑھنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز نہیں اور باب کی حدیثیں اس میں صریح ہیں مگر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ اس میں تقیید خطبہ کی ہے ساتھ عرفات کے اور جواب دیا ہے اس سے ابن منیر نے کما سیاتی اور منیٰ کے دن چار ہیں ایک دن قربانی کا یعنی دسویں ذی الحجہ کا اور تین دن بعد اسکے یعنی گیارھویں، بارھویں، تیرھویں اور حدیثوں میں قربانی کے دن کے سوا اور کسی دن کی تصریح نہیں سو شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ باب کی حدیثوں کے بعض طریق میں تشریق کے دنوں کا ذکر موجود ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو داود میں بھی ایام تشریق کی تصریح آچکی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قربانی کے دن حاجیوں کے واسطے خطبہ نہیں اور جو حدیث میں مذکور ہے وہ بطور عام نصیحتوں کے ہے نہ یہ کہ وہ حج کی نشانیوں میں سے ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا یہ کہ بیان کرے کہ راوی نے اس کا نام خطبہ رکھا جیسا کہ عرفات کے خطبے کا نام خطبہ رکھا اور عرفات کے خطبے پر سب کا اتفاق ہے تو گویا کہ اس نے مختلف فیہ کو متفق علیہ کے ساتھ ملحق کیا۔ (فتح)

۱۶۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ

۱۶۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ دن حرام ہے یعنی اس میں کسی طرح کی زیادتی کرنی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ حرام ہے یعنی ذوالحجہ فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر

دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ إِلٰى أُمَّتِهٖ فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں یعنی جیسے کے میں اور ذوالحجہ کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق خون کرنا اور مال کا چھیننا درست نہیں سو حضرت ﷺ نے یہ کلمہ کئی بار دوہرایا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وصیت ہے حضرت ﷺ کی طرف اپنی امت کے اور وہ یہ ہے کہ اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں نہ پلٹ جانا پیچھے میرے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے یعنی خون کو حلال جانے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ذوالحجہ کے چھ دن پے در پے ہیں کہ ان کے واسطے نام ہیں آٹھویں کا نام یوم الترویہ ہے اور نویں کا نام عرفہ ہے اور دسویں کا نام یوم نحر ہے اور گیارھویں کا نام قر ہے اور بارھویں کا نام نفر اول ہے اور تیرھویں کا نام نفر ثانی ہے۔ (فتح)

١٦٢٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو.

۱۶۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات میں خطبہ پڑھنا سنت ہے اور یوم نحر کا خطبہ اس کے ساتھ ملحق ہے۔

١٦٢٥۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ

۱۶۲۵۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن

قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ وَرَجُلٌ أَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا کچھ اور نام رکھیں گے فرمایا کیا قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں سو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا اور نام رکھیں گے فرمایا کہ کیا یہ شہر حرام نہیں؟ یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اس دن تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک اس کی حرمت باقی ہے خبردار! کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا لوگوں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی گواہ رہنا اور چاہیے کہ پہنچائے حاضر غائب کو اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا سننے والے سے سو نہ پلٹ جانا پیچھے وفات میری کے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نحر کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر جواز اٹھانے حدیث کے اسکو جو اس کے معنیٰ نہ سمجھے اور نہ فقہ اس کی جب ضبط کرے جو چیز کہ بیان کیا جائے اور جائز ہے اس کو اہل علم کہنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک تو علم کا پہنچانا فرض کفایہ ہے اور کبھی بعض لوگوں کے حق میں متعین ہوتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بیان کرنا مثل کا اور الحاق کرنا نظیر کا

ساتھ نظیر کے تا کہ سننے والے کو خوب ظاہر ہو اور حرمت دم اور مال اور عرض کو حرمت یوم اور شہر اور مہینے کے ساتھ تشبیہ اس واسطے دی کہ مخاطب لوگ اس کی حرمت کو ہتک کرنا جائز نہ رکھتے تھے بلکہ اس کے فاعل پر سخت عیب کرتے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے جواب میں کہا کہ اللہ ورسولہ اعلم اور دوسری حدیث میں آیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ قربانی کا دن سوان میں تطبیق اس طور سے ہے کہ تفویض کی پھر جب آپ نے سکوت فرمایا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے مطلوب کے ساتھ جواب دیا۔ (فتح) یا آپ نے دوبارہ پوچھا ہوگا پہلی بار لوگوں نے اللہ کی طرف تفویض کی اور دوسری بار اصل جواب دیا۔

١٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَازِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

١٦٢٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہیں؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ بے شک یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ شہر کون سا ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں لڑائی وغیرہ حرام ہے پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں فرمایا کہ یہ مہینہ حرام ہے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اس حج میں جس کو آپ نے کہا اس حال میں کہ ملتبس تھے ساتھ ان کلموں کے اور فرمایا کہ یہ دن حج اکبر کا ہے یعنی قربانی کا دن حج اکبر ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے کہ الٰہی گواہ رہنا اور لوگوں کو وداع کیا سو لوگوں نے کہا کہ یہ حج وداع کا ہے یعنی مشہور ہونا اس حج کو ساتھ حج وداع کے اسی سبب سے ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے اور یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کا اور حنفیہ اور مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہتے ہیں کہ حج کے تین خطبے ہیں ایک ساتویں ذوالحجہ کو اور ایک عرفہ کے دن اور ایک گیارہویں کو منیٰ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر یہ کہ اس نے ثانی نحر کے بدلے ثالث نحر کا دن کہا ہے یعنی بارہویں کو اس واسطے کہ وہ دن اول نفر کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے چوتھا خطبہ قربانی کے دن زیادہ کیا اور کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تا کہ اس دن کے عمل رمی اور ذبح اور حلق اور طواف سیکھیں اور طحاوی نے امام شافعی رحمہ اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا حج کے متعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں حج کا کوئی کام ذکر نہیں ہوا اس میں تو صرف عام وصیتیں مذکور ہیں اور یہ بات کسی نے نقل نہیں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی چیز قربانی کے دن کے متعلق سکھائی ہو تو ہم نے معلوم کیا کہ وہ خطبہ کے لیے نہ تھا اور ابن قصار نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ صرف اس لیے کیا تھا تا کہ تبلیغ کریں اس چیز کا کہ ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واسطے کثرت خلق کے کہ دنیا کے پرلے کناروں سے جمع ہوئے تھے سو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ آپ خطبہ پڑھتے ہیں اور یہ جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تا کہ اسباب حلال ہونے کے جو مذکور ہیں سیکھیں تو یہ بات متعین نہیں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ امام ان کو وہ احکام عرفہ کے دن سکھا دے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مذکورہ میں تنبیہ کی اس پر کہ قربانی کا دن بڑی تعظیم والا ہے اور ذوالحجہ کا مہینہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور مکہ معظمہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور اصحاب مذکور نے اس کا نام خطبہ رکھا ہے سو ان کے غیر کی تاویل کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور یہ جو ابن قصار نے کہا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو یہ احکام سکھانے ممکن ہیں تو اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ گیارہویں کو خطبہ جائز رکھتا ہے اور حالانکہ ممکن تھا کہ یہ احکام ان کو عرفہ کے دن سکھائے جاتے بلکہ ممکن تھا کہ تمام حج کے اعمال آٹھویں کو سکھائے جاتے لیکن چونکہ ہر دن کے اعمال جدا جدا تھے تو مشروع ہوئے تجدید تعلیم کے باعتبار تجدید اسباب کے اور بے شک زہری نے بیان کیا ہے اور حالانکہ وہ اپنے زمانہ کا عالم ہے کہ قربانی کے دن کا خطبہ گیارہویں کو نقل کیا گیا اور یہ کام بنی امیہ کے امیروں کا ہے یعنی سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھا جائے نہ گیارہویں کو لیکن امیر مشغول ہوئے اور اس کو گیارہویں کے دن میں نقل کیا اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ منقول نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلال ہونے کے اسباب میں سے کوئی چیز سکھائی ہو تو یہ اس کی نفی نہیں کرتا کہ نفس الامر میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی ہو بلکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے **کما تقدم فی الباب الذی قبلہ** کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے اور اس میں ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض افعال حج کے بعض پر مقدم کرنے سے پوچھے گئے پھر طحاوی کو کس طرح جائز ہے کہ اس کی مطلق نفی کرے باوجود یہ کہ اس

نے خود عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے اور نیز ایک روایت میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس وقت لوگوں سے کہا کہ سیکھو مجھ سے احکام حج اپنے کے اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے لوگوں کو وعظ کیا تھا پھر ان کو تعلیم میں حوالہ دیا کہ میرے افعال سیکھو اور نیز طحاوی کی تاویل کو رد کرتی ہے یہ بات کہ آپ نے یہ خطبہ بعینہ عرفہ کے دن پڑھا جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ نے عرفہ کے دن فرمایا اس حال میں کہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ آخر حدیث تک یعنی پس اگر یہ خطبہ جائز نہیں تو عرفہ کا خطبہ بھی جائز نہیں (فتح) اور اس باب میں ان حدیثوں کے سوائے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے بھی حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں جن میں صریح موجود ہے کہ آپ ﷺ نے قربانی کے دن میں خطبہ پڑھا جو کہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

بَابُ هَلْ يَبِيْتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

کیا اصحاب سقایہ (جو مکہ میں پانی پلاتے ہیں وغیرہ) منیٰ کی راتوں کو مکے میں رہیں یا نہیں

فائدہ: اس کا جواب حدیثوں میں موجود ہے کما سیاتی اور غیرہم سے مراد وہ شخص ہے کہ اس کو عذر ہو بیماری یا شغل سے مانند لکڑیوں والوں اور چرواہوں سے۔ (فتح)

۱۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ

۱۶۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تا کہ منیٰ کی راتوں میں مکے میں رہیں واسطے خدمت سبیل اپنی کے یعنی تا کہ لوگوں کو پانی پلائیں سو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی۔

أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ.

فائدہ: طواف زیارت کے بعد زمزم کا پانی پینا مستحب ہے اس زمانے میں کتنے حوض زم زم کے پانی سے بھرے رہتے تھے اور حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اس کے داروغہ تھے اور ان کے نائب کئی تھے لوگوں کو پانی پلاتے تھے جن راتوں میں کہ منیٰ میں رہتے ہیں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں کو ان میں عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو میں مکے میں رہوں واسطے خدمت پانی پلانے کے حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں رات کو رہنا یعنی راتوں معلوم میں واجب ہے اور وہ حج کی عبادتوں میں سے ہے اس واسطے کہ تعبیر ساتھ رخصت کے تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ اس کا مقابل واجب ہے اور اذن علت مذکورہ کے واسطے واقع ہوا ہے اور اگر علت مذکورہ نہ پائی جائے تو اجازت حاصل نہ ہوگی اور یہی قول ہے جمہور کا کہ منیٰ میں رات کو رہنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی ایک قول ہے امام احمد رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ کا اور دم کا واجب ہونا مبنی ہے اس اختلاف پر اور نہیں حاصل ہوتا رات رہنا مگر ساتھ اکثر رات کے یعنی اور اگر آدھی رات سے کم رہے تو یہ معتبر نہیں پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی آل بھی ان میں داخل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی قوم بھی اس میں داخل ہے اور وہ بنی ہاشم ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو سقایہ کا محتاج ہو اس کو درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے سقایہ کے ساتھ خاص ہے یہاں تک کہ اگر کسی غیر کے واسطے سقایہ بنایا جائے تو اس کے مالک کو اس کے واسطے مکے میں رات رہنے کی اجازت نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اور یہی قول صحیح ہے دونوں جگہوں میں اور اس کی علت تیار کرنا پانی کا ہے واسطے پینے والوں کے اور کیا یہ حکم صرف پانی کے ساتھ خاص ہے یا ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مانند کھانے وغیرہ کی یہ محل احتمال کا ہے اور یقین کیا ہے شافعیہ نے ساتھ لاحق کرنے اس شخص کے جس کے پاس مال ہو اور اس کے تلف ہونے کا خوف کرتا ہے یا کسی کام کے فوت ہونے کا خوف کرتا ہے یا بیمار ہو اور اس کی خبر گیری کرتا ہے ساتھ اہل سقایہ کے جیسا کہ جزم کیا ہے جمہور نے ساتھ لاحق کرنے چرواہوں کے فقط اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ اہل سقایہ اور چرواہوں کے اور مشہور احمد رحمہ اللہ سے یہ قول ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ خاص ہیں ساتھ اس حکم کے اور اس پر اختصار کیا ہے صاحب مغنی نے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے دم مذکورات میں سوائے چرواہوں کے کہتے ہیں کہ جو بے عذر منی میں رات نہ رہے واجب ہے اس پر دم ہر رات سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر رات کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر رات کے بدلے ایک درہم خیرات کرے اور تین راتوں کے بدلے دم ہے اور یہی ایک

روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور یہی قول مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور اس حدیث میں اذن لینا ہے امیروں اور بڑے لوگوں سے اس چیز میں کہ عارض ہو مصالح اور احکام سے اور یہ کہ مصلحت کے وقت اس کو اذن دیا جائے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ
کنکر پھینکنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کے وقت کا یا اس کے حکم کا اور ہمیں اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو اس کا قصور دم سے پورا ہو جاتا ہے اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے پس ان کے نزدیک بھی پورا ہو جائے گا اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے رکن ہیں ان کے ترک سے حج باطل ہو جاتا ہے اور اس کے مقابل ان کے بعض کا قول ہے کہ وہ تو صرف تکبیر کی حفاظت کے واسطے مشروع ہے اور اگر اس کو ترک کرے اور تکبیر کہے تو یہ کافی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کنکریاں ماریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن نحر کے چاشت کے وقت اور قربانی کے دن بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی قربانی کے دن چاشت کے وقت کنکر مارے اور اس کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور وقت اس کا زوال سے غروب آفتاب تک ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے کنکر پھینکے۔

١٦٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَتٰى أَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ إِذَا رَمٰى إِمَامُكَ فَارْمِهْ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

١٦٢٨۔ وبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مناروں پر کب کنکریاں پھینکوں۔

فائدہ: یعنی گیارھویں بارھویں ذوالحجہ کو فرمایا کہ جب تیرا امام پھینکے یعنی جو حج کا امیر ہے تو اس وقت پھینک یعنی رمی میں اس کی پیروی کر کہ وہ بہ نسبت تیری زیادہ جانتا ہے وقت رمی کو سو میں ان سے پھر یہ مسئلہ پوچھا یعنی میں نے رمی کے وقت کی تحقیق چاہی سو فرمایا کہ ہم انتظار کیا کرتے تھے یعنی وقت رمی کا سو جب دوپہر ڈھلتی تو ہم رمی کرتے تھے یعنی کنکر پھینکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے پیچھے کنکر مارے اور یہی قول ہے جمہور کا اور عطاء اور طاؤس نے کہا کہ زوال سے پہلے کنکر مارنے مطلق درست

نہیں اور حنفیہ نے اجازت دی ہے اس میں کہ نفر کے دن زوال سے پہلے کنکر مارنے درست ہیں اور اسحاق نے کہا کہ اگر زوال سے پہلے کنکر مارے تو دوہرائے مگر تشریق کے تیسرے دن میں زوال سے پہلے کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ — نالے کے اندر سے کنکر مارنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کرنے اس چیز کے جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ منارے کو کنکر مارتے تھے تو بلند ہوتے تھے لیکن اس کے اور باب کی حدیث کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جس کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جاتے ہیں وہ جمرہ عقبہ ہے اس واسطے کہ وہ نالے کے نزدیک ہے بخلاف دونوں اخیر جمروں کے یعنی ان کو اوپر کی طرف کنکر مارے جاتے ہیں۔ (فتح)

١٦٢٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا.

١٦٢٩۔ عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نالے کے اندر سے کنکر مارے سو میں نے کہا کہ اے ابا عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی بے شک لوگ نالے کے اوپر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں یہ جگہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت ﷺ کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جائیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ — مناروں پر سات سات کنکر مارنے کا بیان

ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی سات سات بار کنکر مارنے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کی کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ مناروں پر چھ کنکر ماروں یا سات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا۔ (فتح)

١٦٣٠۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ

١٦٣٠۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچے جس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں اور تینوں جمروں سے

الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهٖ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اخیر ہے خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا اور سات کنکر مارے اور کہا کہ اسی طرح کنکر مارے ہیں اس نے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت ﷺ نے ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی مناروں پر سات سات کنکر مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ جو چھ کنکر مارے اس کو کوئی چیز نہیں لیکن کوئی خیرات کرے اور مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو سات سے کم کنکر مارے تو اس کا تدارک فوت ہو جاتا ہے پورا کرے اس کو ساتھ خون کے اور شافعیہ سے ہے کہ ہر کنکر کے ترک میں ایک مد اناج دے اور دو کے بدلے دو دے اور تین میں تین اور تین سے زیادہ میں دم ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اگر تینوں مناروں کے نصف سے کم ترک کرے تو ایک صاع اناج دے نہیں تو دم ہے۔

بَابُ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهٖ

اگر کوئی جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور خانے کعبے کو اپنے بائیں کرے تو جائز ہے

۱۶۳۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهٖ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

۱۶۳۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جمرہ عقبہ کو سات کنکر مارے سو خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا پھر کہا کہ یہ جگہ ہے اس شخص کے کھڑے ہونے کی جس پر سورہ بقرہ اتری۔

فائدہ: کہتے ہیں یہ صورت مندوب ہے جمرہ عقبہ کی رمی میں قربانی کے دن لیکن تشریق کے دنوں میں پس نالے کے اوپر سے کنکر مارے اور جمرہ عقبہ اور جمروں سے چار چیزوں کے ساتھ ممتاز ہے ایک یہ کہ یہ مخصوص ہے ساتھ دن نحر کے دوم یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے سوم یہ کہ نالے کے اندر سے ہے چہارم یہ کہ اس کے پاس نہیں ٹھہرتے اور دعا نہیں کرتے ہیں بخلاف دوسرے جمروں کے کہ ان کے پاس بہت دیر تک کھڑے رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور جمرہ عقبہ کو جمرہ کبریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ منیٰ میں داخل نہیں بلکہ وہ حد ہے منیٰ کی کعبے کی

طرف سے اور اس جگہ حضرت ﷺ سے انصار نے بیعت کی تھی ہجرت پر اور جمرہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت پتھر جمع ہوں نام رکھا گیا اس کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو شیطان پیش آیا تو انہوں نے اس کو کنکر مارا تو اس نے ان کے آگے جلدی کی۔ (فتح)

بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے یعنی روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا آلُ عِمْرَانَ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَآءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۳۲۔ اعمش سے روایت ہے کہ میں نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور کا نام ہے) سے سنا کہ منبر پر کہتا تھا کہ وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں بقرہ اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں آل عمران اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں نساء یعنی سورہ کو بقرہ وغیرہ کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کو جائز نہ رکھتا تھا سو میں نے یہ قول اس کا ابراہیم نخعی سے ذکر کیا یعنی واسطے طلب صواب کے سو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ اس نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نالے کے اندر آئے یہاں تک کہ جب درخت کے مقابل ہوئے یعنی جو کہ پہلے وہاں تھا تو اس کے پاس چوڑائی کی طرف سے آئے اور اس کے برابر ہوئے سو سات کنکر مارے اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ سے قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں کھڑا ہوا وہ شخص جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی اکابر اصحاب سے یہ نسبت ثابت ہے پس حجاج کے قول کا کچھ اعتبار نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرط ہے کہ ہر کنکر جدا جدا مارے واسطے قول اس کے کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے اور عطاء رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ

کہتے ہیں کہ اگر سب کو ایک بار مارے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اس میں تکبیر ہے ہر نزدیک کنکر مارنے کے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر تکبیر نہ کہے تو اس پر کوئی چیز نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ کنکر مارنے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جمرہ کی طرف منہ کرے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف منہ کرے اور جمرہ کو دائیں کرے اور اجماع ہے اس پر سب کا کہ جس جگہ سے کنکر مارے درست ہیں برابر ہے کہ اس کو سامنے کرے یا اس کو اپنے دائیں کرے یا اس کو اپنے بائیں کرے یا اس کے اوپر سے کنکر مارے یا نیچے سے یا درمیان سے اور اختلاف افضل ہونے میں ہے (فتح) اور اعمش راوی کی یہ غرض نہیں کہ حجاج سے روایت کرے اور یا نہ حجاج اس کے لائق تھا بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ قصہ حکایت کر کے حجاج کی خطا بیان کرے۔

بَابُ مَنْ رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ

جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس کے پاس کھڑا نہ ہو اس کا بیان

قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: یہ حدیث آئندہ باب میں موصول آئے گی۔

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

یعنی جب دونوں جمروں کو رمی کرے تو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور نرم زمین میں آئے یعنی نالے میں

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ

۱۶۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے وہ رمی کرتے منارے کو جو منیٰ کے نزدیک ہے اور مکے سے دور ہے ساتھ سات کنکروں کے ہر کنکر کے پیچھے تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے یہاں تک کہ نرم زمین میں آتے یعنی نالے کے اندر سو قبلے کے سامنے کھڑے ہوتے سو بہت دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر جمرہ وسطیٰ کو رمی کرتے پھر اس کے بائیں طرف چلتے اور نرم زمین میں آتے اور قبلے کے سامنے منہ کر کے کھڑے ہوتے پھر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھاتے اور بہت دیر تک کھڑے رہتے پھر نالے کے اندر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر پھرتے اور کہتے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

دیکھا کہ اسی طرح کیا کرتے تھے جیسا کہ میں نے کیا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی واسطے دونوں بابوں کے ظاہر ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے پاس ہاتھ اٹھانے کا بیان

فائدہ: جمرات تین ہیں جمرہ اولی اور جمرہ وسطی اور جمرہ عقبہ عید کے دن تو فقط جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں اور گیارہویں بارھویں اور تیرھویں کو تینوں پر مارتے ہیں اور ان پر کنکر مارنے واجب ہیں (ح) اور جمرہ کہتے ہیں منارے کو اور وہاں تین منارے مذکور ہیں جن پر کنکریاں مارتے ہیں۔

١٦٣٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

١٦٣٤۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے پاس ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں وفیہ المطابقة للترجمة ابن قدامہ نے کہا کہ میں کسی کو اس مسئلے میں مخالف نہیں جانتا مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے ترک رفع یدین سے وقت دعا کے بعد رمی جمار کے سو ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ منارے کے پاس دعا کے

وقت ہاتھ اٹھانے کا کسی نے انکار کیا ہو مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے محکی ہے اور ابن منیر نے اس کو رد کیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ اگر ہاتھ اٹھانے سنت ثابت ہوتی تو اہل مدینہ پر پوشیدہ نہ رہتی اور اس نے غفلت کی اس چیز سے کہ روایت کی علماء اہل مدینہ نے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اپنے زمانے میں اور ان کے بیٹے سالم نے جو فقہاء سبعہ اہل مدینہ میں سے ایک ہے اور اس سے راوی ابن شہاب نے جو مدینہ کا عالم ہے پس اگر یہ لوگ مدینہ کے عالم نہیں تو پھر اور کون ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ

پہلے دو مناروں کے نزدیک دعا کرنے کا بیان اور مقدار کا بیان

وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ تَلِيْ مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَكَانَ يُطِيْلُ الْوُقُوْفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الْيَسَارِ مِمَّا يَلِي الْوَادِيَ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ مِثْلَ هٰذَا عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کنکر مارتے جمرہ کو جو مسجد منی کے پاس ہے تو اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور تھے دراز کرتے کھڑے ہونے کو یعنی بہت دیر تک کھڑے ہوتے تھے پھر دوسرے جمرہ کے پاس آتے اور اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر بائیں طرف اترتے اس جگہ سے جو نالے کے پاس ہے سو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اس حال میں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر اس منارے کے پاس آتے جو عقبہ کے پاس ہے سو اس کو بھی سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتے تکبیر کہتے پھر پھرتے اور اس کے پاس کھڑے ہوتے زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا مثل اس کی اپنے باپ سے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنی مشروع اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو اس کو

ترک کرے اس پر کوئی چیز واجب نہیں مگر ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کھانا کھلائے اور اگر جانور ذبح کرے تو بہت خوب ہے اور اجماع ہے استقبال قبلہ پر بعد رمی کے اور بہت دیر کھڑے رہنے کے اور اندازہ اس کا مقدار پڑھنے سورہ بقرہ کا ہے اور یہ کہ رمی کی جگہ سے دور رہے وقت کھڑے ہونے کے واسطے دعا کے تا کہ اس کو کسی کا کنکر نہ لگے اور یہ کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے مشروع ہیں اور یہ کہ جمرہ عقبہ کے پاس دعا نہ کرے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کنکر مارنے والے کا حال مشی اور رکوب میں ذکر نہیں کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جمروں کی طرف چلتے تھے منہ کر کے اور پیٹھ دے کر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سوار ہوتے تھے مگر ضرورت سے۔ (فتح)

بَابُ الطِّيْبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ

منارون پر کنکر مارنے اور سر منڈوانے کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانے کا بیان

١٦٣٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِيْنَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِيْنَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا.

١٦٣٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جب کہ آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا یعنی احرام سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے کے واسطے جب کہ آپ احرام سے حلال ہوئے پہلے اس سے کہ طواف زیارت کریں اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں ہاتھ کھولے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خوشبو لگانے کی صورت بیان کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانی درست ہے اس واسطے کہ جب آپ مزدلفہ سے پھرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہمیشہ سوار رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے پس معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگانا رمی کے بعد واقع ہوا ہے لیکن حلق کا طواف زیارت سے پہلے کرنا پس اس واسطے ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرنے سے پھرے تو منی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوایا اور یہ مسئلہ حدیث باب سے ماخوذ ہے خوشبو ملنے سے اس واسطے کہ خوشبو نہیں لگائی جاتی مگر بعد حلال ہونے کے ساتھ دو امروں کے تین امروں سے رمی اور حلق اور طواف سے سو اگر رمی کے بعد حلق نہ کرتے تو خوشبو نہ لگاتے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ خوشبو وغیرہ احرام کی ممنوع چیزوں کو پہلے تحلل کے بعد جائز رکھتا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس کو منع کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

طواف وداع کا بیان یعنی جو کہ حج کی سب عبادتوں سے فارغ ہونے کے بعد کرتے ہیں

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ طواف وداع واجب ہے لازم آتا ہے اس کے ترک سے دم صحیح قول پر نزدیک ہمارے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ سنت ہے اس کے ترک سے کوئی چیز نہیں آتی۔ (فتح)

۱۶۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَآئِضِ.

۱۶۳۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوا یہ کہ ہو آخر وقت ان کا ساتھ خانے کعبے کے یعنی طواف کرے مگر یہ کہ وہ موقوف کیا گیا یعنی طواف وداع عورت حائضہ سے۔

فائدہ: اس طواف کو طواف وداع بھی کہتے ہیں اور طواف صدر بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ مکے سے رجوع کے وقت کرتے ہیں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ طواف وداع واجب ہے اس واسطے کہ ان کے واسطے امر مؤکد وارد ہے اور اس واسطے کہ حائض کے حق میں تخفیف کے ساتھ تعبیر ہوا ہے اور تخفیف نہیں ہوتی امر مؤکد سے۔ (فتح)

۱۶۳۷۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۳۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر محصب میں تھوڑا سا سوئے پھر سوار ہو کر خانے کعبے کی طرف گئے اور خانے کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حاجی طواف وداع کرے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

اگر طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آئے تو کیا اس پر طواف وداع واجب ہے یا ساقط ہو جاتا ہے اور جب

واجب ہو تو کیا دم سے پورا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ شہروں کے عام فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ نہیں حائض عورت پر (جو طواف زیارت کر چکی ہو) طواف وداع اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حائض پر طواف وداع واجب ہے اگرچہ طواف زیارت کر چکی ہو۔ (فتح)

۱۶۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذًا.

۱۶۳۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کو حائض ہوا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت ہم کو روکنے والی ہے سو لوگوں نے کہا کہ بے شک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اب ہم کو روک نہیں سکتی یعنی اس واسطے کہ جو طواف اس پر واجب تھا اس نے وہ کر لیا ہے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ حائض سے ہے اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفیہ رضی اللہ عنہا کا طواف زیارت کرنا معلوم تھا تو آپ نے کیوں نہ فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے اور اگر آپ کو معلوم نہیں تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کا ارادہ کیوں کیا پہلی تحلل ثانی کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کا ارادہ نہ کیا تھا مگر بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف زیارت کے واسطے اذن چاہا اور آپ نے ان کو اذن دیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ حلال ہو چکی ہے سو جب آپ کو کہا گیا کہ وہ حیض سے ہے تو جائز رکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہ شاید حیض اس کو پہلے سے واقع ہوا ہو یہاں تک کہ طواف زیارت سے بھی اس کو منع کیا ہو سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات معلوم کرنی چاہی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا کہ اس نے ان کے ساتھ طواف زیارت کر لیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف زائل ہوا (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع معذور سے ساقط ہے جب کہ اس نے طواف زیارت کر لیا ہو۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۶۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَأَلُوْا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

۱۶۳۹۔ عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی عورت طواف زیارت کرے اور پھر حائض ہو جائے تو وہ نکلے یا نہیں یعنی اپنے وطن کو سو

امْرَاَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوْا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْا فَقَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْا فَكَانَ فِيْمَنْ سَأَلُوْا أُمُّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيْثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ وَقَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ وہ عورت نکلے یعنی اپنے وطن کو کوچ کرے اہل مدینہ نے کہا کہ ہم تیرے قول کو نہیں پکڑتے اور زید بن ثابت کا قول نہیں چھوڑتے کہ اس نے کہا وہ عورت نہ کوچ کرے یہاں تک کہ طواف وداع کرے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب تم مدینے میں آؤ تو اہل مدینہ سے یہ مسئلہ پوچھنا سو وہ مدینے میں آئے اور لوگوں سے پوچھا اور جن لوگوں سے انہوں نے پوچھا ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی یعنی جو مذکور ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کوچ کر اور طواف وداع ضروری نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ طواف وداع حائض سے ساقط ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ.

١٦٤٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت حائض طواف زیارت کر لے تو اس کو اجازت ہے کہ وطن کو کوچ کرے طاؤس نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ نہ نکلے مکے سے پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو رخصت دی ہے کہ بغیر طواف وداع کے کوچ کریں۔

١٦٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ

١٦٤١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنی سال حجۃ الوداع کے اور نہ گمان کرتے تھے مگر حج کو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہ سمجھتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور احرام سے حلال نہ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی تھی اور طواف کیا اس نے جو تھا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جس کے ساتھ قربانی نہ تھی

يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةَ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ غَيْرِيْ قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوْفِيْنَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ لَا قَالَ فَاخْرُجِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ وَّمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَّحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَلَا بَأْسَ انْفِرِيْ فَلَقِيْتُهُ مُصْعِدًا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فِيْ قَوْلِهِ لَا.

وہ احرام سے حلال ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو ہم نے اپنے حج کی سب عبادتیں ادا کیں سو جب محصب کی رات ہوئی یعنی جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محصب میں اترے کہ کوچ کی رات تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب رضی اللہ عنہم حج اور عمرے دونوں کے ساتھ واپس لوٹیں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی کہ میں نے عمرہ نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جن راتوں میں ہم آئے ہیں تو نے ان میں طواف نہیں کیا میں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر اور تیرے وعدے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ وہاں مجھ کو آملو سو میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم کو نکلی سو میں نے عمرے کا احرام باندھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اللہ ہلاک کرے اور زخمی کرے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے اس سے بد دعا مراد نہیں) کہ تو ہم کو کوچ سے روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نہ کیا تھا اس نے کہا کیوں نہیں تو فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کوچ کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر اوپر سے آتے تھے اور میں نیچے سے جاتی تھی یا میں اوپر سے جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے سے آتے تھے (یہ شک راوی کا ہے)

فائدہ: نفر کے معنی کوچ کرنے کے ہیں منیٰ سے طرف مدینہ کی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت رکن ہے اور یہ کہ طہارت شرط ہے واسطے صحت طواف کے اور یہ کہ طواف وداع واجب ہے۔ کما تقدم

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ

منیٰ سے کوچ کے دن ابطح میں عصر کی نماز پڑھنے کا بیان

فائدہ: ابطح اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں سنگ ریزے ہوتے ہیں اور اب نام ہے ایک جگہ معین کا متصل منیٰ کے اور اس کو ابطح اور محصب اور خیف بستی کنانہ بھی کہتے ہیں اور حد اس کی دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے مقبری تک۔ (فتح وغیرہ)

١٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

۱۶۴۲۔ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ تو نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منیٰ میں پھر میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن یعنی تیرھویں ذوالحجہ کو عصر کی نماز کہاں پڑھی اس نے کہا ابطح میں کر جو حج کے امیر کرتے ہیں یعنی ان کی مخالفت نہ کر کہ باعث فتنہ انگیزی کا ہو اور یہ کہ امر ضروری بھی نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن عصر کی نماز ابطح میں پڑھی۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ.

۱۶۴۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر تھوڑا سا محصب میں سوئے پھر خانے کعبے کی طرف سوار ہوئے اور کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ
میدان محصب میں اترنے کا بیان کہ اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: ابن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے مستحب ہونے میں اختلاف ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ حج کی عبادتوں میں سے نہیں (فتح)

١٦٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۱۶۴۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ تھے یہ محصب منزل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اترتے مگر اس واسطے کہ اس میں

قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُوْنَ أَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ يَعْنِيْ بِالْأَبْطَحِ.

اترنا بہت آسان تھا واسطے نکلنے حضرت ﷺ کے یعنی ابطح میں اس لیے اترتے تھے تا کہ وہاں اپنا اسباب چھوڑ جائیں اور مکے میں جا کر طواف وداع کریں پھر جب وہاں سے نکل کر مدینے کو آنے لگیں تو نکلنا آسان ہو یا اس واسطے کہ سب لوگ اس میں جمع ہو جائیں اور برابر ہو اس میں آہستہ چلنے والا اور میانہ چلنے والا اور مدینہ کو سب اکٹھے کوچ کریں۔

١٦٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٤٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محصب میں اترنا کچھ چیز نہیں یعنی حج کی عبادتوں میں سے نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو صرف ایک منزل ہے کہ حضرت ﷺ وہاں اترے یعنی وہاں کا اترنا اتفاقی تھا نہ بطور مسنون کے

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ محصب میں اترنا حج کی عبادتوں میں سے نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جب حضرت ﷺ وہاں اترے تو وہاں کا اترنا مستحب ہوا واسطے اتباع تقریر حضرت ﷺ کے اور خلفاء نے بھی آپ کے بعد یہ کام کیا ہے اور حاصل یہ کہ جس نے سنت کی نفی کی ہے مانند ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کی مراد یہ ہے کہ یہ حج کی عبادتوں میں داخل نہیں پس اس کے ترک سے کوئی چیز لازم نہیں آتی اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس نے داخل کیا ہے اس کو آپ ﷺ کے افعال کی عموم پیروی میں نہ بطور الزام کے اور چاروں نمازوں کا وہاں پڑھنا اور کچھ رات ٹھہرنا مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ النُّزُوْلِ بِذِيْ طُوًى قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُوْلِ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَّكَّةَ.

مکے میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں اترنے کا بیان اور اترنا اس بطحا میں جو ذوالحلیفہ میں ہے جب کہ مکے سے پھرے یعنی مدینے میں داخل ہونے سے پہلے وہاں اترے۔

فائدہ: اور مقصود اس ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ کی منزلوں کی جگہ اترنے میں آپ کی پیروی کرنا محصب کے ساتھ خاص نہیں اور کلام دخول مکہ پر ابتداء حج میں گزر چکی ہے اور بطحا ذوالحلیفہ میں اترنا صریح ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

١٦٤٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

١٦٤٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رات گزارتے

أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِيْ بِأَعْلٰى مَكَّةَ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهٖ ثُمَّ يَطُوْفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَيَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيْخُ بِهَا.

تھے ذی طوی میں کہ درمیان دو پہاڑوں کے ہے پھر داخل ہوتے مکہ میں یہ پہاڑی مکہ سے بلندی کی طرف ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکے میں حج یا عمرے کو آتے تو اپنی اونٹنی نہ بٹھاتے مگر نزدیک دروازے مسجد حرام کے پھر مسجد حرام کے اندر داخل ہوتے پس سیاہ رکن کے پاس کہ اس میں حجر اسود ہے آتے سو اس رکن سے شروع کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار جلد چلتے اور چار بار معمولی چال چلتے پھر طواف سے پھرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر چلتے پہلے اس سے کہ اپنے اترنے کی جگہ کی طرف پھریں پس صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج اور عمرے سے پھرتے تھے تو بٹھاتے تھے اونٹنی بطحا میں جو ذی الحلیفہ میں ہے جس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس جگہ کا اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٦٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّيْ بِهَا يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشُكُّ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٤٧۔ خالد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ کو کسی نے محصب میں اترنے کا حکم پوچھا سو حدیث بیان کی عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے نافع رحمہ اللہ سے کہ نزول فرمایا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ نافع رحمہ اللہ نے کہا اور مغرب کی نماز بھی پڑھتے تھے خالد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں عشاء کی نماز میں شک نہیں کرتا یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عشاء کی نماز بے شک وہاں پڑھی اور تھوڑا سا سوتے تھے اور ذکر کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: شاید محصب سے مراد محصب ہے جو ذی الحلیفہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ جب حاجی مکے سے مدینے کو

پھرے تو سنت ہے کہ محصب میں اترے۔ و فیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِیْ طُوًی إِذَا رَجَعَ مِنْ مَّكَّةَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اترے ذی طوی میں جب کہ پھرے مکے سے

فائدہ: ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے اندر حرم کے اور ذی طوی میں اترنا اور رات رہنے کا بیان صبح تک واسطے اس شخص کے کہ مکے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے ابتداء حج میں گزر چکا ہے اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ جو حج کر کے مکے سے پھرے اس کو بھی وہاں رات رہنا مشروع ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِيْ طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مدینے سے مکے کو آتے تھے ذی طوی میں رات رہتے تھے یہاں تک کہ جب صبح کرتے تھے تو مکے میں داخل ہوتے تھے اور جب حج کر کے مکے سے کوچ کرتے تھے تو ذی طوی میں گزرتے تھے اور وہاں رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ذی طوی میں اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہوں کو اس واسطے پکڑا جاتا ہے کہ اس میں آپ کی پیروی کی جائے اس واسطے کہ آپ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں تو وہاں اترنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِيْ أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

حج کے دنوں میں لوگوں کے جمع ہونے کے وقت تجارت کرنی درست ہے اور جاہلیت کے بازاروں میں بھی بیع شراء کرنا درست ہے۔

فائدہ: مراد جاہلیت کے بازاروں سے وہ بازار ہیں جو اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے لگا کرتے تھے۔

١٦٤٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوْا ذٰلِكَ حَتّٰى

۱۶۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذوالمجاز اور عکاظ جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کی تجارت کی جگہ تھی سو جب اسلام آیا تو گویا کہ انہوں نے حج کے دنوں میں خرید فروخت کو برا جانا یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل رب اپنے کا حج کے دنوں میں۔

نَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

فائدہ: ذوالمجاز ایک بازار کا نام ہے پاس عرفات کے ایک فرلانگ اس سے اور عکاظ ایک میدان کا نام ہے درمیان نخلہ اور طائف کے اور اسی طرح ایک بازار حباشہ مرالظہران میں لگا کرتا تھا اور ایک بازار مجنہ دیار بارق میں لگا کرتا تھا اور یہ دونوں بازار حج کے موسم میں نہ لگا کرتے تھے بلکہ رجب میں لگا کرتے تھے اور پھر اسلام کے بعد بھی یہ بازار ہمیشہ لگتے رہے یہاں تک کہ اول سوق عکاظ خارجیوں کے زمانے میں ایک سوانتیس میں موقوف ہوا اور سب سے اخیر سوق حباشہ موقوف ہوا ایک سوستانویں میں اور ان سب میں بڑا بازار عکاظ تھا کہ بہت دور دور کے لوگ اس میں آتے تھے یہ بازار ذیقعدہ کی اول تاریخ سے بیسویں تک رہتا تھا پھر باقی دس دن سوق مجنہ لگتا تھا پھر ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے آٹھویں تک ذی المجاز لگتا تھا پھر لوگ حج کے واسطے منیٰ کو جاتے تھے سو اسلام کے بعد لوگوں نے ان میں بیع شرا کو برا جانا سو یہ آیت اتری کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا کچھ گناہ نہیں اور ابی کی قرات میں فی مواسم الحج کا لفظ قرآن میں زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ معتکف کو بیع شرا کرنی درست ہے واسطے قیاس کرنے کے حج پر اور علت دونوں کے درمیان عبادت ہونا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر حاجت سے زیادہ ہو تو مکروہ ہے مانند روٹی کے جب کہ نہ پائے جو اس کو کفایت کرے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد اور زہری کا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خلاف اولی ہے اور آیت جناح کی نفی کرتی ہے اس سے اولویت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

بَابُ الْإِدْلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

رات کے وقت محصب سے چلنے کا بیان

فائدہ: ادلاج کے معنی دونوں ہیں اول رات کا چلنا ہے اور اخیر رات کا چلنا بھی اور مراد یہاں اخیر رات کا چلنا ہے اور مقصود کوچ کرنا ہے محصب میں رات رہنے کی جگہ سے پچھلی رات کو اور یہی واقع عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ ترجمہ واسطے کوچ کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھائی اپنے کے واسطے عمرے کے اس واسطے کہ انہوں نے اخیر رات کو کوچ کیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے قصد کیا یہ کہ تنبیہ کرے اس پر کہ محصب میں رات رہنا لازم نہیں اور یہ کہ پہلی رات کو وہاں سے چلنا جائز ہے۔ (فتح)

۱۶۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

۱۶۴۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوچ کے دن صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو اس نے کہا کہ میں نہیں دیکھتی اپنی تئیں مگر کہ تم کو کوچ سے روکنے والی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا أُرَانِيْ إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقٰى عَقْرٰى مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَكُمْ ثُمَّ قَالَ كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ قَالَ فَاعْتَمِرِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوْهَا فَلَقِيْنَاهُ مُدَّلِجًا فَقَالَ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا.

اللہ اس کو ہلاک کرے اور زخمی کرے کیا اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا کہا گیا کہ ہاں اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ نہ ذکر کرتے تھے ہم مگر حج کا سو جب ہم مکے میں آئے تو حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ حلال جائیں ہم احرام سے سو جب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو ہلاک کرے او رزخمی کرے کہ نہیں دیکھتا میں اس کو مگر تو روکنے والی ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نحر کے دن طواف زیارت کیا تھا انہوں نے فرمایا ہاں پس فرمایا کوچ کر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عمرے کے احرام سے حلال نہیں ہوئی یعنی میں نے عذر سے طواف نہیں کیا جیسا کہ اور عورتوں نے کیا حکم ہو تو میں بھی عمرہ کرلوں فرمایا کہ احرام باندھ عمرے کا تنعیم سے اور عمرہ ادا کر سو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا بھائی نکلا سو ملے ہم حضرت ﷺ سے اس حال میں کہ آپ محصب سے پچھلی رات کو نکلے تھے یعنی بعد ادا کرنے عمرے کے تو فرمایا کہ تیرے ملنے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ عمرے کے بعد ہم کو وہاں ملنا۔

فائدہ: جب عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کرکے اپنی جگہ میں پھریں تو وہ حضرت ﷺ کو راہ میں ملیں اس حال میں کہ حضرت ﷺ طواف وداع کے واسطے مکے کو جا رہے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصب سے اخیر رات کو کوچ کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ عمرے کے بابوں کا بیان

بَابُ وُجُوْبِ الْعُمْرَةِ وَفَضْلِهَا عمرے کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: عمرے کے معنی زیارت کے ہیں اور یقین کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ عمرہ واجب ہے اور یہی مشہور قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ اہل حدیث کا اور مشہور قول مالکیہ کا یہ ہے کہ عمرہ مستحب ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک مرد نے پوچھا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہیں اور عمرہ کرنا بہتر ہے روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور یہ ضعیف ہے اور پہلوں کی دلیل یہ حدیث ہے جو باب میں مذکور ہے اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابو داود وغیرہ میں ہے کہ صبی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اعتقاد کیا کہ حج اور عمرہ مجھ پر واجب ہے سو میں نے دونوں کا احرام باندھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ راہ دکھایا گیا تو واسطے سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے موافق کیا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جبرئیل کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ جب اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام کی حقیقت پوچھی تو فرمایا کہ تو حج اور عمرہ کرے اور ان کی دلیلیں اور حدیثیں بھی ہیں اور نیز دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے یعنی قائم کرو ان کو اور طحاوی نے زعم کیا ہے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عمرہ واجب ہے تو اس کے معنی وجوب کفایہ کے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ عمرہ نہیں واجب اہل مکہ پر اگرچہ واجب ہے ان کے غیر پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَةٌ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں کوئی مگر اس پر حج اور عمرہ واجب ہیں

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ دونوں واجب ہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّهَا لَقَرِينَتُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن میں حج عمرے کے برابر واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عمرہ واجب ہے کہ قرآن میں حج کے برابر واقع ہوا ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

١٦٥٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کفارہ ہے درمیان کے گناہوں کا اور حج مبرو کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

فائدہ: حج مبرو وہ ہے کہ جس میں گناہ اور ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا نہ ہو یعنی مقبول حج گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے کہ آدمی بہشتی ہو جاتا ہے اور مراد گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ عام گناہ مراد ہیں اور بعض اعتراض کرتے ہیں کہ جو کوئی کبیروں سے بچے اس کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس عمرہ کس چیز کو اتارتا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تکفیر کی مقید ہے ساتھ زمانے اپنے کے تکفیر اجتناب کی عام ہے واسطے ساری عمر کے پس حیثیت مختلف ہے اور ایک جز ترجمہ کی حدیث سے ثابت ہے اور وہ فضیلت ہے اور دوسرے جز حدیث میں مذکور نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ پے در پے کرو حج اور عمرے یعنی قران کرو یا ایک کے بعد دوسرا کرو درمیان حج اور عمرے کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ برابر ہے پس موافق ہو گا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ بہت کثرت سے عمرہ کیا جائے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ایک سال میں ایک سے زیادہ مکروہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مہینے میں ایک بار سے زیادہ نہ کرے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ عمرہ سب دنوں میں جائز ہے اس کو جو اعمال حج کو مشغول نہ ہو اور حنفیہ سے منقول ہے کہ عرفہ اور نحر کے دن اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب عمرہ کرے تو ضروری ہے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے تو اس کے بعد دس دن تک عمرہ نہ کرے تا کہ سر کا منڈوانا اس میں ممکن ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دس دن سے کم میں عمرہ کرنا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اس حدیث میں

اشارہ ہے طرف جواز عمرہ کرنے کی پہلے حج سے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

حج سے پہلے عمرہ کرنے کا بیان یعنی اس کو کفایت کرتا ہے یا نہیں

۱۶۵۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

۱۶۵۱۔ ابن جریج سے روایت ہے کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درست ہے کوئی ڈر نہیں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں مکے کے کئی لوگوں کے ساتھ مدینے میں آیا سو میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا سو میں نے اس سے کہا کہ ہم نے کبھی حج نہیں کیا پس ہم مدینہ سے عمرہ کریں اس نے کہا ہاں اور کیا چیز تجھ کو اس سے منع کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عمرے اپنے حج سے پہلے کیے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر حج فرض ہوا ہو اس کو حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے اور معلوم ہوا کہ حج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمرے سے پہلے فرض ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب کو حکم کرنا کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کر لیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج فی الفور واجب نہیں بلکہ دیر کے ساتھ کرنا بھی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں اور براء کی روایت میں ہے کہ دو عمرے کیے ہیں اور تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ اس نے

حجۃ الوداع کے عمرے کو اور حدیبیہ کے عمرے کو شمار نہیں کیا یا جعرانہ کا عمرہ اس پر مخفی رہا ہوگا۔ (فتح)

۱۶۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا نَاسٌ يُّصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحٰى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَّرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ.

۱۶۵۲۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں اور عروہ مسجد میں داخل ہوئے تو اتفاقًا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے تھے سو ہم نے اس سے ان کی نماز کا حال پوچھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کی یہ بدعت ہے پھر مجاہد نے اس کو کہا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے ان میں سے ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا ہے اور ہم نے برا جانا کہ اس کو رد کریں یعنی ان کو کہیں کہ یوں نہیں مجاہد نے کہا کہ ہم نے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی سو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مومنوں کی ماں کیا تو نہیں سنتی ہو جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا ہے یعنی اور باقی ذیقعدہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ رحمت کرے کہ حضرت ﷺ نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت ﷺ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف اسی بات کا انکار کیا تھا کہ آپ نے ایک عمرہ رجب میں کیا فرمایا کہ حضرت ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اور اس کو ان کے نسیان پر حمل کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں سکوت کیا گویا کہ ان کو بھی اسمیں اشتباہ ہوگیا تھا اسی واسطے سکوت کیا اور مراجعت نہ کی۔ (تیسیر)

۱۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۱۶۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَجَبٍ.

١٦٥٤۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيْمَةَ أُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۴۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے اور ایک عمرہ حدیبیہ کا ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ سے صلح کی اور تیسرا عمرہ جعرانہ کا جب کہ آپ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں میں نے کہا کہ آپ نے کتنی بار حج کیا اس نے کہا کہ ایک بار۔

فائدہ: اور چوتھا عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا جیسا کہ آئندہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور حدیبیہ نام ایک گاؤں کا ہے جو کہ تقریباً ۳۵ کلو میٹر ہے مکے سے اکثر اس کا حصہ حرم میں ہے اور کچھ حل میں اور بیان مجمل عمرہ حدیبیہ کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے سال ہجری میں پہلی تاریخ ذیقعدہ کو پیر کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے عمرے کے ارادہ اور چودہ سو یا اس سے زیادہ آدمی آپ کے ساتھ تھے جب حدیبیہ میں پہنچے تو کفار قریش جمع ہو کر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے روکا اور عہد کیا آئندہ سال کو آنا اور عمرہ کرنا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح کر کے واپس لوٹے پس حقیقت میں، یہ عمرہ تو نہ ہوا لیکن بسبب ملنے ثواب عمرے کے پہلا عمرہ گنا گیا اور حکم احصار کا یہیں سے شروع ہوا اور آئندہ سال اسی عمرے کی قضاء کو مکے میں گئے اور تین روز وہاں رہے چوتھے دن وہاں سے روانہ ہوئے یہ دوسرا عمرہ ہوا اس کو عمرة القضاء کہتے ہیں اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ جعرانہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور بیان اس کا یہ ہے کہ جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے جو کہ ۳۵ کلو میٹر ہے مکے سے آٹھویں سال ہجری میں فتح مکہ کے بعد جنگ حنین ہوا اور غنیمت بے شمار وہاں سے ہاتھ لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ یا سولہ دن جعرانہ میں رہے اور وہ غنیمت بانٹی انہیں دنوں میں ایک روز رات کو عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا اور اسی رات پھر آئے اور صبح کی نماز جعرانہ میں ادا کی اور چوتھا عمرہ وہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ ادا کیا بعد فرض ہونے حج کے یہ ذی الحجہ میں ہوا اور باقی ذی القعدہ میں اور حج اسلام سوائے ایک کے اور کوئی نہیں۔ (ح)

١٦٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ

۱۶۵۵۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے

الْمَلِكِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةً فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ.

پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک عمرہ تو اس وقت کیا جب کہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا یعنی عمرہ حدیبیہ اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے قضاء حدیبیہ کا عمرہ قضاء کیا اور تیسرا عمرہ ذیقعدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَتَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ذیقعدہ میں مگر کہ جو عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا پہلا عمرہ آپ ﷺ کا حدیبیہ سے تھا اور دوسرا عمرہ آپ ﷺ کا آئندہ سال سے تھا اور تیسرا عمرہ جعرانہ سے تھا جس جگہ آپ ﷺ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں اور چوتھا آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

١٦٥٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوْا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ.

١٦٥٦۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا پہلے حج کرنے سے اور ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں حج سے پہلے دو بار عمرہ کیا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ براء نے حجۃ الوداع کے عمرے کو شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس کی حدیث مقید ہے ساتھ اس کے کہ آپ کا عمرہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور جو عمرہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ وہ ذی الحجہ میں تھا اور اسی طرح اس نے عمرہ حدیبیہ کو بھی شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس سے روکے گئے تھے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں کس چیز کے ساتھ احرام باندھا تھا اور اسی طرح جو اس باب میں اختلاف ہے اس کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اب اس کے اعادے کی کوئی

ضرورت نہیں اور مشہور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں مفرد تھے اور اس کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انس رضی اللہ عنہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قارن ہونے کا انکار کیا باوجود یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اس واسطے کہ یہ منقول نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا ہو پس نہ باقی رہی مگر یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ عمرہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمتع بھی نہ تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر بیان کیا کہ میں قربانی ساتھ لایا ہوں اور محتاج ہوا ابن بطال طرف تاویل کرنے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پس کہا کہ چوتھے عمرے کی نسبت کرنی آپ کی طرف اس واسطے جائز ہے کہ اس کے ساتھ لوگوں کو حکم کیا اور نہ آپ کے سامنے کیا گیا اور جو پہلی تطبیق میں عذر کرے وہ اس تاویل سے بے پرواہ ہے اور ابن تین نے کہا کہ جس عمرے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکے گئے تھے اس کو جن اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرہ شمار کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ پورا عمرہ ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جمہور کا قول صحیح ہے کہ جو خانے کعبے سے روکا جائے اس پر قضا۔ واجب نہیں بخلاف حنفیہ کے اور عمرہ قضاء کا حدیبیہ کے عمرے کے عوض میں ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور عمرے قضاء کو عمرہ قضاء اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس کے واسطے کہ وہ حدیبیہ کے عمرے کے بدلے قضاء ہے اس واسطے کہ اگر قضاء ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے بخلاف اس کے جس پر مشرکین تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرے کو جائز نہ رکھتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی جلیل القدر کثیر الملازمت پر کوئی حدیث پوشیدہ رہتی ہے اور اس کو وہم اور نسیان ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ معصوم نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض علماء کو بعض پر ذکر کرنا درست ہے لیکن نرمی اور حسن ادب سے رد کرے، اور نووی نے کہا کہ سکوت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کو اشتباہ ہو گیا تھا یا بھول گیا تھا یا اس کو شک ہوا تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہ انکار کرنا دلالت ہے اس پر کہ اس کو وہم ہو گیا تھا اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد رجب میں عمرہ کرنے سے یہ ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے عمرہ کیا اس واسطے کہ اگرچہ یہ بات محتمل ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس سے لازم آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رد اس کے کلام کے مطابق نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ — رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ رمضان میں عمرہ کرنا کیا ہے اور جائز ہے یا افضل لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

رمضان کے عمرے میں نکلی سو آپ ﷺ نے افطار کیا اور میں نے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے قصر کیا اور میں نے اتمام کیا۔ (فتح)

۱۶۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُنَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّيْنَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُوْ فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِيْ فِيْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِّمَّا قَالَ.

۱۶۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا (ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا نام لیا تھا لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں) کہ کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے اس سے کہ تو ہمارے ساتھ حج کرے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی کھینچنے والا تھا سو اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا سوار ہوا مراد اس عورت کی اپنا خاوند اور بیٹا ہے یعنی سوار ہو کر کسی سفر کو گئے ہیں اور ہمارے پاس صرف ایک اونٹ چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی لاتے ہیں سو فرمایا کہ جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر اس واسطے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے یا مانند اس کی فرمایا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے نہ یہ کہ اس سے حج فرض ساقط ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ فرض حج کے بدلے عمرہ کرنا کفایت نہیں کرتا اور ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ہوتا ہے عمل کا ثواب فضیلت والے وقت میں جیسا کہ حضور قلب اور خلوص قصد سے ثواب زیادہ ملتا ہے (فتح) اور ظاہر یہ حدیث عام ہے اس عورت کے ساتھ خاص نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن یہ حکم امت کے واسطے ہے اور حضرت ﷺ کے واسطے وہی افضل تھا جو آپ ﷺ نے کیا۔ (فتح)

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

محصب کی رات وغیرہ میں عمرہ کرنا جائز ہے

۱۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحَجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ

۱۶۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم پورا کرنے والے تھے چاند ذیقعدہ کو یعنی مہینہ ذیقعدہ کا پورا ہو چکا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور جو صرف عمرے کا احرام باندھنا

بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَظَلَّنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفُضِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي.

چاہے تو چاہیے کہ صرف عمرے کا احرام باندھے سو اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو صرف عمرے کا احرام باندھتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں اپنے حال کی حضرت ﷺ سے شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنے بال کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو جب محصب میں اترنے کی رات ہوئی تو حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اس عمرے کے کہ میں نے پہلے نیت کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی اپنا حج تمام کر چکے تو اس کو تسریق کے دنوں کے بعد عمرہ کرنا جائز ہے اور محصب کی رات وہ اخیر کوچ کی رات ہے اس واسطے کہ وہ ایام رمی کا اخیر ہے اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لاشئی سے بہتر ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عمرہ بقدر نفقہ کے ہے یعنی اپنے شہر سے عمرے کی نیت سے نکلنا افضل ہے اس سے کہ مکے سے قریب ترحل کی طرف نکل کر عمرے کا احرام باندھے۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيمِ
تنعیم سے عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: جو مکے میں ہو اس کے لیے وہ جگہ متعین ہے یا نہیں اور جب متعین نہیں تو پھر کیا اس کو فضیلت ہے جہات حل اور طرفوں سے عمرہ کرنے پر یا نہیں اور حضرت ﷺ سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے مکے میں ہو کر عمرے کا احرام حل سے باندھا ہو نہ پہلے ہجرت سے اور نہ پیچھے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے اور نہ آپ ﷺ کی زندگی میں اور نہ بعد آپ ﷺ کے مگر صرف عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ عمرہ آپ ﷺ کے حکم سے کیا تھا تو معلوم ہوا کہ درست ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یوم نحر اور یوم عرفہ اور ایام تشریق میں نہ کرے اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے موافق ہیں مگر یوم عرفہ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ تشریق کے دنوں میں منیٰ میں رہنے والا نہ کرے اور جو مکہ سے عمرہ کرے اس

کے حق میں بھی اختلاف ہے ابن سیرین سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے اہل مکہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ تنعیم مقرر کی اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ تنعیم یا جعرانہ کی طرف نکلے اور وہاں سے احرام باندھے برابر ہے کہ مکہ کا رہائشی ہو یا کسی دوسرے علاقے سے آنے والے یعنی غیر ملکی اور افضل یہ ہے کہ حج کے کسی میقات سے احرام باندھے اور طحاوی نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو مکے میں ہو اس کے لیے عمرہ کا میقات کوئی نہیں مگر تنعیم اور اس سے آگے بڑھنا درست نہیں جیسا کہ حج کے میقات سے آگے بڑھنا درست نہیں اور دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ میقات عمرے کا حل ہے اور حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے احرام باندھنے کا حکم کیا کہ وہ قریب تر ہے حل میں سے ہے پس ثابت ہوا کہ اہل مکہ کے عمرہ کا میقات حل ہے اور برابر ہے کہ تنعیم سے ہو یا کسی اور جگہ سے۔ (فتح)

١٦٥٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو.

١٦٥٩ـ عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سوار کرے اور اس کو تنعیم سے عمرہ کرائے یعنی اس کو اپنے ساتھ لے جائے تا کہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھے۔

فائدہ: تنعیم نام ہے ایک جگہ معروف کا کہ چار میل ہے مکے سے طرف مدینے کی اور وہ جگہ حرم مکہ سے باہر ہے حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تنعیم سے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کے حکم سے تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکے والوں کو عمرہ کرنے کے لیے حل کی طرف نکلنا ضرور ہے اور یہی ایک قول ہے علماء کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ حرم سے بھی عمرہ درست ہو جاتا ہے لیکن میقات ترک کرنے کی وجہ سے اس پر دم واجب ہو جاتا ہے اور حدیث باب کی اس کو رد نہیں کرتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے خلوت کرنی ساتھ محرم کے سفر میں بھی اور حضر میں بھی اور جائز ہے محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔ (فتح)

١٦٦٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ حَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

١٦٦٠ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا اور حضرت ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهٖ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا إِلَّا مَنْ مَّعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَّذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا فَقَالَ أَلَكُمْ هٰذِهٖ خَاصَّةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ.

قربانی کے اونٹ تھے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھا ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی حج کا یا عمرے کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اُتار دیں اور طواف کریں اور بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ حلال نہ ہو سو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اس حال میں کہ ہماری شرم گاہوں سے منی ٹپکتی ہو گی یعنی جماع کا زمانہ حج کے احرام سے قریب ہو گا اس واسطے کہ جب آدمی عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو شاید عورت سے جماع بھی کرے گا پھر جب آٹھویں کو حج کو احرام باندھے گا تو احرام حج کا جماع کے زمانے سے قریب ہو گا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ میں اگر پہلے سے جانتا جو کہ میں نے پیچھے جانا تو قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور یہ کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو اس نے حج کی سب عبادتیں ادا کیں مگر یہ کہ خانے کعبے کا طواف نہ کیا سو جب وہ پاک ہوئیں اور طواف زیارت کیا تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ چلتے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ چلتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور یہ کہ سراقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ میں ملا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنکر مارتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ فعل یعنی فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے یعنی

اس سال یا ہمیشہ کے واسطے فرمایا خاص نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے درست ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ حج کے مہینوں میں درست ہے واسطے باطل کرنے اعتقاد جاہلیت کے (کمامر غیر مرة) اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قران جائز ہے یعنی عمرہ کے افعال حج میں داخل ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا عمرے کے ساتھ اور یہ ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق سوال کا اس تاویل کو قوی کرتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ سوال اسی کا تھا اور جواب عام ہے تا کہ سب تاویلات مذکورہ کو شامل ہو۔ (فتح) اور حدیث سے ایک خبر باب کی ثابت ہے اور یہی کافی ہے واسطے مطابقت حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ — حج کے بعد ایام حج میں بغیر قربانی کے عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جو کہتا ہے کہ حج کے مہینے میں شوال اور ذیقعدہ اور ذوالحجہ ہے تو اس کے قول سے لازم یہ ہے کی مراد کامل اور پورے مہینے ہیں یعنی شوال بھی سارا اور ذیقعدہ بھی سارا اور ذوالحجہ بھی سارا مراد ہے جیسا کہ منقول ہے ایک روایت میں مالک رحمہ اللہ سے اور شافعی سے بھی اور جو مطلق کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں جیسا کہ ابن عبدالبر نے اس میں اتفاق نقل کیا ہے سو کہا کہ علماء کے درمیان اختلاف نہیں اس میں کہ آیت فمن تمتع بالعمرة والحج میں مراد تمتع سے عمرہ کرنا ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے اور یہ کہ جو حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرے کا احرام باندھے تو اس پر قربانی ہے اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس کے خلاف پر لیکن جو کہتا ہے کہ ذوالحجہ سارا حج کے مہینوں سے ہے وہ کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے سو یہ بات ان کو لازم نہیں آتی۔ (فتح)

١٦٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِى الْحَجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ

١٦٦١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ذوالحجہ کا چاند قریب چڑھنے کے تھا اس واسطے کہ پچیسویں ذوالقعدہ کو مدینے سے روانہ ہوئے اور یہ قریب ہے چاند ذوالحجہ کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے چاہے کہ عمرے کا احرام باندھے تو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے اور جو تم میں سے چاہے کہ حج کا احرام باندھے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو البتہ عمرے کا احرام باندھتا سو ان میں سے

لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَّنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَرْدَفَهَا فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ

بعض نے تو عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور تھی میں ان لوگوں سے جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا سو مجھ کو مکے میں داخل ہونے سے پہلے حیض ہوا سو مجھ کو عرفہ کے دن نے پایا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں نے حضرت ﷺ کی طرف شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو میں نے یہ کام کیا سو جب محصب کی رات ہوئی تو حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو اس نے مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اپنے عمرے کے کہ اس کی پہلے نیت کی تھی سو اللہ نے اس کو حج اور عمرہ ادا کروایا اور نہ تھی کسی چیز میں اس سے ہدی اور نہ صدقہ اور نہ روزہ۔

فائدہ: مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ عمرہ ہے جو حج سے علیحدہ ہو عیاض وغیرہ نے کہا کہ صواب مختلف روایتوں کے جمع کرنے میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا جیسا کہ قاسم وغیرہ کی روایت سے ظاہر ہے پھر اس کو عمرے کی طرف فسخ کیا جیسا کہ اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے فسخ کیا اور اس پر عروہ کا قول محمول ہے پھر جب ان کو حیض آیا اور حیض کی وجہ سے عمرے سے حلال ہونا مشکل ہوا اور حج کی طرف نکلنے کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے حج کو عمرے پر داخل کیا اور قارنہ ہوئیں اور اس پر قائم رہیں یہاں تک کہ حلال ہوئیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول اس کا طاؤس کی روایت میں نزدیک مسلم کے کہ تیرا طواف تجھ کو حج اور عمرے کے لیے کافی ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کو کہا کہ یہ عمرہ تیرا ہے بدلے عمرے تیرے کے تو مراد اس سے وہ عمرہ ہے جو اس کے غیر کے لیے اس سے مکے میں حلال ہونا حاصل ہوا پھر الگ سے حج کا احرام باندھا اور بنا برا سکے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو عمرے ہوئے اور اسی طرح قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ لوگ حج اور عمرے کے ساتھ پھریں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ جدا حج اور جدا عمرے کے ساتھ پھریں گے اور یہ جو راوی نے کہا کہ نہ تھی اس میں ہدی اور نہ صدقہ وغیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ تھے بیچ ترک کرنے اس کے کہ پہلے عمرے کے اعمال کو اور درج کرنے اس کے کہ حج میں ہدی وغیرہ اور نہ اس عمرے میں کہ تنعیم سے کیا اور یہ تاویل اچھی ہے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

عمرے کا ثواب بقدر مشقت کے ہے

۱۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ.

۱۶۶۲۔ قاسم رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے ہیں لوگ ساتھ دو عبادتوں کے اور میں پھرتی ہوں ساتھ ایک عبادت کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ انتظار کر سو جب تو حیض سے پاک ہو تو تنعیم کی طرف جا اور عمرے کا احرام باندھ پھر آ ہمارے پاس فلاں فلاں جگہ میں لیکن ثواب اس کا بقدر مشقت کے ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو مکے میں ہو اس کو حل کے قریب طرف سے عمرے کا احرام باندھنا کمتر ہے ثواب میں اس کے بعید طرف سے عمرہ کرنے سے اور یہی ظاہر ہے حدیث باب سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا افضل جگہوں حل کا واسطے عمرے کے جعرانہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے احرام باندھا پھر تنعیم ہے اور جب ان دونوں جگہوں سے دور ہو یہاں تک کہ اس کے سفر کا اکثر ہو تو وہ بہت اچھا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جتنا دور ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ افضل جگہوں حل کے واسطے عمرے کے تنعیم ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور حنبلیہ کا لیکن تنعیم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور تنعیم اپنی مساوی جگہ سے افضل ہے اس جگہ سے افضل نہیں جو اس سے بعید ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ

جب عمرے والا عمرے کا طواف کرے پھر مکے سے نکلے تو کیا وہ طواف اس کو طواف وداع سے کافی ہے یا نہیں

۱۶۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا سَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَّجْعَلَهَا

۱۶۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم حج کا احرام باندھنے والے تھے حج کے مہینوں میں اور جگہوں اور وقتوں میں کہ حج کے واسطے مقرر ہیں سو ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور حج کو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ کرے اور جس کے ساتھ قربانی ہو تو وہ اس کو عمرہ

عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةٍ الْهَدْيُ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتّٰى نَفَرْنَا مِنْ مِّنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا فَأَتَيْنَا فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادٰى بِالرَّحِيْلِ فِيْ أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

نہ گردانے اور حضرت ﷺ کے ساتھ اور آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو قوت رکھتے تھے قربانی کی سوان کے واسطے عمرہ نہ ہوا سو حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ میں روتی تھی سو فرمایا کہ کیا چیز تجھ کو رولاتی ہے میں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا جو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا سو میں عمرے سے منع ہوئی فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتی ہوں یعنی مجھ کو حیض ہوا سو فرمایا کہ حیض تجھ کو کچھ ضرر نہیں دیتا کہ تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے اللہ نے تجھ پر ٹھہرا دیا جو ان پر ٹھہرایا ہے اور تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو عمرہ کی توفیق دے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں منتظر تھی یہاں تک کہ ہم نے منیٰ سے کوچ کیا اور محصب میں اترے سو حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جا سو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے پھر تم اپنے طواف سے فارغ ہو کہ میں یہاں تمہارا انتظار کرتا ہوں سو ہم رات کے درمیان آئے سو فرمایا کہ تم عمرے سے فارغ ہو چکے میں نے کہا ہاں سو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کوچ کی آواز دی سو لوگوں نے کوچ کیا اور جس نے کہ طواف وداع کیا تھا صبح سے پہلے پھر مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر نکلے۔

فائدہ: شاید مراد لوگوں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے طواف وداع نہ کیا تھا وفیہ المطابقة للترجمة لیکن جواب یہ ہے کہ حدیث میں تحریف ہے اور من طاف بالبیت کے بدلے ثم طاف بالبیت ہے یعنی خانے کعبے کا طواف کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف عمرے کا طواف وداع سے کافی نہیں۔ (فتح)

بَابٌ يُّفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يُفْعَلُ فِي الْحَجِّ

جو اعمال حج میں کیے جاتے ہیں سو عمرے میں کیے جاتے ہیں

فائدہ: یعنی ترک اعمال سے نہ فعلوں سے یا بعض افعال سے نہ کل اور اول ارجح ہے۔ (فتح)

١٦٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ يَعْنِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوْقِ أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَّوَدِدْتُ أَنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَأَنْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

١٦٦٤۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر اثر زرد رنگ کی خوشبو کا تھا سو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کس طرح حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کس طرح کروں سو اللہ نے حضرت پر وحی اتاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے سے ڈھانکا گیا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں اس حال میں کہ آپ پر وحی نازل ہو سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے یہ کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے میں نے کہا ہاں مجھ کو خوش لگتا ہے سو اس نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خراٹے تھے مانند آواز اونٹ کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت دور ہوئی تو فرمایا کہ کہاں ہے عمرے کا پوچھنے والا اپنے بدن سے کرتہ اتار ڈال اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور زرد رنگ سے پرہیز کر اور جس طرح کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے اپنے عمرے میں کر۔

فائدہ: اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری تھی کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور وجہ دلالت کی مطلوب پر عموم امر ہے ساتھ اتمام کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے سب ہیئتوں اور صفتوں کو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرے کا ایک حکم ہے جو حج میں کرتا ہے سو عمرے میں کرے اور جس چیز سے کہ حج کے احرام میں پرہیز کرنا لازم ہے اس سے عمرے کے احرام میں بھی پرہیز کرنا لازم ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عمرے کے اعمال چار ہیں احرام اور طواف اور سعی اور حلق یا قصر۔ (فتح وغیرہ)

١٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

١٦٦٥۔ عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَلَا أُرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ زَادَ سُفْيَانُ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَّلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

کہا (اور میں اس دن کم عمر تھا) کہ بھلا بتلا تو کہ قول اللہ تعالی کا کہ البتہ صفا اور مروہ جو ہیں نشانیاں ہیں اللہ کی پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں پس نہیں دیکھتا میں کسی پر کوئی چیز یہ کہ نہ طواف کرے ان دونوں کا یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان دونوں کا طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں اگر آیت کے یہ معنی ہوتے جیسا کہ تو کہتا ہے تو آیت اس طرح ہوتی کہ نہیں گناہ اس پر یہ کہ نہ طواف کرے ان دونوں میں سوائے اس کے نہیں کہ یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری تھی کہ وہ مناۃ (بت کا نام ہے) کے واسطے احرام باندھتے تھے یعنی مشرکین اور مناۃ قدید (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) کے متابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کو گناہ جانتے تھے اور اس میں حرج دیکھتے تھے واسطے مشابہ کفار کے سو جب اسلام آیا تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں آخر تک اور سفیان اور ابو معاویہ نے اپنی روایت میں ہشام سے اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ جو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کہ حج میں صفا اور مروہ کی سعی کی جاتی ہے اسی طرح عمرہ میں کی جائے اور جس طرح کہ حج بدون اس کے تمام نہیں اسی طرح عمرہ بھی تمام نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بَابُ مَتٰى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ

عمرہ کرنے والا احرام سے کب باہر آتا ہے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں جانتا میں خلاف درمیان اماموں کے فتووں میں کہ عمرے والا نہیں حلال ہوتا احرام سے یہاں تک کہ وہ طواف کرے اور سعی کرے مگر وہ

چیز کہ جدا ہو ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمرے والا طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور بعض اہل علم سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ جب عمرے والا حرم میں داخل ہو تو حلال ہو جاتا ہے اگرچہ نہ طواف کرے اور نہ سعی کرے اور جائز ہے یہ کہ کرے ہر وہ چیز کہ حرام ہے محرم پر اور رہو گا طواف اور سعی بیچ حق اس کے کے مانند رمی اور بیعت کے حاجی کے حق میں اور یہ مذہب شاذ اور مخالف ہے آئمہ دین کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَّيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا.

اور عطاء رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانے اور طواف کریں اور پھر بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے مراد عام ہے جو طواف اور سعی دونوں کو شامل ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور نیز یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں سعی کا ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٦٦٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَاهَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَّرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِّيْ أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِّنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

١٦٦٦۔ عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا یعنی عمرہ قضاء اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ میں آئے اور دونوں کے درمیان سعی کی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعی کی اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ مبادا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اسمعیل کہتا ہے کہ میرے ایک یار نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تھے اس نے کہا کہ نہیں اس کا یار کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ بیان کر ہم سے وہ چیز کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہی فرمایا خوشی سناؤ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ گھر موتیوں کے بہشت میں کہ اس میں نہ شور وغل ہے اور نہ کوئی رنج۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کہ محرم عمرہ بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفیہ المطابقة للترجمة

۱٦٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَّلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِيْ امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

۱٦٦٧۔ عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنے عمرے میں طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کیا اس کو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو خانے کعبے کے گرد سات مرتبہ گھومے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کے درمیان سات بار سعی کی اور تمہارے لیے اس کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ عمرو نے کہا کہ ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا سو اس نے کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۱٦٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَآءِ وَهُوَ مُنِيْخٌ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِيْ ثُمَّ أَهْلَلْتُ

۱٦٦٨۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں آیا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو بٹھایا تھا یعنی وہاں اترے ہوئے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے احرام حج کا باندھا اس نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا اس نے کہا کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا خانہ کعبہ کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا سو میں فتوی دیا کرتا تھا ساتھ اس کے

بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِيْ بِهٖ حَتّٰى كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ

یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو بے شک وہ ہم کو تمام کرنے کا حکم کرتا ہے یعنی احرام سے حلال ہو یہاں تک کہ تمام کرو حج کو جیسے کہ آیت و اتموا الحج میں واقع ہوا ہے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو لیں تو بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حلال ہوئے یہاں تک کہ ھدی اپنی جگہ کو پہنچے یعنی منیٰ میں۔

فائدہ: یہ حدیث باب الذبح قبل الرمی میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرے والے کو بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال ہونا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٦٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَآءَ تَقُوْلُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هَا هُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا قَلِيْلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِيْ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ.

١٦٦٩۔ ابو اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تحقیق مولا اسماء دختر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ وہ اسماء سے سنتا تھا کہ جب وہ حجون (ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ میں کہ اس جگہ مکہ کا قبرستان ہے کہ اس کو مقبرہ معلیٰ کہتے ہیں) میں گزرتیں تھیں تو کہتی تھیں کہ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کرے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ اترے اور ہم اس دن سبکسار تھے ہماری سواریاں کم تھیں اور ہمارے توشے بھی کم تھے سو عمرہ کیا میں نے اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں نے یعنی بعد فسخ کرنے حج کے ساتھ عمرے کے سو جب ہم نے کعبے کا طواف کیا تو ہم احرام سے حلال ہوئے یعنی بعد سعی کے پھر زوال کے بعد ہم نے حج کا احرام باندھا۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ لفظ مسحنا کے معنی طواف اور سعی دونوں کے ہوں لیکن اختصار کے واسطے سعی حذف کی گئی واسطے اس کے کہ تھے معلق ساتھ طواف کے اور کہا کہ اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا سعی کہ اس واسطے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ یہ واقع حجۃ الوداع میں تھا اور دوسرے طریق میں مفسر آچکا ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا اور سعی کی پس یہ مجمل محمول ہے مبیّن پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی طواف اور سعی کے بعد بال کترانے سے پہلے جماع کرے تو اس کو کیا حکم ہے پس اکثر علماء

کا تو یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر ھدی اور عطاء نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا عمرہ فاسد ہو جاتا ہے اور واجب ہے اس پر گزرنا فاسد میں اور لازم ہے اس پر قضاء اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طبری نے اس پر کہ جو بال نہ کتروائے یہاں تک کہ حرم سے نکلے تو اس پر کوئی چیز نہیں بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس پر دم ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ

جب کوئی حج اور عمرے اور جنگ سے پھرے تو کیا کہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ وہ ترجمے بیان کیے ہیں جو متعلق ہیں ساتھ آداب رجوع سفر کے واسطے متعلق ہونے اس کے کے ساتھ حاجی اور معتمر کے اور یہ معتمر افاقی (دوسرے علاقوں سے آنے والے) کے حق میں۔

١٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

١٦٧٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ یا حج یا عمرے سے لوٹتے تھے تو ہر بلند زمین پر تین تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بھی بندگی سجدہ کرنے والے اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تھا اسی نے جنگ خندق میں کہ عرب کے سب کفار نے ہجوم کر کے مدینے کو گھیر لیا تھا اللہ نے آندھی بھیجی اس نے سب کو بھگا دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی سفر طاعت یا مباح سے پھرے تو مستحب ہے کہ کلمات پڑھے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

حج کے واسطے مکے میں آنے والوں کی پیشوائی کرنے کا بیان یعنی جائز ہے اور ایک جانور پر تین شخصوں کے سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: اس باب میں دو حکم ہیں۔

١٦٧١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

١٦٧١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکوں نے آپ ﷺ کی پیشوائی کی سو حضرت ﷺ نے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

فائدہ: دلالت حدیث کی دوسرے حکم پر ظاہر ہے یعنی معلوم ہوا کہ تین شخصوں کو ایک جانور پر سوار ہونا درست ہے اور دوسرا حکم حدیث سے بطریق عموم کے ثابت ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا آنا عام ہے اس سے کہ ہو حج میں یا عمرے میں یا جنگ میں اور باب میں حج سے پھر آنے والے کے واسطے پیشوائی کرنے کا بیان ہے اور حدیث میں حج کے واسطے آنے والے کا بیان ہے لیکن ان میں مخالف نہیں اس واسطے کہ باعتبار معنی کے دونوں متفق ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ

مسافر کا دن کو اپنے گھر کو آنا

١٦٧٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ.

١٦٧٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے کی طرف نکلتے تھے تو صبح کی نماز درخت والی مسجد میں پڑھتے تھے جو کہ ذوالحلیفہ میں ہے اور جب سفر سے پھرتے تھے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے اندر نماز پڑھتے تھے اور اس جگہ رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے پھر صبح کو مدینے میں داخل ہوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سفر سے پھرے تو مستحب ہے کہ دن کو گھر میں داخل ہو۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِيِّ

رات کو گھر میں آنے کا بیان

فائدہ: یعنی مغرب سے عشاء تک اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں دن کو گھر میں آنا متعین نہیں بلکہ مغرب کے بعد بھی عشاء تک درست ہے اور منع تو صرف رات کو گھر آنا ہے اور علت اس کی یہ ہے تا کہ کنگھی کرے غبار آلودہ بالوں والی۔ (فتح)

۱۶۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً.

۱۶۷۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے پھرتے تو رات کو گھر میں نہ آتے تھے مگر صبح کو یا ابتدا رات میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے دن کو گھر میں آنا متعین نہیں ہے بلکہ مغرب کے بعد عشاء تک بھی گھر میں آنا درست ہے۔ وفیہ مطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ لَّا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدت کے بعد اپنے شہر میں آئے تو رات کو اپنے گھر کو نہ آئے یعنی جس کے آنے کی خبر نہ پہنچی ہو۔

۱۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا.

۱۶۷۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ کوئی مسافر رات کو اپنے گھر میں داخل ہو۔

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدینے میں پہنچے تو اپنی اونٹنی کو جلدی چلائے

۱۶۷۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا.

۱۶۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آتے تھے اور مدینے کی بلند راہیں دیکھتے تھے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوا کوئی اور جانور ہوتا تھا تو اس کو ہلاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

اس روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے جدرات المدینہ یعنی جب مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے اور اس میں یہ لفظ بھی زیادہ ہے کہ سواری کو مدینے کی محبت سے تیز کرتے تھے۔

جُدُرَاتِ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت مدینے کے اور اوپر مشروع ہونے حب وطن کے اور اس طرف رجوع کرنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾

اس آیت کے نزول کا بیان کہ آؤ اپنے گھروں کو ان کے دروازوں سے

١٦٧٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوْا فَجَاءُ وْا لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهٖ فَكَأَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

١٦٧٦۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ہم میں اتری کہ دستور تھا کہ جب انصار حج کر کے آتے تھے اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے لیکن ان کے پیچھے سے داخل ہوتے تھے سو ایک مرد انصاری حج سے آیا اور اپنے گھر میں دروازے سے داخل ہوا تو گویا کہ عیب کیا گیا اس پر سو یہ آیت اتری کہ نہیں نیکی یہ کہ تم اپنے گھروں کو ان کے پیچھے سے آؤ یعنی چھت پر سے لیکن نیکی وہ ہے جو بچتا رہے یعنی حرام سے اور آؤ گھروں میں دروازوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے اس آیت کا شان نزول معلوم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب احرام باندھتے تھے تو ان کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی تھی یعنی گھروں کے دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے تا کہ دروازہ ان کے اور آسمان کے درمیان حائل نہ ہو۔

بَابُ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

باب ہے اس بیان میں کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے

١٦٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهٖ.

١٦٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کہ باز رکھتا ہے تمہارے ایک کو کھانے اور پینے سے اور نیند سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی سے اپنے گھر والوں کے پاس آئے کہ سبب خوشی کا ہے اور خلاص ہونا ہے رنج انتظار سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے ضرر سفر کرنا مکروہ ہے کہ اس میں سراسر تکلیف اور مشقت ہے اور مستحب

ہے جلدی پھر آنا خاص کر وہ لوگ کہ غیب میں ان کے ضائع ہونے کا خوف ہو اور اس واسطے کہ اپنی بیوی اور بال بچوں میں رہنے میں راحت ہے جو مدد کرنے والی ہے اوپر صلاح دین اور دنیا کے اور نیز حاصل ہوتی ہے اس میں نماز ساتھ جماعت کے اور قوت عبادت کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفر میں صحت ہے سو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو اس واسطے کہ اس میں صحت باعتبار ریاضت کے ہے اور عذاب کا ٹکڑا باعتبار مشقت اور تکلیف کے ہے جو سفر میں لاحق ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُسَافِرِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يُعَجِّلُ إِلٰى أَهْلِهِ

جب مسافر کو چلنا کوشش میں لائے یعنی جلد چلے اور اپنے گھر کی طرف جلدی کرے یعنی جلد چلنا مقصود ہو تو کیا کرے؟

فائدہ: بعض نسخوں میں تعجل سے پہلے واو نہیں اور اذا کا جواب تعجل ہے۔

١٦٧٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

١٦٧٨۔ اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کی راہ میں تھا سو اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ چلے انہوں نے چلنے میں جلدی کی یہاں تک کہ جب سرخی ڈوب گئی تو اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا تو مغرب کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو ملا کر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسافر جلد چلے تو اس کو دو نمازوں کا ملا کر پڑھنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْمُحْصَرِ وَجَزَآءِ الصَّيْدِ

باب ہے بیچ بیان روکنے محرم کے بیچ بدلے شکار کے کہ محرم اس کو کرے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ.

اور بیان مراد اس آیت کے کہ پھر اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور نہ منڈواؤ سر اپنے جب تک کہ پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَّحْبِسُهٗ

اور عطاء نے کہا کہ روکنا ہر چیز سے ہے کہ اس کو روکے یعنی روکنا دشمن کے ساتھ خاص نہیں

فائدہ: اگر کوئی حج یا عمرے کا احرام باندھ کر کے کو چلے اور راہ میں دشمن یا بیماری یا کسی اور چیز کے سبب سے روکا جائے اور کے میں نہ پہنچ سکے تو وہ قربانی یعنی ایک بکری مکہ میں بھیجے کہ نحر کے دن اس کی طرف سے حرم میں ذبح کی جائے اور عطاء کے اس قول میں اشارہ ہے اس طرف کہ احصار عام ہے ہر چیز سے محرم رک سکتا ہے اور اس مسئلے میں اصحاب رضی اللہ عنہم کو اختلاف ہے کہ اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ احصار ہر روکنے والی چیز سے ہے کہ روکا جائے حاجی ساتھ اس کے دشمن سے ہو یا بیماری سے یا کسی اور چیز سے یہاں تک کہ ایک شخص سانپ سے کاٹا گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فتوی دیا کہ وہ محصر ہے اور نخعی اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ حصر ٹوٹ جانا ہے کسی عضو کا اور بیماری ہے اور خوف ہے یعنی ہر چیز سے احصار کو حکم ثابت ہو جاتا ہے خواہ بیمار ہو یا کچھ اور اور ان کی دلیل حجاج کی حدیث ہے اور وہ چیز ہے اس کو ہم اس باب کے اخیر میں ذکر کریں گے اور اثر عطاء کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عطاء کے قول کے مطابق حدیث آئی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ واجب ہے اس پر ذبح کرنا اس چیز کا کہ میسر ہو قربانی سے پھر اگر وہ حج اسلام ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر فرض حج کے ادا کے بعد ہو تو اس پر قضاء نہیں اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ نہیں احصار مگر ساتھ دشمن کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ نہیں ہے روکنا مگر

جس کو دشمن روکے پس عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور نہیں واجب ہے اس پر حج اور نہ عمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بیماری کے سبب سے خانے کعبے سے روکا جائے تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نہیں روکنا مگر بہ سبب دشمن کے یعنی پس بیمار ان کے نزدیک باقی رہتا ہے اپنے احرام پر اور اگر عذر جاتا رہے اور حج فوت ہو تو عمرہ کر کے احرام سے حلال ہو جائے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ نے حج اور عمرے کے تمام کرنے کا حکم فرمایا ہے اور محصر کو حلال ہونے کی رخصت دی اور آیت دشمن کے روکنے میں نازل ہوئی پس ہم رخصت کو اس کی جگہ سے آگے نہیں بڑھاتے اور اس باب میں ایک تیسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نہیں روکنا بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل کوفہ وغیرہ کے حجت استدلال کرنا ہے ساتھ عموم آیت کے فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ الآیہ۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَصُوْرًا لَّا يَأْتِي النِّسَآءَ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لفظ حصور کے معنی جو قرآن میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ عورتوں سے صحبت نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گویا اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مادہ دونوں کا ایک ہے اور ان کے معنی کے درمیان جامع منع ہے۔(فتح)

بَابٌ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

جب عمرے کے احرام والا روکا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روکنے کے ساتھ حلال ہونا خاص ہے ساتھ حاجی کے بخلاف عمرہ کرنے والے کے کہ وہ احصار سے حلال نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اس واسطے کہ تمام سال عمرے کا وقت ہے پس اس کے فوت ہونے کا خوف نہیں بخلاف حج کے اور یہ محکی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ میں عمرے کے واسطے نکلا سو میں اپنی سواری سے گر پڑا اور میرا پاؤں ٹوٹ گیا سو میں نے ایک آدمی کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو انہوں نے کہا کہ عمرے کے لیے حج کی طرح کوئی وقت معین نہیں اپنے احرام پر باقی رہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے۔(فتح)

١٦٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ

١٦٧٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ فتنے (حجاج) میں عمرہ کے لیے مکہ کو نکلا تو کہا کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو کریں گے ہم جیسا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ

كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

کے سال آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا یعنی اگر میں خانے کعبے کے طواف سے روکا گیا تو میں عمرے کا احرام باندھوں گا اور عمرے سے حلال ہو جاؤں گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور اس سے حلال ہوئے۔

فائدہ: پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف حج کا احرام باندھا پھر اس کے ساتھ عمرے کا احرام بھی باندھ لیا پس ہو گئے قارن۔

١٦٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُّحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدٰى وَكَانَ

١٦٨٠۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ اور سالم دونوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کلام کیا ان دنوں میں کہ حجاج کو لشکر ابن زبیر کی لڑائی کے واسطے مکہ میں اترا تھا اور انہوں نے کہا کہ تجھ کو اس سال نہ حج کرنے میں کچھ ضرر نہیں کہ ہم ڈرتے ہیں اس سال کہ حائل ہو کوئی چیز درمیان تیرے اور درمیان خانے کعبے کے یعنی تم مکے میں داخل نہ ہو سکو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے لیے سو کفار قریش کعبے کے درمیان رکاوٹ بنے یعنی حضرت ﷺ کو مکے میں آنے سے روکا سو حضرت ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا یعنی اگر میں روکا گیا تو میں بھی اسی طرح کروں گا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا سو اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان راہ خالی ہوئی تو میں کعبے کا طواف کروں گا اور اگر میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو میں کروں گا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا پھر ایک گھڑی چلے پھر کہا کہ حج اور عمرے کا حال تو ایک ہی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو اپنے عمرے کے ساتھ واجب کیا سو حج

يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ طَوَافًا وَّاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ.

اور عمرے سے حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ قربانی کے دن حلال ہوئے اور قربانی ذبح کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ محرم احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایک طواف کرے جس دن کہ مکے میں داخل ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک تو مراد اس سے یہ ہے کہ جائز ہے حلال ہونا ان دونوں سے ساتھ احصار کے یا بیچ ممکن ہونے احصار کے ان دونوں میں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں اپنے عمرے سے روکا گیا تو میں اپنے حج سے روکا گیا گویا کہ اس نے پہلے دیکھا تھا کہ حج کا احصار عمرے کے احصار سے سخت ہے اس واسطے کہ اس کے اعمال بہت ہیں اور اس کا وقت دراز ہے سو اس نے عمرے کا احرام باندھا پھر معلوم کیا کہ حج کے احصار سے محرم عمرے کے ساتھ حلال ہو سکتا ہے سو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم قیاس کرتے تھے اور اس کے ساتھ حجت پکڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمن کے سبب سے حج یا عمرے سے روکا جائے اور ان کو ادا نہ کر سکے تو اس کو جائز ہے کہ حلال ہو جائے ساتھ اس طرح کے کہ حلال ہونے کی نیت کرے اور اپنی قربانی ذبح کرے اور بال منڈوائے یا کتروائے اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا حج کا عمرے پر اور یہی قول جمہور کا لیکن شرط اس کی اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ عمرے کے طواف میں شروع ہونے سے پہلے ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چار شرط سے پہلے ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے تمام ہونے کے بعد اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ ابوثور نے خلاف کیا اور کہا کہ حج کو عمرے پر داخل کرنا درست نہیں جیسا کہ عمرے کو حج پر داخل کرنا منع ہے اور یہ کہ قارن ایک طواف کرے اور یہ قارن قربانی ذبح کرے اور یہ کہ خوف ناک راہ میں جانا درست ہے جب کہ سلامتی کی امید ہو۔ (فتح)

حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهٗ لَوْ أَقَمْتَ بِهٰذَا.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ کے بعض بیٹوں نے اس کو کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرے تو بہتر ہو۔

١٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أُحْصِرَ

١٦٨١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکے گئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوایا اور اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانی ذبح کی یہاں تک کہ اس کے بدلے آئندہ سال کو عمرہ کیا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهٗ وَجَامَعَ نِسَآءَهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احصار کے ساتھ حلال ہو واجب ہے اس پر قضاء اس چیز کی کہ اس سے حلال ہو یعنی حج ہو یا عمرہ اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور جمہور نے کہا کہ واجب نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلے میں دو قول ہیں وَسَيَاتِي الْبَحْثُ فِيْهِ۔

بَابُ الْإِحْصَارِ فِي الْحَجِّ. حج سے روکنے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں تو احصار عمرے سے حج واقع ہوا ہے سو علماء نے حج کو بھی اس پر قیاس کر لیا ہے اور وہ الحاق ہے ساتھ نفی قارن کے اور وہ قوی تر ہے سب قیاسوں سے میں کہتا ہوں کہ مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ اس قول کے کہ سنت نبی ﷺ تمہارے کی ہے قیاس کرنا اس شخص کا ہے جو حج سے روکا گیا اس پر جو عمرے سے روکا گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا احصار تو عمرے سے واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول اس شخص کے حق میں ہو جو نہ حاصل ہو واسطے اس کے یہ اس حال میں کہ حج کرنے والا ہو۔ (فتح)

١٦٨٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ.

١٦٨٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کیا تم کو حضرت ﷺ کا طریقہ کفایت نہیں کرتا اور اگر کوئی حج سے روکا جائے یعنی وقوف عرفات سے تو خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے یعنی اگر کر سکے پھر حلال ہو ہر چیز سے کہ اس پر حرام کی تھی یہاں تک کہ آئندہ سال کو حج کرے پس قربانی ذبح کرے اور اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شرط کرنے کے منکر تھے یعنی اگر محرم شرط کرے

یہ کہ اگر مجھ کو راہ میں مرض پیدا ہو اور کعبے کی طرف نہ چل سکوں تو میں اس جگہ سے احرام سے باہر نکل آؤں گا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ یہ شرط درست نہیں بلکہ جہاں رک جائے تو جو اعمال عمرے کے ممکن ہوں ان کو ادا کر کے وہیں سے حلال ہو جائے اور ضباعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ حج کا احرام باندھ اور شرط کر لے یعنی کہہ کہ یا الٰہی میرا مکان نکلنے کا احرام سے اس جگہ ہوگا کہ روکے تو مجھ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شرط کرنا صحیح ہے اور نہیں ثابت ہوا انکار اس کا کسی صحابی سے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور موافقت کی ہے ان کی ایک جماعت تابعین نے اور جو ان کے بعد ہیں حنفیہ اور مالکیہ سے حج اور عمرے میں شرط کرنے میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ مشروع ہے پھر ظاہر یہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول یہ ہے کہ اگر ضباعہ کی حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور جو لوگ کہ ضباعہ کی حدیث کے منکر ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضباعہ کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد روکنے والی چیز سے موت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمرے کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ

رکنے کے وقت سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان

١٦٨٣ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَّحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ.

١٦٨٣ـ مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمرہ حدیبیہ میں) سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کی اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٨٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَسَالِمًا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

١٦٨٤ـ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ اور سالم نے اپنے باپ عبداللہ سے کلام کی یعنی یہ کہ آپ اس سال حج کو نہ جائیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کے ارادے سے نکلے سو کفار قریش کعبہ سے روکا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کا اونٹ ذبح

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ.

کیا اور اپنا سر منڈوایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ترجمہ باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ ترتیب محصر کے ساتھ خاص ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں واجب ہے اختیار کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوائے سو علقمہ سے روایت ہے کہ اس پر جانور ذبح کرنا آتا ہے اور مثل اس کی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ محصر پر ہدی نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اس پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ کہتا ہے محصر پر قضا نہیں

وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلٰى مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَّلَذُّذِ فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قضاء تو صرف اس پر ہے جو اپنا حج جماع سے توڑے یعنی اس واسطے کہ احرام میں عورت سے جماع کرنا درست نہیں اور جو شخص کہ روکے اس کو کوئی عذر مانند دشمن کی یا سوائے اس کے کوئی عذر اور چیز مانند بیماری وغیرہ کے تو وہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور قضاء نہ کرے یعنی جب کہ حج نفل ہو اور اگر فرض ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر اس کے ساتھ قربانی ہو اس حال میں کے وہ محصر ہو اور اس کو حرم میں نہ بھیج سکے تو اس کو ذبح کرے یعنی کسی جگہ ہو حرم میں یا حل میں اور اگر اس کو حرم میں بھیج سکے تو اس کو احرام سے حلال ہونا درست نہیں یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ میں یعنی حرم میں پہنچے۔

فائدہ: اور اس مسئلے میں اصحاب رضی اللہ عنہم وغیرہم کو اختلاف ہے جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ محصر جس جگہ حلال ہو اسی جگہ قربانی کر لے تو درست ہے خواہ حرم میں یا حل میں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نہ ذبح کرے اس کو مگر حرم میں اور دوسرے علماء نے تفصیل کی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور یہی قول معتبر ہے اور اس کے اختلاف کا یہ سبب ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قربانی حل میں ذبح کی تھی یا حرم میں بعض کہتے ہیں کہ حل میں

ذبح کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ حرم میں ذبح کی اور راجح یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے حرم میں ذبح کی لیکن اس کا اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا (جیسا کہ امام اعظم کہتے ہیں) بلکہ ظاہر قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم نے اپنی جگہ میں ذبح کی حالانکہ وہ حل میں تھے حرم میں نہ تھے اور یہ واقع جواز پر دلالت کرتا ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر کو حل میں بھی قربانی ذبح کرنا درست ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِيْ اَىِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَآءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ اَنْ يَّصِلَ الْهَدْيُ اِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا اَنْ يَّقْضُوْا شَيْئًا وَّلَا يَعُوْدُوْا لَهٗ وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ.

اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اپنی قربانی ذبح کرے اور اپنا سر منڈوائے جس جگہ میں ہو اور اس پر قضاء نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا اور حلال ہوئے ہر چیز سے کہ ان پر حرام تھی پہلے طواف کرنے سے اور پہلے اس سے کہ پہنچے قربانی اپنی جگہ میں پھر نہیں ذکر کیا گیا یہ کہ حضرت ﷺ نے کسی کو حکم کیا ہو یہ کہ قضاء کرے کوئی چیز اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو دوہرائیں اور حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے۔

فائدہ: یہ قول موطا امام مالک میں مذکور ہے اور مراد وغیرہ سے امام شافعی ہیں اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے تو یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ بعض اس کا حل میں ہے اور بعض اس کا حرم میں لیکن حضرت ﷺ نے تو حل میں قربانی ذبح کی ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ﴾ یعنی روکیں تم کو مسجد حرام سے اور ہدی میں اس حال میں کہ کھڑی کی گئی ہو یہ کہ پہنچے اپنے حلال ہونے کی جگہ میں اور قربانی کے حلال ہونے کی جگہ اہل علم کے نزدیک حرم ہے اور اللہ نے خبر دی کہ کفار نے ان کو حرم سے روکا اور کہا کہ جس جگہ روکا اسی جگہ ذبح کرے اور حلال ہو جائے اور اس پر قضا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قضا کو ذکر نہیں فرمایا اور اہل مغازی کے اخبار سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ ہم نے حدیثوں کے اتفاق سے معلوم کیا کہ حدیبیہ کے سال آپ ﷺ کے ساتھ معروف مرد تھے پھر آپ ﷺ نے عمرہ قضا کیا یعنی آئندہ سال کو اور ان میں سے بعض مدینے میں رہے بغیر ضرورت کی جان میں اور نہ مال میں اور اگر ان پر قضاء واجب ہوتی سو حکم کرتی ان کو یہ کہ نہ پیچھے رہیں ان سے اور دوسری جگہ میں کہا کہ عمرہ قضاء کو قضاء اس واسطے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس واسطے کہ اس عمرے کی قضاء ان پر واجب ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو قضاء عمرے کا حکم کیا سو ان سے کوئی پیچھے نہ رہا سو مراد حکم سے حکم استحباب کا ہے۔ (فتح)

۱۶۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا وَرَاٰى أَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدٰى.

۱۶۸۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب کہ عمرے کے لیے نکلے فتنے کے سال میں کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کریں گے جیسا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر عبداللہ نے اپنے حال میں نظر کی سو فرمایا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک سو اس نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ واجب کیا یعنی قران کی نیت کی پھر حج اور عمرے دونوں کے لیے ایک طواف کیا اور اعتقاد کیا یہ طواف ہر ایک کی طرف سے کافی ہے اور ہدی بھیجی۔

فائدہ: اور یہ مخالف ہے قول کوفیوں کے کہ وہ دونوں کے واسطے دو طواف واجب کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کو دکھ دیا اس کے سر نے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا اور اس کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چیز چاہے دے اور مگر روزے پس تین دن ہیں۔

فائدہ: هُوَ مُخَيَّرٌ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام ہے اس کو او مکررہ سے یعنی حرف اَوْ سے معلوم ہوتا ہے ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چاہے دے کوئی خاص واجب نہیں کہ بدون اس کے کوئی چیز اور درست نہ ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی باب کفارات ایمان میں پس کہا کہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو فدیہ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جس جس جگہ قرآن میں او کا حرف آیا ہے تو اس کے صاحب کو اختیار ہے اور قریب تر اس چیز کا کہ واقف ہوا ہوں میں طرق حدیث باب سے طرف تصریح کے یہ ہے جو کہ ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو قربانی

ذبح کر اور اگر تو چاہے تو روزے رکھ اور اگر چاہے تو کھانا کھلا۔ (فتح)

۱۶۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ.

۱۶۸۶۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ شاید کہ تیرے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں یعنی جوئیں اس نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا سر منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکین کو کھانا کھلا یا ایک بکری قربانی کر۔

فائدہ: آیت مذکورہ میں مطلق روزے کا ذکر ہے اور اس حدیث سے اس کو مقید کر دیا ہے ساتھ تین روزوں کے اور ابن تین نے کہا کہ شارع نے یہاں ایک روزے کو ایک صاع کے برابر ٹھہرایا ہے اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کو ایک مد کے برابر ٹھہرایا اور اسی طرح ظہار میں اور روزے رمضان میں جماع کرنے میں اور کفارے قسم میں تین مد اور ایک تہائی اس کی اور اس میں قوی تر دلیل ہے اس پر کہ حدود اور تقدیرات میں قیاس کو دخل نہیں اور یہ فدیہ حلق پر مرتب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جوؤں کے مارنے پر مرتب ہے اور اثر خلاف کا اس میں ظاہر ہوتا ہے جب کہ کوئی محرم سر منڈوائے اور جوں مارے پس بعض کے نزدیک اس میں فدیہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور یہ جو کہا کہ روزہ رکھ تو ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اختلاف اس میں کہ کسی چیز کے ساتھ بالوں کا دور کرنا حلق کے ساتھ ملحق ہے برابر ہے کہ استرا سے ہو یا نورے وغیرہ سے اور ابو عوانہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو قربانی پائے وہ نہ روزہ رکھے اور نہ کھانا کھلائے یعنی اس کو قربانی کا ذبح کرنا متعین ہے اس کے ہوتے اور کوئی چیز کفایت نہیں کرتی لیکن میں نہیں جانتا کہ کوئی عالم اس کا قائل ہو سوائے سعید بن جبیر کے کہ اس نے کہا اگر بکری نہ پائے تو اس کی قیمت ادا کرے پھر اس کی قیمت سے اناج خرید کر خیرات کرے یا ہر نصف صاع کے بدلے روزہ رکھے اور تطبیق ان دونوں میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے ترجیح ترتیب کے نہ یہ کہ ترتیب واجب ہے اور امام نووی نے کہا کہ یہ مراد نہیں کہ روزہ یا کھانا کھلانا نہیں کفایت کرتا ہے مگر واسطے فاقد ھدی کے یعنی جس کو ھدی نہ ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ ھدی ہے یا نہیں سو اگر وہ ھدی پا سکتا ہے تو اس کو معلوم کروایا کہ اس کو اختیار ہے درمیان اس کے اور درمیان روزے اور کھلانے کے اور اگر قربانی نہ

پائے تو اس کو دونوں کے درمیان اختیار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿أَوْ صَدَقَةٍ﴾ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یا خیرات کرے اور وہ خیرات چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اسکی کہ آیت میں صدقہ مبہم ہے اور سنت نے اس کو بیان کیا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ آیت میں صدقہ سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دس روزے ہیں اور دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں قائل ہوا ساتھ اس کے کوئی فقیہ شہروں میں سے یعنی حسن بصری کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں ۔ (فتح)

١٦٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِيْ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوْ قَالَ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ﴾ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوِ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ.

١٦٨٧۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کھڑے ہوئے اور میرے سر سے پے در پے جوئیں گرتیں تھیں تو فرمایا کہ کیا تجھ کو تیرے سر کے کیڑے ایذا دیتے ہیں میں نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا سر منڈوا ڈال کعب نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری فمن کان منکم آخر تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن اور ایک فرق چھ مسکینوں میں تقسیم کر یا جو قربانی میسر ہو ذبح کر۔

فائدہ: ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب محرم کو سر کی جوئیں تکلیف دیں تو بالوں کو منڈوائے اور کھانا کھلا دے تو چھ مسکینوں کو کھانا دے پس معلوم ہوا کہ مراد صدقہ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْإِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

فدیہ میں کھانا کھلانا صاع ہے یعنی ہر مسکین کو ڈیڑھ کلو گندم دے ہر چیز سے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کی جو گیہوں وغیرہ میں فرق کرتا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو آدھا صاع دے اور اگر کھجور وغیرہ ہو تو پورا صاع دے اور امام

احمد رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے اور یہ حدیث ان پر رد کرتی ہے۔ (فتح)

۱۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى أَوْ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ.

۱۶۸۸۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس کو فدیہ کا حکم پوچھا سو اس نے کہا کہ فدیہ کی آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی اور تمہارے واسطے عام ہے یعنی اس کا حکم سب کو شامل ہے اس کو بیان یوں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس حال میں کہ جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہوگی جو کہ میں اب دیکھتا ہوں کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی میں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے کہا کہ تو تین دن کے روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا دے ہر محتاج کو ڈیڑھ کلو اناج۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فدیہ سے مراد آدھا صاع اناج ہے خواہ کسی چیز سے ہو۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ النُّسُكِ شَاةٌ
نسک بکری ہے

فائدہ: یعنی آیت میں نسک سے مراد بکری ہے۔

۱۶۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ

۱۶۸۹۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کے منہ پر جوئیں گرتیں تھیں سو فرمایا کہ تیرے سر کے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں اس نے کہا ہاں سو حکم فرمایا اس کو حضرت ﷺ نے سر منڈوانے کا اور آپ حدیبیہ میں تھے اور نہ بیان کیا واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ وہ احرام سے حلال ہو جائیں اور حالانکہ وہ ارادہ رکھتے تھے کہ مکے میں آئیں اور حج کریں سو اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا یہ کہ ایک فرق چھ مسکینوں کو کھانا دے یا ایک بکری قربانی کرے یا تین روزے رکھے۔

أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے اس کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ اس سے حلال ہو جائیں گے الخ تو اس وجہ سے کہا کہ استباحت ممنوع یعنی حلق کا حلال کرنا واسطے عذر کے تھا یعنی تکلیف کے جس کے لیے فدیہ ٹھہرایا نہ واسطے حلال ہونے کے احرام سے واسطے حصر کے اور یہ بات ظاہر ہے ابن منذر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو خانے کعبے میں پہنچنے کی امید ہو تو اس کو لازم ہے کہ ٹھہرے یہاں تک کہ پہنچنے سے ناامید ہو پس حلال ہو اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو ناامید ہو اور اس کو حلال ہونا جائز ہو اور وہ اپنے احرام پر باقی رہے پھر خانے کعبے میں پہنچنے کی قدرت پائے تو اس پر واجب ہے کہ خانے کعبے میں جائے تاکہ اس کا حج پورا ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ راوی کے اس قول سے کہ نہ بیان کیا واسطے ان کے کہ وہ حرام سے حلال ہو سمجھا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے حیض کا وقت پہچانتی ہو اور جو بیمار جو اپنے تپ کا وقت پہچانتا ہو عادت سے جب کہ رمضان میں مثلا ابتدا دن میں روزہ افطار کرے پھر حیض اور تپ اسی دن میں دور ہو جائے تو لازم ہے ان پر قضاء اس دن کی اس واسطے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ حدیبیہ میں حلال ہو جائیں گے اور نہ ساقط ہو کعب سے کفارہ جو کہ اس پر حلق کے سبب سے واجب ہوا تھا پہلے اس سے کہ ظاہر ہو امر واسطے ان کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جائز ہے کہ ان کی عادت کا خلاف وقوع میں آئے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سنت بیان کرنے والی ہے واسطے اجمال قران کے واسطے مطلق ہونے فدیہ کے قرآن میں اور مقید کرنے اس کے کے ساتھ سنت کے اور یہ کہ محرم کو سر منڈوانا درست نہیں لیکن اگر اس کو کوئی تکلیف ہو تو درست ہے اور یہ کہ اس میں مہربانی کرنی ہے ساتھ یاروں اپنے کے اور ان کے حالات کا اہتمام کرنا اور جب اپنے بعض تابعداروں کو تکلیف میں دیکھے تو اس سے پوچھے اور اس کو خلاصی کی طرف ہدایت کرے اور بعض مالکیہ نے اس سے استنباط کیا ہے کہ جو جان بوجھ کر بلا عذر اپنا سر منڈوائے تو اس پر فدیہ واجب ہے اس واسطے کہ معذور پر اس کا واجب کرنا تنبیہ ہے ساتھ ادنی کی اعلی پر لیکن اس سے معذور اور غیر میں برابری لازم نہیں آتی اور اس واسطے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کہتے ہیں کہ عائد کو اختیار نہ دیا جائے بلکہ اس پر خون لازم ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فدیہ کے واسطے کوئی مکان معین نہیں بلکہ جس جگہ چاہے ذبح کرے اور یہی قول اور اکثر تابعین کا اور حسن نے کہا کہ مکہ معین ہے یعنی اس کے سوائے کسی اور جگہ میں جائز نہیں اور مجاہد نے کہا کہ قربانی مکہ اور منی میں کرے اور کھانا مکے میں کھلائے اور روزہ جس جگہ چاہے رکھے اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی اس کے قریب ہے یعنی دم اور طعام واسطے اہل حرم کے ہے یعنی یہ دونوں چیزیں حرم میں کرے اور روزے جس جگہ چاہے رکھے اس واسطے کہ اہل حرم کو اس میں

کچھ نفع نہیں اور بعض حنفیہ نے روزوں کو بھی ان کے ساتھ ملایا ہے۔ (فتح)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهِ مِثْلَهُ.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کی جوئیں اس کے منہ میں گرتی تھیں مانند اس کی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا رَفَثَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے پردہ ہونا عورت سے جائز نہیں

فائدہ: رفث کے معنی ہیں جماع کرنا اور کلام میں فاحش کرنا اور زہری نے کہا کہ رفث کلمہ جامع ہے ہر چیز کو کہ مرد عورت سے چاہے۔

۱۶۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

۱۶۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس اللہ کے واسطے خانے کعبے کا حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا اور نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسے لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

فائدہ: حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں سے نہ لڑے تب گناہوں سے پاک ہو اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حاجی سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور یہی مذہب ہے بعض اہل علم کا۔ (تیسیر)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج میں یعنی احرام میں

۱۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

۱۶۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اس گھر کا حج کرے پھر نہ عورت سے صحبت کرے اور نہ صحبت کی بات کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ راہ میں ساتھیوں سے جھگڑے تو پھرتا ہے گناہوں سے پاک ہو کر مانند اس دن کی کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں جدال کا ذکر نہیں ہے گویا کہ اس نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ آیت میں مذکور ہے۔ (تیسیر)

بَابُ جَزَآءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ

باب ہے بیان میں بدلے شکار کے کہ اس کو محرم قتل کرے اور مانند اس کی جیسا کہ شکاری جانور کو ہانکے یا اس کا درخت کاٹے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوْقَ وَبَالَ أَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾.

اور بیان ہے اس آیت کا کہ نہ مارو تم شکار کو جس وقت ہو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اس کو مارے جان کر تو واجب ہے بدلہ اس مارے کے برابر مویشی میں سے وہ کہ ٹھہرائیں دو معتبر تمہارے کہ نیاز پہنچائے کعبے تک یا گناہ کا کفارہ ہے کسی محتاج کو کھانا یا اس کے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی دوبارہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اس کا کھانا فائدے کو تمہارے اور مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو تم احرام میں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس کے جمع ہو گے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ ابوبشر نے جنگلی گدھے کو قتل کیا اس حال میں کہ وہ محرم تھا عمرے حدیبیہ میں سو یہ آیت اتری حکایت کی مقاتل نے یہ بات اپنی تفسیر میں اور مصنف نے اس ترجمے میں کوئی حدیث بیان نہیں کی گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ شکار کے بدلے میں اس کے نزدیک کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے فتوے پر اماموں نے اہل حجاز اور عراق وغیرہ سے اس پر کہ اگر محرم شکار کو قتل کرے جان بوجھ کر یا بھول کر تو واجب ہے اس پر بدلہ اور اہل ظاہر اور ابوثور اور ابن منذر نے خلاف کیا ہے خطاء میں اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے متعمدًا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مخطی اس کے برخلاف ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور حسن اور مجاہد نے اس کو عکس کیا ہے یعنی کہا کہ اگر بھول کر مارے تو اس کو بدلہ واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس کا بدلہ واجب نہیں پس بدلہ خاص ہو گا ساتھ بھول کے اور سزا ساتھ عمد کے اور دونوں سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر کوئی جان کر مارے تو اس پر پہلی بار بدلہ واجب ہے اور اگر پھر کرے تو ہو گا بڑا گناہ اور اس پر سزا ہے نہ

بدلہ اور موفق نے مغنی میں کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ خلاف کیا ہو واجب ہونے بدلے میں عائد پر سوائے ان دونوں کے اور کفارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کو اختیار ہے کہ چاہے بدلہ دے روزے جیسا کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے اور ثوری نے کہا کہ بدلہ مقدم کیا جائے اور اگر بدلہ نہ پائے تو کھانا کھلائے اور اگر یہ بھی نہ پائے تو روزے رکھے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ کھانا اور روزہ تو اس چیز پر ہے کہ شکاری مول کو نہ پہنچے اور اکثر علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ محرم کے شکار کا کھانا حرام ہے اور حسن اور ثوری اور ابو ثور اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا کھانا جائز ہے اور وہ مانند ذبیح چور کی ہے اور یہ ایک وجہ واسطے شافعیہ کے اور اکثر کہتے ہیں کہ حکم اس میں یہ ہے جس کے ساتھ سلف نے حکم کیا اس سے تجاوز نہ کیا جائے یعنی مثلا سلف نے حکم کیا کہ گورخر کے بدلے گائے دی جائے تو اب اس سے تجاوز نہ کیا جائے اور جس میں سلف نے حکم نہیں کیا اس میں از سرنو حکم کیا جائے اور جس میں اختلاف ہے اس میں اجتہاد کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ اختیار اس میں دو مرد معتبر کے لیے ہے ہر زمانے میں اور امام مالک نے کہا کہ از سرنو حکم کیا جائے اور محکوم علیہ کے لیے اختیار ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ کہے کہ نہ حکم کرو مجھ پر مگر ساتھ کھانے کے اور اکثر نے کہا کہ واجب بدلے میں مثل شکار کے ہے مواشی میں سے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ واجب بدلے میں قیمت ہے اور جائز ہے خرچ کرنا اس کا مثل میں اور اکثر علماء نے کہا کہ بڑے جانور کا بدلہ بڑا جانور دے اور چھوٹے میں چھوٹا اور تندرست میں تندرست اور ٹوٹے میں ٹوٹا ہوا اور امام مالک نے اس میں خلاف کیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے میں بڑا ہے اور صحیح اور عیب ناک میں صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر سب کا کہ مراد شکار سے وہ چیز ہے جس کا کھانا حلال کو جائز ہے جانوروں وحشی سے اور جس جانور کا مارنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں کوئی چیز واجب نہیں اور جو جانور متولد ہو یعنی حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا اکثر نے اس کو ماکول کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ (فتح)

وَإِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ فَإِذَا كُسِرَتْ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُوْنَ يَجْعَلُوْنَ عَدْلًا.

جب حلال یعنی غیر محرم شکار کرے اور محرم کے واسطے ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا جائز ہے اور نہیں دیکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کرنے کے کچھ خوف اور وہ مذبوح غیر شکار کے ہے مانند اونٹ اور بکری اور گائے اور مرغی اور گھوڑے کے۔

فائدہ: نحوالا بل الخ غیر صید کی تفسیر ہے اور ظاہر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو ہر چیز کا ذبح کرنا درست ہے خواہ شکاری جانور ہو یا اہلی لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس کے کہ محرم کو اس جانور کا ذبح کرنا درست ہے جو شکاری نہ ہو مانند اونٹ کی اس لیے کہ صحیح یہ بات ہے کہ اگر محرم شکاری جانور کو حلال کرے تو اس کا حکم مردار کا حکم ہے اس کا کھانا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے ساتھ حرمت کے یہاں تک کہ غیر محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور یہی قول ہے حسن بصری کا اور اگر شکاری جانور نہ ہو تو اس کا ذبح کرنا سب کے نزدیک درست ہے سوائے گھوڑے کے کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کا کھانا جائز ہے (فتح) **یقال عدل مثل** یعنی **عدل** کا لفظ جو آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی مثل کے ہیں **فاذا کسرت قلت عدل فهو زنة ذلك** اور جب تو عین کو زیر دے اور **عدل** کہے تو وہ ساتھ معنی ہم وزن کے ہے **قیاما قواما** یعنی لفظ **قیاما** کے معنی کہ آیت **جعل اللّٰه الکعبة البیت الحرام قیاما للناس** میں ہے **قواما** ہیں یعنی جو چیز کہ قائم رکھے حال کو دین اور دنیا میں **یعدلون یجعلون له عدل** یعنی **یعدلون** کے معنی جو کہ آیت **ثم الذین کفروا بربهم یعدلون** میں واقع ہے **یجعلون له عدلا** میں یعنی کافر بتوں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو واسطے مناسبت کے لفظ **عدل** کا ذکر کیا ہے جو کہ آیت **او عدل ذلك** میں واقع ہوا ہے پس اشارہ کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ یعنی **عدل** اور **یعدلون** ایک مادے سے مشتق ہیں (فتح) اور اس غرض سے بیان کیا ہے کہ شبہ نہ پڑے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔

۱۶۹۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِيْ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا يَّغْزُوْهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهٖ تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهٗ فَأَثْبَتُّهٗ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ فَأَكَلْنَا مِنْ لَّحْمِهٖ وَخَشِيْنَا أَنْ نُّقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۹۲۔ عبداللہ بن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال میرا باپ ابو قتادہ چلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرے کا احرام باندھا اور میرے باپ نے احرام نہ باندھا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے سو میں نے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ دشمن کی طرف قصد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کو چلے سو جس حالت میں کہ میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہنسے یعنی شکار کو دیکھ کر آپس میں ہنسنے لگے کہ اس سے تعجب کیا اس واسطے کہ شکار کے ساتھ تعرض کرنے سے ممنوع تھے سو میں نے نظر کی تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے

أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهَنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

سامنے جنگلی گدھا ہے سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا سو میں نے اس کو اسی جگہ ثابت رکھا کہ اس جگہ سے نہ ہل سکا اور میں نے ان سے مدد چاہی سو انہوں نے مدد سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا اور ہم نے خوف کیا کہ ہم حضرت ﷺ سے دور پڑیں سو میں نے حضرت ﷺ کو ڈھونڈا اس حال میں کہ میں ایک بار گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ کو منزل تعہن میں چھوڑا کہ نام ہے ایک چشمہ پانی کا اور آپ قیلولہ کرنے والے تھے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب آپ کو سلام اور رحمت کہتے ہیں اور ڈرے ہیں کہ دشمن ان کو آپ سے روکے یا آپ کو اطلاع نہ ہو سو حضرت ﷺ نے ان کا انتظار کیا کہ تاکہ وہ آملیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور میرے پاس اس سے کچھ باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ سب احرام میں تھے۔

فائدہ: اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ عمرہ حدیبیہ کے واسطے نکلے اور روحا میں پہنچے اور وہ ذوالحلیفہ سے چونتیس میل ہے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ ایک دشمن عنقیہ کے نالے میں ہے خوف ہے کہ وہ آپ کو تکلیف دے سو اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان کی طرف تیاری کی ان میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھے تاکہ ان کی بدی سے بے خوف ہوں سو جب وہ اس سے بے خوف ہوئے تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ سے آملے سو اس کے ساتھیوں نے احرام باندھا مگر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا بلکہ وہ بدستور حلال رہے اس واسطے کہ یا تو وہ احرام باندھنے کی جگہ سے آگے نہیں بڑھے تھے اور یا اس کی نیت عمرہ کرنے کی نہ تھی پس ان سے وہ شبہ دفع ہو گیا جو بعض کے دل میں گزرا ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑھنا کس طرح درست تھا اور یہ جو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہنسنے لگے تو اس سے شکار کی طرف اشارہ

لازم نہیں آتا اس واسطے کہ اگر محرم غیر محرم کو شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس سے اس کو کھانا بالاتفاق درست نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ میری طرف ہنسنے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک قسم کا اشارہ کیا لیکن یہ روایت غلط ہے کمابیّنہ العیاض (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر محرم شکار کرے اور اس سے کچھ گوشت ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُوْنَ صَيْدًا فَضَحِكُوْا فَفَطِنَ الْحَلَالُ

جب محرم لوگ شکار کو دیکھ کر ہنسنے لگیں اور غیر محرم معلوم کرے تو یہ ہنسنا ان کا شکار کی طرف اشارہ نہیں اور حلال ہے واسطے ان کے کھانا اس شکار سے۔

١٦٩٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِيْ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِيْنَا أَنْ نُقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِيْ شَأْوًا وَّأَسِيْرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوْا يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا سو ہم کو خبر ہوئی کہ غیقہ میں دشمن ہے یعنی گھات میں سو ہم دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے یعنی چند اصحاب رضی اللہ عنہم سو میرے ساتھیوں نے جنگلی گدھے کو دیکھا اور بعض ان میں سے بعض کی طرف ہنسنے لگے سو میں نے نظر کی تو اس کو دیکھا سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنی جگہ میں ثابت رکھا یعنی میں نے اس کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکا سو میں نے ان سے مدد چاہی کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑاؤ سو انہوں نے مجھ کو مدد دینے سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملا اور ہم ڈرے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑیں سو میں ایک بار اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلاتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعہن میں چھوڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ کا ارادہ رکھتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہاں تک کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يَّقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُوْنَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں اور بے شک انہوں نے خوف کیا کہ دشمن ان کو آپ سے باز رکھے سو آپ ان کی انتظار کریں سو آپ ﷺ نے ان کی انتظار کی سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور ہمارے پاس اس سے کچھ گوشت باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ محرم تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم شکار کو دیکھ کر ہنسے اور غیر محرم اس سے معلوم کر کے اس شکار کو مارے تو یہ اشارہ نہیں بلکہ اس محرم کو اس کا گوشت کھانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ لَا يُعِيْنُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ

محرم غیر محرم کو شکار کے مارنے میں مدد نہ دے نہ فعل سے اور نہ قول سے

فائدہ: مراد اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اہل رائے سے درمیان اس مدد کے کہ نہیں تمام ہوتا شکار مگر ساتھ اس کے پس وہ حرام ہے اور درمیان اس کے کہ تمام ہوتا ہے شکار بدون اس کے پس حرام نہیں۔

١٦٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِيْ يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِيْ وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا

١٦٩٤۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ قاحہ (ایک جگہ کا نام ہے تین منزل مدینے سے اور سقیا سے ایک میل ہے طرف مدینے کی) میں تھے سو بعض ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم تھے سو میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو ایک چیز دکھاتے ہیں سو میں نے ایک چیز دیکھی پس اچانک جنگلی گدھا تھا سو اس کا کوڑا گر پڑا سو اس نے کہا کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑا انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز میں مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں سو میں نے اتر کر اس کو لیا اور قوت سے پکڑا پھر میں ایک ٹیلے کے نیچے سے جنگلی گدھے کے پاس آیا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لایا سو بعضوں نے کہا کہ کھاؤ اور بعضوں نے کہا کہ نہ کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور

مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَّرَآءِ أَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اذْهَبُوْا إِلٰى صَالِحٍ فَسَلُوْهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهٖ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هَا.

آپ ﷺ ہمارے آگے تھے سو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ حلال ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس کو کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز سے مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کے مارنے پر مدد دینی حرام ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بَابُ لَا يُشِيْرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

نہ اشارہ کرے محرم طرف شکار کی تا کہ شکار کرے اس کو غیر محرم

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس پر کیا بدلہ لازم ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے پس اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا تا کہ شکار کیا جائے حرام ہے اور اسی طرح ہر قسم کی دلالت محرم پر حرام ہے لیکن امام اعظم نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو یعنی دلالت وہ حرام ہے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو اور اگر بدون اس کے شکار کرنا ممکن ہو تو وہ حرام نہیں اور اگر محرم غیر محرم کو اشارے وغیرہ سے شکار کی طرف راہ دکھائے یا اس پر مدد دے تو امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور کوفیوں کے نزدیک محرم اس کا ضامن ہوتا ہے یعنی واجب ہے اس پر بدلہ اس کا اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس پر بدلہ نہیں جیسا کہ غیر محرم غیر محرم کو حرم میں شکار کے مارنے پر دلالت کرے کہتے ہیں کہ باب کی حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ سوال اعانت اور اشارت سے تو صرف اس واسطے واقع ہوا ہے کہ تا کہ بیان کیا جائے واسطے ان کے کہ کیا ان کو اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا بدلے کو اور حجت پکڑی ہے موفق نے اس طرح کہ کفارہ کا واجب ہونا قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف روایت آئی ہے اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں اور نیز اس واسطے کہ قاتل نے اس کو تنہا اپنے اختیار سے قتل کیا ہے اور دلالت کرنے والا اس سے جدا ہے پس یہ قاتل اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی محرم یا روزے دار کو

کسی عورت کی طرف راہ دکھائی اور اس نے اس سے صحبت کی کہ وہ دلالت کے سبب سے گنہگار ہوا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں آتا اور اس کا روزہ ٹوٹتا ہے۔ (فتح)

۱۶۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِّنْهُمْ فِيْهِمْ أَبُوْ قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى نَلْتَقِيَ فَأَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا أَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُوْ قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوْا فَأَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوْا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَّحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا.

۱۶۹۵۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے قصد سے نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے اور اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت صحابہ کو پھیرا کہ ان میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو فرمایا کہ تم دریا کا کنارہ پکڑو یہاں تک کہ ہم ملیں سو انہوں نے دریا کا کنارہ پکڑا سو جب وہ پھرے تو سب نے احرام باندھا مگر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا سو جس حالت میں کہ وہ چلے تھے تو ناگہاں انہوں نے جنگلی گدھوں کا ریوڑ دیکھا سو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک جنگلی گدھی ماری سو ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا یا پھر ہم نے کہا کہ کیا ہم شکار کا گوشت کھائیں اس حال میں کہ ہم محرم ہیں سو ہم نے اس کا باقی گوشت اپنے ساتھ اٹھایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کو ان پر حملہ کرنے کا حکم کیا ہو یا ان کی طرف اشارہ کیا ہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا سو اس کا باقی گوشت کھاؤ۔

فائدہ: صیغہ امر کا اس جگہ واسطے اباحت کے ہے نہ واسطے وجوب کے اس واسطے کہ سوال جواز سے تھا نہ واجب

سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے بیان کیا کہ میں نے تو اس کو آپ کے واسطے شکار کیا ہے سو آپ ﷺ نے اس سے نہ کھایا اور اصحاب ؓ کو اس کے کھانے کا حکم کیا ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر یہ لفظ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو قتادہ کے معلوم کروانے سے پہلے کھایا ہو پھر جب اس نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا تو اس سے باز رہے یعنی اس کو حرام جانا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر حرام ہوتا تو حضرت ﷺ اس کے کھانے پر برقرار نہ رہتے یہاں تک کہ ابو قتادہ ؓ نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا کہ میں نے اس کو آپ ﷺ کے لیے شکار کیا تھا اور احتمال ہے کہ بیان جواز کے واسطے کھایا ہو اس واسطے کہ محرم پر حرام وہ چیز ہے کہ اس کو جانتا ہو کہ وہ اس کے لیے شکار ہوئی اور ایں پر جب اس کے پاس کوئی گوشت لایا جائے کہ اس کو اس کا حال معلوم نہ ہو کہ کیا اس کے لیے شکار ہوا ہے یا نہیں اور اس کو اصل اباحت پر حمل کر کے اس سے کھائے تو وہ کھانے والے پر حرام نہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر محرم تمنا کرے یہ کہ غیر محرم شکار کرے تا کہ محرم اس سے کھائے تو یہ اسکے احرام میں نقصان نہیں پہنچاتا ہے اور یہ کہ اگر غیر محرم اپنے لیے شکار کرے تو محرم کو اس کے شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو آیت حُرِمَتْ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ شکار کو شکار کرنے پر حمل کرتا ہے یعنی کہتا ہے کہ مراد شکار سے اس آیت میں شکار کرنا ہے اور یہ کہ جائز ہے یہ چاہنا دوستوں سے اور قبول کرنا ہدیہ دوستوں سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا گھوڑے کا اور ابن عربی نے کہا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا غیر عقلا کا اگرچہ نہ سمجھے اور نہ پکارنے کے وقت جواب دے باوجود یہ کہ بعض حیوانات سیکھ جاتے ہیں اور نام لے کر پکارنے سے فورا حاضر ہو جاتے ہیں اور یہ کہ غائب رفیق کا حصہ روک کر رکھے جس کی تعظیم متعین ہو یا اس کی برکت کی امید ہو یا اس سے توقع ہو کہ اس خاص مسئلے کا حکم اس سے ظاہر ہوگا اور یہ کہ جائز ہے امام کو جدا کرنا اپنے یاروں کا واسطے کسی مصلحت کے اور استعمال کرنا طلیعہ جہاد میں اور پہنچانا سلام کا نزدیک اور دور سے اور اس میں اس پر دلالت نہیں کہ سلام کا جواب نہ دینا درست ہے اس واسطے کہ جائز ہے واقع میں سلام کا جواب آپ ﷺ نے دیا ہو اور حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ اس کی نفی کرے اور یہ کہ شکار کا مارنا اس کی ذکات ہے یعنی یہی اس کا ذبح کرنا ہے اس کو دوبارہ ذبح کرنا ضرور نہیں اور یہ کہ اجتہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی واقع ہوا ہے اور یہ کہ جائز ہے عمل کرنا اس چیز پر کہ پہنچائے طرف اس کے اجتہاد یعنی مجتہد کو اپنے اجتہادی مسئلے پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ دو مجتہد مخالف ہوں اور دونوں میں سے کسی پر عیب نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ لفظ آچکا ہے کہ ہم پر عیب نہ کیا گیا اور گویا کہ کھانے والے نے اصل اباحت سے تمسک کیا اور باز رہنے والے نے امر عارضی کی طرف نظر کی اور یہ کہ تعارض ادلہ کے وقت نص کی طرف رجوع کیا جائے اور جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا واسطے شکار کے اور شکار کرنا ویران جگہوں میں اور مدد لینی

ساتھ گھوڑے کے اور اٹھانا توشے کا سفر میں اور نرمی کرنی ساتھ یا ان کے چلنے میں اور استعمال کرنا کنایہ کا فعل میں جیسا کہ قول میں استعمال کیا جاتا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ہنسی کو واسطے اشارے کے استعمال کیا واسطے اس کے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ اشارہ کرنا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے ہانکنا گھوڑے کا واسطے حاجت کے اور اترنا مسافر کا وقت قیلولہ کے (تاملہ) نہیں جائز ہے محرم کو مارنا شکار کا مگر یہ کہ شکار اس پر حملہ کرے سو اس کو دفع کرنے کے واسطے قتل کرے تو جائز ہے اور اس پر بدلہ نہیں۔ (فتح) اور جاننا چاہیے کہ محرم کو شکار کرنا اور شکار کی طرف راہ دکھانی اور اس کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے اور فرق دلالت اور اشارت میں یہ ہے کہ دلالت زبان سے ہوتی ہے اور اشارت ہاتھ سے اور دلالت حرام ہے محرم کو حل میں اور حرم میں اور غیر محرم کو حرام ہے حرم میں نہ حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم نے آپ شکار نہ کیا ہو اور دلالت اور اشارت اور مدد نہ کی ہو تو اس کو شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور اس میں رد ہے ان پر جو شکار کے گوشت کو مطلق منع کرتے ہیں (ح ع) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو بھیڑ بکری گائے وغیرہ اہلی جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔

بَابُ إِذَا أَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَّحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ

اگر غیر محرم محرم کے واسطے جنگلی گدھا زندہ ہدیہ بھیجے تو اس کو قبول نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں زندہ کی قید لگائی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت میں یہ آیا ہے کہ وہ ذبح ہوا ہوا تھا تو اس میں وہم ہے۔

۱٦٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْأَبْوَآءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.

۱٦٩٦۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جنگلی گدھا تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوا یا ودان میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے میں غم دیکھا یعنی غم معلوم کیا بہ سبب نہ قبول کرنے کے تو فرمایا کہ اس کو ہم تجھ پر اُس کا گوشت واپس نہ کر دیں مگر اس واسطے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ: ابوا اور ودان نام ہیں جگہوں کے درمیان مکے اور مدینے کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ران جنگلی گدھے کی بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ٹکڑا اس کا بھیجا تھا ان روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی گوشت اس کا مراد ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول زندہ جنگلی گدھا بھیجا ہو گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیا پھر ران اور گورخر کی

کہ بعضوں نے اس کو گوشت سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو ٹکڑے سے تعبیر کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانا حرام ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے اس کی علت صرف بھی بیان کی کہ ہم محرم ہیں تو معلوم ہوا کہ منع کا سبب یہی احرام ہے اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور لیث اور ثوری اور اسحاق کا واسطے دلیل حدیث صعب کے لیکن اس کے معارض ہے وہ حدیث جو صحیح مسلم میں طلحہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ پرندے جانور کا گوشت کھایا اور حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی جو پہلے حدیث میں مذکور ہے اور حدیث بہز کی کہ حضرت ﷺ کے لیے ہرن ہدیہ بھیجا گیا اور آپ ﷺ احرام میں تھے سو حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اس کو لوگوں میں بانٹ دے اور اہل کوفہ اور ایک جماعت سلف کی کہتے ہیں کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلق جائز ہے اور جمہور نے مختلف روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ جن حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے قبول کیا سو مراد اس سے وہ شکار ہے جس کو غیر محرم اپنے لیے شکار کرے پھر اس سے کچھ گوشت کو محرم کے لیے بطور ہدیہ کے بھیجے اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا تو اس سے مراد وہ شکار ہے کہ غیر محرم اس کو محرم کے واسطے شکار کرے اور کہتے ہیں کہ سبب صرف احرام کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ اگر شکار کسی مرد کے واسطے ذبح کیا جائے تو وہ اس پر حرام نہیں بلکہ جب کہ محرم ہو سو آپ ﷺ نے اصلی شرط بیان کی اور باقی سے سکوت فرمایا پس وہ نفی پر دلالت نہیں کرتا اور دوسری حدیثوں میں اس کو بیان کر دیا جیسا کہ اوپر گزرا اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس مسئلہ سے تفصیل آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر محرم کے لیے احرام سے پہلے شکار کیا گیا ہو تو اس کو اس کا کھانا درست ہے نہیں تو نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ تفصیل ہے کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا گیا ہو اس کو اس کا کھانا درست نہیں اور دوسرے محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پھیر دینا ہدیہ کا واسطے کسی علت کے اور اس کا عذر بیان کرنا اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبول کرنے کے اور مالک ہونے کی قدرت سے اس ملک میں نہیں آتا اور یہ کہ لازم ہے محرم پر چھوڑ دینا اس شکار کا کہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا شکار کرنا اس پر منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا یَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے محرم کو مار ڈالنا اس کو موذی جانوروں سے یعنی ان جانوروں سے جن کے مارنے میں بدلہ لازم نہیں آتا۔

١٦٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

١٦٩٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم پر گناہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ مار ڈالے محرم اور ایک

وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ إِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کے مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں ایک کوا دوسرا چیل تیسرا چوہا چوتھا بچھو پانچواں کتا کاٹنے والا۔

فائدہ: پانچ کے ساتھ قید کرنے سے اگرچہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مار ڈالنے کا ان پانچوں کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ مفہوم عدد ہے اور یہ اکثر کے نزدیک حجت نہیں اور اگر فرضا حجت بھی ہو تو احتمال ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا ہو پھر اس کے بعد بیان فرمایا ہو کہ ان پانچ کے سوائے اور چیزیں بھی اس حکم میں مشترک ہیں یعنی ان کے سوائے بعضی اور چیزیں بھی ہیں جن کا مار ڈالنا درست ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں سانپ کا ذکر زیادہ ہے تو اس اعتبار سے چھ ہوئے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ مار ڈالو درندے حملہ کرنے والے کو تو اس اعتبار سے سات ہوئے اور یہ ہی حکم ہے شیر اور چیتے اور بھیڑیے کا۔ (فتح)

١٦٩٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

١٦٩٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں وہ سب موذی اور بدذات ہیں مار ڈالے جائیں حرم میں ایک کوا دوسرا چیل تیسرا بچھو چوتھا چوہا پانچواں

اللّٰهُ عَنهَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقتَلُهُنَّ فِي الحَرَمِ الغُرَابُ وَالحِدَاَةُ وَالعَقرَبُ وَالفَارَةُ وَالكَلبُ العَقُورُ.

کتا کاٹنے والا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے مارنے میں محرم پر کوئی گناہ نہیں اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ان کو کوئی حرم میں مارے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ غیر محرم کو اور حل میں یعنی حرم مکہ کے سوا اور جگہ ان کا مار ڈالنا بطریق اولی درست ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ صریح آ چکا ہے کہ مارے ڈالے جائیں حل میں اور حرم میں اور پہچانا جاتا ہے حکم حلال کا ساتھ اس طرح کے کہ اس کے ساتھ کوئی مانع قائم نہیں ہوا اور وہ احرام ہے پس غیر محرم کو بطریق اولی جائز ہے اور یہ جو ایک طریق میں آیا ہے کہ ان کے مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فعل کو ترک ترجیح ہے اور ایک طریق میں امر کا لفظ اور ظاہر امر وجوب کے ہے اور احتمال ہے کہ واسطے استحباب یا اباحت کے ہو لیکن یہ امر بعد حرمت کے واقع ہوا ہے واسطے عام ہونے نہ ہی محرم کے قتل سے پس یہ امر نہ تو وجوب کے واسطے ہوگا اور نہ استحباب کے یعنی بلکہ اباحت کے واسطے ہوگا پس معلوم ہوا کہ ان کا حرم میں مار ڈالنا جائز ہے یعنی نہ واجب ہے نہ مستحب اور یہ جو کہا کہ یہ جانور فاسق ہیں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ فسق کے معنی نکلنے کے ہیں اور یہ جانور اور جانوروں کے حکم سے نکلے ہوئے ہیں کہ ان کے سوا اور جانوروں کا مار ڈالنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا گیا ہے کہ ان کا کھانا حلال نہیں واسطے دلیل اس آیت کے او **فسقا اهل لغير الله** اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ یہ اور جانوروں کے حکم سے خارج ہیں ساتھ ایذا کے اور فاسد کرنے کے اور نہ نفع اٹھانے کے اسی واسطے اہل فتوی نے اس میں اختلاف کیا ہے سو جو پہلے قول کے ساتھ قائل ہے لاحق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ جائز ہے حلال کو مار ڈالنا اس کا حرم میں اور حل میں اور جو دوسرے قول کا قائل ہے لاحق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ اس کا کھانا درست نہیں یعنی محرم کو اس کا مار ڈالنا بھی درست ہے مگر وہ چیز کہ اس کا مارنا منع ہے اور جو تیسرے قول کا قائل ہے وہ خاص اسی چیز کو لاحق کرتا ہے جس سے فساد حاصل ہو اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ چوہا فاسق ہے کہ وہ چراغ سے گھر کو جلا دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا جاتا ہے کہ ان کا فعل فاسقوں کی مانند ہے اور یہ قول ترجیح دیتا ہے اور ایک روایت میں کوے کے ساتھ ابقع کا لفظ زیادہ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں کوے سے مراد وہ کوا ہے جو ابقع ہو یعنی جس کی پیٹھ پر یا پیٹ میں سفیدی ہو اور یہی حکم ہے ہر کوے کا جو اس کا شریک ہو یعنی موذی ہو اور اس کا کھانا حرام ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ چھوٹا کوا جو دانہ کھاتا ہے وہ اس حکم سے خارج

ہے اس کو مارنا درست نہیں اس کو کھیتی کا کوا کہتے ہیں اور اس کو زاغ بھی کہتے ہیں سو علماء نے فتوی دیا ہے کہ اس کا کھانا درست ہے اور باقی سب کوے ابقع کے ساتھ ملحق ہیں کہ ان کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی اور ان کا کھانا درست نہیں اور یہی مذہب ہے اہل علم کا کہ ہر کوے کا مار ڈالنا درست ہے سوائے کھیتی والے کوے کے لیکن عطار سے روایت ہے کوے کے مار ڈالنے میں بدلہ آتا ہے اور اسی طرح بچھو کا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر حکم اور حماد سے روایت ہے کہ محرم سانپ اور بچھو کا قتل نہ کرے کہ وہ زمین کے کیڑے ہیں اور یہ علت بے معنی ہے اور اسی طرح چوہا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اس کے مار ڈالنے میں بدلہ ہے اور یہ قول مخالف سنت کے ہے اور مخالف قول اہل علم کے اور لوگوں نے ابراہیم کا یہ قول حماد کے پاس ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے زیادہ تر حدیثوں کو رد کرنے والا کوفہ میں کوئی نہیں یعنی وہ حدیثوں کو بہت زیادہ رد کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو حدیثیں کم پہنچی ہیں اور زیادہ تر حدیثوں کا تابع شعبی سے کوئی نہیں اور مالکیہ سے چھوٹے چوہے کے مار ڈالنے میں بھی اختلاف منقول ہے جو ایذا کی قدرت نہیں رکھتا اور چوہا کئی قسم کا ہے اور سب کا کھانا حرام ہے اور مار ڈالنا درست ہے اور علماء کو اختلاف ہے اس میں کہ کتے کاٹنے والے سے کیا مراد ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد اس سے شیر ہے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اس سے مراد سانپ ہے اور زفر سے روایت ہے کہ مراد اس سے خاص بھیڑیا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کہا کہ مراد اس سے وہ جانور ہے جو لوگوں کو کاٹے اور ان پر حملہ کرے مانند شیر اور چیتے اور پلنگ اور بھیڑیے کی اور یہی منقول ہے سفیان سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد اس سے یہاں خاص کتا ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ اس کے اس حکم میں مگر بھیڑیا اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ الہی غالب کر اس پر کوئی کتا اپنے کتوں میں سے سو اس کو شیر نے قتل کیا تو معلوم ہوا کہ کتے سے مراد عام ہے اور طحاوی نے حنفیہ کے لیے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طور کے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ باز اور شکرے کا مارنا درست نہیں اور وہ درندے پرندوں میں سے ہیں پس معلوم ہوا کہ حرمت چیل اور کوے کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح خاص ہو گی حرمت ساتھ کتے کے اور جو شریک ہے اس کو اس کی صفت میں اور وہ بھیڑیا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دعوی اتفاق کا مردود ہے اس واسطے کہ اس کے مخالفوں نے جائز رکھا ہے قتل کرنا ہر چیز کا کہ حملہ کرے پس داخل ہو گا اس میں باز اور شکرہ بلکہ ان کے اکثر کہتے ہیں کہ لاحق ہے ساتھ پانچ کے وہ چیز کہ اس کا کھانا منع ہے مگر جس کو مار ڈالنا منع ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے غیر عقور میں جن کے پالنے کا حکم نہیں سو قاضی حسین اور ماوردی نے کہا کہ اس کا مار ڈالنا درست نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جواز واقع ہوا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان پانچ کے سوا اور چیزیں بھی ان کے ساتھ اس حکم میں شامل ہیں مگر معنی میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے ان کا مارنا

درست ہے سوبعض تو یہ کہتے ہیں کہ وہ ایذا دیتے ہیں پس جائز ہے مار ڈالنا ہر ایذا دینے والے جانور کا اور یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا کھانا جائز نہیں بنا بر اس کے جس کا مار ڈالنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں محرم پر فدیہ نہیں اور یہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اور اس کے اصحاب نے حیوانوں کی بہ نسبت محرم کے تین اقسام میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جانور ہیں کہ محرم کو ان کا مار ڈالنا مستحب ہے مانند ان پانچ کے اور جو ان کے معنی میں ہیں موذی جانوروں سے اور ایک قسم وہ جانور ہیں جن کا مار ڈالنا اس کو درست ہے مانند باقی جانوروں کے جن کا گوشت کھانا درست نہیں اور وہ دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اس سے نفع اور ضرر حاصل ہوتا ہے سو اس کا مار ڈالنا درست ہوگا اس واسطے کہ اس میں منفعت شکار کرنے کی ہے اور مکروہ نہیں کہ اس میں حملہ کرنا ہے اور ایک قسم ہے کہ اس میں نہ نفع ہے اور نہ ضرر سو اس کا مار ڈالنا مکروہ ہے اور حرام نہیں اور تیسری قسم وہ ہے کہ اس کو کھانا درست ہے اور مار ڈالنا درست نہیں تو اس میں بدلہ ہے جب کہ اس کو محرم قتل کرے اور حنفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے سو اقتصار کیا ہے انہوں نے انہیں پانچوں پر لیکن انہوں نے ان کے ساتھ سانپ اور بھیڑیے کو لاحق کیا ہے اور ان کے سوا جو چیز ابتداء حملہ کرے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ظاہر ہونے معنی کے پانچ میں اور وہ ایذا طبعی ہے اور حملہ اور جب منقوص علیہ میں معنی ظاہر ہیں تو متعدی ہوگا حکم طرف ہر اس چیز کی کہ پائے جائیں اس میں یہ معنی جیسا کہ موافقت کی ہے انہوں نے اس پر بیاج کے مسئلوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر اگر کسی شخص پر قتل واجب ہو یعنی قصاص وغیرہ کے سبب سے اور وہ حرم مکہ کی طرف پناہ پکڑے تو اس کا مار ڈالنا درست ہے اور یہ پناہ پکڑنی اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ ان پانچ چیزوں کا مار ڈالنا اس واسطے جائز ہے کہ وہ فاسق ہیں اور قاتل فاسق ہے بلکہ وہ بطریق اولی فاسق ہے کہ وہ مکلف ہے اور یہ مکلف نہیں وسیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

۱۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنًى إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۹۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کی ایک غار میں تھے کہ اچانک سورہ والمرسلات نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سیکھتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اس کے ساتھ تر تھا کہ اچانک ہم پر ایک سانپ ہم پر نکلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم نے اس کے مار ڈالنے میں جلدی کی اور وہ بچ گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہاری بدی سے محفوظ رہا اور تم

اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهٰذَا أَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا.

اس کی بدی سے محفوظ رہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہماری مراد تو اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ منیٰ حرم میں ہے اور یہ کہ انہوں نے سانپ کے مارنے میں کچھ گناہ نہیں دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ یہ عرفے کی رات میں واقع ہوا ہے اور ساتھ اس کے پوری ہوگی حجت پکڑنی اوپر مقصود باب کے کہ محرم کو سانپ کا مارنا درست ہے جیسے کہ قول اس کا (بمنی) اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حرم میں تھا اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ نہیں عبداللہ کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں سانپ کے مارنے کا حکم دیا اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ طواف زیارت کے بعد ہوا اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے محرم کو حکم کیا ساتھ مار ڈالنے سانپ کے حرم میں۔ (فتح)

۱۷۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

۱۷۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چھپکلی فاسق ہے اور میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہو۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اس کا نام فاسق رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا درست ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ سننا اس کے منع ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ اس کے غیر نے اس کو سنا ہے جیسا کہ کتاب بدء الخلق میں سعد بن ابی وقاص وغیرہ سے آئے گا اور ابن عبدالبر نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی لیکن امام مالک سے منقول ہے کہ محرم چھپکلی کو نہ مارے اور اگر مارے تو صدقہ دے اس واسطے کہ وہ ان پانچ میں سے نہیں ہے جس کے مارنے کا حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عطاء سے پوچھا کہ حرم میں چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے تو اس نے کہا کہ اگر تجھ کو ایذا دے تو اس کے مارنے کا کچھ ڈر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا ایذا پر موقوف ہے اگر ایذا دے تو مار ڈالے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ
حرم مکہ کا درخت نہ کاٹا جائے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ کاٹا جائے درخت اس کا۔

١٧٠١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ إِنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِأَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخُرْبَةٍ خُرْبَةٌ بَلِيَّةٌ.

١٧٠١۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کو کہا (جب کہ اس کو یزید نے اپنی حکومت میں مدینہ کا حاکم کیا) اس حال میں کہ عمرو لشکر کو مکے میں بھیجتا تھا (یعنی واسطے لڑائی ابن زبیر کے کہ اس وقت مکے میں خلیفہ تھے) کہ اے امیر مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ کو ایک حدیث بتلاؤں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے اگلے دن کھڑے ہو کر فرمایا سو میرے کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کلام کیا اور وہ یہ ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف کی اور ثناء کی اور پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا یعنی یہ تعظیم اس کی اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے آدمیوں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی سو جو مرد کہ اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی اس میں کسی کا خون کرنا درست نہیں اور مکے کا درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون کرنا درست جانے اللہ کے پیغمبر کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ہی ساعت میں اجازت ہوئی یعنی طلوع آفتاب سے عصر تک پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسے کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو کسی نے ابو شریح سے

پوچھا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے تجھ کو کیا جواب دیا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
اے ابا شریح میں اس حکم کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بے شک
حرم نہ گناہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو
اور نہ فساد کے سبب سے بھاگنے والے کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا کہ خربہ کے معنی فساد ہیں یعنی چوری۔

فائدہ: ۶۰ھ میں جب یزید بن معاویہ حاکم ہوا تو اس نے عمرو بن سعید کو مدینے کا حاکم کر کے بھیجا اور اس وقت مکے میں عبداللہ بن زبیر خلیفہ تھے جو نواسے تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سو اس نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تب عمرو نے اس کی طرف لشکر تیار کیا جب وہ لشکر مکے میں پہنچا اہل مکہ نے ان کو شکست دی اور وہ سب بھاگ گئے اور ان کا امیر گرفتار ہو کر مارا گیا اور عمرو کا یہ کلام صحیح ہے کہ مکہ خونی آدمی کو پناہ نہیں دیتا لیکن ان کے اس کلام سے ارادہ باطل کا کیا اس واسطے کہ ابن زبیر نے کسی کا خون کر کے حرم میں پناہ نہیں پکڑی تھی اور نہ اس پر کوئی حد واجب تھی کہ عمرو کا یہ جواب صحیح ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ نے مکے کو حرام کیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ مکے والوں سے لڑنا درست نہیں اور جو اس میں پناہ پکڑے اس کو امن دیا جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حرم مکہ کا درخت کاٹنا درست نہیں قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ نہی خاص ہے ساتھ اس درخت کے کہ خود بخود اللہ کی قدرت سے زمین سے پیدا ہو بغیر دستکاری آدمی کی اور جو آدمی کی دستکاری سے پیدا ہو اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس کا کاٹنا جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب درختوں میں بدلہ ہے اور اگر پہلے قسم سے درخت کاٹے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں بدلہ نہیں. بلکہ گناہگار ہوتا ہے اور عطاء نے کہا کہ توبہ کرے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی قیمت سے جانور خرید کے قربانی کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بڑے میں گائے دے اور اس سے چھوٹے میں بکری اور بن عربی نے کہا کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حرم کا درخت کاٹنا بھی درست نہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شاخ سے مسواک کاٹنی درست ہے اور اسی طرح پتے اور میوے بھی درست ہیں جب کہ درخت کو ہلاک نہ کرے اور یہی قول ہے مجاہد اور عطاء کا اور کہتے ہیں کہ کانٹے کا کاٹنا بھی درست ہے کہ وہ موذی ہیں پس مشابہ ہے فاسق جانوروں کے اور جمہور کے نزدیک منع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خبر واحد مقبول ہے اس واسطے کہ معلوم ہے کہ ہر شخص جو خطبے میں حاضر تھا اس کو پہنچا دینا لازم ہے پس اگر سامع کو اس کا قبول کرنا درست نہ ہو تو تبلیغ کے حکم کا کچھ فائدہ نہ ہو گا اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گزرا ایک یہ کہ جائز ہے مرد کو خبر دینا اپنے نفس سے ساتھ اس چیز کے کہ مقتضی ہو ثقہ ہونے اور ضابط ہونے اس کے کو اور انکار کرنا عالم کا حاکم پر ساتھ اس چیز کے کہ بدلے اس کو حکم دین سے

اور وعظ کرنا ساتھ نرمی اور آہستگی کے اور جب ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے انکار کرے اور واقع ہونا تاکید کا کلام بلیغ میں اور جائز ہونا مجادلہ کا امور دینیہ میں اور جائز ہونا نسخ کا اور یہ کہ مسائل اجتہاد میں ایک مجتہد دوسرے مجتہد پر حجت نہیں اور نکلنا ذمہ تبلیغ سے اور ناگوار کا منہ پر صبر کرنا۔ (فتح)

بَابُ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ — حرم مکہ کا شکار نہ ہانکا جائے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے شکار کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے یعنی اس کو اپنی جگہ سے نہ ہانکہ جائے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حرام ہے تنفیر اور وہ اپنی جگہ سے اٹھانا ہے پس اگر اس کو اپنی جگہ سے ہانکے تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ تلف ہو یا نہیں پس اگر ہانکنے کے بعد آرام سے پہلے تلف ہو تو ضامن ہو گا یعنی اس کا بدلہ لازم ہو گا نہیں تو نہیں علماء کہتے ہیں کہ جب اس کا ہانکنا درست نہیں تو اس کا تلف کرنا بطریق اولی درست نہ ہو گا۔

۱۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ يُّنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ

۱۷۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے نہ تو مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو لڑنا حلال ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا تو اس کا سبزہ تر نہ کاٹا جائے اور اس کا درخت قطع نہ کیا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو جو لوگوں میں مشہور کرے اور ڈھونڈ کر مالک کو پہنچائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے کہ وہ ہمارے سوناروں اور قبروں کے کام آتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار نہ ہانکنے کے کیا معنی ہیں وہ یہ ہیں کہ علیحدہ کرے تو اس کو سایہ سے اور تو اس کی جگہ میں اترے۔

فائدہ: عکرمہ رحمہ اللہ نے تنبیہ کی ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے تلف کرنا اس کا اور ہر قسم ایذا کے یہ تنبیہ ہے ساتھ

ادنی کے اعلی پر اور مجاہد اور عطاء عکرمہ کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ اس کے ہانکنے کا کچھ ڈر نہیں جب تک کہ اس کے قتل تک نوبت نہ پہنچے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

مکے میں لڑنا حلال نہیں

وَقَالَ أَبُوْ شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا

اور ابو شریح نے کہا کہ کوئی مسلمان مکے میں خون نہ بہائے یعنی اس میں کسی کو نہ مارے

۱۷۰۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَإِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

۱۷۰۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب فتح مکہ کے بعد نہ رہا لیکن جہاد کرنا اور ثواب رکھنے کی نیت کرنا باقی ہے اور اگر تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو پس تحقیق یہ شہر ہے کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے اس دن سے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور تحقیق مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور مجھ کو بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ اس کا درخت خار دار کاٹا جائے اور نہ اس کا شکاری جانور ہانکا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر اس کے لیے جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کے گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ اہل مکہ کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذخر کا گھاس کاٹنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں لڑنا درست نہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف قتل کے اور ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں خون بہانا درست نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمہ اور یہ جو فرمایا کہ ہجرت نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ واجب ہونا ہجرت کا مکے سے بند ہو گیا ہے ساتھ فتح ہونے اس کے کی اس واسطے کہ مکہ اب دار السلام ہو گیا

ہے لیکن جہاد کا واجب ہونا بدستور باقی ہے جب کہ اس کی حاجت ہو اور تغیر کیا اس کو ساتھ اس قول کے کہ جب جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو اس کو قبول کرو اور اس کی طرف نکلو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم میں لڑنا اور قتل کرنا درست نہیں ہے اس بنا پر قتل کرنا سو نقل کیا ہے بعض نے اتفاق اس پر کہ حرم میں قتل کی حد قائم کرنا درست ہے اس پر جو حرم میں کسی کو ناحق مار ڈالے اور جو حل میں کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو اس میں اختلاف ہے اور منجملہ ناقلین اجماع سے ابن جوزی ہے اور بعض نے حجت پکڑی ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے حرم میں اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ یہ اس ساعت میں تھا جس میں حضرت ﷺ کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ مقتضی قول ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا یہ ہے کہ حرم میں قتل کرنا مطلق درست نہیں اور مجاہد اور عطاء سے تفصیل منقول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ قتل کیا جائے حرم میں یہاں تک کہ اپنے اختیار سے حل کی طرف نکلے لیکن نہ اسکے ساتھ مجلس کی جائے اور نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے اور اس کو وعظ اور نصیحت کی جائے یہاں تک کہ حرم سے باہر نکلے اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ بے قرار کر کے حل کی طرف نکالا جائے اور یہ کام ابن زبیر نے کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کسی حد کو پہنچے یعنی اس پر کوئی حد شرعی واجب ہو پھر حرم میں داخل ہو تو اس کے سات مجلس نہ کی جائے اور اس سے بیع شرا نہ کی جائے اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حرم میں حد کا قائم کرنا مطلق درست ہے اس واسطے کہ گناہگار نے اپنی جان کی حرمت توڑ دی سو جو اللہ نے اس کو امن دیا تھا وہ باطل ہو گیا اور ماوردی نے کہا کہ اہل مکہ سے لڑنا درست نہیں لیکن اگر امام سے باغی ہوں اور بدون لڑائی کے ان کا پھیرنا ممکن ہو تو لڑائی درست نہیں اور گر ممکن نہ ہو تو جمہور نے کہا ہے کہ درست ہے اس واسطے کہ باغیوں سے لڑنا اللہ کا حق ہے پس نہیں جائز ہے ضائع کرنا اس کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان سے لڑنا درست نہیں بلکہ ان کو تنگ کیا جائے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ حرام ہے لڑنا بیچ اس کے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ اور مالکیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے قفال نے اور طبری نے کہا کہ جو حل میں موجب حد کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو امام کو جائز ہے کہ اس کو تنگ کرے تا کہ وہ اس سے باہر نکلے اور امام کو جائز نہیں کہ ان پر لڑائی کو قائم کرے بلکہ ان کا محاصرہ کرے اور ان کو تنگ کرے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اور اسی کو سمجھا ہے ابن شریح نے اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ حرم مکہ میں داخل ہونے کے لیے احرام شرط ہے اس واسطے کہ معنی آپ ﷺ کے قول کے اللہ نے اس کو حرام کیا یہ ہیں کہ غیر محرم کو حرم مکہ میں داخل ہونا درست نہیں یہاں تک کہ احرام باندھے اور یہی ایک قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا مگر جب کہ مکہ آنا جانا ہو تو بدون احرام کے اس میں داخل ہونا درست ہے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم مکہ میں

جانوروں کا چرایا جانا درست نہیں اس واسطے کہ اختلا کے معنی کاٹنے اور جھاڑنا ہیں اور چرانا وہ کاٹنے اور جھاڑنے سے زیادہ تر سخت ہے اور یہی قول ہے مالک اور کوفیوں کا اور اختیار کیا ہے اس کو طبری رحمہ اللہ نے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ چرانے کا کچھ ڈر نہیں واسطے مصلحت جانوروں کے اور اس پر لوگوں کا عمل ہے بخلاف پتے جھاڑنے کے کہ وہ منع ہے پس یہ حکم غیر کی طرف متعدی نہ ہوگا اور خلا سبزہ تر کا کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خشک درخت کا چرانا درست ہے اس واسطے کہ خشک درخت مردے کی مانند ہے ابن قدامہ نے کہا کہ لیکن اذخر کے خاص کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خشک درخت کا کاٹنا بھی درست نہیں اور کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو چیز کہ لوگ اپنی دستکاری سے حرم میں پیدا کریں مانند ساگ اور کھیتی وغیرہ کے تو اس کا کاٹنا بالاجماع درست ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

محرم کو سینگی لگوانے کا بیان یعنی کیا اس کو اس سے منع کیا جائے یا اس کے لیے مطلق درست ہے یا ضرورت کے واسطے درست ہے اور مراد اس سے مجوم ہے یعنی جس کو سینگی لگائی جائے حاجم نہیں۔

وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّيَتَدَاوٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ طِيْبٌ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو داغا اس حال میں کہ وہ بیٹا محرم تھا

فائدہ: یہ ضرورت کے واسطے تھا ویتداوی مالم یکن فیہ طیب اور جائز ہے محرم کو یہ کہ دوا کرے واسطے اپنے جب تک کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ: یہ تتمہ باب کا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نہیں اور حجامت اور اس کے درمیان جامع عموم تداوی ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر محرم کے سر میں زخم ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ اس کے گرد کے بال کاٹ ڈالے اور اس کی دوا کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ (فتح)

۱۷۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لَنَا عَمْرٌو أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا.

۱۷۰۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

۱۷۰۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ.

۱۷۰۵۔ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحی جمل میں اپنے سر مبارک کے درمیان سینگی لگوائی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

فائدہ: لحی جمل ایک جگہ کا نام ہے مکے کے راہ میں سات میل مدینے سے

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر محرم سینگی لگوانے کا ارادہ کرے بدون حاجت کے اور اس میں بالوں کا کاٹنا لازم آئے تو وہ حرام ہے اور اگر بالوں کا کاٹنا لازم نہ آئے تو جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مکروہ ہے اور حسن سے اسمیں فدیہ مروی ہے اگرچہ اس میں بال نہ کاٹے اور اگر ضرورت کے واسطے ہو تو جائز ہے کاٹنا بالوں کا اور واجب ہے فدیہ اور اہل ظاہر نے کہا کہ صرف سر کے بالوں میں فدیہ ہے اور داودی نے کہا کہ اگر بغیر بال منڈوائے سینگی کا لگوانا ممکن ہو تو بال کا منڈوانا درست نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے فصد کرنا اور زخم اور پھوڑے کا باندھنا اور رگ کا کاٹنا اور دانت کا اوکھاڑنا وغیرہ ہر قسم کی دوا کرنی جب کہ اس میں ارتکاب ممنوع امر کا لازم نہ آئے یعنی استعمال کرنا خوشبو کا اور کاٹنا بالوں کا اور ان چیزوں میں سے کسی چیز میں فدیہ دینا لازم نہیں' واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ — محرم کے نکاح کرنے کے بیان میں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور ظاہر اس کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک نہی ثابت نہیں ہوئی اور نہ یہ بات کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور اس نے نکاح میں یہ باب باندھا ہے باب نکاح المحرم اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی اور نکاح سے مراد اس کے عرفی نکاح ہے نہ جماع اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ حج اور عمرہ جماع سے فاسد ہو جاتا ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف ہے مشہور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور صحیح ہوا ہے مانند اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خود میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے اور ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے اور یہ کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف وکیل تھے اور اسی کا بیان کتاب المغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ احرام کی حالت

میں نکاح درست ہے یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے واسطے دلیل حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ محرم خود اپنا نکاح کرے اور نہ وکیل ہو کر اس کا نکاح کر دے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس واقع میں اختلاف ہے کہ کس طرح تھا اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اسکے حجت اور اس واسطے کہ احتمال خاصہ ہونے کا رکھتا ہے سو نہی کی حدیث کے ساتھ عمل کرنا اولی ہو گا اور عطاء اور عکرمہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نکاح کرے جیسا کہ جائز ہے اس کو یہ کہ صحبت کے واسطے لونڈی خریدے اور اس کا جواب یہ کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے سنت کے پس نہ اعتبار کیا جائے گا ساتھ اس کے اور یہ جو کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جماع کرنا مراد ہے تو یہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اس میں صریح موجود ہے ولا ینکح ساتھ پیش ''ی'' کے اور نیز اس میں صریح موجود ہے کہ نہ خود منگنی کرے یعنی اگر نکاح سے مراد جماع ہو تو لفظ ینکح مجہول کے اور یخطب کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

۱۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۷۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث موافق مذہب حنفیہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محرم تھے اور ظاہر ہوا لوگوں میں امر نکاح ان کے کا اس حال میں کہ وہ محرم تھے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ

احرام کی حالت میں مرد اور عورت کو خوشبو لگانا منع ہے

فائدہ: یعنی مرد اور عورت دونوں اس میں برابر ہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور سوائے اس کے نہیں اختلاف تو کئی چیزوں میں ہے کہ کیا اس کو خوشبو گنا جاتا ہے یا نہیں اور محرم کو احرام کی حالت میں خوشبو لگانی جو منع ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ اسباب جماع سے ہے اور اس کے مقدمات سے ہے جو احرام کو توڑ ڈالتے ہیں اور یہ کہ یہ محرم کے حال کے منافی ہے اس واسطے کہ محرم غبار آلودہ ہوتا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ پہنے احرام کی حالت میں عورت وہ کپڑا جس کو ورس اور زعفران لگی ہو

فائدہ: ورس ایک قسم کی گھاس خوشبو دار زرد رنگ ہے مشابہ زعفران کے اس سے کپڑے زرد کرتے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو احرام کی حالت میں ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَّكَانَ يَقُوْلُ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمٍ.

۱۷۰۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو احرام کی حالت میں کیا کپڑا پہننے کا حکم کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتے اور نہ پائجامے اور نہ پگڑیاں اور نہ اوورکوٹ اور نہ موزے مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتا نہ ہو تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو ٹخنوں سے نیچے اور نہ پہنے وہ کپڑا جس میں زعفران اور ورس لگی ہو اور نہ نقاب ڈالے عورت احرام والی اور نہ پہنے دستانے۔

فائدہ: ابو داود وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منع فرماتے تھے عورتوں کو اپنے احرام کی حالت میں دستانے پہننے سے اور نقاب ڈالنے سے اور پہننے اس کپڑے کے سے کہ اس کو ورس اور زعفران لگی ہو اور چاہیے کہ پہنے بعد اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے جو چاہے انواع کپڑوں سے زرد رنگ کا کپڑا ہو یا ریشمی ہو یا زیور یا پائجامہ یا کرتا یا موزہ اور اجماع ہے اس پر کہ احرام کی حالت میں جس طرح مرد کو خوشبو لگانی منع

ہے اسی طرح عورت کو بھی منع ہے اور مرد کو بھی دستانے پہننے درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنا منہ نہ ڈھانپے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور یہی ہے ایک روایت مالکیہ اور شافعیہ کے اور نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ منع کرنے اس کے کہ ڈھانکنے منہ اپنے سے اور ہاتھوں اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نقاب اور دستانے کے سوائے ہے اور یہ جو فرمایا کہ جس کو ورس لگی ہو اس کو محرم نہ پہنے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس میں زعفران اور ورس نہ لگی ہو اس کو پہننا درست ہے لیکن علماء نے لاحق کیا ہے ساتھ ان کے سب قسم خوشبو کی واسطے مشترک ہونے حکم میں اور جو کپڑا کہ زعفران اور ورس کے سوا اور کسی چیز سے رنگا ہو اس میں اختلاف ہے کما تقدم۔ (فتح)

۱۷۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهٗ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهٗ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يُهِلُّ.

۱۷۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ مر گیا اور وہ احرام باندھے تھا سو اس اونٹنی نے اس کو مار ڈالا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو غسل دو اور کفناؤ اور نہ اس کا سر ڈھانکو اور نہ اس کے نزدیک خوشبو لے جاؤ اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا یعنی جس حالت میں مرا ہے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہتا ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے احرام پر باقی نہیں رہتا کفن دیا جائے اس کو بطور لباس غیر محرم کے اور ان کی دلیل یہ لفظ ہے کہ اس کا منہ نہ ڈھانکو اور اس لفظ کے ثبوت میں اختلاف ہے پس کہتے ہیں کہ نہیں جائز محرم کو ڈھانکنا منہ اپنے کا باوجود یہ کہ وہ ظاہر اس حدیث کے قائل نہیں اس شخص کے حق میں جو احرام کی حالت میں مرے اور جمہور نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس لفظ کے ثبوت میں تردد ہے اور اہل ظاہر نے کہا کہ زندہ محرم کا منہ ڈھانکنا درست ہے اور مردے محرم کو درست نہیں اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے یہ حکم عام نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ علت امر مذکور میں ہونا اس کا حج میں ہے اور وہ عام ہے ہر محرم میں اور اصل یہ ہے کہ جو امر ایک کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ثابت ہو چکا ہے وہ غیر کے واسطے بھی ثابت ہے یہاں تک کہ اس کی تخصیص ظاہر ہو اور اگر روزے دار مر جائے تو کیا اس کا وہ روزہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کا سر نہ ڈھانکو تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ محرم کا منہ ڈھانکنا درست نہیں بلکہ واسطے بچانے سر کے اس واسطے کہ اگر اس کا منہ ڈھانکتے تو نہ امن تھا اس سے کہ

ڈھانکا جائے سر اس کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ہمیشہ لبیک کہنی احرام میں اور وہ منقطع نہیں ہوتی ساتھ متوجہ ہونے کے طرف عرفات کی اور یہ کہ جائز ہے محرم کو غسل کرنا ساتھ بیری کے پتوں وغیرہ سے جو خوشبو شمار نہیں کی جاتی اور یہ کہ جائز ہے کاٹنا بیر حرم کا ساتھ اس حدیث کے۔ (فتح)

بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ — محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے

فائدہ: یعنی واسطے پاکی اور ستھرائی حاصل کرنے کے اور واسطے پاک ہونے کے جنابت سے ابن منذر نے کہا ہے کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نہائے جنابت سے اور اس کے سوائے اور غسل میں اختلاف ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی جو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہے محرم کو یہ کہ ڈبوئے پانی میں سر اپنا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ دھوتے تھے سر اپنا مگر احتلام سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے محرم کو یہ کہ داخل ہو حمام میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بدن کھجلنے میں کچھ ڈر نہیں

فائدہ: اور مناسبت اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ترجمہ کے ساتھ جامع اس چیز کے ہے جو درمیان غسل اور خارش کے ہے دور کرنے ایذا سے۔

۱۷۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ إِلٰى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ

۱۷۰۹۔ عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور ابوا (ایک جگہ کا نام ہے) میں جھگڑے سو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا اور مسور نے کہا کہ نہیں جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو میں نے اس کو پایا اس حال میں کہ غسل کرتا تھا درمیان دو لکڑیوں کے کہ کھڑی ہوتی ہیں اور وہ کپڑے سے پردہ کرتا تھا سو میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا کہ یہ کون ہے سو میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تم سے پوچھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُوْ أَيُّوْبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَأْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھویا کرتے تھے سو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا یعنی جس سے پردہ کیا ہوا تھا سو اس کو نیچے لائے اور اپنے سر سے دور کیا یہاں تک کہ اس کو سر مجھ کو ظاہر ہوا پھر اس نے اس آدمی سے کہا جو اس پر پانی ڈالتا تھا کہ پانی ڈال سو اس نے اس کے سر پر پانی ڈالا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ہلایا سو اپنے دونوں ہاتھ سر کے اگلی طرف لایا پھر پچھلی طرف لے گیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے یعنی جیسا کہ میں نے کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک اصحاب رضی اللہ عنہم کا احکام میں مناظرہ کرنا اور نص کی طرف رجوع کرنا اور ان کا خبر واحد کو قبول کرنا اگرچہ تابعی ہو اور یہ کہ بعض کا قول بعض پر حجت نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگرچہ حدیث اصحابی کالنجوم الخ میں اقتدا کے معنی فتوی کے ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے دعوے پر گواہ قائم کرنے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ مسور کو کہا ہوتا کہ میں بھی ستارہ ہوں اور تو بھی ستارہ ہے اور ہمارے پیچھے ہم میں سے جس کی کوئی پیروی کرے گا وہی اس کو کفایت کرے گی لیکن معنی اس کے جیسا کہ مزنی وغیرہ نے کہا یہ ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ستارے ہیں اس واسطے کہ وہ سب عدول ہیں اور اس میں اعتراف ہے واسطے فاصل کے ساتھ فضیلت اس کی کے اور منصف بنانا بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کا بعض کو اور اس میں پردہ کرنا ہے نہانے والے کو وقت غسل کے اور مدد لینی واسطے پاکی حاصل کرنے میں اور یہ کہ غسل کے وقت کلام اور سلام کرنا درست ہے اور یہ کہ محرم کو اپنے سر کا دھونا اور اپنے ہاتھ سے ملنا درست ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وضو میں داڑھی کا خلال کرنا اپنے استحباب پر باقی ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مکروہ واسطے خوف اکھڑنے بالوں کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے سر ہلایا اور سر اور داڑھی کے بالوں میں کچھ فرق نہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ داڑھی کے بال سر سے سخت ہیں اور تحقیق یہ بات ہے کہ یہ خلاف اولی ہے بعض کے حق میں سوائے بعض کے یہ بات سب سے بڑے نے کہی ہے۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ

جب محرم جوتا نہ پائے تو اس کو جائز ہے کہ موزہ پہنے

فائدہ: یعنی کیا ان کو کاٹنا شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ.

۱۷۱۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے کہ جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور جو تہبند نہ پائے تو چاہیے کہ پائجامہ پہنے یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں فرمائی۔

فائدہ: یعنی یہ حکم غیر محرم کے واسطے نہیں اس واسطے کہ اسکے لیے پائجامہ پہننے کا رد تہبند کے نہ پانے پر موقوف نہیں بلکہ اس کو ہر صورت میں جائز ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ظاہری عمل کیا ہے پس کہا کہ اگر محرم جو جوتا اور تہبند نہ پائے تو جائز ہے اس کو پہننا موزے اور پائجامے کا اپنے حال پر یعنی بغیر کاٹے کے اور جمہور کہتے ہیں کہ موزے کا کاٹنا اور پائجامے کا پھاڑنا شرط ہے بدون اس کے نہ پہنے اور اگر بغیر کاٹے اور پھاڑے پہنے تو لازم ہے اس پر فدیہ یعنی جانور ذبح کرنا اور ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ فرمایا کہ چاہیے کہ کاٹے ان کو یہاں تک کہ ٹخنے سے نیچے ہو جائیں پس یہ حدیث مطلق مقید پر محمول ہوگی اور ملحق ہوگی نظر ساتھ نظیر کے واسطے برابر ہونے ان کے کہ حکم میں اور ابن قدامہ نے کہا کہ اولی اور افضل یہ ہے کہ ان کو کاٹ ڈالے واسطے عمل کرنے صحیح حدیث پر اور واسطے نکلنے کے خلاف سے اور زیادہ ترصحیح نزدیک شافعیہ اور اکثر کے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا پائجامے کا بغیر پھاڑنے کے مثل قول احمد کے اور محمد بن حسن اور امام الحرمین اور ایک گروہ نے کہا کہ پھاڑنا شرط ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محرم کو پائجامے کا پہننا مطلق منع ہے اور مثل اس کی مروی ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور شاید اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نہیں پہنچی چنانچہ موطا میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی اور رازی حنفیہ سے کہا کہ اس کا پہننا جائز ہے اور اس پر فدیہ ہے جیسا کہ ان کے یاروں نے موزوں میں کیا اور جو کہتا ہے کہ پائجامے کا پہننا بدستور جائز ہے تو اس نے قید کیا ہے اس کو اس طرح کہ نہ ہو اس حالت میں کہ اگر اس کو پھاڑے تو تہبند ہو جائے اس واسطے کہ اس حالت میں ہوگا وہ پانے والا تہبند کا۔ (فتح)

۱۷۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُئِلَ

۱۷۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا کپڑا پہنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنے کرتے اور نہ پگڑیاں اور نہ پائجامے اور نہ کسی ٹوپ یعنی

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّإِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

بازاری کوٹ اور نہ وہ کپڑا جس کو زعفران اور ورس لگی ہو سو اگر جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو یہاں تک کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں کا کاٹنا شرط ہے بدون کاٹے نہ پہنے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ

اگر محرم تہبند کو نہ پائے تو اس کو جائز ہے کہ پائجامہ پہنے۔

۱۷۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ.

۱۷۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرفات میں خطبہ سنایا سو فرمایا کہ جو تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہنے اور جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزہ پہنے۔

فائدہ: جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں سوائے پہلے کے واسطے قوت دلیل اس کی کے اور تصریح کرنے مخالف کی کہ اس کو حدیث نہیں پہنچی سو جس کو پہنچی اس کو اس کے ساتھ عمل کرنا متعلق ہے۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ

حاجت کے وقت محرم کو ہتھیار کا پہننا درست ہے

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدٰى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ.

اور عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ جب محرم دشمن سے ڈرے تو اس کو ہتھیار کا پہننا درست ہے اور واجب ہے اس پر فدیہ اور فدیہ میں کسی نے عکرمہ رحمہ اللہ کی متابعت نہیں کی یعنی ہتھیار کے پہننے میں تو لوگوں نے اس کی متابعت کی ہے پھر وجوب فدیہ میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی اور حسن سے منقول ہے کہ مکروہ محرم کو گلے میں لٹکانا تلوار کا اور عیدین میں پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج سے کہا کہ تو نے حکم کیا ہے ساتھ اٹھانے ہتھیار کے حرم

میں اور حالانکہ ہتھیار اس میں داخل نہیں ہوا کرتا تھا (فتح الباری)

۱۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ.

۱۷۱۳۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرے کا احرام باندھا سو اہل مکہ نے انکار کیا اس سے کہ چھوڑیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ کے میں داخل ہوں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح کی یہ کہ نہ داخل کریں ہتھیار مگر میان میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو ہتھیار پہننا درست ہے اس واسطے کہ اگر ہتھیار کا اٹھانا مطلق درست نہ ہوتا تو ضرورت میں اور نہ غیر ضرورت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے صلح نہ کرتے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت محرم کو ہتھیار کو پہننا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ دُخُوْلِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

حرم اور کے میں بغیر احرام کے داخل ہونے کا بیان

فائدہ: یہ عطف خاص کا عام پر ہے اس واسطے کہ مراد کے سے اس جگہ خاص شہر ہے پس حرم عام ہوتا۔ (فتح)

وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّابِيْنَ وَغَيْرِهِمْ.

اور داخل ہوئے کے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر احرام کے یعنی جب کہ ان کو فتنہ کی خبر پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احرام باندھنے کا حکم صرف اس شخص کو دیا ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہے اور لکڑیاں وغیرہ لانے والوں کو اپنے احرام باندھنے کا حکم نہیں کیا۔

فائدہ: یہ کلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ احرام خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور استدلال کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ مفہوم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ممن اراد الحج والعمرۃ اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا بار بار مکہ میں آنا جانا رہتا ہے بغیر نیت حج اور عمرے کی اس پر احرام لازم نہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے پس مشہور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ جو حج اور عمرے کی نیت نہ رکھتا ہو اس پر احرام مطلق واجب نہیں اور ایک قول میں مطلق واجب ہے اور جو بار بار مکرر آتا جاتا ہے اس میں خلاف ہے مرتب اور اولی ہے ساتھ عدم وجوب کے اور مشہور تینوں امام سے یہ ہے کہ واجب ہے اور ایک روایت میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا اور حنابلہ نے کہا کہ جن کو مکرر سے مکرر کے میں آنے کی حاجت ہو ان کو بدون احرام کے کے میں آنا درست ہے اور حنفیہ نے کہا

ہے کہ جو احرام باندھنے کی جگہ سے اندر رہتا ہو یعنی اس کو بدون احرام کے مکے میں آنا درست ہے اور ابن عبدالبر نے گمان کیا ہے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین وجوب کے قائل ہیں (فتح)

۱۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِّمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَّكَّةَ.

۱۷۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ معین کی اور اہل نجد کے لیے قرن منازل مقرر کی اور اہل یمن کے لیے یلملم پس یہ سب جگہیں احرام باندھنے کی ہیں ان شہروں والوں کے لیے جو مذکور ہوئے اور واسطے ہر شخص کے کہ گزرے ان پر سے غیر اہل ان کے سے یعنی مثلا اہل ہندوستان جب راہ یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں اور اسی طرح اور ملکوں والوں کا حال ہے کہ جب احرام باندھنے کی جگہ پر آئیں تو وہیں سے احرام باندھیں یہ جگہ احرام کی ہیں اس کے لیے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو شخص کہ ان جگہوں سے اندر رہتا ہو تو اس کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ وہ ہے جس جگہ سے وہ احرام باندھنے کی نیت کرے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

فائدہ: یہ حدیث باب مواقیت میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ

۱۷۱۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود تھا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سر سے اتارا اور ایک مرد آیا اور کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو

فائدہ: ابن خطل ایک شخص تھا کہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب

آپ ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا اور اس حدیث کے راوی مالک نے اس کی تصریح کی ہے جیسے کہ مغازی میں اس حدیث کے پیچھے آئے گا کہ مالک نے کہا کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور یہ حدیث مرسل ہے اور شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں داخل ہوئے بغیر احرام کے اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ بغیر احرام کے کبھی بھی مکے میں داخل نہیں ہوئے اور ساتھ اس کے دفع ہوا اشکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کہ بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ محرم ہوں لیکن آپ ﷺ نے اپنے سر کو کسی عذر سے ڈھانکا ہو سو یہ شبہ دفع ہو گیا ساتھ تصریح کرنے جابر رضی اللہ عنہ کے حضرت ﷺ محرم نہ تھے لیکن اسمیں ایک اور شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ لڑائی کے واسطے تیار تھے اور جو اس طرح ہو اس کو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن عیاض نے اس کے مقابل پر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن قاص وغیرہ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں ثابت ہوتی خصوصیت مگر دلیل سے لیکن طحاوی نے گمان کیا ہے کہ اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا مگر دن کی ایک ساعت میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ جائز ہے اس میں داخل ہونا بغیر احرام کے یہ مراد نہیں کہ اس میں قتل کرنا اور لڑنا حرام ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر اگر نعوذ باللہ مشرکین مکہ پر غالب ہو جائیں تو مسلمانوں کو ان سے لڑنا درست ہے اور امام نووی نے اسکے استدلال کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مکہ ہمیشہ قیامت تک دار السلام رہے گا سو طحاوی کا خیال باطل ہوا اور دعوی اجماع میں نظر ہے اس واسطے کہ خلاف ثابت ہے کما تقدم اور تحقیق حکایت کیا ہے اس کو قفال اور ماوردی وغیرہ نے اور بن خطل کے قصے سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جائز ہے قائم کرنا حدود اور قصاص کا حرم مکہ میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ ابن خطل کا مار ڈالنا قصاص کی وجہ سے تھا کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ کعبہ کسی گناہگار کو پناہ نہیں دیتا اور حد واجب کے قائم کرنے سے منع نہیں کرتا اور جو کہتے ہیں کہ مکے میں لڑنا درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ ابن خطل کو اس گھڑی میں قتل کیا تھا جس میں آپ ﷺ کا لڑنا حلال ہوا اور نووی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ کو اس میں لڑنا صرف داخل ہونے کے وقت ہوا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس پر غالب ہوئے اور مکے والے تابعدار ہوئے اور ابن خطل کا قتل کرنا اسکے پیچھے تھا لیکن یہ جواب درست نہیں اس لیے کہ ابن خطل کا قتل اسی ساعت میں تھا جس میں آپ ﷺ پر لڑنا حلال ہوا

تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا قیدی کا بغیر اس کے کہ اس پر اسلام پیش کرے اور یہ کہ خوف کے وقت خود وغیرہ ہتھیاروں وغیرہ کا پہننا درست ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ کہ جائز ہے اٹھا لے جانا خبر اہل فساد کا طرف حاکموں کی اور یہ غیبت ہے اور نہ چغلی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَّعَلَيْهِ قَمِيصٌ

جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتا ہو تو کیا کرے

فائدہ: کیا اس کو فدیہ لازم ہے یا نہیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ اس سے فدیہ ساقط ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد عطاء کا قول نقل کیا تو اس سے اشارہ کیا اس طرف کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو عطاء سے پوشیدہ نہ رہتا اور حلانکہ وہ راوی ہے اس حدیث کا اور ابن بطال نے کہا کہ اگر فدیہ لازم ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان کرتے اس واسطے تاخیر بیان حاجت کے وقت جائز نہیں اور فرق کیا ہے مالک نے اس کے حق میں جو خوشبو لگائے یا بھول کر پہنے درمیان اس کے جو جلدی اتار ڈالے اور غسل کر ڈالے اور درمیان اسکے جو دیر تک پہنے رہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کے بہت موافق ہیں اس واسطے کہ سائل حدیث باب میں حکم کا واقف نہ تھا اور بہت دیر تک پہنے رہا اور باوجود اس کے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ کا حکم نہیں دیا اور امام مالک کے قول میں احتیاط ہے اور اس پر قول کوفیوں کا پس وہ حدیث کے مخالف ہے اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ یہ نزول حکم سے پہلے تھا اور اب ایسا کرنا درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ

اور عطاء نے کہا کہ جب کوئی احرام کی حالت میں خوشبو لگائے یا سلا ہوا کپڑا پہنے نادانی سے یا بھول کر تو اس پر کفارہ نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتہ ہو تو اس پر کفارہ نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٧١٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ فِيهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ كَانَ عُمَرُ

١٧١٦۔ یعلی سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد آیا اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر خوشبو کا نشان تھا مانند زردی وغیرہ کے اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو کہا کرتے تھے کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری پھر

يَقُولُ لِيْ تُحِبُّ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِيْ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ ﷺ سے وہ حالت دور ہوئی سو فرمایا کہ جس طرح تو اپنے حج کے احرام میں کرتا ہے اسی طرح اپنے عمرے میں کر اور ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا سو اس نے اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیئے سو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ معاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ وہ احرام کی حالت میں کرتہ پہنے ہوئے تھا سو آپ ﷺ نے اس کو فدیہ کا حکم نہ فرمایا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدّٰى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ.

اس محرم کا بیان کہ عرفہ میں مر جائے اور نہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے باقی حج یہ کہ حضرت ﷺ سے یہ حکم منقول نہیں۔

۱۷۱۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّيْ.

۱۷۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گرا سو اس کی سواری نے اس کی گردن توڑ ڈالی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو دو کپڑوں میں اور نہ اس کا سر ڈھانکو اور نہ اس کو خوشبو لگاؤ اس واسطے کہ اللہ اس کو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر محرم عرفات میں مر جائے تو اس کی طرف سے باقی حج کرنا ضروری نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم نہیں فرمایا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

۱۷۱۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوْهُ طِيْبًا وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

جب محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کے حق میں طریق مسنون کیا ہے

۱۷۱۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

۱۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھا سو وہ مر گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو اس کے دو کپڑوں میں اور نہ لگاؤ خوشبو اس کو اور نہ ڈھانکو سر اس کا اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم مر جائے تو مسنون ہے کہ اُسے اسی طرح دفنایا جائے۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلِ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

باب ہے بیچ بیان کرنے حج اور نذر کے میت کی طرف سے اور اس بیان میں کہ مرد عورت کی طرف سے حج کرے۔

فائدہ: یعنی باب کی حدیث سے دو حکم ثابت ہوتے ہیں اور دوسرے حکم کے ثابت ہونے میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث میں یہ بیان ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے نذر کا حکم پوچھا جو اس کے باپ پر تھی سو حق ترجمہ کا یہ تھا کہ یوں کہا جاتا کہ عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور ابن بطال نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کو ایسا خطاب کیا کہ اس میں مرد اور عورتیں سب داخل ہو گئے اور وہ آپ ﷺ کا یہ

قول ہے کہ اقضوا اللہ یعنی اللہ کا قرض ادا کرو اور کہا کہ اس میں خلاف نہیں کہ جائز ہے حج کرنا عورت کو مرد کی طرف سے اور مرد کو عورت کی طرف سے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر حسن بن صالح نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف روایت شعبہ کی اس حدیث میں اس نے کہا کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی آخر حدیث اور اس میں یہ ہے کہ ادا کر قرض اللہ کا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔ (فتح)

۱۷۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ جَآءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَآءِ.

۱۷۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی سو اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ مرگئی پس میں اس کی طرف سے حج کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی یا نہیں اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ سو اللہ کا قرض ادا کر اور اللہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جائز ہے قیاس کرنا اور بیان کرنا مثل کا تا کہ واضح ہو اور نفس میں اچھی طرح واقع ہو اور سمجھ میں جلدی آئے اور یہ کہ مستحب ہے مفتی کو تنبیہ کرنی وجہ دلیل پر جب کہ اس پر کوئی مصلحت قریب ہو اور وہ پاکیزہ تر ہے واسطے نفس سائل کے اور یہ کہ مالی قرض کا ادا کرنا ان کے نزدیک معلوم اور ثابت تھا اسی واسطے بہتر ہوا لاحق کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ میت کی طرف سے حج کرنا کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے اور مثل اس کی مالک اور لیث سے مروی ہے اور مالک سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر وصیت کرے تو اس کی طرف سے حج کرے نہیں تو نہیں اور یہ کہ جو مر جائے اور اس پر حج ہو تو واجب ہے اس کے ولی پر یہ کہ تیار کر دے اسباب اس شخص کو کہ اس کی طرف سے حج کرے راس مال سے جیسا کہ اس کے قرض کا ادا کرنا اس پر واجب ہے پس تحقیق اجماع کیا ہے اس پر علماء نے کہ قرض آدمی کا راس المال سے ہے پس اس طرح ہے وہ چیز کہ تشبیہ دی ساتھ اس کے قضاء میں اور ملحق ہے ساتھ حج کے ہر حق کہ اس کے ذمہ میں ثابت ہو کفارہ یا نذر یا زکوٰۃ وغیرہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حق مقدم ہے آدمی کے قرض پر اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور بعض بالعکس کہتے ہیں اور بعض برابر کہتے ہیں اور یہ عام

ہے اس سے کہ میت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو یعنی خواہ اس کے مال میں سے ہو یا بطور احسان کے اپنے مال سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جس نے حج اسلام یعنی فرض حج نہ کیا اس کو حج کی نذر ماننی درست ہے پس جب وہ حج کرے تو اس کو حج اسلام کے واسطے کفایت کرتا ہے نزدیک جمہور کے اور واجب ہے اس پر حج نذر کا اور بعض کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے حج نذر سے پھر حج اسلام کا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَّا يَسْتَطِيْعُ الثُّبُوْتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

جو سواری پر نہ ٹھہر سکے اس کی طرف سے حج کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی زندوں کی طرف سے اور امام مالک اس میں خلاف ہیں اور اسی طرح مخالف ہے وہ شخص کہ کہتا ہے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے مطلق مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ اگر حج فرض ہو اور آدمی خود حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کو اپنی طرف سے حج میں نائب پکڑنا درست نہیں یعنی یہ کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے بنا کر بھیجے اور اگر حج نفل ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کسی کو نائب پکڑنا درست ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں۔ (فتح)

١٧٢١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ امْرَأَةً ح حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

١٧٢١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق اللہ کا فرض جو اس کے بندوں پر حج کے امر میں ہے میرے باپ کو بڑھاپے نے پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا پس کیا کفایت کرتا ہے اس کو کہ میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کروں فرمایا ہاں۔

فائدہ: حاصل اس عورت کی کلام سے یہ ہے کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اس سبب سے کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا اور اس کے پاس مال ہے یا اس کو بڑھاپے میں ہاتھ لگا ہے اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کرلوں فرمایا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ سواری پر نہ بیٹھ سکے تو اس کی طرف سے نائب ہو کر حج کرنا درست ہے اور یہ غیر کا حج اس کو کفایت کرتا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ. عورت کو مرد کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔

فائدہ: تقدم نقل الخلاف فیه قبل باب.

۱۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۷۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اس کو دیکھنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ کے فرض نے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا کیا پس میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کروں فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ غیر کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور جمہور ان کے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ یہ صرف اسی کو جائز ہے جو اپنا فرض حج پہلے ادا کر چکا ہو اور جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو سنن اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا شبرمہ (ایک مرد کا نام ہے) کی طرف سے حج کی لبیک کہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے خود اپنی طرف سے حج کرلیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا یہ تیری اپنی طرف سے ہے یعنی پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ استطاعت جس طرح اپنے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح غیر کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض مالکیہ نے اس کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ جو اپنے جانے سے طاقت نہ رکھے اس پر حج واجب نہیں اور باب کی حدیث سے یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بطور احسان کے تھا اور اس حدیث کے کئی طریق ہیں

وجوب کی تصریح نہیں اور یہ کہ یہ عبادت بدنی ہے پس اس میں نیابت درست نہ ہوگی مانند نماز کے اور طبری وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ نماز میں نیابت داخل نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ عبادتیں بطور ابتلاء کے فرض ہوئی ہیں اور ابتلاء اور امتحان نہیں پایا جاتا مگر ساتھ مشقت دینے بدن کے بیچ اسکے تا کہ ظاہر ہو فرمانبرداری یا نہ فرمانی بخلاف زکوۃ کے کہ اس میں ابتلاء ساتھ کم کرنے مال کے ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نفس کے اور ساتھ غیر کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ حج کو نماز پر قیاس کرنا درست نہیں اس واسطے کہ حج عبادت مالی اور بدنی دونوں میں ہے پس اس کو نماز کے ساتھ ملحق کرنا راجح نہیں اس سے کہ اس کو زکوۃ کے ساتھ ملحق کیا جائے اور مازری نے کہا کہ جس نے حج میں بدن کے حکم کو غالب کیا اس نے اس کو نماز کے ساتھ ملایا ہے اور جس نے مال کے حکم کو غالب کیا ہے اس نے اس کو زکوۃ کے ساتھ ملایا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مردہ وصیت کر جائے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور یہ نیابت نماز میں درست نہیں اور نیز حصر کرنا ابتلاء کا مباشرہ میں ممنوع ہے یعنی یہ کہنا کہ ابتلاء صرف اس کو کہتے ہیں کہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالے ممنوع ہے اس واسطے کہ اگر امر کرنے والا اجرت میں مال خرچ کرے تو اس کے واسطے یہ بھی آزمائش ہے اور عیاض نے کہا کہ مخالف کے لیے باب کی حدیث حجت نہیں اس واسطے کہ قول اس کا **ان فریضۃ اللہ علی عبادہ** الخ معنی اس کے یہ ہیں کہ لازم کرنے اللہ کے نے اپنے بندوں پر حج کو جو کہ شرط استطاعت کے ساتھ واقع ہوا ہے میرے باپ کو پایا ہے ساتھ صفت اس شخص کے کہ طاقت نہیں رکھتا کیا پس جائز ہے مجھ کو یہ یا کیا مجھ کو اس میں ثواب اور فائدہ ہے تو فرمایا کہ ہاں اور تعاقب کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اسکے کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ اس نے کفایت کا سوال کیا تھا یعنی کیا جائز ہے پس تمام ہو گیا استدلال اور مسلم کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ اس نے کہا کہ بے شک میرے باپ پر اللہ کا فرض ہے حج کے امر میں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس پر حج فرض کیا گیا ہے اور بعض دعوی کیا ہے کہ یہ قصہ خاص ہے اس عورت خثعمیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے یہ اس کے بعد کسی کو جائز نہیں لیکن یہ لائق استدلال کے نہیں ہے اس واسطے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور نیز یہ مرسل ہے اور نیز اس کے معارض ہے یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کرو کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور بعض دعوی کرتے ہیں کہ صرف بیٹے کو اپنے باپ کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور کسی کو درست نہیں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ یہ جمود ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ یہ خثعمیہ کی حدیث ظاہر قرآن کے مخالف ہے پس ظاہر قرآن کو ترجیح ہے اور نہیں شک ہے اسکے راجح ہونے میں تواتر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ قول مذکور ایک عورت کا قول ہے کہ اس نے گمان کیا اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال پر جواب دیا اور اگر اس کا یہ گمان غلط ہوتا تو آپ ﷺ اس کے لیے بیان

کرتے تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال کے جواب میں حج کرنے کا حکم اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ نے اس کو دیکھا کہ اس کو اپنے باپ کی طرف سے نیکی اور ثواب پہنچانے کی بہت حرص ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس آپ ﷺ کی یہ تقریر دلیل ظاہر ہے اوپر جائز ہونے اس کے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کر اس کی طرف سے کہ اگر اس کو فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی نہ ہوگا سو حفاظ حدیث نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس میں مخالف کے لیے حجت نہیں اور اس مسئلے کی فروعات سے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ قرار پایا وجوب نے اس کے ذمہ میں پہلے غصب سے یا عارض ہوا اس پر بعد اسکے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ کی یہ بات مخالف ہے اور جمہور کی دلیل خثعمیہ کا قصہ ہے اور یہ کہ جو غیر کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس غیر کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور یہ بات مخالف ہے واسطے امام محمد بن حسن کے کہ اس نے کہا کہ مباشر کی طرف سے واقع ہوگا اور جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے اس کو خرچہ کا ثواب ملے گا اور جو حج میں نیابت کو جائز رکھتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ نہیں کفایت کرتا فرض میں مگر موت سے یا غصب سے پس نہیں جائز ہوگا بیمار کی طرف سے اس لیے کہ اس کے تندرست ہونے کی امید ہے اور نہ دیوانے کے لیے اس لیے کہ اس کے ہوش میں آنے کی امید ہے اور نہ قیدی کی طرف سے کہ اس کے خلاص ہونے کی امید ہے اور نہ فقیر کی طرف سے کہ اس کے مالدار ہونے کی امید ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سواری پر اپنے پیچھے کسی کو سوار کرنا جائز ہے اور بیان ہے اس چیز کا کہ جو مرکب کیا گیا ہے آدمی شہوت سے اور پیدا کی گئی ہے طبیعت اس کی اوپر اس کے نظر کرنے سے طرف خوبصورتوں کی اور یہ کہ منع ہے دیکھنا طرف عورت بیگانی کی اور ڈھانکنا آنکھوں کا اور عیاض نے کہا کہ بعض گمان کرتے ہیں کہ غیر عورت سے آنکھ کا بند کرنا واجب نہیں مگر جب کہ فتنے کا ڈر ہو اور میرے نزدیک حضرت ﷺ کا یہ فعل کہ آپ ﷺ نے فضل کا منہ ڈھانکا ابلغ ہے قول سے اور شاید کہ فضل نے اس کی طرف بدنظر سے نہ دیکھا بلکہ خوف کیا اس سے کہ وہاں تک نوبت پہنچے یا تھا یہ پہلے امر سے ساتھ دراز کرنے چادروں سے اور پکڑی جاتی ہے اس سے تفریق مردوں اور عورتوں کے یعنی مردوں کو عورتوں سے جدا کر دینا چاہیے واسطے خوف فتنے کے اور جائز ہونا کلام عورتوں کا اور سننا آواز اس کے کا واسطے اجنبی مردوں کے وقت ضرورت کے مانند مسئلہ پوچھنے کے اور مقدمہ لے جانے کے معاملہ میں اور یہ کہ عورت کا احرام اس کے منہ میں ہے سو اس کو احرام میں اس کا کھولنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے نیابت کرنی سوال میں علم سے یہاں تک کہ عورت کو مرد کی طرف سے نائب ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا جائز ہے اور عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط نہیں لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا باپ اس کے ساتھ تھا پس یہ رد کرتا ہے اس پر اور یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی

کرے اور کوشش کرے ساتھ کام ان کے اور کھڑا ہو ساتھ بھلائی والے کاموں میں اور اُن کے قرض ادا کرے اور خدمت اور نفقہ وغیرہ امور دین اور دنیا سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے اتفاق کیا گیا ہے اس کی صحت پر حج میں خارج ہے اس قائدے سے جو شریعت میں قرار پا چکا ہے کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو اس نے کمایا یہ رحم ہے اللہ کی طرف سے بیچ پورا کرنے اس چیز کے کہ قصور کیا مرد نے بیچ اس کے ساتھ اولاد اپنی کے اور مال اپنے کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عموم سعی میں داخل ہو اور یہ کہ عموم سعی کا آیت میں مخصوص ہے اتفاقا۔ (فتح)

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ.

نابالغ لڑکوں کے حج کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اور گویا جو حدیث اس میں صریح ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اور وہ یہ ہے جو کہ مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا لڑکا اٹھایا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسکے واسطے حج ہے یعنی اس کو بھی حج کا ثواب ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو بھی اس میں ثواب ہے اور ابن بطال نے کہا کہ ائمہ فتوی کا اس پر اجماع ہے کہ نابالغ لڑکے سے حج ساقط ہے یہاں تک کہ بالغ ہو مگر حج کرے تو جمہور کے نزدیک وہ اس کے لیے نفل ہوگا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا احرام صحیح نہیں اور نہیں جائز ہے اس پر کوئی چیز ساتھ کرنے کسی چیز کے احرام کی ممنوع چیزوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کو حج کرایا جائے بطور تدریب کے اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ اگر نابالغ حج کرے تو اس کو حج اسلام سے کفایت کرتا ہے واسطے ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہاں اور طحاوی نے کہا کہ اس میں حجت نہیں واسطے اس کے بلکہ اس میں حجت ہے اس پر جو زعم کرتا ہے یہ کہ اس پر حج نہیں اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی اس حدیث کے نے کہا کہ جس لڑکے کو اس کے گھر والے حج کرائیں پھر بالغ ہو تو واجب ہے اس پر حج دوسرا۔ (فتح)

۱۷۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَنِي أَوْ قَدَّمَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

۱۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آگے بھیجا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے اسباب میں یعنی اسباب کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو۔

فائدہ: وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

١٧٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيْرُ عَلٰى أَتَانٍ لِّيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ بِمِنًى حَتّٰى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

١٧٢٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گدھی پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور حالانکہ میں بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی میں کھڑے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ میں پہلی صف کے بعض کے آگے چلا پھر میں گدھی سے اترا سو وہ چرنے لگی اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کو کھڑا ہوا اور ابن شہاب نے کہا کہ یہ واقعہ منی میں حجۃ الوداع میں تھا۔

١٧٢٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ.

١٧٢٥۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کروایا گیا یعنی میرا باپ مجھ کو حج کے واسطے ساتھ لے گیا اور حالانکہ میں سات برس کا تھا۔

١٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهٖ فِيْ ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٧٢٦۔ جعید سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ سائب سے کہتے تھے اور سائب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب سے حج کرایا گیا تھا۔

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں صاع کی مقدار زیادہ ہو گئی تھی سو عمر نے سائب سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع کس قدر تھا ان حدیثوں میں معلوم ہوا کہ نابالغ کا حج صحیح ہے۔ وفیہ المطابقۃ

للترجمة اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

بَابُ حَجِّ النِّسَآءِ — عورتوں کے حج کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس میں مردوں کے حج پر کوئی چیز زیادہ شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۲۷۔ و قَالَ لِیْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْأَزْرَقِیُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَذِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ.

۱۷۲۷۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حج کرنے کی اجازت دی اخیر حج میں کہ اس نے اس کا قصد کیا تھا سو اس نے ازواج مطہرات کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو حج کرنا ساتھ غیر محرم کے وسیاتی البحث فیہ۔

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا حَبِیْبُ بْنُ أَبِیْ عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَغْزُوْ وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لٰكِنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافروں سے جہاد نہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور بہت خوب جہاد حج ہے اور جو حج کہ مقبول ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حج کو کبھی نہ چھوڑوں گی بعد اسکے کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جمل قصے میں طعن کرتے ہیں یعنی روافض وہ کہتے ہیں کہ آیت وقرن فی بیوتکن یعنی اپنے گھروں میں ٹھہری رہو تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ ازواج مطہرات پر سفر کرنا حرام ہے اور یہ حدیث ان کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے افضل جہاد حج ہے پس معلوم ہوا کہ ان کے لیے جہاد ہے سوائے حج کے اور حج اس سے افضل ہے اور احتمال ہے کہ مراد لا سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول کے جواب میں فرمایا یہ ہو کہ یہ تم پر واجب نہیں جیسا کہ مردوں پر واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں کہ وہ ان پر حرام ہے اس واسطے کہ ام عطیہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ جہاد میں نکلتی تھیں اور زخمیوں کا

علاج کرتی تھیں سو عائشہ وغیرہ نے اس ترغیب سے یہ سمجھا کہ ان کو مکرر حج کرنا درست ہے جیسا کہ مردوں کو مکرر جہاد کرنا درست ہے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث اور آیت مذکورہ کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے اس پر توقف تھا پھر ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل کا قوی ہونا معلوم ہوا اپنی اخیر خلافت میں ان کو حج کرنے کی اجازت دی پھر عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت میں ان کو حج کرایا کرتے تھے اور بعض نے ظاہر نہی پر عمل کیا مانند سودہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کی اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ مراد ابو واقد کی حدیث میں یہ ہے کہ حج فرض ایک بار ہے مانند مردوں کی یہ مراد نہیں کہ ایک بار سے زیادہ کرنا منع ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ آیت میں گھر میں ٹھہرنے سے مراد بطور فرض کے نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ عورت کو معتبر مرد کے ساتھ حج کرنا درست ہے اگرچہ وہ اس کا نہ خاوند اور نہ محرم ہو کما سیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

۱۷۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ فِيْ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِيْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَهَا.

۱۷۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت مگر ساتھ محرم کے اور نہ داخل ہوا س پر کوئی مرد مگر کہ یہ اس کی محرم ہو سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ارادہ کرتا ہوں کہ فلانے فلانے جہاد میں نکلوں اور میری عورت حج کا ارادہ رکھتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل۔

فائدہ: بعض روایتوں میں ایک دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں دو دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں تین دن کے سفر کا ذکر آیا ہے سو اختلاف روایات کی وجہ سے اکثر علماء نے تو مطلق سفر کو لیا ہے اور امام نووی نے کہا کہ تحدید سے ظاہر معنی مراد نہیں بلکہ جس کا نام سفر رکھا جائے اس میں عورت کا سفر کرنا درست نہیں مگر ساتھ محرم کے برابر ہے کہ چھوٹا ہو یا دراز اور ابن منیر نے کہا کہ یہ خلاف باعتبار خلاف مواطن اور اختلاف سائلوں کے ہے یعنی جیسا مقام اور سائل دیکھا اس کے مناسب جواب فرمایا مرادوں سے دن ساتھ رات کے ہے نہ تنہا دن اور احتمال ہے کہ آپ تین دن کا ذکر سب کم عددوں سے پہلے فرمایا ہو پس اقل عدد کو لیا جائے گا اور اقل اس کو برید ہے پس بنا بر اس کے شامل ہوگا ہر سفر کو چھوٹا ہو یا دراز اور نہ موقوف ہوگا باز رہنا عورت کا سفر سے مسافت قصر پر اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مسافت قصر سے کم میں منع نہیں اور حجت ان کی یہ ہے کہ منع مقید ساتھ تین دن کے متحقق ہے اس کو ماسوائے

مشکوک ہے پس یقین کو لیا جائے گا اور مناقضہ کیا گیا ہے بایں طور کہ روایت مطلق شامل ہے ہر سفر کو پس لائق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ماسوائے کو ترک کیا جائے کہ اس میں شک ہے اور حنفیہ کے قواعد میں سے مقدم کرنا عام کا ہے خاص پر اور ترک کرنا حمل مطلق کا مقید پر یعنی مطلق کو مقید پر حمل نہ کیا جائے اور اس جگہ انہوں نے اپنے قاعدے کی مخالفت کی ہے اور اختلاف تو صرف ان حدیثوں میں ہے جس میں تقیید واقع ہوئی ہے برخلاف حدیث باب کی کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف نہیں ہوا اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر سفر دراز ہو تو منع ہے اگر سفر دراز نہ ہو تو منع نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے عموم حدیث سے تمسک کیا ہے سو کہا کہ جب عورت خاوند یا محرم کو نہ پائے تو اس پر حج واجب نہیں یہی ہے مشہور قول امام احمد کا اور ایک روایت مانند قول مالک رحمہ اللہ کے ہے اور وہ خاص کرنا حدیث کا ہے ساتھ غیر سفر فرض کے کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اجماع کے بغوی نے کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں جائز ہے عورت کو سفر کرنا غیر فرض میں مگر ساتھ زوج یا محرم کے مگر کافر عورت کہ دارالحرب میں مسلمان ہو یا قیدی ہو خلاص ہو یا وہ عورت کہ اپنے ساتھیوں سے دور پڑے سو کوئی مرد اس کو پائے پس اس مرد کو جائز ہے کہ اس کے ہمراہ ہو کہ یہاں تک کہ اس کو اسکے ساتھیوں تک پہنچائے کہتے ہیں کہ جب اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ اجماع کے تو چاہیے کہ حج فرض بھی اس سے مخصوص ہو اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ شرط ہے ہونا خاوند یا محرم کا یا معتبر عورت کا اور ایک قول ہے کہ ایک عورت معتبر کفایت کرتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر راہ میں امن ہو تو اس کو تنہا سفر کرنا درست ہے اور یہ سب حج اور عمرے واجب میں ہے اور کفال نے کہا کہ سب سفروں کا یہی حال ہے اور رویانی نے کہا کہ یہ خوب ہے لیکن نص کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ بغوی نے جو اختلاف کی نفی کی ہے وہ ٹھیک نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا محرم وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا شرط ہے واسطے واجب ہونا حج کے عورت پر یا شرط ہے قادر ہونے میں پس نہ منع کرے گا وجوب کو اور برقرار رہنے کو اس کے ذمہ میں اور عبارت طبری کی یہ ہے کہ جن شرطوں سے مرد پر حج واجب ہوتا ہے ان کے ساتھ عورت پر بھی واجب ہوتا ہے پس جب اس کی ادا کا ارادہ کرے تو نہیں جائز ہے ان کو مگر ساتھ محرم کے یا خاوند کے یا عورت معتبر کے اور امن کی حالت معتبر عورتوں کے سفر کرنے کی دلیل باب کی پہلی حدیث ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے اس پر اتفاق کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ان پر انکار نہیں کیا اور جس نے امہات المومنین سے اس کا انکار کیا تو وہ ایک خاص سبب سے اس کا انکار کیا ہے نہ اس سبب سے کہ سفر محرم پر موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ امن کی حالت میں عورت کا معتبر عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ یہاں دو عام معارض ہیں اس واسطے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ یعنی واسطے اللہ کے لوگوں پر حج ہے کعبے کا جو طاقت رکھے

طرف اس کی راہ کی عام ہے بیچ حق مردوں اور عورتوں کے اس سے معلوم ہوا کہ جب سفر کی طاقت پائی جائے تو حج سب پر فرض ہے اور قول حضرت ﷺ کا **لاتسافر المراۃ مع محرم** عام ہے سفر میں پس اس میں حج بھی داخل ہوگا سو جس نے حج کو نکالا ہے اس نے اس حدیث کو اس آیت سے خاص کیا ہے اور جس نے اس کو اس میں داخل کیا ہے اس نے آیت کو حدیث سے خاص کیا ہے اور محرم عورت کا علماء کے نزدیک وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو بہ سبب مباح کے واسطے حرمت اس کی کے جیسا کہ باپ، بھائی، چچا بھتیجا، بھانجا، بیٹا، نواسہ، پوتا پس ہمیشہ کی قید سے عورت کی بہن اور پھوپھی نکل گئی اور مباح سے ماں موطوئہ کی ساتھ شبہ کے اور بیٹی اس کی ساتھ حرمت اس کی کے وہ عورت جس سے لعان کیا گیا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابدی حرمت سے خاص کیا ہے اس عورت کو جو مسلمان ہو اور اس کا باپ کتابی ہو کہ وہ اس کا محرم نہیں اس واسطے کہ امن نہیں اس سے کہ اس کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالے جب کہ اس کے ساتھ اکیلا ہو اور جو کہتا ہے کہ عورت کا غلام بھی محرم ہے وہ محتاج ہے یہ کہ زیادہ کرے ضابطہ میں کوئی چیز جو اس کو داخل کرے اور جو سفر کو غلام کے ساتھ جائز رکھتا ہے اس کو لائق ہے کہ اس کو قید کرے ساتھ اس کے جب دونوں قافلے میں ہوں اور جب دونوں تنہا ہوں تو درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بھی محرم میں داخل ہے اور بعض نے کہا کہ خاوند کے بیٹے کے ساتھ بھی سفر کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ فساد لوگوں میں غالب ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی درست نہیں اور اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس میں غیر محرم کے ساتھ قائم مقام ہوتا ہے یا نہیں مانند عورت معتبر کی صحیح یہ ہے کہ جائز ہے واسطے ضعیف ہونے تہمت کے ساتھ اس کے اور قفال نے کہا ہے کہ ضرور ہے ہونا محرم کا اور اسی طرح معتبر عورتوں میں حج کے سفر میں ضرور ہے کہ کسی کے ساتھ محرم ہو اور تائید کرتی ہے اس کو نص شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ نہیں جائز ہے مرد کو یہ تنہا عورت کو نماز پڑھائے مگر یہ کہ کسی ایک کے ساتھ محرم ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل تو بعض اہل علم نے اس کے ظاہر کو لیا ہے پس کہا کہ اگر عورت کے ساتھ کوئی نہ ہو تو خاوند کو اس کے ساتھ سفر کرنا واجب ہے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور مشہور یہ ہے کہ اس کو اس کے ساتھ سفر کرنا لازم نہیں مانند ولی کی حج میں مریض کی طرف سے اور اگر باز رہے مگر ساتھ اجرت کے تو عورت کو لازم ہے اس واسطے کہ وہ عورت کی راہ میں داخل ہے پس ہوگا اس کے حق میں مانند خرچ کی اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ خاوند کو جائز نہیں کہ اپنی عورت کو حج فرض سے منع کرے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور صحیح نص ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو منع کرنا درست ہے اس واسطے کہ حج دیر کے ساتھ فرض ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت کو بغیر اجازت خاوند کے حج کو جانا درست نہیں سو یہ روایت

محمول ہے حج نفل پر اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ مرد کو جائز ہے کہ عورت کو سب سفروں سے منع کرے اور سفر واجب میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۱۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حَبِيْبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهٖ قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ أَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِيْ زَوْجَهَا كَانَ لَهٗ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِيْ أَرْضًا لَنَا قَالَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَّعِيْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے پلٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سنان (ایک عورت کا نام ہے) سے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو حج کرنے سے منع کیا تھا اس نے کہا کہ فلاں کے باپ نے یعنی اس کا خاوند اور اس کے دو اونٹ تھے اور ایک پر وہ سوار ہو کر حج کو گیا تھا اور دوسرا ہماری زمین کو پانی پلاتا ہے یعنی میرے پاس سواری نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ رمضان میں عمرہ کرنا ثواب میں حج کے برابر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

۱۷۳۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِيْ وَآنَقْنَنِيْ أَنْ لَّا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَّسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى

۱۷۳۱۔ قزعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے ہیں اس نے کہا کہ چار چیزیں ہیں کہ میں نے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو وہ مجھ کو چار چیزیں خوش لگیں ایک یہ کہ نہ سفر کرے کوئی عورت راہ دو دن کی کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم نہ ہو اور دوسری یہ کہ نہیں جائز ہے روزہ دو دن عید الفطر کے دن میں اور قربانی کے دن اور نہیں کوئی نماز بعد دو نمازوں کے ایک بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک بعد صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ کجاوے باندھے جائیں طرف کسی مسجد کے مگر طرف تین مسجدوں کی

وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى.

ایک ادب والی خانے کعبے کی مسجد اور ایک میری مسجد اور ایک ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد۔

فائدہ: ان چاروں مسئلوں کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ — اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے

فائدہ: یعنی اس کو اس کے سوا اور تعظیم والی جگہوں کی طرف تو کیا اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں اور جب واجب ہو اور اس کو ترک کرے باوجود قدرت کے یا عجز سے تو اس کو کیا لازم آتا ہے اور ہر مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

١٧٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى شَيْخًا يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ أَنْ يَّمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَّرْكَبَ.

١٧٣٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر گھسیٹتا چلا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس کا یعنی اس طرح کیوں رنج اٹھاتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے یہ کہ پیادہ حج کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ اس کے تکلیف دینے سے اپنی جان کو بے پرواہ ہے یعنی اس نے جو اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا تو اللہ کو اس کی حاجت نہیں معلوم ہوا کہ جو پیادہ نہ چل سکے تو سوار ہو لے اگرچہ نذر مانی ہو۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نذر کے پورا کرنے کا حکم اس واسطے نہ فرمایا کہ وہ عاجز تھا معلوم ہوا کہ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے اور اس سے عاجز ہو تو اس پر پیادہ چلنا لازم نہیں بلکہ سوار ہو لے اور اس پر کچھ کفارہ نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٧٣٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ

١٧٣٣۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری بہن نے نذر مانی یہ کہ خانے کعبے کی طرف پیادہ چلے اور اس نے مجھ کو حکم کیا یہ کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے لیے مسئلہ پوچھوں سو میں

أَيُّوْبَ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِيْ أَنْ تَمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

نے حضرت ﷺ سے فتوی چاہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ پیادہ چلے اور چاہیے کہ سوار ہو لے یعنی کہ پیادہ چلنا اس پر لازم نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ بھاری بدن والی تھی سو اس پر پیادہ چلنا دشوار ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ تین روزے رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ کفارہ نذر کا کفارہ قسم کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا وفا کرنا لازم نہیں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَضَائِلُ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان

فائدہ: مدینے کو اول یثرب بن قانیہ نے بنایا تھا جو ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا پہلے اس میں عمالقہ رہتے تھے پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت وہاں اتری پھر وہاں اوس اور خزرج اترے جب کہ اہل سبا سیل عرم سے متفرق ہوئے۔ (فتح)

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

مدینے کے حرام ہونے کے بیان میں اور جو کچھ کہ اس میں منع ہے

۱۷۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِّنْ كَذَا إِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

۱۷۳۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ حرام ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک یعنی جبل عیر سے ثور تک نہ اس کا درخت کاٹا جائے نہ اس میں کوئی بدعت یعنی کوئی چیز مخالف قرآن اور حدیث کے نکالی جائے اور جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی یعنی وہ اللہ کی رحمت سے بہت دور ہے۔

فائدہ: علماء کے نزدیک اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک اس کے حرام ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تعظیم اور تکریم کرنی یعنی منع ہے اس میں وہ چیز کرنی کہ باعث ہو اس کی حقارت کا نہ یہ کہ وہ حرام ہے مانند مکے کی پس حنفیہ کے نزدیک نہیں حرام ہیں درخت کاٹنے مدینے کے اور گرد اس کی کے اور شکار کرنا اس کا اور تینوں اماموں کے نزدیک حرام ساتھ معنی حرم کے ہے یعنی جو چیز کہ حرم مکہ میں کرنی حرام ہیں وہ مدینے میں بھی حرام ہیں پس ان کے نزدیک یہ چیزیں بھی وہاں حرام ہیں بغیر ضمان کے یعنی ان کا بدلہ نہیں آتا اور حد حرم مدینہ کی درمیان عیر اور ثور کے ہے کہ یہ دو پہاڑ ہیں دونوں طرف مدینہ منورہ کے (ح ع) اور امام طحاوی نے دلیل پکڑی

ہے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ابی عمر کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مافعل النغیر نہ کیا گیا نغیر (ایک جانور کا نام ہے جس کو لال کہتے ہیں) طحاوی نے کہا کہ اگر مدینے کا شکار حرام ہوتا تو جانور کا بند کرنا درست نہ ہوتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ وہ حل کے شکار سے ہو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شکار کرے حل میں پھر اس کو مدینے میں لے جائے تو اس کا چھوڑ دینا اس پر لازم نہیں واسطے دلیل حدیث ابی عمیر رضی اللہ عنہ کے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن یہ جواب حنفیہ کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر حل کا شکار حرم میں داخل کیا جائے تو ان کے نزدیک اس کا حکم حرم کا ہے اور احتمال ہے کہ قصہ ابو عمیر کا حرام ہونے سے پہلے ہو اور دلیل پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کے لیے کھجور کے درخت کاٹے اور اگر مدینے کے درخت کا کاٹنا حرام ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ کاٹتے اور جواب دیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ واقع ہجرت سے پہلے کا ہے کما سیاتی واضحا فی المغازی اور تحریم مدینے کے حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے پھرے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مدینے کا شکار کرنا اور اس کے درخت کاٹنے اس واسطے منع ہوں کہ اس کی طرف ہجرت کی جاتی تھی تو شکار اور درختوں کا باقی رکھنا اس کی زینت کی زیادتی کا سبب ہے اور اس کی الفت کا باعث پھر جب ہجرت بند ہوئی تو یہ سبب بھی دور ہوا لیکن یہ قول طحاوی کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ساتھ دلیل کے اور سعد رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کے حرام ہونے کا فتوی دیا جیسا کہ روایت کی مسلم نے اور ابن قدامہ نے کہا کہ مدینے کا شکار اور اس کے درخت کاٹنے حرام ہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کا اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حرام نہیں پھر اگر اس میں کوئی حرام چیز کو کرے یعنی مثلا شکار کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اس پر کوئی بدلہ نہیں آتا اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ اس میں بدلہ آتا ہے اور یہی قدیم قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے ایک جماعت کا پچھلوں سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر نے اور ابن نافع اور قاضی عبدالوہاب نے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کا اسباب چھین لیا جائے واسطے حدیث سعد بن ابی وقاص کے جو کہ مسلم نے روایت کی ہے اور ابو داود کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جو کسی کو مدینے میں شکار کرتے پائے تو چاہیے کہ اس کا اسباب چھین لے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد کوئی اس کے ساتھ قائل نہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ قدیم قول میں کہتے ہیں کہ اسی کو اختیار کیا ہے ایک جماعت نے ساتھ اس کے اور بعد اس کے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے یعنی پس معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس میں اکیلا نہیں بلکہ اور ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور اس کے اسباب کے کیفیت اور مصرف میں اختلاف ہے اور سعد کے فعل سے جو مسلم وغیرہ میں

منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مانند اسباب منقول کی ہے اور یہ کہ وہ چھیننے والے کا حق ہے لیکن اس میں سے پانچواں اللہ کے واسطے نہ نکالا جائے اور بعض حنفیہ نے عجب بات کہی ہے پس دعوی کیا ہے یہ حدیث اسباب چھیننے کی بالا جماع متروک العمل ہے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اوپر منسوخ ہونے حدیثوں تحریم مدینہ کے اور اجماع کا دعوی مردود ہے پس باطل ہوا جو مترتب ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر سعد کی حدیث صحیح ہو تو اسباب چھیننے کے منسوخ ہونے میں کوئی دلیل نہیں ہے جو صحیح حدیثوں کو ساقط کر دے اور جائز ہے لینا گھاس کا واسطے حدیث ابوسعید کے جو مسلم میں ہے کہ نہ جھاڑا جائے اس میں کوئی درخت مگر واسطے گھاس کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور مہلب نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ منع حدیث ماضی میں وہ چیز ہے جو درخت کو فاسد کر دے اور جس کا قصد اصلاح کا ہو مانند اس شخص کی کہ باغ لگائے تو نہیں منع ہے اس پر کاٹنا اس درخت کا کہ اس زمین میں ہو چکا باقی رہنا باغ کو ضرر کرے اور بعض کہتے ہیں کہ منع اس درخت کا کاٹنا ہے جو اللہ کی قدرت سے پیدا ہو آدمی کی دستکاری سے پیدا نہ ہو پس اس پر محمول ہو گی وہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹ کر مسجد کے قبلے کی طرف کھڑے کیے اور اس سے نسخ مذکور لازم نہیں آتا اور یہ جو فرمایا کہ اس پر لعنت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنی گنہگاروں کو اور فسادیوں کو لیکن اس میں اس پر دلالت نہیں کہ فاسق معین کو لعنت کرنی درست ہے اور مراد حدیث سے ظلم ہے اور یا عام معنی مراد ہے ظلم ہو یا کچھ اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے میں بدعت نکالنی کبیرہ گناہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَأَمَرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ فَقَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَأَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ.

۱۷۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی مکے سے ہجرت کر کے اور مسجد بنانے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدون قیمت کے نذر کرتے ہیں اور اللہ سے ثواب چاہتے ہیں سو آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا سو اکھاڑی گئیں پھر حکم کیا ساتھ برابر کرنے خراب زمین کے سو برابر کی گئی اور حکم کیا ساتھ کاٹنے کھجوروں کے سو کاٹی گئیں پھر انہوں نے ان کو مسجد کے قبلے کی طرف قطار بنا کر کھڑا کیا۔

فائدہ: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو وہاں مسجد نہ تھی جہاں نماز کا وقت آتا تھا وہاں

نماز پڑھ لیتے تھے سواب جس جگہ کہ حضرت ﷺ کی مسجد ہے وہاں کھجور کا باغ تھا انصار کی ملکیت حضرت ﷺ نے ان سے یہ باغ مول چاہا انہوں نے للہ دے دیا وہاں کافروں کی قبریں بھی تھیں حضرت ﷺ نے ان کی ہڈیاں کھدوا کر اور کھجوریں کاٹ کر وہاں مسجد بنائی اور یہ واقع مدینے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابتدا ہجرت میں حرام ہونے سے پہلے کاٹی تھیں اب ان کا کاٹنا درست نہیں۔ (فتح)

۱۷۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى لِسَانِيْ قَالَ وَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ فَقَالَ أَرَاكُمْ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِّنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ أَنْتُمْ فِيْهِ.

۱۷۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام ہوئی وہ زمین کہ مدینے کے دونوں سنگستان کناروں کے درمیان ہے یعنی مشرق اور مغرب کی طرف سے میری زبان پر یعنی مدینے کا حرم اس قدر ہے اور راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ بنی حارثہ (ایک قبیلے اوس کا نام ہے) کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں تم کو گمان کرتا ہوں کہ تم حرم مدینہ سے باہر نکل گئے پھر حضرت ﷺ نے ان کے گھروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم حرم میں ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کے گرد بارہ میل زمین حرم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کی ہر طرف سے ایک ایک برید تک حرم ہے اس کا درخت نہ جھاڑا جائے اور نہ کاٹا جائے مگر وہ چیز کہ اس کے ساتھ اونٹ ہانکا جائے۔ (فتح)

۱۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلٰى كَذَا مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّقَالَ ذِمَّةُ

۱۷۳۷۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہمارے پاس کوئی چیز مگر اللہ کی کتاب یعنی قرآن اور یہ کاغذ کہ میں نے اس کو لکھا ہے اور اس کے احکام میں سے ایک یہ حکم ہے کہ مدینہ حرم ہے وہ چیز کہ عیر سے ثور تک ہے جو اس میں بدعت نکالے یا بدعت کو ٹھکانہ دے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل یا نہ توبہ اور نہ فدیہ عہد مسلمانوں کا ایک ہے سعی حاصل کر سکتا ہے ساتھ ان کے ادنی ان کا سو جو شخص کہ مسلمان کے عہد کو توڑے تو اس پر بھی لعنت ہے اللہ کی اور

الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَدْلٌ فِدَاءٌ.

فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے کوئی فرض اور نہ نفل یعنی نہ نفل عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ فرض اور جو ولا گروانے واسطے کسی قوم کے بغیر اذن اپنے مالکوں کے تو اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے اور اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔

فائدہ: ابو داود وغیرہ میں ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا خاص کیا ہے تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کسی چیز کے ساتھ کہ وہ اور لوگوں کو نہیں بتلائی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں خاص کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کسی چیز کے سوائے لوگوں کے مگر جو کہ قرآن میں ہے یا اس صحیفے میں اور وہ ایک کاغذ کا ورق تھا وہ ہمیشہ ان کی تلوار کے غلاف میں رہتا تھا اس میں دیت وغیرہ کے چند احکام لکھے تھے از آنجملہ بعض حکم یہ تھے جو اس حدیث میں بیان فرمائے اور جمہور کے نزدیک صرف کے معنی فرض ہیں اور عدل کے معنی نفل کے اور حسن سے بالعکس مروی ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف کے معنی توبہ کے ہیں اور عدل کے معنی فدیہ ہیں اور بعض کچھ اور معنی کرتے ہیں اور عیاض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بطور رضا مندی کے قبول نہیں ہوں گے اگرچہ بطور بدلے کے قبول ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے سبب سے گناہ معاف نہیں ہوتے اور کبھی اس کے معنی فدیہ کے ہوتے ہیں یعنی قیامت کے دن وہ بدلہ نہ پائے گا کہ اس کے عوض میں دیا جائے بخلاف اور گناہ گاروں کے کہ ان کے بدلہ آگ سے یہودی اور نصرانی بدلہ دیئے جائیں گے جیسا کہ مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے اور اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر کہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور اگلے اہل بیت کے پاس بہت بھید تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ اسرار پوشیدہ سکھائے تھے اور اوروں کو نہ بتلائے تھے کہ جو شامل ہیں دین کے بہت قاعدوں پر اور خلافت کے حکموں پر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی سو اس سے ان کے سب دعوے باطل ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا علم کا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ احکام لکھ کر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے اور یہ جو فرمایا کہ ذمہ مسلمان کا ایک ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دے اور اس سے عہد کرے اور اپنی پناہ میں لائے تو نہیں جائز ہے کسی مسلمان کو توڑنا اس کے عہد کا اگرچہ وہ امان دینے والا ایک ہو یا بہت اور برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت اور غلام ہو یا آزاد اس واسطے کہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہیں وسیاتی بحثه فی کتاب الجزية اور یہ جو فرمایا کہ جو ولا گردانے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے غلام آزاد کیا اس غلام پر حق ولا ثابت ہوا کہ وقت نہ ہونے عصبے اس غلام کے وہ آزاد کرنے والا وارث ہو گا کہ ذوالفروض

سے جو کچھ بیچے گا وہ لے گا پس معنی اس کے یہ ہیں کہ جو نسبت کریں اپنے آزادی کو اپنے آزاد کرنے والوں کی غیر کی طرف تو وہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے جیسا کہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے غیر باپ کی طرف نسبت کرنے میں اس صورت میں قید بغیر اذن کے بنا بر غالب کے ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر غلام آزاد اپنے مالکوں سے اس بات کا اذن چاہتا ہے تو وہ اذن نہیں دیتے تو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر مالک اذن دیدے تو غیر کی طرف نسبت کرنا درست ہے اسلیے کہ اس صورت میں جھوٹ لازم آتا ہے وسیاتی البحث فی الکتاب الفرائض۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

باب ہے فضیلت مدینے کے بیان میں اور یہ کہ وہ دور کرتا ہے شریر آدمیوں کو

فائدہ: اور شریر لوگوں کا مراد ہونا ظاہر ہے تشبیہ سے جو واقع ہے حدیث میں اور مراد نفی سے نکال دینا ہے۔

۱۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

۱۷۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس بستی میں رہنے کا حکم ہوا جو سب بستیوں کو کھائے گی یعنی اسلام کی فتح ہوگی سب شہر مدینہ کے تابع ہو جائیں گے لوگ یعنی بعض منافق اس کو یثرب کہتے ہیں اور اس کا عمدہ نام مدینہ ہے برے لوگوں کو مدینے سے نکال دیتا ہے جیسا بھٹی لوہے کا میل نکال ڈالتی ہے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کھانے کے معنی یہ ہیں کہ مدینے کی فضیلت سب بستیوں سے زیادہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ برے لوگوں کو نکال دیتا ہے تو مراد اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے اس واسطے کہ نہیں صبر کرتا تھا ہجرت پر اور مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ٹھہرنے پر کوئی مگر جس کا ایمان ثابت ہوتا اور نیز یہ دجال کے وقت میں ہوگا کہ مدینہ کانپے گا اور برے لوگوں کو باہر نکال ڈالے گا لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کی مکے پر فضیلت ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَدِيْنَةِ طَابَةٌ

مدینہ طابہ ہے

فائدہ: یعنی مدینے کا ایک نام طابہ ہے اور طابہ کے معنی پاک اور خوشی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی مٹی پاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رہنے والوں کے لیے خوش ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے خوش گزران ہیں اور بعض اہل علم نے کہا کہ اس کی مٹی اور ہوا پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نام اس کا درست ہے اس واسطے کہ جو وہاں رہے وہ اس کی مٹی اور دیواروں سے پاک خوشبو پاتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی اور اس کے سوا مدینہ منورہ کے اور بھی بہت نام ہیں جو دس تک پہنچے ہیں۔ (فتح)

۱۷۳۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةٌ.

۱۷۳۹۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے پھرے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے یعنی اس کی مٹی پاک اور اس کی ہوا موافق ہے سلیم طبیعتوں کو۔

بَابُ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ

باب ہے بیان میں حد اور حکم حرم مدینہ کے کہ اس کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے

۱۷۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.

۱۷۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر میں مدینے میں ہرن کا بچہ چرتا دیکھوں تو اس کو نہ جھڑکوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زمین کہ اس کی دونوں طرف کی پتھریلی کے درمیان ہے وہ حرام ہے۔

فائدہ: یعنی میں اس کو شکار نہ کروں اور استدلال کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ مراد اس سے مدینہ ہے اس واسطے کہ وہ دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنی شرقی اور غربی کے ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کے سب گھر اس میں داخل ہیں اور ابن خزیمہ نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ مدینے کے شکار میں بدلہ نہیں اور مکے کے شکار میں بدلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِينَةِ

جو مدینے سے منہ پھیرے اس کا کیا حکم ہے

۱۷۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ يُرِيدُ عَوَافِيَ

۱۷۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ چھوڑ جائیں گے لوگ مدینے کو اچھی حالت پر نہ رہیں گے وہاں مگر وحشی جانور یعنی چوپائے درندے اور پرندے اور پچھلے جمع ہونے والوں میں دو بکریاں چرانے والے ہوں گے مزینہ کی قوم سے (وہ ارادہ کریں گے مدینے کا) کہ آواز دے کر اپنی بکریاں ہانک لے

السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا.

جائیں گے سو وہ مدینے کو وحشی جانوروں سے پر پائیں گے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ثنیہ الوداع پہاڑی پر پہنچیں گے تو دونوں منہ کے بل گر پڑیں گے یعنی مر جائیں گے۔

فائدہ: ثنیۃ الوداع ایک پہاڑی کا نام ہے پاس مدینے کے۔

فائدہ: اس حدیث میں خبر ہے آئندہ کی کہ قیامت کے قریب مدینہ اجاڑ ہو جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے نکلنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِيْ زُهَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

۱۷۴۲۔ سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فتح ہوگا ملک یمن کا تو آئے گی ایک قوم جلدی کرتی سو اٹھا لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے واسطے بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اگر وہ جانتے کہ مدینے میں رہنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو مدینے کو نہ چھوڑتے اور فتح ہوگا شام کا ملک اور آئیں گے ایک قوم جلدی کرتے سو اٹھا لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر چہ ان کو کچھ دانست ہوتی اور فتح ہوگا عراق کا ملک اور آئیں گے لوگ جلدی کرتے سو اٹھائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطاعت کرے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اسلام کی فتح ہوگی اور لوگ مدینے کا رہنا چھوڑ کر یمن اور شام اور عراق میں مع اپنے گھر بار کے جا بسیں گے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی چھوڑنے اور اس کی برکتوں سے محروم رہنا ان کے حق میں بہتر نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے منہ پھیرنا اور اس کو چھوڑ کر اور جگہ جا رہنا بہت برا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

لیکن اگر کوئی کسی حاجت کے واسطے نکلے مانند تجارت اور جہاد وغیرہ کی تو یہ درست ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے کہ موافق آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے یہ سب ملک فتح ہوئے یمن کا ملک تو خود حضرت ﷺ کے زمانے میں فتح ہوا اور شام اور عراق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے اور جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے کو ان شہروں پر فضیلت ہے اور اس پر اجماع اور یہ کہ بعض جگہیں بعض سے افضل ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ مدینہ سب شہروں سے افضل ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا مدینہ مکے سے افضل ہے یا برعکس۔ (فتح)

بَابُ الْإِيْمَانُ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ
ایمان مدینے کی طرف سمٹ جائے گا

۱۷۴۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى جُحْرِهَا.

۱۷۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ایمان سمٹ جائے گا مدینے کی طرف جیسا سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کی طرف۔

فائدہ: یعنی جیسا کہ سانپ اپنے بل سے نکل کر طلب معاش کے واسطے ادھر ادھر پھرتا ہے اور جب کسی چیز سے خوف کھاتا ہے تو پھر اپنی بل کی طرف پلٹ آتا ہے اسی طرح ایمان اول مدینے میں پیدا ہوا اور ہر ایمان دار کے دل میں وہ چیز ہے جو اس کو مدینے کی طرف کھینچتی ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے پس یہ سب زمانوں کو شامل ہوگا یعنی ہر وقت کے ایمان داروں کو وہاں جانے کی حاجت ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تو لوگ آپ ﷺ سے دین سیکھنے جاتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں میں لوگ ان کے طریقوں کی پیروی کرنے جاتے تھے پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کو اور آپ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کو اور آپ ﷺ کے آثار کے مشاہدے سے تبرک حاصل کرنے کو ہمیشہ لوگ جاتے ہیں اور داودی نے کہا کہ یہ حکم خاص حضرت ﷺ کے زمانے میں اور قرون ثلاثہ میں تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر حجت اہل مدینہ کے اور سلامت ہونے ان کے کے بدعتوں سے اور یہ کہ ان کا عمل حجت ہے جیسا کہ روایت کی امام مالک نے اور یہ اگر تسلیم کیا جائے تو خاص ہوگا ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور خلفائے راشدین کے اور اس کے بعد ظاہر ہونے فتنوں کے اور جدا جدا ہونے اصحاب رضی اللہ عنہم کے شہروں میں خاص کر دوسری صدی

کے اخیر میں اور اسی طرح لگا تار پس وہ ساتھ مشاہدے کے بخلاف اس کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ

جو اہل مدینے سے مکر اور حیلہ کرے یعنی ان سے بدی کا ارادہ کرے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

١٧٤٤۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ عَنْ جُعَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ هِيَ بِنْتُ سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَكِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.

۱۷۴۴۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو مدینے والوں کو مکر اور حیلے سے رنج دے گا وہ گل جائے گا جیسا کی نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی جو دنیا میں ان سے بدی کا ارادہ کرے گا اس کو مہلت نہ ملے گی اس کی سلطنت جلدی برباد ہو جائے گی اور یا یہ معنی ہیں کہ جو ان کو مکر اور حیلے سے مارنا چاہے اس کا کام تمام نہ ہو گا بخلاف اس کے جو کھلم کھلا آئے جیسا کہ مسلم میں عقبہ نے اس کو مباح کیا۔ (فتح)

بَابُ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ

مدینے کے قلعوں کا بیان

فائدہ: جب اوس اور خزرج مدینے میں اترے تو ان سے پہلے مدینے میں قلعے تھے اور ان کے بعد بھی تھے۔ (فتح)

١٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ سَمِعْتُ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ لَأَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَّسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۱۷۴۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ وفساد کے مقامات کو جیسا کہ مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مدینے میں بہت فتنے فساد پیدا ہوں گے اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کی خبر دی اور مطابق اس کے واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں بڑے بڑے فتنے اور فساد پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور یزید کی لڑائی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا یا تو بمعنی

علم کے ہے یا آنکھ سے دیکھنا مراد ہے کہ فتنوں کی صورت آپ ﷺ کے سامنے کی گئی جیسا کہ دوزخ اور بہشت کی صورت آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی تھی۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

دجال مدینے میں داخل نہ ہوگا

۱۷۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

۱۷۴۶۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسیح دجال کا خوف مدینے میں نہ آئے گا اس دن مدینے کے ساتھ دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہونگے یعنی تمام عالم میں دجال کا ڈر ہوگا سوائے مدینے کے۔

فائدہ: یہ حضرت ﷺ کی برکت سے مدینہ کی فضیلت ہوئی۔

۱۷۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ.

۱۷۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینے کے دروازے پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہو گی اس میں وبا اور نہ داخل ہوگا اس میں دجال۔

۱۷۴۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ.

۱۷۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شہر نہیں کہ جس کو دجال نہ روندے یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے مدینے کے دروازوں سے کوئی دروازہ ایسا نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے پھر کانپے گا مدینہ اپنے سب لوگوں ساتھ تین بار تو نکل جائیں کے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

۱۷۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۱۷۴۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهٖ أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَّدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَقْتُلُهٗ فَلَا أُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

ایک حدیث دراز ہم سے دجال کے حال سے بیان فرمائی اور جو حدیث کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان فرمائی اس میں یہ بات بھی تھی کہ فرمایا کہ دجال آئے گا اس حال میں کہ حرام ہے اس پر کہ مدینے کے کسی دروازے سے داخل ہو اترے گا شوری زمین میں جو مدینے کے گرد ہے سو اس دن اس کی طرف ایک مرد نکلے گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا سو وہ دجال سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک تو وہی دجال ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو تجھ سے حدیث بیان کی سو دجال کہے گا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کردوں تو کیا تم میری خدائی میں شک کرو گے سو لوگ کہیں گے کہ نہ سو دجال اس کو مار ڈالے گا پھر اس کو زندہ کردے گا سو جب اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں ہوا میں کسی سخت تر از روئے بینائی کے آپ سے کہ میں آج کے دن ہوں سو دجال کہے گا کہ میں اس کو مار ڈالوں سو وہ اس پر غالب نہ ہوگا یعنی اس کے مار ڈالنے پر قادر نہ ہوگا قدرت الٰہی سے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نہ تو دجال خود مدینے میں داخل ہوگا اور نہ اس کا خوف داخل ہوگا۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْمَدِيْنَةِ تَنْفِي الْخَبَثَ

مدینہ میل اور بدی والوں کو نکال دیتا ہے

فائدہ: یعنی ساتھ نکال دینے اس کے یا ظاہر کرنے اس کے۔

۱۷۵۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَآءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا

۱۷۵۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور چلا گیا پھر اگلے دن آیا اس حال میں کہ اس کو بخار تھا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت توڑ دو پس حضرت ﷺ نے نہ مانا اسی طرح اس نے تین بار کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ

فَقَالَ أَقِلْنِي فَأَبٰى ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا.

مانند بھٹی لوہار کی ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتی ہے اور پاک کو خالص کرتی ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس نے اسلام سے بیعت توڑنی چاہی اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے عیاض نے اور بعضوں نے کہا کہ ہجرت سے بیعت توڑنی چاہی تھی نہیں تو اس کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر ڈالتے۔

۱۷۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

۱۷۵۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ پھر آئے اور عبداللہ بن اوفی اور اس کے تابعدار تھے سو ایک گروہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مار ڈالیں گے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہ ماریں گے سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ نکال دیتا ہے بد آدمیوں کو جیسا کہ آگ لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں بغیر ترجمے کے ہے اور بعض نسخوں میں بالکل باب بھی نہیں اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو ضرور ہے کہ اس کو پہلے باب سے کچھ تعلق ہو اس لیے کہ وہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ان کے تعلق کی وجہ پہلے باب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے محبت رکھنا مستلزم ہے اور مناسب ہے نفی خبث اور میل کے نکال دینے کو۔ (فتح)

۱۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ.

۱۷۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی مدینے میں برکت کر کہ اس سے دوگنی کر جو تو نے مکے میں برکت کی ہے۔

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے واسطے دعا کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے واسطے اور برکت سے

مراد دنیا کی برکت ہے یعنی کشائش رزق کی ساتھ قرینہ دوسری حدیث کے کہ آپ ﷺ نے اس میں فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور احتمال ہے کہ اس سے عام معنی مراد ہوں یعنی برکت دنیا اور دین کی لیکن خاص کی گئی ہے اس سے وہ چیز جو دلیل سے نکل گئی مانند نماز پڑھنے کی مکے میں کہ مدینے میں نماز پڑھنے سے اس کا دونا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینہ کو مکے پر فضیلت ہے اور وہ ظاہر ہے اس جہت سے لیکن اگر مفضول ایک چیز میں افضل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے لیے مطلق افضلیت ثابت ہو پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مدینہ ہر چیز میں مکے سے افضل ہو اور اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ شام اور یمن مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ آپ ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے شام میں اور آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا تو جواب اس کا یہ ہے کہ تاکید نہیں مستلزم ہے تکثیر کو کہ جس کے ساتھ حدیث باب میں تصریح کی گئی ہے یعنی تاکید سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو بھی دونی برکت ہو اور ابن حزم نے کہا کہ باب کی حدیث میں ان کے لیے حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں برکت کا بہت ہونا نہیں مستلزم ہے فضیلت کو امور آخرت میں اور عیاض نے اس کو رد کر دیا ہے بایں طور کہ برکت عام ہے اس سے کہ دین کے کاموں میں ہو یا دنیا کے کاموں میں اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہے پس اس طرح دین کے کاموں میں پس واسطے اس چیز کے ہے جو متعلق ہے ساتھ اس کے حق اللہ کے زکوۃ اور کفاروں سے خاص کر بیچ واقع ہونے برکت کی صاع اور مد میں اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ برکت حاصل ہوئی ہے نفس اس چیز میں کہ پائی جائے ساتھ اس طرح کہ کفایت کرتی ہے مدینے میں ایک مد اس کو جس طرح وہ مد غیر مدینے میں کفایت نہیں کرتا اور یہ امر محسوس ہے ساتھ رہنے والوں اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ جب اس میں ایک وقت برکت پائی جائے تو حاصل ہوتی ہے اس سے قبولیت دعا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہر وقت میں ہر شخص کے لیے ہو یعنی یہ برکت کی دعا ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ خاص لوگوں اور خاص وقت کے لیے ہے۔ (فتح)

١٧٥٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

١٧٥٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر سے آتے تھے اور مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوائے کسی اور چوپائے پر ہوتے تھے تو اس کو ہلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو مدینہ سے بہت محبت تھی پس امت کو بھی لازم ہے کہ مدینہ

سے بہت محبت رکھیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ

حضرت ﷺ نے مدینے کے خالی چھوڑنے کو برا جانا

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے اور اس کا بیان باب احتساب الاثار میں پہلے گزر چکا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے دو علتوں کے ساتھ باب باندھا نماز کے بیان میں تو احتساب الاثار سے باب باندھا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اپنے مکانوں کو اپنے اوپر لازم جانوں کہ تم کو ہر ہر قدم کے بدلے ثواب ملے گا اور اس جگہ یہ باب باندھا جو تو دیکھتا ہے واسطے قول راوی کے مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ خالی چھوڑا جائے مدینہ کو اور گویا کہ حضرت ﷺ نے اقتصار کیا بیچ خطاب ان کے کے اوپر اس علت کے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے کہ وہ زیادہ تر بلانے والی ہے ان کو طرف موافقت کے۔ (فتح)

١٧٥٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَّتَحَوَّلُوْا إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ وَقَالَ يَا بَنِيْ سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوْا

۱۷۵۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ (ایک قبیلہ عرب کا نام ہے) نے ارادہ کیا یہ کہ اپنے گھر چھوڑ کر مسجد نبوی کے قریب آ بسیں سو حضرت ﷺ نے برا جانا اس کو کہ مدینہ ننگا ہو یعنی اس کی چاروں طرف خالی ہو جائیں اور اس کے گرد کوئی نہ رہے سو فرمایا کہ اے بنی سلمہ کی اولاد کیا تم اپنے قدموں کا ثواب حساب نہیں کرتے ہو یعنی جتنی دور سے آؤ گے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جائے گا سو اپنے گھروں میں ٹھہرے رہو۔

بَابٌ

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: سب نسخوں میں یہ باب ترجمے سے خالی ہے اور اس میں دو حدیثیں ہیں اور ایک اثر ہے اور ہر ایک کو پہلے باب سے تعلق ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترغیب ہے مدینے کے رہنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت ﷺ نے مدینے کے واسطے دعا کی اور اس میں بھی ترغیب ہے کہ مدینے میں رہنا بہت اچھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ میری موت اس میں ہو اور یہ سب مناسب ہے واسطے مکروہ جاننے حضرت ﷺ کے اس کو کہ مدینہ اپنے گرد سے خالی کیا جائے۔ (فتح)

١٧٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

۱۷۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي.

فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

فائدہ: یعنی یہ مکان بہشت کے باغ کی طرح ہے نزول رحمت اور حصول سعادت میں ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ملازمت حلق ذکر سے خاص کر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یا یہ معنی ہیں کہ وہاں کی عبادت نہایت مقبول ہے اس کے سبب سے بہشت ملے گی اور یا اپنے ظاہر پر ہے یعنی قیامت کے دن وہ مکان بعینہ بہشت کی طرف اٹھایا جائے گا تو اس قدر مکان حقیقۃً بہشت ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہوگا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قیامت کے دن میرا منبر اٹھایا جائے گا اور حوض کوثر پر کھڑا کیا جائے گا اور اکثر کے نزدیک مراد اس سے بعینہ منبر ہے جس پر آپ ﷺ نے بیٹھ کر یہ حدیث فرمائی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ منبر ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کے لیے رکھا جائے گا اور پہلی بات زیادہ ظاہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مراد ہے کہ جو اس کے نزدیک نیک عمل کرے گا اس کو وہ منبر حوض پر پہنچائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان ترپن یا چون یا پچاس ہاتھ کا فرق ہے۔ (فتح)

١٧٥٦۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ يَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَّهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ

١٧٥٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تیز بخار ہوتا تھا تو یہ شعر کہتے تھے کہ ہر مرد صبح کیا گیا اپنے گھر والوں میں اور موت نزدیک تر ہے اس کے جوتی کے تسمے اور جب بلال رضی اللہ عنہ سے بخار اترتا تھا تو بلند آواز سے روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے یعنی مکے کی یاد سے خبردار ہو کاش کہ میں جانتا کہ میں نالے میں رات گزاروں گا اس حال میں کہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہیں دو گھاس کے کہ خاص مکے کی زمین میں ہوتے ہیں اور کیا میں البتہ وارد ہوں میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہے تلے مکے سے) کے پانی پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شام اور

قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُوْنَا مِنْ أَرْضِنَا إِلٰى أَرْضِ الْوَبَآءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِيْ نَجْلًا تَعْنِيْ مَآءً آجِنًا.

طفیل کہ نام ہے دو پہاڑوں کا مکہ میں الٰہی لعنت کر شیبہ بن ربیعہ کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسا انہوں نے ہم کو ہماری زمین سے وبا کی زمین کی طرف نکالا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسا ہم کو مکے کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور مد میں اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور اس کے تپ کو جحفہ کی طرف لے جا کہ وہاں یہود رہتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ سب اللہ کی زمین سے زیادہ بیماری والی زمین تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بطحان ایک نہر تھی یعنی مدینے کے میدان میں اس سے تھوڑا سا پانی جاری تھا یعنی اس کا رنگ اور مزہ بگڑا ہوا تھا یعنی اہل مدینہ کی بیماری کا سبب یہ تھا کہ اس نہر سے پانی پیتے تھے اور بیمار ہو جاتے تھے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے دعا کی تو آپ ﷺ کی دعا سے وہاں کی بیماری جحفہ کی طرف جاتی رہی اور مدینہ کی آب وہوا درست ہوگئی۔

۱۷۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ

۱۷۵۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ الٰہی عطا کر مجھ کو شہادت اپنے راہ میں اور کر میری موت کو اپنے رسول کے شہر میں یعنی میں مدینہ منورہ میں مروں۔

هِشَامٌ عَنْ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ رَوْحٌ عَنْ اُمِّهٖ.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّوْمِ — کتاب ہے روزے کے بیان میں

فائدہ: صوم کے معنی لغت میں بند رہنا ہیں اور شرح میں صوم چھوڑ دینا ہے کھانے کو اور پینے کو اور نکاح کو اور کلام کو اور راغب نے کہا کہ صوم اصل میں بند رہنا ہے فعل سے اور شرح میں بند رہنا مکلف ہے ساتھ نیت کے کھانے سے اور پینے سے اور عمداً منی نکالنے سے اور قے کرنے سے فجر سے مغرب تک۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾.

فرض ہونے کے بیان میں اور بیچ اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والوں لازم ہوا تم پر روزہ جیسا لازم ہوا تھا تم سے پہلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف مبدأ فرض ہونے روزے سے کہ کب فرض ہوا اور گویا کہ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز اس کے موافق شرط کے ثابت نہیں پس وارد کی وہ چیز کہ اشارہ کرے طرف مراد کی۔ (فتح)

۱۷۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ

۱۷۵۸۔ طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیجیے مجھ کو کہ اللہ نے مجھ پر نماز سے کیا چیز فرض کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ زیادہ کرے تو کوئی چیز نفل سے پھر اس نے کہا کہ خبر دو مجھ کو کہ کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے روزے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو زیادہ کرے کوئی چیز نفل روزے سے پھر اس نے

الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَّلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

کہا کہ خبر دو مجھ کو کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے زکوۃ سے راوی نے کہا کہ پس حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی یعنی کہ نصاب زکوۃ کی یا باقی احکام اسلام کی مانند حج وغیرہ کی سو اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچ کے ساتھ عزت بخشی کہ جو چیز کہ اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گا یعنی اپنی طرف سے فرض جان کر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نجات پائی اس نے اگر یہ سچا ہے یا فرمایا کہ بہشت میں داخل ہوا اگر یہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں فرض ہے مگر روزہ رمضان کا۔ (فتح)

۱۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُوْرَآءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهٗ إِلَّا أَنْ يُّوَافِقَ صَوْمَهٗ.

۱۷۵۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عاشورہ یعنی محرم کی دسویں کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑا گیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عاشورہ کا روزہ نہ رکھتے تھے مگر یہ موافق پڑھتا روزے ان کے کو کہ ہفتے کے دنوں میں رکھتے تھے۔

۱۷۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهٗ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهٖ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۷۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضرت ﷺ نے بھی اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ رمضان کا روزہ فرض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے تو اس کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے تو اس کو روزہ نہ رکھے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں عاشورہ کے روزے کا حکم ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ امر ان حدیثوں میں استحباب پر محمول ہے یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے فرض نہیں اس واسطے کہ فرض صرف رمضان کا روزہ ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر آیت سے کہ فرمایا کہ روزہ تم پر لازم ہوا پھر اس کو بیان فرمایا پس کہا کہ مہینہ رمضان کا اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ کیا رمضان سے پہلے بھی کوئی روزہ فرض تھا یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ رمضان سے پہلے کبھی کوئی روزہ فرض نہیں ہوا اور یہی مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض ہوا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ منسوخ ہوا اور شافعیہ کی دلیلوں سے حدیث معاذ کی ہے مرفوعا روایت ہے کہ اللہ نے تم پر عاشورہ کا روزہ فرض نہیں کیا وسیاتی فی اخر الصیام اور حنفیہ کی دلیل ظاہر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو اس باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ امر کے اور ایک دلیل انکی ربیع کی حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جو صبح کرے روزے کی حالت میں چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے سو ہمیشہ ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کا روزہ رکھاتے تھے اور حالانکہ وہ چھوٹے تھے اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث مسلمہ کی ہے کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور بنائی ہے انہوں نے اس خلاف پر یہ بات کہ کیا فرض روزے میں رات سے نیت کرنی شرط ہے یا نہیں وسیاتی البحث فیه۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

باب ہے روزے کی فضیلت کے بیان میں یعنی روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے

۱۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

۱۷۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے یعنی آگ سے پناہ ہے اور جب کوئی روزے دار ہو تو چاہیے کہ نہ فحش بات کرے اور نہ جماع کرے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑنا چاہے تو یا اس کو گالی دے تو اس کو چاہیے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں دو بار کہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے چھوڑتا ہے روزے دار اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت جماع کو میرے لیے یعنی بہ سبب حکم میرے کے روزہ میرے ہی لیے

ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور ایک نیکی کا ثواب دس
نیکیوں کے برابر ہے۔

فائدہ: اور بعضوں نے کہا کہ وہ ڈھال ہے گناہ سے یا آگ سے یا ان سب چیزوں سے اور اخیر کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے اور ابن عربی نے کہا کہ روزہ آگ سے ڈھال اس واسطے ہے کہ وہ بند رہنا ہے شہوتوں سے اور خواہشوں سے اور آگ گھیری گئی ہے ساتھ خواہشوں کے پس حاصل یہ ہے کہ جب وہ دنیا میں اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھے تو آخرت میں یہ اس کے لیے آگ سے ڈھال ہوگی اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تک کہ نہ پھاڑے اس کو غیبت سے تو اس میں اشارہ ہے کہ غیبت روزے کو ضرر دیتی ہے اور یہی محکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن حزم نے بڑی زیادتی کی کہ ہر گناہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جو جان بوجھ کر کرے اس حال میں کہ اس کو روزہ یاد ہے برابر ہے کہ فعل ہو یا قول واسطے عموم اس حدیث کے کہ نہ فحش بکے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور واسطے اس حدیث کے جو آگے آتی ہے کہ جو جھوٹی بات کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں یہ کہ اپنا کھانا پینا چھوڑے اور جمہور نے اگرچہ نہی کو تحریم پر حمل کیا ہے لیکن خاص کیا ہے انہوں نے روزے کے ٹوٹنے کو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ روزے کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور مشہور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور نادانوں کا کام یہ ہے کہ چیخ مارے اور بیوقوفی کا کام کرے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ اگر روزہ نہ ہو تو یہ کام درست ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ روزے میں اس کے منع کی زیادہ تر تاکید ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں تو بعض کہتے ہیں کہ یہ بات زبان سے کہے اور بعض کہتے ہیں کہ دل سے کہے نووی نے پہلی بات کو ترجیح دی ہے اور متولی وغیرہ نے دوسری بات کو اور نووی نے شرح مہذب میں کہا دونوں طرح صحیح ہے لیکن زبان سے کہنا زیادہ تر قوی ہے اور اگر زبان اور دل دونوں سے کہے تو بہت خوب ہے اور زرکشی نے نقل کی ہے کہ ایک بار دل سے کہے اور ایک بار زبان سے کہے پس جب روزے دار یہ بات کہے تو ممکن ہے کہ لڑنے والا اس سے باز رہے اور اگر باز نہ آئے تو اس کو ہلکی چیز سے دفع کرے وعلی ہذا القیاس اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پاک ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ خوشبو کو سونگھنے سے پاک ہے اس واسطے کہ یہ مخلوق کی صفات میں سے ہے اور باوجود یہ کہ وہ جانتا ہے ہر شے کو جس طرح کہ وہ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ قریب ہوتی طرف اللہ کی زیادہ تر قریب کرنے مشک سے نزدیک تمہاری یعنی لوگوں کی عادت ہے کہ مشک کو بہت سونگھتے اور اپنے قریب بہت کرتے ہیں سو فرمایا کہ جس قدر تم مشک کو اپنے قریب کرتے ہو روزہ اس سے بھی زیادہ تر اللہ کے نزدیک کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کے حق میں ہے یعنی وہ روزے دار کے منہ کی خوشبو کو سونگھتے ہیں اکثر سونگھنے

تمہاری سے مشک کی خوشبو اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ اس کو آخرت میں ثواب دیں گے پس ہوگی اس کی بو پاک تر خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کو ثواب ملے گا کہ وہ افضل ہوگا خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس بو میں زیادہ ثواب ہے اس مشک سے جو دکھائی جاتی ہے ذکر کی مجلسوں میں اور نووی نے اس اخیر معنی کو ترجیح دی ہے اور حاصل معنی خوشبو کے قبول اور رضا کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خوشبو آخرت میں ہوگی مانند خون شہید کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دنیا میں ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ اس کے روزے کو قبول کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ صرف میرے لیے ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اس واسطے کہ سب عمل اللہ ہی کے لیے ہیں اول یہ کہ روزے میں ریا نہیں واقع ہوا اس واسطے کہ وہ دل کا فعل ہے کوئی اس پر واقف نہیں ہوتا سوائے اللہ کے بخلاف اور عملوں کے کہ ان کو ہر آدمی معلوم کر لیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زبان سے ذکر کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہی اس کے ثواب مقدار کو جانتا ہوں بخلاف اور عبادتوں کے کہ ان کے ثواب کی مقدار کبھی اور آدمیوں کو بھی معلوم ہو جاتی ہے جیسے معلوم ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو نیکی تک کے ثواب کے برابر ہوتا ہے یعنی بخلاف روزے کے کہ اس کے ثواب کی مقدار کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہے لاکھ درجہ زیادہ ہے کروڑ مثلا اور سوم یہ کہ وہ مجھ کو سب عبادتوں سے زیادہ تر پیارا ہے چہارم یہ کہ یہ اضافت تعظیم کے لیے ہے پنجم یہ کہ کھانے اور خواہشوں وغیرہ سے بے پرواہ ہونا اللہ کی صفات سے ہے سو جب روزے دار نے اللہ کے نزدیک وہ چیز حاضر کی جو اسکے صفات کی موافق ہے تو اس کو اپنی طرف نسبت کیا کہ گویا کہ اس کا بدلہ میں ہوں ششم یہ کہ یہ نسبت فرشتوں کی صفات کے ہے کہ یہ ان کی صفات میں سے ہے ہفتم یہ کہ یہ خاص اللہ کے لیے ہے اس میں بندے کا حصہ نہیں ہفتم یہ کہ روزے کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی بخلاف نماز اور خیرات وغیرہ کے کہ اس کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت بھی کی جاتی ہے نہم یہ کہ سب عبادتوں سے بندے کے مظالم پورے کیے جائیں گے مگر روزے سے نہیں دہم یہ کہ روزہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کو فرشتے لکھیں جیسے اور عملوں کو لکھتے ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد روزے سے یہاں وہ روزہ ہے کہ گناہوں سے محفوظ اور پاک ہو از روئے قول اور فعل کے اور خالص اللہ کے واسطے ہو اور روزہ چار قسم کا ہے ایک عام کا روزہ اور وہ باز رہنا ہے کھانے سے اور پینے سے اور جماع سے اور ایک روزہ خواص عام کا ہے اور وہ یہی ہے ساتھ پرہیز کرنے کے حرام چیزوں سے قول ہو یا فعل اور ایک روزہ خواص کا ہے اور وہ باز رہنا ہے غیر ذکر اللہ اور عبادت اسکی سے اور ایک خاص الخاص لوگوں کا روزہ ہے اور وہ روزہ رکھنا ہے غیر اللہ سے سو ان کا روزہ قیامت تک نہیں کھلے گا اور یہ مقام بلند ہے۔ (فتح)

بَابُ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ روزہ گناہوں کا کفارہ ہے

۱۷۶۲۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ وَإِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا يُغْلَقَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ.

۱۷۶۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب میں سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں ان سب کو تو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر دیتا ہے یعنی اگر آدمی سے جان اور مال اور اولاد کے حق میں کچھ قصور یا بے انصافی ہو جائے گی تو ان عبادتوں سے معاف ہو جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے نہیں پوچھتا بلکہ میں اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح موج مارتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس سے ورے ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ کھل جائے گا یا ٹوٹ جائے گا کہا کہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ٹوٹنا فائق تر ہے ساتھ اس کے کہ قیامت تک بند نہ ہو شقیق کہتا ہے کہ ہم نے مسروق سے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون سا ہے؟ سو اس نے اس سے پوچھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں وہ جانتے تھے جیسا جانتے تھے کہ رات کل سے نزدیک ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے باب میں پہلے بھی گزر چکی ہے مراد دروازے سے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور موج مارنے والے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فتنہ اور فساد جس میں وہ شہید ہوئے کہ اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا۔ (تیسیر)

بَابُ الرَّيَّانِ لِلصَّائِمِيْنَ

بہشت کا دروازہ کہ ریان ہے خاص ہے واسطے روزے داروں کے

فائدہ: بہشت کا ایک دروازہ ہے اس کا نام ریان ہے اس میں سے خاص روزے دار داخل ہوں گے اور کوئی

داخل نہ ہوگا اور اس میں لفظ اور معنی میں مناسبت واقع ہے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے ری سے جس کے معنی سیراب ہونے کے ہیں اور وہ مناسب ہے واسطے حال روزے داروں کے۔ (فتح)

۱۷۶۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.

۱۷۶۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بہشت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی سیراب کرنے والا پیاس بجھانے والا اس سے قیامت کے دن روزے دار داخل ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہو گا کہا جائے گا کہ کہاں ہیں روزے دار سو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا سو جب وہ اس میں داخل ہو چکے گے تو وہ دروزہ بند کیا جائے گا سو کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے کہ اس کا نام ریان ہے نہ داخل ہوں گے اس میں مگر روزے دار اور جو اس سے داخل ہوگا وہ اس سے پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ سب مسلمان روزے دار ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ بہشت کے باقی دروازے سب بیکار ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں عام روزے دار مراد نہیں بلکہ وہ روزے دار ہیں کہ ان سے روزے کی حالت میں کوئی بیہودہ بات اور نالائق کام زبان سے یا فعل سے واقع نہ ہوا ہو۔ (تیسیر)

۱۷۶۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

۱۷۶۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ جوڑا خرچ کرے گا اللہ کی راہ میں تو بہشت کے چوکیدار اس کو بہشت کے دوازے سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ بہتر ہے اس دروازے سے آ سو جو نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہو گا وہ ریان دروازے سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں میں سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ

الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہ کوئی ایسا ہے جو ان تمام دروازوں سے داخل ہو گا ان دروزوں سے بلایا جائے کچھ ضرر یعنی مثلا اگر نمازی روزے دار کے دروازے سے بلایا جائے یا بالعکس تو اس میں کچھ ضرر نہیں اس واسطے کہ مقصود اصلی بہشت میں داخل ہونا ہے خواہ کسی دروازے سے داخل ہو پس کیا کوئی ایسا بھی ہو گا کہ ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہیں لوگوں سے ہو جن کو فرشتے سب دروازوں سے بلائیں گے۔

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دو روپے دے یا دو شرفی یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو روٹیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار ریان دروازے سے داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر عمل کرنے والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس عمل کے ساتھ اس دروازے سے بلائے جائیں گے سو روزے دار کے لیے ایک دروازہ ہے وہ اس سے بلائے جائیں گے اس کو ریان کہتے ہیں اور یہ حدیث صریح ہے باب کے مقصود میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوڑا دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہشتی ہیں۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأٰى كُلَّهٗ وَاسِعًا

کیا جائز ہے کہ تنہا رمضان کہا جائے یا شہر رمضان کہا جائے؟ یعنی مرکب ساتھ شہر کے یعنی مہینہ رمضان کا اور بیان اس کا جس نے اس سب کو فراخ اعتقاد کیا ہے یعنی رمضان کہے یا رمضان کا مہینہ کہے سب طرح سے درست ہے اس میں کسی قسم کی تنگی اور کراہت نہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کی طرف حدیث ضعیف کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہو رمضان اس واسطے کہ رمضان نام ہے اللہ کے ناموں سے لیکن کہو شہر رمضان یعنی مہینہ رمضان کا روایت کی یہ حدیث ابن عدی نے کامل سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے چند حدیثوں کے ساتھ دلیل پکڑی ہے اس پر کہ یہ جائز ہے اور نسائی نے بھی اس کے واسطے ایک باب باندھا ہے پس کہا کہ شہر رمضان کو رمضان کہنا بھی درست ہے اور پھر اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے رمضان کا

روزہ رکھا اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور کبھی دلیل پکڑی جاتی ہے واسطے مقید کرنے رمضان کے ساتھ شہر کے ساتھ وارد ہونے اس کے کہ قرآن میں کہ جس جگہ فرمایا شہر رمضان باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ راویوں نے شہر کا لفظ حدیثوں سے حذف کر دیا ہو اور گویا کہ یہ بھید ہے اس میں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اور اصحاب مالک سے منقول ہے کہ صرف رمضان کہنا مکروہ ہے اور با قلانی اور بہت سے شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر وہاں کوئی قرینہ ہو کہ شہر پر دلالت کرے تو مکروہ نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے اور رمضان کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس واسطے رمضان کہتے ہیں کہ کہ اس میں گناہ رمض کیے جاتے ہیں یعنی جلائے جاتے ہیں اس واسطے کہ رمضان کے معنی سخت گرمی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابتداء رمضان کے روزے کی گرمی میں ہوئے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کو روزہ رکھے اور فرمایا کہ رمضان سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھو

فائدہ: یعنی دونوں حدیثوں میں صرف رمضان کا لفظ واقع ہوا ہے مہینے کا لفظ اس کے ساتھ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ اس مہینے کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ.

۱۷۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو رمضان کہنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۶۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ

۱۷۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان قید کیے جاتے ہیں۔

وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ شہر رمضان کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ جو فرمایا کہ شیطان قید کیے جاتے ہیں تو احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ شیطان ہوں کہ جو چھپ کر آسمان کی خبریں چرا لاتے ہیں یعنی جو اللہ کی طرف سے فرشتوں کو بندوں کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ فلاں وقت میں یوں ہوگا فلاں پیدا ہوگا اور فلاں مر جائے گا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں قید ہوتے ہیں اس کے علاوہ دنوں میں قید نہیں ہوتے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے کے وقت حکم چرانے سے منع کیے گئے تھے سو زیادتی حفاظت واسطے ان کو قید زیادہ کی گئی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رمضان میں شیطان مسلمان کو بہکا نہیں سکتے جیسا کہ اور دنوں میں بہکا سکتے ہیں واسطے مشغول ہونے ان کے کے ساتھ روزے کے کہ وہ شہوتوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اور ساتھ قرآن پڑھنے اور ذکر کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے بعض شیطان ہیں جو کہ سرکش اور راکس ہیں کہ وہ رمضان میں قید کیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو سارا مہینہ کھلے رہتے ہیں اس سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا قاضی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس سے ظاہر معنی مراد ہوں کہ فی الواقع بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور یہ سب علامت ہے واسطے فرشتوں کے واسطے داخل ہونے مہینے کے اور تعظیم حرمت اس کی کے اور واسطے منع کرنے شیطانوں کے ایمانداروں کی ایذا سے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو اس طرف کہ رمضان میں ثواب اور معافی بہت ہوتی ہے اور بہت لوگ بخشے جاتے ہیں اور شیطان لوگوں کو کم بہکاتے ہیں پس ہوتے ہیں مانند قیدیوں کی اور احتمال ہے کہ بہشت کے دروازے کھل جانے سے یہ مراد ہو کہ مسلمانوں کو عبادت اور نیک کام کرنے کی توفیق ہوتی ہے اور یہ سبب ہے کہ داخل ہونے کا بہشت میں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آدمی گناہوں سے باز رہتا ہے جو سبب ہیں دوزخ میں داخل ہونے کا اور شیطان کے قید ہونے سے یہ مراد ہے کہ لوگوں کو بہکانے سے عاجز آ جاتے ہیں اور طور پشتی نے کہا کہ آسمانوں کے کھل جانے سے یہ مراد ہے کہ رحمت نازل ہوتی ہے اور قفل دور کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ تک چڑھتے ہیں کبھی ساتھ بدل توفیق کے اور کبھی حسن قبول کے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے یہ مراد ہے کہ پاک ہوتا ہے نفس روزے دار کا نجاست بے حیائیوں سے اور خلاص ہوتا ہے گناہ کے اسباب سے ساتھ قمع شہوات کے اور طیبی نے کہا کہ فائدہ فتح ابواب سما سے کھڑا کرنا فرشتوں کا ہے اوپر تعریف کرنے فعل روزے داروں کے اور یہ کہ اللہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے اور کہا طیبی نے بعد اس کے کہ ترجیح دی اس کو کہ یہ ظاہر پر محمول ہے کہ اگر کوئی کہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں بہت گناہ واقع ہوتے ہیں پس اگر شیطان اس میں قید کیے جائیں تو گناہ واقع نہ ہوں تو جواب یہ ہے کہ مراد وہ روزہ ہے جس کی شرطوں پر محافظت کی جائے کہ اس

سے گناہ کم ہوتے ہیں یا مراد بعض شیطان ہیں نہ کل اور وہ سرکش ہیں اور یا مراد کم ہونا گناہوں کا ہے اور یہ امر محسوس ہے اور اصل حدیث میں ابواب الجنۃ کا لفظ آیا ہے یعنی بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں یہی صحیح ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو یہ بعض راویوں کا تصرف ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کا بیان یعنی پہلی رات کا چاند

۱۷۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُوْنُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ.

۱۷۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو یعنی عید کا چاند دیکھو تو روزے کو افطار کر ڈالو اور اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو یعنی تیسویں شب کو بہ سبب بادل وغیرہ کے تو اندازہ کرو واسطے اس کے یعنی تیس دن پورے کرو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی تیس دن روزے پورے کرو اور ظاہر یہ ہے کہ ابر اور غبار کے وقت مہینے شعبان کو پورا کرنا واسطے روزے رمضان کے ہوتا ہے اور پورا کرنا رمضان کا واسطے افطار کے ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے علماء کا (تیسیر) اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ جب رمضان کا چاند الخ تو مقصود اس سے یہ ہے کہ پہلی روایت میں چاند سے مراد رمضان کا چاند ہے۔

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّنِيَّةً

جو رمضان کا روزہ رکھے ایمان سے اور ثواب کی امید سے اور نیت سے تو اس کا کیا ثواب ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جواب بیان نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے اس پر کفایت کی ہے اور مراد ایمان سے یہ ہے کہ روزہ رمضان کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور احتساب سے یہ مراد ہے کہ ثواب جانتا ہو اور نیت شرط ہے بیچ واقع ہونے اس کے کی قربت یعنی اس کی قربت اور عبادت ہونے میں یہ شرط ہے کہ حکم الٰہی کے بجا لانے کی نیت ہو بدون اس کے ثواب نہیں ہوگا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُوْنَ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آخرت میں اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے

عَلٰی نِيَّاتِهِمْ.

فائدہ: اول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک لشکر کفار کا کعبے پر چڑھائی کرے گا سو جب میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھنسائے جائیں گے پھر قیامت کو اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور وجہ استدلال کی اس جگہ یہ ہے کہ نیت کو عمل میں تاثیر ہے واسطے چاہنے اس حدیث کے اس بات کو کہ لشکر مذکور میں بعض مجبور تھے اور بعض مختار اس واسطے کہ جب وہ نیتوں پر اٹھائے جائیں گے تو مختار کو مواخذہ ہوگا اور مجبور کو نہ ہوگا جو مجبورا ساتھ آیا تھا۔ (فتح)

۱۷۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۷۶۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو ایمان اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: اور گناہ سے مراد عام گناہ ہیں لیکن یہ حدیث جمہور کے نزدیک مخصوص ہے۔ (فتح)

بَابٌ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ

زیادہ تر سخی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں تھا یعنی رمضان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخاوت کرتے تھے

۱۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۷۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے ساتھ بھلائی کے اور رمضان میں بہت سخاوت کرتے تھے یعنی بہ نسبت اور دنوں کے جب کہ ملاقات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ پورا ہو جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے قرآن پڑھتے تھے یعنی ان کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب جبرائیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آندھی سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

فائدہ: اور یہ حال آپ ﷺ کو قرآن کے فیض سے اور اس کے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتا تھا اور مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ لوگوں کو نفع بہت پہنچاتے تھے اور بھلائی بہت کرتے تھے بہ نسبت اور لوگوں کی خصوصا رمضان میں کہ وہ ایام بابرکت ہیں ان کے اندر نیکی کرنی افضل ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوا جاری سے تو مراد اس سے وہ ہوا ہے کہ منہ لاتی ہے حاصل یہ ہے کہ نفع اس ہوا کا عام ہے اور ہر شخص کو پہنچتا ہے تو حضرت ﷺ اس سے بھی زیادہ نفع پہنچاتے تھے اور زیادہ تر بھلائی کرتے تھے وقت ملاقات کرنے جبرائیل علیہ السلام کے اور یہ حدیث باب بدء الوحی میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح وغیرہ)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِي الصَّوْمِ

جو روزے میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اس کے ساتھ عمل کرنا نہ چھوڑے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کے دراز ہونے کے خوف سے جواب بیان نہیں کیا۔

۱۷۷۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

۱۷۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو روزے میں جھوٹ بولنا اور بے ہودہ باتیں کرنا نہ چھوڑے اور اس کے کام سے باز نہ آئے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو حکم کیا جائے کہ اپنا روزہ چھوڑ دے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہے بے ہودہ باتیں کرنے سے اور وہ مثل اس قول کے ہے کہ فرمایا کہ جو شراب بیچے تو چاہیے کہ خنزیر کو ذبح کرے اس واسطے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ سور کو ذبح کرے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہیں اور معلوم کروانا ہے کہ شراب بیچنے کا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو اس کا مفہوم مخالف کچھ نہیں اس واسطے کہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو اس کے روزے میں ارادہ نہیں اور امام ابن منیر نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا جیسا کہ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ اس کے ساتھ قائم نہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں پس مراد یہ ہے کہ جو روزہ جھوٹ کے ساتھ مخلوط ہو وہ قبول نہیں ہوتا اور جو اس سے سالم رہے وہ قبول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مقتضی حدیث کا یہ ہے کہ اس کو اس روزے

کا ثواب نہیں ہوتا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ روزے کا ثواب جھوٹ بولنے کے برابر نہیں اور بیضاوی نے کہا کہ مقصود روزے کے مشروع ہونے سے محض بھوک اور پیاس نہیں بلکہ مقصود توڑنا شہوتوں اور خواہشوں کا ہے اور نفس عمارہ کو نفس مطمئنہ کے تابع کرنا ہے اور جب یہ مقصود حاصل نہ ہو تو اللہ اس کی طرف نظر نہ کرتا پس مراد یہ ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا پس سبب کی نفی کی اور مسبب کا ارادہ کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ یہ کام روزے کو ناقص کر دیتے ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس لحاظ سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہیں اجتناب کبائر سے معاف ہو جاتے ہیں اور سبکی کبیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس طور کے کہ باب کی حدیث میں اور جو اول صوم میں گزر چکی ہے دلالت قوی ہے واسطے اول کے یعنی ان افعال سے روزے کا ثواب کم اور ناقص ہو جاتا ہے واسطے کہ بے حیائی اور شور کرنا اور بے ہودہ باتیں کرنا روزے میں مطلق منع ہیں اور روزہ مطلق مامور ہے پس اگر ان کاموں کی روزے میں کچھ تاثیر نہ ہو تو ان کو اس میں بطور شرط کے ذکر کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب امران دونوں حدیثوں میں بطور شرط کے ذکر کیے گئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایک یہ کہ روزے میں ان کو کرنا زیادہ برا ہے غیر سے اور دوسرا بحث کرنا ہے اوپر سلامت رہنے روزے کے ان سے اور یہ کہ ان سے سلامت رہنا صفت کمال کی ہے بیچ اس کے اور قوت کلام کی چاہتی ہے اس کو کہ یہ برا ہو واسطے روزے کے تو مقتضی اس کا یہ ہے کہ ان کے ساتھ سلامت رہنے کے ساتھ روزہ کامل ہوتا ہے اور جب ان سے سلامت نہ رہے تو ناقص ہوگا پھر کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ تکلیفیں کبھی وارد ہوتی ہیں ساتھ بعض چیزوں کے اور تنبیہ کی جاتی ہے ساتھ ان کے اور چیزوں پر ساتھ طریق اشارت کے اور نہیں مقصود ہے روزے سے عدم محض جیسا کہ ممنوع چیزوں میں ہے اس واسطے کہ شرط ہے واسطے اس کے نیت بالاجماع اور شاید کہ مقصود ساتھ اس کے اصل میں بند رہنا ہے سب مخالف چیزوں سے لیکن چونکہ مشکل تھا تو اللہ نے تخفیف کردی اور حکم کیا ساتھ باز رہنے کے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور تنبیہ کی غافل کو ساتھ اس کے بند رہنے پر مخالف چیزوں سے اور حضرت ﷺ کی حدیثوں نے اس طرف ہدایت کی ہے سو روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہوگا اور ان کے سوا اور مخالف چیزوں سے پرہیز کرنا کامل کرنے والی چیزوں سے ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ إِنِّىْ صَآئِمٌ إِذَا شُتِمَ

کوئی اس کو گالی دے تو کیا اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں؟

١٧٧١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِىْ عَطَآءٌ عَنْ أَبِىْ صَالِحِ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ

١٧٧١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لیے ہے یعنی اس کا بدلہ اس کے لیے مقصود ہے تعریف لوگوں سے اور عزت اسلامی سے مگر

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.

روزہ کہ وہ خاص میرے ہی لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے سو جب کوئی روزے دار ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو چاہیے کہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بو زیادہ تر پاک اور خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں کہ وہ ان سے خوش ہوتا ہے کہ ایک جب روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے دوسرا جب اللہ سے ملے گا تو اپنے روزے کی جزا سے خوش ہوگا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ شور نہ مچائے تو اس سے منع کرنے سے مراد تاکید اس کی ہے روزے کی حالت میں یعنی روزے کی حالت میں تو بہت ہی منع ہے نہیں غیر روزے کو بھی یہ کام کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جب آدمی روزہ کھولتا ہے تو بھوک اور پیاس کے دور ہونے سے خوش ہوتا ہے اور یہ فرحت طبعی ہے اور یہی سابق ہے طرف فہم کی یعنی اس کی طبع خوش ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں خوش ہونا اس کا روزے کے افطار سے صرف اس اعتبار سے ہے کہ وہ فطر تمام روزے اس کے کا ہے اور خاتمہ ہے عبادت اس کی کا اور تخفیف ہے رب اس کے سے اور مدد ہے اس کی آئندہ روزے پر میں کہتا ہوں کہ نہیں مانع اس سے کہ مراد اس سے عام تر ہو اس چیز سے کہ مذکور ہوئی سو خوشی ہر ایک کی باعتبار طبع اس کی کے ہے واسطے مختلف ہونے مقامات لوگوں کے سوان میں سے بعض تو وہ ہیں کہ ان کی خوشی مباح ہوتی ہے اور وہ طبعی ہے اور بعض وہ ہیں کہ ان کی خوشی مستحب ہوتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی خوشی کا سبب مذکور چیزوں سے کوئی چیز ہوتی ہے اور روزہ کی خوشی سے مراد یہ ہے کہ اس کے بدلے اور ثواب سے خوش ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ

جو عورت سے مجرد ہونے کے سبب سے اپنی جان پر زنا کا خوف کرے تو چاہیے کہ روزہ رکھے

۱۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ

۱۷۷۲۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتا تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو حضرت ﷺ نے کہا کہ جو

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبَآءَةُ النِّكَاحُ.

طاقت رکھتا ہو نکاح اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی نکاح کے سبب آدمی حرام کاری اور بیگانی عورتوں کے گھورنے سے بچتا ہے اور جس کو خانہ داری کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے اوپر روزے رکھنا لازم جانے اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد لفظ باءۃ سے نکاح کرنا ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت کو اکھاڑ ڈالتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ روزے سے حرارت جوش مارتی ہے اور وہ شہوت کو اٹھاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ ابتداء روزہ میں ہوتا ہے اور جب مدت دراز ہو جائے اور عادت پڑ جائے تو پھر شہوت مٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا.

باب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم عید کا چاند دیکھو تو روزہ کھول ڈالو۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں وہ حدیثیں ذکر کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں روزہ شک کی نفی پر اور ان کو بہت عمدہ ترتیب سے بیان کیا سو پہلے تو عمار کی حدیث بیان کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا گناہ ہے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی اس کے ایک طریق پر آیا ہے کہ اگر ابر وغیرہ کے سبب سے چاند نظر نہ آئے تو اندازہ کرو اور اس کے دوسرے طریق میں ہے کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو تو اس سے غرض یہ ہے کہ اندازہ کرنے سے مراد تیس دن پورے کرنا ہیں اور اس کے بعد پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی اس میں یہ ہے کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح پھر تیسری بار انگوٹھا بند کیا پھر اس کی شہادت کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی جس میں تصریح ہے کہ تیس دن کی گنتی کے پورا کرنے کا حکم شعبان کے مہینے سے ہے پھر ام سلمہ کی حدیث بیان کی جس میں تصریح ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا درست نہیں اس واسطے کہ صحابی اس کو

اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا پس یہ حدیث حکماً مرفوع ہے (فتح) شعبان کی تیسویں رات کو اگر بہ سبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آئے تو اس کو شک کا دن کہتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ رمضان کا دن ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمضان کا دن نہ ہو اور اگر اس رات کو بادل وغیرہ نہ ہوں اور نہ کوئی چاند کو دیکھے تو اس کو شک کا دن نہیں کہتے بلکہ وہ یقیناً شعبان کا دن ہے اور حنفیہ کے نزدیک شک کا روزہ رکھنا ساتھ نیت رمضان کے درست نہیں اور اگر ساتھ نیت نفل کے ہو یا وہ دن عادت کے موافق پڑ جائے تو درست ہے۔ (تیسیر)

۱۷۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ.

۱۷۷۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا سو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند کو دیکھو اور روزہ نہ کھولو یہاں تک کہ عید کا چاند دیکھو اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو دیکھو تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ واجب ہوتا ہے خواہ رات کو دیکھے یا دن کو لیکن مراد اس سے آئندہ دن کا روزہ ہے اور فرق کیا ہے درمیان اس کے بعض علماء نے کہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور شیعہ نے اس میں اجماع کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ روزہ مطلق واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند دیکھنے سے پہلے رمضان کے روزے کے ساتھ ابتداء کرنی منع ہے برابر ہے کہ بادل کی وجہ سے نظر نہ آئے یا کسی اور سبب سے نظر نہ آئے اور اگر اس جملہ پر اقتصار واقع ہوتا تو کفایت کرتا اس کو جو اس کے ساتھ تمسک کرتا ہے لیکن جو لفظ کہ اکثر روایتوں میں آیا ہے اس نے مخالف کو شبہ ڈال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو پس احتمال ہے کہ مراد اس سے تفرقہ ہو درمیان حکم صاف ہونے آسمان کے اور بادل کے یعنی اگر آسمان صاف ہو تو بدون چاند دیکھے روزہ نہ رکھے اور اگر بادل ہو تو تیس دن پورے کرے اور احتمال ہے کہ تفرقہ مراد نہ ہو اور دوسرا حکم پہلے کی تاکید ہو پہلا مذہب اکثر حنبلیوں کا ہے اور دوسرا مذہب جمہور کا ہے پس کہتے ہیں کہ مراد اندازہ کرنے سے یہ ہے کہ اول مہینے میں نظر کرو اور تیس دن کی گنتی پوری کرو اور اس تاویل کو دوسری روایتیں ترجیح دیتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو یعنی شعبان کو اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو چاند وغیرہ کے آگے بادل آ جائے تو کیا کرے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ اس دن کا روزہ واجب ہے اس بناء پر کہ وہ رمضان کا روزہ ہے دوم یہ کہ اس دن کا روزہ رکھنا مطلق درست نہیں اور نہ فرض اور نہ نفل بلکہ اگر قضاء اور کفارہ اور نظر ہو یا نفل روزہ عادت کے موافق پڑ جائے تو

بھی درست نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رمضان کا فرض روزہ رکھنا درست نہیں اور اس کے سوا سب روزے درست ہیں سوم یہ کہ امام کی رائے کے سپرد ہے روزہ رکھنے میں اور کھولنے میں اور پہلے کی حجت یہ ہے کہ وہ رائے صحابی کے موافق ہے جو راوی حدیث کا ہے چنانچہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ساتھ لفظ فَاقْدِرُوْا لَهٗ کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب شعبان کے انتیس دن گزر جاتے تھے تو کسی آدمی کو بھیجتے کہ چاند کو دیکھے پس اگر وہ دیکھتا تو اس پر عمل کرتے اور اگر وہ نہ دیکھتا اور نہ اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہوتی بادل وغیرہ سے تو صبح کو روزہ نہ رکھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اگر میں تمام سال روزہ رکھوں تو البتہ شک کے دن میں افطار کروں اور تطبیق ان دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جس دن میں وہ روزے کو واجب کہتا ہے اس کو شک کا دن نہیں کہتے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے خاص کیا ہے شک کے دن کو ساتھ اس دن کے کہ لوگ چاند دیکھنے سے باز رہیں یا ایسا شخص چاند دیکھنے کی شہادت دے کہ جس کی شہادت کو حاکم قبول نہ کرے لیکن اگر چاند دیکھنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اس کو شک کا دن نہیں کہا جاتا اور اختیار کیا ہے اس کو اس کے اکثر محققین اصحاب نے اور دوسرا یہ کہ ابن عبدالہادی نے کہا کہ جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ جس مہینے کا چاند بادل وغیرہ سے پوشیدہ ہو جائے تو اس کی تیس کی گنتی پوری کی جائے برابر ہے کہ شعبان کا مہینہ ہو کہ رمضان کا یا کوئی اور پس پورا کرنے کا حکم دونوں جملوں کی طرف راجح ہے اور اس جگہ تیسرا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ فَاقْدِرُوْا لَهٗ کے معنی یہ ہیں کہ اندازہ کرو اس کو باعتبار منزلوں کے اور ابن منذر نے اس سے پہلے اس پر اجماع نقل کیا ہے سو کہا کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو آسمان صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیسویں کو روزہ رکھنا بالاجماع واجب نہیں اور اکثر اصحاب اور تابعین سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روزہ مکروہ ہے سو جو حاسب وغیرہ کے درمیان فرق کرے یعنی کہے کہ حساب وغیرہ کرنے والے پر واجب ہے تو وہ مجوح ہے ساتھ اس اجماع کے۔ (فتح)

۱۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ.

۱۷۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا ہے سو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم اس کو دیکھو اور اگر ڈھانکا جائے تم پر چاند یعنی اس کے اور تمہارے درمیان بادل حائل ہوں تو پوری کرو گنتی تیس دن کی۔

فائدہ: ظاہر اس سے حصر معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ انتیس ہی دن کا ہوتا ہے باوجود یہ کہ ان میں منحصر نہیں ہوتا بلکہ مہینہ

کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس میں الف لام عہد کا ہے یعنی مراد مہینہ معین ہے اور یا محمول ہے اکثر پر کہ اکثر مہینے انتیس دن کے ہوتے ہیں اور بعض تیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حصر ہونا ایک طرف ہے یعنی کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ اس کی اقل طرف ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے تو وہ اس کی اکثر کی طرف ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو نہ دیکھو تو اس سے یہ مراد نہیں کہ روزے کے واسطے ہر آدمی کو چاند دیکھنا لازمی ہے بلکہ مراد اس سے بعض کا دیکھنا ہے یعنی اگر تم میں سے بعض آدمی چاند کو دیکھ لیں تو روزہ رکھو اور وہ بعض وہ ہیں کہ اس کے ساتھ یہ امر ثابت ہو یا تو ایک آدمی ہے جمہور کے راوی پر یا دو اور لوگوں کی رائے پر اور حنفیہ جمہور کے موافق ہیں لیکن وہ اس کو خاص کرتے ہیں ساتھ اس وقت کے جب کہ آسمان میں کوئی علت بادل وغیرہ سے نہ ہو نہیں تو جب آسمان صاف ہو تو نہیں قبول ہوتی ہے شہادت مگر جماعت کثیر سے کہ ان کی خبر سے علم یقینی حاصل ہو اور تحقیق دلیل پکڑی ہے ساتھ معلق کرنے روزے کے ساتھ رویت کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر لازم کر دیتا ہے اور جس کا یہ مذہب نہیں وہ کہتا ہے کہ یہ خطاب خاص لوگوں کے لیے ہے یعنی مثلاً ایک شہر والوں کے لیے پس یہ غیروں پر لازم نہیں لیکن وہ ظاہر سے پھیری گئی ہے پس نہیں موقوف ہے حال ہر ایک کے دیکھنے پر پس نہ مقید ہو گا ساتھ شہر خاص کے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی مذہبوں پر ایک یہ ہے کہ یہ شہر والوں کے لیے اپنا دیکھنا ہے یعنی ایک شہر والوں کے چاند دیکھنے سے دوسرے شہر والوں پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا لازم نہیں آتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مسلم میں ہے اس کے واسطے شہادت دیتی ہے اور حکایت کیا ہے اس قول کو ابن منذر نے عکرمہ اور قاسم اور سالم اور اسحاق سے اور حکایت کیا اس کو ترمذی نے اہل علم سے اور نہیں حکایت کیا اس کے سوا اور کسی نے اور دوم یہ کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو لازم ہو گا سب شہروں پر روزہ رکھنا مثلاً اگر دہلی میں شب جمعہ کو چاند دیکھیں اور لاہور وغیرہ میں ہفتہ کی شب دیکھیں دہلی والوں کا دیکھنا معتبر ہو گا اور سب جگہوں والوں پر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے لیکن ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے کہ اجماع اس کے برخلاف ہے اور کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو دور دور شہر ہیں ان میں رویت چاند کی رعایت نہیں کی جاتی مانند خراساں اور اندلس کے اور قرطبی نے کہا کہ جب چاند کا دیکھنا ظاہر ہو اور یقین ہو ایک جگہ میں پھر وہ دیکھنا ایک یا دو آدمیوں کا شہادت سے غیروں کی طرف نقل کیا جائے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہے اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہیں لازم ہے ان کو روزہ رکھنا ساتھ گواہی کے مگر واسطے اہل اس شہر کے کہ اس میں شہادت ثابت ہو مگر یہ کہ بادشاہ کے نزدیک ثابت ہو پس سب لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہو گا اس واسطے کہ اس کے حق میں سب شہر ایک شہر کی مانند ہیں اور اس کا حکم سب میں جاری ہے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر شہر پاس پاس ہوں تو ان کو ایک شہر کا حکم ہے اور اگر دور دور ہوں تو اس میں دو قول ہیں اکثر کے نزدیک واجب نہیں اور بعض

کے نزدیک واجب ہے اور یہی مختار قول ہے نزدیک ایک گروہ کے اور یہی محکی ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور دور ہونے کی حد میں کئی قول ہیں ایک قول مطالع کا ہے یعنی اگر دو شہروں کا مطلع مختلف ہو تو کہا جائے گا کہ یہ شہر اس سے دور ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے عراقیوں نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی وغیرہ نے شرح مہذب میں دوم یہ کہ حد بعد کے مسافت قصر کی ہے جس میں نماز کا قصر کرنا درست ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے امام بغوی نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی نے شرح مسلم میں اور سوم یہ کہ حد دوری کا مختلف ہونا ولایتوں کا ہے یعنی ایک ریاست دوسری سے دور ہونے کا حکم رکھتی ہے چہارم یہ کہ جس شہر سے چاند کا دیکھنا پوشیدہ رہنا بدون عارض کے ممکن نہ ہو ان کا حکم دوسرے شہر کا لازم ہے سوائے غیر ان کے کے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ روزہ رکھنا اور کھولنا واجب ہے اس پر جو چاند کو اکیلا دیکھے اگرچہ اس کے قول سے اوروں پر ثابت نہ ہو اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا روزہ رکھنے میں اور روزہ کھولنے میں اختلاف ہے سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ روزہ نہ رکھے اور اس کو چھپائے اور اکثر کہتے ہیں کہ روزہ رکھے بہ سبب احتیاط کے۔ (فتح)

۱۷۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو بار کھولیں اور تیسری بار انگوٹھا کو بند کیا۔

فائدہ: یعنی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

۱۷۷۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ.

۱۷۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند کے دیکھنے سے روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے سے کھول ڈالو اور اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو اور معلوم نہ ہو تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن۔

۱۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ

۱۷۷۷۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایلا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں

عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلٰى مِنْ نِسَآءِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا.

کے پاس نہ جائیں گے سو جب انتیس دن گزرے تو صبح کو یا شام کو ان کے پاس آئے سو کسی نے آپ ﷺ سے کہا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ نہ آنے کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

١٧٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآءِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

١٧٧٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلا کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو آپ ﷺ ایک بالا خانے میں انتیس رات رہے پھر وہاں سے اترے سو بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

بَابٌ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَإِنْ كَانَ نَاقِصًا فَهُوَ تَمَامٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَجْتَمِعَانِ كِلَاهُمَا نَاقِصٌ.

عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے

١٧٧٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

١٧٧٩۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینے ہیں کہ وہ کم نہیں ہوتے ایک مہینہ عید رمضان کا دوسرا ذوالحجہ کا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ.

فائدہ: علماء کو اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض اس کو ظاہر معنی پر حمل کرتے ہیں یعنی رمضان اور ذیحجہ کا مہینہ کبھی انتیس دن کا نہیں ہوتا بلکہ دونوں ہمیشہ تیس دن کے ہوتے ہیں اور یہ قول مردود ہے مخالف ہے واسطے موجود مشاہد کے اور اس کے رد میں یہ حدیث کافی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اور کھول ڈالو اس کے دیکھنے سے اور اگر تم پر چاند ڈھانکا جائے تو گنتی پوری کرو اس واسطے کہ اگر رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوتا تو اس کے کہنے کی کوئی حاجت نہ ہوتی یعنی اس واسطے کہ ہم کو یقیناً معلوم ہو چکا کہ رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے کبھی اس سے کم وبیش نہیں ہوتا تو پھر روزہ کھولنے اور رکھنے کو چاند کے دیکھنے پر محمول کرنے کا کوئی معنی نہ تھے اور اسی طرح اخیر جملے کے بھی کوئی معنی نہ تھے اور بعض اس کو لائق معنی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ وہ فضیلت میں کم نہیں ہوتے خواہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں یا تیس تیس دن کے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے بلکہ اگر ایک انتیس دن کا ہو تو دوسرا تیس دن کا ہوتا ہے اور یہ ضرور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں میں عمل کرنے کا ثواب برابر ہے اور یہ دونوں قول مشہور ہیں سلف سے اور اسحاق کے مذہب پر جائز ہے کہ ایک سال میں دونوں کم ہوں اور بعض کہتے ہی کہ احکام میں کم نہیں ہوتے اگرچہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں لیکن احکام اسلام کم نہیں بلکہ پورے ہوتے ہیں جیسا کہ تیس ہونے کی حالت میں پورے اور کامل ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نفس الامر میں کم نہیں ہوتے لیکن اکثر اوقات ان کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع واقع ہوتا ہے بادل وغیرہ سے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اکثر اوقات تو ایک سال میں دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے اگرچہ کبھی شاذ نادر ہو بھی جاتے ہیں اور یہ تاویل پہلی تاویلوں سے زیادہ تر قریب ہے طرف انصار کی اور طحاوی نے کہا کہ اس کے ظاہر کو لینا یا حمل کرنا اس کو اوپر کم ہونے ایک کے دونوں میں سے دفع کرتا ہے اس کو عیان اور مشاہدہ اس واسطے کہ ہم نے اس کو پایا ہے کہ دونوں اکٹھے ایک سال میں کم ہوتے ہیں اور ابن منیر نے کہا کہ ان اقوال سے کوئی قول اعتراض خالی نہیں اور قریب تر سب اقوال سے یہ ہے کہ مراد اس سے نقصان حسی ہے باعتبار گنتی کے اور پورا کیا جاتا ہے یہ قول اس طریقے سے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے عید پر پڑھی کے پس لائق نہیں ہے وصف اسکے ساتھ نقصان کے برخلاف اور مہینوں کے اور اس کا حاصل رجوع کرتا ہے طرف قول اسحاق کی اور بیہقی نے معرفہ میں کہا کہ ان دونوں مہینوں کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ روزے اور حج کا حکم دونوں کے ساتھ متعلق ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے نووی نے کہا کہ یہی ہے ثواب معتمد پس معنی یہ ہیں کہ ہر وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے ان دونو سے فضائل اور

احکام سے حاصل ہوتا ہے برابر ہے کہ رمضان تیس دن کا ہو یا انتیس کا اور برابر ہے کہ وقوع نویں کو واقع ہو یا اس کے سوا اور کسی دن میں اور نہیں پوشیدہ ہے ساتھ اس کے محل اس کا اس وقت ہے جب کہ چاند کی طلب میں قصور واقع نہ ہو اور فائدہ حدیث کا دور کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہوتی ہے دلوں میں شک کے واسطے اس شخص کے جو رمضان کے انتیس روزے رکھے یا غیر عرفہ کے دن کھڑا ہو اور تحقیق مشکل جانا ہے اس کو بعض علماء نے امکان وقوف کو آٹھویں میں اجتہاد سے اور یہ مشکل نہیں اس واسطے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے رویت ساتھ دو گواہوں کے کہ پہلا دن ذی الحجہ کا جمعرات ہے مثلا بس وقوف کیا ہے انہوں نے دن جمعہ کے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دونوں جھوٹے گواہ ہیں اور طیبی نے کہا کہ ظاہر سیاق حدیث کا خاص ہونا دونوں مہینوں کا ہے ساتھ زیادتی کے کہ ان کے سوا اور مہینوں میں نہیں اور یہ مراد نہیں کہ ان کے سوائے اور مہینوں میں بندگی کا ثواب کم ہوتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو اٹھانا حرج کا ہے اس چیز سے کہ قریب ہے یہ واقع ہو اس میں خطا حکم میں واسطے خاص ہونے ان دونوں کے ساتھ دو عیدوں کے اور واسطے جواز احتمال وقوع خطا کے بیچ ان دونوں کے اور اسی واسطے کہا کہ دو مہینے عید کے بعد قول اپنے کے کہ دو مہینے کم نہیں ہوتے اور نہیں اقتصار کیا اپنے قول پر کہ رمضان اور ذی الحجہ ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے ثواب نہیں مرتب ہے اوپر وجود مشقت کے ہمیشہ بلکہ اللہ کے واسطے ہے یہ کہ فضل کرے ساتھ ملانے ناقص کے ساتھ تام کے ثواب میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض نے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس پر کہ سارے رمضان پر ایک ہی نیت کافی ہے ہر ہر روزے کے واسطے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی ضرور نہیں اس واسطے کہ سارا مہینہ ایک عبادت ٹھہرایا گیا تو اس کے لیے ایک نیت کافی ہو گی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر کرنے ثواب میں درمیان اس مہینے کے کہ انتیس کا ہو اور درمیان اس مہینے کے کہ تیس کا ہو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس نظر سے ہے کہ ثواب متعلق ہے ساتھ مہینے کے نہ اس اعتبار سے کہ دونوں کی فضیلت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ.

باب ہے اس حدیث کے بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم جماعت امی یعنی ان پڑھ ہیں ہم حساب کتاب نہیں جانتے ہیں۔

فائدہ: مراد ہم سے اہل اسلام ہیں جو اس حدیث کے فرمانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور وہ محمول ہے اکثر پر اس واسطے کہ اکثر اہل عرب ایسے ہی ہوتے تھے کہ حساب کتاب نہ جانتے تھے نہ سب یا مراد اس سے خود حضرت ﷺ ہیں۔ (فتح)

١٧٨٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

١٧٨٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ.

فرمایا کہ ہم جماعت ان پڑھ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ ایسا ہے اور ایسا ہے یعنی دو بار دونوں ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے کھولیں اور تیسری بار نو انگلیاں کھولیں اور انگوٹھا بند رکھا پھر تین بار اسی طرح کیا لیکن تیسری بار میں انگوٹھے کو بند نہ کیا بلکہ اس کو بھی اور انگلیوں کے ساتھ کھول دیا یعنی مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

فائدہ: عرب کو امی اس واسطے کہا گیا کہ ان میں لکھنا بہت کم تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا انہیں میں سے اور اگر کوئی کہے کہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو حساب کتاب کو جانتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنا ان میں نہایت کم تھا اور اس کو بہت کم لوگ جانتے تھے اور ان کا اعتبار نہیں کیا اس واسطے کہ قلیل کالعدم ہوتا ہے اور مراد حساب سے اس جگہ نجوم کا حساب ہے اور اس کو بھی نہ جانتے تھے مگر نہایت کم لوگ پس موقوف کیا حکم کو ساتھ روزے وغیرہ کے چاند کے دیکھنے پر واسطے دور کرنے حرج سے ان سے بیچ مدد لینے حساب سے ہمیشہ رہا یہ حکم بیچ روزے کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا کریں اگرچہ ان کے بعد نجوم کا حساب جاننے والے ان میں پیدا ہوئے پس ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حساب کے ساتھ ہرگز متعلق نہیں اور واضح کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اگر ڈھانکا جائے چاند تم پر تو پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی اگر حساب نجوم پر روزے کا حکم موقوف ہوتا تو پھر یہ نہ فرماتے کہ تیس دن پورے کرو بلکہ یہ فرماتے کہ حساب والوں سے دریافت کرو اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ابر کے وقت گنتی میں سب مکلف برابر ہیں پس دور ہوگا اختلاف اور نزاع ان میں سے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اس باب میں اہل حساب کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ رافضی لوگ ہیں اور فقہاء سے بعض لوگ ان کے موافق ہیں اور باجی نے کہا کہ اجماع سلف کا حجت ہے اور یہ ان کے اور ابن بریرہ نے کہا کہ مذہب باطل ہے اور شرع میں علم نجوم میں نظر کرنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ وہ محض تخمین ہے نہ اس میں یقین ہے اور نہ گمان غالب بلکہ اگر یہ حکم اس پر موقوف ہوتا تو نہایت مشکل پڑتی اس واسطے کہ نہیں جانتے اس کو مگر بہت تھوڑے لوگ۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ

یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کی ایک دن یا دو دنوں کے روزے سے

فائدہ: یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کے ساتھ ایک روزے کے کہ رمضان سے گنا جائے ساتھ قصد احتیاط کے اس واسطے کہ اس کا روزہ چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے پس اس تکلف کی حاجت نہیں۔

۱۷۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَٰلِكَ الْيَوْمَ.

۱۷۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پیشوائی کرے رمضان کی کوئی ایک یا دو دن کے روزے سے مگر وہ مرد کہ جو اپنی عادت سے روزہ رکھا کیا کرتا ہو سو چاہیے کہ اس کو روزہ رکھے یعنی کسی کو بطور سنت کے دوشنبہ یا سہ شنبہ کے روزے کی عادت ہو اور وہ رمضان سے متصل آپڑے تو اس کو روزہ رکھنا درست ہے لیکن صرف رمضان کی پیشوائی کے واسطے ایک یا دو روزہ رکھنا درست نہیں۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ نہ پیشوائی کرو ساتھ روزے کے اوپر نیت احتیاط کے واسطے رمضان کے اور ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہتے ہیں کہ مکروہ ہے یہ کہ جلدی کرے مرد ساتھ روزے کے پہلے داخل ہونے رمضان کے سے واسطے پیشوائی رمضان کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے سے رمضان کے روزے پر قوت حاصل ہوتی ہے تا کہ داخل ہو اس میں ساتھ قوت اور نشاط کے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ مقتضی اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر رمضان سے پہلے تین یا چار روزے رکھے تو درست ہے یعنی اس واسطے کہ حدیث باب میں ممانعت تو ایک یا دو روزے کی آئی ہے زیادہ کی نہیں آئی پس یہ حکمت شبہ سے خالی نہیں اور جو اس میں ہے سو اس کو ہم عنقریب بیان کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ فرض نفل کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے اور اس میں یہی شبہ اس واسطے کہ حدیث میں صریح موجود ہے اگر اس کی عادت ہو تو اس کو رمضان سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حکم روزے کا چاند دیکھنے پر موقوف ہے سو جس نے رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے رکھے تو اس نے اس حکم میں طعن کیا اور یہی قول ہے معتبر اور معنی استثناء کے یہ ہیں کہ جس کا کوئی ورد ہو اس کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ وہ اس کی عادت ہے اور عادت کا چھوڑنا مشکل ہے اور یہ رمضان کی پیشوائی میں داخل نہیں اور اسی طرح قضاء اور نذر کا روزہ بھی رمضان سے پہلے درست ہے واسطے واجب ہونے ان دونوں کے اور بعض علماء کہتے ہیں قضاء اور نذر ادلہ قطعیہ کے ساتھ مخصوص ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا واجب ہے سو نہ باطل ہوگا قطعی ساتھ ظن کے اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ چاند کے دیکھنے سے پہلے روزہ رکھنا درست ہے مانند رافضیوں کے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ رمضان سے پہلے مطلق نفل روزہ درست ہے اور بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ نہیں کے پہلے روزہ رکھنا ہے ساتھ نیت رمضان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ لفظ تقدم کے اس واسطے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے پہلے ہونا سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوتا ہے جب کہ اس

کی جنس سے ہو پس بنا بر اس کے جائز ہے روزہ رکھنا ساتھ نیت مطلق نفل روزے کے لیکن سیاق حدیث کا اس تاویل سے انکار کرتا ہے اور اس میں بیان ہے واسطے معنی اس حدیث کے کہ فرمایا روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اس واسطے کہ لام اس میں واسطے توقیت کے ہے نہ واسطے تعلیل کے یعنی چاند چڑھنے کے وقت روزہ رکھو کہ اس کا وقت چاند کا چڑھنا ہے اس سے پہلے روزہ نہ رکھو اور ابن دقیق نے کہا کہ باوجود یہ کہ وہ توقیت پر محمول ہے پس لا بد ہے اختیار کرنے مجاز سے اس واسطے کہ چاند دیکھنے کا وقت اور وہ رات ہے محل روزے کا نہیں اور تعاقب کیا اس کا فاکہی نے کہ مراد صوموا سے روزے کی نیت کرنی ہے اور ساری رات ظرف ہے واسطے نیت کے میں کہتا ہوں پس واقع ہوا فاکہی مجاز میں جس سے بھاگا تھا اس واسطے کہ رات کو روزے کی نیت کرنے والا حقیقۃ روزے دار نہیں گنا جاتا اس دلیل سے کہ اس کو نیت کے بعد صبح صادق تک کھانا پینا درست ہے اور اس میں منع ہے پیدا کرنا روزے کا پہلے رمضان سے جب کہ احتیاط کے لیے ہو پس اگر اس پر زیادہ ہو تو اس کا مفہوم جواز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت واسطے اس چیز سے کہ اس سے پہلے ہیت اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے بہت شافعیہ نے اور اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے مقدم کرنا روزے کا ہے پس جس جگہ پایا جائے منع ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اقتصار کیا ایک یا دو روزے پر اس واسطے کہ وہ غالب ہے اس سے جو اس کا قصد کرے اور کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت سولھویں شعبان سے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدھا شعبان گزر جائے تو پھر کوئی روزہ نہ رکھو یعنی یہاں تک کہ رمضان داخل ہو اخرجہ اصحاب السنہ و صححہ ابن خزیمہ وغیرہ اور شافعیہ میں سے رویانی نے کہا کہ رمضان سے پہلے دو روزے رکھنا حرام ہے واسطے حدیث باب کے اور آدھے شعبان سے پیچھے روزہ رکھنا مکروہ ہے واسطے حدیث دوسری کے اور جمہور کہتے ہیں کہ آدھے شعبان سے پیچھے نفل روزہ رکھنا درست ہے اور کہتے ہیں کہ جو حدیث اس میں وارد ہے وہ ضعیف ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ منکر ہے اور بیہقی نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کی اوپر ضعیف اس کے کی پس کہا کہ رخصت بیچ اس کے ساتھ اس چیز کے ہے جو زیادہ ترصیح ہے حدیث علا سے اور طحاوی نے بھی اس سے پہلے اسی طرح کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مدد چاہی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ شعبان کا ہے اور اس نے مدد چاہی ہے ساتھ حدیث عمران بن حصین کے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تو نے شعبان کا کوئی روزہ رکھا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ جب تو رمضان سے افطار کرے تو دو روزے رکھ پھر اس نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ساتھ اس طور کے کہ علا کی حدیث اس پر محمول ہے جس کو روزہ ضعیف کر ڈالے اور باب کی حدیث مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اپنے گمان میں رمضان کے واسطے احتیاطاً روزہ رکھے اور یہ تطبیق اچھی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیچ بیان سبب نزول اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں صحبت کرنا اپنی عورت سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم خیانت کرتے ہو سو معاف کر دیا تم کو اور درگزر کیا تم سے پس اب ملو ان سے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو۔

فائدہ: اور بعض روایتوں میں ساری آیت مذکور ہے اور مراد ساتھ اس باب کے بیان اس چیز کا ہے جو تھا حال اوپر اس کے پہلے نزول اس آیت کے اور جب کہ تھی یہ آیت اتاری گئی کئی اسباب پر جو روزے کے ساتھ متعلق ہیں تو جلدی کی ساتھ اس کے مصنف نے اور تفسیر میں بھی اس سے تعرض کیا ہے اور پکڑا جاتا ہے خاص ساتھ اس چیز سے کہ قرار پایا اس پر حال نے سبب نزول اس کے سے ابتداء شروع ہونا سحری کا اور یہی مقصود ہے اس مکان میں اس واسطے کہ ٹھہر گیا ہے یہ باب مقدمہ واسطے بابوں کبری کے۔ (فتح)

۱۷۸۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَآئِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُّفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهٗ وَلَا يَوْمَهٗ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَآئِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهٗ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهٗ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَآءَتْهُ امْرَأَتُهٗ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَّكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

۱۷۸۲۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد روزے دار ہوتا اور افطار کا وقت حاضر ہوتا اور روزہ کھولنے سے پہلے سو جاتا تو پھر نہ کھاتا تھا نہ رات کو اور نہ دن کو یہاں تک کہ شام کرتا اور بے شک قیس بن صرمہ انصاری روزے دار تھا سو جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو اپنی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور تیرے واسطے کھانا ڈھونڈتی ہوں اور قیس تمام دن مزدوری کا کام کیا کرتا تھا سو نیند اس پر غالب آئی سو اس کی عورت آئی سو جب اس کو سوتے دیکھا تو کہا کہ تجھ کو محرومی ہو کہ جو تو نے مانگا تھا سو نہ پایا سو جب دوپہر ہوئی تو بھوک سے بے ہوش ہو گیا سو کسی نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اس وقت یہ آیت اتری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں عورتوں سے بے پردہ ہونا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس سے

إِلٰى نِسَآئِكُمْ﴾ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا ﴿وَنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾.

بہت خوش ہوئے اور یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید سیاہ دھاگے سے مراد سفید دھاگے سے فجر ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کو تمام رات اور تمام دن کوئی چیز کھانی درست نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوتا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مسلمانوں کا دستور تھا کہ جب روزہ کھولتے تھے تو کھاتے تھے اور پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک کہ نہ سوتے اور جب کھانے پینے سے پہلے سو جاتے تو پھر رات تک کوئی چیز کھاتے پیتے نہ تھے پس براء کی حدیث کی سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ ممانعت اس سے سونے کے ساتھ مقید تھی اور یہی مشہور ہے اس کے غیر کی حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ منع مقید ہے ساتھ نماز عشاء کے کہ جب عشاء کی نماز پڑھ چکتے تھے تو اس کے بعد ان پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا اور یہ زیادہ تر خاص ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احتمال ہے کہ ذکر عشاء کی نماز کا اس واسطے ہو کہ اس کے بعد غالب گمان سونے کا ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ قید خاص ہے ساتھ سونے کے جیسا کہ باقی حدیثوں میں ہے اور سدی وغیرہ نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے موافق تھا کہ ان کو بھی یہ حکم تھا کہ سونے کے بعد ان کو کھانا پینا درست نہ تھا اور کرمانی نے کہا کہ جب جماع حلال ہوا بعد اس کے کہ حرام تھا تو کھانا پینا بطریق اولی درست ہے اور اسی واسطے خوش ہوئے اور اس سے اجازت سمجھی یہ وجہ مطابقت اس کی ہے واسطے قصے ابی قیس کے اور پھر جب کھانا پینا اس سے بطریق مفہوم حلال ہوا تو اس کے بعد یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو تا کہ آیت کے منطوق سے حکم کا آسان ہونا ان کو صریحا معلوم ہو پھر کہا کہ مراد اس سے ساری آیت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ فِيْهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک اس باب میں براء کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یعنی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: غرض اس باب سے بیان کرنا انتہا کھانے وغیرہ کا ہے جو مباح ہوا بعد اس کے کہ منع تھا اور استفادہ کیا گیا ہے سہل کی حدیث سے جو اس باب میں ہے کہ ذکر نزول آیت کا اس براء کی حدیث میں مراد اس سے اکثر آیت ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مِنَ الْفَجْرِ متاخر ہے نزول اس کا باقی آیت سے باوجود یہ کہ براء کی حدیث میں اس کی تصریح موجود نہیں کہ یہ جملہ پہلے اترا تھا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں یہ آیت ال خَيْطُ الْاَسْوَدُ ہے

اور ابو داود کی حدیث میں مِنَ الْفَجْرِ تک ہے پس دوسری روایت محمول ہوگی اس پر کہ لفظ مِنَ الْفَجْرِ کا غایت میں داخل نہیں۔ (فتح)

١٧٨٣۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ إِلٰى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلٰى عِقَالٍ أَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

١٧٨٣۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری حَتّٰى تَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ تو قصد کیا میں نے طرف ایک رسی سیاہ کی اور ایک رسی سفید کی سو میں نے اس کو اپنے گدے کے نیچے رکھا سو میں نے ان کو رات میں دیکھنا شروع کیا پس نہ صاف ظاہر ہوا مجھ کو مختلف ہونا دو رنگوں کا سو میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ حال ذکر کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ دونوں دھاگے مگر سیاہی رات کی اور سفیدی صبح صادق کی۔

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کے نزول کے وقت عدی حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا اور یہ مقتضی ہے اس کو کہ وہ پہلے مسلمان ہوا ہو اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روزے کا فرض ہونا ہجرت کے ابتداء میں نازل ہوا اور عدی نویں یا دسویں سال ہجری میں مسلمان ہوا تھا پس یا تو یہ مراد اس کی نَزَلَتْ سے یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے وقت مجھ پر پڑھی گئی اور یا یہ مراد ہے کہ مجھ کو اس آیت کے اترنے کی خبر پہنچی۔ (فتح)

١٧٨٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوْا

١٧٨٤۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ اور کلمہ مِنَ الْفَجْرِ نہ اترا پس لوگوں کا دستور تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو ان میں سے کوئی دھاگہ سفید اور سیاہ باندھتا تھا اور ہمیشہ کھاتے رہتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں دھاگے ان کو صاف نظر آتے تو اللہ نے اس کے بعد کا کلمہ مِنَ الْفَجْرِ کا اتارا پس معلوم کیا انہوں نے کہ مراد دونوں دھاگوں سے دن اور رات ہیں۔

الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں دھاگوں کو اپنے گدے کے نیچے رکھتے تھے پس دیکھتے تھے کہ کب صاف نظر آئیں اور ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض یہ کام کرتے ہوں اور بعض یہ کام نہ کرتے ہوں اور ان کو گدے کے نیچے رکھتے ہوں سحری تک پھر اس وقت ان کو اپنے پاؤں میں باندھتے ہوں تا کہ ان کو دیکھیں اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ یہاں تک کہ ظاہر ہو سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اور یہ بیان حاصل ہوتا ہے ساتھ طلوع صبح صادق کے اور اس میں دلالت ہے اس میں کہ صبح صادق کے بعد دن ہوتا ہے اور ابو عبید نے کہا کہ مراد دھاگے سیاہ سے رات ہے اور مراد دھاگے سفید سے دن ہے اور دھاگے کے معنی رنگ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سفید سے وہ چیز ہے جو اول ظاہر ہوتی ہے فجر تعرض سے کنارے آسمان میں مانند دھاگے کھینچے گئے کی اور اسود سے مراد وہ چیز ہے جو دراز ہوتی ہے ساتھ اس کے سیاہی رات سے مانند دھاگے کی یہ بات زمخشری نے کہی ہے اور کہا کہ کلمہ من الفجر سے بیان ہے دھاگے سفید کا اور دھاگے سیاہ کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ ایک کا بیان دوسرے کا بیان ہے پھر کہا کہ کس طرح جائز ہے تاخیر بیان کی اور وہ عبث کی مانند ہے اس واسطے کہ من الفجر کے نازل ہونے سے پہلے نہیں سمجھی جاتی اس سے مگر حقیقت یعنی دھاگہ اور یہاں مراد نہیں پھر کہا کہ اکثر فقہاء اور متکلمین تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں رکھتے ہیں سو ان کے نزدیک سہل کی یہ حدیث صحیح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور وہ کہتے ہیں یہ عبث نہیں اس واسطے کہ مخاطب استفادہ کرتا ہے اس سے وجوب خطاب کا اور قصد کرتا ہے اس کے فعل پر جب کہ اس سے مراد کی وضاحت چاہے لیکن یہ جو زمخشری نے کہا کہ اکثر اس کو جائز نہیں رکھتے سو اس میں نظر ہے کما سیاتی اور یہ جو کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو یہ مردود ہے اور فریقین سے کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس واسطے کہ اتفاق کیا ہے اس کی صحت پر بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ نے اور قبول کیا ہے اس کو ساری امت نے اور مسئلہ تاخیر بیان کا اصول کتابوں میں مشہور ہے اور اس میں اختلاف ہے درمیان علماء کے متکلمین وغیرہم سے اور اصل اس مسئلہ سے شافعیہ سے چار وجہیں محکی ہیں ایک مطلق جواز ہے یہ قول ابن شریح اور اصطخری اور ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محکی ہے اور ایک یہ کہ مطلق درست نہیں یہ قول ابی اسحاق مروزی اور قاضی ابی حامد اور صیرفی سے محکی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ بیان مجمل کی تاخیر جائز ہے اور عام کی جائز نہیں چوتھا اس سے برعکس ہے اور یہ دونوں قول شافعیہ سے ہیں اور ابن حاجب نے کہا کہ تاخیر بیان

کے وقت حاجت سے منع ہے مگر جو تکلیف مالا یطاق کو درست رکھتا ہے اس کے نزدیک جائز ہے اور وہ اشاعرہ ہیں کہ وہ اس کو جائز رکھتے ہیں اور اکثر ان کے کہتے ہیں کہ یہ واقع نہیں ہوا اور اس کے شارع نے کہا کہ حکم محتاج بیان کا دو قسم ہے ایک وہ کہ اس کے لیے ظاہر ہے دوم یہ اس کے لیے ظاہر نہیں سو کہا ایک گروہ نے حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر شافعیہ سے کہ جائز ہے تاخیر اس کی وقت خطاب سے اور اسی کو احتیاط کیا ہے فخر رازی اور ابن حاجب وغیرہم نے اور بعض حنفیہ اور کل حنابلہ کہتے ہیں منع ہے اور کرخی نے کہا کہ منع ہے غیر مجمل میں اور جب یہ قرار پائے تو امام نووی نے کہا کہ خیط ابیض اور اسود ہی کو تو ظاہر معنی پر بعض گنواروں نے حمل کیا تھا جو دین کے احکام کو خوب نہ سمجھتے تھے مانند ان لوگوں کی جن سے سہل نے حکایت کی اور بعض اور لوگوں نے جن کی زبان میں استعمال دھاگے کی صبح میں نہ تھی مانند عدی کی اور طحاوی وغیرہ نے دعوی کیا ہے کہ وہ نسخ کے باب سے ہے اور یہ کہ اول حکم دھاگوں کے ظاہر معنی پر تھا اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ جائز ہے کھانا اسفار تک یعنی صبح کے خوب روشن ہونے تک پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ مِنَ الْفَجْرِ کے میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھا رہے تھے سو بلال نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تیار ہے قسم ہے اللہ کی بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے بلال پر اگر بلال نہ ہوتا تو ہم امید رکھتے تھے کہ ہم کو رخصت دی جاتی کھانے پینے میں سورج نکلنے تک اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اور حدیث کے اس پر کہ نہایت کھانے پینے کی طلوع صبح صادق ہے اور اگر فجر نکلے اور وہ کھاتا پیتا ہو پھر باز رہے تو اس کا روزہ تمام ہوا اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اگر اس گمان سے کھائے کہ ابھی صبح نہیں نکلی تو اس کا روزہ جمہور کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے اباحت پر یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نے تجھ کو کھانا پینا حلال کیا کہ جب تک تو شک کرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سحری کا مسئلہ پوچھا سو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہم نشینوں سے اس کو کہا کہ کھا یہاں تک کہ تجھ کو شک نہ ہو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کچھ بات نہیں کہا جب تک کہ تو شک نہ کرے یہاں تک کہ تو شک کرے اور ابن منذر نے کہا کہ اسی طرف میلان کیا ہے اکثر علماء نے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ قضاء کرے اور ابن بزیزہ نے شرح احکام میں کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ کیا حرام ہوتا ہے کھانا پینا ساتھ طلوع فجر کے یا ساتھ صاف ظاہر ہونے اس کے کے نزدیک دیکھنے والے کے ظاہر آیت کی دلیل سے اور اختلاف ہے کہ کیا جائز ہے امساک خبر کا پہلے طلوع فجر کے یا نہیں واسطے بنا کے اختلاف مشہور پر بیچ مقدمہ واجب کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِّنْ سَحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ نہ روکے تم کو بلال کی اذان تمہاری سحری کھانے سے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لفظ ترجمہ کا صحیح نہیں ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نکالے اور تحقیق روایت کیا ہے لفظ ترجمہ کو وکیع نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ روکے تم کو تمہاری سحری کھانے سے اذان بلال کی اور نہ صبح دراز لیکن فجر پھیلنے والے کناروں میں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم میں بھی ہے لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد میں متعین نہیں اس واسطے کہ تحقیق بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہو چکی ہے کہ فرمایا نہ روکے کسی کو اذان بلال رضی اللہ عنہ کی اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ رات کو اذان دیتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہی مراد اس کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اس باب میں ذکر کیا اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے بیان ہے واسطے اس چیز کے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مبہم ہے اور یہ اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ نہیں فجر یہ کہ کہی اور اپنی انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا پھر نیچے لائے یہاں تک کہ اس طرح ہو یعنی دراز ہو اور چوڑی اور ثوبان سے روایت ہے کہ فجر دو قسم ہے سو جو فجر بھیڑیے کی دم کی طرح ہے وہ نہ کسی چیز کو حلال کرتی ہے اور نہ کسی چیز کو حرام کرتی ہے لیکن صبح چوڑی یعنی وہی ہے جو کھانے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اور ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کھانا سحری کا یہاں تک کہ ظاہر ہو فجر اور یہی قول ہے اعمش کا تابعین میں سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اور قسم ہے اللہ کی دن تھا صرف یہی فرق تھا کہ سورج نہ نکلا تھا اخرجہ الطحاوی وغیرہ اور ابن منذر نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حکم کیا دروازہ بند کرنے کا تاکہ صبح نہ دیکھی جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر نماز کے بعد کہا کہ اب وہ وقت ہے جب کہ صاف ظاہر ہو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد ظاہر ہونے سفیدی دن کی سے یہ ہے کہ پھیل جائے سفیدی راہوں میں اور کوچوں میں اور گھروں میں اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حکایت کی اور ابن منذر نے اسناد صحیح کے ساتھ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ باہر نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے اس نے کہا کہ سو میں نے نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہوگئی اور پھیل گئی پھر فرمایا کہ نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے سو میں نکلا اور نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہوگئی ہے سو فرمایا کہ اب پہنچا مجھ کو میرا پینا اور اعمش سے روایت ہے کہ اگر مجھ کو خواہش ہوتی تو میں فجر کی نماز پڑھ کر سحری کھاتا اسحاق نے کہا کہ یہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ صبح صادق کے بعد کھانا جائز ہے یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو

سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اسحاق نے کہا کہ میں پہلے قول کے ساتھ قائل ہوں یعنی صبح صادق سے پہلے کھانا پینا چاہیے لیکن میں طعن نہیں کرتا اس پر جو تاویل کرے رخصت کی مانند قول ثانی کی اور میں نہ اس پر قضاء دیکھتا ہوں اور نہ کفارہ میں کہتا ہوں کہ اس میں تعاقب ہے موفق وغیرہ پر جو کہتے ہیں کہ اعمش کے خلاف پر اجماع ہو چکا ہے یعنی باوجود مخالف ہونے ایسے ایسے اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع کا دعویٰ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقٰى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا.

۱۷۸۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیا کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن مکتوم اذان دے اس واسطے کہ بے شک وہ اذان نہیں دیتا یہاں تک کہ فجر نکلے اور قاسم نے کہا ان دونوں کی اذان کے درمیان کچھ فرق نہ تھا مگر یہ کہ یہ چڑھتا تھا اور یہ اترتا تھا یعنی بس اتنا ہی فرق تھا کہ بلال منبر سے تلے اترتے تھے اور ابن ام مکتوم اوپر چڑھتے تھے۔

بَابُ تَعْجِيْلِ السَّحُوْرِ

سحری کھانے میں جلدی کرنے کا بیان

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سحری طلوع فجر کے نزدیک واقع ہوتی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رات کی نماز سے پھرتے تھے پس کھانے کے ساتھ جلدی کرتے تھے واسطے خوف نکلنے صبح کے اور ابن منیر نے کہا کہ شتابی امور نسبیہ سے ہے پس اگر اول وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تقدیم کے ہوں گے اور اگر اخیر وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تاخیر کے ہوں گے اور تعجیل کے لفظ میں اشارہ ہے اس سے اس طرف کہ صحابی سبقت کرتا تھا ساتھ سحری اپنی کے فجر سے وقت خوف طلوع اس کے اور وقت خوف فوت ہونے نماز کے ساتھ مقدار چلنے اس کے کی طرف مسجد کی۔ (فتح)

۱۷۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِيْ أَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ أَنْ أُدْرِكَ السُّجُوْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۸۶۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں سحری کھایا کرتا تھا پھر مجھ کو جلدی ہوتی تھی کہ میں سحری کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤں۔

فائدہ: مراد سہل کی یہ ہے کہ نہایت جلدی کرنا اس کا یہ کہ اس کی سحری واسطے قریب ہونے اس کے کی طلوع فجر سے اس طرح سے تھا کہ نہ قریب تھا کہ صبح کی نماز کو حضرت ﷺ کے ساتھ پائے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز کو بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُوْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ

یعنی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کس قدر وقت ہوتا تھا

فائدہ: یعنی سحری کی انتہا اور فجر کی ابتداء میں کس قدر فرق تھا اس واسطے کہ مراد اندازہ کرنا اس زمانے کا ہے جس میں کھانا ترک کیا جاتا ہے اور مراد نماز کے فعل سے ابتداء شروع کرنے اس کے کا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ آيَةً.

۱۷۸۷۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر حضرت ﷺ نماز کی طرف کھڑے ہوئے سو میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا اس نے کہا کہ مقدار پڑھنے پچاس آیت کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اندازہ کرنا وقتوں کا ساتھ اعمال بدن کے اور عرب کا دستور یہی تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ ان کے اوقات متفرق تھے ساتھ عبادت کے اور اس میں تاخیر کرنا سحری کا ہے اس واسطے کہ وہ ابلغ ہے مقصود میں اس میں تقویت ہے اوپر روزے کے واسطے عام ہونے حاجت کی طرف طعام کی اور اگر سحری نہ کھاتے تو بعضوں پر دشوار ہوتا خاص کر اس شخص پر جس کی مزاج صفروی ہو کہ کبھی وہ بے ہوش ہو جاتا ہے تو رمضان میں روزہ کھولنے کی حاجت پڑتی ہے اور اس حدیث میں الفت دینا فاضل کا ہے اپنے اصحاب کو ساتھ ملکر کھانے کی اور یہ کہ حاجت کے لیے رات کو چلنا درست ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس نہیں سوتے تھے اور یہ کہ مستحب ہے جمع ہونا سحری پر اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ طلوع فجر سے پہلے سحری سے فراغت ہو جاتی تھی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سورج نکلنا باقی رہتا تھا پس یہ تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اختلاف حال پر اس واسطے کہ دونوں میں سے کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ اس کو ہمیشہ کرتے تھے پس حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول قصر پر محمول ہے سابق حال پر۔

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُوْرِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے اس بیان میں کہ سحری کھانے میں برکت ہے بغیر واجب کرنے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے

وَأَصْحَابَهُ وَاصَلُوْا وَلَمْ يُذْكَرِ السَّحُوْرُ.

اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے وصال کیا ہے یعنی پے در پے روزے رکھے بغیر اس کے کہ درمیان میں افطار کریں اور نہیں ذکر کیا گیا کھانا سحری کا۔

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو آئندہ آئے گی کہ آپ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا پھر منع کے بعد آپ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند موخر ہوتا تو میں تم کو زیادہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو ان کے ساتھ وصال نہ کرتے اس واسطے کہ وصال مستلزم ہے سحری کے ترک کرنے کو برابر ہے کہ ہم کہیں کہ وصال درست ہے یا نہیں و سیاتی الکلام فی حکم الوصال۔ (فتح)

۱۷۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

۱۷۸۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے وصال کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو ان پر دشوار ہوا سو حضرت ﷺ نے ان کو منع فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو دن میں کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: وصال اس کو کہتے ہیں کہ آدمی پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور ان کے درمیان رات کو بھی نہ کھائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ ﷺ اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال نہ کرتے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً.

۱۷۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس واسطے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

فائدہ: مراد برکت سے اجر و ثواب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ برکت یہ ہے کہ اس وقت آدمی جاگتا ہے اور دعا کرتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ سحری کھانے میں کئی قسم سے برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ پیروی کرنی سنت کی ہے اور مخالفت اہل کتاب کی اور قوت حاصل کرنی ہے عبادت پر اور زیادتی ہے نشاط میں اور مدافعت ہے واسطے سوء خلق

کے جس کو بھوک اٹھاتی ہے اور سبب ہے واسطے ذکر اور دعا کے وقت گمان قبول ہونے کے اور تدارک ہے واسطے نیت روزے کے اس کے لیے جو اس سے غافل ہو پہلے سونے سے اور ابن دقیق نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ یہ برکت امور اخرویہ کی طرف پھرے اس واسطے کہ سنت کا قائم کرنا اجر کو زیادہ کرتا ہے اور احتمال ہے کہ امور دینویہ کی طرف رجوع کرے مانند قوت بدن کی قوت پر اور حاصل ہونے اس کے کی بغیر ضرر کے اور حکمت روزے کے رکھنی ہیں توڑنا شہوت پیٹ اور فرج کا ہے سو اگر اس مقدار سے کھائے کہ یہ حکمت بالکل معدوم ہو جائے جیسا کہ مالدار لوگ کرتے ہیں تو یہ مستحب نہیں اور حاصل ہوتی ہے سحری ساتھ اقل اس چیز کے کہ کھائے اس کو آدمی کھانے کی چیز سے یا پینے کی چیز سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا نَوٰى بِالنَّهَارِ صَوْمًا — اگر دن کو روزے کی نیت کرے تو یہ درست ہے یا نہیں

فائدہ: علماء کو اس میں اختلاف ہے بعض فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں یعنی اگر روزہ فرض ہو تو اس کی نیت دن سے کرنا درست نہیں بلکہ اس کی نیت رات سے کرے اور اگر نفل ہو تو اس کی نیت دن کو بھی درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے درست ہے اور پیچھے درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَآءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ صَآئِمٌ يَوْمِيْ هٰذَا وَفَعَلَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کہا کرتا تھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے سو اگر ہم کہتے کہ نہیں تو کہتا کہ میں آج روزے دار ہوں' اور یہ کام ان چار اصحاب نے کیا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ نفل روزے کی نیت دن کو بھی جائز ہے پہلے زوال سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس نے رات کو روزے کی نیت کی تھی پھر اس سے عاجز ہوا اور روزہ کھولنے کا ارادہ کیا پس پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے اور یہ تاویل فاسد ہے اور ابن منذر نے کہا اس میں اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو صبح کرے روزہ نہ رکھنے کی نیت سے پھر اس کو ظاہر ہو یعنی چاہے کہ نفل روزہ رکھے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کو روزہ رکھنا جائز ہے جب اس کو چاہے اور یہی مذہب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا جو مذکور ہوئے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں جائز ہے نفل روزہ رکھنا یہاں تک کہ رات سے نیت کرے یا سحری کھائے اور امام مالک نے کہا نفل روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ رات سے نیت کرے مگر یہ کہ پے در پے روزے رکھتا ہو تو رات سے نیت کرنے کی حاجت نہیں اور اہل رائے یعنی حنفیہ نے کہا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو پھر اس کو ظاہر ہو کہ روزہ رکھے اور اس کی نیت زوال سے پہلے کرے تو درست ہے اگر زوال

سے بعد کرے تو درست نہیں میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور جو ابن منذر نے امام شافعی رحمہ اللہ سے مطلق جواز نقل کیا ہے برابر ہے کہ زوال سے پہلے نیت کرے یا پیچھے یہ ایک قول امام شافعی کا ہے اور مشہور مالک اور لیث وغیرہ سے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے روزہ نفل مگر ساتھ نیت کے رات سے۔ (فتح)

۱۷۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَّمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ.

۱۷۹۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد بھیجا کہ عاشوری کے دن لوگوں میں پکار دے کہ جس نے کھا لیا ہو تو روزہ تمام کرے یا فرمایا چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ نہ کھائے۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو رات کو نیت نہ کرے بلکہ دن کو کرے اس کا روزہ صحیح ہے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے درمیان روزے رکھنے کا حکم کیا پس معلوم ہوا کہ رات کو نیت کرنی شرط نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اس پر کہ عاشوری کا روزہ واجب تھا اور راجح قول علی رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ فرض نہ تھا اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ فرض تھا تو کہا جائے گا کہ بے شک منسوخ ہوا پس منسوخ ہوا حکم اس کا اور شرطیں اس کی ساتھ دلیل اس قول کے کہ جس نے کھا لیا ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو کہتا ہے کہ رات کو روزے کی نیت کرنی درست نہیں وہ نہیں جائز رکھتا روزہ اس شخص کا جو دن میں کھائے اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ رات کو نیت نہ کرنی خاص ہے ساتھ روزے عاشوری کے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اس کا حکم باقی ہے تو بند رہنے کے ساتھ حکم کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ کفایت کرتا ہے اور واقعی روزہ شمار کیا جاتا ہے پس احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو ساتھ امساک کے واسطے تعظیم وقت کی جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی بند رہنے کے وہ شخص کہ رمضان میں سفر سے آئے اور جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی وہ شخص کہ افطار کرے دن شک کے پھر چاند کو دیکھے اور یہ سب منافی نہیں حکم کرنے ان کے کو ساتھ قضاء کے بلکہ وارد ہو چکا ہے یہ صریحا بیچ ایک حدیث کے جو ابوداود اور نسائی نے روایت کی ہے کہ اسلم (ایک قبیلے کا نام ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنا باقی دن پورا کرو یعنی کھانے پینے سے بند رہو اور اس کو قضاء کرو اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث ثابت نہیں قضاء کے حکم میں تو نہ متعین ہو گا ترک قضاء کا اس واسطے کہ جو پورا دن نہ پائے اس کو قضاء لازم نہیں مانند اس شخص کی کہ بالغ ہوا یا مسلمان ہوا درمیان دن رمضان کے اور جمہور نے حجت پکڑی ہے واسطے شرط ہونے نیت روزے کے رات سے اس چیز سے کہ روایت کی ہے اصحاب سنن نے حنفیہ سے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں لیکن اس کے رفع میں اور وقف میں اختلاف ہے ترمذی وغیرہ نے اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور عمل کیا ساتھ ظاہر اسناد کے اماموں کی ایک جماعت نے سو صحیح کہا ہے انہوں نے حدیث مذکور کو انہیں میں سے ہیں ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ اور دارقطنی نے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے اور کہا کہ اس کے راوی معتبر ہیں اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ روزے قضاء اور نذر کے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہے اور زیادہ تر بعید اس سے فرق کرنا طحاوی کا ہے درمیان روزے فرض کے جب کہ کسی خاص معین دن میں ہو مانند عاشوراء کے پس کفایت کرتی ہے نیت دن میں یا کسی معین دن میں نہ ہوگا مانند رمضان کی پس نہ کفایت کرے گا مگر ساتھ نیت کے رات سے اور درمیان روزے نفل کے پس کفایت کرتا ہے ساتھ نیت کے رات میں اور دن میں اور تعاقب کیا ہے اس کا امام الحرمین نے ساتھ اس طور کے کہ یہ کلام واہیات ہے اس کا کوئی اصل نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ معتبر ہے نیت رمضان میں واسطے ہر دن کے بیچ قول جمہور کے اور امام احمد سے روایت ہے کہ سارے رمضان کے لیے صرف ایک نیت بھی کافی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اسحاق کا اور زفر نے کہا کہ صحیح ہے روزہ رمضان کا بیچ حق مقیم صحیح کے بغیر نیت کے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد کا اور حجت پکڑی ہے زفر نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں صحیح ہے اس میں غیر روزہ رمضان کا واسطے معین ہونے کے اس کے پس نہ محتاج ہوگا طرف نیت کی اس واسطے کہ زمانہ اس کے لیے کسوٹی ہے پس نہ متصور ہوگا ایک دن میں مگر ایک روزہ ابوبکر رازی نے کہا کہ اس کے قائل پر لازم آتا ہے یہ کہ صحیح کہے روزے اس شخص کے کو جس کو رمضان میں بے ہوشی ہو جائے جب کہ نہ کھایا ہو اور نہ پیا ہو واسطے پائے جانے امساک کے بغیر نیت کے اور الحاق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رات کو نیت کرنی بھول جائے واسطے برابر ہونے حکم جاہل اور ناسی کے۔ (فتح)

بَابُ الصَّآئِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

اگر روزے دار صبح کرے اس حال میں کہ اس کو نہانے کی حاجت ہو تو اس کا روزہ درست ہے یا نہیں؟

فائدہ: اور کیا فرق کیا جائے درمیان عامدا ور ناسی کے یا درمیان روزے فرض اور نفل کے اور ان سب مسئلوں میں سلف کو اختلاف ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہے یعنی خواہ عامد ہو یا ناسی یا روزہ فرض ہو یا نفل۔ (فتح)

۱۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

۱۷۹۱۔ سمی مولی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے ابو بکر بن عبدالرحمن سے سنا کہتا تھا کہ میں اور میرا باپ دونوں آئے یہاں تک کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ حِيْنَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَّجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكَ أَمْرًا وَّلَوْلَا مَرْوَانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيْهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُنَّ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَّابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلُ أَسْنَدُ

انہوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو فجر ہو جاتی کہ آپ ﷺ کو نہانے کی حاجت ہوتی تھی اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرنے سے پھر نہاتے اور روزہ رکھتے اور مروان نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرے یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو حالت جنابت میں صبح کرے تو اس کا روزہ درست نہیں اور مروان اس دن مدینہ پر حاکم تھا یعنی معاویہ کی طرف سے ابوبکر راوی نے کہا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس بات کو برا جانا یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے دوست تھے پھر اتفاقاً ہم ذوالحلیفہ میں اکٹھے ہوئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہاں زمین تھی سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھے ایک بات ذکر کرتا ہوں اور اگر مروان نے مجھ کو اس میں قسم نہ دی ہوتی تو میں اس کو تجھ سے بیان نہ کرتا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ذکر کیا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح حدیث بیان کی ہے مجھ سے فضل بن عباس نے اور وہ تجھ سے زیادہ تر جاننے والا ہے یعنی جو کچھ کہ میں کہتا ہوں کہ جو صبح کرے حالت جنابت میں اس کا روزہ صحیح نہیں یہ حدیث فضل نے مجھ سے بیان کی ہے اس کا ذمہ اس پر ہے اور ہمام اور عبداللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ روزہ کھولنے کے یعنی اس کے لیے جو حالت جنابت میں صبح کرے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث قوی تر ہے از روئے اسناد کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ صبح کرتے اس حال میں کہ مجھ سے جنبی

ہوتے پس روزہ رکھتے اور مجھ کو روزے کا حکم کرتے اور اس حدیث میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ رمضان میں جماع کرتے تھے اور تاخیر کرتے تھے غسل کو اس وقت تک کہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے واسطے بیان کرنے ہر بات کے کہ یہ جائز ہے اور دوسرا یہ کہ غسل جماع کے سبب سے تھا نہ احتلام کے سبب سے اس واسطے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت ﷺ اس سے معصوم تھے اور ارادہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ جماع کے مبالغہ بیچ رد کرنے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ جو جان بوجھ کر جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب کہ جان بوجھ کر جماع کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا تو جو نہانا بھول جائے یا اس سے سو جائے اس کو روزہ بطریق اولی نہ ٹوٹے گا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو یہ مذہب ان کا ابتداء میں تھا پھر ثابت ہو چکا ہے کہ اخیر عمر میں انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کیا یا تو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہے کہ وہ جواز میں صریح ہے باوجود یہ کہ غیر کے حدیث میں احتمال ہے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کا حکم استحباب پر محمول ہو یعنی غیر فرض میں مستحب ہے کہ اس کو قضاء کرے اور اسی طرح اس دن روزہ رکھنا بھی نہی تنزیہی پر محمول ہے لیکن بعض تابعین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر اڑے ہیں جیسا کہ ترمذی نے نقل کیا پھر ان کے بعد یہ اختلاف دور ہوا اور اس کے خلاف پر اجماع قرار پایا یعنی حالت جنابت میں صبح کرنی بالا جماع جائز ہے جیسا یقین کیا ساتھ اس کے نووی نے لیکن جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیتے ہیں ان میں سے بعض نے فرق کیا ہے درمیان اس کے جو جان بوجھ کر جماع کرے اور درمیان اس کے جس کو احتلام ہو اور عطاء سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے سو میری رائے یہ ہے کہ وہ روزہ پورا کرے اور قضاء کرے اور شاید کے اس کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں ہوا اور یہ قضاء کے واجب ہونے میں صریح نہیں اور حسن بن صالح سے بھی منقول ہے کہ قضاء واجب ہے اور طحاوی نے اس سے استحباب نقل کیا یعنی اس کی قضاء مستحب ہے اور ابن عبدالبر نے اس سے اور نخعی سے نقل کیا ہے کہ اگر روزہ فرض ہو تو قضاء واجب ہے اور اگر نفل ہو تو جائز ہے اور یہ سب اختلاف جنبی کے حق میں ہے جو جان کر عورت سے صحبت کرے لیکن اگر کسی کو رمضان کی رات میں احتلام ہو جائے تو اجماع ہے سب کا اس پر کہ وہ اس کو کفایت کرتا ہے لیکن دعوی اجماع ٹھیک نہیں اس واسطے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو رمضان کی ایک رات میں احتلام ہوا سو وہ طلوع فجر سے پہلے جاگے پھر نہانے سے پہلے سو گئے نہ جاگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اس نے کہا سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فتوی چاہا تو انہوں نے کہا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پس یہ صریح ہے تفرقہ میں اور جو کہتا ہے کہ جنبی کا روزہ صبح کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور

جمہور کہتے ہیں کہ خاصہ ثابت نہیں ہوتا مگر دلیل سے اور نیز یہ جواب دیتے ہیں کہ وارد ہو چکا ہے صریح جو دلالت کرتا ہے عدم خصوصیت پر جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتوی پوچھنے آیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا حجاب کے پیچھے سے سنتی تھیں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو صبح کی نماز نے پایا اس حال میں کہ میں جنبی تھا کیا پس میں روزہ رکھو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی فجر کی نماز پاتی ہے اس حال میں کہ میں جنبی ہوتا ہوں پس میں روزہ رکھتا ہوں اور ابن خزیمہ نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اس واسطے کہ جب روزہ پہلے فرض ہوا تو روزے کی رات میں سونے سے پہلے کھانا پینا جماع منع تھا پس احتمال ہے کہ فضل کی حدیث میں اس وقت کا ذکر ہو پھر اللہ نے یہ سب چیزیں صبح صادق تک مباح کیں سو جماع کرنے والے کو جائز ہوگا کہ یہ صبح صادق تک جماع کرتا رہے پس اس سے لازم آئے گا کہ اس کا غسل صبح صادق کے بعد واقع ہو پس دلالت کی اس نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث فضل کی حدیث کے واسطے ناسخ ہے اور فضل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو ناسخ نہیں پہنچا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہی فتوی دیتے رہے پھر جب ان کو یہ حدیث پہنچی تو اس سے رجوع کیا اور یہی قول ہے ابن منذر اور خطابی وغیرہ کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور یہی بات قوی ہے اور اولی ہے ترجیح سے یعنی بعض کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ترجیح ہے اس واسطے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر اس کی موافقت کی اور دو کی روایت مقدم ہوتی ہے ایک کی روایت پر خاص کر اس وجہ سے کہ وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اور وہ زیادہ تر جاننے والی ہیں ساتھ اس کے مردوں سے اور نیز اس واسطے کہ ان کی روایت منقول کے موافق ہے کما تقدم من مدلول الآیہ اور نیز موافق ہے معقول کو اور وہ یہ ہے کہ غسل ایک چیز ہے جو انزال کے سبب سے واجب ہوا ہے اور نہانے میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ روزے دار پر حرام ہو اس واسطے کہ کبھی روزے داروں کو بھی احتلام ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے اس پر نہانا اور نہیں حرام ہوتا اس پر بلکہ وہ بالا جماع روزہ پورا کرے اور اسی طرح اگر اس کو روزے کی رات میں احتلام ہو جائے تو وہ بطریق اولی جائز ہوگا اور روزے دار کو تو صرف منع ہے کہ جان بوجھ کر دن کو جماع نہ کرے اور یہ مشابہ ہے ساتھ اس شخص کے جو احرام کی حالت میں خوشبو لگانے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر حلال ہونے کی حالت میں خوشبو لگائے پھر احرام باندھے اور اس پر اس کا رنگ یا بو باقی ہو تو وہ اس پر حرام نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے علماء کو داخل ہونا امیروں پر اور ان کے ساتھ علم کا تذکرہ کرنا اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا ثبوت کا نقل میں اور رجوع کرنا معانی میں طرف اعلم کے اور یہ کہ جس بات میں عورتوں کو اطلاع ہو اس میں ان کی روایت کو ترجیح ہے مردوں کی روایت پر اور یہی حکم ہے مردوں کی روایت کا اور یہ کہ جو امر کا مباشر ہو وہ اعلم ہے ساتھ اس کے مخبر عنہ سے اور یہ کہ اصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

تمام افعال میں پیروی کرنی ہے جب تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ کہ اگر مفضول افضل سے اپنے معلوم کے خلاف کوئی چیز سنے تو اس کو جائز ہے کہ اس سے بحث کرے یہاں تک کہ اس کی وجہ پر واقف ہو اور یہ کہ اختلاف کے وقت حجت کتاب اور سنت ہے اور یہ کہ خبر واحد کی حجت ہے اور یہ کہ اس میں عورت مرد کی طرح ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے ناحق کا اقرار کیا اور اس کی طرف رجوع کیا اور اس میں استعمال کرنا سلف اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین کا ہے ارسال کا عدول سے بغیر انکار کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی باوجود یہ کہ ان کو ممکن تھا کہ وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ روایت کریں اور یہ کہ علماء کا ادب کیا جائے اور امیروں کے حکم کو بجا لایا جائے جب کہ اطاعت ہو اگرچہ اس میں مامور پر مشقت ہو (تکمیل) حیض اور نفاس والی عورت بھی جنبی کے معنی میں ہے جب کہ اس کا خون رات کو بند ہو پھر نہانے سے پہلے صبح ہو جائے کہ ان کا روزہ بھی صحیح ہے امام نووی نے کہا کہ یہی مذہب ہے سب علماء کا کہ ان کا روزہ صحیح ہے اور بعض سلف سے محکی ہے کہ وہ روزہ ان کا صحیح نہیں یہی محکی ہے اوزاعی اور حسن بن صالح اور عبدالملک سے کہ اگر صبح کے بعد نہائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّآئِمِ

روزے دار کو عورت کے بدن سے بدن لگانا درست ہے

فائدہ: مباشرت سے مراد اس جگہ جماع نہیں بلکہ صرف بدن سے بدن لگانا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حرام ہے اس پر ستر اس کا

فائدہ: اصل یہ روایت اس طور سے ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھ کو روزے کی حالت میں اپنی عورت سے کیا چیز حلال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا فرج حرام ہے یعنی اس کے سوا اور سب چیزیں حلال ہیں۔

۱۷۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَآئِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

۱۷۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور بدن سے بدن لگاتے تھے اور وہ اپنی حاجت کے لیے تم سے زیادہ مالک تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ اسود نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا روزے دار روزے کی حالت میں عورت کے بدن سے بدن لگائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ تو مراد اس سے نہی تنزیہی ہے تا کہ یہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے قول کے موافق ہو جائے اور موطا میں بھی ایک روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے دار کو مباشرت حرام نہیں اور نہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے رمضان میں اس حال میں کہ روزے دار ہوتے پس اس میں اشارہ ہے کہ روزے فرض اور نفل میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کہ کیا روزے دار کو روزے کی حالت میں بوسہ لینا اور مباشرت کرنی جائز ہے یا مکروہ سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ مطلق مکروہ ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بوسہ اور مباشرت کو برا جانتے تھے اور ابن منذر وغیرہ نے ایک گروہ سے نقل کی ہے کہ روزے دار کو قبلہ اور مباشرت حرام ہے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ اب ان سے مباشرت کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو مباشرت کرنی منع ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اس کو اللہ کی طرف سے بیان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو مباشرت جائز رکھی تو معلوم ہوا کہ مراد اس آیت میں مباشرت سے جماع ہے نہ وہ چیز جو اس سے کم ہے مانند بوسہ وغیرہ کے اور عبداللہ بن شبرمہ ایک فقہاء کوفہ نے فتوی دیا ہے کہ جو روزے کی حالت میں بوسہ لے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے اس کو ایک سے نقل کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا اور الزام دیا ہے ابن حزم نے اہل قیاس کو یہ کہ لاحق کریں روزے کو ساتھ حج کے بیچ منع ہونے مباشرت کے اور مقدمات نکاح کے واسطے اتفاق کہ اس پر کہ وہ دونوں جماع سے باطل ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ قبلہ مطلق درست ہے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ ایک گروہ کا بلکہ بعض اہل ظاہر نے مبالغہ کیا پس کہا کہ قبلہ مستحب ہے اور دوسرے لوگوں نے جوان اور بوڑھے میں فرق کیا ہے پس کہا کہ بوڑھے کو جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ اگر روزے دار اپنے نفس پر قادر ہو تو اس کو بوسہ لینا درست ہے اور نہیں تو نہیں تا کہ اس کا روزہ سلامت رہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور شافعی کا اور مسلم میں ایک حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان اور بوڑھے میں کچھ فرق نہیں بلکہ دونوں کو بوسہ لینا جائز ہے اور اگر بوسہ لے یا مباشرت کرے یا نظر کرے اور اس کو انزال ہو جائے یعنی منی نکل آئے یا مذی آئے تو اہل کوفہ کہتے ہیں کہ روزہ قضاء کرے جب کہ اس کو انزال ہو غیر نظر میں اور اگر اس کو مذی آئے تو اس میں قضاء نہیں اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور امام مالک اور اسحاق کہتے ہیں کہ ہر صورت میں قضاء کرے چاہے منی ہو یا مذی اور کفارہ دے مگر مذی میں نہ دے بلکہ اس میں فقط روزہ قضاء کرے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی عورت کی خلقت میں غور کرے اس حال میں کہ روزے دار ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بوسہ لے اور اس کی منی نکل آئے تو اس کا روزہ بلا اختلاف ٹوٹ جاتا ہے اور

اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم نے حکایت کی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا وَسَيَاتِي بَيَانُهُ.

وَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَآرِبُ حَاجَةٌ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ارب کے معنی حاجت کے ہیں

وَقَالَ طَاوُسٌ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَآءِ

یعنی اور طاوس نے کہا کہ مراد لفظ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ سے جو قرآن میں واقع ہوا ہے احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو۔

فائدہ: چونکہ اس حدیث میں ارب کا لفظ آیا تھا اس لیے اس کی مناسبت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لفظ قرآن کی تفسیر کر دی اور ابن جبیر نے کہا کہ مراد اس سے دیوانہ ہے اور عکرمہ نے کہا کہ مراد اس سے نامرد ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ نَظَرَ فَأَمْنَى يُتِمُّ صَوْمَهُ

روزے دار کو اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر روزے دار عورت کی طرف نظر کرے اور اس کی منی نکل آئے تو اپنا روزہ تمام کرے یعنی اگر بے اختیار منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۱۷۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ.

۱۷۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیتے تھے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار ہوتے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہنسنا تو اس واسطے تھا کہ انہوں نے تعجب کیا اس سے کہ جو اس مسئلہ میں مخالف ہے اور یا اپنے نفس سے تعجب کیا جب کہ حدیث بیان کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کی مثل کے ذکر سے مرد حیا کرتے ہیں اور یا تنبیہ کی اس پر کہ وہ خود صاحب اس واقع کی ہیں تا کہ اس کا زیادہ اعتبار ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے اور مازری نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بوسہ لینے والے کے حال

کا اعتبار کیا جائے پس اگر بوسہ اس کی منی نکال ڈالے تو بوسہ لینا اس کو حرام ہے اس واسطے کہ روزے دار کو انزال کرنا درست نہیں پس اس طرح جو اس طرف پہنچائے وہ بھی درست نہ ہوگا اور اگر اس سے مذی نکلے تو جو اس سے قضاء دیکھتا ہے اس کے نزدیک حرام ہے اور جو قضاء نہیں دیکھتا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر بوسہ کسی چیز کی طرف نہ پہنچائے تو پھر اس سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر بنا بر قول ذریعہ کے اور عجائبات سے ہے یہ حدیث جو حضرت ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد بوسہ سے پوچھنے والے کو فرمایا کہ بتلا تو کہ اگر تو کلی کرے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یعنی کلی سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور وہ ابتداء پینے کا ہے اور اس کی کنجی ہے جیسے کہ بوسہ جماع کے اسباب سے ہے اور پینا روزے کا توڑ دیتا ہے جیسا کہ اس کو جماع توڑ دیتا ہے اور جیسا کہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ بتداء پینے کا روزے کو فاسد نہیں کرتا اسی طرح بوسہ بھی روزے کو فاسد نہیں کرتا اور غرض اس جگہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس قول سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے اور امام نووی نے کہا کہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا حرام نہیں اس پر جس کی شہوت نہ ہلے لیکن اولی ترک کرنا اس کا ہے اور جب کہ بوسہ سے شہوت آ جائے اس کو بوسہ لینا حرام ہے اصح قول میں اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفل میں درست ہے اور فرض میں درست نہیں اور امام نووی نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ بوسے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے منی نکلے۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان چوستے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ چوس کر وہ تھوک پھینک دیتے تھے۔ (فتح)

۱۷۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

۱۷۹۴۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں تھی کہ ناگہاں مجھ کو حیض ہوا سو میں سرک گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے لیے یعنی جو حیض کے دنوں میں پہنا کرتی تھی سو فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض ہوا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں داخل ہوئی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ﷺ دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے۔

وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَآئِمٌ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ اِغْتِسَالِ الصَّآئِمِ. روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔

فائدہ: نہانا عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مسنون یا مباح اور گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزے دار کو حمام میں داخل ہونا منع ہے سو وہ ضعیف ہے اور حنفیہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہتے ہیں کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثَوْبًا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَآئِمٌ بَابٌ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑا بھگویا پھر اس پر ڈالا اس حال میں کہ وہ روزے دار تھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کپڑے کی تری بہت دیر تک بدن پر رہے یہاں تک کہ خشک ہو تو یہ مانند غسل کی ہے یا مانند پانی ڈالنے کی ہے بدن پر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معارضہ کرنا ہے اس چیز کا جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے ساتھ ایسے اثر سے کہ وہ اس سے قوی تر ہے اس واسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ روزے دار کو کپڑے کی تری مکروہ ہے۔ (فتح)

وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَآئِمٌ اور شعبی حمام میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ روزے دار تھا

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ شعبی روزے کی حالت میں نہانے کے لیے حمام میں گئے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو یہ کہ ہانڈی کا ذائقہ چکھے یا کوئی اور چیز چکھے

فائدہ: اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کھانے کا منہ میں داخل کرنا اور اس کا چکھنا اور نگلنے کے قریب کرنا روزے کے منافی نہیں تو پانی کا ظاہر بدن پر پہنچانا بطریق اولی منافی نہ ہو گا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّآئِمِ اور حسن نے کہا کہ روزے دار کو کلی کرنا اور پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کا کچھ ڈر نہیں یعنی ساتھ غسل

وغیرہ کے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو غسل کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا مُتَرَجِّلًا

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کسی کے روزے کا دن ہو تو چاہیے کہ صبح کرے اس حال میں کہ تیل لگایا ہو اور کنگھی کی ہو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس اثر کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ رات کو تیل لگانا مقتضی ہے اس بات کو کہ اس کا اثر دن میں باقی رہے اور وہ تر کرتا ہے دماغ کو اور قوی کرتا ہے نفس کو اور یہ غسل سے کئی درجے زیادہ ہے اس واسطے کہ نہانے کی ٹھنڈک ایک ساعت رہتی ہے پھر خشک ہو جاتی ہے بخلاف تیل لگانے کے کہ اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی مناسبت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ غسل کے مانع کا شاید مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ روزے دار پراگندہ حال رہے جیسا کہ حج میں وارد ہوا ہے اور تیل وغیرہ لگانے اس کے مخالف ہونے میں مانند غسل کے ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس وجہ سے مکروہ جانتا ہے کہ مبادہ حلق میں پانی نہ پہنچ جائے تو یہ علت باطل ہے ساتھ کلی کرنے کے اور مسواک کرنے کے اور ہانڈی چکھنے کے اور مانند ان کی کے اور اگر زینت کی وجہ سے مکروہ رکھتا ہے تو بے شک سلف نے روزے دار کو تیل وغیرہ سے زینت حاصل کرنے کو مستحب کہا ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان آثار کو اس بیان میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ لِيْ أَبْزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيْهِ وَأَنَا صَائِمٌ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ایک چوبچہ ہے کہ میں اس میں داخل ہوتا ہوں اس حال میں کہ میں روزے دار ہوتا ہوں۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے روزے کی حالت میں مسواک کی

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلَا يَبْلَعُ رِيْقَهُ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں دن کے اول اور آخر میں مسواک کیا کرتے تھے اور اپنی تھوک کو نگلتے نہیں تھے۔

فائدہ: اور مناسبت اس اثر کی قریب ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں بیچ

چکھنے ہانڈی کے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَهُ لَا أَقُوْلُ يُفْطِرُ

اور عطاء نے کہا کہ اگر وہ تھوک نگل لے تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ قِيْلَ لَهُ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَآءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تَمَضْمِضُ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا نہیں ڈر ہے ساتھ مسواک تر کے کسی نے کہا کہ اس کا ذائقہ ہے اس نے کہا کہ پانی کا بھی ذائقہ ہے حالانکہ تو اس سے کلی کرتا ہے۔

وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّآئِمِ بَأْسًا

اور نہیں دیکھا انس رضی اللہ عنہ اور حسن اور ابراہیم نے ساتھ سرمہ کے روزے دار کو کچھ ڈر

١٧٩٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ.

١٧٩٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاتے آپ کو فجر رمضان میں بغیر احتلام کے پس غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

١٧٩٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ.

١٧٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتی ہوں کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے اس حال میں کہ جنبی ہوتے تھے جماع کے سبب سے سوائے احتلام کے پھر روزہ رکھتے راوی نے کہا کہ پھر ہم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے سو اس نے بھی اسی طرح کہا ابو جعفر نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا کہ جب کوئی روزے کو توڑ ڈالے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ دے اس نے کہا کہ نہیں کیا تو حدیثوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ روزہ قضاء نہیں ہوتا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا — اگر روزے دار روزے کی حالت میں بھول کر کھا جائے یا پی لے تو کیا اس پر قضاء واجب ہے یا نہیں

فائدہ: اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ اس پر قضاء واجب نہیں اور امام مالک سے روایت ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء واجب ہوتی ہے اور یہی مشہور ہے قول امام مالک رحمہ اللہ کا اور اس کے اصحاب کا لیکن وہ فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں اور شاید کہ مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور یا محمول کیا ہے اس کو رفع اثم پر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَّمْ يَمْلِكْ — اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار ناک میں پانی لے اور پانی اس کے حلق میں داخل ہو تو اس کا کوئی ڈر نہیں اگر اس کے پھیرنے پر قادر نہ ہو۔

فائدہ: اور اگر اس کے پھیرنے پر قادر ہو اور اس کو نہ پھیرے اور وہ حلق میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر بھی قادر نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ — اور حسن نے کہا کہ اگر روزے دار کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کچھ نہیں یعنی اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا

فائدہ: اور مناسبت ان دونوں اثروں کی واسطے باب کی اس وجہ سے ہے کہ جو حلق میں پانی یا مکھی داخل ہونے سے مغلوب ہو اس کو اس میں اختیار نہیں مانند ناسی کی یعنی بھولنے والے کی اور ابن منیر نے کہا کہ مغلوب بھی ناسی میں داخل ہے واسطے جمع ہونے ان دونوں کے ترک عمد میں اور سلب اختیار میں یعنی دونوں میں اختیار نہیں اور ابن منذر نے اتفاق بیان کیا ہے اس پر کہ اگر روزے کی حالت میں کسی کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کوئی چیز نہیں لیکن اشہب سے منقول ہے کہ محبوب تر ہے یہ طرف میری یہ کہ قضاء کیا جائے اور ابن منیر نے کہا کہ مکھی کے داخل ہونے میں زیادہ تر مغلوب ہونا ہے پانی کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ مکھی خود بخود حلق میں داخل ہوتی ہے بخلاف استنشاق اور مضمضہ کے کہ وہ اس کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ابراہیم نے کہا کہ اگر اس کو کلی کے وقت روزہ یاد ہو تو اس پر قضاء واجب ہے سوائے بھولنے والے کے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر نماز کے لیے ہو تو قضاء نہ کرے نہیں تو قضاء کرے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ — اور حسن اور مجاہد نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بھول کر جماع کرے تو اس پر کوئی چیز نہیں

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو بھول کر کھا پی لے اور ظاہر ہوئی ساتھ اس اثر حسن

کے مناسبت ذکر اس اثر کے واسطے باب کے اور نیز ابن جریج سے روایت ہے کہ اس نے عطاء سے پوچھا کہ اگر کوئی رمضان میں بھول کر اپنی عورت سے صحبت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے عطاء نے کہا کہ یہ بھول نہیں اس پر قضاء ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور مالک اور لیث اور احمد کا اور ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ان سب نے فرق کیا ہے درمیان کھانے اور جماع کے یعنی کھانے میں کفارہ نہیں اور جماع میں کفارہ ہے اور احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ اس پر بھی کفارہ واجب ہے اور حجت ان کی یہ ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور الحاق کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے اس شخص کو جو بہت کھا لے واسطے نادر ہونے اس بھول کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جو بھول کر کھا پی لے اس پر قضاء واجب ہے اور اسی کو قیاس چاہتا ہے اس واسطے کہ روزے کا رکن فوت ہو چکا ہے اور وہ ماموارت کے باب سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ نسیان ماموارت میں اثر نہیں کرتا اور عمدہ دلیل اس شخص کی جو قضاء کو واجب نہیں کہتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کرنے کا حکم کیا اور نام رکھا اس کا جو روزہ تمام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ محمول ہے حقیقت شرعیہ پر پس تمسک کیا جائے گا ساتھ اس کے یہاں تک کہ کوئی دلیل دلالت کرے کہ مراد اس جگہ روزے سے حقیقت لغویہ ہے اور گویا کہ وہ اشارہ کرتا ہے ساتھ اس طرف قول ابن قصار کا کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے یہ ہے کہ وہ شخص اس میں داخل ہوا ہو اور نہیں اس میں نفی قضاء کی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا ہے تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس پر کہ روزہ صحیح ہے واسطے اشعار کرنے اس کی کے ساتھ اس بات کی کہ جو معنی اس سے صادر ہوا ہے وہ مصلوب ہے اضافت کرنے سے طرف اس کے یعنی یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے کھایا پیا بلکہ اللہ نے اس کو کھلایا سو اگر اس کا روزہ ٹوٹ جاتا تو البتہ اس کی طرف کھانے کا حکم منسوب کیا جاتا اور کہا کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ کھانے اور پینے کے باعتبار غالب کے ہے اس واسطے کہ جماع کا نسیان بہ نسبت ان دونوں کے بہت کم ہے اور ذکر غالب کا مفہوم کو تقاضہ نہیں کرتا اور اس میں اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ بھول کر کھانے سے قضاء واجب نہیں ہوتی ہے اور جو لوگ کہ روزے کے فاسد ہونے کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں باوجود اتفاق ان کے کہ ناسی کا کھانا اس کو واجب نہیں کرتا اور دار و مدار اس سب اختلاف کا اس پر ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت بھول کر کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور جو ارادہ کرے الحاق جماع کا ساتھ منصوص علیہ کے یعنی کھانے پینے کے سوائے اس کے نہیں کہ طریق اس کا قیاس ہے کہ اس نے اس کو بھول کر کھانے پینے پر قیاس کیا ہے اور قیاس ساتھ وجود فارق کے مشکل ہے مگر قیاس کرنے والے نے بیان کر دیا کہ وصف فارق لغو ہے اور بعض شافعیہ نے جواب دیا ہے اس طرح کہ بھول کر جماع کرنے والے پر قضاء کا نہ واجب

ہونا ماخوذ ہے اس لفظ کے عموم سے جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ جو افطار کرے مہینے رمضان میں اس واسطے کہ افطار عام ہے اس سے کھانے پینے سے ہو یا جماع سے اور سوائے اس کے نہیں کہ دوسرے طریق میں جو صرف کھانے پینے کو ذکر کیا ہے تو یہ باعتبار اغلب اور اکثر کے ہے از روئے وقوع کے اور واسطے نہ بے پرواہ ہونے کی ان سے اکثر اوقات میں۔ (فتح)

۱۷۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

۱۷۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بھول کر روزے کی حالت میں کھا لے یا پی لے تو چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے اس واسطے کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

فائدہ: ابن عربی نے کہا کہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کی شہروں کے تمام فقہاء نے اس پر کہ اگر بھول کر روزے کی حالت میں کھا پی لے تو اس پر روزے کی قضاء واجب نہیں تمام فقہاء نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس پر قضاء واجب ہے اس واسطے کہ فطر ضد ہے صوم کی اور امساک رکن ہے روزے کا پس مشابہ ہوا ساتھ اس کے کہ اگر نماز سے ایک رکعت بھول جائے یعنی جیسا کہ اس میں قضاء واجب ہے ویسے ہی روزے میں بھی واجب ہے اور دار قطنی نے اس میں یہ لفظ زیادہ کیا کہ تجھ پر قضاء نہیں سو ہمارے علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ تجھ پر اب قضاء نہیں اور یہ تعصف ہے اور سوائے اس کے کہ ہم کہتے ہیں کاش کہ یہ حدیث صحیح ہوتی پس ہم اس کی پیروی کرتے اور نہیں کہتے ہم یہ مگر مالک کے اصل پر کہ خبر واحد اگر قواعد کے مخالف آئے تو اس کے ساتھ عمل نہ کیا جائے گا پس جب پہلی حدیث موافق قاعدے کے آئی اس پر گناہ نہیں اس پر ہم نے عمل کیا اور چونکہ دوسری حدیث قواعد کے موافق نہیں تو اس پر ہم نے عمل نہ کیا اور قرطبی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو قضاء کو واجب نہیں کہتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے مواخذہ ساقط ہے یعنی اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوگا اس واسطے کہ مطلوب روزہ دن کا ہے کہ اس میں جزم نہ ہو لیکن دار قطنی نے اس میں سکوت قضاء روایت کی ہے اور وہ نص ہے احتمال کو قبول نہیں کرتی لیکن اس کی صحت میں شک ہے پس اگر صحیح ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اور قضاء ساقط ہوگی اور بعض مالکیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث نفل روزے پر محمول ہے جیسا کہ محکی ہے ابن شعبان سے اور اسی طرح کہا ہے ابن قصار نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ حدیث میں تعین رمضان کی واقع نہیں پس محمول ہوگی روزے نفل پر اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ حدیث میں اس بات قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے کفارہ ساقط ہے اور اس کا عذر ثابت ہے اور گناہ اس سے دور

ہے اور اس کی رات کی نیت بدستور قائم ہے اور جواب اس سب کا یہ ہے جو کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ساتھ اس لفظ کے من افطر فی شهر رمضان ناسيا فلا قضاء عليه و لا كفارة یعنی جو بھول کر رمضان میں روزہ کھول ڈالے تو نہ اس پر قضاء ہے اور نہ کفارہ پس اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی تبیین کر دی ہے کہ قضاء اس سے ساقط ہے اور یہ حدیث حسن ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور نیز مضبوط کی جاتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ فتوی دیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم نے اور کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی انہیں میں سے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر وہ موافق ہے واسطے اس آیت کی کہ لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دلوں نے کمایا پس بولنا دل کی کمائی میں سے نہیں اور موافق ہے واسطے قیاس کے بیچ باطل کرنے نماز کے ساتھ جان کر کھانے کے نہ ساتھ بھول کر کھانے کی پس اسی طرح روزہ بھی ہے اور جو قیاس کہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے وہ قبول نہیں اس واسطے کہ وہ نص کے مقابلے میں ہے اور رد کرنا اس کو واسطے حدیث کے باوجود صحیح ہونے اس کے ساتھ ہونے اس کی خبر واحد مخالف قاعدے کے مسلم نہیں اس واسطے کہ وہ قاعدہ مستقل ہے ساتھ روزے کے سو جو معارضہ کرے اس کا ساتھ قیاس کے نماز پر اس نے ایک قاعدے کو دوسرے قاعدے میں داخل کیا اور اگر کھولا جائے دروازہ رد کرنے حدیثوں صحیح کا ساتھ مثل اس کے تو بہت کم حدیثیں باقی رہیں گی اور اس حدیث میں بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ بندوں کے اور آسانی کرنے کا ساتھ ان کے اور دور کرنے جرح کا ان سے۔ (فتح)

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّآئِمِ روزے دار کو روزے کی حالت میں مسواک کرنی درست ہے خواہ مسواک خشک ہو یا تر

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ روزے دار کو تر مسواک کرنی مکروہ ہے مانند مالکیہ اور شعبی کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن سیرین نے مسواک تر کو پانی پر قیاس کیا جس کے ساتھ کلی کی جائے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے نقطہ بیچ وارد کرنے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے جو وضو کے بیان میں ہے اس باب میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اس نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور کہا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا اور نہیں فرق کیا روزے دار اور غیر روزے دار کے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَّا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ.

اور عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے تھے اس قدر کہ میں نہیں گن سکتا یعنی بہت دفع مسواک

کرتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو مسواک کرنی درست ہے یعنی خواہ مسواک خشک ہو یا تر اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ لازم پکڑنے مسواک کے اور نہیں خاص کیا تر کو خشک سے اور یہ بنا بر طریقے امام بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ مطلق عام کے معنی میں ہے اور یہ کہ جو چیز اشخاص میں عام ہے وہ احوال میں بھی عام ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر شخص کو ہر حال میں مسواک کرنی درست ہے اور تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی اخیر ترجمہ میں کہ نہیں خاص کیا روزے دار کو غیر اس کے سے اور نہیں خاص کیا تر مسواک کو خشک سے اور اس تقریر سے ظاہر ہوگی مناسبت تمام ان حدیثوں کی اور اثروں کی جن کو اس باب میں بیان کیا ساتھ ترجمہ اور جامع واسطے ان سب کے قول آپ ﷺ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ البتہ حکم کرتا ان کو میں مسواک کا ساتھ ہر وضو کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنی جائز ہے ہر وقت میں اور ہر حال میں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روزے دار کے لیے مسواک کا جائز ہونا اول دلیل سے نکالا پھر اس کو عام دلیلوں سے نکالا جو شامل ہیں مسواک کرنے والے کے احوال کو اور مسواک کے احوال کو پھر اس کو اس چیز سے نکالا جو مسواک سے عام تر ہے اور وہ کلی کرنی ہے اس واسطے کہ وہ ابلغ ہے مسواک سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مسواک کرنی ہر شخص کو ہر حال میں ہر قسم کی مسواک کے خواہ آدمی روزے دار ہو یا نہ ہو اور خواہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔ و فیہ المطابقۃ للترجمۃ

وَيُرْوٰى نَحْوُهٗ عَنْ جَابِرٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّآئِمَ مِنْ غَيْرِهٖ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ.

اور روایت ہے مانند اس کی جابر سے اور زید سے انہوں نے روایت کی ہے حضرت ﷺ سے اور نہیں خاص کیا حضرت ﷺ نے روزے دار کو اس کے غیر سے ' اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ مسواک پاک کرنی والی ہے منہ کو اور سبب ہے واسطے رضامندی اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی عام ہے۔ کما مر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ وَّقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ

اور عطاء اور قتادہ نے کہا کہ روزے دار کو اپنی تھوک کا نگلنا درست ہے

فائدہ: اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ نہایت اس چیز کا کہ خوف کیا جاتا ہے مسواک تر سے یہ ہے کہ اس سے کوئی چیز منہ میں داخل ہو جائے اور یہ چیز کلی کے پانی کی طرح ہے سو جب اس کو اپنے منہ سے پھینک دے تو نہ نقصان پہنچائے گا اس کو بعد اس کے یہ کہ اپنی تھوک نگل جائے۔ (فتح)

۱۷۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۷۹۸۔ عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا سو اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑا پھر اپنا منہ دھویا تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنا بایاں ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا داہنا پاؤں تین بار دھویا پھر اپنا بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے پھر دو رکعت خشوع سے نماز پڑھے اس میں نماز کے علاوہ کوئی خیال نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب کوئی وضو کرے تو چاہیے کہ اپنے ناک کے سوراخ میں پانی ڈالے اور نہیں جدا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو اس کے غیر سے۔

فائدہ: یہ اخیر قول امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت سے ہے اور وہ اسی طرح ہے اصل استنشاق میں لیکن ثابت ہو چکی ہے جدائی روزے دار کی اس کے غیر سے اس میں مبالغہ کرنے میں جیسا کہ اصحاب سنن نے لقیط بن صبرہ سے روایت کی ہے کہ مبالغہ کر استنشاق میں مگر یہ کہ تو روزے دار ہو اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس تفصیل کی ساتھ لا کر اثر حسن کے اُس کے بعد۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوْطِ لِلصَّائِمِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَيَكْتَحِلُ.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو ساتھ نسوار کے اگر اس کے حلق میں نہ پہنچے اور سرمہ ڈالے۔

فائدہ: اور اہل کوفہ اور اوزاعی اور اسحاق نے کہا کہ جو روزے میں نسوار لے اس پر روزے کی قضاء واجب ہے یعنی خواہ اس کے حلق میں پہنچے یا نہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں واجب ہے قضاء مگر پانی اس کے حلق میں جائے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا يَضِيْرُهُ إِنْ لَّمْ يَزْدَرِدْ رِيْقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا أَقُوْلُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ فَإِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ حَلْقَهُ لَا بَأْسَ لَمْ يَمْلِكْ.

اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار کلی کرے پھر منہ سے پانی پھینک دے تو نہیں نقصان پہنچاتا اس کو یہ کہ اس کی تھوک نگلے اور کیا چیز باقی ہے اس کے منہ میں یعنی کوئی چیز اس کے منہ میں باقی نہیں رہتی مگر اثر پانی کا اور اس کا نگلنا اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ چبائے روزے دار مصطگی کو اور اگر مصطگی کی تھوک نگل لے تو میں نہیں کہتا ہوں کہ اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کو اس سے منع کیا جائے۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں کوئی چیز روزے دار پر اس چیز میں کہ نگلے اس کو اس چیز سے کہ جاری ہوتی ہے ساتھ تھوک کے اس چیز سے کہ اس کے دانتوں میں ہے جس کے نکالنے پر قادر نہیں اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب اس کے دانتوں میں گوشت ہو اور اس کو جان بوجھ کر کھا لے تو اس پر قضاء نہیں اور جمہور اس کے مخالف ہیں اس واسطے کہ وہ کھانے میں شمار کیا جاتا ہے اور مصطگی کے چبانے میں اکثر علماء نے رخصت دی ہے اس سے کوئی چیز دھوئی نہ جاتی ہو اور اگر اس سے کوئی چیز دھوئی جاتی ہو تو وہ خشک کرنے والی ہے اور پیاس لگانے والی ہے تو وہ اس وجہ سے مکروہ ہوگی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ

اگر کوئی رمضان میں جماع کرے یعنی جان بوجھ کر اور

جانتا ہوتو واجب ہے اس پر کفارہ۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيْمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادٌ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطور مرفوع کے کہ جو رمضان میں ایک دن روزہ توڑے بغیر عذر کے اور بغیر بیماری کے تو نہیں قضاء ہوتا اس سے روزہ ساری عمر کا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور سعید بن مسیّب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا کرے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کی طرف اس کی جو کھانے پینے کے ساتھ روزہ توڑے اس پر کفارہ واجب ہے واسطے قیاس کرنے کے جماع پر اور جامع ان کے درمیان توڑنا حرمت مہینے کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ عمداً روزے کو توڑ دے اور ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اثار کے جن کو ذکر کیا طرف اس کی کہ قضاء کا واجب ہونا سلف کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر جماع سے روزہ توڑے تو اس میں کفارہ ضروری ہے اور اشارہ کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت پس ظاہر اس کا قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ اگر کھانے سے روزہ توڑے تو اس پر قضاء نہیں بلکہ وہ روزہ اس کے ذمہ رہتا ہے واسطے زیادتی کے اس کی سزا میں اس واسطے کہ قضاء کرنا اس واسطے مشروع ہوا ہے کہ گناہ دور ہو جائے لیکن عدم قضاء سے عدم کفارے کا لازم نہیں آتا اس چیز میں کہ اس کا حکم اس میں آ چکا ہے اور وہ جماع ہے اور فرق درمیان توڑنے حرمت کے ساتھ جماع کے اور کھانے کے ظاہر ہے۔ (فتح)

١٧٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَا لَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي فِي

١٧٩٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں دوزخ کی آگ میں جلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا سو اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی سو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑا تھیلہ لایا جس کو عرق کہتے ہیں یعنی اس میں ساٹھ سیر کھجوریں سماتی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اس نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا اس کو خیرات کر۔

رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں آگ میں جلا تو یہ اس وجہ سے کہا کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ گناہ کا مرتکب آگ سے عذاب کیا جاتا ہے تو اپنے نفس پر اطلاق کیا کہ وہ جل گیا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کے لیے یہ وصف ثابت کی چنانچہ فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا واسطے اشارت کرنے کے اس طرف کہ اگر اس نے اس پر اصرار کیا تو آگ کا مستحق ہوگا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اس نے جماع جان بوجھ کر کیا تھا کما سیاتی اور ایک روایت میں آیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا سو ایک مرد سامنے آیا اس حال میں کہ گدھے کو ہانکتا تھا اس پر کھانا تھا سو فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اب سو وہ شخص کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ کیا میں اپنے غیر پر خیرات کروں سو قسم ہے اللہ کی البتہ ہم بھوکے ہیں فرمایا تم ہی اس کو کھاؤ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ اگر رمضان میں جماع کرے تو اس کا کفارہ صرف کھانا کھلانا ہے سوائے روزے اور آزاد کرنے غلام کے اور اس میں اس کے لیے دلیل نہیں اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور دوسرے طریق میں روزے اور عتق کا ذکر بھی آچکا ہے اور تحقیق یاد رکھا اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور بیان کیا اس کو پورا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو مختصر بیان کیا اس جواب کی طرف طحاوی نے اشارہ کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختصار بعض راویوں کی طرف سے ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمٰن بن حارث نے محمد بن جعفر سے ساتھ اسی اسناد کے مفسر طور سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک سائے میں بیٹھے تھے سو بنی بیاضہ سے ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں جل گیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر اس نے کہا کہ میں غلام نہیں پاتا فرمایا کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ یہ بھی میرے پاس نہیں اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ اگر کھایا ہو تو اختیار ہے کوئی کفارہ دے اور اگر جماع کیا ہو تو صرف کھانا دے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ

اگر کوئی رمضان میں جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس پر خیرات کی جائے تو چاہیے کہ کفارہ دے

فائدہ: یعنی قصداً جان بوجھ کر جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو یعنی نہ غلام آزاد کر سکے نہ کھانا کھلا سکے اور نہ روزے رکھ سکے اور اس پر خیرات کی جائے یعنی بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے تو چاہیے اس کے ساتھ کفارہ

دے اس واسطے کہ اب وہ واجد ہو گیا ہے کہ اس کے پاس کھانا موجود ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مفلس ہونے سے کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

۱۸۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ وَأَنَا صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

۱۸۰۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اچانک ایک مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوا فرمایا کیا حال ہے تیرا اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا یعنی اس سے صحبت کی اس حال میں کہ میں روزے دار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو غلام پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے یہ کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو مقدور رکھتا ہے ساٹھ مسکینوں کو کھلانے کا اس نے کہا کہ نہیں راوی نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہے یعنی انتظار کی کہ کوئی کچھ لائے سو جس حالت میں کہ ہم اس طرح بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا آیا اس میں کچھ کھجوریں تھیں اور عرق تھیلے کو کہتے ہیں جو پٹھے کا بنا ہوا ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اس کو لے اور اس کو للہ خیرات کر سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا خیرات کروں میں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو پس قسم ہے اللہ کی مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان میرے گھر والوں سے کوئی زیادہ محتاج نہیں اور مراد اس کی دونوں طرف سے دو پہاڑیاں ہیں کہ مدینے سے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دانت ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا تو استدلال کیا گیا ہے اس سے کہ اس نے جان کر جماع کیا تھا اس

واسطے کی ہلاک ہونا اور جلنا مجاز ہے گناہ سے جو اس کی طرف پہنچائے اور جب یہ بات قرار پا چکے تو اس میں حجت نہیں کہ بھول کر جماع کرنے والے پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی مشہور ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ ناسی پر بھی کفارہ واجب ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جماع سے استفسار نہیں کیا کہ عمداً تھا یا بھول سے اور ترک استفسار فعل میں بجائے قول کے ہوتا ہے جیسا کہ مشہور ہے اور جواب یہ ہے کہ تحقیق ظاہر ہو چکا تھا حال اس کا ساتھ قول اس کے کہ میں ہلاک ہوا اور جل گیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ عامد تھا اور حرمت کو جانتا تھا اور نیز پس داخل ہونا بھول کا جماع میں رمضان کے دن میں بہت بعید ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جس میں حد نہیں اور وہ فتوی پوچھنے کو آئے تو اس کو تعزیر نہ دی جائے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تعزیر نہ دی باوجود یہ کہ اس نے گناہ کا اقرار کیا تھا اور نیز اس کو فتوی طلب کرنے کے لیے آنا ندامت اور توبہ کو چاہتا ہے اور تعزیر تو اصلاح چاہنے کے واسطے ہوتی ہے اور نیز اگر اس کو سزا دی جائے تو البتہ ہوگا وہ سبب واسطے ترک فتوی چاہنے کے اور یہ مفسدہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس کو تعزیر نہ دی جائے اور شرح سنہ میں ہے کہ جو جان کر رمضان میں جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر قضاء اور کفارہ ہے اور اس کو اس کے برے فعل پر تعزیر دی جائے اور یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ نہ واقع ہوا اس سے جو کچھ کہ اس واقع کے صاحب سے واقع ہوا ندامت اور توبہ سے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر واقع ہوا تو اس حدیث کی ایک طریق میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے کہ ایک مرد نے رمضان میں روزہ توڑا تو حکم کیا اس کو ساتھ غلام آزاد کرنے کے آخر حدیث تک تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو رمضان میں اپنا روزہ توڑے اس پر کفارہ لازم ہے برابر ہے کہ جماع سے روزہ توڑا ہو یا کھانے پینے وغیرہ سے اور یہی قول مالکیہ کا اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ روایت مطلق محمول ہے مقید پر جو دوسری روایت میں آچکا ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ میں اپنی عورت پر گرا تو مراد اس حدیث میں بھی فقط جماع ہے مطلق چیز نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ اس نے جماع سے روزہ توڑا اور یہ اولی ہے قرطبی کے دعوی سے کہ اس نے تعدد قصہ کا دعوی کیا ہے اور جو مطلقاً کفارے کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل قیاس کرنا کھانے والے کو جماع کرنے والے پر ساتھ جامع پھاڑنے حرمت روزے کے یعنی دونوں میں روزے کی حرمت کا پھاڑنا لازم آتا ہے اور ساتھ اس طور کے کہ جو کھانے پر مجبور کیا جائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ ٹوٹ جاتا ہے روزہ اس شخص کا کہ جماع پر مجبور کیا جائے وسیاقی بیانہ اور یہ جو کہا کہ کیا تو غلام پاتا ہے تو اس کے اطلاق سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ کافر غلام بھی آزاد کرنا درست ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ جب سبب مختلف ہو اور حکم ایک ہو تو کیا مطلق مقید کیا جاتا ہے یا نہیں اور کیا اس کی تقیید قیاس سے

ہے یا نہیں اور اقرب یہ ہے کہ وہ ساتھ قیاس کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی تقیید اور جگہوں میں اور یہ جو کہا
کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے تو ابن دقیق نے کہا کہ نہیں اشکال ہے اس میں
کہ جائز ہے انتقال کرنا روزے سے طرف کھلانے کی لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ طاقت رکھنا اس کا
روزے کے واسطے عدم صبر اس کے کے جماع سے تھا سو شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ شدت شہوت کی
عذر ہے یا نہیں اور صحیح ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ عذر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ غلام پائے لیکن اس کو
اس سے بے پرواہی نہ ہو کہ اس کو بھی روزے کی طرف انتقال کرنا درست ہے باوجود موجود ہونے اس کے کی
اس لیے کہ وہ غیر واجد کے حکم میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا
کہ برابر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر مثلاً چھ مسکینوں کو دس دن کھانا کھلائے تو یہ درست نہیں اور مشہور حنفیہ
سے یہ ہے کہ یہ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلائے تو بھی کفایت کرتا ہے اور مراد
کھلانے سے دینا ہے کھانے کا منہ میں رکھنا شرط نہیں بلکہ اس کے آگے رکھ دینا کافی ہے بغیر خلاف کے اور اطعام
کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے والا ہو پس جو لڑکا ہو کہ کھانا نہ کھاتا ہو وہ اس سے خارج ہوگا مانند قول حنفیہ
کے اور شافعی کہتے ہیں کہ اس کے ولی کو دیا جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جماع سے کفارہ واجب
ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ واجب نہیں اس دلیل سے کہ اگر واجب ہوتا تو تنگی کے وقت ساقط نہ ہوتا اور
جواب یہ ہے کہ تنگی کے وقت واجب نہ ہونا منع ہے یعنی ہم تسلیم نہیں کرتے کہ تنگی کے وقت واجب نہیں کما سیاتی
اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا دبر میں جماع کرنا بھی قبل میں جماع کرنے کے برابر ہے یا نہیں اور کیا شرط ہے
بیچ واجب ہونے کفارے کے ہر جماع خواہ کسی کے فرج میں ہو (مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر جماع کا یہی
حکم ہے خواہ کسی فرج میں ہو) اور نیز اس میں دلیل ہے کہ ان تین چیزوں کا کفارے میں جاری ہونا درست ہے
اور امام مالک سے روایت ہے کہ جماع کے کفارے میں سوائے کھانے کے اور کوئی چیز درست نہیں اور یہ قول ان
کا مخالف ہے حدیث کے لیکن ان کے بعض اصحاب نے اس لفظ کو حمل کیا ہے اور اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ
مستحب ہے کہ کھلانے کو مقدم کرے اور کہتے ہیں کہ کھانے کے مقدم ہونے کو کئی وجہ سے ترجیح ہے جیسا کہ فتح
الباری میں وہ وجوہات مذکور ہیں لیکن وہ وجوہات نہیں مقابلہ کرسکتی ہیں اس چیز کا جو حدیث میں وارد ہو چکی ہے
کہ پہلے غلام آزاد کرے یہ نہ ہو سکے تو روزے رکھے یہ بھی نہ ہو سکے تو کھانا کھلائے برابر ہے کہ ہم کہیں کہ کفارہ
ترتیب سے ہے یا اختیار ہے اس واسطے کہ یہ شروع کرنا اگر وجوب ترتیب کو تقاضا نہیں کرے گا تو اس سے کم نہیں
کہ استحباب کو تقاضا کرے اور نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے واسطے غیر ان تین چیزوں
میں کفارے میں اور بعض متقدمین سے آیا ہے کہ اگر غلام نہ پائے تو اس کے بدلے اونٹ قربانی کرے اور نیز

اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کفارہ ساتھ ان تین چیزوں کے ترتیب مذکور سے دے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایک چیز کے نہ ہونے کے بعد دوسرے کی طرف نقل کرنے کا حکم فرمایا اور عیاض نے کہا کہ اس میں وجوب ترتیب مذکور پر دلالت نہیں بلکہ یہی سوال کبھی تخییر میں استعمال کیا جاتا ہے اور جمہور کے نزدیک ترتیب کو ترجیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ترتیب افضلیت پر محمول ہے اور تخییر جواز پر محمول ہے یعنی افضل یہ ہے کہ ترتیب سے کفارہ ادا کرے اور اگر مقدم موخر کرے تو بھی جائز ہے اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق آیا تو عرق ایک ٹوکرا ہوتا ہے پٹھے کا بنا ہوا اور دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا ہر مسکین کو ایک مد سو لایا گیا وہ ساتھ پندرہ صاع کے سو فرمایا کہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا اور اس میں رد ہے کوفیوں پر کہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو تیس صاع واجب ہیں اور اگر اس کے سوا اور کوئی چیز ہو تو ساٹھ صاع دے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خیرات کر تو ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ تو اس کو اپنے نفس سے خیرات کر یعنی صرف اپنی جان کی طرف سے کفارہ دے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ کفارہ صرف مرد پر واجب ہے عورت پر واجب نہیں جس سے اس نے صحبت کی اور یہی اصح قول ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور جمہور کہتے ہیں کہ عورت پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر کا لیکن ان کو اختلاف ہے آزاد عورت میں اور لونڈی میں اور جو رضامندی سے جماع کرائے اور جو مجبور ہو کر جماع کرائے اس کا کفارہ خود اسی پر ہے یا مراد اس کی طرف سے ادا کرے اور حدیث میں کوئی چیز نہیں کہ ان چیزوں سے کسی چیز پر دلالت کرے عورت کا حکم اور دلیل سے لیا جائے گا باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ وہ روزے دار تھا اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ ہنسے تو یہ ہنسنا آپ ﷺ کا اس شخص کے حال کے اختلاف سے تھا کہ پہلے ڈرتا ہوا آیا اس حال میں کہ راغب تھا کہ یہاں تک کہ ممکن ہو اپنی جان کو فدا کر دے پھر جب اس نے رخصت پائی تو طمع کیا کہ جو اس کو کفارے سے دیا گیا تھا اس سے کھائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کفارہ اپنے گھر والوں کو کھلا تو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر سو بعض کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ کفارہ تنگی سے معاف ہو جاتا ہے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اس واسطے کہ کفارہ نہیں خرچ کیا جاتا طرف جان اپنی کی اور نہ طرف عیال اپنے کی اور یہ بھی حضرت ﷺ نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ کفارہ اس کے ذمہ میں برقرار ہے جب میسر ہو ادا کرے اور یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیسیٰ بن دینار مالکی نے اور اوزاعی نے کہا کہ استغفار کرے اور پھر یہ کام نہ کرے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ صدقہ فطر کے اس واسطے کہ ساقط ہوتا ہے وہ ساتھ تنگی کے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اور وہ چاند فطر کا ہے لیکن فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ صدقہ فطر کی ایک انتہاء ہے اور کفارے جماع کی کوئی انتہاء نہیں سو قائم رہے گا ذمہ میں اور نہیں حدیث میں وہ

چیز کہ دلالت کرے کہ کفارہ ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ہمیشہ رہنے اس کے کی عاجز پر اور جمہور کہتے ہیں کہ تنگی سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اور جس میں حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کی اجازت دی وہ کفارہ نہیں تھا پھر ان کو اختلاف ہے زہری نے کہا کہ یہ فقط اسی مرد کے ساتھ خاص تھا اور کسی کو جائز نہیں اور اسی طرف میلان کی ہے امام الحرمین نے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منسوخ ہے یہ حکم پہلے تھا اب نہیں اور قائل نسخ نے ناسخ کو بیان نہیں کیا پس دعوی نسخ بھی ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس کے اہل سے وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ ان پر لازم نہیں قرابتوں اس کے سے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا لیکن ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اس کو بھی اس سے کھانے کی اجازت دی اور بعض کہتے ہیں کہ جب اپنے اہل کے نفقہ سے عاجز تھا تو اس کو جائز ہوا کہ کفارے کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور شیخ تقی الدین نے کہا کہ اقوی یہ ہے کہ ٹھہرایا جائے دینا کھجوروں کا بطور خیرات کے اس پر اور اس کے اہل پر ساتھ اس صدقہ کے جب کہ ان کی حاجت ظاہر ہوئی اور اس پر کفارہ نہیں ساقط ہوا ساتھ اس کے لیکن کفارے کا اس کے ذمہ پر برقرار رہنا اس حدیث سے ماخوذ نہیں اور اس طرح کہ وہ چیز کہ علت بیان کرتے ہیں ساتھ اس کے تاخیر بیان کے سوا اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ علم بالوجوب مقدم ہو چکا ہے اور نہیں وارد ہوئی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ساقط ہونے کفارے کے اس واسطے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو اپنے عاجز ہونے کی خبر دی پھر اس کو عرق کے نکالنے کا حکم کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ عاجز سے ساقط نہیں ہوتا اور شاید کہ موخر کیا بیان کو وقت حاجت تک اور وہ قدرت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ اس سے ساقط ہو گیا لیکن وہ روایت ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی اور حق یہ بات ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر تو اس نے اس کو قبض نہ کیا بلکہ عذر کیا کہ میں اس کی طرف غیر سے زیادہ محتاج ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا اذن دیا سو اگر وہ اس کو قبض کرتا تو مالک ہوتا اس کا ساتھ صفت مشروط کے اور وہ نکالنا اس کا ہے اپنی طرف سے کفارے میں لیکن جب کہ اس نے اس کو قبض نہ کیا تو اس کا مالک نہ ہوا تو جب حضرت ﷺ نے اس کو اذن دیا کہ خود بھی اس سے کھائے اور اپنے اہل کو بھی اس سے کھلائے تملیک مطلق ساتھ نسبت کی طرف اس کی اور اہل اس کے کی اور ہوگا لینا ان کا اس کو ساتھ صفت فقر مذکور کے اور احتمال ہے کہ یہ تملیک شرط اول سے ہو پس نہ لازم آئے گا اس سے ساقط ہونا کفارے کا اور نہ کھانا مرد کا اپنے کفارے سے اور نہ حرج کرنا اس کا ان پر جن کا نفقہ اس پر لازم ہے کفارہ نفس اپنے سے اور آئندہ باب میں تصریح نہیں ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حکم ترجمہ کا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دونوں احتمال مذکورہ کی ساتھ لانے

صیغہ استفہام کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک سوال کرنا ہے حکم اس چیز سے کہ کرے اس کو مرد مخالف شرع کے اور اس کے ساتھ بات کرنی اور کرنا استعمال کنایہ کا اس میں جس کا ذکر قبیح ہو جیسا کہ اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا اور ایک یہ کہ طالب علم کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور گناہ پر نادم ہونا چاہیے اور یہ کہ جائز ہے بیٹھنا بیچ مسجد کے واسطے غیر نماز کے مصالح دینیہ سے مانند پھیلانے علم کی اور یہ کہ جائز ہے ہنسنا وقت وجوب سبب اس کے کے اور خبر دینا مرد کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے ساتھ اہل اپنے کے واسطے حاجت کی اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی واسطے تاکید کلام کے اور قبول کرنا قول مکلف کا اس چیز میں کہ نہیں اطلاع پائی جاتی اس پر مگر اس کی طرف سے اور اس میں مدد کرنی ہے عبادت پر اور سعی کرنی مسلمان کے خلاص کرنے میں اور دینا ایک کو زیادہ حاجت سے اور دینا کفارے کا ایک اہل بیت کو اور جو خود مفطر ہو اس کو دوسرے مفطر کو دینا واجب نہیں (فتح) اور بعض علماء نے اس حدیث سے ہزار مسئلہ نکالا ہے۔

بَابُ الْمُجَامِعِ فِيْ رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوْا مَحَاوِيْجَ

جو رمضان میں جماع کرے کیا وہ اپنے اہل کو کفارے سے کھلائے جب کہ محتاج ہوں

فائدہ: اس باب اور پہلے باب میں منافات نہیں اس واسطے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگی کے ساتھ کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس میں ہے کہ چاہیے کہ کفارہ دے اور اس باب میں تردد ہے اس میں کہ جس میں اس کو تصرف کا اذن ہے کیا وہ نفس کفارہ ہے یا نہیں اور اسی پر محمول ہوگا لفظ ترجمہ کا۔ (فتح)

۱۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْأٰخِرَ وَقَعَ عَلٰى امْرَأَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيْلُ قَالَ أَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ

۱۸۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ نیکی سے دور یعنی میں رمضان میں اپنی عورت پر واقع ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے وہ چیز کہ غلام آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو مقدور رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرق آیا اس میں کھجوریں تھی اور وہ زنبیل ہے فرمایا کہ اس کو اپنی طرف سے کھلا اس نے کہا کہ کیا ہم اپنے سے زیادہ محتاج کو کھلائیں اور نہیں مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی زیادہ تر محتاج ہم سے فرمایا کہ

قَالَ عَلٰی أَحْوَجَ مِنَّا مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا أَهْلُ بَیْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

یہ اپنے بال بچوں کو کھلا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَیْءِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو سینگی لگوانی اور قے کرنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: یعنی کیا وہ دونوں روزے کو فاسد کر دیتے ہیں یا ایک فاسد کرتا ہے یا نہیں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے قے اور حجامت کو جمع کیا باوجود یہ کہ وہ ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عادت اس کی تفریق تراجم کی ہے جب کہ اس حدیث میں پائے جائیں چہ جائیکہ دو حدیثوں میں پائے جائیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کام اس واسطے کیا کہ ان دونوں کا ماخذ ایک ہے اس واسطے کہ وہ اخراج ہے اور اخراج افطار کو تقاضا نہیں کرتا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا لیکن باب کی حدیثوں اور اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے ایک قے میں اس طرح قے پس جمہور کا مذہب ہے کہ جس کو خود بخود بے اختیار قے آ جائے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو جان بوجھ کر قے کرے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلق نہیں ٹوٹتا اور یہی ہے ایک روایت امام مالک سے اور استدلال کیا ہے ابہری نے ساتھ ساقط کرنے قضاء اس شخص کے کہ جان بوجھ کر قے کرے بایں طور کہ اس پر کفارہ نہیں اصح قول پر سو اگر قضاء واجب ہوتی تو کفارہ بھی واجب ہوتا اور بعض نے اس کا عکس کیا ہے پس کہا کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفارہ خاص ہے ساتھ جماع کے اس کے غیر میں نہیں یعنی اور روزے توڑنے والی چیزوں میں اور عطاء اور اوزاعی اور ابوثور نے کہا کہ قضاء کرے اور کفارہ دے اور نیز ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جس کو بے اختیار قے آئے اس پر قضاء نہیں مگر حسن کی ایک روایت میں اور دوسرا مسئلہ حجامت کا ہے سو اس میں جمہور کا مذہب یہی ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس کو روزہ پورا کرنا چاہیے اور یہی مذہب ہے انس اور ابوسعید اور حسن بن علی وغیرہ اصحاب اور تابعین اور علی اور عطاء اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا یہ مذہب ہے کہ دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے سینگی لگوانے والے کا بھی اور لگانے والے کا بھی اور کہتے ہیں کہ اس پر قضاء واجب ہے اور خلاف کیا ہے عطاء نے سو کہا کہ کفارہ بھی واجب ہے اور قائل ہیں ساتھ قول احمد کے ابن خزیمہ اور ابن منذر نے اور ابو ولید اور ابن حبان اور ترمذی نے کہا کہ شافعی نے کہا کہ اگر حدیث صحیح ہوتو میں اس کے ساتھ قائل ہونگا اور یہی قول ہے داودی مالکی کا اور فریقین کی حجت کو بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِیْ یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب روزے دار

بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا قَآءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُوْلِجُ.

قے کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا کہ وہ تو صرف ایک چیز پیٹ سے نکلتی ہے اور اس میں داخل نہیں ہوتی۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث سے نکالا جاتا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم ظاہر حدیثوں کو من حيث الجملة قیاسوں کے ساتھ تاویل کیا کرتے تھے اور دوسرے نے اس حصر کو منی سے توڑ دیا ہے اس واسطے کہ وہ بھی پیٹ سے نکلتی ہے اور وہ موجب ہے قضاء کو اور کفارے کو۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُوْ مُوْسٰى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوْا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهٰى وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوْعًا فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَالَ لِيْ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور پہلی روایت یعنی روزہ ٹوٹنے کی زیادہ ترصحیح ہے "اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزہ اس چیز سے ہے کہ داخل ہو نہ اس چیز سے کہ باہر نکلے' اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ سینگی کھچواتے روزے کی حالت میں پھر اس کو چھوڑ دیا سو تھے سینگی لگواتے رات کو' اور سینگی لگوائی ابو موسیٰ نے رات کو' اور ذکر کیا جاتا ہے سعد سے اور زید بن ارقم سے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے کہ انہوں نے روزے کی حالت میں سینگی کھچوائی' اور بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک سینگی لگواتے تھے سو ہم منع نہ کیے جاتے تھے' اور حسن نے کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے مرفوعا روایت کی ہے کہ سینگی لگوانے والے اور لگانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور حسن رضی اللہ عنہ سے اس اسناد کے ساتھ جس کو بخاری رحمہ اللہ علیہ نے ذکر کیا حسن سے ایسے ہی مروی ہے عیاش سے کہا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے انہوں نے کہا ہاں پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور تینوں امام کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا نہ سینگی لگانے والے کا نہ لگوانے والے

کا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان دونوں نے روزے کے توڑنے کے ساتھ تعرض کیا لگانے والے نے تو اس کے واسطے وہ بے خوف نہیں اس سے کہ کوئی چیز خون سے اس کے پیٹ میں پہنچے اور اسی طرح مجحوم پس اس وجہ سے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ اپنی قوت سے ضعیف ہو جائے اور روزہ توڑنے تک نوبت پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان دونوں نے مکروہ فعل کیا اور وہ حجامت ہے سو گویا کہ وہ عبادت کے ساتھ ملتبس نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی اسناد زیادہ تر صحیح ہے پس اگر حجامت سے بچے تو وہ محبوب تر ہے طرف میری از روئے احتیاط کے اور قیاس ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے اور جو چیز کہ یاد رکھتا ہوں میں اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور عام اہل علم سے وہ یہ ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

۱۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۸۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی کھچوائی احرام کی حالت میں اور سینگی کھچوائی روزے کی حالت میں۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ حدیث أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر میں واقع ہوا اور اسی طرح کہا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں سینگی لگوانی درست ہے۔ (فتح)

۱۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۸۰۳۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۱۸۰۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۰۴۔ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم روزے دار کو روزے کی حالت میں سینگی کھچوانی مکروہ جانتے تھے اس نے کہا کہ نہیں مگر ضعف کے سبب سے کہ مبادا ضعف لائے اور اس کو روزے سے باز رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ
یعنی سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی مباح ہے اور مکلف کو اختیار ہے کہ خواہ رکھے یا نہ رکھے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور۔ (فتح)

۱۸۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهِ هَا هُنَا ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابَعَهُ جَرِيْرٌ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ.

۱۸۰۵۔ ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی آفتاب باقی ہے یعنی اس کی روشنی باقی ہے اور ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو وہ اترا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ستو گھولے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو پیئے پھر اپنے ہاتھ سے اس جگہ اشارہ کیا یعنی پچھّم کی طرف پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ اس طرف آئے اور ادھر سے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا۔

۱۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

۱۸۰۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ یا حضرت! میں پے در پے روزے رکھتا ہوں۔

۱۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۱۸۰۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں سفر میں روزے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

رکھتا ہوں اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو روزہ رکھ اور چاہے تو نہ رکھ یعنی سفر میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں تو استدلال کیا گیا ہے اس سے اس پر کہ ہمیشہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ تتابع بدون صوم دہر کے بھی صادق آتا ہے پس اگر ثابت ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے تو یہ پے در پے روزہ رکھنے کا اذن اس کے معارض نہیں ہوسکتا بلکہ تطبیق ان کے درمیان واضح ہے اور یہ جو کہا کہ میں سفر میں روزہ رکھتا ہوں تو اس میں تصریح نہیں کہ وہ رمضان کا روزہ تھا پس نہ ہوگی اس میں حجت اس شخص پر جو سفر میں رمضان کا روزہ منع کرتا ہے **كذا قال ابن دقيق** میں کہتا ہوں کہ باب کی حدیث کی نسبت تو یہ خیال ٹھیک ہے کہ وہ مانع صَوْمٌ فِيْ سَفَرٍ پر حجت نہیں لیکن مسلم میں ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو سفر میں روزہ رکھنے کی قوت ہے تو کیا پس مجھ پر گناہ ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اللہ کی طرف سے رخصت ہے سو جس نے اللہ کی رخصت کو لیا اس نے خوب کیا اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور یہ مشعر ہے کہ اس نے فرض روزے کا حکم پوچھا تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ رخصت کا لفظ واجب کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِّنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

جب کوئی رمضان کے کچھ روزے رکھے پھر سفر کرے اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ جو اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جو اپنے وطن میں رمضان کا چاند دیکھے پھر اس کے بعد سفر کرے تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ روزہ نہ رکھے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس شخص کے جو سفر میں رمضان کا چاند دیکھے پھر بیان کیا ابن منذر نے ساتھ اسناد صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ یہ آیت (کہ جو تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے) منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ الآیۃ یعنی اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے پھر کہا کہ جمہور کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۱۸۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ.

۱۸۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مکے کی طرف نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب قدید میں (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کی دو منزل مکے سے) پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھولا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قدید ایک پانی کا نام ہے درمیان عسفان اور قدید کے۔

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدید میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ لوگوں پر روزہ مشکل ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس کو ہاتھ میں پکڑا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پیا اور روزہ کھولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ ایک آدمی کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا دیا اس نے بھی پیا سو اس کے بعد کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بعض لوگوں نے روزہ نہیں کھولا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں نافرمان لوگ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ سفر میں روزہ کھولنا ضروری ہے اور نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ کما سیاتی اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مسافر کو جائز ہے کہ دن کے درمیان روزہ کھولے اگرچہ اس نے رمضان کا چاند وطن میں دیکھا ہو اور یہ حدیث ہے جواز میں اس واسطے کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال رمضان میں چاند دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تھے پھر رمضان کے درمیان سفر کیا دسویں رمضان کو مدینے سے چلے اور انیسویں کو مکے میں پہنچے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مرد کو یہ کہ افطار کرے اگرچہ رات سے روزے کی نیت کی ہو اور روزے کی حالت میں صبح کی ہو پس جائز ہے اس کو یہ کہ افطار کرے بیچ دن کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے اکثر شافعیہ نے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو روزہ کھولنا درست نہیں اور گویا کہ سند اس قول کی وہ ہے جو کتاب بویطی میں واقع ہوا ہے متعلق کرنے قول سے ساتھ اس سے اوپر صحیح ہونے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور یہ سبب اس کا حکم ہے کہ سفر میں روزے کی نیت کرے اور اگر اقامت کی حالت میں روزے کی نیت کرے پھر دن کے درمیان سفر کرے تو کیا اس کو جائز ہے یہ کہ دن کے درمیان روزہ رکھ لے جمہور کہتے ہیں کہ اس کو روزہ کھولنا جائز نہیں اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ جائز ہے اور اختیار کیا ہے اس کو مزنی نے اس حدیث کی دلیل سے اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مدینے سے چلے تھے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا تھا حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ مدینے اور قدید کے درمیان کئی دن کا فاصلہ ہے

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ روزے کی حالت میں سفر کا ارادہ کرتے تھے تو روزہ کھولتے تھے پہلے اس سے کہ سوار نہ ہوتے پھر نہیں فرق ہے نزدیک ان کی جو روزہ کھولنے کو جائز رکھتے ہیں جس چیز سے چاہے افطار کرے یعنی خواہ کھانے پینے سے ہو یا جماع وغیرہ سے اور امام احمد کا مشہور قول ہے کہ کھانے پینے اور جماع کے درمیان فرق ہے جماع سے روزہ کھولنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں سے درست ہے اور اگر جماع سے روزہ کھولے تو اس پر کفارہ ہے مگر یہ کہ جماع سے پہلے کسی اور چیز کے ساتھ روزہ کھولے اور اعتراض کیا ہے بعض مانعین نے اصل مسئلے میں سو کہا کہ نہیں دلالت ہے حدیث میں اس پر کہ جس دن حضرت ﷺ نے روزہ کھولا تھا اس رات کو آپ ﷺ نے روزے کی نیت کی تھی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات کو روزے کی نیت نہ کی ہو بلکہ روزہ نہ رکھنے کی نیت کی ہو پھر افطار کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تاکہ لوگ بھی روزہ کھولیں لیکن سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے روزے کی حالت میں صبح کی پھر روزہ کھولا۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ضروری ہے کہ ابو درداء کی حدیث کو پہلے باب سے تعلق ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے رمضان کے اندر حضرت ﷺ کے روبرو روزہ کھولا اور حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کھولنا جائز ہے اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرے اس کو روزہ کھولنا درست نہیں۔ (فتح)

۱۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيْلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَآئِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ.

۱۸۰۹۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے بعض سفر دن میں نکلے بیچ دن گرم کے یہاں تک کہ آدمی شدید گرمی کے سبب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور نہ تھا ہم میں کوئی روزے دار مگر حضرت ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ رمضان میں نکلے سخت گرمی میں اور اس زیادت کے ساتھ تمام ہوگی مراد استدلال سے اور اس سے رد ہوگا قول ابن حزم کا کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس

واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ روزہ نفل ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو طاقت رکھتا ہے اور اس کو سخت تکلیف نہ ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

باب ہے بیچ بیان فرمان حضرت ﷺ کے واسطے اس شخص کے کہ اس پر سایہ کیا گیا تھا اور اس کو سخت گرمی پہنچی تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے حق میں یہ حدیث فرمائی تو اپنی سخت تکلیف کے سبب سے فرمائی اور ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی شدت مشقت سے جمع کیا جائے گا درمیان حدیث باب کی اور جو اس سے پہلے ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو طاقت رکھتا ہو اس کے واسطے روزہ رکھنا افضل ہے نہ رکھنے سے اور جو مشقت کی تحقیق نہ کرسکتا ہو اس کو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا فرض سے کفایت نہیں کرتا مگر سفر میں روزہ رکھے حضر میں اس کی قضاء اس پر واجب ہے واسطے ظاہر اس آیت کی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اور واسطے اس حدیث کے اور یہ قول بعض اہل ظاہر کا ہے اور یہی محکی ہے عمر اور ابی عمر اور ابو ہریرہ اور زہری اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے کہتے ہیں کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے اور جمہور اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ افطار کرو اور دنوں سے گنتی پوری کرو اور مقابل اس قول کے قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں مگر اس شخص کو جو اپنی جان پر ہلاک یا شدت تکلیف کا خوف رکھتا ہو یہی محکی ہے ایک قوم سے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو قادر ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان میں سے بہت علماء کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا افضل ہے واسطے عمل کرنے رخصت پر اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو آسان ہو وہ افضل ہے واسطے اس آیت کے کہ ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھ تمہاری آسانی کا اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور ترجیح جمہور کے قول کو ہے لیکن کبھی افطار کرنا افضل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس پر روزہ دشوار ہو اور اس کے ساتھ تکلیف پائے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہا کہ جو سفر میں روزہ رکھے اس پر پہاڑ کے برابر گناہ ہے سو یہ روایت محمول ہے اس شخص کے حق میں جو رخصت سے اعراض کرے اور منہ پھیرے اور اس کے ساتھ اعتقاد نہ رکھے اور اسی طرح جو کوئی اپنی جان پر خوف کرے کہ اگر میں سفر میں روزہ رکھوں گا تو ریا اور خود پسندی لازم آئے گی تو اس کو بھی افطار کرنا افضل ہے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جو سفر میں روزہ رکھنے

کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو اس حدیث کی ایک طریق میں واقع ہوا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا آخری امر ہے پس سفر میں روزہ رکھنا منسوخ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور نیز دلیل ان کی یہ ہے پہلے آپ ﷺ نے روزہ رکھا پھر افطار کیا اور روزہ رکھنے والے کو گناہ کی طرف منسوب کیا لیکن اس میں اس کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں اس واسطے کہ مسلم میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے بعد سفر میں روزے رکھتے تھے اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس باب میں مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس کے سبب پر نکلی سو اس پر بند کی جائے گی یعنی یہ حدیث آپ ﷺ نے تکلیف کے سبب سے فرمائی ہے سو جس کو ایسی سخت تکلیف ہو جیسا کہ اس شخص کو ہوئی تھی اس کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسی طرف میلان ہے بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں اور جس کو سفر میں تکلیف نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نفی نیکی کی محمول ہے اس شخص پر جو قبول رخصت سے انکار کرے اور روزے میں اس حالت کو پہنچے خواہ فرض ہو یا نفل اور احتمال ہے کہ معنی اس کے یہ ہوں کہ نہیں نیکی مفروض سے کہ جو اس کی مخالفت کرے گنہگار ہوگا۔ (فتح)

۱۸۱۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَأَى زِحَامًا وَّرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

۱۸۱۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک سفر میں تھے سو لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک شخص کو دیکھا (کہ غش میں پڑا ہے) اور لوگوں نے اس پر سایہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ روزے دار ہے سو فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت رخصت کر لینا مستحب ہے اور اس کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ.

حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعض نے بعض پر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں عیب نہ کیا۔

فائدہ: یعنی سفر میں اور اشارہ ہے اس میں طرف تاکید اس چیز کی کہ اعتماد کیا اس پر تاویل حدیث سے جو پہلے ہے اور یہ کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جس کو روزہ رکھنا بہت دشوار ہو اور اس میں بہت تکلیف ہو اور جس کو تکلیف نہ ہو نہ

عیب کیا جائے اس پر روزہ رکھنے کو اور نہ رکھنے کو یعنی خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اس پر عیب نہ کیا جائے۔

۱۸۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّآئِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّآئِمِ.

۱۸۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے سو نہ کوئی روزے دار بے روزہ پر عیب کرتا تھا اور نہ بے روزہ روزے دار پر عیب کرتا تھا۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

جو سفر میں روزہ کھولے تا کہ اس کو لوگ دیکھیں اور اس کی پیروی کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی جب کہ وہ شخص مقتدا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ افطار روزے کا افضل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کو روزہ تکلیف دے یا ریا اور خود پسندی سے ڈرے یا گمان کرے ساتھ اس کے اعتراض کا رخصت سے بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ اقتدا کی جائے ساتھ اس کے تا کہ تابعداری کرے اس کی وہ شخص کہ واقع ہو اس کے لیے کوئی چیز تینوں امروں سے اور اس وقت اس کے حق میں روزہ افطار کرنا افضل ہوگا واسطے فضیلت بیان کے۔ (فتح)

۱۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَرَفَعَهُ إِلٰى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۸۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تا کہ وہ لوگوں کو دکھا دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور یہ رمضان کے مہینے میں تھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور افطار کیا یعنی کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا

فائدہ: یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا احد الواجبین من تخییر تھی یعنی روزہ رکھنے اور بدلہ دینے میں اختیار تھا جو چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا لیکن جو روزہ نہ رکھتا تھا اس کو حکم تھا کہ ہر روز کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلمہ لا کا یہاں محذوف ہے اور یہ آیت شیخ فانی یعنی بڑے بوڑھے اور بیمار کے حق میں ہے کہ اس کو تندرستی کی امید نہ ہو۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ نَسَخَتْهَا ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ منسوخ کیا اس آیت کو اس آیت نے مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا ہے قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فرقان پھر جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے اور دنوں سے تشکرون تک۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہاں یہ آیت ہے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے اس واسطے کہ یہ امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس آیت ناسخ ہے واسطے پہلی آیت کے جس میں روزے اور فدیہ کا اختیار تھا۔

وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيْقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا ﴿وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ فَأُمِرُوْا بِالصَّوْمِ.

اور ابن نمیر نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہ رمضان کے روزے کا حکم اترا سو ان پر دشوار ہوا سو طاقت والوں میں سے جو ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا وہ روزہ رکھتا تھا اور ان کو اس میں رخصت دی گئی تھی سو منسوخ کیا اس کو اس آیت نے کہ روزہ رکھنا تمہارے واسطے بہتر ہے تو ان کے روزے کا حکم ہوا۔

فائدہ: یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بہتر ہونا فرضیت کو تقاضا نہیں کرتا بلکہ مشارکت کو اصل خیریت میں اور

کرمانی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ روزہ تطوع بالفدیہ سے بہتر ہے اور تطوع ساتھ فدیہ کے سنت ہے اور بہتر سنت سے نہیں ہوتا مگر واجب اور یہ جواب ٹھیک نہیں اور خاص کر روزے کی فرضیت اس آیت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ واجب مخیّر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ روزہ افضل ہے اور بعض واجب مخیّر کا واجب سے افضل ہونا جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں اور یہ سب حدیثیں متعلق ہیں اس پر کہ آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ منسوخ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ وہ محکم ہے اور مخصوص ہے ساتھ شیخ فانی کے۔ (فتح)

۱۸۱۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ.

۱۸۱۳۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آیت فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ پڑھی اور کہا کہ یہ منسوخ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فدیہ کی آیت منسوخ ہے۔

بَابٌ مَتٰى يُقْضٰى قَضَآءُ رَمَضَانَ

رمضان کا قضاء شدہ روزہ کب قضاء کیا جائے

فائدہ: یعنی اگر رمضان کے روزے کسی عذر سے فوت ہو جائیں تو کب رکھیں جائیں اور نہیں مراد ہے قضاء کرنا قضاء رمضان کا جیسا کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور مراد استفہام سے یہ ہے کہ کیا ان کی قضاء پے در پے متعین ہے یا جائز ہے رکھنا ان کا جدا جدا اور کیا متعین ہے یہ بات کہ فی الفور رکھے جائیں یا جائز ہے دیر کرنی ان میں اور ظاہر بخاری رضی اللہ عنہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دیر سے رکھنا بھی درست ہے اور ان کو جدا جدا کر کے بھی چنانچہ مثلا دس ایک مہینے میں رکھے اور دس دوسرے میں واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو ترجمہ میں آثار سے موافق عادت اپنی کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ واجب ہے پے در پے رکھنا اور یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پے در پے قضاء کرے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ سو متتابعات کا لفظ ساقط ہو اور موطا میں ہے کہ یہ قرات ابی بن کعب کی ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ تتابع واجب نہیں گویا کہ پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہوا اور جو لوگ جائز رکھتے ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ پے در پے رکھنے اولی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُّفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ صَوْمِ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نہیں ڈر ہے اس میں کہ جدا جدا رکھے جائیں واسطے دلیل اس آیت کی کہ گنتی چاہیے اور دنوں سے یعنی اس واسطے کہ آیت عام

الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ.

ہے تتابع اور تفاریق دونوں کو شامل ہے پس جدا جدا روزے رکھنے بھی جائز ہوں گے' اور سعید رضی اللہ عنہ نے ذوالحجہ کے دس روزوں کے باب میں کہا کہ لائق نہیں یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ قضاء رمضان کے اور تمام کیا جائے ان کو۔

فائدہ: اصل یہ قول اس طرح سے ہے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ قضاء کیے جائیں روزے رمضان کے عشرہ ذوالحجہ میں اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نفل روزہ رکھنا اس کو جس پر رمضان کا قضاء روزہ باقی ہو مگر اولی اور افضل یہ ہے کہ اول رمضان کا روزہ ادا کرے واسطے قول اس کے کہ لائق نہیں اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے ارشاد میں طرف ابتداء بالأہم کہ اس سے معلوم ہوا کہ تراخی درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة (فتح) اور قسطلانی میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ رمضان کے یعنی اول اس کا روزہ قضاء کیا جائے اور یہ منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اولویت پر اور قیاس چاہتا ہے کہ پے در پے رکھے جائیں تا کہ ملحق ہو یعنی مواق ہو صفت قضاء کی ساتھ صفت ادا کی جیسے کہ رمضان کے روزے رمضان میں پے در پے رکھے جاتے ہیں ویسے قضاء بھی پے در پے رکھے جائیں تا کہ قضاء ادا کے موافق ہو اور نیز اس میں جلدی ہے واسطے پاک ہونے ذمہ سے اور واجب نہیں واسطے مطلق ہونے آیت کی۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِذَا فَرَّطَ حَتّٰى جَآءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُوْمُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا.

اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جب قصور کرے یعنی جو روزہ اس پر قضاء ہوا اور اس کو قضاء نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آئے تو دونوں کے روزے رکھے یعنی اس کو قضاء سابق پر موقوف نہ رکھے اور نہیں دیکھا ابراہیم نے اس میں کھانا کھلانا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا سو اس سے رمضان کے کل روزے یا بعض روزے قضاء ہوئے پھر اس کو قضاء نہ کیا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آیا اور وہ بھی قضاء ہوا تو دونوں رمضان کے روزے جدا جدا رکھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء میں تراخی یعنی دیر کرنی درست ہے فی الفور واجب نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرسل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ کھانا دے تاخیر قضاء پر یعنی روزہ قضاء کرے اور تاخیر کے بدلے کھانا دے اور امام

بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے کھانا صرف یہ فرمایا کہ گنتی چاہیے اور دونوں سے یعنی یہ قول ان کا آیت کے مخالف ہے۔

فائدہ: اصل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اس طور سے ہے کہ اگر آدمی رمضان میں بیمار ہو پھر تندرست ہو قضاء روزے نہ رکھے یہاں تک پائے اس کو دوسرا رمضان تو چاہیے کہ حاضر رمضان کا روزہ رکھے پھر اس کے بعد پہلے رمضان کو قضاء کرے اور ہر دن کے بدلے ایک فقیر کو کھانا دے بدلے قصور تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور یہی ہے قول طحاوی کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور نافع کہتے ہیں کہ کھانا نہ دے صرف روزے قضاء کرے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء رمضان کی تاخیر درست ہے گو فدیہ دینا آیا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ یا مناسب اعتبار مخالفت کے ہے۔ (فتح)

١٨١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٨١٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شان یہ تھا کہ رمضان کے قضاء روزے مجھ پر ہوتے تھے سو میں طاقت نہ رکھتی تھی یہ کہ قضاء کروں مگر شعبان میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء سے مانع مشغول ہونا تھا ساتھ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ جو رمضان کے قضاء روزے ہوتے تھے بہ سبب عذر حیض کے تو ان کو ان کے رکھنے کی فرصت نہ ملتی تھی سوائے شعبان کے اس واسطے کہ اور دنوں میں مستعد رہتی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کہ جب صحبت کے لیے بلائیں تو حاضر ہوں اور شعبان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزے سے ہوتے تھے پس یہ فرصت پاتی تھی اور روزے قضاء کرتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزوں کی قضاء میں دیر کرنی درست ہے برابر ہے کہ عذر سے ہو یا بدون عذر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جائز ہے تاخیر قضاء کی یہاں تک کہ داخل ہو رمضان دوسرا۔ (فتح)

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ

حیض والی عورت حیض کی حالت میں روزے اور نماز کو چھوڑ دے

فائدہ: باب میں قضاء کا حکم بیان نہیں ہوا تا کہ ترجمہ باب حدیث کے مطابق ہو جائے اس واسطے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور لفظ ترک اس واسطے بولا کہ اس میں اشارت ہے کہ یہ ممکن ہے اور اس کو چھوڑنا اس واسطے ہے

کہ اس کی مباشرت کو شرع نے منع کیا ہے (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ إِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَأْتِي كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّأْيِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِّنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.

یعنی ابو زناد نے کہا کہ سنتیں اور حق کی وجہیں اکثر عقل کے مخالف ہوتی ہیں یعنی شرع کے بہت احکام عقل کے مخالف ہیں پس نہیں پاتے مسلمان کوئی چارہ ان کی تابعداری سے از انجملہ یہ ہے کہ حائضہ روزہ قضاء کرے اور نماز قضاء نہ کرے کہ وہ اس کو معاف ہے۔

فائدہ: یعنی عقل چاہتی ہے کہ دونوں فرضوں کو قضاء کیا جائے نماز کو بھی اور روزے کو بھی لیکن عقل ایمانی جو کچھ اس کے برخلاف ہے اس کی وجہ نہیں چاہتی بلکہ جانتی ہے کہ اس میں کوئی حکمت بالغہ ہوگی اور فقہاء نے اس فرق مذکور میں کلام کی ہے اور بہت نے ان میں اعتماد کیا ہے اس پر کہ نماز بار بار آتی ہے پس اس کی قضاء مشکل ہے بخلاف روزے کے کہ وہ ہر سال ایک بار آتا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ اگر حائضہ فجر سے پہلے پاک ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے نزدیک جمہور کے اور نہیں موقوف ہے غسل پر بخلاف نماز کے کہ وہ غسل پر موقوف ہے۔ (فتح)

١٨١٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ نُقْصَانُ دِيْنِهَا

١٨١٥۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی عورتوں کے جواب میں جب کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہے نقصان دین ہمارے کا کہ کیا نہیں جب اس کو حیض ہوتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے پس یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

اگر کوئی مر گیا اور اس پر روزے کی قضاء ہو تو کیا اس کی طرف سے روزے کی قضاء درست ہے یا نہیں اور جب جائز ہوا تو کیا خاص ہے ساتھ ایک روزے کے سوائے دوسرے کے یا سب روزوں کا یہی حکم ہے اور کیا روزہ متعین ہے یا کھانا بھی کافی ہے اور کیا خاص ہے ساتھ اس کے ولی میت کا یا صحیح ہے اس سے بھی اور غیر سے بھی اور اس میں علماء کو اختلاف ہے کما سیاتی۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ

اور حسن نے کہا کہ اگر میت کی طرف سے تیس آدمی

رَجُلًا يَوْمًا وَّاحِدًا جَاز. ایک دن روزہ رکھیں تو درست ہے۔

فائدہ: لیکن یہ جواز مقید ہے ساتھ اس روزے کے جس میں پے در پے رکھنا واجب نہیں واسطے مقصود ہونے تتابع کے صورت مذکور میں۔ (فتح)

١٨١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ.

١٨١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اس پر روزے ہوں کہ قضاء نہ کر سکا تو اس کی طرف سے اس کا وارث روزے رکھے۔

فائدہ: یہ امر جمہور کے نزدیک وجوب کے واسطے نہیں اور بعض اہل ظاہر نے اس کو واجب کہا ہے اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ایک جماعت محدثین شافعیہ کا اور بیہقی نے خلافیات میں کہا کہ میں اس کی صحت میں اہل حدیث کے درمیان اختلاف نہیں دیکھتا پس واجب ہے عمل کرنا اور امام شافعی نے قدیم قول میں کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور امام شافعی نے کہا کہ اگر میں کوئی بات کہوں اور وہ حدیث کی مخالف ہو تو حدیث کو لو اور میری تقلید نہ کرو اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ نہ روزہ رکھا جائے میت کی طرف سے مگر نذر کا اور وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث عموم مقید ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور ان دونوں کے درمیان تعارض نہیں تا کہ ان کے درمیان تطبیق دی جائے پس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک صورت مستقل ہے سوال کیا اس سے اس شخص نے جس کو وہ پیش آئی اور اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی پس یہ تقریر ہے قاعدے عام کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بھی اس عموم کی مانند کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ اس کے اخیر میں فرمایا کہ اللہ کا حق زیادہ تر لائق ہے ساتھ قضاء کرنے کے اور اس پر روزہ رمضان کا پس کھانا دیا جائے اس کی طرف سے اور اس پر مالکیہ نے پس جواب دیا ہے باب کی حدیث سے ساتھ دعوی عمل اہل مدینہ کے موافق عادت اپنی کے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوی مسلم نہیں اور قرطبی نے کہا کہ واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس

کے کہ اکثر جائز رکھنے والے اس کو واجب نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ ولی کو اختیار ہے درمیان کھلانے اور روزے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد روزے سے کھانا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ پھیرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر سے بغیر دلیل کے اور اس پر حنفیہ نے پس دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے نہ قائل ہونے کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پوچھی گئیں ایک عورت سے کہ مرگئی تھی اور اس پر روزہ قضاء تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ اپنے مردوں کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ کھانا کھلاؤ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مروی کے برخلاف فتوی دیا تو معلوم ہوا کہ عمل ان کی حدیثوں کے برخلاف ہے لیکن ان دونوں اثروں میں کلام ہے اور ان میں وہ چیز ہے کہ منع کرے روزے کو مگر اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور وہ نہایت ضعیف ہے اور راجح یہ بات ہے کہ معتبر وہ چیز ہے جو انہوں نے روایت کی نہ وہ چیز جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ اجتہاد مخالف ہو اور اس کی سند ثابت نہیں اور اس سے حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا اور جب حدیث کی صحت ثابت ہو چکی تو محقق چیز ظن سے نہ چھوڑی جائے اور مراد ولی سے ہر قریب ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ ولی کے ساتھ خاص ہے یا کسی اور کو بھی جائز ہے اور راجح یہ بات ہے اس واسطے کہ اصل عدم نیابت ہے عبادت بدنیہ میں اور زندگی میں عبادات میں نیابت داخل نہیں ہوتی پس اسی طرح موت میں بھی مگر جس میں دلیل وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر وارث کسی غیر کو حکم کرے کہ میت کی طرف سے روزے رکھے تو درست ہے جیسا کہ حج میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے مستقل ہونا غیر کا ساتھ اس کے اور ذکر وارث کا واسطے رغبت کے ہے اور ظاہر صنیع بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک بھی یہی اخیر معنی مراد ہیں اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو طیب طبری نے۔ (فتح)

١٨١٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيْهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضٰى قَالَ سُلَيْمَانُ

١٨١٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور اس پر ایک مہینے کے قضاء روزے ہیں کیا میں ان کو اس کی طرف سے قضاء کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں قرض اللہ کا زیادہ تر لائق ہے ساتھ ادا کرنے کے اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ نے کہا اور ہم سب بیٹھے تھے جب کہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی یعنی اعمش نے یہ حدیث ایک مجلس میں تین آدمیوں سے سنی اول مسلم سے اس نے سعید

فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوْسٌ حِيْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِيْ مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيٰى وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِيْ أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ أَبُوْ حَرِيْزٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

بن جبیر سے پھر حکم اور سلمہ نے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء سے اور مجاہد سے اور نہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ میری بہن مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر پندرہ روزے کی قضاء ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دو واقعہ ہیں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سائل روزہ نذر سے خثعمیہ ہے اور سائل نذر حج سے جہیبہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے روزے اور حج دونوں کا حکم پوچھا ایں پر مختلف ہونا سائل کا کہ مرد تھا یا عورت اور مسئول عنہ کا یہ کہ بہن تھی یا ماں سو یہ اختلاف موضع استدلال میں قادح نہیں اس واسطے کہ غرض اس سے جائز ہونا روزے یا حج کا ہے میت کی طرف

ہے اور اس میں کچھ اضطراب نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَتٰی یَحِلُّ فِطْرُ الصَّآئِمِ

روزے دار کو روزہ افطار کرنا کس وقت درست ہے؟

فائدہ: غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ کیا واجب ہے امساک کرنا کسی خبر کا رات سے واسطے ثابت ہونے گزرنے دن کے یا نہیں اور ظاہر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ثانی احتمال کو ترجیح ہے واسطے ذکر کرنے اس کے کہ ابو سعید کے اثر کو ترجمہ میں لیکن اس کا محل وہ ہے جب کہ حاصل ہو تحقیق غروب آفتاب کا۔ (فتح)

وَأَفْطَرَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ حِيْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روزہ افطار کیا جب سورج غروب ہوا

فائدہ: ابن سے روایت ہے کہ ہم ابو سعید کے پاس آئے سو انہوں نے روزہ کھولا اور ہم دیکھتے تھے کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ تحقیق ابو سعید نے جب غروب آفتاب کا متحقق ہو تو اس پر اور کوئی زیادتی طلب نہ کی اور نہ التفات کی طرف موافقت پاس والوں کی اس پر پس اگر اس کے نزدیک رات کی کوئی خبر بند رہنا واجب ہوتا تو اس کی معرفت میں سب مشترک ہوتے۔ (فتح الباری)

۱۸۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ.

۱۸۱۸۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمودار ہو اور پیٹھ دے دن ادھر سے یعنی پچھم کی طرف سے اور آفتاب ڈوب جائے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث میں تین امروں کا ذکر ہے اس واسطے کہ اگرچہ اصل میں آپس میں لازم ہیں لیکن کبھی ظاہر میں لازم نہیں ہوتے کسی امر کے کہ آفتاب کی روشنی کو ڈھانک لے اور اسی طرح جانا دن کا پس اسی واسطے قید کیا ساتھ قول اپنے کے کہ آفتاب ڈوب جائے واسطے اشارت کرنے طرف شرط ہونے تحقق اقبال اور ادبار کے اور یہ کہ وہ دونوں ساتھ واسطہ غروب شمس کے ہیں نہ کسی اور سبب سے اور یہ دوسری حدیث میں مذکور نہیں پس احتمال ہے کہ یہ حدیث حالت بادل پر محمول ہو اور دوسری حدیث حالت صاف ہونے آسمان پر محمول ہو اور احتمال ہے کہ دونوں ایک حالت میں ہوں لیکن ایک راوی نے اس کو یاد رکھا اور دوسرے نے نہ رکھا اور اقبال اور ادبار دونوں کو اکٹھے

اس واسطے ذکر کیا کہ ممکن ہے وجود ایک کا ساتھ عدم تحقق غروب آفتاب کے۔ (فتح)

۱۸۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ.

۱۸۱۹۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب غروب ہوا تو آپ ﷺ نے بعض قوم کو فرمایا یعنی بلال کو کہ اے فلانے اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے یعنی ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اور آپ ﷺ کے واسطے ستو گھولے سو آپ ﷺ نے ستو پیئے پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے اوپر سے تو روزے دار کا روزے کھولنے کا وقت ہوا یعنی پس چاہیے کہ روزے دار روزہ کھولے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے تو احتمال ہے کہ وہ مرد نہایت صاف ہونے کی وجہ سے روشنی بہت دیکھتا تھا پس گمان کرتا تھا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا اور کہتا تھا کہ شاید اس کو کسی چیز پہاڑ وغیرہ سے ڈھانکا ہو یا اس جگہ ابر تھا سو نہ ثابت ہوا غروب آفتاب کا نہیں تو اگر صحابی کو ثابت ہو کہ آفتاب ڈوب گیا ہے تو یہ توقف نہ کرتا اس واسطے کہ وہ اس وقت معاند ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے توقف کیا واسطے احتیاط کے اور طلب کشف حکم مسئلہ کے اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی افطار کرنا روزے کا اور یہ کہ نہیں واجب امساک خبر کا رات سے مطلق بلکہ جب آفتاب کا غروب ثابت ہو تو روزہ کھولنا حلال ہوتا ہے اور نیز اس میں یاد دلانا عالم کا ہے اس چیز میں کہ خوف بھولنے کا ہو اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان وقت روزے کا اور یہ کہ جب غروب ثابت ہو تو کافی ہے اور اس میں زجر ہے اہل کتاب کی متابعت سے اس واسطے کہ وہ غروب آفتاب کے بعد بہت دیر سے روزہ کھولتے تھے اور یہ کہ امر شرعی ابلغ ہے حسی سے اور یہ کہ عقل شرع پر حکم نہیں کرتی۔ (فتح)

بَابٌ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَآءِ أَوْ غَيْرِهٖ

روزہ کھولے اس چیز سے کہ میسر ہو پانی وغیرہ سے

فائدہ: یعنی خواہ تنہا ہو یا کسی چیز کو ساتھ ملایا ہو اور ایک روایت میں صرف پانی کا لفظ آیا ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ

نے اس باب میں عبداللہ بن ابی اوفی کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ حدیث مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ میں امر وجوب کے واسطے نہیں۔ (فتح)

۱۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

۱۸۲۰۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار تھے سو جب سورج غروب ہوا تو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ شام کریں تو خوب ہو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر دن ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے ادھر سے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جو چیز میسر ہو اس سے روزہ کھولے فقط۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ ہفتم بخاری کا تمام ہوا وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

ابوا ب العمرة

فضائل مدینہ

كتاب الصوم



فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ تَعۡجِيۡلِ الۡاِفۡطَارِ

روزہ جلد کھولنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ جلد روزہ کھولا جائے دیر نہ کی جائے

فائدہ: امام ابن عبدالبر نے کہا کہ روزہ جلد کھولنے اور سحری دیر سے کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں اور عبدالرزاق کے نزدیک عمرو بن میمون وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب کا دستور تھا کہ روزہ جلد کھولا کرتے تھے اور سحری دیر سے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۱۸۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ يُوۡسُفَ أَخۡبَرَنَا مَالِكٌ عَنۡ أَبِيۡ حَازِمٍ عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيۡرٍ مَّا عَجَّلُوا الۡفِطۡرَ

۱۸۲۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک روزہ جلد کھولا کریں گے۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی کرنے سنت کی اس حال میں کہ ٹھہرنے والے ہیں نزدیک حد اس کی کے۔ پیدا کرنے والے اپنے عقلوں سے وہ چیز کہ بدل ڈالے اس کے قواعد کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ روزہ دیر سے کھولتے ہیں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اور اہل کتاب کی تاخیر کی ایک حد ہے اور وہ ہے ظاہر ہونا ستاروں کا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ ہمیشہ میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک کہ روزہ کھولنے میں ستاروں کا انتظار نہ کریں گے اور اس میں بیان علت کا ہے بیچ اس کے اور مہلب نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے دن میں رات سے اور اس واسطے کہ وہ بہت ارفق ہے ساتھ روزے دار کے اور قوت دینے والا ہے اس کو عبادت پر اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ثابت ہو ڈوبنا آفتاب کا ساتھ دیکھنے کے یعنی آدمی خود اس کو اپنی نظر سے ڈوبتا دیکھے یا دو آدمی عادل اس کے ڈوبنے کی خبر دیں اور اسی طرح اگر ایک آدمی عادل خبر دے تو اس کی خبر بھی ارجح قول میں مقبول ہے اور امام ابن دقیق العید نے کہا کہ اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر بیچ تاخیر کرنے ان کے روزہ کھولنے

میں ظاہر ہونے ستاروں تک اور شاید کہ یہی ہے وہ سبب بیچ وجود خیر کے ساتھ جلد روزہ کھولنے کی اس واسطے کہ جو اس کو تاخیر کرتا ہے وہ فعل خلاف سنت میں داخل ہوتا ہے اور جو ابو داؤد کی زیادت میں گزر چکا ہے وہ اولیٰ ہے کہ ہو سبب اس حدیث کا اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی تو اس وقت شیعہ موجود نہ تھے بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جلد روزہ کھولنا مستحب ہے اور اس میں تاخیر کرنا مکروہ نہیں مگر جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور اس میں فضیلت کا اعتقاد رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر مطلق مکروہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ ایک چیز کے مستحب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی نقیض مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ شوال کے چھ روزے مستحب نہیں تاکہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ وہ رمضان کے ساتھ ملحق ہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اور فرق پوشیدہ نہیں۔

تنبیہ: بدعات منکرہ سے یہ بات ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوئی دینے اذان دوسرے سے پہلے فجر کے بقدر تین گھڑی کے اور بجھانے چراغوں کے سے جو گروانے گئے ہیں علامت واسطے حرام کرنے کھانے اور پینے کے اس پر جو روزے کا ارادہ رکھتا ہو واسطے زعم کرنے کے اس کے نکالنے والے سے کہ وہ واسطے احتیاط کے ہے عبادت میں اور نہیں جانتے اس کو مگر بعض لوگ اور مقرر کھینچا ان کو اس بات نے اس نوبت تک کہ نہیں اذان دیتے مگر بعد غروب کے ساتھ ایک درجہ کے واسطے تمکین وقت کے جس کو انہوں نے گمان کیا سو روزہ کھولنے میں انہوں نے دیر کی اور سحری کھانے میں جلدی کی اور سنت کا خلاف کیا پس اسی واسطے ان سے نیکی کم ہوئی اور ان میں بدی بہت ہوئی اور اللہ کی پناہ ہے۔ (فتح)

۱۸۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰى أَمْسٰى قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰى تُمْسِيَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

۱۸۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا سو نبی ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ شام کے پہر نبی ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول، اس نے کہا کہ اگر آپ انتظار کریں یہاں تک کہ شام ہو تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول جب تو رات کو دیکھے کہ ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور ثابت ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت

ہے روزہ کھولنے کا۔

بَابُ اِذَا اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

باب ہے جب کوئی رمضان میں روزہ کھولے پھر آفتاب نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی اگر کوئی رمضان میں روزہ کھولے اس گمان سے کہ آفتاب غروب ہوا پھر آفتاب نکل آئے تو کیا اس پر اس دن کی قضا واجب ہے یا نہیں اور اس مسئلے میں اختلاف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس میں مختلف ہے۔ کما سیاتی اور مراد طلوع سے آفتاب کا ظاہر ہونا ہے۔ (فتح)

۱۸۲۳۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اَفْطَرْنَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ غَیْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِیْلَ لِهِشَامٍ فَاُمِرُوْا بِالْقَضَآءِ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ قَضَآءٍ وَّقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا اَدْرِیْ اَقَضَوْا اَمْ لَا.

۱۸۲۳۔ ا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بادل کے دن روزہ کھولا پھر سورج نکلا کسی نے ہشام سے کہا کہ ان کو قضا کا حکم ہو۔ اس نے کہا کہ قضا سے کوئی چارہ نہیں اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام سے سنا کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے وہ روزہ قضا کیا یا نہیں۔

فائدہ: اور یہ روایت ثانی بظاہر پہلی روایت کے معارض ہے لیکن تطبیق یہ ہے کہ یقین کرنا اس کا ساتھ قضا کے محمول ہے اس پر کہ اس میں اس نے اور دلیل سے استدلال کیا اور اُوپر اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سو اس میں نہ قضا کی اثبات مروی ہے اور نہ نفی اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس روزے کی قضا واجب ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ قضا واجب ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قضا واجب نہیں اور مجاہد اور حسن سے روایت ہے کہ قضا واجب نہیں اور یہی ہے قول اسحق کا اور ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے پس کہا کہ ہشام کا قول کہ اس دن کی قضا ضروری ہے سند نہیں۔ اور میرے نزدیک ظاہر نہیں ہوا کہ ان پر قضا ہے۔ اور ترجیح دیتی ہے پہلے قول کو یعنی یہ کہ قضا واجب ہے۔ یہ بات کہ اگر پہلی تاریخ کو رمضان کا چاند ڈھانکا جائے یعنی بسبب ابر وغیرہ کے نظر نہ آئے اور صبح کو لوگ روزہ نہ رکھیں پھر ظاہر ہوا کہ یہ رمضان کا دن ہے تو اس کی قضا بالاتفاق واجب ہے۔ سو اسی طرح یہ بھی واجب ہوگی اور ابن متین نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قضا واجب نہیں جب کہ روزہ نظر کا ہو۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکلفین تو صرف ظاہر کے ساتھ مخاطب ہیں۔ پس اگر اجتہاد کریں اور اجتہاد

میں خطا ہوتو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں ۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ

باب ہے نابالغ لڑکوں کے روزوں کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے واجب نہیں اور مستحب کہا اس کو ایک جماعت نے سلف سے انہیں میں سے ہیں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ ۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں تو عادت ڈالنے کے واسطے ان کو حکم کیا جائے اور حد مقرر کی ہے اس کی ان کے اصحاب نے ساتھ سات برس کے اور دس برس کے مانند نماز کی اور اسحق نے کہا کہ اس کی حد بارہ برس ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں دس برس ہے اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر طاقت رکھے تین روزے پے در پے کی کہ ان میں ضعیف نہ ہوتو اس کو روزے کی ترغیب دی جائے ۔ اور پہلا قول جمہور کا ہے اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکوں کے حق میں روزہ رکھنا مشروع نہیں ۔ اور تحقیق باریک بینی کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے ساتھ وارد کرنے اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتداء ترجمہ میں اس واسطے کہ کہا نہایت اس چیز کا کہ اعتماد کرے تین اس کو حدیثوں کے معارضہ میں دعوئ عمل اہل مدینہ کا ہے برخلاف ان کے اور نہیں کوئی عمل کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے قوی اس عمل سے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہو باوجود سخت کوشش ان کی کے اور بہت ہونے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان کے زمانے میں اور تحقیق کہا حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس شخص کے جس نے رمضان میں روزہ افطار کیا تھا واسطے جھڑکنے اس کے کہ تو نے کیوں روزہ نہیں رکھا اور حالانکہ ہمارے لڑکے روزے دار ہیں ۔ اور عجب بات کہی ابن ماجشون نے مالکیہ سے سو کہا کہ اگر نابالغ لڑکے روزے کی طاقت رکھیں تو ان پر روزے کو لازم کیا جائے اور اگر بدون عذر کے افطار کریں تو واجب ہے ان پر قضا۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِنَشْوَانٍ فِي رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ

اور کہا عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نشے والے مرد کو رمضان میں کہ خرابی ہو تجھ کو اور حالانکہ ہمارے بچے روزے دار ہیں سو اس کو حد ماری یعنی حد شراب کی کہ اسی کوڑے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو شام کی طرف نکالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو روزہ رکھنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

١٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ

١٨٢٤۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوری کی صبح کو انصار کے گاؤں کی طرف کہلا بھیجا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن پورا کرے اور جس نے صبح کی ہو حالت روزہ میں تو چاہیے کہ

إِلٰی قُرَی الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهٗ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكٰى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

روزہ رکھے۔ ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم اس کے بعد میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو بھی روزہ رکھاتے تھے۔ اور ہم ان کے واسطے اون سے کھیلنے کی چیز بناتے تھے۔ سو جب ان میں سے کوئی روتا تھا تو ہم اس کو وہ چیز کھیلنے کو دیتے تھے تا کہ وہ اس کے ساتھ کھیلیں یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔ یعنی وہ کھلونا ان کو غفلت میں ڈال دیتا یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوتا۔ ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عہن کے معنی اون کے ہیں۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ عاشوریٰ کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔ اور اس کی طرف پہلے بھی اشارہ گزر چکا ہے اور آئندہ بھی اس پر کلام آئے گی اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر تجربہ کرانے لڑکوں کے روزے پر اور عادت ڈالنے کے ان کے اوپر اس کے کما تقدم اس واسطے کہ جو اس عمر کی مثل میں ہو جس کا حدیث میں ذکر ہے سو وہ غیر مکلف ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ کیا جاتا تھا واسطے ان کے یہ تا کہ ان کو تجربہ ہو جائے اور عجب بات کہی ہے قرطبی نے پس کہا کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی اور بعید ہے کہ آپ نے اس کا حکم کیا ہو اس واسطے کہ وہ عذاب دینا ہے چھوٹے بچے کو ساتھ عبادت مشکل کے جو سال میں مقرر نہیں ہوتی اور حدیث رزینہ کی اس کو رد کرتی ہے اور وہ یہ ہے جو ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پلانے والی عورتوں کو حکم کرتے تھے روزہ رکھیں اور اپنے بچوں کو رات تک دودھ نہ پلائیں باوجود یہ کہ صحیح اہل حدیث اور اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ جب صحابی بات کہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کیا تو اس کا حکم مرفوع حدیث کا ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر سوال کرتے ان کے کہ آپ کو احکام سے باوجود یہ کہ یہ ایسا امر ہے کہ اس میں قیاس اور اجتہاد کو دخل نہیں سو نہیں کیا اس کو اصحاب نے مگر ساتھ توقیف کے انتہیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْوِصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾

باب ہے روزے وصال کے بیان میں اور بیان اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رات میں روزہ نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ پھر پورا کرو روزے کو رات تک

فائدہ: وصال کہتے ہیں اس کو کہ پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور جو چیز کہ دن میں روزے کو توڑ ڈالتی ہے اس

کو رات میں نہ کھائے یعنی ان کے درمیان کچھ نہ کھائے نہ رات کو نہ دن کو ساتھ نیت کے پس جو اتفاقاً نہ کھائے وہ اس حکم سے خارج ہوگا۔ اور جو کل رات یا بعض رات بند رہے وہ اس میں داخل ہوگا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے واسطے مشہور ہونے اختلاف کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ من قال لیس فی اللیل صیام الخ سو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ خدا نے رات کو روزہ فرض نہیں کیا سو جس نے روزہ رکھا اس نے مشقت اٹھائی اور اس کو اجر نہیں۔ اور اسی کے معنی میں ہے حدیث بشیر کی جو احمد اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بشیر کی عورت نے کہا کہ میں نے نیت کی کہ پے در پے دو دن وصال کا روزہ رکھوں سو بشیر نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے اس روزے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ کام نصاریٰ کرتے ہیں و لیکن روزہ رکھو جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم کیا ہے پھر پورا کرو روزے کو رات تک پس جب رات آئے تو روزے کو افطار کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے روزہ بعد داخل ہونے رات کے اور اگر یہ حدیثیں صحیح ہوں تو وصال کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ اور نہ اس کے فعل میں قربت ہوگی اور یہ خلاف ہے اس چیز کے جس کو صحیح حدیثیں چاہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے وصال کا روزہ رکھا اگرچہ راجح یہ بات ہے کہ نبی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ (فتح وغیرہ)

وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَإِبْقَاءً عَلَيْهِمْ

اور منع فرمایا نبی ﷺ نے وصال کے روزے سے واسطے رحم کرنے کے ان کے لیے اور واسطے نگاہ رکھنے قوت اور بدن کے اوپر ان کے۔

فائدہ: یہ حدیث ابھی آتی ہے اور یہ جو کہا کہ واسطے باقی رکھنے اوپر ان کے تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے حجامت سے اور وصال کے روزے سے اور ان کو حرام نہ کیا واسطے نگاہ رکھنے کے اوپر ان کے۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ

اور باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے تعمق سے

فائدہ: یعنی مبالغہ اور شدت کرنا بیچ تکلف اس چیز کے کہ اس کے ساتھ مکلف نہیں گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر لمبا ہو جاتا تو برابر اتنے روزے طے کے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے محنت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر طے کا روزہ چھوڑ دیتے۔

۱۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پے در پے روزے نہ رکھو کہ ان کے درمیان کچھ کھاؤ پیو نہیں۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ پے در پے روزے رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا

قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقٰى أَوْ إِنِّي أَبِيْتُ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

ہے یا یوں فرمایا کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ مجھ کو کھانا پینا ملتا ہے۔ یعنی جس طرح آدمی کو کھانے پینے سے طاقت ہوتی ہے مجھ کو بدون اس کے اللہ طاقت دیتا ہے یا سچ مچ اللہ نبی ﷺ کو کھانا کھلاتا ہوگا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس حدیث کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اخیر مہینے میں طے کے روزے رکھے اور آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی طے کے روزے رکھے سو نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

١٨٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

١٨٢٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے طے کے روزے سے اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے سبب کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے روزے میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی وصال کیا پس وہ روزہ ان پر دشوار ہوا سو نبی ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔

١٨٢٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَبِيْتُ لِي مُطْعِمٌ يُّطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِ.

١٨٢٧۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ طے کے روزے نہ رکھو سو جو کوئی طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھے پھر کھول ڈالے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں یعنی طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بلکہ میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھانا دینے والا ہے جو مجھ کو کھانا دیتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

١٨٢٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ

١٨٢٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے طے کے روزے سے واسطے رحمت کے ان کے لیے سو

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَّهُمْ.

اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ذکر کیا عثمان نے لفظ رحمۃ لھم کا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع ان حدیثوں کے اس پر کہ طے کا روزہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے اور اس پر کہ آپ کے سوا اور کسی کو طے کا روزہ رکھنا منع ہے۔ مگر سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے پھر منع مذکور میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منع بطور حرام کے ہوا اور بعض کہتے ہیں کراہت کے ہوا اور بعض کہتے ہیں جس پر مشکل ہو اس کو حرام ہے اور جس پر مشکل نہ ہو اس کو درست ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے پس نقل کی گئی ہے تفصیل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اس سے روایت کی ہے کہ وہ پندرہ دن طے کا روزہ رکھتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور تابعین سے ابی نعیم اور عامر بن عبداللہ اور ابراہیم بن یزید اور ابو الجوزاء وغیرہ نے روایت کی یہ طبری وغیرہ نے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو آئندہ باب میں آتی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نہی کے بعد طے کا روزہ رکھا پس اگر نہی تحریم کے لیے ہوتی تو نبی ﷺ ان کو طے کے روزے پر برقرار نہ رکھتے پس معلوم ہوا کہ مراد آپ کی نہی سے رحمت ہے واسطے ان کے اور تخفیف ہے ان سے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حدیث میں تصریح کی اور یہ مثل اس چیز کی ہے کہ منع کیا ان کو نبی ﷺ نے رات کے کھڑے ہونے سے واسطے خوف اس کے کہ رات کا کھڑا ہونا ان پر فرض ہو جائے اور نہ انکار کیا اس کے فاعل پر ان میں سے کہ اس پر قادر تھا اور عنقریب ہے کہ اس کی نظیر صیام الدھر میں آئے گی۔ سو جس پر مشکل نہ ہو اور نہ قصد کرے موافقت اہل کتاب کا اور نہ منہ پھیرے سنت سے بیچ جلد روزہ کھولنے کے اس کو وصال سے منع نہ کیا جائے۔ اور اکثر یہ مذہب ہے کہ طے کا روزہ حرام ہے اور شافعیہ سے اس میں دو وجہیں ہیں ایک تحریم دوسری کراہت۔ اس طرح اقتصار کیا اس پر نووی رحمہ اللہ نے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اُم میں کہا کہ حرام ہے اور عجب بات کہی قرطبی نے سو کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ بعض اہل ظاہر اس کو حرام کہتے ہیں یا بعض اہل ظاہر کو اس کی حرمت میں شک ہے اور اس شک کے کوئی معانی نہیں اس واسطے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ حرام ہے اور صحیح کہا اس کو ابن عربی مالکی نے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے واسطے دلیل حدیث

ابو سعید کے جو مذکور ہے اور اس وصال پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اس قبیل سے کہ مرتب ہوتی ہے اس کے غیر پر مگر یہ کہ وہ حقیقت میں بجائے اس کے عشا کے کھانی کی ہے لیکن وہ اس کو موخر کرتا ہے اس واسطے کہ روزے دار کے لیے دن اور رات میں کھانا ہے پس اگر اس کو سحری کے وقت کھائے تو نقل کیا ہوگا اس کو اول رات سے اس کے اخیر تک اور ہوگا زیادہ تر ہلکا کرنے والا واسطے جسم اس کے کے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کو وہ ہے کہ نہ مشکل ہو روزے دار پر نہیں تو قربت نہ ہوگی۔ اور انفصال کیا ہے اکثر شافعیہ نے بایں طور کہ سحری تک بند رہنا وصال نہیں بلکہ وصال یہ ہے کہ ساری رات کھائے پیے نہیں جیسا کہ بند رہتا ہے دن کو اور سحری تک بند رہنے کو تو وصال صرف اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ صورت میں وصال کے مشابہ ہے۔ اور محتاج ہے طرف ثبوت دعوے کے بایں طور کہ وصال سوائے اس کے نہیں کہ وہ حقیقت ہے تمام رات بند رہنے میں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ نبی ﷺ سحری تک طے کا روزہ رکھتے تھے۔ روایت کی یہ حدیث احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے حرمت کے ساتھ حدیث مذکور کے کہ جب رات ادھر سے آئے اور دن ادھر سے جائے تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اس واسطے کہ نہیں کیا رات کو محل واسطے غیر فطر کے پس روزہ رکھنا اس میں مخالفت ہے واسطے وضع اس کے کی مانند دن فطر کے اور جواب دیا ہے انہوں نے بھی بایں طور کہ قول آپ ﷺ کا رحمة لهم حرمت کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ رحمت آپ کی واسطے ان کے یہ ہے کہ اس کو ان پر حرام کیا اس پر نہی کے بعد نبی ﷺ کا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ روزہ رکھنا سو یہ آپ ﷺ کی تقریر نہ تھی بلکہ واسطے تقریع اور تنکیل کے تھا پس احتمال کیا ان سے یہ واسطے مصلحت نہی کے بیچ تاکید جھڑک ان کی کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کریں گے تو ظاہر ہوگی واسطے ان کے حکمت نہی کی اور ہوگا سبب طرف بلانے دلوں ان کے کی واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہوتی ہے اس پر سستی سے عبادت میں اور قصور سے اس چیز میں کہ وہ اس سے زیادہ تر مقصود ہے نماز کے وظیفوں اور قراءت وغیرہ سے اور بھوک سخت اس کی منافی ہے اور تحقیق تصریح کی نبی ﷺ نے ساتھ اس کے کہ طے کا روزہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور کسی کو درست نہیں واسطے قول نبی ﷺ کے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں یہ ساتھ اس چیز کے ہے کہ جوڑا گیا ہے طرف اس کی استحباب تعجیل نظر سے جیسے کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ حرام نہیں حدیث ابو داؤد کی کہ اول باب میں اس پر تنبیہ گزر چکی ہے اس واسطے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس میں تصریح کی ہے کہ نبی ﷺ نے طے کے روزے کو حرام نہیں کیا اور نجار وغیرہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا اور نہیں ہے اولیٰ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ اللہ نے آپ کا وصال قبول کیا اور آپ کے بعد طے کا روزہ کسی کو درست نہیں لیکن اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں اور جواز کی دلیلوں میں یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے نہی کے بعد

طے کا روزہ رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ یہ نہی تنزیہ کے واسطے ہے تحریم کے واسطے نہیں۔ نہیں تو اصحاب رضی اللہ عنہم روزہ نہ رکھتے اور بشیر بن خصاصیہ کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام نہیں اس واسطے کہ برابری کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ نہی کے درمیان وصال کے اور درمیان تاخیر فطر کے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے حق میں کہا کہ وہ اہل کتاب کا فعل ہے اور نہیں قائل ہوا کوئی ساتھ تحریم تاخیر فطر کے سوائے بعض ان لوگوں کے کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اہل ظاہر سے اور اعتبار معنی کے بھی یہ درست ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے نفس کا اور اس کی شہوتوں کا اور اکھاڑنا اس کا ہے لذت دار چیز سے اسی واسطے قائم رہے ہیں اس کے جواز پر مطلق یا مقید وہ امام جو مذکور ہوئے اور اس باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں یہ کہ احکام میں سب مکلفین برابر ہیں اور یہ کہ جو حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت ہو وہ امت کے حق میں بھی ثابت ہے مگر جو دلیل سے مستثنیٰ ہو، اور یہ کہ جائز ہے معارضہ مفتی کا اس چیز میں کہ فتویٰ دے ساتھ اس کے جب کہ اس کے حال کے برخلاف ہو اور نہ جانتا ہو مسئلہ پوچھنے والا ساتھ بھید مخالفت کے کہ جائز ہے طلب کرنی واسطے کھولنے حکمت نہی کے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاصوں کا ہونا ثابت ہے اور یہ کہ عموم یہ آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ مخصوص ہے اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے رجوع کرتے طرف فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے جس کی صفت معلوم ہے اور جلدی کرتے تھے طرف پیروی اس کی کے مگر اس چیز میں کہ ان کو اس سے منع کیا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب خاصوں کی پیروی نہیں کی جاتی اور تحقیق توقف کیا ہے اس میں امام الحرمین نے اور ابو شامہ نے کہا کہ نہیں جائز کسی کو مانند ہونا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مباح میں مانند زیادہ نکاح کرنے کی چار عورتوں سے اور مستحب ہے بچنا اس چیز سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے اور مستحب ہے تشبہ کرنا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے مانند نماز چاشت کی اور اس طرح مستحب، پس نہیں تعرض کیا واسطے اس کے اور وصال اسی قبیل سے ہے پس احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس سے منع نہ کیا ہو تو اس کے ساتھ پیروی کرنی منع نہیں۔ اور اس میں بیان ہے واسطے قدرت اللہ کے اوپر پیدا کرنے مسببات عادیات کے یعنی بغیر سبب ظاہر کے کما سیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

بَابُ التَّنْكِيْلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں سزا اس شخص کے کہ وصال کے بہت روزے رکھے روایت کی یہ سزا انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: اکثر کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طے کے روزے کم رکھے اس پر کوئی عذاب نہیں اس واسطے کہ کبھی کبھی طے کا روزہ رکھنے میں عدم مشقت کا گمان ہے لیکن نہ عذاب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جائز ہو۔ (فتح)

۱۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِّثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا.

۱۸۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے سے منع فرمایا سو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ تم میں سے میری طرح کون ہے میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے انکار کیا اس سے کہ باز رہیں طے کے روزے سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک دن طے کا روزہ رکھا پھر ایک دن رکھا پھر عید کا چاند دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند دیر کرتا تو میں تم کو روزے زیادہ کرتا اور یہ وصال ساتھ ان کے مانند عذاب کے تھا واسطے ان کے جب کہ انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قول لو کے اور حمل کرنے نہی کے جو وارد ہے اس میں اوپر اس چیز کے کہ نہیں متعلق ہے ساتھ امور شرعیہ کے اور مراد اور زیادہ کرنے سے وصال ہے یعنی میں تم کو وصال میں زیادہ کرتا یہاں تک کہ تم اس سے عاجز ہو جاتے اور تخفیف چاہتے ساتھ ترک کرنے اس کے۔ (فتح)

۱۸۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو طے کے روزے سے یہ کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے پس اٹھاؤ عمل سے وہ چیز کہ اس کہ طاقت رکھو۔

فائدہ: یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے تو اس معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی معنے میں ہے اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں اللہ کے نزدیک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا پینا لایا جاتا تھا واسطے کرامت کرنے کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے اور جو اس کے تابع ہے بایں طور کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو نہ ہوتے وصال کرنے والے اور بایں طور کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یظل دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ دن میں بھی واقع ہوتا ہے پس اگر کھانا پینا حقیقی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار نہ ہوتے۔ اور

جواب یہ ہے کہ روایتوں میں راجح لفظ ابیت کا ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور اگر فرضاً ثابت بھی ہو تو نہیں حمل کرنا کھانے اور پینے کا مجاز پر اولیٰ حمل کرنے لفظ اظل سے مجاز پر، اور یہ تقدیر تنزل نہیں ضرر دیتی ہے کوئی چیز اس سے اس واسطے کہ جو دیا جائے ساتھ اس کے رسول بطور کرامت کے کھانے پینے بہشت کے سے اس میں آپ ﷺ پر احکام مکلفین کے جاری نہیں ہوئے جیسے کہ آپ ﷺ کا سینہ سونے کے طشت میں دھویا گیا باوجود یہ کہ دنیا کے سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ جو چیز شرعاً روزے کو توڑ دیتی ہے وہ تو صرف کھانا متعاد ہے جو دنیا میں مروج ہے اور جو کھانا کہ عادت کے مخالف ہو مانند کھانے بہشتی کے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہیں لین دین اس کا جنس اعمال سے بلکہ وہ تو صرف ثواب کی جنس سے ہے مانند کھانے اہل بہشت کے بہشت میں اور کرامت عادت کو باطل نہیں کرتی اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں کوئی مانع حمل کرنے کھانے اور پینے کے سے حقیقت پر اور نہیں لازم آتی کوئی چیز پہلے اعتراضوں سے بلکہ روایت صحیح ابیت ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور کھانا اور پینا آپ ﷺ کا اس چیز سے کہ دی جاتی تھی بہشت سے نہیں قطع کرتا وصال آپ ﷺ کے واسطے خصوصیت آپ ﷺ کی کے ساتھ اس کی گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ وصال کرتے ہیں سو فرمایا کہ میں اس میں تمہاری طرح نہیں ہوں اس میں کہ جو تم میں سے کھائے پیے اس کا وصال ٹوٹ جاتا ہے بلکہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور میرا وصال قطع نہیں ہوتا پس کھانا اور پینا میرا غیر ہے کھانے اور پینے تمہارے کے باعتبار صورت اور معنے کے اور زین بن منیر نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر کہ آپ ﷺ کا اس حالت میں کھانا اور پینا مانند حالت سونے والے کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے سیری اور سیرابی ساتھ کھانے پینے کے اور ہمیشہ رہتا ہے واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ بیدار ہو اور نہیں باطل ہوتا ساتھ اس کے روزہ اس کا اور نہیں ٹوٹتا وصال اس کا اور نہیں کم ہوتا اجر اس کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حالت استغراق پر محمول ہے تاکہ نہ اثر کرے اس میں کوئی چیز احوال بشریہ سے اور جمہور نے کہا کہ مراد کھلانے پلانے سے مجاز ہے لازم کھانے پینے سے اور یہ قوت ہے پس گویا کہ آپ ﷺ نے کہا کہ اللہ مجھ کو کھانے پینے والے کی قوت دیتا ہے اور بہاتا ہے مجھ پر اس چیز کو کہ کھانے پینے کے قائم مقام ہو اور انواع طاعت پر قوت دے بغیر ضعف کے قوت میں اور نہ بوجہ کہ احساس میں یا یہ معنی ہیں کہ اللہ پیدا کرتا ہے آپ ﷺ میں سیری اور سیرابی سے وہ چیز کہ آپ ﷺ کو کھانے پینے سے بے پروا کر دے پس نہ آپ ﷺ کو بھوک معلوم ہو اور نہ پیاس اور فرق درمیان اس وجہ کے یہ ہے کہ بنا بر وجہ کے آپ ﷺ کو قوت دی جاتی تھی بغیر سیری اور سیرابی کے ساتھ بھوک اور پیاس کے اور بنا بر وجہ ثانی کے دی جاتی تھی آپ ﷺ کو قوت ساتھ سیری اور سیرابی کے اور ترجیح دی گئی ہے پہلی وجہ کو بایں طور کہ دوسری وجہ روزے دار کی حالت کے منافی ہے اور فوت کرتی ہے مقصود کو ساتھ روزے اور

وصال کے اس واسطے کہ بھوک وہ روح ہے اس عبادت خاصہ کے اور نیز بعید کرتی ہے اس کو نظر کرنی طرف حال نبی ﷺ کے کہ آپ ﷺ سیر کرنے والے چیز سے اکثر بھوکے رہتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تمسک کیا ہے ابن حبان نے ساتھ ظاہر حال کے پس استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے اوپر ضعیف کرنے ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں ساتھ اس کے کہ نبی ﷺ بھوکے ہوتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ رسول کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا جبکہ طے کا روزہ رکھتے پس کس طرح چھوڑتا آپ کو بھوکا یہاں تک کہ محتاج ہوتے طرف باندھنے پتھر کے اوپر پیٹ اپنے کے پھر کہا کہ کیا فائدہ دیتا ہے پتھر بھوک سے پھر دعوی کیا کہ یہ تصحیف ہے بعض راویوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ لفظ حجز ہے ساتھ زا کے اور لوگوں نے اس پر ان سب باتوں میں بہت رد کیا ہے اور ابلغ اس چیز کا کہ رد کیا جائے ساتھ اس کے اوپر وہ چیز ہے جو اس نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دوپہر کو نکلے سو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا سو فرمایا کہ کس چیز نے تم کو نکالا ہے فرمایا نہیں نکالا ہم کو مگر بھوک نے اور مجھے بھی قسم اُس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں نکالا مجھے مگر بھوک نے، آخر حدیث تک پس کہ حدیث رد کرتی ہے اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ پتھر بھوک سے کچھ فائدہ نہیں دیتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ پیٹھ کو قائم رکھتا ہے اس واسطے کہ پیٹ جب خالی ہو تو اکثر اوقات آدمی قیام سے ضعیف ہوتا ہے واسطے مڑنے پیٹ اس کے اوپر اس کے سو جب اس پر پتھر باندھے تو سخت اور قوی ہوتا ہے آدمی اوپر قیام کے یہاں تک کہ کہا بعض اس شخص نے کہ واقع ہوا واسطے اس کے یہ کہ میں گمان کرتا تھا کہ پاؤں پیٹ کو اٹھاتے ہیں۔ پس ناگہاں پاؤں پیٹ کو اٹھاتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد کھلانے اور پلانے سے یہ ہو کہ مشغول رکھتا ہے مجھ کو ساتھ فکر کرنے کے عظمت اس کی میں غذا پانے کے ساتھ معارف اس کے کے اور ٹھنڈی ہونے آنکھ کے ساتھ محبت اس کی کے اور استغراق کے بیچ مناجات اس کی کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے کھانے اور پینے سے اور اسی کی طرف میلان کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اور کہا کہ کبھی ہوتی ہے یہ غذا اعظم غذا جسموں سے اور وہ شخص کہ ہو واسطے اس کے ذوق اور تجربہ جانتا ہے بے پرواہ ہونا بدن کا ساتھ غذا دل اور روح کے بہت غذاؤں جسمانیہ سے خاص کر وہ خوشی کہ پیدا ہو ساتھ مطلوب اپنے کے کہ ٹھنڈی ہوئی ہے آنکھ اس کی ساتھ محبوب اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ الْوِصَالِ إِلَى السَّحَرِ — باب ہے سحری تک روزہ رکھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ قول امام احمد رحمہ اللہ اور ایک گروہ اہل حدیث کا ہے اور شافعیہ سے بعض وہ شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ وہ وصال حقیقی نہیں۔ (فتح)

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي — ۱۸۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ لِيْ مُطْعِمٌ يُّطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِ.

فرمایا کہ طے کا روزہ نہ رکھو سو تم میں سے جو طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک وصال کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھلانے والا ہے جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

فائدہ: ابن خزیمہ کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سحری تک وصال کرتے تھے سو آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو نبی ﷺ نے اس کو منع کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت آپ یہ کام کرتے ہیں آخر حدیث تک اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے واسطے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی وصال سے مقید ہے سحری تک اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے وصال کرنا سحری تک اور محفوظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مطلق ہونا نہی کا ہے بغیر قید کرنے کے ساتھ سحری کے اور اسی پر اتفاق کیا ہے سب راویوں نے اور قید نہی کی وصال سے سحری تک شاذ ہے اور اگر فرضاً یہ روایت صحیح بھی ہو تو بے شک اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے طرف تطبیق کی درمیان ان کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے اول مطلق وصال سے منع کیا ہو برابر ہے کہ ساری رات کا ہو یا بعض رات کا اور اس طرح ہے محمول ہو گی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پھر خاص کی گئی نہی ساتھ تمام رات کے پس مباح کیا وصال کو سحری تک اور اسی پر محمول ہو گی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہو گی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی ما فوق السحر سے اوپر کراہت تحریم کے محمول ہو گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلٰى أَخِيْهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ قسم کھائے اپنے بھائی پر تا کہ روزہ کھولے بھائی روزہ نفل میں اور نہیں اعتقاد کیا اس پر قضاء کو جب کہ ہو موافق تر ساتھ حال اس کے کے یعنی مثلاً معذور ہو یا روزہ اس کو بیماری میں ڈالے

فائدہ: قسم کھائے یعنی کہے کہ اگر تو روزہ نہ کھولے گا تو میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب

میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور اس طرح ذکر قسم کا پس اس طریق میں واقع نہیں ہوا جیسے کہ ہم اس کو بیان کریں گے۔ اور اس طرح قضا پس نہیں واقف ہوا میں اس پر بیچ کسی چیز کے طریقوں اس کے سے مگر یہ کہ اصل عدم قضا ہے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو شارع نے اور اگر قضا واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے باوجود حاجت اس کی کے طرف بیان کی اور گویا کہ اشارہ کرتا ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا سو جب کھانا آگے رکھا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بھائی نے تجھ کو بلایا اور مشقت سے تیرے لیے کھانا پکایا، روزہ کھول ڈال اور اگر چاہے تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے عدم ایجاب پر اور یہ جو فرمایا کہ جب ہو موافق تر ساتھ حال اس کے تو کبھی سمجھا جاتا ہے اس سے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جواز اور عدم قضا اس کے حق میں ہے جو معذور ہو ساتھ کھولنے اس کے نہ اس کے حق میں جو جان بوجھ کر بلا سبب اس کو توڑ ڈالے۔ (فتح)

۱۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَآءَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

۱۸۳۲۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان برابری کی یعنی ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا سو سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سو اس کی بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلے پرانے کپڑے پہنے دیکھا یعنی زینت کے کپڑے نہ پہنے ہوئے تھے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے زینت کو ترک کیا ہے اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کچھ حاجت نہیں سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا کہ تم کھاؤ کہ مجھے تو روزہ ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا سو جب رات ہوئی تو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ رات عبادت کے لیے کھڑے ہونے لگے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جاؤ سو وہ سو گئے پھر کھڑے ہونے لگے اس نے کہا کہ سو جاؤ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑے ہو جاؤ سو دونوں نے نماز پڑھی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ تحقیق

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ.

تیرے رب کا تجھ پر حق ہے یعنی اس کی عبادت کر اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کو بہت مشقت میں نہ ڈال تا کہ بیمار اور ہلاک نہ ہو جائے، اور تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کے ساتھ سو اور صحبت اور مخالطت کر سو ہر حقدار کو اپنا حق دے سو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کا قول آپ سے ذکر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان سچا ہے۔

فائدہ: اس کے ایک طریق میں آیا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو روزہ کھولے اور یا ما انا کے لفظ سے پہلے قسم مقدر ہے **وفیہ المطابقة للترجمة** اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں، جائز ہے برداری کرنے واسطے اللہ کے اور یہ کہ مشروع ہے زیارت کرنی بھائیوں کی اور رات گزارنی نزدیک ان کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا بیگانی عورت سے واسطے حاجت کے اور سوال کرنا اس چیز سے کہ مرتب ہو اس پر مصلحت اگرچہ ظاہر میں وہ مسائل کے متعلق نہ ہو اور اس میں خیر خواہی ہے واسطے مسلمان کے اور تنبیہ کرنی واسطے غافل کے اور اس میں فضیلت ہے اخیر رات میں کھڑے ہونے کی اور یہ کہ مشروع ہے زینت کرنا عورت کو واسطے خاوند اپنے کے اور ثابت ہونا حق عورت کا اپنے خاوند پر حسن معاشرت میں اور کبھی پکڑا جاتا ہے اس سے ثبوت حق جماع کا عورت کے واسطے قول حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کہ تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ کہ جائز ہے منع کرنا مستحبات سے جب کہ خوف کرے کہ یہ پہنچائے گا طرف رنج اور تھکانے کی اور فوت کرنے حقوق مطلوبہ واجبہ یا مندوبہ کے کہ راجح ہے فعل ان کا فعل مستحب مذکور پر اور یہ کہ وعید وارد ہے اس شخص پر جو منع کرے نمازی کو نماز سے خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ منع کرے اس کو ظلم اور تعدی سے اور یہ کہ مکروہ ہے شدت کرنی نفس پر عبادت میں وسیاتی بیان ذلک اور یہ کہ جائز ہے توڑنا روزے نفل کا جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے اور یہی ہے قول جمہور کا اور نہیں واجب کی انہوں نے اس پر قضا لیکن اس کو مستحب ہے کہ اس کو قضا کرے اور عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے اس کے لیے مثال بیان کی مانند اس شخص کی کہ مال لے جائے تا کہ خیرات کرے پھر پلٹ آئے اور خیرات نہ کرے یا اس میں سے کچھ خیرات کرے اور کچھ روک رکھے اور ان کی دلیل ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اس حال میں کہ روزے دار تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شربت منگوایا اور اس کو پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا کو دیا سو اس نے بھی پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رمضان

کا کوئی روزہ قضا کرتی تھی یعنی کیا یہ روزہ قضا رمضان کا تھا اس نے کہا کہ نہیں فرمایا اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا روزہ تھا تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور اگر نفل تھا تو اگر چاہے تو قضا کر اور اگر چاہے تو نہ قضا کر روایت کی یہ حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور واسطے اس کے شاہد ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر عذر ہو تو جائز ہے توڑنا نفل روزے کا اور نہیں واجب ہے اس پر قضا اور اگر عذر نہ ہو تو اس کا توڑنا منع ہے اور قضا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر حال میں قضا لازم ہے۔ یعنی خواہ عذر ہو یا نہ ہو ذکر کیا ہے اس کو طحاوی نے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ اس شخص کے کہ توڑے حج نفل کو اس واسطے کہ اس کی قضا اس کو بالاتفاق واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حج ممتاز ہے ساتھ کئی احکام کے کہ نہیں قیاس کیا جاتا غیر اس کا اوپر اس کے بیچ ان کے سوا ایک ان میں سے یہ ہے کہ جو حج کو توڑے اس کو حکم کیا جاتا ہے ساتھ گزرنے کے بیچ حج فاسد کے اور جو روزے کو توڑے اس کو اس میں گزرنے کا حکم نہیں کیا جاتا پس دونوں جدا ہو گئے اور اس واسطے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے اور عجب بات کہی ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے پس نقل کیا اجماع کو اوپر نہ واجب ہونے قضا کے اس شخص سے کہ اپنے روزے کو عذر سے توڑے اور جو قضا کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اور حفصہ دونوں روزے دار تھیں سو ہمارے آگے کھانا لایا گیا جس کی ہم کو خواہش تھی سو ہم نے اسے کھایا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو جلدی کی مجھ سے طرف آپ کی حفصہ نے اور تھی وہ بیٹی اپنے باپ کی یعنی اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دلیر تھی سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول سو یہ حال اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھو لیکن یہ حدیث مرسل ہے مسند نہیں اور خلال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ثقات نے اوپر مرسل ہونے اس کے اور شاذ ہے جس نے اس کو موصول کیا اور اتفاق کیا ہے حفاظ نے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کہا ہے اس کو بخاری اور احمد اور نسائی نے اور بر تقدیر ثبوت کہا جائے گا کہ ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے افطار کرتے نفل روزے سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی اول باب من نوی بالنہار صوما میں اور بعض نے اس میں زیادہ کیا ہے یہ لفظ کہ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر فرمایا لیکن میں پھر اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھوں گا۔ اور نسائی نے کہا کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اور حکم کیا اس نے ساتھ خطا ہونے اس کے اور بر تقدیر صحت پس جمع کیا جائے گا درمیان ان دونوں کے ساتھ حمل کرنے امر قضا کے اوپر مذہب کے اور جو قرطبی نے کہا کہ جواب دیا جاتا ہے ابو جحیفہ کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ افطار کرنا ابو درداء کا تھا واسطے قسم دینے سلمان رضی اللہ عنہ کے اور واسطے عذر ضیافت کے پس موقوف ہوگا اس پر کہ یہ عذر ان اعذار سے ہے کہ جائز کرتے ہیں افطار کو اور ابن

قیس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے نقل کیا ہے کہ نہ افطار کرے وہ روزے کو واسطے مہمان کے کہ اترے ساتھ اس کے اور نہ واسطے اس شخص کے کہ قسم کھائے اس پر ساتھ طلاق کے اور عتاق کے اور اسی طرح اگر وہ قسم کھائے ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ روزہ افطار کرے تو قسم کا کفارہ دے، اور روزہ افطار نہ کرے اور عنقریب ہے کہ بعد کئی بابوں کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہ کھولا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزے دار تھے اور تحقیق انصاف کیا ہے ابن منیر نے حاشیہ میں سو کہا کہ نفل روزے کی صورت میں بغیر عذر کے کھانے کے حرام کرنے میں نہیں وارد ہوئی مگر دلیلیں عام مانند قول اللہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم یعنی نہ باطل کرو اپنے عملوں کو لیکن خاص مقدم ہوتا عام پر مانند حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی اور مہلب نے کہا کہ روزہ کھولا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے تاویل اور اجتہاد سے پس ہوگا معذور پس نہیں قضا اوپر اس کے لیکن یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق نہیں پس اگر روزہ کھولے کوئی ساتھ مثل عذر ابو درداء رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے تو البتہ واجب ہے اس پر قضا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے فعل کو ٹھیک کہا پس ترقی کی اس نے مذہب صحابی سے طرف نص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تحقیق کہا ابن عبدالبر نے کہ جو دلیل پکڑے بیچ اس کے ساتھ آیت ولا تبطلوا اعمالکم کے پس وہ جاہل ہے ساتھ اقوال اہل علم کے اس واسطے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے نہی ہے ریا سے گویا کہ کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ ریا کے اور دکھانے کے بلکہ خالص کرو ان کو واسطے اللہ کے اور، اور لوگوں نے کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ اختیار کرنے کے کبیرہ گناہوں کے اور اگر ہوتی مراد ساتھ اس کے نہی باطل کرنے اس چیز سے کہ نہیں فرض کیا اس کو اللہ نے اوپر اس کے اور نہ واجب کیا اس نے اس کو اپنے نفس پر ساتھ نذر وغیرہ کے تو البتہ منع ہوتا اس پر روزہ کھولنا مگر ساتھ اس چیز کے کہ مباح کرے روزہ کھولنے کو روزے واجب سے اور وہ اس کے قائل نہیں۔

تنبیہ: یہ ترجمہ جس سے اب فارغ ہوئے ہیں اول بابوں نفل کا ہے ابتداء کیا مصنف نے اس کے ساتھ حکم میں روزے نفل کے کہ کیا واجب ہے تمام کرنا اس کا ساتھ داخل ہونے کے بیچ اس کے یا نہیں۔ پھر وارد کیا باقی بابوں کو اس پر کہ اختیار کیا اس کو ترتیب سے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ — باب ہے شعبان کے روزے کے بیان میں

فائدہ: یعنی مستحب ہونا اس کا گویا کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ عموم اس کے کے ہے تخصیص سے اور بیچ مطلق اس کے کے ہے تقیید یعنی اس سے عموم کی تخصیص لازم آتی ہے۔ کما سیاتی بیانہ

۱۸۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

۱۸۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ کبھی روزہ نہ کھولیں گے اور

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ.

روزہ کھولتے یہاں تک کہ ہم کہتے کبھی روزہ نہ رکھیں گے اور نہیں دیکھا میں نے نبی ﷺ کو کہ پورے کیے ہوں روزے کسی مہینے کے تمام کبھی مگر رمضان کے اور نہیں دیکھا میں نے کبھی نبی ﷺ کو کہ بہت روزے رکھتے ہوں بہ نسبت شعبان کے یعنی شعبان میں اتنے روزے رکھتے تھے کہ اور مہینے میں اتنے نہ رکھتے تھے سوائے رمضان کے۔

فائدہ: معنی ابتداء حدیث کے یہ ہیں کہ عادت شریف نبی ﷺ کی روزہ نفل میں یہ تھی کہ ہمیشہ رکھیں کبھی کتنے دنوں متصل روزے رکھتے حتیٰ کہ لوگ گمان کرتے اور کہتے کہ روزہ نہیں کھولیں گے اور کبھی اتنے روزے کھولتے کہ گمان کرتے کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھے نبی ﷺ روزے رکھتے شعبان کے مگر تھوڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ نبی ﷺ تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے، اکثر شعبان ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزہ رکھتے تھے تمام شعبان میں ایک سال اور اکثر شعبان میں دوسرے سال تا کہ نہ وہم کیا جائے کہ واجب ہے سارا مہینہ مانند رمضان کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ ہے کہ کبھی شعبان کے اول سے روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے اخیر سے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان سے پس نہ خالی چھوڑتے تھے کسی چیز کو اس سے ساتھ روزے کے اور نہ خاص کرتے تھے بعض اس کے کو ساتھ روزے کے سوائے بعض کے اور صواب پہلی وجہ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ نبی ﷺ جو شعبان میں بہت روزے رکھتے تھے تو اس کی حکمت کیا ہے۔ سو بعضے کہتے ہیں کہ تھے مشغول رہتے تین روزوں ہر مہینے کے سے واسطے سفر وغیرہ کے پس جمع ہوتے پس قضا کرتے تھے ان سب کو شعبان میں اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن بطال نے اور اس میں ایک حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان کی تعظیم کے واسطے رکھتے تھے اور اس میں بھی ایک حدیث وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بیبیاں نہیں قضا کرتی تھی وہ روزے کہ تھے ان پر رمضان سے یعنی جو روزے ان کے رمضان میں عذر حیض سے قضا ہو جاتے تھے ان کو شعبان میں قضا کرتی تھیں۔ اور یہ عکس اس چیز کا ہے جو پہلے گزر چکا ہے حکمت سے بیچ ہونے بیبیوں نبی ﷺ کے بیچ ہونے ان کے کہ نہیں موخر کرتیں قضا رمضان کو شعبان میں اس واسطے کہ وارد ہو چکا ہے اس میں کہ یہ تاخیر واسطے ہونے ان کے کہ تھیں مشغول ہوتیں ساتھ خدمت نبی ﷺ کے روزے سے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے پیچھے رمضان آتا ہے اور اس کا روزہ فرض ہے اور تھے بہت روزے رکھتے شعبان میں بقدر اس چیز کے کہ روزے رکھتے دو مہینوں میں سوائے اس

کے واسطے اس چیز کے کہ فوت ہوتا تھا آپ ﷺ سے نفل روزے سے ساتھ اس کے بیچ دنوں رمضان کے اور اولیٰ اس باب میں وہ ہے جو آیا ہے ایک حدیث میں کہ زیادہ ترجیح ہے پہلی سب حدیثوں سے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی وغیرہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول نہیں دیکھتا میں آپ کو کہ روزے رکھتے ہوں کسی مہینے سے اس قدر کہ روزے رکھتے ہیں آپ شعبان سے فرمایا یہ مہینہ ہے کہ غافل ہوتے ہیں لوگ اس سے درمیان رجب اور رمضان کے اور وہ مہینہ ہے کہ اٹھائے جاتے ہیں اس میں عمل طرف رب العالمین کی پس میں دوست رکھتا ہوں کہ میرا عمل اٹھایا جائے اس حال میں کہ میں روزے دار ہوں اور نہیں تعارض ہے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیثوں سے بیچ نہی کے پیشوائی کرنے رمضان کے سے ساتھ روزے ایک دن یا دو دن کے اور اسی طرح جو آیا ہے کہ شعبان کے اخیر نصف میں روزہ رکھنا منع ہے اس واسطے کہ تطبیق درمیان ان کے ظاہر ہے ساتھ اس کے کہ حمل کی جائے نہی اس شخص پر جس کی ان دنوں میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر فضیلت روزہ رکھنے کے شعبان میں اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس سے کہ آپ ﷺ محرم میں بہت روزے کیوں نہیں رکھتے تھے باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل روزہ وہ ہے جو محرم میں واقع ہو ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے نہ معلوم کیا اس کو مگر اپنی آخر عمر میں پس نہ طاقت پائی آپ ﷺ اس پر کہ محرم میں بہت روزے رکھیں یعنی آپ کو اس کا موقع نہ ملا یا اتفاق پیش آئی آپ ﷺ کو اعذار سے ساتھ سفر اور بیماری کے مثلاً وہ چیز کہ باز رکھا آپ ﷺ کو کثرت صوم سے بیچ اس کے اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے کلام اوپر اس حدیث کے کہ نہیں تھکتا یعنی ثواب دینے سے اللہ یہاں تک کہ تم عمل سے تھک جاؤ اور مناسبت اس کی واسطے حدیث کے اشارت ہے طرف اس کی کہ تحقیق روزہ نبی ﷺ کا نہیں لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے مگر یہ جو طاقت رکھے اس چیز کی کہ تھے طاقت رکھتے اور یہ کہ جو مشقت میں ڈالے جان اپنی کو بیچ کسی چیز کے عبادت سے تو خوف ہے اس پر کہ تھک جائے پس پہنچائے گا طرف ترک اس کی کے اور ہمیشگی کر کے عبادت پر اگرچہ تھوڑی ہو اولیٰ ہے مشقت نفس سے بیچ کثرت اس کی کے جبکہ قطع ہو جائے پس تھوڑا عمل جو ہمیشہ ہوتا رہے افضل ہے بہت سے کہ قطع ہو اکثر اوقات میں۔ (فتح)

١٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ

۱۸۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شعبان سے زیادہ تر کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے تھے پس تحقیق نبی ﷺ کل شعبان کے روزے رکھتے تھے یعنی اکثر شعبان کے اور فرماتے تھے کہ نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے تھکتا نہیں حتیٰ کہ تم عمل

كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَاَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا.

کرتے تھک جاؤ یعنی عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل اداس نہ ہو اور نبی مَثَلِّلِیْمِ کے نزدیک سب عملوں سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور نبی مَثَلِّلِیْمِ کا دستور تھا کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہیشگی کرتے تھے۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تھکنے سے مراد ماندگی ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہے پس واجب ہے تاویل کرنی اس کی پس کہا محققون نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ معاملہ کرے تم سے معاملہ تھکنے کا پس بند کر دے تم سے ثواب اپنا اور فضل اپنا اور رحمت اپنی۔ (ق)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے نبی مَثَلِّلِیْمِ کے روزہ کھولنے اور رکھنے سے

فائدہ: یعنی نفلی روزے سے اور روزوں کے درمیان افطار کرنے سے ابن منیر نے کہا کہ نسبت کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے باب کو طرف نبی مَثَلِّلِیْمِ کی اور مطلق چھوڑا اس کو تاکہ کبھی جائے ترغیب واسطے امت کے کہ شعبان کے روزے رکھنے میں نبی مَثَلِّلِیْمِ کی پیروی کریں اور قصد کیا ساتھ اس باب کے بیان کرنا حال نبی مَثَلِّلِیْمِ کا۔ (فتح)

١٨٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُوْمُ

١٨٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں روزے رکھے نبی مَثَلِّلِیْمِ نے کوئی مہینہ پورا کبھی سوائے رمضان کے اور روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کبھی افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے نبی مَثَلِّلِیْمِ کی عادت شریف نفلی روزے میں معلوم ہوئی۔

١٨٣٦۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ

١٨٣٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے نبی مَثَلِّلِیْمِ روزہ کھولتے کسی مہینے میں یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ نہ رکھیں گے اور تھے روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ افطار نہ کریں گے

مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَآءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ.

اور اگر تو چاہے یہ کہ دیکھے نبی کریم ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے تو آپ کو اس طرح ہی دیکھ سکتا ہے اور اگر تو چاہے آپ ﷺ کو سوتے ہوئے تو تو آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ سکے گا۔

١٨٣٧۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَآئِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَّلَا حَرِيْرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَّلَا عَبِيْرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِّنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٨٣٧۔ حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ نہ تھا میں دوست رکھتا یہ کہ میں دیکھوں نبی ﷺ کو مہینے میں روزے دار مگر کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور نہ افطار کرنے والے مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ دوست رکھتا تھا میں یہ کہ نبی ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے دیکھوں مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ سونے والے مگر کہ آپ کو دیکھا اور نہیں چھوا میں نے خز کو اور نہ ریشم کو کہ نرم ہو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے اور نہیں سونگھا میں نے کسی مشک کو اور نہ عنبر کو کہ زیادہ تر خوشبو دار ہو نبی ﷺ کی خوشبو سے۔

فائدہ: یعنی نبی ﷺ کا حال نفل روزے اور نماز میں مختلف تھا سو کبھی تو اول رات میں کھڑے ہوتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں۔ جیسا کہ کبھی مہینے کے اول میں روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں سو جو چاہتا تھا کہ آپ کو رات کے کسی وقت میں نماز پڑھتے دیکھے یا مہینے کے کسی وقت میں روزے دار دیکھے اور بار بار آپ کو تاک لگائے تو ضروری ہے کہ آپ کو نماز پڑھتے اور روزے دار پائے موافق اس کے کہ آپ کو دیکھنا چاہے یہ ہیں معنے حدیث کے اور یہ مراد نہیں کہ آپ پے در پے روزے رکھتے تھے اور نہ یہ کہ آپ تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ کوئی نماز نفل پڑھتے تھے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے تو مراد اس سے موکدہ سنتیں ہیں نہ مطلق نفل پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان دونوں حدیثوں کے نہیں تو ظاہر میں دونوں آپس میں معارض ہیں، اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تھے نبی ﷺ اوپر کامل ترین صفتوں کے ارزوی خلق اور پیدائش کے پس آپ کل تھے کمال کا اور جل جلال کا

اور جملہ جمال کا اور آپ پر افضل صلوٰۃ اور سلام ہو سیاتی بیانہ مستوفی اور باب کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے نفلی روزہ رکھنا ہر مہینے میں اور یہ کہ مطلق ہے نفلی روزہ مگر وہ چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور یہ کہ نہ نبی ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھا ہے اور نہ تمام رات کھڑے ہوئے ہیں اور گویا کہ آپ نے اس کو ترک کیا تا کہ نہ پیروی کی جائے آپ کی پس دشوار ہو امت پر اگرچہ آپ کو اس قدر قوت ملی تھی کہ اگر آپ اس کا التزام کرتے تو اس پر قادر تھے لیکن عبادت میں میانہ روی اختیار کی سو کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا اور کبھی رات کو کھڑے ہوئے اور کبھی سوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانی چیز پر اگرچہ نہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس سے انکار کرے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی تاکید میں بیچ نفس سامع کے۔ (فتح) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا پسینہ عطر سے زیادہ تر خوشبودار تھا۔

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

حق مہمان کا روزے میں یعنی اگر روزہ نفل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر سے روزہ کھول ڈالے

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اگر کہتا حق مہمان افطار میں تو البتہ ہوتا واضح تر لیکن اس سے روزے کی تعیین نہ سمجھی جاتی تھی پس محتاج ہوتا بخاری یہ کہ کبھی روزے سے اور ہوگی وہ چیز کہ باب باندھا ساتھ اس کے اختصار اور ایجاز سے۔ (فتح)

١٨٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِي إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ.

١٨٣٨۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے پس ذکر کی ساری حدیث یعنی بے شک تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو میں نے کہا کہ کیا ہے روزہ داود علیہ السلام کا فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں مہمان کا بھی حق ہے یعنی گھر والے کو چاہیے کہ اس کی خاطر نفلی روزہ افطار کرے۔

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

حق بدن کا روزے میں یعنی روزے نفل میں بدن کی بھی رعایت کرنی ضروری ہے روزے رکھنے میں ایسی افراط نہ کرے کہ بدن ضعیف اور بیمار ہو جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حق کے اس جگہ مطلوب ہی عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مندوب اس بنا پر واجب پس خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ خوف کرے تلف کا اور نہیں ہے وہ مراد اس جگہ میں۔ (فتح)

۱۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ نِصْفَ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۳۹۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوتی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے دن کو اور کھڑا ہوتا ہے رات کو میں نے کہا کہ کیوں نہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا سو ایسا نہ کیا کر یعنی ہمیشہ روزہ اور قیام نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سویا بھی کر اس واسطے کہ بے شک تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور کافی ہے تجھ پر کہ روزہ رکھے تو ہر مہینے سے تین دن اور اس واسطے کہ بے شک تجھ کو ہر نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ہے کہ بے شک وہ ساری عمر کا روزہ ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو سختی پکڑی میں نے اوپر اپنے سو سختی پکڑی گئی اوپر میرے میں نے کہا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے بدن میں قوت پاتا ہوں کہ روزہ مجھ کو ضعف نہ لائے فرمایا پس روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی اس پر زیادہ نہ کر میں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر کا روزہ کیا تھا فرمایا آدھا زمانہ راوی نے کہا پس تھے عبداللہ کہتے بعد اس کے کہ بوڑھے ہوئے کہ کاش میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کی ہوتی یعنی ہر مہینے میں تین روزے رکھنا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور اس سختی کا اپنے اوپر التزام نہ کرتا کہ اب ان دنوں میں بڑھاپا ضعف لایا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بوڑھے ہوئے اور عاجز ہوئے محافظت سے اوپر اس چیز کے کہ التزام کیا اس کو اپنی جان پر نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس دشوار ہوا ان پر فعل ان کا واسطے عاجز ہونے

ان کے اور خوش لگا اس کو یہ کہ چھوڑی اس کو واسطے التزام کرنے اس کے کی پس تمنا کی انہوں نے یہ بات کہ کاش میں رخصت کو قبول کرتا اور ہلکی چیز کو پکڑتا میں کہتا ہوں عبداللہ بن عمرو نے باوجود عجز اپنے کے اور تمنا کرنے اس بات کے کہ رخصت کو قبول کرتا نہ چھوڑا انہوں نے عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اپنے اوپر لازم کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

ہمیشہ روزہ رکھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا ہمیشہ روزہ رکھنا مشروع ہے یا نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا صریح حکم کوئی بیان نہیں کیا اس واسطے کہ دلیلیں اس میں متعارض ہیں اور احتمال ہے کہ یہ منع عبداللہ کے ساتھ خاص ہو واسطے اس چیز کے کہ اطلاع پائی اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ حال سے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنے میں ہے ان شخصوں کے کہ ضرر پائے ساتھ پے در پے روزہ رکھنے سے اور باقی رہے گا غیر اس کا حکم جواز پر یعنی اس کے سوا اور شخص کو ہمیشہ روزہ رکھنا درست ہوگا واسطے عام ہونے ترغیب کے مطلق روزے میں کما سیاتی فی الجهاد کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھے تو دور کرتا ہے اللہ منہ اس کے کو آگ سے۔

۱۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ

۱۸۴۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ میں کہتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا یعنی ہمیشہ ایسا کروں گا جب تک کہ جیتا رہوں گا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہ میں نے یہ بات کہی ہے فرمایا کہ بے شک تو اس کی طاقت نہیں رکھتا سو کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھ اور کبھی کھڑا ہوا کر اور کبھی سویا کر اور روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس واسطے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے اور یہ ہمیشہ کے روزے کی مانند ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور دو دن نہ رکھ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور یہ روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے اور وہ سب روزوں سے بہتر ہے پس میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی

ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

روزہ اس سے افضل نہیں۔

فائدہ: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن ہر مہینے سے تو یہ بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ اجمال کیا گیا ہے بیچ قول آپ ﷺ کے فصم وافطر کے اور تقریر آپ ﷺ کی کہ او پر ظاہر اس کے اس واسطے کہ اطلاق مساوات کو چاہتا ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے روزے کی طرح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند ہونا نہیں مستلزم ہے مساوات کو ہر وجہ سے اس واسطے کہ مراد اس جگہ دوگنا ہونا ہے سوائے اس دوگنا ہونے کے کہ حاصل ہے فعل سے لیکن صادق آتا ہے اس کے فاعل پر بطور مجاز کے کہ اس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْأَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گھر والوں کا روزے میں حق ہے یعنی بیوی اور بال بچوں کا روایت کی ہے یہ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

١٨٤١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنَّ لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًّا قَالَ إِنِّي لَأَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِي بِهٰذِهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ.

١٨٤١۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں سو یا تو نبی ﷺ نے میری طرف کسی کو بھیجا یا میں خود نبی ﷺ سے ملا یعنی اتفاقاً سو فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور رات کو نماز پڑھا کرتا ہے اور کبھی نہیں سوتا سو ایسا نہ کیا کر کہ اس واسطے کہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حصہ ہے اور تیرے نفس اور تیرے اہل کا بھی تجھ پر حصہ ہے میں نے کہا کہ میں ہمیشہ کے روزے کی طاقت رکھتا ہوں سو فرمایا کہ روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی انہوں نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ کس طرح تھا فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور جب دشمن سے ملتے تھے تو نہ بھاگتے تھے یعنی ایک دن افطار کرنے کے ساتھ اپنی قوت کو نگاہ رکھتے تھے تاکہ دشمن کے مقابلے سے نہ بھاگیں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا نبی ﷺ کون ہے واسطے میرے کہ ذمہ دار ہو ساتھ اس خصلت اخیر کے کہ نہ بھاگنا ہے دشمن

سے یعنی اس کی دشواری اس پر زیادہ ہے کہ میں اس کے ذمہ
سے باہر آؤں اور اس میں اپنی قوت کو ظاہر کروں عطا نے کہا
کہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح آیا ہے ذکر روزے عمر بھر کا اس
حدیث میں مگر میں یاد رکھتا ہوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں
روزہ رکھا جس نے روزہ رکھا یہ آپ ﷺ نے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے زیادت سے منع فرمایا اور حکم کیا اس کو یہ کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے اور فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں اور آپ ﷺ نے دعا کی اس پر جو ہمیشہ روزہ رکھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنے **لا صام** کے نفی ہیں یعنی اس نے روزہ نہیں رکھا مانند آیت **فلا صدق و لا صلی** اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کو کسی نے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا یعنی نہیں حاصل ہوتا اس کو ثواب روزے کا واسطے مخالفت اس کی کے اور نہیں افطار کیا اس واسطے کہ کھانے پینے سے بند رہا اور اسحاق اور اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ عمر بھر کا روزہ مطلق مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور خلاف کیا ابن حزم نے پس کہا کہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرو شیبانی سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو اس کے پاس آئے اور اس پر کوڑا بلند کیا اور کہنے لگے کہ اے دہری اور اس نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی نعیم ہمیشہ روزہ رکھتا تھا سو عمرو بن میمون نے کہا کہ اگر نبی ﷺ کے اصحاب اس کو دیکھتے تو اس کو سنگسار کرتے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمیشہ روزہ رکھے اس پر دوزخ ہمیشہ تنگ ہو جاتی ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد اور نسائی وغیرہ نے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ تنگ ہوتی ہے واسطے اس کے بند کرنے اس کے بیچ اس کے واسطے سختی کرنے اس کے اپنی جان پر اور حمل کرنے اس کے کے اوپر اس کے اور منہ پھیرنے اس کے اپنے نبی کی سنت سے اور اعتقاد کرنے اس کے کہ غیر سنت کا افضل ہے اس سے اور یہ چاہتا ہے وعید شدید کو پس ہوگا حرام اور ابن عربی مالکی کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے سو اس نے کہا کہ اگر معنی لا صام من صام الابد کے دعا کے ہوں تو خرابی ہے اس کو کہ جس کو نبی ﷺ کی دعا پہنچی اور معنی اس کے خبر ہوں تو خرابی ہو اس کو جس کے حال سے نبی ﷺ نے خبر دی کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اور جب اس نے شرعاً روزہ نہ رکھا تو نہیں لکھا جاتا واسطے اس کے ثواب اس واسطے کہ نبی ﷺ کے قول کا سچ ہونا لازم ہے۔ اس واسطے کہ آپ نے اس سے روزے کی نفی کی اور تحقیق نفی کی گئی ہے اس سے فضیلت کی کما تقدم پس کس طرح طلب کی جائے گی فضیلت اس چیز میں کہ نفی کی اس سے نبی ﷺ نے اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا

جائز ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے نہی کی حدیثوں کو اس شخص پر کہ روزہ رکھے اس کو حقیقۃً اس واسطے کہ داخل ہوتی ہے اس میں وہ چیز کہ اس کا روزہ حرام ہے مانند عیدین کی اور یہی ہے مختار نزدیک ابن منذر اور ایک جماعت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی کی مانند مروی ہے۔ اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اس شخص کے جواب میں جس نے آپ سے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا تھا کہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ اس میں ثواب ہے اور نہ گناہ اور جو حرام دنوں میں روزہ رکھے اس میں یہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مگر حرام دنوں میں ہوگا مستحب اور حرام اور حرام دن مستثنیٰ ہیں ساتھ شرع کے نہیں لائق ہیں واسطے روزے کے شرعاً پس وہ بجائے رات کے ہیں اور دنوں حیض کے پس نہ داخل ہوں گے سوال میں نزدیک اس شخص کے کہ ان کی حرمت کو جانتا ہو اور نہیں لائق ہے جواب ساتھ قول آپ کے کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا واسطے اس شخص کے کہ نہ جانتا ہو حرام ہونے ان کے کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مستحب ہے واسطے اس کے جو اس پر قادر ہو اور نہ فوت کرے اس میں کسی حق کو اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ سبکی نے کہا ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جو کوئی حق کو فوت کرے اس کو روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے اور نہیں ظاہر کیا انہوں نے کہ مراد ساتھ حق کے کہ واجب ہے یا مندوب اور مدلل یہ بات ہے کہ کہا جائے کہ اگر جانے کہ حق واجب فوت ہوگا تو حرام ہے اور اگر جانے کہ حق مستحب فوت ہوگا جو اولیٰ ہے روزے سے تو مکردہ ہوگا اور اگر اس کے قائم مقام ہو تو مکروہ نہیں ہوگا۔ اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے اور ان کے دلائل سے حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اور وہ حدیث جو پہلے گزری اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس نے کہا کہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پے در پے روزے رکھتا ہوں پس حمل کیا ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو جو عبداللہ کے واسطے فرمائی کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنی میں ہے جو اپنے نفس کو مشقت میں ڈالے یا کوئی حق فوت کرے اور اسی واسطے نہ منع کیا حمزہ کو پے در پے روزے رکھنے سے پس اگر پے در پے روزے رکھنے منع ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان فرماتے اس واسطے کہ تاخیر بیان کی وقت حاجت سے درست نہیں یہ بات نووی نے کہی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوال حمزہ کا سوائے اس کے نہیں کہ سفر کے روزے سے تھا نہ کہ ہمیشہ کے روزے سے، اور نہیں لازم آتا پے در پے روزے رکھنے سے روزہ عمر بھر کا اور جواب دیا ہے انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس طرح کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ دوزخ تنگ ہو جاتی ہے اس سے پس نہ داخل ہوگا وہ اس میں اور نہیں مشابہ ہے یہ کہ ہو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ جو اللہ کے لیے عمل زیادہ کرے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے۔ اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ایک جماعت نے انہیں میں سے ہیں امام غزالی رحمہ اللہ سو کہتے ہیں کہ اس

کے لیے مناسب ہے کہ اس جہت سے کہ جب روزے دار نے اپنی جان پر شہوات کے راستے بند کیے ساتھ روزے کے تو تنگ کرے گا اللہ واسطے اس کے آگ کو پس نہ باقی رہے گی اس میں کوئی جگہ کہ وہ اس میں داخل ہو، اس واسطے کہ اس نے دوزخ کے راہوں کو عبادت سے بند کر دیا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ نہیں ہر عمل نیک کہ جب بندہ اس کو زیادہ کرے تو اس کو اللہ سے تقرب زیادہ ہو بلکہ بہت عمل نیک ایسے ہیں کہ آدمی ان کو جس قدر زیادہ کرے اس قدر اللہ سے دور ہوتا ہے، مانند نماز کی مکروہ اوقات میں۔ اور اولیٰ جاری کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اس کا اس پر جو فوت کرے حق واجب کو ساتھ اس کے پس تحقیق متوجہ ہوتی ہے وعید طرف اس کی اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو حدیث باب کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا کہ اس نے ساری عمر روزہ رکھا۔ کہتے ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ عمر کا روزہ افضل ہے اس سے کہ تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے اور یہی امر مطلوب ہے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تشبیہ ساتھ امر مقدر کے نہیں چاہتی ہے اس کے جواز کو چہ جائے کہ اس کے استحباب کو چاہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو حاصل ہونا ثواب کا ہے بر تقدیر مشروع ہونے روزے تین سو ساٹھ دن کے اور یہ بات معلوم ہے کہ مکلف کو سارے برس کا روزہ رکھنا درست نہیں پس نہیں دلالت کرتی تشبیہ اوپر افضل ہونے مشبہ کے ہر وجہ سے۔ اور جو لوگ عمر بھر کے روزے کو جائز کہتے ہیں ساتھ شرط مقدم کے ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ افضل ہے یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا افضل ہے۔ سو ایک گروہ علماء کا کہتے ہیں کہ عمر بھر کا روزہ افضل ہے اس واسطے کہ اس میں عمل زیادہ ہے پس اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا، اور جس کا اجر زیادہ ہوگا اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے امام غزالی رحمہ اللہ نے پہلے اور قید کیا ہے اس کو ساتھ اس شرط کے کہ ممنوع دنوں میں روزہ نہ رکھے اور یہ کہ سنت سے منہ نہ پھیرے، اس طرح کہ کرے روزے کو بندش اپنی جان پر اور جب اس سے امن میں ہو تو روزہ افضل اعمال سے ہے پس جس قدر زیادہ رکھے اس قدر زیادہ ثواب ہوگا۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ عملوں کی بھلایاں اور مفاسد آپس میں معارض ہیں اور مقدار ان کی ہر ایک میں سے ترغیب اور منع میں غیر ثابت ہے پس زیادہ ہونا اجر کا ساتھ زیادہ ہونے عمل کے اس چیز میں کہ معارض ہے اس کو اقتضاء عادت سے قصور دوسرے حقوق میں کہ معارض ہے ان کو عمل مذکور اور مقدار فائت کی اس سے ساتھ مقدار حاصل کے غیر ثابت ہے پس اولیٰ تفویض ہے طرف شارع کی اور واسطے اس کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث کہ نہیں کوئی روزہ افضل اس سے اور یہ حدیث کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ روزہ داؤد علیہ السلام کا افضل ہے اور یہی ہے ظاہر حدیث کا بلکہ یہ صریح ہے اور ترجیح پاتا ہے

باعتبار معنی کے بھی ساتھ اس کے کہ روزہ عمر بھر کا کبھی فوت کرتا ہے بعض حقوق کو کما تقدم اور ساتھ اس کے کہ جو اس کی عادت کرے پس تحقیق نہیں قریب ہے کہ وہ اس پر مشکل ہو بلکہ ضعیف ہو جاتی ہے شہوت اس کی کھانے سے اور کم ہوتی ہے حاجت اس کی طرف کھانے اور پینے کی دن کو اور مالوف ہوتا ہے اس کو کھانا رات میں ساتھ اس طرح کے کہ پیدا ہوتی ہے واسطے اس کے اس کے طبع زائد بخلاف اس شخص کے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے کہ وہ انتقال کرتا ہے روزے سے طرف فطر کی اور فطر سے طرف روزے کی اور تحقیق نقل کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل علم سے کہ وہ دشوار تر روزہ ہے اور امن میں ہوتا ہے اکثر اوقات فوت کرنے حقوق سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب بیچ حق داؤد علیہ السلام کے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملاقات کرتے اس واسطے کہ بھاگنے کے اسباب سے ضعیف ہونا بدن کا ہے اور نہیں شک ہے یہ کہ پے در پے روزہ رکھنا ضعیف کرتا ہے اس کو اور اس پر محمول ہے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ اس کو کہا گیا کہ تو روزے کم رکھتا ہے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو قرات سے ضعیف کر ڈالے اور مجھ کو قرات بہت پیاری ہے روزے سے ہاں اگر فرض کیا جائے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ روزے کے ساتھ کوئی نیک عمل اس سے فوت نہیں ہوتا اور نہیں فوت کرتا کسی حق کو حقوق سے کہ مخاطب کیا گیا ہے ساتھ اس کے تو نہیں بعید ہے کہ اس کے حق میں ارجح ہو اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے پس باب باندھا ہے انہوں نے کہ دلیل اوپر اس کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ درمیانہ روزہ ہے اور بہت پیارا ہے طرف اللہ کی اس واسطے کہ اس کا فاعل ادا کرتا ہے حق نفس اپنے کا اور اہل اور مہمان اپنے کا فطر کے دنوں میں بخلاف اس شخص کے کہ پے در پے روزے رکھے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جس کو اپنی جان میں ضرر نہ ہو اور نہ کوئی حق فوت کرے اس کے حق میں ارجح ہے اور بنا بر اس کے پس مختلف ہوگا یہ ساتھ اختلاف اشخاص کے اور حالات کے، سو جس کا حال زیادہ روزے کو چاہے وہ زیادہ روزے رکھے اور جس کا حال فطر کو زیادہ چاہے وہ کم روزے رکھے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَّإِفْطَارِ يَوْمٍ

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا

١٨٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ

١٨٤٢۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ فرمایا کہ پڑھ قرآن کو ہر مہینے یعنی ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کیا کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے

يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِيْ ثَلَاثٍ.

زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ ﷺ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ختم کر قرآن کو تین دنوں میں۔

فائدہ: مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ہر شب قرآن کو ختم کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ تین راتوں میں قرار پایا اور ایک روایت میں ہے کہ سات راتوں میں امر قرار پایا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ نہ کر اور مصابیح میں کہا ہے کہ اسی سبب سے منع کیا ہے بہت علماء نے زیادہ کرنے کو سات رات سے۔

بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ

داوَد علیہ السلام کے روزے کا بیان

فائدہ: زین بن منیر نے کہا کہ جدا کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب صوم یوم و افطار یوم کو واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ وہ افضل ہے اور جدا کیا داوَد علیہ السلام کے روزے کو ساتھ ذکر کرکے واسطے اشارت کے طرف اقتدا کی ساتھ ان کے بیچ اس کے۔ (فتح)

۱۸۴۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى.

۱۸۴۳۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ تو یوں ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں ناتوانی سے اندر گھس جائیں گی اور تیری جان ضعیف ہو جائے گی۔ نہیں روزہ رکھا اس نے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھنا ساری عمر کا روزہ ہے یعنی اس کے برابر ثواب ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس روزہ رکھ روزہ داوَد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملتے دشمن سے۔

۱۸۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ

۱۸۴۴۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت ﷺ میرے

خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةً مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَقَالَ أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰى عَشْرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَّأَفْطِرْ يَوْمًا.

پاس آئے سو میں نے آپ کے لیے چمڑے کا گدا ڈالا جس کے اندر کھجور کا چھڑا بھرا ہوا تھا یعنی روئی کی جگہ سو آپ ﷺ زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہوا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو ہر مہینے سے تین روزے کفایت نہیں کرتے میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ میں نے کہا یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا سات روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نو روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے گیارہ روزے رکھ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھا زمانہ ہے ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ کہ یہ آدھی عمر کا روزہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا حال معلوم ہوا اور اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں داؤد علیہ السلام کی پیروی کی جائے۔ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت ﷺ اوپر اس کے تواضع سے اور ترک ترفع (تکلف) سے اوپر ہم نشین اپنے کے اور نیز اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ اوپر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اکثر اوقات حضرت ﷺ کے زمانے میں تنگی معاش کی تھی اس واسطے کہ اگر ان کے نزدیک اس سے عمدہ گدا ہوتا تو تعظیم کرتے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کئی فائدے ہیں سوا اس کے کہ جو پہلے بیان میں گزرے۔ بیان ہے نرمی حضرت ﷺ ساتھ امت اپنی کے اور شفقت کی اوپر ان کے اور راہ دکھانا ان کا طرف مصلحت کی ان کی اور ترغیب دینی ان کی اوپر اس چیز کے کہ طاقت رکھیں ہمیشگی کی اوپر اس کے اور منع کرنا تختی کرنے سے عبادت میں واسطے اس کے کہ خوف کیا جاتا ہے پہنچانے اس کے سے طرف ماندگی کی جو پہنچانے والی ہے طرف ترک کی یا ترک بعض کی اور تحقیق مذمت کی ہے اللہ نے اس قوم کی کہ لازم کیا انہوں نے عبادت کو اوپر اپنے پھر اس میں قصور کیا اور یہ کہ اگر آدمی کسی وظیفے کو اختیار کرے تو مستحب ہے کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی نیک عملوں سے اور وردوں سے یعنی جب کہ امن ہو ریا سے اور یہ کہ جائز

ہے قسم کھانی اوپر لازم پکڑنے عبادت کے اور فائدہ اس کا استعانت ہے ساتھ قسم کے اوپر نشاط کے واسطے اس کے اور یہ کہ یہ نہیں مخل ہے ساتھ صحت نیت کے اور اخلاص کے بیچ اس کے اور یہ کہ اس پر قسم کھانی نہیں لاحق کرتی اس کو ساتھ نذر کے جس کا پورا کرنا واجب ہے اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے اور یہ کہ مطلق نفل کی تحدید لائق نہیں بلکہ مختلف ہے حال ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اوقات اور احوال کے اور یہ کہ جائز ہے قربان کرنا ماں باپ کا اور اس میں اشارت ہے طرف پیروی کی ساتھ پیغمبروں کے بیچ انواع عبادتوں کے اور یہ کہ عبادتوں کے ترک کرنے میں ماں باپ کی فرمانبرداری واجب نہیں اور اسی واسطے محتاج ہوئے عمرو رضی اللہ عنہ طرف شکایت اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور نہ انکار کیا اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ترک کرنے اطاعت باپ اپنے کی اور یہ کہ جائز ہے فاضل کو زیارت کرنی مفضول کی اس کے گھر میں اور تعظیم کرنی مہمان کی ساتھ ڈالنے فرش وغیرہ کے تلے اس کے اور تواضع کرنی زائر کی ساتھ بیٹھنے اپنے کے سوائے اس چیز کے کہ بچھائی جائے واسطے اس کے اور یہ کہ اس میں اس پر کچھ حرج نہیں جب کہ ہو بطور تواضع اور اکرام کے واسطے زیارت کیے گئے کے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

باب ہے بیان میں روزوں ایام بیض کے تیرہویں اور چودہویں اور پندرہویں ہر چاند کی ہے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ بیض سے مراد تین ہیں اور وہ راتیں ہیں کہ ان میں چاند اول رات سے اخیر تک باقی رہتا ہے یہاں تک کہ جوالیقی نے کہا کی جو بیض کے دنوں کو صفت بنائے اس نے خطا کی اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ دن کامل وہ دن ہے ساتھ رات اپنی کے اور نہیں تمام مہینے میں کوئی دن کہ سارا روشن ہو مگر یہ دن اس واسطے کہ ان کے دن بھی روشن ہیں اور ان کی راتیں بھی روشن ہیں پس بیض کو دنوں کی صفت ٹھہرانا درست ہے اور حکایت کی ہے ابن بزیزہ نے ان کے نام رکھنے میں ساتھ بیض کے کئی اقوال اور جو مستند ہیں طرف اقوال واہیہ کی اور اسماعیل اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے بیچ تین دنوں کے ہر مہینے سے اور بیض معین دنوں کو کہتے ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں بیض کے دنوں کا ذکر آچکا ہے جیسے کہ احمد اور نسائی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خرگوش بھونا ہوا لایا سو حکم فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کے کے اور باز رہا وہ گنوار کھانے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا ہے تجھ کو کھانے سے اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھا کرتا ہے تو بیض کے دنوں میں روزہ رکھا کر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بیض کے دن تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے عمر کے روزے

کے برابر ہیں یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں اور گویا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ساتھ باب کے اس طرف کہ وصیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے یعنی جو باب کی حدیث میں ہے اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے ہر آدمی کو چاہیے کہ یہ روزے رکھے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کی ابتداء میں تین روزے رکھا کرتے تھے اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین روزے رکھا کرتے تھے یعنی پیر اور جمعرات کو اور پیر کو دوسرے جمعہ سے اور تطبیق دی ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے درمیان ان دونوں کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی امام مسلم رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے کے کس دن سے روزہ رکھیں کہا پس جس شخص نے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اس کو ذکر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب قسم دیکھی اس واسطے اس کو مطلق چھوڑا اور ظاہر یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم کیا اور جس کی رغبت دلائی اور جس کے ساتھ وصیت کی وہ اولیٰ ہے غیر اس کے سے یعنی اس پر عمل کرنا افضل ہے۔ اور اس طرح خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس شاید کہ عارض ہوتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر جو باز رکھتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی رعایت سے یا اس کو بیان جواز کے لیے کرتے تھے تا کہ معلوم ہو کہ ہر طرح سے جائز ہے کوئی قید نہیں اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہے۔ اور بیض کے دنوں کو ترجیح ہے ساتھ اس کے کہ وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور درمیان چیز کا زیادہ تر بہتر ہوتا ہے اور نیز اس واسطے کہ اکثر اوقات کسوف اس میں واقع ہوتا ہے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ امر ساتھ زیادہ کرنے عبادت کے جب کہ واقع ہو۔ سو جس کی عادت بیض کے دنوں میں روزہ رکھنے کی ہو جب وہ روزے کی حالت میں کسوف کو پائے گا تو میسر ہوگا اس کو یہ کہ جمع کرے درمیان کئی قسم عبادتوں کے روزے سے اور نماز سے اور خیرات سے، بخلاف اس شخص کے جو ان دنوں میں روزے نہ رکھے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا واسطے اس کے استدراک روزے اس کے کا اور نہ نزدیک اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے نفل روزے کو بغیر نیت کے رات سے مگر یہ کہ موافق پڑے کسوف کو اول دن سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر مہینے کے ابتداء میں تین روزے رکھنے کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کیا چیز عارض ہوگی اس کو موانع سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر دس دن کے اول میں ایک روزہ رکھے اور واسطے اس کے وجہ ہے عقل میں اور یہی منقول ہے ابو داؤد رحمہ اللہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ایک مہینے سے ہفتہ اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے کسی مہینے کو منگل اور بدھ اور جمعرات کو اور گویا کہ غرض ساتھ اس کے یہ ہے کہ اکثر اوقات ہفتے کے سب دنوں میں روزہ رکھے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ مہینے کے اخیر میں روزے رکھے تا کہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہو اور رویانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے مستحب ہیں اور اگر بیض کے دنوں میں اتفاق پڑے تو بہت پیارا ہوگا اور نیز کئی علماء کی کلام میں یہ ہے کہ مستحب ہونا روزے ایام بیض کا غیر

استحباب روزے تین دنوں کا ہے ہر مہینے سے۔ (فتح)

۱۸۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ.

۱۸۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ساتھ تین روزوں کے ہر مہینے سے اور ساتھ دو رکعتوں نماز چاشت کے اور یہ کہ وتر پڑھوں میں پہلے سونے سے۔

فائدہ: خاص کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس وصیت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ قدر موصیٰ بہ وہ لائق ہے ساتھ حال اس کے کے اور یہ جو کہا کہ میرے یار نے تو یہ اشارہ ہے طرف موافقت اس کی کے بیچ اختیار کرنے شغل عبادت کے اوپر شغل دنیا کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھوک پر صبر کیا بیچ ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس مشابہ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو بیچ اختیار کرنے فقر کو کے مالداری پر اور عبودیت کو ملک پر اور پکڑا جاتا ہے اس سے افتخار کرنا ساتھ صحبت کے اکابر کے جب کہ بطور حبائے نعمت اور شکر اللہ کے نہ بطور فخر کے اور ہمارے استاذ نے ترمذی کی شرح میں کہا کہ حاصل خلاف کا بیچ تعیین بیض کے نو قول ہیں ایک یہ کہ معین نہ کیے جائیں بلکہ ان کا معین کرنا مکروہ ہے یہ قول امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے دوم یہ کہ ہر مہینے سے پہلے دن ہیں سوم یہ کہ اول ان کا بارہویں ہے چہارم یہ کہ اول ان کا تیرہویں ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور صاحبین کا پنجم یہ کہ اول ان کا اول ہفتہ ہے ابتداء مہینے سے پھر اول منگل ہے اس سے جو اس سے پیچھے ہے اور اسی طرح اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ششم یہ کہ پہلی جمعرات ہے پھر پیر پھر جمعرات ہفتم یہ کہ پہلا پیر ہے پھر جمعرات پھر پیر ہشتم یہ کہ اول دن ہے اور دسویں اور بیسویں نہم یہ کہ اول ہر دھاکے کا ہے یہ ابن شعبان مالکی سے روایت ہے میں کہتا ہوں اور ایک قول اور بھی ہے یعنی اخیر تین دن ہیں ہر مہینے سے یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے نزدیک روزہ نہ کھولے

فائدہ: یعنی نفل روزے میں یہ باب مقابل ہے اس باب کے جو پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے اپنے بھائی پر تا کہ افطار کرے نفل روزے میں اور موقع اس کا یہ ہے کہ نہ گمان کیا جائے کہ کھولنا آدمی کا نفل روزے کو واسطے خاطر داری بھائی اپنے کے لازم ہے اوپر اس کے بلکہ مرجع اس کا یہ ہے کہ ان دونوں میں سے اگر کسی کو روزہ شاق ہو تو افطار بہتر ہے اور جب معلوم ہوا کہ یہ کسی پر شاق نہیں تو اولیٰ یہ ہے کہ اپنے روزے پر قائم رہے۔ (فتح)

١٨٤٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ قَالَ أَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِیْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِیْ وِعَائِهٖ فَإِنِّیْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلٰی نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰی غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِیْ خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِیَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَّلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِیْ بِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ فَإِنِّیْ لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَّحَدَّثَتْنِی ابْنَتِیْ أُمَيْنَةُ أَنَّهٗ دُفِنَ لِصُلْبِیْ مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَّمِائَةٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَی بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

١٨٤٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے سو وہ حضرت ﷺ کے آگے کھجوریں اور گھی لائیں سو فرمایا کہ پھر ڈال دو اپنے گھی کو اس کے برتن میں اور خرما کو اس کے برتن میں اس واسطے کہ میں روزے دار ہوں پھر گھر کے ایک کونے کی طرف کھڑے ہوئے اور نفل نماز پڑھی پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے خاص دعا کیجیے فرمایا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کا خادم انس ہے اس کے حق میں دعا کیجیے سو نہ چھوڑی آپ ﷺ نے کوئی بھلائی دنیا کی اور آخرت کی مگر میرے لیے اس کے ساتھ دعا کی اور وہ دعا یہ ہے کہ فرمایا کہ الٰہی روزی دے اس کو بہت مال اور بہت اولاد اور برکت کر اس کو بیچ اس کے پس تحقیق البتہ میں سب انصار سے مال میں زیادہ ہوں اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بیٹے امینہ نے کہ دفن ہوئے ہیں سگی بیٹے میرے یعنی سوائے نواسوں اور پوتوں کے حجاج کے بصرہ میں آنے تک کچھ اوپر ایک سو بیس نفر۔

فائدہ: یعنی حجاج کے بصرے میں آنے سے پہلے اتنے حقیقی بیٹے مر چکے تھے اور حجاج کا بصرہ میں آنا ۷۵ھ میں تھا اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت کچھ اوپر اسی برس کی تھی اور انس رضی اللہ عنہ اس کے بعد ۹۲ھ یا ۹۳ھ تک زندہ رہے اور ان کی عمر سو برس کے قریب پہنچی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ کی اولاد بہت تھی کہ کچھ اوپر ایک سو بیس ان میں سے مر چکے تھے اور جو باقی تھے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ سے وہ بھی سو کے قریب تھے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے ہیں جائز ہے تصغیر یعنی چھوٹا کہنا کسی کو بطور مہربانی کے نہ بطور حقارت کے اور تحفہ دینا زائر کو ساتھ اس چیز کے کہ حاضر ہو اور جواز پھیر دینا ہدیہ کا جب کہ یہ ہدیہ دینے والے پر دشوار نہ ہو اور یہ کہ اس کا اس کو لینا ہبہ کو پھیر لینا نہیں اور اس میں نگاہ رکھنا کھانے کا ہے اور ترک کرنا قصور کا بیچ

اس کے اور جبر کرنا خاطر زیارت کیے گئے جب کہ نہ کھائے نزدیک اس کے ساتھ دعا کے واسطے اس کے اور مشروع ہونا دعا کا بعد نماز کے اور مقدم کرنا نماز کا پہلے طلب حاجت کے اور دعا کرنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور دعا کرنی ساتھ کثرت مال اور اولاد کے اور یہ کہ یہ آخرت کی بہتری کے منافی نہیں اور یہ کہ فضل کم ہونے دنیا کا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اس میں زیارت کرنا امام کا ہے اپنے بعض رعیت کو اور داخل ہونا اس کے گھر میں وقت غائب ہونے اس کے کے اس واسطے کہ نہیں کہا اس نے اس قصے میں کہ اس وقت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور اس میں اختیار کرنا بیٹے کا ہے اپنی جان پر اور یہ کہ کثرت موت کی اولاد میں نہیں منافی ہے اجابت دعا کے ساتھ کثرت طلب ان کی کے اور نہ برکت طلب کرنے کو بیچ ان کے واسطے اس ثواب کے خاص ہوتا ہے مصیبت سے ساتھ موت ان کی کے اور صبر سے اوپر اس کے اور اس میں بیان کرنا ہے اللہ کی نعمتوں کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو واسطے اس کے کہ آپ کی دعا کی اجابت میں ہے امر نادر سے اور وہ جمع ہونا کثرت مال کا ہے ساتھ کثرت اولاد کے اور انس رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا اور ان کے سوا اور لوگوں کے باغ سال میں ایک بار پھل لاتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں مطلق مہینے کا ذکر کیا ہے اگرچہ باب کی حدیث میں مقید مہینہ مراد ہے اور وہ شعبان ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ حکم شعبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تاکہ آدمی کو عادت ہو جائے پس یہ جو آیا ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا منع ہے تو یہ نہی اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی عادت ہو اس کو روزہ رکھنا درست ہے۔ (فتح)

۱۸۴۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ

۱۸۴۷۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران رضی اللہ عنہ کو پوچھا یا کسی اور مرد سے پوچھا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے سو فرمایا کہ اے باپ فلاں کے کیا تو نے اس مہینے کے اخیر میں روزے نہیں رکھے یعنی رمضان کے، اس مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، فرمایا کہ جب تو افطار کرے یعنی روزہ رمضان کا تو دو روزے رکھ اور ایک روایت میں شعبان کے اخیر میں روزہ رکھنے کا ذکر آیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شعبان کا ہونا زیادہ ترصحیح ہے یعنی اس

قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ يَعْنِيْ رَمَضَانَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ.

حدیث میں بجائے رمضان کے شعبان کا لفظ آیا ہے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے کہا کہ مراد ساتھ سرر کے اخیر مہینے کا ہی نام رکھا گیا وہ ساتھ اس کے واسطے پوشیدہ ہونے چاند کے ان دنوں میں اور وہ اٹھائیسویں اور انتیسویں اور تیسویں رات ہے اور اوزاعی اور سعید سے روایت ہے کہ مراد سرر سے اول مہینے کا ہے اور خطابی نے اوزاعی سے جمہور کی طرح نقل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سرر سے درمیان مہینے کا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سرر جمع سرہ کی ہے اور سرہ چیز کے درمیان کو کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ بیض کے دنوں میں روزے رکھنے مستحب ہیں اور وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور یہ کہ اخیر مہینے کے روزے مستحب ہونے میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی بلکہ اس میں نہی خاص وارد ہوئی ہے اور وہ اخیر شعبان کا ہے واسطے اس کے جو اس کا روزہ رکھے واسطے پیشوائی رمضان کے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی نے ساتھ اس کے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جدا کیا ہے اس روایت کو جس میں سرہ کا لفظ آیا ہے اور اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن میں صیام ایام بیض پر ترغیب ہے لیکن میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں لفظ سرہ نہیں دیکھا بلکہ ایک روایت میں سرر کا لفظ آیا ہے اور ایک میں سرار کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے اخیر مہینے کا ہے اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے سوال کرنا سوال جھڑک کا ہے اور انکار کا، اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پیشوائی کرنے مہینے کے سے ساتھ ایک یا دو روزے کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے انکار کرتے تو اس کو قضا کر حکم نہ کرتے اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس مرد نے روزے کو اپنی جان پر واجب کیا ہو پس اسی واسطے حکم کیا ہو اس کو ساتھ پورا کرنے کے اور یہ کہ قضا کرے اس کو شوال میں اور ابن منیر نے کہا کہ اس کو انکار کا سوال کہنا تکلف ہے اور رد کرتا ہے اس کو قول مسئول کا کہ نہیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اگر یہ سوال انکار کا ہوتا تو اس پر روزہ رکھنے کا انکار کیا ہوتا کہ تو نے کیوں روزہ رکھا اور فرض یہ بات ہو چکی ہے کہ اس مرد نے روزہ نہیں رکھا تھا پس کس طرح انکار کرتے اس پر فعل اس چیز کو کہ نہیں کیا اس نے اس کو اور یہی احتمال ہے کہ اس مرد کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت تھی سو جب اس نے سنا کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے اور اس کو استثنا نہ پہنچا تو اپنی عادت کے روزے ترک کیے پس حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قضا

کرنے ان کے کے تاکہ ہمیشہ رہے محافظت اس کی اس چیز پر کہ لازم کیا ہے اس کو اپنی جان پر عبادت سے اس واسطے کہ بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے کما تقدم اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا صرف اس کو منع ہے جو اس کو قصد کرے واسطے پیشوائی رمضان کے اور جو اس کا قصد نہ کرے تو اس کو نہی شامل نہیں اگرچہ اس کی عادت نہ ہو اور یہ خلاف ہے ظاہر حدیث نہی کا اس واسطے کہ نہیں مستثنیٰ اس سے مگر جس کو عادت ہو اور قرطبی نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ جو سرِ شہر کو غیر ظاہر پر حمل کرتا ہے اور ظاہر اس کا اخیر مہینے کا ہے تو وہ معارضہ سے بھاگا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے پیشوائی رمضان سے ساتھ ایک یا دو روزوں کے اور کہا کہ دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ نہی اس شخص کے حق میں محمول ہے جس کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور امر اس کے حق میں محمول ہے جس کو اس کی عادت ہو واسطے باعث ہونے مخاطب کے اوپر لازم پکڑنے عادت نیکی کے تاکہ نہ قطع کرے اس کو اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت روزے شعبان کی اور یہ کہ اس کا ایک روزہ اس کے غیر کے دو دن کے برابر ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تقریر نہیں تمام ہوتی مگر یہ کہ ہو عادت مخاطب کی ساتھ اس کے کہ شعبان کا صرف ایک روزہ رکھا کرتا تھا نہیں تو قول آپ ﷺ کا کہ کیا تو نے مہینے کے اخیر میں روزے رکھے ہیں عام ہے اس سے کہ اس کی عادت ایک روزے کی ہو یا زیادہ کی۔ ہاں ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک دن کے بدلے دو روزے رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قضا نفل کی اور جب نفل کی قضا درست ہوئی تو فرض کی قضا بطریق اولیٰ درست ہوگی خلاف ہے واسطے اس کے جو ہمیشہ منع کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَآئِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُّفْطِرَ يَعْنِيْ إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهٗ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَّصُوْمَ بَعْدَهٗ.

باب ہے جمعہ کے روزے کے بیان میں اور اگر کوئی جمعہ کے دن حالت روزے میں صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کھول ڈالے یعنی جب کہ نہ روزہ رکھے پہلے اس سے اور نہ ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ رکھے بعد اس کے۔

١٨٤٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِيْ عَاصِمٍ يَعْنِيْ أَنْ يَّنْفَرِدَ بِصَوْمٍ.

١٨٤٨۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے جمعہ کے روزے سے منع فرمایا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ ابو عاصم کے غیر راوی نے یہ لفظ اس میں زیادہ کیا ہے یہ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھے۔

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اور تقیید اس کی تفسیر ہے ایک راوی سے۔

۱۸۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهٗ أَوْ بَعْدَهٗ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روزہ رکھے کوئی فقط جمعہ کے دن مگر یوں مذائقہ نہیں کہ جمعہ سے پہلے بھی ایک روزہ رکھے یا بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے خواہ جمعرات یا جمعہ کا روزہ رکھے یا جمعہ اور ہفتے کا روزہ رکھے یعنی دو روزے ملا کر رکھے اور یہ حدیث ظاہر ہے قید میں اور پکڑا جاتا ہے استثنا سے جواز اس کا واسطے اس کے جو ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے روزہ رکھے یا اتفاقاً واقع ہو جمعہ ان دنوں میں کہ اس کی عادت روزے کی ہو مانند اس کی کہ بیض کے دنوں میں روزہ رکھتا ہو یا اس کی عادت ہو روزے معین دن کی مانند دن عرفہ کی پس موافق پڑے دن جمعہ کو اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز روزے اس کے کا واسطے اس کے جو نذر مانے دن آنے زید کی یا دن شفا فلاں کی۔ (فتح)

۱۸۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَآئِمَةٌ فَقَالَ أَصُمْتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَأَفْطِرِيْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أَيُّوْبَ أَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ.

۱۸۵۰۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جمعہ کے دن آئے اور وہ روزے دار تھیں فرمایا کہ کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو ارادہ کرتی ہے یہ کہ تو کل کو بھی روزہ رکھے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس روزہ کھول ڈال۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اس پر کہ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابو طیب طبری رحمہ اللہ نے احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ سے اور گویا کہ اس نے اس کو پکڑا ہے قول ابن منذر سے کہ ثابت ہوئی ہے نہی جمعے کے روزے سے جیسے کہ ثابت ہوئی ہے نہی عید کے روزے سے اور زیادہ کیا

ہے دن جمعے کے امر ساتھ فطر اس شخص کے کہ صرف جمعے کے روزے کا ارادہ کرے پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے
کہ وہ اس کو حرام جانتا ہے اور ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عید اور جمعے کے درمیان فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ
اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اگرچہ اس سے پہلے اور پیچھے بھی روزہ رکھے بخلاف دن
جمعہ کے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو جمعہ کے پہلے یا پیچھے ایک دن کا روزہ رکھے اس کو جمعہ کا روزہ رکھنا
درست ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے منع ہونے روزے جمعے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں کوئی مخالف واسطے ان کے
اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
سے روایت ہے کہ مکروہ نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں سنا میں نے کسی سے کہ اقتدا کیا جاتا ہے ساتھ اس
کے کہ منع کرتا ہے اس سے اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہ شاید نہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہنچی اور عبدالوہاب نے کہا کہ جس
دن کا روزہ اپنے غیر کے ساتھ مکروہ نہیں اس کا تنہا بھی مکروہ نہیں اور ابن عربی نے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ یہ
قیاس ہے ساتھ موجود ہونے نص کے اور استدلال کیا ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن اور بہت کم روزہ کھولتے تھے دن جمعہ کے اور حسن کہا ہے اس کو
ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس میں حجت نہیں ہے اس واسطے کہ احتمال ہے یہ کہ ارادہ کرتا ہو کہ جان بوجھ کر روزہ نہ کھولتے
تھے جب کہ واقع ہوتا جمعہ ان دنوں میں کہ تھے روزہ رکھتے ان کا اور نہیں معارض ہے یہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے کو
تا کہ حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاصہ ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نہیں ثابت
ہوتا خاصہ ساتھ احتمال کے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ نہیں مکروہ ہے مگر واسطے اس کے کی
ضعیف کر ڈالے اس کو روزہ اس کا اس عبادت سے کہ واقع ہوتی ہے بیچ نماز اور دعا اور ذکر سے یہی وجہ نقل کی
مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے مانند قول جمہور کی اور اسی کو صحیح کہا ہے
متاخرین نے اور اس میں اختلاف ہے کہ صرف جمعے کا روزہ رکھنا منع کیوں ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ دن عید کا ہے
اور عیدین کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور اس پر یہ اعتراض ہے کہ غیروں کے ساتھ اس کا روزہ رکھنا درست ہے
پس لازم آتا ہے کہ یہ بھی درست نہ ہو اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ اس کا عید کے ساتھ مشابہ ہونا
نہیں مستلزم ہے برابر ہونے اس کے کو ساتھ اس کے ہر وجہ سے اور جو اس کے ساتھ اور دن کا روزہ رکھے تو نفی ہو
گی اس سے صورت قصد کرنے کی ساتھ تنہا روزے جمعے کے یعنی جب اس کے ساتھ کوئی روزہ رکھے تو اس سے یہ
لازم نہیں آتا کہ اس صورت میں بھی جمعہ عید کے برابر ہو اور اس کا روزہ منع ہو پس یہ درست ہو گا دوم یہ کہ تا کہ نہ
ضعیف ہو عبادت سے اور تعاقب کیا گیا ہے یہ ساتھ باقی رہنے معنے مذکور کے اس حالت میں کہ اس کے ساتھ غیر

دن کا روزہ رکھا جائے سوم یہ کہ اس میں خوف ہے مبالغہ کا بیچ تعظیم اس کی کے پس مفتون ہو گا آدمی ساتھ اس کے جیسا کہ مفتون ہو جائے یہود ساتھ دن ہفتے کے اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ ثبوت تعظیم اس کی کے ساتھ غیر روزے کے اور نیز یہود تو ہفتے کو روزے کے ساتھ تعظیم نہیں کرتے پس اگر ان کی موافقت کا ترک کرنا ملحوظ ہوتا تو البتہ لازم ہوتا روزہ اس کا اس واسطے کہ وہ اس کا روزہ نہیں رکھتے چہارم یہ کہ اس کے اعتقاد وجوب کا خوف ہو اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ روزے پیر اور جمعرات کے پنجم یہ کہ خوف ہے کہ فرض کیا جائے اوپر ان کے جیسے کہ حضرت ﷺ نے ان کی نماز تراویح سے خوف کیا اور یہ بھی توڑا گیا ہے ساتھ روزے اس کے کے ساتھ غیر اس کے کے ساتھ اس طور کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو یہ حضرت ﷺ کے بعد جائز ہوتا واسطے دور ہونے سبب کے ششم یہ کہ اس میں مخالفت نصاریٰ کی ہے اس واسطے کہ ان پر اس کا روزہ واجب ہے اور ہم کو حکم ہے ان کی مخالفت کا اور یہ بھی ضعیف ہے اور قوی تر سب قولوں میں پہلا قول ہے اور اس میں دو حدیثیں بھی وارد ہو چکی ہیں ایک یہ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے سو نہ گردانو اپنی عید کے دن کو دن روزے اپنے کا مگر یہ کہ روزہ رکھو تم پہلے اس سے یا پیچھے اس سے اور دوسری حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو تم میں سے کسی مہینے میں روزہ رکھنے والا ہو تو چاہیے کہ جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے اس واسطے کہ وہ دن کھانے اور پینے اور ذکر کا ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِّنَ الْأَيَّامِ — کیا کسی دن کو روزے کے واسطے خاص کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ نہیں جزم کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے یعنی خاص کرنا جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے عبادت پر ہمیشگی کی اور اپنے وظیفوں پر مواظبت کی اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے حضرت ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ روزہ نہ کھولیں گے اور روزہ کھولتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہ رکھیں گے پس یہ حدیث باب کی حدیث کے معارض ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے نفی مواظبت کو پس باقی رکھا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کو استفہام پر تا کہ دونوں میں سے ایک حدیث ترجیح پائے یا تطبیق ظاہر ہے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے بایں طور کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ تھا عمل آپ ﷺ کا ہمیشہ معنے اس کے یہ ہیں کہ اختلاف حال آپ ﷺ کا بیچ بہت روزے رکھنے اور پھر نہ رکھنے کے تھا ہمیشہ مستمر یعنی ہمیشہ آپ ﷺ کا یہی دستور رہا کبھی کتنے دنوں تک پے در پے روزے رکھتے چلے جاتے تھے اور کبھی کتنے دنوں تک پے در پے نہ رکھتے تھے اور ساتھ اس طور کے کہ تھے حضرت ﷺ لازم کرتے اپنی جان پر عبادت کو پس بہت وقت مشغول رکھتا تھا آپ ﷺ کو بعض اس عبادت سے کوئی شاغل پس قضا کرتے اس کو پے در پے پس مشتبہ ہوتا حال اس پر کہ دیکھتا

آپ ﷺ کو پس قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ آپ ﷺ کا عمل ہمیشہ تھا محمول ہے وظیفہ پر اور قول ان کا کہ تھے حضرت ﷺ کہ نہ چاہے تو کہ دیکھے تو آپ ﷺ کو روزے دار مگر کہ دیکھے تو محمول ہے دوسرے حال پر اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ نہ قصد کرتے تھے ابتدأ کسی دن معین میں کہ روزہ رکھیں اس کا بلکہ جب کسی دن معین کو روزہ رکھتے تھے مانند جمعرات کی مثلاً تو اس کے روزے پر ہمیشگی کرے تھے۔(فتح)

۱۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهٗ دِيْمَةً وَّأَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ.

۱۸۵۱۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ روزے کے واسطے کسی دن کو دنوں میں سے خاص کیا کرے تھے تو انہوں نے کہ نہیں اور آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا اور تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے اس چیز کی کہ جس کی حضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے اس پر کہ ہفتے میں سے کسی خاص دن کے روزے کا قصد کرنا مکروہ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سائل نے صرف کسی ایک دن کے خاص کرنے کا سوال کیا تھا اس اعتبار سے کہ وہ دن ہے اور اے پر وہ دن کہ وارد ہوئی ہے تخصیص اس کی دنوں سے ساتھ روزے کے پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص کیا گیا ہے واسطے ایک امر کے کہ نہیں شریک ہیں اس کو اس میں باقی دن مانند دن عرفہ کی اور دن عاشوریٰ کی اور دنوں بیض کی اور تمام ان دنوں کی کہ معین کیے گئے ہیں واسطے معنے خاص کے اور سوائے اس کے نہیں کہ سوال کیا تھا انہوں نے تخصیص ایک دن کی سے واسطے ہونے اس کے کے مثلاً دن ہفتے کا اور اشکال کیا گیا ہے اس جواب پر روزہ پیر اور جمعرات کا پس تحقیق وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں اور گویا کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں بخاری کی شرط پر میں کہتا ہوں کہ وارد ہوئی ہیں پیر اور خمیس کے روزے میں کئی حدیثیں صحیحہ۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو کہ ابو داؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ قصد کرتے روزے پیر اور خمیس کا اور اسی طرح کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس جواب اشکال سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ شاید مراد ساتھ ایام مسؤل عنہا کے تین دن ہیں ہر مہینے میں پس گویا کہ سائل نے جب سنا کہ حضرت ﷺ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رغبت دلائی اس میں کہ ہوں وہ دن بیض کے تو پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا تھے خاص کرتے ان کو ساتھ دنوں بیض کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا یعنی اگر ان کو بیض کے دن ٹھہراتے تو البتہ متعین ہو جاتے اور اس پر ہمیشگی کرتے اس واسطے کہ تھے درست رکھتے اس کو

کہ آپ ﷺ کا عمل دائمی ہو لیکن ارادہ کیا آپ ﷺ نے فراخی کا ساتھ نہ معین کرنے ان کے کے پس نہ پرواہ کرتے تھے یہ کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں یعنی کوئی دن معین نہ کرتے تھے بلکہ جب چاہتے تھے روزہ رکھتے تھے جیسے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ — عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں عرفہ کے روزے میں اوپر شرط اس کی کے اور سب سے زیادہ ترصحیح حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ عرفہ کا روزہ اتار ڈالتا ہے گناہ ایک سال اگلے کے اور ایک سال پچھلے کے روایت کی یہ حدیث مسلم وغیرہ نے یعنی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب نہیں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث باب کے یہ ہے کہ باب کی حدیث محمول ہے غیر حاجی پر یا اس شخص پر کہ نہ ضعیف کرے اس کو روزہ اس کا ذکر اور دعا سے کہ مطلوب ہے واسطے حاجی کے۔ (فتح)

١٨٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرٌ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَّهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ.

١٨٥٢۔ ام فضل حارث رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اس کے نزدیک عرفہ کے دن حضرت ﷺ کے روزے میں جھگڑے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ روزے دار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ روزے دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے سو حضرت ﷺ نے اس دودھ کو پی لیا۔

فائدہ: یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ عرفہ کا روزہ ان کے نزدیک معروف اور معتاد تھا واسطے ان کے وطن میں اور جس نے آپ ﷺ کے روزے کا یقین کیا تھا اس نے عادت مالوف سے دلیل پکڑی تھی اور جس نے یقین کیا تھا کہ آپ ﷺ روزے دار نہیں تو اس کے نزدیک قائم ہوا تھا قرینہ کہ آپ ﷺ مسافر ہیں اور آپ ﷺ نے سفر

میں فرض روزے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ نفل ہو۔ (فتح)

۱۸۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ شَكُّوْا فِيْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ.

۱۸۵۳۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم موقف عرفات میں کھڑے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ پیا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے اور اس میں نظر ہے یعنی اعتراض ہے اس واسطے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرد فعل نفی استحباب پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کبھی مستحب چیز کو بیان جواز کے واسطے چھوڑ دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہوتی تھی واسطے مصلحت تبلیغ کے ہاں ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے اور بعض سلف نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ حاجیوں کو عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور ابن زبیر اور اسامہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ وہ عرفہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہ خوش لگتا تھا حسن رضی اللہ عنہ کو اور حکایت کرتا تھا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے، اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور مذہب منقول ہے انہوں نے کہا کہ نہیں خوف ہے ساتھ اس کے جبکہ دعا سے ضعیف نہ ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قدیم قول میں یہی منقول ہے اور اختیار کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور متولی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعیہ میں سے اور جمہور نے کہا کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہاں تک کہ عطا نے کہا کہ جو روزہ افطار کرے تا کہ قوت حاصل کرے ساتھ اس کے ذکر پر تو اس کو روزے دار کے برابر ثواب ہے اور طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ تا کہ دلالت کرے کہ حاجی کو مکے میں یہی بات مختار ہے تا کہ نہ ضعیف ہو جائے دعا اور ذکر سے کہ مطلوب ہے دن عرفہ کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور تنہا جمعہ کے روزے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا ہے اور یہ تاویل بعیدی ہے اول حدیث سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ رکھنا اس واسطے مکروہ رکھا کہ وہ عید ہے واسطے اہل موقف کے واسطے جمع ہونے ان کے کے بیچ اس کے۔ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ آنکھ سے دیکھنا زیادہ تر یقینی حجت ہے اور یہ کہ وہ خبر سے اوپر ہے اور یہ کہ مجلسوں میں کھانا پینا درست ہے اور نہیں کراہت ہے اس میں واسطے ضرورت کے اور یہ کہ

جائز ہے قبول کرنا تحفہ کا عورت سے بغیر تفصیل پوچھنے کے کہ کیا وہ اس کے خاوند کے مال سے ہے یا نہیں اور اس میں اقتدا کرنا لوگوں کا ہے ساتھ افعال حضرت ﷺ کے اور اس میں بحث اور اجتہاد ہے بیچ زندگی حضرت ﷺ کی کے اور مناظرہ بیچ علم کے درمیان مردوں اور عورتوں کے اور حیلہ ڈھونڈنا واسطے اطلاع پانے کے حکم پر بغیر سوال کے اور اس میں سوار ہونا ہے بیچ حالت کھڑے ہونے سواری کے اور پہلی حدیث میں ہے کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے دودھ بھیجا تھا اور ایک بار میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ محمول ہے تعدد واقعہ پر یعنی یہ معاملہ دو بار ہوا ہو اور احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھے وہ دودھ بھیجا ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

عید فطر کے دن روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا حکم کیا ہے ابن منیر نے کہا کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اختلاف کی اس کے حق میں جو ایک دن کے روزے کی نذر مانے یعنی جیسے کہے کہ میں پیر کا روزہ رکھوں گا اور موافق پڑے وہ عید کے دن کو کہ کیا اس کی نذر درست ہے یا نہیں وسياتي ذكر ما قيل في ذالك۔ (فتح)

١٨٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ أَصَابَ.

١٨٥٤۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دو دن ہیں کہ منع فرمایا ہے حضرت ﷺ نے ان کے روزے سے ایک دن تو تمہارے روزہ کھولنے کا ہے یعنی عید فطر کا دن اور دوسرا دن کہ تم اس میں اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ فائدہ وصف دونوں دنوں کا اشارت ہے طرف علت وجوب فطر ان دونوں دنوں کی اور وہ جدائی کرنی ہے روزے سے اور اظہار تمام ہونے اس کے کا اور حد اس کی ہے ساتھ فطر ما بعد اس کے کے اور دوسرا واسطے علت قربانی کے جو تقرب کیا گیا ساتھ ذبح کرنے اس کے کے تاکہ کھایا جائے اس سے اور اگر اس کا روزہ مشروع ہوتا تو اس میں ذبح کرنے کے مشروع ہونے کے کوئی معنے نہ ہوتے پس تعبیر کیا گیا علت تحریم سے ساتھ کھانے کے قربانی سے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے ذبح کو اور زیادہ کرتا ہے فائدے تنبیہ کو تعلیل پر اور مراد

ساتھ نسک کے اس جگہ وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جائے واسطے قربت کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس علت سے تعین سلام کا واسطے جدائی کے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں عیدوں کے دن روزہ رکھنا حرام ہے برابر ہے کہ نذر کا ہو یا کفارے کا یا نفل یا قضا یا تمتع اور اگر کوئی زید کے آنے کے دن کے روزے کی نذر مانے تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا کہ یہ مذہب ہے کہ نذر منعقد نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نذر درست ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ لازم آتا ہے اس کو کھلانا اور اوزاعی سے روایت ہے کہ قضا کرے مگر یہ کہ عید کے دن استثنا کی نیت ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا کی نیت کی ہو تو قضا کرے اور اگر نہیں تو قضا نہ کرے اور آئندہ باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئے گا کہ انہوں نے مسئلے کے جواب میں توقف کیا اور اصل اختلاف کا اس مسئلے میں یہ ہے کہ کیا نہی منہی عنہ کی صحت کو چاہتی ہے یا نہیں۔ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں چاہتی اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ چاہتی ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں کہا جاتا اندھے کو کہ مت دیکھ اس واسطے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے پس معلوم ہوا کہ عید کے دن کا روزہ ممکن ہے اور جب ممکن ہوا تو اس کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ امکان عقلی ہے نقلی نہیں اور نزاع شرعی میں ہے اور جو شرعاً منہی عنہ ہو اس کا فعل شرعاً ممکن نہیں اور مانعین کے دلائل سے ایک یہ دلیل ہے کہ جب نفل مطلق کے فعل سے نہی ہو تو وہ منعقد نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہی سے مطلوب ترک ہے، برابر ہے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے اور نفل سے مطلوب فعل ہے یعنی اس کا کرنا مطلوب ہوتا ہے پس نہ جمع ہوں گی دو ضدیں اور فرق درمیان روزے اور درمیان امر ذی وجہین کے مانند نماز کی زمین غصب کی ہوئی میں ہے یہ کہ نہی ادا کرنے نماز کے سے زمین مغصوب میں نماز کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں اقامت کی وجہ سے ہے اور طلب کرنا فعل اس کے کا واسطے ذات عبادت کے ہے بخلاف روزے کے بیچ دن عید کے مثلاً اس واسطے کہ نہی اس میں واسطے ذات روزے کی ہے پس دونوں جدا ہو گئے۔ (فتح)

۱۸۵۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ.

۱۸۵۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے روزے سے عید فطر کے دن اور قربانی کے دن اور منع فرمایا سب بدن پر کپڑا لپیٹنے سے اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ نہ نکل سکیں اور منع فرمایا اس سے کہ مرد ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر اکڑوں بیٹھے اور نفلی نماز سے منع کیا بعد نماز صبح اور عصر کے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید فطر کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

قربانی کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۱۸۵۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَا قَالَ سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يُنْهٰى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۱۸۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع ہوا ہے شرع میں دو روزے اور دو قسم کی بیعوں سے منع ہے روزے عید فطر اور قربانی کے سے اور بیع ملامست اور منابذت سے۔

فائدہ: بیع ملامست یہ ہے کہ خریدار لپیٹے ہوئے کپڑے کو ہاتھ لگائے یا اندھیرے میں ہاتھ لگائے اور اس کو خریدے اس شرط پر کہ اختیار رؤیت نہ ہوگا یا بائع کہے کہ تو نے ہاتھ لگایا تو بیع لازم ہوئی اور منابذت یہ ہے کہ بغیر صیغہ بیع اور شراء کے مبادلہ کریں وسیاتی بیانہ فی کتاب البیوع اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔

۱۸۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا قَالَ أَظُنُّهٗ قَالَ الْإِثْنَيْنِ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.

۱۸۵۷۔ زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس مسئلے میں کہ ایک مرد نے نذر مانی کہ ایک دن روزہ رکھے میں گمان کرتا ہوں کہ پیر کے دن کہا پس موافق پڑا وہ دن عید کے دن کو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے سے۔

فائدہ: امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تقویٰ اختیار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یقین کرنے فتویٰ کے سے بیچ اس کے اور فقہا کو اس میں اختلاف ہے اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو کہ دونوں دلیلوں کے ساتھ عمل کیا جائے پس روزہ رکھا جائے ایک دن بدلے نذر کے اور چھوڑا جائے روزہ دن عید کے پس ہوگا وہ اس میں پیشوا واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے اس کی قضا واجب ہے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا ہو طرف اور قاعدے کی اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب امر اور نہی ایک محل میں جمع ہوں تو ان میں سے کس کو مقدم کیا جائے اور راجح یہ ہے کہ نہی کو مقدم کیا جائے پس گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ روزہ نہ رکھ اور ابو عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

توقف کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ نہی روزے اس کے سے واسطے سے ذات اس کی کے نہیں بلکہ عمل خارجی کی وجہ سے ہے اور داؤدی نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نہی مقدم ہے اس واسطے کہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ ایک مرد نے پیادہ حج کرنے کی نذر مانی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سوار ہونے کا حکم فرمایا سو اگر اس کا پورا کرنا واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سوار ہونے کا حکم نہ فرماتے۔

۱۸۵۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ أَرْبَعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا.

۱۸۵۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگیں لڑی تھیں) کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چیزیں سنیں سو مجھ کو خوش لگیں ایک یہ کہ نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت دو دن کی راہ مگر کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو اور نہیں درست ہے روزہ دونوں میں عید فطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور نہیں نماز ہے بعد نماز صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی تین مسجدوں کے سوا سفر کرنا درست نہیں ایک تو ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ دوسری ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی اور میری یہ مسجد یعنی تیسری مدینہ منورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد۔

فائدہ: یہ سب مسئلے مفصل طور سے پہلے گزر چکے ہیں پہلا حج میں دوسرا مواقیت میں تیسرا اخیر نماز میں اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ — تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: تشریق کے دن ذوالحجہ کہ گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ہیں یعنی قربانی کے دن کے بعد اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ دو دن ہیں یا تین اور ان دنوں کا نام تشریق کے دن اس واسطے رکھا گیا ہے کہ قربانیوں کا گوشت سورج کی دھوپ میں رکھ کر خشک کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ نہیں ذبح کی جاتی قربانی یہاں تک کہ سورج بلند اور روشن ہو اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ عید کی نماز واقع ہوتی ہے وقت بلند ہونے آفتاب کے اور

بعض کہتے ہیں کہ تشریق تکبیر کہنا ہے پیچھے ہر نماز کے اور کیا ملحق ہیں ایام تشریق کے ساتھ دن قربانی کے جیسے کہ ملحق ہیں ساتھ اس کے بیچ قربانی وغیرہ اعمال حج کے اور یا ان میں مطلق روزہ درست ہے یا خاص متمتع کو درست ہے اور کو نہیں یا خاص ہے واسطے اس کے اور جو اس کے معنی میں ہے اور ان میں سے ہر مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے اور راجح نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ متمتع کو جائز ہے اس واسطے کہ باب میں عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیث بیان کی ہے اور ابن منذر وغیرہ نے زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کہ ہے کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا مطلق جائز ہے اور حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مطلق منع ہے اور یہی مشہور ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور ابن عمر اور عائشہ اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم سے اور لوگوں میں منع ہونا اس کا مروی ہے مگر واسطے متمتع کے کہ ہدی نہ پائے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم میں۔ اور اوزاعی وغیرہ سے ہے کہ محصر اور قارن کو بھی ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور جو اس کے روزے سے منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث نبیشہ کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ تشریق کے دن کھانے پینے کے دن ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَصُوْمُ أَیَّامَ التَّشْرِیْقِ بِمِنًی وَكَانَ أَبُوْهَا یَصُوْمُهَا.

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منیٰ کے دنوں میں اور عروہ رضی اللہ عنہ بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

۱۸۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عِیْسٰی بْنِ أَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمْ یُرَخَّصْ فِیْ أَیَّامِ التَّشْرِیْقِ أَنْ یُّصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَّمْ یَجِدِ الْهَدْیَ.

۱۸۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں اجازت ہوئی اس کی کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھا جائے مگر جو قربانی نہ پائے۔

فائدہ: طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا قول کہ نہیں اجازت ہوئی پکڑا ہے اس کو انہوں نے عموم آیت سے کہ جو قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے حج کے وقت میں اس واسطے کہ فی الحج کا لفظ عام ہے شامل ہے قربانی کے دن سے پہلے دنوں کو بھی اور پچھلے دنوں کو بھی پس تشریق کے دن بھی اس میں داخل ہیں پس بنا بر اس کے ان کا یہ قول مرفوع نہیں بلکہ بطریق استنباط کے ہے کہ سمجھا ان دونوں نے عموم آیت سے اور تحقیق ثابت

ہو چکی ہے نہی آپ ﷺ کی تشریق کے دنوں کے روزے سے اور وہ عام ہے بیچ حق متمتع وغیرہ کے پس بنا بر اس کے عموم آیت حدیث کا معارض ہے کہ آیت سے اجازت ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے نہی اور بیچ تخصیص عموم متواتر کے ساتھ خبر واحد کے نظر ہے اگر حدیث مرفوع ہو اور کس طرح ہو گی یہ بات اور حالانکہ اس کے مرفوع ہونے میں بھی شبہ ہے پس بنا بر اس کے راجح ہوگا جواز یعنی تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز ہوگا اور اسی طرف میلان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى وَّعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ تَابَعَهٗ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

۱۸۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روزہ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمتع کرے ساتھ حج اور عمرہ کے یعنی جو اول عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر از سر نو حج کا احرام باندھ کر حج ادا کر کے عرفہ کے دن تک یعنی نویں ذوالحجہ تک اور جو قربانی نہ پائے اور نہ روزہ رکھے تو منیٰ کے دنوں یعنی تشریق کے دنوں میں روزے رکھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ تشریق کے دن تین ہیں سوائے قربانی کے دن کے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ رکھنا بالاتفاق درست نہیں اور تشریق کے دنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست نہیں اور جو جائز کہتا ہے اس نے اس کو عموم آیت سے لیا ہے کما تقدم پس معلوم ہوا کہ وہ تین ہیں اس واسطے کہ وہ قدر ہے جس کو آیت شامل ہے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ — عاشورے کے روزے رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی محرم کے دسویں کو روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے اور اہل شرع کو اس کی تعیین میں اختلاف ہے اکثر علماء کا تو یہ قول ہے کہ وہ محرم کے مہینے کا دسواں دن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محرم کا نواں دن ہے اور قوی کرتی ہے پہلے قول کو یہ حدیث جو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کا روزہ رکھوں گا سو آپ ﷺ نے اس سے پہلے انتقال فرمایا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ دسویں کو روزہ رکھا کرتے تھے اور نویں کے روزے کا قصد کیا پھر یہ جو آپ ﷺ نے نویں محرم کے روزے کا قصد کیا تو احتمال ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ وہ فقط دسویں محرم کے روزے پر ہی اکتفا نہ کریں گے بلکہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی جوڑیں گے یا تو احتیاط کی وجہ سے اور یا واسطے مخالفت یہود اور نصاریٰ کے اور یہی

احتمال زیادہ تر راجح ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے مسلم کی بعض روایتوں سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھو عاشورے کا اور مخالفت کرو یہود کی اور روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے یا پیچھے اور یہ اخیر عمر میں تھا اور تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کو اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ حکم نہ ہوا تھا خاص کر جب کہ ہوتے اس چیز میں کہ مخالف ہوتے اس میں بت پرستوں کے پھر جب مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اہل کتاب کی مخالفت کو بھی دوست رکھا جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں پس عاشورے کا روزہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ان کی موافقت کی اور پھر ان کی مخالفت کو دوست رکھا پس حکم کیا کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور جوڑا جائے خواہ ایک دن اس سے پہلے ہو یا پیچھے اور بعض اہل علم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کو روزہ رکھوں گا تو یہ حدیث دو امروں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ میں دسویں کے روزے کو نویں سے تبدیل کروں گا یعنی دسویں کے بدلے نویں کو روزہ رکھوں گا دوم یہ کہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ ملاؤں گا یعنی اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی رکھوں گا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہوئی احتیاط دو دن کی روزے میں بنا بر اس کے پس عاشورے کا روزہ تین قسم ہو ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ صرف ایک دن روزہ رکھے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ نویں اور گیارہویں کو روزہ رکھے پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدا کیا ساتھ ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ عاشورے کا روزہ فرض نہیں پھر ان حدیثوں کو بیان کیا جو اس کے روزے کی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

١٨٦١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ إِنْ شَآءَ صَامَ.

۱۸۶۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورے کے دن کہ اگر کوئی تم میں چاہے تو اس کا روزہ رکھے یعنی اگر چاہے تو نہ رکھے۔

١٨٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۸۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کے روزے کا حکم کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو پھر یہ دستور رہا کہ جو چاہتا تھا عاشورے کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور

آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے یعنی مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں جو آگے آتی ہے معلوم ہوا کہ عاشورے کے روزے کا حکم ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوا یعنی آپ ﷺ کے مدینہ میں آنے کی ابتدا میں اور نہیں شک ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا مدینہ میں آنا ربیع الاول میں تھا پس اس وقت ہوگا امر ساتھ اس کے دوسرے سال کے ابتدا میں اور دوسرے سال میں رمضان فرض ہوا پس بنا بر اس کے نہیں واقع ہوا امر ساتھ روزے عاشورے کے مگر ایک سال میں پھر سپرد ہوا امر اس کے روزے میں طرف رائے نفل روزے دار کی پس بر تقدیر صحت قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عاشورے کا روزہ پہلے فرض تھا منسوخ ہوا فرض ہونا اس کا ساتھ ان حدیثوں صحیحہ کے۔ اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ بعض سلف کا یہ اعتقاد تھا کہ عاشورے کے روزے کی فرضیت اب بھی باقی ہے لیکن اس قول کے قائل گزر گئے ہیں اب اس کا کوئی قائل نہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ عاشورے کا روزہ اب فرض نہیں، اور اجماع ہے اس پر کہ وہ اب مستحب ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما برا جانتے قصد کرنے اس کے کو ساتھ روزے کے پھر یہ قول بھی گزر گیا اور اپر قریش کا عاشورے کے روزے کو رکھنا پس شاید کہ انہوں نے پہلے شرع سے سیکھا تھا اسی واسطے اس کی تعظیم کرتے تھے ساتھ لباس پہنانے کعبے کے بیچ اس کے وغیر ذالک اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا سو انہوں نے کہا کہ قریش نے جاہلیت میں ایک گناہ کیا سو وہ گناہ ان کے سینوں میں بڑا معلوم ہوا سو ان کو کہا گیا کہ عاشورے کا روزہ رکھو کہ وہ اس گناہ کو اتار ڈالے گا۔ (فتح)

۱۸۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

۱۸۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ متروک ہوا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

۱۸۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ

۱۸۶۴۔ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا عاشورے کے دن منبر پر کہتے تھے کہ اے مدینے والو کہاں

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ وَأَنَا صَآئِمٌ فَمَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْ.

ہیں علماء تمہارے کہ میں نے آپ ﷺ سنا فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے کہ اللہ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہیں کیا اور میں روزے دار ہوں سو جو روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ نہ رکھے۔

فائدہ: یہ سب آپ ﷺ کا کلام ہے اور قصے کے سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ معاویہ نے دیکھا تھا کہ وہ عاشورے کے روزے کا اہتمام نہ کرتے تھے اور اسی واسطے انہوں نے ان کے علماء کا حال پوچھا یا ان کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عاشورہ کے روزے کو مکروہ یا فرض جانتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عاشورہ کا روزہ کبھی فرض نہیں ہوا اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اللہ نے تم پر عاشورے کو ہمیشہ کے لیے فرض نہیں کیا مانند روزے رمضان کے کی کہ وہ ہمیشہ کے لیے فرض ہے اور غایت یہ ہے کہ وہ عام ہے خاص کیا گیا ہے ساتھ دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ وہ پہلے فرض تھا یا مراد یہ ہے کہ وہ آیت کتب علیکم الصیام الخ میں داخل نہیں پھر تغیر کیا اللہ نے اس کو ساتھ مہینے رمضان کے اور نہیں معارض ہے یہ توجیہ امر ثابت کو ساتھ روزے اس کے کے جو منسوخ ہوا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو صرف فتح کے سال سے آپ ﷺ کی صحبت کی ہے اور جو لوگ عاشورہ کے روزے کے امر کے وقت حاضر تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ پہلے سال میں حاضر ہوئے اور مجموع حدیثوں سے پکڑا جاتا ہے کہ عاشورہ کا روزہ فرض تھا واسطے ثابت ہونے روزے اس کے کے پھر موکد ہونے امر کے ساتھ اس کے پھر زیادہ ہونے تاکید کے ساتھ ندا عام کے پھر زیادہ ہونے تاکید اس کی کے ساتھ امر اس شخص کے کہ کھایا اُس نے ساتھ بند رہنے کے یعنی باقی دن پھر زیادہ ہونے تاکید اُس کی کے ساتھ امر ماؤں کے یہ کہ نہ دودھ پلائیں اس میں اپنے بچوں کو اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو کہ صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ ترک ہوا باوجود یہ کہ یہ معلوم ہے کہ اس کا استحباب ترک نہیں ہوا بلکہ وہ باقی ہے پس معلوم ہوا کہ متروک اس کا وجوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متروک تاکید استحباب ہے اور باقی مطلق استحباب ہے لیکن اس کا ضعف پوشیدہ نہیں بلکہ تاکید استحباب باقی ہے خاص کر اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ہمیشہ اہتمام کیا یہاں تک کہ اپنی وفات کے سال میں بھی فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کو روزہ رکھوں گا اور واسطے رغبت دلانے آپ ﷺ کے اس کے روزے میں اور یہ کہ وہ ایک سال کے گناہ اتار دیتا ہے اور اس سے زیادہ کون سی تاکید ہے۔ (فتح)

۱۸۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۱۸۶۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دیکھا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں سو فرمایا کہ کیا یہ دن یعنی اس دن میں روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے یہود نے کہا کہ یہ دن نیک ہے یہ دن وہ ہے کہ اللہ نے اس میں بنی اسرائیل کو ان کے دشمن یعنی فرعون سے نجات دی سو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا یعنی واسطے شکر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس میں لائق تر ہوں ساتھ موسیٰ کے تم سے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ دن بڑا ہے کہ اللہ نے اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ وہ دن ہے کہ اس میں نوح علیہ السلام کی کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو اس دن نوح علیہ السلام نے شکر کے واسطے روزہ رکھا اور اس حدیث کے ظاہر پر اعتراض آتا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث چاہتی ہے اس بات کو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اسی وقت یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے پایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ربیع الاول میں مدینہ میں آئے تھے اور جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کے روزے کو معلوم کرنا اور اس سے سوال کرنا مدینے میں آنے کے بعد تھا نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روزے کو مدینے میں آنے سے پہلے معلوم کر لیا ہوا تھا اور غایت یہ ہے کہ اس کلام میں حذف ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور عاشورہ کے دن تک ٹھہرے تو دیکھا کہ یہود اس میں روزہ رکھتے ہیں اور احتمال ہے کہ وہ یہود عاشورہ کے دن کو سورج کے سالوں کے حساب سے شمار کرتے تھے سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے وہ دن ان کے حساب سے عاشورہ کے دن کو موافق پڑ گیا لیکن اعتماد پہلی تاویل پر ہے اور شبہ کیا گیا ہے اس حدیث پر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے روزے میں یہود کی موافقت کیوں کی اور مازری نے جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ یہود اس میں حق پر ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تواتر سے ان کا صدق معلوم ہوا ہو یا خبر دی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص نے جو ان میں مسلمان ہوا مانند ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کہ یہ حق پر ہیں پھر کہا کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزے کا حکم پہلے کیا بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ حکم کرنے سے پہلے رکھا کرتے تھے پس غایت اس چیز کا کہ قصے میں ہے یہ ہے کہ یہود کے قول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی نیا حکم پیدا نہیں ہوا اور اس

واسطے اس کے نہیں کہ وہ صفت ایک حال کی ہے اور جواب او رسوال ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں روایتیں مختلف نہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اہل جاہلیت بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے جیسے کہ پہلے گزرا اس واسطے کہ نہیں مانع ہے کوئی اس سے کہ دونوں فرقے اس کے روزے پر متفق ہوں اور دونوں کا سبب مختلف ہو قرطبی نے کہا کہ شاید قریش اپنے روزے میں پہلے نبیوں کی سند لیتے تھے مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ احتمال ہے کہ ان کی موافقت کے سبب سے ہو جیسے کہ حج میں یا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے روزے کی اجازت دی ہو کہ وہ نیک کام ہے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور یہود کو دیکھا کہ اس کا روزہ رکھتے ہیں اور ان سے سوال کیا اور اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا تو احتمال ہے کہ یہ یہود کی الفت دلانے کے واسطے ہو کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت حاصل ہو جیسے کہ الفت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ساتھ منہ کرنے اور نماز پڑھنے کے طرف قبلے ان کے کی اور یہی احتمال ہے کہ کوئی اور سبب ہو بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہود کی پیروی نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے پہلے بھی اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ اس وقت میں تھا جب کہ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع نہ ہوا تھا اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا لوگوں نے کہا کہ یہ دن ہے کہ یہود اور نصاریٰ اس کی تعظیم کرتے ہیں آخر حدیث تک اور شبہ کیا گیا ہے بایں طور کہ علت بیان کرنی ساتھ نجات موسیٰ علیہ السلام اور غرق فرعون کے خاص ہے ساتھ موسیٰ علیہ السلام اور یہود کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوں اور وہ ان احکام میں سے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ نہیں ہوئے اس واسطے کہ بہت احکام عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں منسوخ نہیں ہوئے واسطے دلیل اس آیت کے ولا یحل لکم بعض الذی حرم علیکم تاکہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعض اس چیز کا کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور کہتے ہیں اکثر احکام فرعیہ تو نصاریٰ نے تو تورات سے سیکھے ہیں اور روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے ساتھ دوسرے طریق کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادتی بیچ سبب روزے یہود کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے شکر کے واسطے اس کا روزہ رکھا اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی نزدیک اور ذکر موسیٰ علیہ السلام کا اس جگہ نہ ان کا غیر کے واسطے شریک ہونے اس کے کے نوح علیہ السلام کو نجات میں اور غرق ہونے دشمنوں کے دونوں کے۔ (فتح)

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى

۱۸۶۶۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کو عید شمار کیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کا روزہ رکھا کرو۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُوْمُوْهُ أَنْتُمْ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے پس ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے روزے کا حکم کرنے کا باعث محبت مخالفت یہود کی تھی تاکہ روزہ رکھا جائے اس دن کہ اس میں وہ روزہ نہیں رکھتے تھے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی تھی اس پر کہ عاشورہ کے روزے کا باعث موافقت ان کی تھی سبب پر اور وہ شکر اللہ تعالیٰ کا ہے اوپر نجات موسیٰ علیہ السلام کے لیکن یہود جو اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو عید اعتقاد کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کا روزہ نہ رکھتے تھے پس شاید کہ ان کی شرع میں اس کی تعظیم کے جملہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ بات ایک حدیث میں صریح آ چکی ہے کہ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت میں روایت کی ہے کہ ناگہاں کچھ لوگ عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں بھی ایک روایت آ چکی ہے۔(فتح)

۱۸۶۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ.

۱۸۶۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قصد کرتے ہوں کسی دن کے روزے کا کہ اس کو اس کے غیر پر بزرگی دیتے ہوں مگر اس دن کو یعنی عاشوراء کے دن کے روزے کو اور اس مہینے کو یعنی رمضان کو۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی روزے کو اس کے غیر پر فضیلت نہ دیتے تھے سوائے عاشورہ کے روزے کے اور رمضان کے روزے کے کہ ان کو سب سے افضل فرماتے تھے اور یہ حدیث چاہتی ہے کہ روزے دار کے لیے عاشورہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے بعد رمضان کے لیکن یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فہم ہے اس میں وہ چیز نہیں کہ غیر کے علم کو رد کرے اور مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ عاشورہ کے روزے سے افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے پس اسی واسطے یہ افضل ہے اور سوائے اس کے کہ نہیں جمع کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے درمیان

عاشوراء اور رمضان کے اگرچہ ایک ان دونوں میں واجب ہے اور ایک مستحب واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ حاصل ہونے ثواب کے اس واسطے کہ معنے تحری کے یہ ہیں کہ قصد کرتے تھے روزے اس کے واسطے حاصل کرنے ثواب کے اور رغبت کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

۱۸۶۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ.

۱۸۶۸۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک مرد کو حکم کیا یہ کہ لوگوں میں اعلان کرے کہ تحقیق جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اس واسطے کہ یہ دن عاشورہ کا دن ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر کافی ہونے روزے کے بغیر نیت کے واسطے اس شخص کے کہ عارض ہوا اس پر علم ساتھ واجب ہونے روزے اس دن کے مانند اس شخص کی کہ ثابت ہوا نزدیک اس کے درمیان دن کے کہ وہ رمضان کا دن ہے کہ وہ روزہ تمام کرے اور وہ روزہ اس کو کافی ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے رد اس پر جس کا یہ مذہب ہے اور یہ کہ تحقیق ابو داؤد وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ جس شخص نے کھا لیا تھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کی قضا کا حکم کیا باوجود حکم کرنے کے ساتھ بند رہنے کے باقی دن اور یہ حدیث چھٹی ہے ثلاثیات بخاری میں سے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ

کتاب ہے نماز تراویح کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے والے کی فضیلت کا بیان

فائدہ: بعض روایتوں میں یہاں بسم اللہ اور کتاب صلوۃ التراویح کا لفظ زیادہ ہے اور تراویح جمع ہے ترویحہ کی اور وہ ایک بار آرام پکڑنا ہے نام رکھی گئی جماعت کی نماز رمضان کی راتوں میں تراویح یعنی اس نماز کو تراویح اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں دو سلاموں کے بعد جلسہ استراحت کا کرتے ہیں اور محمد بن نصر نے حکایت کی ہے یحیٰی بن بکر سے اس نے لیث سے کہ لوگ آرام پکڑتے تھے بقدر اس چیز کے کہ آدمی ایسی ایسی رکعت پڑھے اور مراد قیام سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے مطلق قیام یعنی خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کرے اور مانند ان کی کوئی اور عبادت کرے جیسے کہ ہم نے اس کو پہلے تہجد کی نماز میں بیان کیا ہے برابر اور نووی نے کہا کہ مراد ساتھ قیام اللیل کے تراویح کی نماز ہے یعنی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ مطلوب ہے قیام سے نہ یہ کہ قیام رمضان کا نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے بلکہ تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ سے بھی قیام اللیل حاصل ہو سکتا ہے خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور عجیب بات کہی کرمانی نے پس کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد قیام رمضان سے تراویح کی نماز ہے۔ (فتح)

۱۸۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيْمَانًا

۱۸۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بیچ حق رمضان کے یا واسطے فضیلت رمضان کے کہ جو ایمان سے یعنی جو اللہ نے اس پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو سچ جان کر اور محض ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے

وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں خواہ کبیرہ ہوں یا صغیر اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے ابن منذر نے اور نووی نے کہا کہ معروف یہ بات ہے کہ فقط صغیرے بخشے جاتے ہیں کبیرے نہیں بخشے جاتے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے امام الحرمین نے اور منسوب کیا ہے اس کو عیاض نے طرف اہل سنت کے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے کہ تخفیف کی جائے کبیروں سے جب کہ صغیرے گناہ نہ کرے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور اس پر اعتراض آتا ہے کہ مغفرت چاہتی ہے کہ پہلے کوئی گناہ ضرور ہوا ہو جو بخشا جائے اور جو گناہ کہ آئندہ ہوں گے وہ ابھی تک وجود میں نہیں آئے اور جو گناہ کہ ابھی تک وجود میں نہیں آیا وہ کس طرح بخشا جائے گا؟ سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ آئندہ آئے گا بیچ قول حضرت ﷺ کے جو کہ آپ ﷺ نے بطور حکایت کے اللہ کی طرف سے بیان کیا ہے کہ اللہ نے اہل بدر کے حق میں فرمایا اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی تم کرو جو تمہارا جی چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ آئندہ کبیرے گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں سو اس کے بعد ان سے کوئی کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ واقع ہوتے ہیں گناہ ان کے اس حال میں کہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور یہی جواب دیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہیں باوردی بیچ کلام اوپر حدیث روزے عرفہ کے اور یہ کہ وہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ کو اتار ڈالتا ہے۔ (فتح)

۱۸۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۱۸۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور محض ثواب کے واسطے یعنی نہ واسطے سنانے دیکھانے کے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے ابن شہاب نے کہا سو حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ امر اسی حال پر تھا کہ رمضان میں لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے اور جماعت سے نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہی حال رہا لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی یہی حال رہا۔

۱۸۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۱۸۷۱۔ ابن شہاب سے روایت ہے اس نے عروہ سے

الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ.

روایت کی اس نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں رمضان میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں دیکھا کہ لوگ جدا جدا اور گروہ گروہ ہیں کوئی مرد اکیلا نماز پڑھتا ہے اور کوئی جماعت سے پڑھتا ہے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک امام قاری پر جمع کروں یعنی جو ان کو جماعت سے نماز پڑھایا کرے تو البتہ بہتر ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا اور ان سب کو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا یعنی ان کو ان سب کا امام بنایا کہ ان کی امامت کرے پھر میں ان کے ساتھ ایک اور رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری یعنی امام مذکور کے ساتھ نماز پڑھتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے یعنی تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی اچھی بدعت ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جماعت کی ہمیشگی کا حکم نہیں فرمایا اور جس نماز سے تم سوتے ہو افضل ہے اس نماز سے کہ تم اس کے ساتھ قیام کرتے ہو یعنی سونے کے بعد اخیر رات کو اٹھ کر نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اخیر رات ہے اور دستور تھا کہ لوگ اول رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہے اور کچھ لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ اس سے پکڑا جاتا ہے جواز اقتدا کرنے کا ساتھ نماز کے اگرچہ اس نے امام کی نیت نہ کی ہو اور یہ جو کہا کہ میں ان کو ایک امام پر جمع کروں تو بہتر ہو تو ابن تین وغیرہ نے کہا کہ استنباط کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان راتوں میں نماز پڑھی تھی ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اگرچہ اس کو ان کے لیے مکروہ جانا پس سوائے اس کے نہیں کہ مکروہ جانا اس کو واسطے خوف اس کے کہ مبادا تراویح کی نماز ان پر فرض ہو جائے اور گویا کہ یہی سر ہے بیچ وارد کرنے بخاری رحمہ اللہ کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو پیچھے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس سے امن حاصل ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت سے نماز

پڑھنا راجح ٹھہرا واسطے اس کے کہ اختلاف میں ہے جدا ہونے کلمہ سے اور اس واسطے کہ ایک امام پر جمع ہونا بہت نشاط لانے والا ہے واسطے بہت ہونے نمازیوں کے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے کہ افضل نماز آدمی کی گھر میں ہے مگر فرض نماز اور یہ حدیث صحیح ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض شافعیہ کا اور مبالغہ کیا امام طحاوی رحمہ اللہ نے پس کہا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی فرض کفایہ ہے ابن بطال نے کہا کہ رمضان کا قیام سنت ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کو صرف فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تھا اور شافعیہ کے نزدیک اصل مسئلے میں تین وجہیں ہیں تیسری یہ ہے کہ جو قرآن کا حافظ ہو اور سستی کا خوف نہ کرتا ہو اور اس کے تخلف سے مسجد میں جماعت کی نماز میں خلل پیدا نہ ہو تو اس کی نماز جماعت میں اور گھر میں برابر ہے اور جس میں ان میں سے بعض چیز نہ ہو تو اس کو جماعت سے نماز پڑھنی افضل ہے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک رات کو نکلے تو اس میں اشعار ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تراویح کی نماز میں جماعت کے ساتھ ہمیشگی نہ کرتے تھے اور گویا ان کی یہ رائے تھی کہ گھر میں نماز پڑھتے خاص کر پچھلی رات کو افضل ہے اور یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے تو اصل میں بدعت وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہو غیر مثال ثابت پر یعنی اس سے پہلے اس کی مثال کوئی نہ ہو اور شرع میں بدعت کہتے ہیں اس چیز کو جو سنت کے مقابل ہو پس ہوگی مذموم اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ہو وہ بدعت اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ مستحسن ہو شرع میں تو وہ اچھی ہے اور اگر ہو اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ قبیح ہو شرع میں تو وہ بدعت قبیح ہے نہیں تو قسم مباح سے ہے اور کبھی منقسم ہوتی ہے طرف پانچ حکموں کی اور اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اخیر رات کو نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے اور لیکن اس میں یہ بات نہیں کہ قیام اللیل میں تنہا نماز پڑھنی افضل ہے جماعت سے نہیں واقع ہوا اس روایت میں شمار ان رکعتوں کا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کو پڑھتے تھے یعنی اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں اختلاف ہے پس موطا میں محمد بن یوسف سے روایت ہے اس نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ تراویح کی نماز گیارہ رکعت ہے اور روایت کی یہ حدیث سعید بن منصور نے اور طریق سے اور زیادہ کیا اس میں یہ لفظ کہ دو سو آیت پڑھا کرتے تھے یعنی ہر رکعت میں قیام کے دراز ہونے سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے اور روایت کی یہ حدیث محمد بن نصر نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے محمد بن یوسف سے کہ وہ تیرہ رکعتیں ہیں اور روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق نے اور طریق سے محمد بن یوسف سے پس کہا کہ وہ اکیس رکعتیں ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے سائب بن یزید سے بیس رکعت روایت کی ہے اور یہ محمول ہے غیر وتر پر

اور یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی نماز تئیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطا کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے ان کو پایا یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہ تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور تطبیق روایتوں میں ممکن ہے ساتھ مختلف ہونے احوال کے یعنی کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی تیرہ رکعتیں اور کبھی اکیس اور کبھی بیس اور تئیس اور احتمال ہے کہ یہ اختلاف باعتبار دراز کرنے قرات اور تخفیف اس کی کے ہو پس جب قرات لمبی پڑھتے تھے تو اس وقت رکعتیں کم ہوتی تھیں اور بالعکس اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی وغیرہ نے اور پہلا عدد یعنی گیارہ رکعت پڑھنی موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں بعد اس حدیث کے اور دوسرا عدد یعنی تیرہ رکعتیں بھی اس کے قریب ہے اور بیس رکعت سے زیادہ رکعتوں میں جو اختلاف ہے تو وہ محمول ہے وتر کے اختلاف پر اور گویا کہ کبھی ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور کبھی تین رکعت اور محمد بن نصر نے داؤد بن قیس کے طریق سے روایت کی ہے کہ پایا میں نے لوگوں کو بیچ خلافت ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یعنی مدینہ میں کہ تراویح کی نماز چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مالک نے کہا کہ یہی امر قدیمی ہے نزدیک ہمارے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مدینہ میں تراویح کی نماز انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے اور مکہ میں تئیس رکعتیں پڑھتے تھے اور اس سے کسی چیز میں تنگی نہیں یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے پڑھے کسی قسم کی کوئی قید نہیں کہ اس سے کم وبیش کرنا ناجائز ہو یا مکروہ ہو پس خواہ دس رکعتیں پڑھے یا بیس پڑھے یا تیس پڑھے یا چالیس پڑھے یا کم وبیش پڑھے ہر طرح سے جائز ہے اور نیز امام مالک سے روایت ہے کہ اگر قیام کو دراز کریں اور رکعتیں کم پڑھیں تو بہتر ہے اور اگر قیام ہلکا کریں اور رکعتیں بہت پڑھیں تو یہ بھی بہتر ہے اور پہلی وجہ زیادہ تر محبوب ہے طرف میری، اور ترمذی نے کہا کہ اکثر اس چیز کا کہا گیا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ تراویح کی نماز اکتالیس رکعتیں پڑھی جائیں یعنی ساتھ وتر کے اس طرح کہا اس نے اور ابن عبدالبر نے اسود بن یزید نے نقل کیا ہے کہ تراویح کی نماز چالیس رکعت پڑھی جائیں اور سات رکعت وتر پڑھے جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھتیس رکعتیں پڑھی جائیں ذکر کیا ہے اس کو محمد بن نصر نے ابن ایمن سے اس نے مالک سے اور ممکن ہے رد کرنا اس کا طرف اول روایت کی ساتھ جوڑنے تین وتر کے لیکن تصریح کی اس نے ساتھ اس کے کہ ایک رکعت وتر پڑھے پس یہ انتالیس رکعتیں ہوں گی امام مالک نے کہا کہ اس پر عمل ہے کچھ اوپر سو برس کی مدت سے اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ چھتیس رکعتیں تراویح پڑھے اور تین رکعت وتر پڑھے اور یہی روایت مشہور ہے امام مالک سے اور ابن وہب نے نافع سے روایت کی ہے کہ نہیں پایا میں نے لوگوں کو مگر وہ انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے ان میں سے تین رکعتیں وتر پڑھتے تھے اور زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو بصرہ میں چونتیس

رکعتیں پڑھایا کرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تراویح کی نماز چوبیس رکعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سولہ رکعت ہے سوائے وتر کے اور محمد بن نصر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ابن اسحاق نے کہا کہ یہ روایت زیادہ تر ثابت ہے اس چیز کا کہ میں نے اس باب میں سنا یعنی تیرہ رکعت تراویح پڑھنے کی روایت سب روایتوں سے زیادہ تر قوی ہے اور موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بیان میں ہے واللہ اعلم۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ اسی باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو شامل ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت یعنی خواہ دو رکعت ہو یا چار رکعت یا کم وبیش اس میں کسی قسم کی تعیین اور تخصیص نہیں پس بحکم اطلاق اس حدیث کے اولیٰ یہ ہے کہ تراویح کی نماز میں کسی خاص عدد کو معین نہ کیا جائے بلکہ بلا تعیین جس قدر چاہے پڑھے خواہ دو رکعتیں ہوں یا چار یا بیس یا تیس یا کم وبیش اور ہمیشہ مختلف طور سے پڑھا کرے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

۱۸۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی رات کو نماز پڑھی۔

۱۸۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ

۱۸۷۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کے درمیان نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی یعنی نفل نماز اور کچھ اصحاب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو لوگوں نے صبح کی اور اس میں بات چیت کی یعنی ایک دوسرے کو بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات کو ایسی ایسی نماز پڑھی ہے سو دوسری رات کو لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہوئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو لوگوں نے صبح کی اور آپس میں گفتگو کی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد میں جمع ہوئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ.

نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی سو جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد نمازیوں سے تنگ ہوئی یعنی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی اور آپ ﷺ تمام رات گھر سے تشریف نہ لائے یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے نکلے سو جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا یعنی اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تحقیق نہیں پوشیدہ تھا مجھ پر حال تمہارا بیچ اہتمام کے ساتھ طاعت کی یا ٹھہرنا تمہارا مسجد میں لیکن میں ڈرا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ سو آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور تراویح کی نماز کا حال اسی طور سے تھا کہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ ہمیشگی کرتے تو رمضان کا قیام لوگوں پر فرض ہو جاتا اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ ہمیشگی پر فرض کا مرتبط ہونا ٹھیک نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ لوگ گمان کرتے فرضیت کو واسطے مواظبت آپ ﷺ کے پس فرض ہو جاتا اس پر جو اس طرح گمان کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جس عمل کو تقرب الی اللہ کے واسطے کرتے اور لوگ اس میں آپ ﷺ کی متابعت کرتے تو احتمال تھا کہ فرض ہو جائے اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تراویح کی نماز تم پر فرض ہو جائے لیکن یہ دونوں جواب تسلی بخش نہیں ہیں۔ (تیسیر)

١٨٧٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى

١٨٧٤۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں آپ ﷺ کی نماز کس طرح تھی یعنی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ان کا بیان یہ ہے کہ پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی

إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

سے پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی سے پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے سو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے یعنی آپ سو گئے تھے وضو کیوں نہ کیا فرمایا اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح ابواب التہجد میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے تہجد کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور معارض ہے اس کی یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بخاری اور مسلم میں ہے باوجودیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حالات کو سب لوگوں سے زیادہ تر جانتی تھیں واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾.

باب ہے بیان میں فضل لیلۃ القدر کے اور یعنی باب ہے بیچ بیان تفسیر اس آیت کے کہ البتہ اتارا ہم نے اس کو شب قدر میں اور تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، اخیر سورہ تک

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے اور اس واسطے کہ قرآن کا ایک خاص معین زمانے میں اترنا اس زمانے کی فضیلت کو چاہتا ہے اور ضمیر آیت انا انزلناہ میں قرآن کی طرف پھرتی ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ مہینہ رمضان کا کہ جس میں کہ قرآن اتارا گیا اور اس چیز سے کہ متضمن ہے اس کو سورۃ فضیلت شب قدر سے اترنا فرشتوں کا ہے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ مراد قدر سے کیا ہے جس کی طرف رات منسوب ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم ہے پس معنی یہ ہے کہ وہ رات صاحب قدر اور رتبہ کی ہے یعنی اس رات کا بڑا درجہ ہے واسطے اترنے قرآن کے بیچ اس کے یا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے بیچ اس کے اترنے فرشتوں کے سے یا واسطے اس چیز کے کہ اترتی ہے بیچ اس کے برکت اور رحمت اور مغفرت سے یا جو اس کو زندہ رکھے اس کا درجہ بڑا ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قدر سے مراد یہاں تنگی ہے اور معنی تنگی کے اس میں یہ ہیں

کہ وہ پوشیدہ ہے کسی کو اس کی تعیین معلوم نہیں کہ وہ کونسی رات ہے اور یا واسطے اس کے کہ اس میں زمین فرشتوں سے تنگ ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد قدر سے یہاں تقدیر ہے اور معنی یہ ہے کہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس میں ان کاموں کا جو آئندہ سال میں ہونے والے ہوتے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے فیھا یفرق کل امر حکیم یعنی اس میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کے اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں اور ساتھ اسی کے شروع کی ہے نووی نے کلام اپنے کو پس کہا کہ علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کا نام شب قدر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں فرشتے قدروں کو لکھتے ہیں واسطے دلیل آیت مذکور کے اور روایت کی ہے یہ عبدالرزاق وغیرہ مفسرین نے ساتھ اسناد صحیحہ کے مجاہد اور عکرمہ اور اور قتادہ وغیرہ سے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ مَا أَدْرَاكَ فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْهُ

اور ابن عیینہ نے کہا کہ جو چیز کہ واقع ہے قرآن میں ساتھ لفظ ما ادرک کے یعنی صیغہ ماضی کے پس تحقیق معلوم کروا دی ہے اللہ نے وہ چیز آپ ﷺ کو یعنی اس واسطے کہ نفی علم کی بیچ زمانے ماضی کے نہیں مستلزم ہے نفی علم کو زمانہ حال میں مقصود ابن عیینہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر معلوم کروا دی ہے اور جو چیز کہ کہی ہے اللہ نے ساتھ لفظ یدریک یعنی صیغہ مضارع کے تو وہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معلوم نہیں کروائی یعنی اس واسطے کہ اس میں نفی علم حال کی ہے۔

١٨٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَإِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

١٨٧٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمہ۔

بَابُ الْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی سات راتوں میں

فائدہ: یہ باب اور اس سے پچھلا باب معقود ہے واسطے بیان شب قدر کے اور اختلاف کیا ہے اس میں علماء نے بہت مذہبوں پر جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی (فتح) یعنی ان سات راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے اور چونکہ دوسری حدیث میں واقع ہوا ہے کہ شب قدر پچھلے دھاکے کی طاق راتوں میں ہے تو ابتدا ان سات راتوں کی اکیسویں رات میں سے ہوگی ستائیسویں رات تک اور بعض کہتے ہیں کہ ابتدا ان کی بائیسویں رات سے ہے اٹھائیسویں رات تک اس صورت میں اکیسویں رات ان میں سے خارج ہوگی اور ایک حدیث میں معلوم ہو چکا ہے کہ جس شب قدر کو آپ ﷺ نے معلوم کیا تھا وہ اکیسویں رات تھی پس ان دونوں صورتوں میں انتیسویں رات ان سے خارج ہوگی۔ (تیسیر)

۱۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

۱۸۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم کو شب قدر خواب میں پچھلی سات راتوں میں دکھائی گئی یعنی ان کو خواب میں کہا گیا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی سات راتوں میں ہے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خوابوں کو کہ موافق پڑ گئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے مہینہ کی پچھلی سات راتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ سات راتیں ہیں جن کی پہلی بائیسویں رات ہے اور پچھلی اٹھائیسویں رات ہے سو پہلی تقدیر پر اکیسویں اور تیئسویں رات خارج ہوگی اور دوسری تقدیر پر فقط بائیسویں رات داخل ہوگی اور انتیسویں رات داخل نہ ہوگی اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر بڑے ہونے قدر خواب کے اور جواز دلیل پکڑنے کی طرف اس کی بیچ استدلال کے اوپر امور وجودیہ کے بشرطیکہ قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو وسیاتی بسط الکلام۔ (فتح)

۱۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ

۱۸۷۷۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کو پوچھا یعنی کیا تو نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر کا

أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا أَوْ نُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ.

ذکر کرتے سنا ہے اور وہ میرا دوست تھا سو اس نے کہا کہ ہم نے ایک سال رمضان کے درمیانے دھاکے میں آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا سو آپ ﷺ بیسویں کی صبح اعتکاف سے نکلے سو ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی یا میں نے اس کو آنکھ سے دیکھا یعنی اس کی علامت کو کہ وہ سجدہ کرنا ہے پانی اور مٹی میں پھر میں اس کو بھلایا گیا یعنی کسی کے سبب سے یا خود اس کو بھول گیا بغیر واسطہ کے یعنی بھول گیا میں علم تعیین اس کی کا اس سال میں سو اس کو پچھلے دھاکے میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ اعتکاف کی جگہ کی طرف پھر آئے یعنی جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پھر مسجد میں آ کر اعتکاف کرے سو ہم نے اعتکاف کی جگہ کی طرف رجوع کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس وقت آسمان پر کہیں بدلی کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے سو بدلی ہوئی اور برسی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مسجد کی چھت ٹپکی اور مسجد کی چھت کھجوروں کی چھڑیوں سے تھی پھر نماز کی تکبیر ہوئی سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی میں مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا نہیں نکلتا تو ساتھ ہمارے طرف کھجوروں کی کہ ہم بات چیت کریں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نکلے سو میں نے کہا کہ بیان کر مجھ سے وہ چیز کہ سنی ہے تو نے آپ ﷺ سے بیچ بیان شب قدر کے پس افادہ کیا بیان سبب سوال کا اور بیچ اس کے انست دلانی طالب کی ہے واسطے شیخ کے بیچ طلب خلوت کے ساتھ اس کے تاکہ قادر ہو اس چیز پر کہ ارادہ کرتا ہے سوال سے اور روایت کی ابن وہب اور عبدالحکیم نے مالک سے پس کہا کہ جو اول مہینے میں یا درمیان مہینے میں اعتکاف بیٹھے پس تحقیق باہر آئے وہ جب کہ غروب ہو سورج اخیر دن اعتکاف اس کے سے اور جو اخیر مہینے میں

اعتکاف بیٹھے سو نہ پھرے طرف گھر اپنے کی یہاں تک کہ حاضر ہو عید میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اول میں اور خلاف تو صرف اس شخص کے حق میں ہے کہ اخیر دھاکے میں اعتکاف بیٹھے کہ کیا جب آفتاب غائب ہو تو اس وقت نکلے یا نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کرے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ نمازی نماز میں اپنی پیشانی کو نہ پونچھے اور سجدہ کرنا حائل پر اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اثر خفیف پر لیکن اس حدیث کی بعض طریقوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا ہوا تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کی تاویل ٹھیک نہیں اور جواب دیا ہے نووی نے ساتھ اس کے کہ امتلا مذکور نہیں مستلزم ہے ڈھانکنے تمام پیشانی کو اور اس میں جواز سجدے کا ہے مٹی پر اور اس میں امر ہے ساتھ طلب اولیٰ کے اور ارشاد ہے طرف تحصیل افضل کے اور یہ کہ نسیان جائز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نقص لازم نہیں آتا خاص کر اس چیز میں کہ نہ اذن ہوا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ میں اور کبھی ہوتی ہے اس میں مصلحت جو متعلق ہوتی ہے ساتھ تشریع کے جیسے کہ نماز کے سہو میں ہے یا ساتھ کوشش کے عبادت میں جیسے کہ اس قصے میں ہے اس واسطے کہ اگر شب قدر معین ہوتی کسی خاص رات میں تو صرف اسی رات میں عبادت میں کوشش کی جاتی اور اس کے غیر میں عبادت فوت ہو جاتی اور گویا کہ یہی مراد ہے ساتھ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے کہ ہو بہتر واسطے تمہارے جیسے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا اور اس میں استعمال رمضان کا ہے بدون لفظ شہر کے اور مستحب ہے اعتکاف کرنا بیچ اس کے اور اخیر دھاکے کے اعتکاف کو ترجیح ہے اور یہ کہ بعض خوابیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی تعبیر ان کے مطابق واقع ہوتی ہے اور مرتب ہونا احکام کا نبیوں کی خوابوں پر اور بیچ اول قصے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کے چلنا ہے بیچ طلب علم کے اور اختیار کرنا ہے خالی جگہوں کا واسطے سوال کے اور قبول کرنا سوال سائل کا واسطے اس کے اور پرہیز کرنا مشقت استفادہ میں اور ابتداء کرنا طالب کا واسطے سوال کے اور مقدم کرنا خطبے کا تعلیم پر اور قریب کرنا بعید کا طاعت میں اور آسان کرنا مشقت کا بیچ اس کے ساتھ حسن تلطف کے اور تدریج کے طرف اس کی بعض کہتے ہیں کہ استنباط کیا جاتا ہے اس سے تغیر کرنا مادہ بنا کا وقف چیزوں سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ قوی ہے اس سے اور زیادہ تر فائدہ پہنچانے والی ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحَرِّی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْهِ عَنْ عُبَادَةَ.

باب ہے بیچ بیان تلاش کرنے شب قدر کے بیچ طاق کی پچھلی دس راتوں سے اس باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

فائدہ: اس باب میں اشارت ہے طرف اس کی کہ راجح یہ بات ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے میں منحصر ہے اور کسی مہینے میں نہیں پھر راجح یہ بات ہے کہ رمضان کے اخیر دھے میں ہے پھر راجح بات یہ ہے کہ وہ پچھلے

دھے کی طاق راتوں میں ہے اس کی کسی معین رات میں نہیں ہے اور یہی ہے وہ چیز کہ دلالت کرتا ہے اس پر مجموع حدیثوں کا کہ وارد ہوئی ہیں بیچ اس باب کے اور تحقیق وارد ہوئی ہیں واسطے شب قدر کے کئی نشانیاں کی اکثر ان میں سے نہیں ظاہر ہوتی ہیں مگر بعد گزر جانے اس کے ان میں سے ایک علامت تو یہ ہے جو کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سورج نکلتا ہے اس کی صبح کو اس حالت میں کہ نہیں روشنی ہوتی واسطے اس کے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مثل طشت کی ہوتا ہے اور ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے کہ شب قدر کی رات درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد سورج اس دن سرخ ضعیف اور احمد کی روایت میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وہ رات صاف ہوتی ہے گویا کہ اس میں چاند چڑھنے والا ہے با آرام ہے نہ اس میں سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی ستارے کے کہ پھینکا جائے بیچ اس کے اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج نکلتا ہے اس حال میں کہ برابر ہوتا ہے اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی مانند چاند چودھویں رات کی نہیں حلال ہے واسطے شیطان کے یہ کہ نکلے ساتھ اس کے اس دن اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج ہر دن چڑھتا ہے درمیان دو سینگوں شیطان کے مگر شب قدر کی صبح کو اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر بارش اور ہوا کی رات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر کی رات صاف اور درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد ظاہر ہوتے ہیں ستارے اس کے اور نہیں نکلتا ہے شیطان اس کا یہاں تک کہ روشن ہو فجر اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ اس رات کو فرشتے زمین پر اترتے ہیں زیادہ کنکریوں کی گنتی سے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اس میں شیطان چھوڑا جاتا ہے اور نہ اس میں کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قبول کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ توبہ ہر توبہ کرنے والے کی اور کھولے جاتے ہیں اس میں دروازے آسمانوں کے اور وہ غروب آفتاب سے اس کے نکلنے تک رہتی ہے اور نقل کیا ہے طبری نے ایک قوم سے کہ شب قدر کی رات میں سب درخت سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں پھر اپنے اگنے کی جگہ پھر جاتے ہیں اور یہ کہ ہر چیز اس میں سجدہ کرتی ہے اور عبدہ ابن ابی لبابہ سے روایت ہے کہ شب قدر کی رات میں نمکین پانی میٹھے ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

۱۸۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے پچھلے دہے کی طاق راتوں میں یعنی اکیسویں اور تیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں رات کو۔

۱۸۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَبَصُرَتْ عَيْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَمَاءً.

۱۸۷۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے اللہ کے رسول ﷺ اعتکاف کرتے رمضان کے بیچ کے دہے میں پس تھے جب کہ شام کرتے بیسویں رات سے کہ گزر جاتی یعنی بیسویں کا دن گزر جاتا اکیسویں رات آتی تو اپنے گھر کی طرف پھرتے اور پھرتا جو کوئی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرتا تھا اور یہ کہ تحقیق ٹھہرے آپ ﷺ بیچ ایک مہینے رمضان کے کہ اعتکاف کیا تھا بیچ اس کے اس رات کو کہ تھے پھرتے بیچ اس کے یعنی جس رات میں آپ ﷺ کا اعتکاف سے باہر آنے کا معمول تھا اس رات کو باہر نہ آئے سو آپ ﷺ نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو حکم کیا ان کو جو اللہ نے چاہا پھر فرمایا کہ میں اس دہے میں اعتکاف کیا کرتا تھا یعنی بیچ کے دہے کا پھر مجھ کو ظاہر ہوا یعنی اپنی رائے سے یا وحی سے یہ کہ میں اس اخیر دہے میں اعتکاف بیٹھوں سو جو میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہو تو چاہیے کہ ٹھہرے اپنے اعتکاف کی جگہ میں اور تحقیق شب قدر مجھ کو معلوم ہوئی تھی یعنی تعیین اس کی پھر مجھ کو بھول گئی سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں اور میں نے خواب میں اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو بادل نے اس رات کو برسنا شروع کیا سو برسا سو مسجد آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ میں ٹپکی اکیسویں رات کو سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ صبح کی نماز سے پھرے اس حال میں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا تھا یعنی آلودہ تھا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اکیسویں رات کو گھر کی طرف رجوع کیا اور اس سے

پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ سے بیسویں کی صبح کو نکلے تھے پس مراد یہ ہے کہ گزشتہ صبح کو رجوع کرتے تھے اور پہلے باب میں جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے تو اس کے تحت فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام مالک کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اعتکاف کی جگہ سے نکلتے تھے اور ظاہر اس حدیث کا باب کی روایت کے مخالف ہے یعنی اسی روایت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اس واسطے کہ باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ اکیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور اس بنا پر آپ ﷺ کے اخیر اعتکاف کی پہلی رات بائیسویں رات ہوگی اور وہ مغائر ہے واسطے قول ابوسعید رضی اللہ عنہ کے اس حدیث کے آخر میں کہ میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو تھا اور بارش اکیسویں رات کو برسی تھی اور یہ موافق ہے واسطے باقی طریقوں کے اور بنا بر اس کے پس گویا کہ قول اس کا بیچ روایت مالک کے کہ وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو نکلتے تھے یعنی مراد اس سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے یعنی بیسویں کی صبح پس نسبت صبح کی طرف اس کی بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

۱۸۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۸۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں۔

۱۸۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ

۱۸۸۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی اکیسویں رات میں بیچ ساتویں رات کے ہے کہ باقی رہے یعنی تیسویں

الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوْا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ.

رات میں بیچ پانچویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی پچیسویں رات کو اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ تلاش کرو شب قدر کو چوبیسویں رات میں۔

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اس میں طاق کا ذکر نہیں لیکن یہ حدیث محمول ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر جو پہلے مذکور ہوئی کہ وہ مقید ہے یعنی مراد یہ ہے کہ شب قدر پچھلے دہے کی طاق راتوں میں ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے شب قدر کا حال دریافت فرمایا کہ کون سی رات ہے سو اجماع کیا سب نے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی رات ہے میں نے کہا کہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں پچھلے دہے سے عمر نے کہا کہ تو نے اس کو کہاں سے جانا؟ میں نے کہا کہ اس نے سات آسمانوں کو اور سات زمینوں کو اور سات دنوں کو اور زمانہ پھرتا ہے سات دنوں میں اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات چیزوں سے اور کھاتا ہے سات چیزوں سے اور سجدہ کرتا ہے سات چیزوں پر اور طواف بھی سات بار ہے اور کنکر مارنا بھی سات بار ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے وہ چیز سمجھی جو ہم نے نہیں سمجھی پس بنا بر اس کے اس جملہ کے مرفوع ہونے اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن بخاری کے نزدیک اس کا مرفوع ہونا راجح ہے اسی واسطے مرفوع کو روایت کیا اور موقوف سے منہ پھیرا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے تو ظاہراً یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث کے کہ گزر چکی ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جمع ممکن ہے درمیان دونوں روایتوں کے بایں طور کہ مراد اس روایت میں جفت سے باعتبار ابتدا شمار کے ہے اخیر مہینے سے یعنی اخیر مہینے سے گنتی شروع کی جائے سو اس اعتبار سے چوبیسویں رات ستائیسویں رات ہوگی اور احتمال ہے یہ کہ ہو مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے فی اربع وعشرین اول اس چیز کا کہ امید رکھی جاتی ہے اس میں باقی سات راتوں سے پس بنا بر اس کے موافق ہوگی یہ روایت اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے کہ شب قدر کو باقی سات راتوں میں تلاش کرو اور بعض شارعین کہتے ہیں کہ یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہو اگر مہینہ تیس دن کا ہو اور نہ ہوگی شب قدر اکیسویں رات کو مگر جب کہ ہو مہینہ انتیس دن کا اور یہ حصر مردود ہے اس واسطے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ باقی رہی ہے کیا وہ باقی رہی ہے

سمیت اکیسویں رات کے یا اس کے سوا پس بنا اس کی پہلے احتمال پر ہے اور جائز ہے بنا اس کی دوسرے احتمال پر پس ہوگا معاملہ برعکس اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اس سے اور ظاہر یہ بات ہے کہ اس کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارت ہے طرف دونوں احتمالوں کی سو اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ باقی رہتی ہو نویں رات سوائے اکیسویں رات کے تو اس صورت میں اکیسویں رات سے خارج ہوگی اور اگر مہینہ انتیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ نویں رات اس کے سمیت باقی رہتی ہو تو اس صورت میں اکیسویں رات تو نہیں داخل ہوگی واللہ اعلم اور علماء کو شب قدر کے باب میں بہت اختلاف ہے اور حاصل ہوتے ہیں واسطے ہمارے مذاہب ان کے سے بیچ اس باب کے زیادہ چالیس قول سے جیسا کہ واقع ہوئی ہے واسطے ہمارے نظیر اس کی بیچ ساعت جمعہ کے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور پوشیدہ ہونے میں دونوں شریک ہیں تا کہ ان کی تلاش میں کوشش واقع ہو اول قول یہ ہے کہ شب قدر بالکل اٹھائی گئی ہے یعنی پہلے تھی اب نہیں ہے حکایت کیا ہے اس قول کو متولی نے رافضیوں سے اور فاکہانی نے شرح عمدہ میں حنفیہ سے اور یہ اس کی خطا ہے اور جس چیز کو سروجی نے حکایت کیا ہے یہ ہے کہ یہ قول شیعہ کا ہے اور عبدالرزاق نے عبداللہ بن یحنس سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ شب قدر اٹھائی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو یہ بات کہے وہ جھوٹا ہے اور نیز اس نے عبداللہ بن شریک کے طروق سے روایت کی ہے کہ حجاج نے شب قدر کو ذکر کیا سو گویا کہ اس کا انکار کیا سو زر بن حبیش نے چاہا کہ اس کو تھپڑ مارے سو اس کی قوم نے اس کو منع کیا قول دوم یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ ایک برس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوا اس کو بھی فاکہانی نے ذکر کیا ہے قول سوم یہ ہے کہ شب قدر خاص ہے ساتھ اس امت کے اور ان سے پہلی امتوں میں نہ تھی جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حبیب وغیرہ نے مالکیہ میں سے اور نقل کیا اس قول کو جمہور سے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب عمدہ نے شافعیہ سے اور ترجیح دی اس کو اور وہ اعتراض کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے جو نسائی میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا شب قدر نبیوں کے ساتھ ہوتی ہے پس جب مر جاتے ہیں تو اٹھائی جاتی ہے فرمایا نہیں بلکہ وہ باقی ہے اور عمدہ ان کا قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے موطا میں کہ پہنچی مجھ کو یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمروں کو پہلی امتوں کی عمروں سے کم جانا یعنی ان کی عمروں کے کم ہونے کا دل میں افسوس کیا سو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر عنایت کی اور یہ روایت تاویل کا احتمال رکھتی ہے پس نہ دفع کرے گی صریح کو کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ وہ سارے برس میں ممکن ہے یعنی ہر مہینے میں ہو سکتی ہے کسی معین دن یا مہینے کے ساتھ خاص نہیں اور یہ قول مشہور ہے حنفیہ سے حکایت کیا ہے اس کو قاضی اور ابوبکر رازی نے ان میں سے اور روایت کی گئی ہے مانند اس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہم سے اور مہلب نے اس قول کو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ شاید

کہ اس کے قائل نے بنا کیا ہے اس کو اوپر پھرنے زمانے کے واسطے ناقص ہونے چاندوں کے اور وہ فاسد ہے اس واسطے کہ رمضان کے مہینے میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا پس رمضان کے غیر میں بھی اس کا اعتبار نہ ہوگا تا کہ منتقل ہو شب قدر رمضان سے اور دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ جو صحیح مسلم میں ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہ اعتماد کریں لوگ یعنی ایک ہی قول پر اگرچہ وہ صحیح ہے یعنی اگر جانیں گے کہ وہ ستائیسویں رات ہے تو فقط اسی رات میں عبادت کریں گے اور باقی تمام راتوں کا قیام ترک کریں گے پانچواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے کے ساتھ خاص ہے یعنی اس کے سوا اور کسی مہینے میں نہیں ہوتی ہے اس کی تمام راتوں میں ممکن ہے اور یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے ساتھ اسناد صحیح کے اور نیز اس سے مرفوع روایت بھی آئی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ہدایہ کی شرح میں جزم نقل کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور قائل ہوا ہے ساتھ اس کے ابن منذر اور محاملی اور بعض شافعیہ اور ترجیح دی ہے اس کو سبکی نے شرح منہاج میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن حاجب نے ایک روایت میں اور سروجی نے ہدایہ کی شرح میں کہا کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ شب قدر سارے رمضان میں منتقل ہوتی ہے یعنی پھرتی رہتی ہے اور صاحبین نے کہا کہ وہ رمضان کی ایک رات معین مبہم میں ہے اور اسی طرح کہا ہے نسفی نے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے ایک قوم سے اور یہ قول ششم ہے ساتواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے یہ قول ابن زرین رضی اللہ عنہ صحابی سے محکی ہے اور ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے ابن عاصم نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کسی نے یہ بات کہی ہو آٹھواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پندرھویں رات ہے حکایت کی ہے ابن ملقن نے شرح عمدہ میں اور جو بات کہ میں نے قرطبی کے مفہم میں دیکھی ہے حکایت ایک قول کی ہے کہ شب قدر شعبان کی پندرھویں رات ہے اور اسی طرح نقل کیا ہے سروجی نے صاحب طراز سے پس اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو یہ قول نہم ہے پھر دیکھا میں نے شرح سروجی میں محیط سے کہ شب قدر پچھلے نصف میں ہے دسواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترھویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نہیں شک کرتا اس میں کہ شب قدر رمضان کی سترھویں رات ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا اور ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے گیارھواں قول یہ ہے کہ شب قدر مبہم ہے درمیانے عشرے میں حکایت کیا ہے اس کو نووی نے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف عثمان بن ابی العاص اور حسن بصری کی اور قائل ہیں ساتھ اس کے بعض شافعیہ بارھواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی اٹھارھویں رات ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط قطب حلبی کے بیچ درمیان اس کی شرح کے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے مشکل میں تیرھواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے روایت کیا اس کو

عبدالرزاق نے علی سے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف زید بن ثابت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اور موصول کیا اس کو طحاوی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چودھواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخرے عشرے کی پہلی رات ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت نے شافعیہ میں سے لیکن سبکی نے کہا کہ ان کے نزدیک اس کے ساتھ یقین نہیں واسطے اتفاق کرنے ان کے کے اوپر نہ حانث ہونے اس شخص کے کہ معلق کرے بیسویں دن اپنے غلام کی آزادی کو بیچ شب قدر کے کہ وہ اس رات کو آزاد نہیں ہوتا بلکہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام مہینے کے صحیح قول پر بنا بر اس کے کہ وہ پچھلے دہے میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام برس کے بنا بر اس کے کہ وہ آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ رمضان میں ہے پندرھواں قول بھی مثل اسی قول کے ہے اس سے پہلے سے مگر یہ کہ اگر مہینہ پورا ہے تو وہ بیسویں رات ہے اور اگر کم ہے تو اکیسویں رات ہے اور اسی طرح تمام مہینے میں اور یہ قول ابن حزم کا ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول اس کے کہ وہ حدیث جو احمد اور طحاوی نے روایت کی ہے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو آج کی رات میں اور وہ تیئسویں رات تھی سولھواں قول یہ ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہے اور اس کی حکایت ابھی آتی ہے اور روایت کی ہے احمد نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا اور یہ اکیسویں کی صبح تھی سو فرمایا کہ آج کتنی رات ہے میں نے کہا کہ بائیسویں رات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر آج کی رات ہے یا آئندہ رات ہے سترہواں قول یہ ہے کہ وہ تیئسویں رات ہے روایت کی ہے یہ حدیث مسلم نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعا کہ فرمایا کہ مجھ کو خواب میں شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میں اس کو بھول گیا پس ذکر کیا مانند حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی لیکن اس میں فرمایا کہ وہ تیئسویں رات ہے بدلے اکیسویں رات کے اور نیز اسی سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے ایک جنگل ہے یعنی میرا گھر جنگل میں ہے کہ میں اس میں رہتا ہوں سو حکم کرو مجھ کو ساتھ شب قدر کے سو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ تیئسویں رات ہے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیحہ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ شب قدر تیئسویں رات ہے اور عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ساتویں رات سے تلاش کرے رازی نے کہا کہ تھے ایوب نہاتے تیئسویں رات کو اور خوشبو لگاتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ تیئسویں رات میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مضبوط ہوا ہے قول قوم کا اس پر کہ وہ تیئسویں رات ہے اور یہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور مکحول سے اٹھارہواں قول یہ ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے **کما تقدم من**

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی هذا الباب اور طیالسی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے اور یہی روایت ہے ابن مسعود اور شعبی اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور دلیل ان کی واثلہ کی حدیث ہے کہ قرآن رمضان کی چوبیسویں رات کو اترا اور احمد نے بلال سے مرفوع روایت کی ہے کہ شب قدر کو چوبیسویں رات کو تلاش کرو اور تحقیق خطا کی ہے ابن لہیعہ نے اس کے مرفوع کرنے میں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عمر بن حارث نے یزید سے ساتھ اس سند کے موقوف ساتھ غیر لفظ اس کے کے جیسا کہ مغازی کے اخیر میں آئے گا شب قدر آخری عشرے کی سات راتوں میں سے پہلی رات ہے انیسواں قول یہ ہے کہ وہ پچیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے عارضہ میں اور نسبت کیا ہے اس کو ابن جوزی نے مشکل میں طرف ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بیسواں قول یہ ہے کہ وہ چھبیسویں رات ہے اور یہ قول ہے کہ میں اس کو صریح نہیں دیکھتا مگر یہ کہ عیاض نے کہا کہ آخری عشرے میں سے کوئی رات نہیں مگر کہ کہا گیا ہے کہ شب قدر اس میں ہے اکیسواں قول یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور یہی ٹھیک ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے اور یہی ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے اور قسم کھائی ہے اوپر اس کے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے آپس میں شب قدر کا ذکر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جس کو یاد ہو وہ وقت جب کہ چاند اس وقت آدھے پیالے کی مانند تھا یعنی جب کہ چاند باریک ہو گیا تھا مہینے کے اخیر میں ابو الحسن فارسی نے کہا کہ مراد ستائیسویں رات ہے اس واسطے کہ اس میں چاند چڑھتا ہے ساتھ اس صفت کے اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا سو فرمایا کہ تم میں کون یاد کرتا ہے صہباوات کی رات کو میں نے کہا کہ میں اور یہ ستائیسویں رات ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عمر اور حذیفہ اور کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم کے ہے ایک مرد نے شب قدر کو ستائیسویں رات میں دیکھا اور واسطے احمد کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع روایت ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور واسطے ابن منذر کے ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ستائیسویں رات میں تلاش کرے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب حلیہ نے شافعیہ سے اکثر علماء سے اور پہلے گزر چکا ہے استنباط ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے اور موافقت کی واسطے ان کے اور استنباط کیا ہے اس کو بعضوں نے اور طریق سے پس کہا کہ لفظ لیلۃ القدر کے نو حرف ہیں اور تین بار سورت میں پھر لائے گئے ہیں پس یہ ستائیسویں رات ہے اور کہا صاحب کافی نے حنفیہ میں سے اور اسی طرح صاحب محیط نے کہ جو اپنی عورت کو کہے کہ تجھ کو شب

قدر میں طلاق ہے تو ستائیسویں رات کو طلاق پڑ جاتی ہے یہ اس واسطے کہ عام لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ شب قدر ہے بائیسواں قول یہ ہے کہ وہ اٹھائیسویں رات ہے اور اس کی وجہ پہلے گزر چکی ہے تئیسواں قول یہ ہے کہ وہ انتیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے چوبیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو عیاض اور سروجی نے شرح ہدایہ میں اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر اور طبری نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پچیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرھا کی جو اس باب میں مذکور ہے اور یہ قول سب قولوں سے راجح ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں ابو ثور اور مزنی اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت نے علماء مذاہب سے چھبیسواں قول مثل اس کی ہے ساتھ زیادہ کرنے اخیر رات کے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احمد نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ستائیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے میں پھرتی رہتی ہے یہ بات ابو قلابہ نے کہی ہے اور نص کی ہے اس پر مالک اور احمد اور اسحاق نے اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے اور گویا کہ پکڑا ہے اس نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے پھر اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ آخری عشرے کی کونسی رات ہے اور تائید کرتی ہے اس بات کو کہ وہ آخری عشرے میں ہے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی جو صحیح ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جس چیز کو آپ تلاش کرتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر اس کا قریب اور گزر چکا ہے ذکر اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عشرے میں بیچ تلاش کرنے شب قدر کے اور اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوشش کے بیچ اس کے جیسا کہ آئندہ باب میں ہے اور جو اس کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو ان میں بعض تو کہتے ہیں کہ شب قدر کا سب راتوں میں برابر احتمال ہے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے مالک سے اور ضعیف کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور بعض کہتے ہیں کہ بعض راتوں میں شب قدر کی زیادہ امید ہے بعض راتوں سے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب سے زیادہ امید اکیسویں رات میں ہے اور یہ اٹھائیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید تیسویں رات میں ہے اور یہ انتیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید ستائیسویں رات میں ہے اور یہ تیسواں قول ہے اور اکتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پچھلی سات راتوں میں پھرتی رہتی ہے اور تحقیق گزر چکا ہے بیان مراد کا اس سے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیا مراد سات راتیں اخیر مہینے سے ہیں یا اخیر ہفتہ کہ مہینہ سے گنا جائے اور پیدا ہوگا اس سے بتیسواں قول اور تینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پچھلے نصف میں پھرتی رہتی ہے ذکر کیا اس کو صاحب محیط نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور حکایت کیا ہے امام الحرمین نے صاحب تقریر سے چونتیسواں قول یہ ہے کہ شب

قدر سولھویں یا سترھویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو حارث بن ابی اسامہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر سترھویں یا انیسویں یا اکیسویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد ضعیف کے چھتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی یا پچھلی رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند ضعیف کے سینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پہلی رات ہے یا نویں یا سترھویں یا اکیسویں یا مہینے کی پچھلی روایت کیا اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند ضعیف کے اڑتیسواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے یا گیارھویں یا تیسویں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ اس میں کلام ہے اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند منقطع کے اور سعید بن منصور نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ سند منقطع کے بھی انتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں اور یہ قول ماخوذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو باب میں مذکور ہے جس جگہ کہ کہا کہ سات راتیں کہ باقی رہیں یا سات راتیں کہ گزر جائیں اور واسطے احمد کے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ساتویں رات کہ باقی ہے یا ساتویں رات کہ گزر جائے نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ستائیسویں رات کہتے ہیں اور تم تیسویں رات کہتے ہو چالیسواں قول یہ ہے کہ وہ اکیسویں رات ہے یا تیسویں رات یا پچیسویں رات ہے کما سیاتی فی الباب الذی بعدہ من حدیث عبادۃ اور ابو داؤد کی حدیث میں یہ لفظ ہے کہ نویں رات کہ باقی رہے ساتویں رات کہ باقی رہے پانچویں رات کہ باقی رہے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد نویں رات سے اکیسویں رات ہے اکتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ رمضان کی پچھلی سات راتوں میں منحصر ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ اس سے پہلے باب میں ہے بیالیسواں قول یہ ہے کہ وہ بائیسویں یا تیسویں رات ہے واسطے دلیل حدیث عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد کے تینتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ درمیانے عشرے اور آخری عشرے کی جفت راتوں میں ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط مغلطائی کے چوالیسواں قول یہ ہے کہ وہ آخری عشرے کی تیسری یا پانچویں رات ہے روایت کیا اس کو احمد نے حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور فرق اس میں اور اس چیز میں کہ پہلے گزری یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد تیسری رات سے تیسویں رات ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے ستائیسویں رات ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ وہ تیسویں رات ہے یا پچیسویں رات ہے یا ستائیسویں رات ہے اور ساتھ اس وجہ کے مخالف ہوگا یہ قول اس چیز سے کہ پہلے گزری پینتالیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر دوسرے نصف کے اول کی سات راتوں یا آٹھ راتوں میں ہے طحاوی نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو نصف اخیر میں پھر انہوں نے پوچھا سو فرمایا کہ تیسویں رات تک چھیالیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی رات ہے یا پچھلی رات ہے یا طاق

راتوں میں ہے اور تمام یہ اقوال جن کو ہم نے ذکر کیا بعد تیسرے قول کے پس لگا تار متفق ہیں اس پر کہ شب قدر کا حاصل ہونا ممکن ہے اور متفق ہیں اوپر رغبت دلانے کے واسطے تلاش اس کی کے اور ابن عربی نے کہا کہ صحیح یہ بات ہے کہ وہ معلوم نہیں اور یہ لائق ہے کہ اور قول ہو اور نووی نے اس قول سے انکار کیا ہے اور تحقیق غالب ہوئی ہیں حدیثیں اس پر کہ اس کا علم ممکن ہے اور خبر دی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت صالحین نے پس نہیں ہیں کوئی معنے واسطے انکار اس کے کے یعنی ابن عربی نے جو اس کے علم نے انکار کیا ہے تو اس انکار کے کوئی معنے نہیں اس واسطے کہ حدیثوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اور نقل کیا ہے طحاوی نے ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ سے ایک قول کہ جائز رکھا ہے اس نے اس میں یہ کہ وہ اعتقاد کرتا ہے کہ وہ چوبیسویں یا ستائیسویں رات ہے پس اگر یہ ثابت ہو تو یہ اور قول ہے یہ آخر اس چیز کا ہے کہ واقف ہوا میں اوپر اس کے اقوال سے اور بعض اقوال کا بعض کی طرف رد کرنا ممکن ہے اگرچہ ظاہر ان کا مخالف ہے اور سب اقوال میں سے راجح یہ قول ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور یہ کہ وہ پھرتی رہتی ہے جیسا کہ اس باب کی حدیثوں سے سمجھا جاتا ہے اور عشرے کی طاق راتوں میں زیادہ تر امید والی شافعیہ کے نزدیک اکیسویں رات ہے یا تیئسویں کہ عبداللہ بن انیس اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی دونوں حدیثوں کی بنا پر اور سب راتوں میں زیادہ تر امید والی جمہور کے نزدیک ستائیسویں رات ہے یعنی جمہور کے نزدیک زیادہ تر امید یہی ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی دلیلیں پہلے گزر چکی ہیں علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی تلاش میں کوشش حاصل ہو بخلاف اس کے کہ اگر معین کی جائے واسطے اس کے کوئی رات تو صرف اسی میں عبادت ہوتی جیسا کہ پہلے گزر چکی ہے مثل اس کی ساعت جمعہ میں اور یہ حکمت مطرد ہے یعنی عام ہے نزدیک اس کے جو کہتا ہے کہ تمام برس میں ہے یا تمام رمضان میں یا تمام آخری عشرے میں ہے یا خاص اس کی طاق راتوں میں لیکن یہ کہ پہلا پھر دوسرا زیادہ تر لائق ہے ساتھ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے واسطے کوئی نشانی ہے کہ ظاہر ہو واسطے اس شخص کے کہ پائے شب قدر کو یا نہیں سو بعض کہتے ہیں کہ وہ دیکھتا ہے کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر جگہ روشنی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اندھیری جگہوں میں بھی روشنی ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں سے سلام یا خطاب سنا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نشانی اس کی یہ ہے کہ جو شب قدر کو پائے اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اختیار کیا ہے طبری نے یہ کہ یہ سب نشانیاں لازم نہیں اور یہ کہ نہیں شرط واسطے حاصل ہونے اس کے کے دیکھنا کسی چیز کا اور نہ سننا اس کا یعنی بلکہ بدون اس کے بھی حاصل ہو سکتی ہے اور پھر اس میں بھی اختلاف کیا جاتا ہے کہ کیا حاصل ہوتا ہے ثواب کہ مرتب ہے اوپر اس کے واسطے اس شخص کے کہ اتفاق پڑے اس میں اس کو جاگنے اور نماز پڑھنے کا اگرچہ نہ ظاہر ہو واسطے اس کے کوئی چیز یا موقوف ہے یہ ثواب اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس کے پہلا مذہب طبری اور مہلب اور ابن عربی اور ایک

جماعت کا ہے اور اکثر علماء کا دوسرا مذہب ہے یعنی ثواب موعود موقوف ہے اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس شخص کے پس ثواب موعود صرف اسی شخص کو ملتا ہے جو شب قدر کو معلوم کر لے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک مسلم کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو شب قدر کی رات میں جاگے اور اس میں نماز پڑھے اور اس کو موافق پڑی اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے پھر توفیق دی جائے واسطے اس کے امام نووی نے کہا کہ یوافقھا کے معنے یہ ہیں کہ وہ معلوم کر لے کہ وہ شب قدر ہے پس موافق پڑی اس کو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو نفس الامر میں پالے اگرچہ وہ اس کو نہ جانے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو تمام سال جاگے وہ شب قدر کو پالے گا اور یہ بھی دونوں قولوں کا احتمال رکھتی ہے اور نیز نووی نے حدیث من قام رمضان اور حدیث من قام لیلة القدر میں کہا کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ جو اس میں جاگے اگرچہ شب قدر کو موافق نہ پڑے حاصل ہو گا واسطے اس کے یہ ثواب اور جو شب قدر میں جاگے اور اس کو موافق پڑے تو حاصل ہو گا واسطے اس کے اور وہ جاری ہے اوپر اس کے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو کہ موافق پڑنے سے مراد معلوم کرنا اس کا ہے اور یہی راجح ہے میری نظر میں اور نہیں انکار کرتا میں اس میں کہ جو شب قدر کی تلاش کے واسطے جاگے تو اس کو بہت بڑا ثواب حاصل ہو گا اگرچہ نہ معلوم کرے اس کو اور اگرچہ نہ توفیق دی جائے وہ واسطے اس کے اور کلام تو صرف اس میں ہے کہ ثواب موعود اس کو ملتا ہے یا نہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس کا جاننا شرط ہے تو اس پر یہ تفریع کرتے ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے ایک شخص سوائے دوسرے شخص کے پس ایک شخص کے واسطے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتی اگرچہ وہ دونوں اکٹھے ایک گھر میں ہوں اور کہا طبری نے کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں دلیل ہے اوپر کذب اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ تحقیق ظاہر ہوتی واسطے آنکھوں کے اس رات میں وہ چیز کہ نہیں ظاہر ہوتی ہے تمام برس میں اس واسطے کہ اگر یہ بات حق ہوتی تو نہ پوشیدہ رہتا ہر اس شخص پر جو سارے برس میں راتوں میں جاگے چہ جائیکہ رمضان کی راتوں میں جاگے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ اس کو جھوٹا کہنا لائق نہیں بلکہ جائز ہے یہ کہ ہو بطور کرامت کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے اللہ اپنے بندوں سے پس خاص ہو ساتھ ایک قوم کے سوائے دوسری قوم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت کو کسی خاص چیز میں بند نہیں کیا اور نہیں نفی کی کرامت کی اور جس سال کی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حکایت کی ہے اس سال میں علامت اس کی بارش ہونا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سال خالی گزر جاتے ہیں بارش بالکل نہیں ہوتی باوجود یہ کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی رمضان شب قدر سے خالی نہیں اور باوجود اس کے ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ نہیں پاتا شب قدر کو مگر جو کہ خوارق کو دیکھے بلکہ اللہ کا فضل فراخ ہے اور بہت لوگ ایسے ہیں کہ اس رات کو جاگتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور نہیں حاصل کرتے اس سے مگر عبادت کو

سوائے دیکھنے خوارق عادت کے یعنی شب قدر میں تمام رات عبادت کرتے ہیں مگر کوئی خارق عادت نہیں دیکھتے اور بعض ایسے ہیں کہ خارق عادت دیکھتے ہیں سوائے عبادت کے اور جو کہ عبادت پر حاصل ہوا ہے وہ افضل ہے اور اعتبار تو صرف اقامت کے ساتھ ہے اس واسطے کہ تحقیق محال ہے یہ کہ ہو وہ مگر کرامت بخلاف خارق کے کہ کبھی تو وہ کرامت ہوتی ہے اور کبھی فتنہ ہوتا ہے اور اس میں رد ہے واسطے ابوالحسن مغربی کے کہ اس نے اعتبار کیا شب قدر کو پس نہ فوت ہوئی اس سے تمام عمر اس کی اور یہ کہ وہ ہمیشہ ہفتہ کی رات ہوتی ہے پس اگر مہینے کی پہلی رات ہفتے کی ہو تو شب قدر انتیسویں رات ہوتی ہے اور اسی طرح لگا تار۔ اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو شب قدر دو راتوں میں درمیانے عشرے میں واسطے ضرورت اس کے کہ ہفتہ کی طاق راتیں پانچ ہیں اور بعض متاخرین نے جو اس سے پیچھے ہیں معارضہ کیا ہے اس کا ساتھ اس کے شب قدر ہمیشہ جمعہ کی رات ہوتی ہے اور ذکر کیا مانند قول ابوالحسن کے اور یہ قول ایسے ہیں کہ ان کی کوئی اصل نہیں بلکہ وہ مخالف ہیں واسطے اجماع اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ جو عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ پہلے گزرا اور یہی کافی ہے ان کے رد میں اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

۱۸۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ هِيَ فِيْ تِسْعٍ يَمْضِيْنَ أَوْ فِيْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ.

۱۸۸۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں میں ہے وہ نو راتوں میں ہے کہ گزر جائیں یعنی انتیسویں رات ہے وہ سات راتوں میں ہے کہ باقی رہیں یعنی ستائیسویں رات ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ سبع یبقین سے مراد تیئسویں رات ہو اور احتمال ہے کہ یہ رات تمام راتوں کے ساتھ ہو کہ اس کے بعد میں آخر مہینے تک۔ (تیسیر)

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ

باب ہے بیان میں اٹھ جانے پہچان تعین شب قدر کے واسطے جھگڑنے لوگوں کے

فائدہ: یعنی بسبب جھگڑنے لوگوں کے اور قید کرنا رفع کا ساتھ معرفت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ در حقیقت سرے سے نہیں اٹھائی گئی یعنی واقع میں موجود ہے اٹھائی نہیں گئی بلکہ اس کی تعیین اٹھائی گئی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ قید التمسوھا سے سمجھی جاتی ہے بعد خبر دینے ان کے کے ساتھ اس کے کہ وہ اٹھائی گئی اور ہونے اس کے سے کہ واقع ہونا جھگڑے کا اس رات میں نہیں مستلزم ہے واقع ہونے اس کے کو بیچ اس کے کہ بعد اس کے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ شاید کہ ہو یہ بہتر واسطے تمہارے اس واسطے کہ وجہ بہتر ہونے کی اس جہت سے ہے کہ اس کا پوشیدہ ہونا

چاہتا ہے قیام ہر مہینے کو یا ہر عشرے کو بخلاف اس کے کہ اگر تعیین کی پہچان باقی رہے تو یہ بات خاص نہ ہوتی۔ (فتح)

۱۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

۱۸۸۳۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تا کہ ہم کو شب قدر کی خبر دیں سو مسلمانوں میں سے دو شخص جھگڑے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکلا تھا کہ تم کو شب قدر کی خبر دوں یعنی ساتھ تعیین اس کی کے کہ فلانی رات ہے سو فلانا اور فلانا جھگڑا سو شب قدر کی پہچان اٹھائی گئی اور شاید کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو پس تلاش کرو اس کو اس کی انتیسویں رات میں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

فائدہ: اس حدیث میں سبب بھولنے کا جھگڑا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میرے بعض اہل نے مجھ کو جگایا سو میں اس کو بھول گیا پس یہ بھولنے کا دوسرا سبب ہے پس یا تو یہ واقع متعدد ہے یعنی یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا بایں طور کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رویا سے مراد خواب ہو پس نسیان کا سبب جگانا ہوگا اور یہ کہ ہو روایت اس کی غیر کی حدیث میں بیداری میں پس ہو گیا سبب نسیان کا جھگڑا اور یا محمول ہو گیا اس پر کہ قصہ ایک ہے اور نسیان دو بار دو سبب سے واقع ہوا ہو گا اور احتمال ہے کہ ہوں معنے کہ مجھ کو میرے بعض اہل نے جگایا سو میں نے دو مردوں کا جھگڑا سنا سو میں کھڑا ہوا کہ ان کو روکوں سو میں اس کو بھول گیا واسطے مشغول ہونے کے ساتھ ان دونوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بتلاؤں میں تم کو شب قدر لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے پھر فرمایا کہ البتہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے اور حالانکہ میں اس کو جانتا تھا پھر میں اس کو بھول گیا پس نہ ذکر کیا سبب نسیان کا پس یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ واقع متعدد ہے اور یہ کہ جو فرمایا کہ اٹھائی گئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ میرے دل سے اٹھائی گئی سو بھول گیا میں تعیین اس کی واسطے مشغول ہونے کے ساتھ جھگڑے کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ اٹھائی گئی برکت اس کی اس سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ ''تا'' رفعت میں واسطے فرشتوں کے ہے نہ واسطے رات کے اور طیبی نے کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کی معرفت اٹھائی گئی اور سبب اس تاویل کا یہ ہے کہ اٹھنا اس کا چاہتا ہے اس کو کہ پہلے واقع ہو اور جب واقع ہو تو پھر اس کے اٹھانے کے کوئی معنے نہ ہوں گے اور کہا کہ ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اٹھنے اس کے کے یہ ہے کہ شروع ہوئی یہ کہ واقع ہو پس جب وہ دونوں جھگڑے تو اٹھائی گئی پس اتارا گیا مشروع

بجائے وقوع کے اور جب یہ بات قرار پا چکی کہ جو چیز کہ اٹھائی گئی ہے وہ علم تعیین اس کی کا ہے پس کیا آپ ﷺ کو اس کے بعد اس کی تعیین معلوم ہوئی تھی یا نہیں اس میں احتمال ہے اور تحقیق گزر چکا ہے قول ابن عیینہ کا اول کلام میں شب قدر پر کہ آپ ﷺ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی اور محمد بن نصر نے وہب سے روایت کیا ہے کہ اس نے زینب بنت ام سلمہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو شب قدر معلوم تھی اس نے کہا کہ نہیں اور اگر اس کو جانتے تو لوگوں کو اس کے غیر میں کھڑے نہ کرتے اور یہ بات زینب نے احتمال سے کہی ہے اور یہ بات لازم نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے ساتھ بھی بہت تعبد واقع ہوا ہو پس حاصل ہوگی کوشش تمام عشروں میں کما تقدم اور استنباط کیا ہے سبکی کبیر نے اس قصے سے استحباب چھپانا شب قدر کا واسطے اس کے کہ اس کو دیکھے اس واسطے کہ اللہ نے مقدر کیا ہے واسطے نبی ﷺ اپنے کے کہ اس میں اس کی خبر نہیں دی اور بھلائی سب اس چیز میں ہے کہ مقدر کی گئی واسطے اس کے پس مستحب ہے اتباع کرنا اس کا بیچ اس کے اور شرح منہاج میں اس کو حاوی سے ذکر کیا کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ شب قدر کا دیکھنا کرامت ہے اور کرامت کا چھپانا لائق ہے بغیر خلاف کے درمیان اہل طریق کے نفس کے دیکھنے کی جہت سے پس نہ امن میں ہوگا دور ہونے کرامت کے سے اور اس جہت سے کہ ریا سے امن میں نہ ہوگا اور ادب کی جہت سے پس نہ منہ پھیرے گا اللہ کے شکر سے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کرامت کی اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کے واسطے لوگوں کے اور اس جہت سے کہ حسد سے امن میں نہ ہوگا سو اپنے غیر کو گناہ میں ڈالے گا اور استنباط کیا جاتا ہے واسطے اس کے ساتھ قول یعقوب علیہ السلام کے کہ اے میرے چھوٹے بیٹے نہ بیان کر خواب اپنی بھائیوں پر اور مراد نویں رات سے انتیسویں رات ہے یا اکیسویں اور پہلی وجہ ارجح ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے آخری عشرے میں عمل کرنے کا بیان یعنی عمل میں خوب کوشش کرے

١٨٨٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

١٨٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا پچھلا عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنا تہ بند مضبوط باندھتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کرتے تھے اور اپنی بیبیوں کو جگاتے تھے۔

فائدہ: مراد تہ بند مضبوط باندھنے سے یہ ہے کہ عورتوں سے الگ رہتے تھے اور خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ عبادت میں کوشش کرتے تھے زیادہ عادت سے اور احتمال ہے کہ دونوں معنے مراد ہوں پس معنے اس

کے یہ ہوں گے کہ حقیقت میں اپنا بند مضبوط باندھتے تھے سو اس کو نہ کھولتے تھے اور عورتوں سے الگ رہتے تھے اور عبادت میں کوشش فرماتے تھے اور مراد رات کے زندہ کرنے سے یہ ہے کہ تمام رات جاگتے تھے اور اس کو عبادت اور بندگی سے زندہ رکھتے تھے اور زندہ رکھتے اپنے نفس کو ساتھ جگانے اس کے کے اس واسطے کہ سونا موت کا بھائی ہے اور اضافت اس کی طرف رات کی واسطے فراخی کے ہے اس واسطے کہ جب کھڑا ہونے والا جاگنے سے زندہ رہا تو اس نے رات کو اپنی زندگی سے زندہ کیا اور وہ مانند اس حدیث کے ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں یعنی نہ سوؤ پس ہو جاؤ مانند مردوں کی پس ہو جائیں گھر تمہارے مانند قبروں کی اور یہ جو کہا کہ اپنے اہل کو جگاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنی بیبیوں کو اور بیٹیوں کو اور اپنی لونڈیوں کو اور غلاموں کو اخیر عشرے میں عبادت کے واسطے جگاتے تھے اور ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ جب رمضان سے دس دن باقی رہتے تھے تو نہ چھوڑتے تھے آپ ﷺ کسی کو کہ قیام کی طاقت رکھتا ہو مگر کہ اس کو کھڑا کرتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ اپنے گھر میں تھے اس واسطے کہ اگر اعتکاف سے ہوتے تو مسجد میں ہوتے اور آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ ہوتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ایک بی بی نے اعتکاف کیا اور اگر فرضاً کسی نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف نہ کیا ہو تو احتمال ہے کہ ان کو اپنی جگہ سے جا کر جگاتے ہوں اور یہ کہ جگاتے ہوں ان کو اس وقت کہ داخل ہوتے ہوں گھر میں واسطے کسی حاجت کے۔

تنبیہ: بعض نسخوں میں اس باب کے اخیر میں یہ لفظ واقع ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ابونعیم نے کہا کہ ہبیرہ مختار کے ساتھ تھا لڑائی کا سامان تیار کرتا تھا اس واسطے میں نے اس کی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کی اور یہ جو کہا کہ وہ لڑائی کا سامان کرتا تھا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ مدد کرتا تھا مختار کی یعنی ابن ابو عبیدہ ثقفی کی جگہ غالب ہوا وہ کوفہ پر عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں سے مدد چاہی پس اطاعت کی اس کی اہل کوفہ نے جو اہل بیت نبی ﷺ کو دوست رکھتے تھے سو جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے ساتھ متہم تھے ان میں سے بہت سی خلقت کو مختار نے قتل کیا اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر ہمیشہ کرنے قیام کے آخری عشرے میں اشارہ ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر تجوید خاتمہ کے کہ ختم کرے اللہ تعالیٰ واسطے ہمارے ساتھ بہتری کے۔ آمین۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ — اعتکاف کے بابوں کا بیان

فائدہ: اعتکاف کے معنی لغت میں لازم پکڑنا ایک چیز کا ہے اور بند کرنا نفس کو اوپر اس کے اور شرع میں ٹھہرنا ہے بیچ مسجد کے خاص شخص سے خاص طور سے اور اعتکاف بالاجماع واجب نہیں نہ اس شخص پر جو اس کی نظر مانے اور اسی طرح جو اس میں شروع کرے پھر اس کو جان بوجھ کر توڑ ڈالے نزدیک ایک قوم کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کے واسطے روزہ شرط ہے یا نہیں کما سیاتی فی باب مفرد اور تنہا ہوا ہے سوید بن غفلہ ساتھ شرط کرنے طہارت کے واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا — باب ہے بیچ بیان اعتکاف کے رمضان کے اخیر عشرے میں اور بیچ بیان اعتکاف کے تمام مسجدوں میں

فائدہ: یعنی اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے بدون مسجد کے اعتکاف درست نہیں اور یہ کہ اعتکاف کرنا سب مسجدوں میں درست ہے کسی معین مسجد کے ساتھ خاص نہیں کہ اس کے سوا اور کسی مسجد میں درست نہ ہو۔ (فتح)

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾. — یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ حدیں ہیں اللہ کی سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ میں درست نہیں ہے اس واسطے کہ اگر اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ بھی درست ہوتا تو نہ خاص ہوتا حرام ہونا مباشرت کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جماع مخالف ہے واسطے اعتکاف کے بالاجماع پس مساجد کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اعتکاف نہیں ہوتا ہے مگر مسجدوں میں اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ مراد مباشرت سے آیت میں جماع ہے اور طبری وغیرہ نے قتادہ کے طریق سے اس آیت کے نزول کے سبب میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب اعتکاف بیٹھتے تھے اور کوئی مرد اپنی حاجت کے واسطے نکلتا تھا اور اپنی عورت سے ملتا تھا تو اس سے صحبت کرتا تھا اگر چاہتا پس یہ آیت

اتری اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے مگر محمد بن عمر بن لبابہ مالکی کہ وہ ہر جگہ میں اعتکاف کو جائز کہتا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے عورت کو یہ کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اور وہ مکان ہے کہ تیار کیا گیا ہے واسطے نماز کے بیچ اس کے اور شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور بیچ ایک وجہ کے واسطے اصحاب اس کے کے اور مالکیہ کے جائز ہے واسطے مردوں اور عورتوں کے اعتکاف کرنا گھر میں اس واسطے کہ نفل عبادت گھر میں افضل ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ اعتکاف خاص ہے ساتھ ان مسجدوں کے کہ ان میں نمازیں قائم کی جائیں اور خاص کیا ہے اس کو ابو یوسف رحمہ اللہ نے ساتھ اعتکاف واجب کے اور جو نفل اعتکاف ہے پس ہر مسجد میں جائز ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ہر مسجد میں جائز ہے یعنی خواہ اس میں نمازیں قائم کی جاتی ہوں یا نہ مگر جس کو جمعہ لازم ہو اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ نے مستحب رکھا ہے واسطے اس کے یہ کہ وہ جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کے واسطے جامع مسجد میں اعتکاف کرنا شرط ہے اس واسطے کہ ان کے نزدیک اعتکاف جمعہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ساتھ شروع کرنے کے نزدیک مالک رحمہ اللہ کے اور خاص کیا ہے ایک گروہ نے سلف سے مانند زہری رحمہ اللہ کے ساتھ جامع کے مطلقاً اور اشارہ کیا ہے طرف اس کے شافعی رحمہ اللہ نے قدیم میں اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تین مسجدوں کے ساتھ خاص ہے اور عطا نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور ابن میتب نے کہا کہ مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کے اکثر کی کوئی حد نہیں اور اس کے اقل میں اختلاف ہے سو جو اس میں روزے کو شرط کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اقل اس کا ایک دن ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ شرط روزے کے بیچ کم کے ایک دن سے حکایت کیا ہے ابن قدامہ نے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شرط ہیں واسطے اس کے دس دن اور ایک روایت میں ایک دن اور دو دن بھی آئے ہیں اور جو اس میں روزے کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ اطلاق کیا جائے اس پر نام ٹھہرنے کا اور نہیں شرط ہے بیٹھنا اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے گزرنا ساتھ نیت کے مانند وقوف عرفات کے یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت ہے کہ میں ایک ساعت مسجد میں ٹھہرتا ہوں اور نہیں ٹھہرتا میں مگر واسطے اعتکاف کے اور اتفاق ہے اس پر کہ اعتکاف جماع کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حسن اور زہری نے کہا کہ جو اعتکاف میں جماع کرے لازم آتا ہے اس کو کفارہ اور مجاہد سے روایت ہے کہ دو دینار خیرات کرے اور غیر جماع میں اختلاف ہے پس مباشرت میں یعنی بدن سے بدن لگانے میں تین قول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر اس کی منی نکل آئے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

۱۸۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ

۱۸۸۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ جگہ دکھائی جس جگہ مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ستونِ توبہ کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا بچھایا جاتا۔

۱۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۸۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے اعتکاف کیا۔

فائدہ: پہلی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ نہ اعتکاف بیٹھنا منسوخ ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فکر کیا میں نے اعتکاف میں اور ترک کرنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے میں واسطے اس کے باوجود سخت اتباع کرنے ان کے کے واسطے حدیث کے پس واقع ہوا بیچ جی میرے کے کہ وہ مانند وصال کے ہے اور میں اعتقاد کرتا ہوں کہ چھوڑا انہوں نے اس کو واسطے شدت اس کی کے اور نہیں پہنچی مجھ کو کسی سے سلف میں سے یہ بات کہ اس نے اعتکاف کیا ہو مگر ابو بکر بن عبدالرحمن سے لیکن گویا کہ ارادہ کیا امام مالک رحمہ اللہ نے ایک صفت مخصوص کو نہیں تو ہم نے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے اعتکاف کیا اور مالک رحمہ اللہ کی کلام سے ان کے بعض اصحاب نے یہ بات نکالی کہ اعتکاف جائز ہے اور انکار کیا ہے ان پر ابن عربی نے اور کہا کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے بیچ ہمیشگی کرنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر موکد ہونے اس کی کے اور ابو داؤد رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو علماء میں سے اختلاف اس باب میں کہ وہ سنت ہے یعنی اعتکاف بالاتفاق سنت ہے۔ (فتح)

۱۸۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۸۸۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ يَخْرُجُ مِنْ صَبِيْحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ مِّنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ أَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ إِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ .

اعتکاف کرتے رمضان کے درمیانے عشرے میں سو آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے کہ اس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ وہ آخری عشرے میں اعتکاف کرے اس واسطے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر مجھ کو بھول گئی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا یعنی خواب میں کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں اس کی صبح کو سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں سو اس رات کو بادل برسا اور مسجد نبوی عریش پر تھی یعنی کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی سو مسجد کی چھت ٹپکی سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف معلوم ہوا۔

بَابُ الْحَائِضِ تُرَجِّلُ رَأْسَ الْمُعْتَكِفِ

اگر حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے تو اس کا کیا حکم ہے

۱۸۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِيْ إِلَيَّ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي

۱۸۸۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے آپ ﷺ نزدیک کرتے طرف میری اپنے سر کو اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اس حال میں کہ میں حیض سے ہوتی۔

الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

فائدہ: اور احمد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس آتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میرے حجرے کے دروازے پر تکیہ کرتے سو میں آپ ﷺ کا سر دھوتی اور حالانکہ آپ ﷺ کا باقی بدن مسجد میں ہوتا تھا اور اس کے فائدے کتاب الحیض میں بھی گزر چکے ہیں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجاورت اور اعتکاف ایک چیز ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتکاف والے کو پاکی اور ستھرائی کرنی اور خوشبو لگانی اور نہانا اور سر منڈانا اور زینت کرنا واسطے لاحق کرنے کے ساتھ کنگھی کے اور جمہور اس پر ہیں کہ نہیں مکروہ ہے اس میں مگر وہ چیز کہ مکروہ ہے مسجد میں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہیں اعتکاف میں کسب اور پیشہ یہاں تک کہ علم کا طلب کرنا بھی اور اس حدیث میں خدمت لینا مرد کا ہے اپنی بی بی سے ساتھ رضامندی اس کی کے اور آپ ﷺ نے جو اپنے سر کو مسجد سے باہر نکالا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دلالت ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلانے مکان سے باہر نہ نکلوں گا پھر اپنا کچھ بدن اس سے باہر نکالے تو حانث نہیں ہوتا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹتی یہاں تک کہ دونوں پاؤں کو باہر نکالے اور ان پر اعتماد کرے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

باب ہے اس بیان میں کہ اعتکاف والا نہ داخل ہو گھر میں مگر واسطے حاجت کے

۱۸۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا.

۱۸۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق تھے آپ ﷺ البتہ داخل کرتے مجھ پر اپنے سر کو اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اور نہ داخل ہوتے تھے گھر میں مگر واسطے حاجت کے جبکہ اعتکاف میں ہوتے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مگر واسطے حاجت انسان کے اور تفسیر کیا ہے اس کو زہری نے ساتھ پیشاب اور پاخانے کے اور تحقیق اتفاق کیا ہے سب علماء نے اوپر مستثنیٰ ہونے ان دونوں کے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے ان کے سوا اور حاجتوں میں مانند کھانے پینے کی اور اگر ان دونوں کے واسطے باہر نکلے اور مسجد سے باہر

وضو کرے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور ملحق ہے ساتھ ان دونوں کے قے اور فصد واسطے اس کے کہ محتاج ہو طرف ہو اس کی اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سنت ہے اعتکاف والے پر یہ کہ نہ پوچھے بیمار کو اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے اس سے اور نہ نکلے کسی کام کے مگر واسطے اس کام کے جو ضروری ہو اور ابو داؤد نے کہا کہ عبدالرحمٰن راوی کے سوا اور کسی نے یہ بات حدیث میں روایت نہیں کی اور جزم کیا ہے دار قطنی نے ساتھ اس کے کہ جس قدر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا قول ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ نہ نکلے مگر واسطے حاجت کے اور اس کے سوا جو حکم ہیں سو اس کے نیچے کے راوی سے ہیں اور روایت کی ہے ہم نے علی سے اور نخعی سے اور حسن بصری سے کہ اگر اعتکاف والا جنازے میں حاضر ہو یا بیمار کی خبر کو جائے یا نماز جمعہ کے واسطے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں کوفہ والے اور ابن منذر جمعہ میں اور ثوری اور شافعی اور اسحاق نے کہا کہ اگر اعتکاف کی ابتدا میں ان میں سے کوئی چیز شرط کر لی ہو تو اس کے کرنے سے اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور یہی ایک روایت ہے احمد سے۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ

باب ہے بیان میں دھونے معتکف کے سر اپنے کو

۱۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِيْ وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۱۸۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن سے بدن لگاتے تھے اس حال سے کہ میں حیض سے ہوتی اور اپنا سر مسجد سے نکالتے تھے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تھے سو میں اس کو دھوتی اور میں حیض سے ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتکاف والے کو اپنے سر کو دھونا درست ہے۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ لَيْلًا

رات کو اعتکاف کرنے کا بیان یعنی بغیر دن کے صرف رات ہی کے اعتکاف کا کیا حکم ہے

۱۸۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ

۱۸۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ اعتکاف کروں ایک رات مسجد حرام میں یعنی کعبے کی مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نظر کو پورا کرو۔

الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ تحقیق تھا یہ جعرانہ میں جبکہ جنگ حنین سے واپس آئے اور مستفاد میں ہوتا ہے اس سے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ تحقیق اعتکاف عمر رضی اللہ عنہ کا تھا پہلے منع کرنے کے روزے سے رات میں اس واسطے کہ جنگ حنین اس سے متاخر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے پوچھا اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ جاہلیت کے وہ زمانہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام میں نذر مانی تھی اور زیادہ تر صریح اس سے یہ ہے کہ جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی یہ کہ اعتکاف کرے شرک میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے اعتکاف کرنا بغیر روزے کے اس واسطے کہ رات روزے کے واسطے ظرف نہیں یعنی اس کا محل نہیں پس اگر روزہ شرط ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روزے کا حکم کرتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ شعبہ کی روایت میں مسلم میں لیلۃ کے بدلے یوما کا لفظ آیا ہے سو ابن حبان وغیرہ نے دونوں روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ انہوں نے ایک دن رات میں نذر مانی تھی سو جس نے رات کا لفظ بولا تو مراد اس کی رات ساتھ دن اپنے کے ہے اور جس نے دن بولا تو مراد اس کی ہے دن ساتھ رات اپنی کے اور ایک روایت میں صریح روزے کا حکم آچکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور آئندہ ایک روایت میں آئے گا کہ انہوں نے ایک رات اعتکاف کیا پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی نذر پر کوئی چیز زیادہ نہ کی اور یہ کہ اعتکاف میں روزہ نہیں ہے اور نہیں شرط ہے واسطے اس کے کوئی حد معین اور تحقیق باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس حدیث کے بعد کئی بابوں کے کہ یہ باب ہے اس شخص کا کہ نہیں دیکھتا ہے معتکف پر روزے کو اور نہ باب مستلزم ہے اس باب کو اس واسطے کہ اعتکاف جب جائز ہے رات کو بغیر دن کے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست ہے بغیر عکس کے یعنی وہ باب اس کو مستلزم نہیں اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اعتکاف کے واسطے روزہ شرط ہے روایت کی یہ عبدالرزاق نے ان دونوں سے ساتھ سند صحیح کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مانند اس کی روایت آئی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اوزاعی اور حنفیہ کا۔ اور احمد اور اسحاق سے مختلف روایت آئی ہے اور دلیل پکڑی ہے عیاض نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتکاف کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ساتھ روزے کے اور اس میں نظر ہے واسطے اس چیز میں جو پہلے باب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں اعتکاف کیا جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اعتکاف کو روزے کے پیچھے ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں سے اور حالانکہ تم اعتکاف میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ دلالت کرے

اس پر کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور نہیں تو روزہ درست نہ ہوتا مگر ساتھ اعتکاف کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے باقی فائدے ہم کتاب النذور میں بیان کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔ اور نیز اس حدیث میں رد ہے اس پر کہ ادنیٰ درجہ اعتکاف کا دس دن ہیں یا زیادہ ہے ایک دن سے اور پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی اعتکاف کی ابتدا میں اور ظاہر ہوگا فائدہ اختلاف کا اس شخص کے حق میں جو نذر مانے اعتکاف مبہم کی یعنی کہے کہ میں نے اعتکاف کی نذر مانی اور دنوں کا ذکر نہ کرے مثلاً دس دن کا یا کم وبیش کا واللہ اعلم۔

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَآءِ — عورتوں کے اعتکاف کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو اس میں عورتوں کو اعتکاف کرنا مطلق مکروہ ہے یعنی ہر طرح سے، اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر اپنے گھر کی مسجد میں اس واسطے کہ وہ سامنے ہوتی ہے بہت لوگوں کے کہ اس کو دیکھیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر ابن عیینہ نے باب کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کے واسطے اذن لے لیا تھا تو البتہ میں یقین کر لیتا کہ عورت کو جماعت کی مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں، انتہی۔ اور شرط کی ہے حنفیہ نے واسطے صحت اعتکاف عورت کے یہ کہ ہو اپنے گھر کی مسجد میں اور ایک روایت میں ان کی یہ ہے کہ جائز ہے اس کو اعتکاف کرنا مسجد میں ساتھ خاوند اپنے کے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا۔ (فتح)

۱۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَآءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَآءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَآءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَآءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَى الْأَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۱۸۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خیمہ گاڑتی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے پھر اس میں داخل ہوتے سو اجازت چاہی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ کہ اپنے واسطے اور خیمہ گاڑے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پر اجازت لے کر ان کو اجازت دی سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ گاڑا سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے خیمہ کو دیکھا سو انہوں نے اور خیمہ گاڑا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ یہ ازواج مطہرات کے خیمے ہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ بھلائی کا گمان کرتے ہو سو آپ ﷺ نے اس مہینے میں اس اعتکاف کو ترک کیا پھر شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آئندہ آئے گا کہ آپ ﷺ رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے پس جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شروع اعتکاف کا ابتدا دن سے ہے وسیاتی نقل الخلاف فیہ اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اعتکاف کے بغیر روزے کے اس واسطے کہ پہلا دن شوال کا وہ روزہ کھولنے کا دن ہے اور اس میں روزہ رکھنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے شوال میں اعتکاف کیا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر نفل معتاد فوت ہو جائے تو مستحب ہے کہ اس کو قضا کیا جائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مالکیہ نے اس پر کہ جو کسی عمل کو شروع کرے پھر اس کو توڑ ڈالے تو اس کو قضا کرنا واجب ہے اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کما سیاتی اور ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت بدون خاوند اپنے کے اعتکاف نہ بیٹھے اور یہ کہ اگر وہ بدون اذن خاوند کے اعتکاف بیٹھے تو خاوند کو جائز ہے کہ اس کو اعتکاف سے باہر نکال ڈالے اور اگر اس کی اجازت سے ہو تو بھی اس کو جائز ہے کہ رجوع کرے اور اس کو اعتکاف سے منع کرے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ اگر خاوند اس کو اجازت دے پھر اس کو منع کرے تو گنہگار ہو گا اور وہ باز رہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ پھر اس کو منع کرنا درست نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے گاڑنا خیموں کا مسجد میں اور افضل واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کریں اور یہ کہ نکلنا جائز ہے اعتکاف سے بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے کہ وہ نہیں لازم ہوتا ہے ساتھ نیت کے اور نہ ساتھ شروع کے بیچ اس کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے حکم نفلوں کا برخلاف اس شخص کے کہ اس کے لازم ہونے کا قائل ہو اور یہ کہ تحقیق اول وقت جس میں کہ آدمی اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو بعد نماز صبح کے ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ثوری کا اور چاروں امام کا اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ سورج کے ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے داخل ہو اور تاویل کیا ہے انہوں نے اس حدیث کو اس پر کہ آپ ﷺ اعتکاف کی نیت سے اول رات سے مسجد میں داخل ہوتے تھے اور رات کو وہاں رہتے تھے پھر جب صبح کی نماز پڑھتے تو نماز کے بعد اس مکان میں کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کے واسطے تیار کیا ہوتا تھا داخل ہوتے تھے اور یہ جواب مشکل ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عبادت میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنا منع ہے اور جواب دیا ہے اس نے اس حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہ تو آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوئے تھے اور نہ اعتکاف شروع کیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے صرف اعتکاف کا قصد کیا تھا پھر آپ ﷺ کو مانع مذکور پیش ہوا سو

آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا بنا بر اس کے پس ایک دو امروں کا ہے یا تو یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف شروع کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اعتکاف سے باہر نکلنا جائز ہے اور یا یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ نے ابھی تک اعتکاف شروع نہ کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اول وقت اس کا بعد نماز صبح کے ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے یعنی بدون مسجد کے اور جگہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ عورتوں کے لیے مشروع ہے واسطے ان کے بیٹھنا گھروں میں پردے سے پس اگر مسجد شرط نہ ہوتی تو نہ واقع ہوتی وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے اذن سے اور منع سے اور البتہ کفایت کی جاتی ہے واسطے ان کے ساتھ اعتکاف کے اپنے گھروں کی مسجدوں میں اور ابراہیم بن علیہ نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کا ارادہ کرتے ہو تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کو مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ وہ ان کے واسطے بھلائی نہیں اور یہ قول اس کا ظاہر نہیں اور یہ کہ غیرت کرنی بڑی نحس ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے حسد سے جو مفضی ہے طرف ترک افضل کے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے ترک کرنا افضل کا جبکہ اس میں مصلحت ہو اور یہ کہ جو اپنے عمل پر ریا کا خوف کرے اس کو اس کا ترک کرنا درست ہے اور یہ کہ اعتکاف نیت سے واجب نہیں ہوتا اور آپ ﷺ کا اس کو قضا کرنا بطور استحباب کے تھا اس واسطے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی عمل کو کرتے تھے تو ہمیشہ ثابت رکھتے تھے اور اسی واسطے منقول نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کی بیبیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ شوال میں اعتکاف کیا ہو یعنی اگر اعتکاف واجب ہوتا تو آپ ﷺ کی بیبیاں بھی اعتکاف کرتیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب عورت مسجد میں اعتکاف کرے تو مستحب ہے اس کو یہ کہ گردانے واسطے اپنے وہ چیز کہ اس کو پردہ کرے اور شرط ہے کہ ہو ایسی جگہ میں کہ نمازیوں پر تنگی نہ ڈالے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے مسجد میں خیمہ گاڑ کر اعتکاف کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرنے کے لیے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دی پھر زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنا خیمہ گاڑا لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت نہ لی تھی سو جب آپ ﷺ نے صبح کو کئی خیمے دیکھے تو اس سال میں اعتکاف چھوڑ دیا اس واسطے کہ آپ ﷺ نے خوف کیا کہ ہو باعث واسطے عورتوں کے اس پر فخر کرنا اور رغبت کرنا جو پیدا کرنے والا ہے غیرت سے واسطے حرص کے اوپر قریب ہونے آپ ﷺ کے سے خاص کر کے پس یہ اعتکاف نہ رہے گا اور یا اس واسطے ترک کیا کہ جب آپ ﷺ نے اول عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو تھا یہ امر خفیف بہ نسبت اس کے کہ نوبت پہنچی طرف اس کی اخیر امر میں پے در پے آنے باقی عورتوں سے اوپر اس کے پس تنگ ہوگئی مسجد نمازیوں پر بہ نسبت اس کی کہ جمع ہونا عورتوں کا

نزدیک آپ ﷺ گردانے گا آپ ﷺ کے مانند بیٹھنے والے کی اپنے گھر میں اور اکثر اوقات مشغول کرے گا آپ ﷺ کو خالی ہونے سے واسطے اس چیز کے کہ قصد کیا ہے اس کو عبادت سے پس فوت ہوگا مقصود اعتکاف کا۔(فتح)

بَابُ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں خیمہ تنبو گاڑنے کا بیان۔

۱۸۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةٌ خِبَآءُ عَائِشَةَ وَخِبَآءُ حَفْصَةَ وَخِبَآءُ زَيْنَبَ فَقَالَ آلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

۱۸۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پس جب پھرے طرف اس مکان کی کہ اس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا تو اچانک دیکھا کہ کئی خیمے ہیں ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک زینب رضی اللہ عنہا کا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ اس کام میں بھلائی کا گمان کرتے ہو پھر آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں خیمے لگانے درست ہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهٖ إِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ.

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ نکلے واسطے حاجتوں اپنی کے مسجد کے دروازے تک؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو بطور استفہام بیان کیا ہے واسطے احتمال قضیہ کے اس چیز کو کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے لیکن قید کرنا اس کا اس کو ساتھ دروازے مسجد کے اس قبیل سے ہے کہ اس میں اختلاف نہیں تاکہ توقف کیا جائے یقین کرنے حکم کے سے بیچ اس کے اور خلاف تو اس میں ہے کہ کیا مسجد میں عبادت کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا جائز ہے یا نہیں۔(فتح)

۱۸۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآءَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۸۹۴۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو وہ ایک گھڑی آپ ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر اپنے گھر کو چل دیں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے

وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ فِيْ اِعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا.

ہوئے کہ ان کو گھر تک پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہنچیں تو انصار کے دو مرد پاس سے نکلے تو ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ یہ تو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے یعنی یہ میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بد گمان نہ ہونا تو ان دونوں انصاریوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے اے اللہ کے رسول آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے اور نہیں گمان کرتے ہم ساتھ آپ کے مگر بہتری کا سو یہ بات ان پر شاق گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وہم کو ہماری طرف منسوب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اس واسطے یہ بات نہیں کہتا کہ تم بدگمانی کرو شیطان انسان کے بدن میں وہاں پہنچتا ہے جہاں خون پہنچتا ہے یعنی خون کی طرح انسان کے بدن میں پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں پھر اپنے گھروں کو چلی گئیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ٹھہر و تمہارے گھر تک تمہارے ساتھ چلتا ہوں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان کو اپنے گھر تک پہنچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے گھروں کے دروازے مسجد کے گرد تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا ترجمہ باب باندھنا صحیح ہے اور یہ حدیث کئی طور سے آئی ہے اور حاصل سب کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بدگمانی کو منسوب نہیں کیا تھا واسطے اس کے کہ تحقیق ہو چکا تھا نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان کا ایمان سچا ہے لیکن خوف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اس بات کا کہ شیطان ان کے دل میں بدگمانی کا وسوسہ ڈالے اس واسطے کہ وہ معصوم نہ تھے پس کبھی پہنچائے ان کو یہ طرف ہلاکت کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے ان کو بتلا دیا کہ وسوسہ کا مادہ جڑ سے اکھڑ جائے اور جو ان کے بعد ہیں ان کو تعلیم ہو جب کہ واقع ہو واسطے ان کے مانند اس معاملہ کے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا تھا ان پر کفر کا اگر گمان کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدی کا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہے یعنی

درحقیقت شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے اور اللہ نے اس کو اس کی قدرت دی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وسوسہ اس کا ہے کہ وہ انسان کو بہت بہکاتا ہے اور گویا کہ وہ اس سے خون کی طرح جدا نہیں ہوتا پس مشترک ہوئیں دونوں بیچ شدت اتصال کے اور نہ جدا ہونے کے اس سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے مشغول ہونا اعتکاف والے کا ساتھ مباح کاموں کے جیسا کہ اپنی ملاقات کرنے والے کے ساتھ جانا اور اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونا ہے اور بات چیت کرنا ساتھ غیر اپنے کے اور یہ کہ مباح ہے اعتکاف کرنے والے کو خلوت کرنی ساتھ بی بی اپنی کے اور یہ کہ جائز ہے عورت کو زیارت کرنی اعتکاف والے کی اور اس میں بیان ہے شفقت آپ ﷺ کا اپنی امت پر اور راہ دکھلانا ہے ان کا طرف اس چیز کی کہ دور کرے ان سے گناہ کو اور اس میں بچنا ہے بدگمانی کے تعرض سے اور محفوظ رہنا ہے مکر شیطان کے سے اور عذر بیان کرنا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ زیادہ موکد ہے بیچ حق علماء کے اور جن کی پیروی کی جائے پس نہیں جائز ہے ان کو یہ کہ کوئی ایسا کام کریں جس سے کہ ان کے حق میں لوگوں کو بدگمانی پیدا ہو اگرچہ ان کو اس سے خلاص ہونے کی جگہ ہو اس واسطے کہ یہ سبب ہے ان کے علم کے ساتھ نفع اٹھانے کے باطل کرنے کا یعنی اس واسطے کہ جب لوگوں کو ان کے حق میں بدگمانی پیدا ہوئی تو پھر کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے گا اور نہ ان کے علم سے فائدہ اٹھائے گا پس ان کے علم کے ساتھ فائدہ اٹھانا باطل ہو جائے گا اسی واسطے بعض علماء نے کہا ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ بیان کرے واسطے محکوم علیہ یعنی مدعا علیہ کے وجہ حکم کی جب کہ خوف کرنے والا ہو واسطے دور کرنے تہمت کے اپنے اوپر سے اور اس میں نسبت کرنا ہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کو طرف ان کی اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے باہر نکلنا رات کو اور یہ کہ جائز ہے سبحان اللہ کہنا وقت تعجب کے اور تحقیق واقع ہوا ہے حدیث میں واسطے تعظیم امر کے اور تحویل اس کی کے اور واسطے حیا کے ذکر اس کے سے جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کے بیچ جائز ہونے تمادی معتکف کے جب کہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے واسطے نکلے اور حاجت سے زیادہ تھوڑا سا زمانہ کھڑا رہے جب تک کہ نہ گھیرے اکثر دن کو اور نہیں دلالت ہے اس میں اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوئی یہ بات کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور مسجد کے درمیان کوئی فاصل زائد تھا اور تحقیق حد مقرر کی ہے بعضوں نے یسیر کے ساتھ آدھے دن کی اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس پر دلالت کرے۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ.

باب ہے بیان میں اعتکاف آپ ﷺ کے اور نکلنے آپ ﷺ کے اعتکاف سے بیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: وارد کی ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور تحقیق گزر چکی ہے کلام اوپر اس کے

عنقریب اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے تاویل کرنی ہے اس چیز کی کہ مالک رحمہ اللہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد اس کی صبح سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے اور جو چیز کہ متصل ہو ساتھ کسی چیز کے پس وہ نسبت کی جاتی ہے طرف اس کی برابر ہے کہ اس سے پہلے ہو یا پیچھے۔ (فتح)

۱۸۹۵۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ هَارُوْنَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ أَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمِ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ إِنِّیْ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّیْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِیْ وِتْرٍ فَإِنِّیْ رَأَيْتُ أَنِّیْ أَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَطِيْنٍ وَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰى فِی السَّمَآءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَآءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الطِّيْنِ وَالْمَآءِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِیْ أَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ.

۱۸۹۵۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا ذکر سنا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو ہم بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے باہر نکلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا بیسویں کی صبح کو سو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو دیکھا تھا اور میں اس کو بھول گیا سو تلاش کرو اس کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس واسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف اعتکاف اپنے کی سو لوگ مسجد کی طرف پھرے یعنی پھر اعتکاف کیا اور ہم اس وقت آسمان پر کہیں بھی بدلی کا ٹکڑا نہیں دیکھتے تھے سو بدلی آئی اور برسی اور نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور مٹی میں سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک اور ماتھے پر مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو خواب میں دیکھا تو قفال نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آپ ﷺ سے کہتا ہے کہ شب قدر فلانی فلانی رات ہے اور اس کی نشانی فلانی فلانی ہے اور اس کے معنے یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے نفس شب قدر کو دیکھا پھر اس کو بھول گئے اس واسطے کہ مثل اس کی بھولتا نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ (فتح)

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ والی عورت کے اعتکاف کا بیان

۱۸۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ.

۱۸۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اعتکاف کیا آپ ﷺ کے ساتھ ایک عورت نے آپ ﷺ کی بیبیوں سے جس کو خون استحاضہ آتا تھا پس تھے دیکھتے سرخی اور زردی کو اور اکثر اوقات ہم نے اس کے تلے طشت رکھا اور وہ نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس عورت سے مراد وہ عورت ہے جن کو آپ ﷺ کے ساتھ تعلق تھا آپ ﷺ کی بیوی مراد نہیں اس واسطے کہ منقول نہیں واقع آپ ﷺ کی بیبیوں سے کسی کو خون استحاضہ آیا ہو اور تحقیق گزر چکا ہے ذکر استحاضہ والی عورت کا آپ ﷺ کے اہل میں اور خلاف بیچ ان کے اور سعید بن منصور نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اعتکاف بیٹھی تھیں اور ان کو استحاضہ آتا تھا پس اس سے استحاضہ والی عورت کی تعیین معلوم ہوئی۔ (فتح)

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِيْ اِعْتِكَافِهٖ

باب ہے اس چیز کا کہ جائز ہے عورت کو ملاقات کرنی اپنے خاوند کی بیچ حالت اعتکاف خاوند کے

۱۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ ح حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ

۱۸۹۷۔ امام زین العابدین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیبیاں تھیں سو وہ چلی گئیں سو آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جلدی نہ کر ٹھہر جا یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ پھروں اور اس کا گھر اسامہ رضی اللہ عنہ کی حویلی میں تھا یعنی جو کہ اس کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آئی سو آپ ﷺ ساتھ نکلے سو آپ ﷺ سے دو مرد انصاری

بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهٗ أَزْوَاجُهٗ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِيْ دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهٗ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُلْقِيَ فِيْ أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا.

ملے تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی پھر چلے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ آؤ کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی ہے انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی جگہ پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد اعتکاف نہ بیٹھا ہو تو اس کی بیوی کو اس کی ملاقات کرنا درست ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابٌ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَّفْسِهٖ

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ دور کرے اپنی جان سے تہمت کو

فائدہ: یعنی ساتھ قول کے اور فعل کے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قول سے دفع کرنا درست ہے پس فعل بھی اس کے ساتھ ملحق ہوگا یعنی اس کو فعل سے بھی دفع کرنا درست ہوگا اور نہیں ہے اس میں اعتکاف والا زیادہ تر سخت نمازی سے یعنی جب نمازی کو فعل سے دفع کرنا درست ہے تو اعتکاف والے کو بھی درست ہوگا۔ (فتح)

١٨٩٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ أَخْبَرَتْهُ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ

١٨٩٨۔ امام زین العابدین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے سو جب وہ پھریں یعنی گھر کو تو آپ ﷺ ان کے ساتھ چلے سو ایک مرد انصاری نے آپ ﷺ کو دیکھا سو جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس کو بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ شیطان انسان کے بدن

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشَى مَعَهَا فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذِهِ صَفِيَّةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلٌ.

میں خون کی طرح پھرتا ہے علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ کیا صفیہ آپ کے پاس رات کو آئی تھیں اس نے کہا کہ نہ تھی اس وقت مگر رات۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ایک مرد انصاری ملا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ دو مرد ملے تھے تو یہ محمول ہے اس پر کہ ایک دوسرے کا تابع تھا ایک کو خطاب مشافہ کے ساتھ خاص کیا سوائے دوسرے کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید زہری کو اس میں شک تھا کہ شاید دو مرد تھے یا ایک مرد تھا سو اس نے ایک بار کہا کہ دو مرد تھے اور ایک بار کہا کہ ایک مرد تھا اور جو کہا کہ نہیں تھی اس وقت مگر رات تو مراد اس سے یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا آنا صفیہ رضی اللہ عنہا کا مگر رات میں اور امکان کی نفی مراد نہیں بلکہ مراد نفی وقوع کی ہے اس واسطے کہ دن کو آنا بھی ممکن ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ
صبح کے وقت اعتکاف سے نکلنے والے کا بیان

فائدہ: ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور پوری کلام اس پر پہلے گزر چکی ہے اور وہ محمول ہے کہ اس نے فقط راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے دنوں کے اعتکاف کا ارادہ نہیں کیا اور جو صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ سورج ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے اعتکاف میں داخل ہو اور طلوع فجر کے بعد اس سے نکلے اور اگر صرف دنوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو طلوع فجر کے ساتھ داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور اگر راتوں اور دنوں کا اکٹھا ارادہ کرے تو سورج ڈوبنے سے پہلے داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور باب کی حدیث میں ہے کہ جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا سوائے دنوں کے اور مہلب نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر کہ نقل کیا انہوں نے اپنے بوجھوں کو اور اس چیز کو کہ محتاج تھی طرف اس کے کھانے پینے کے اور سونے کے اسباب سے اس واسطے کہ نہ حاجت تھی ان کو ساتھ ان کے اس دن میں سو جب شام ہوئی تو ہلکے ہو کر نکلے اسی واسطے کہا کہ ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ نہ کہا کہ ہم نکلے اور باب تحری لیلۃ القدر میں

دوسرے طریق سے گزر چکا ہے کہ جب بیسویں کی شام کرتے اور اکیسویں رات آتی تو پھرتے اور ساتھ اس توجیہ کے تطبیق دی جائے گی درمیان دونوں طریقوں کے اس واسطے کہ قصہ ایک ہے اور حدیث بھی ایک ہے اور وہ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

۱۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ خَالِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ح قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ح قَالَ وَأَظُنُّ أَنَّ ابْنَ أَبِيْ لَبِيْدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلٰى مُعْتَكَفِهٖ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى مُعْتَكَفِهٖ وَهَاجَتِ السَّمَآءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَآءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلٰى أَنْفِهٖ وَأَرْنَبَتِهٖ أَثَرَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ.

۱۸۹۹۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کونقل کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ جس نے اعتکاف کیا تھا تو چاہیے کہ اپنے اعتکاف کی جگہ پھر آئے اس واسطے کہ میں نے خواب میں شب قدر دیکھی تھی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی جگہ میں پھر آئے اور بادل اٹھا تو ہم پر مینہ برسا پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ البتہ اس دن کے اخیر میں بادل اٹھا اور مسجد کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تھی یعنی اس کی بنا محکم نہ تھی کہ مینہ کو روکے اور ٹپکے نہیں پس البتہ تحقیق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک پر پانی اور مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب درمیانے عشرے میں اعتکاف کرے تو بیسویں کی صبح کو باہر آئے اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے نہ دنوں کے اعتکاف کا جیسا کہ پہلے گزرا وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِيْ شَوَّالٍ

شوال کے مہینے میں اعتکاف کرنے کا بیان

۱۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيْهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيْهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰى هٰذَا آلْبِرُّ انْزِعُوْهَا فَلَا أَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ.

۱۹۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اعتکاف کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں خیمہ گاڑا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا پھر زینب رضی اللہ عنہا نے بھی یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا سو جب آپ ﷺ صبح کی نماز سے پھرے تو چار خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ ﷺ کو عورتوں کے خیمے گاڑنے کی خبر دی یعنی آپ ﷺ کی بیبیوں نے یہ خیمے گاڑے ہیں سو فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی ہے ان کو اس کام پر کیا اس کا باعث نیکی ہے دور کرو ان خیموں کو کہ میں ان کو اچھا نہیں جانتا سو خیمے دور کیے گئے تو پھر آپ ﷺ نے رمضان میں اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی باب اعتکاف النساء میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا اور تطبیق ان دونوں کے درمیان میں اس طور سے ہے کہ مراد اخیر دہے سے انتہا اعتکاف آپ ﷺ کا ہے یعنی آپ ﷺ کے اعتکاف کی انتہا اخیر عشرے میں تھی۔ (ق)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ

اعتکاف والے پر روزے کے نہ واجب ہونے کا بیان یعنی اس پر روزہ واجب نہیں

فائدہ: ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب الاعتکاف لیلاً کے۔ (فتح)

۱۹۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

۱۹۰۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ ایک رات کعبے کی مسجد میں اعتکاف

بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً.

کروں گا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات اعتکاف کیا۔

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَّعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ

اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں اعتکاف کی نذر مانے پھر مسلمان ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو پورا کرنا لازم ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں بھی عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا ہے اور ترجمہ باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کتاب النذور میں کہ جب کوئی نذر مانے یا قسم کھائے یہ کہ نہ کلام کرے کسی آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے تو گویا کہ اس نے قسم کو نذر کے ساتھ ملحق کیا ہے واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ معلق کرنے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ نذر اور قسم کفر میں بھی منعقد ہو جاتی ہے یہاں تک کہ واجب ہو جاتا ہے پورا کرنا ان کا اس شخص پر جو مسلمان ہو جائے اور باقی بحث اس کی کتاب النذور میں آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ (فتح)

۱۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَّعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

۱۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں نذر مانی یہ کہ کعبے کی مسجد میں اعتکاف کریں یعنی ایک رات سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر احکام شرع کے ساتھ مکلف ہے اور اس کی نیت عبادت کی معتبر ہے۔ (تیسیر)

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کرنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اعتکاف آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں اگرچہ اس میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ (فتح)

۱۹۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا.

۱۹۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا سال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ہمیشگی کرنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعتکاف پر دلالت کرتی ہے اس پر کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور ابن منذر نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عجب ہے واسطے مسلمانوں کے انہوں نے اعتکاف کو چھوڑ دیا ہے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبھی نہیں چھوڑا جب سے کہ مدینہ میں آئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی اور پہلے گزر چکا ہے قول مالک رحمہ اللہ کا کہ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی کو سلف میں سے کہ اعتکاف کیا مگر ابو بکر بن عبدالرحمن نے اور یہ کہ چھوڑنا ان کا واسطے اس کے اس وجہ سے ہے کہ اس میں شدت ہے اور یہ جو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے سال بیس دن اعتکاف کیا تو بعض کہتے ہیں کہ سبب اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا کہ میری عمر گزر چکی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ نیکی کے عمل بہت کر لیں تا کہ بیان کریں واسطے امت اپنی کے کوشش کرنی عمل میں جبکہ پہنچیں نہایت عمر کو تا کہ ملاقات کریں اللہ سے اوپر بہتر حالات اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہر رمضان میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا سال ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبار دور کیا پس اس واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف بھی دو بار کیا اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سب کا سبب یہ ہو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرے میں اعتکاف نہ کیا بسبب بہت ہونے خیموں کے اور اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا تا کہ ثابت ہو قضا عشرے کی رمضان میں اور سب سے قوی تر یہ سبب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال میں بیس دن اعتکاف اس واسطے کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے سال میں مسافر تھے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو نسائی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال رمضان میں سفر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف نہ بیٹھے سو جب آئندہ سال ہوا تو

آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو ساتھ تعدد سبب کے پس ہوگا ایک بار ساتھ سبب اعتکاف کے واسطے عذر سفر کے اور ایک بار یہ سبب دور کرنے قرآن کے دوبار اور اسپر مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس تحقیق ظاہر ساتھ اطلاق بیس دن کے یہ ہے کہ پے در پے ہوں پس متعین ہوگا واسطے اس کے بیچ کا عشرہ اور یا یہ کہ حمل کیا اس نے مطلق کو اس روایت میں مقید پر جو دوسری روایتوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَّخْرُجَ

اگر کوئی اعتکاف کا ارادہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ اعتکاف سے نکلے تو اس کا کیا حکم ہے

١٩٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَّعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلٰى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهٰذَا مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

١٩٠٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کریں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کے واسطے اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ اس کے واسطے آپ ﷺ سے اجازت چاہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے واسطے اجازت چاہی یعنی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو خیمہ گاڑنے کا حکم کیا سو ان کے واسطے بھی خیمہ گاڑا گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو اپنے خیمے کی طرف پھرتے تھے سو آپ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ عائشہ اور حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے ہیں سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان عورتوں نے اس اعتکاف سے نیکی چاہی ہے میں اعتکاف نہیں کرتا سو آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف کو فسخ کیا سو جب آپ ﷺ نے افطار کیا یعنی عید الفطر کی نماز پڑھی تو شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف جزم کرنے اس بات کی کہ

آپ ﷺ اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے کہ پھر اس سے نکلے ہوں بلکہ چھوڑا اس کو پہلے داخل ہونے کے بیچ اس کے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر سیاق کلام سے برخلاف اس شخص کے جو اس میں مخالف ہے۔(فتح)

بَابُ الْمُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغَسْلِ

باب ہے بیچ بیان معتکف کے اپنا سر دھونے کے واسطے گھر میں داخل کرے

١٩٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ.

١٩٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھیں وہ کنگھی کرتیں آپ ﷺ کو حالت حیض میں اور آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہوتی تھیں آپ ﷺ اپنا سر ان کو دیتے۔

فائدہ: اس حدیث میں سر دھونے کا ذکر نہیں لیکن اس حدیث میں دوسرے طریق میں سر دھونے کا ذکر آ چکا ہے۔ كما مر وفيه مطابقة للترجمة۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْبُيُوْعِ — کتاب ہے بیعوں کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے حلال کیا ہے خرید وفروخت اور حرام کیا سود اور فرمایا کہ مگر اس وقت کہ سودا ہو روبرو کا پھر بدلے کرتے ہو آپس میں۔

فائدہ: بیوع جمع ہے بیع کی اور جمع اس کی باعتبار اختلاف انواع اس کی کے ہے اور بیع کے معنی نقل کرنا مِلک کا ہے طرف غیر کی ساتھ مول کے اور شراء قبول کرنا اس کا ہے اور کبھی معنے اس کے خریدنے کے بھی آتے ہیں اور برعکس اس کے یعنی شراء کے معنے خریدنے کے آتے ہیں اور اجماع ہے سب مسلمانوں کا بیع کے جائز ہونے پر اور حکمت بھی اس کو چاہتی ہے اس واسطے کہ اکثر اوقات آدمی کو حاجت پڑتی ہے اس چیز کی کہ دوسرے آدمی کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا آدمی اس کو کبھی خرچ نہیں کرتا پس بیع کے مشروع ہونے میں وسیلہ ہے طرف پہنچنے غرض کے بغیر حرج کے اور پہلی آیت اصل ہے بیع کے جائز ہونے میں اور علماء کے اس میں کئی قول ہیں سب سے زیادہ ترصحیح یہ قول ہے کہ وہ عام ہے خاص کی گئی ہے اس واسطے بیع کا لفظ عموم کا ہے شامل ہے ہر بیع کو پس تقاضا کرتا ہے اس کو کہ ہر قسم کی بیع جائز ہے لیکن شارع علیہ السلام نے بیع کی اور کئی قسموں کو منع کیا ہے اور ان کو حرام کر دیا ہے پس وہ عام ہے اباحت میں خاص کی گئی ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل اس کی منع پر اور بعض کہتے ہیں کہ عام ہے ارادہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے خاص کا اور بعض کہتے ہیں کہ مجمل ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور تمام یہ اقوال چاہتے ہیں اس کو کہ جو مفرد کہ الف اور لام کے ساتھ محلی ہو وہ عام ہوتا ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ لام فی البیع میں واسطے عہد کے ہے اور یہ آیت کہ نازل ہوئی تھی بعد اس کے کہ شرع نے کئی بیعوں کو حلال کیا اور کئی بیعوں کو حرام کیا پس مراد ساتھ اس آیت کے کہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع کو وہ بیع ہے کہ حلال کیا ہے اس کو شرع نے پہلے سے اور مباحث شافعی وغیرہ کے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ فاسد بیعوں کا نام بھی بیع رکھا جاتا ہے اگرچہ آدمی ان

کے ساتھ حانث نہیں ہوتا واسطے مبنی ہونے قسموں کے عرف پر اور دوسری آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے تجارت کے ان بیعوں میں جو دست بدست ہوں اور نہ جائز ہونے اس کے کے ان بیعوں میں جن میں وعدہ ہو۔ (فتح) اور فخر الاسلام نے کہا کہ بیع شرع میں کہتے ہیں ملکیت بدلنے کو ساتھ مال کے آپس کی رضامندی سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَاْ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾.

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا شاید تمہارا بھلا ہو اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا بھاگ جاتے طرف اس کی اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے اور سودے سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ ہو تجارت کہ تمہاری رضامندی سے ہو۔

فائدہ: پکڑی جاتی ہے پہلی آیت سے مشروعیت بیع کی بطریق عموم کے اس واسطے کہ فضل اللہ کا عام ہے شامل ہے تجارت کو اور تمام انواع کسب کو اور امر مذکور میں اختلاف ہے پس اکثر کا یہ مذہب ہے کہ وہ اباحت کے واسطے ہے اور نکتہ اس کا مخالفت کرنی اہل کتاب کی ہے اس واسطے کہ وہ ان کو ہفتہ کے دن منع ہے پس یہ مسلمانوں پر حرام نہیں اور شارح داؤدی نے کہا کہ وہ امر اباحت پر ہے واسطے اس شخص کے کہ بقدر گزارے کے موافق اس کے پاس روزی ہو اور واسطے اس کے کہ اس کو کمانے کی طاقت نہ ہو اور وہ وجوب پر ہے واسطے اس شخص کے کہ کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تا کہ نہ محتاج ہو طرف سوال کی اور حالانکہ وہ حرام ہے اوپر اس کے باوجود قدرت کے کمانے پر اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس باب کے یہ لفظ ہے کہ ڈھونڈو فضل اللہ کا اور جو ذکر تجارت کا اس میں پس مفرد کیا ہے اس کو ساتھ ترجمہ کے بعد آٹھ بابوں کے اور دوسری آیت میں تقیید ہے مباح تجارت کے ساتھ رضامندی کے اور قول اللہ تعالیٰ کا اموالکم معنے اس کے یہ ہیں کہ مال ہر انسان کا نہ خرچ کرے اس کو بیچ حرام کام کے اور یا اس کے معنے یہ ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور قول اللہ کا کہ الا ان تکون استثنیٰ منقطع ہے اتفاقاً اور اصل کلام یہ ہے کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق لیکن اگر تمہارے درمیان تجارت حاصل ہو اور تم اس کے ساتھ راضی ہو تو یہ ناحق نہیں اور ابو داؤد نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع تو صرف رضامندی سے ہے اور ایک روایت میں ہے

کہ نہ جدا ہوں بائع اور مشتری مگر رضامندی سے۔ (فتح)

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوْا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوْا وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ أَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُحَدِّثُهُ إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَعٰى مَا أَقُوْلُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتّٰى إِذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِيْ فَمَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ.

۱۹۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ البتہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان نہیں کرتے مانند حدیث بیان کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مصروف رہتے ہیں اور میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا سوائے اپنے پیٹ بھرنے کے مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھا سو میں حاضر ہوتا تھا اور لوگ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا اور وہ بھول جاتے تھے اور میرے بھائی انصار اپنے مالوں کے کاموں میں مشغول رہتے تھے یعنی کھیتی وغیرہ میں اور تھا میں مرد مسکین مساکین صفہ میں سے یاد رکھتا تھا میں اور بھول جاتے تھے وہ یعنی بسبب مشغول ہونے کے کاموں میں اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک حدیث کے بیان میں فرمایا کہ البتہ جو پھیلائے رکھے گا اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی بات مکمل کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو یاد رکھے گا جو میں کہتا ہوں یعنی میری حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا تو میں نے اپنی چادر پھیلائی یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کلام تمام کر چکے تو میں نے اپنی اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا۔

فائدہ: صفہ ایک چبوترہ تھا مسجد نبوی کے صحن میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا گھر بار کوئی نہ تھا وہ وہاں رہتے تھے اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع کرنی درست ہے اس واسطے کہ وہ آپ ﷺ کے زمانے میں واقع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس پر اطلاع پائی اور اس کو برقرار رکھا وفیہ المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بھولنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا صرف اسی حدیث کے ساتھ خاص ہے جس کو آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا لیکن باب حفظ العلم میں پہلے واقع ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بعد اس کے کوئی چیز نہیں بھولا اور وہ حدیث عام ہے شامل ہے حدیث نبوی اور غیر اس کے کو لیکن مسلم کی ایک حدیث میں واقع ہوا ہے کہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نہ بھولنا خاص ہے ساتھ حدیث کے یعنی میں حضرت ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۱۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيْ وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتٰى بِأَقِطٍ وَّسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۹۰۷۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے تو آپ ﷺ نے میری اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ہم دونوں کو آپس میں بھائی بنایا تو سعد بن ربیع نے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں سو میں اپنا آدھا مال تجھ کو بانٹ دیتا ہوں اور نظر کر کہ میری دونوں بیویوں سے جس کو تو پسند کرے میں اس کو تیرے لیے طلاق دوں پس جب حلال ہو یعنی اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں کیا یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بازار قینقاع ہے راوی نے کہا سو صبح کو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور کچھ گھی اور پنیر لائے یعنی سودے سے کما کر لوٹے پے در پے تجارت کے واسطے بازار میں جاتے رہے سو کچھ دن گزرے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت کون ہے انہوں نے کہا کہ انصاری عورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کتنا دیا ہے انہوں نے کہا کہ کھجور کی گٹھلی

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

کے برابر سونا یا کہا کہ گٹھلی سونے کی سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا سہی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیع جائز ہے اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو وفیہ المطابقة للترجمة اور پوری شرح اس حدیث کی کتاب النکاح میں آئے گی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔ (فتح)

۱۹۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِيْنَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أُقَاسِمُكَ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَأُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَمَا رَجَعَ حَتّٰى اسْتَفْضَلَ أَقِطًا وَّسَمْنًا فَأَتٰى بِهٖ أَهْلَ مَنْزِلِهٖ فَمَكَثْنَا يَسِيْرًا أَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَجَآءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۱۹۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے سو آپ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور سعد رضی اللہ عنہ مالدار تھے سو انہوں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے تو مجھ کو بازار کی راہ دکھا سو نہ پھرے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بازار سے یہاں تک کہ گھی اور پنیر کو نفع اٹھایا سو اس کو اپنے گھر والوں کے پاس لائے سو ہم کچھ مدت ٹھہرے یا جس قدر اللہ نے چاہا سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا یا اس زردی کا کیا سبب ہے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک عورت انصاری سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا ہے انہوں نے کہا کہ سونے کی گٹھلی یا کہا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا کہ شادی کا کھانا پکا کر کھلا اگرچہ ایک بکری کا سہی۔

فائدہ: اور غرض ان دونوں حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت اور مانند اس کی سے کمانا اولیٰ ہے کمانے سے ساتھ ہبہ اور مانند اس کی کے۔

۱۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۱۹۰۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظٌ وَّمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

اور ذوالمجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو گویا کہ لوگوں نے اس میں گناہ جانا اور حج کے دنوں میں تجارت چھوڑ دی سو یہ آیت گزری کہ نہیں تم پر گناہ یہ کہ ڈھونڈو فضل رب اپنے کا یعنی سوداگری کرو حج کے موسم میں پڑھا ہے لفظ قول اخیر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مواسم الحج کا لفظ قرآن میں داخل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تجارت درست ہے اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت ان بازاروں میں تجارت ہوتی تھی اور پھر اس کے بعد اسلام میں بھی ان کو برقرار رکھا گیا وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْحَلَالِ بَيِّنٌ وَالْحَرَامِ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

باب ہے اس بیان میں کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور حلال اور حرام کے درمیان دو طرفہ ملتی ہوئی شبہ کی چیزیں ہیں

۱۹۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

۱۹۱۰۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشابہ چیزیں ہیں کہ نہیں معلوم کہ وہ حلال ہیں یا حرام سو جو چھوڑے اس چیز کو کہ اس میں اس کو گناہ اور حرام کا شبہ ہو تو وہ ظاہر حرام چیز کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا اور جو دلیری کرے اس چیز پر کہ اس میں گناہ کا شک ہو تو قریب ہے کہ اپنے تئیں ظاہر حرام میں ڈالے گا اور گناہ اللہ کی چراگاہ ہے جو اس چراگاہ کے قریب چرے گا تو قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَھُمَا اُمُوْرٌ مُّشْتَبِھَۃٌ فَمَنْ تَرَکَ مَا شُبِّہَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ کَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَکَ وَمَنِ اجْتَرَاَ عَلٰی مَا یَشُکُّ فِیْہِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَکَ اَنْ یُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِیْ حِمَی اللّٰہِ مَنْ یَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یُّوَاقِعَہٗ.

فائدہ: اس حدیث میں بھی تقسیم احکام کی ہے طرف تین چیزوں کی اور یہ تقسیم صحیح ہے اس واسطے یا تو چیز ایسی ہے کہ نص کی گئی ہے اس کی طلب پر ساتھ وعدے عذاب کے اس کی ترک پر یعنی یا تو وہ ایسی چیز ہوتی ہے کہ اس کی طلب پر نص ہوتی ہے اور اس کے ترک کرنے پر عذاب کا وعدہ ہوتا ہے اور یا اس کی ترک پر نص ہوتی ہے اور اس کے کرنے پر عذاب یا دونوں میں سے کسی چیز پر نص نہیں ہوتی سو پہلی چیز حلال ظاہر ہے اور دوسری حرام ظاہر ہے اور حلال ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں ہوتی یا اس کو ہر کوئی جانتا ہے اور تیسری قسم مشتبہ ہے پس نہیں معلوم ہوتی ہے واسطے مخفی ہونے اس کے کے پس نہیں معلوم ہوتا کہ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے اور جو چیز کہ ایسی ہو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے اس واسطے کہ اگر وہ نفس الامر میں حرام ہے تو اس کے گناہ سے بری ہو اور اگر وہ حلال ہے تو اس کو اس کے ترک پر اجر ملتا ہے ساتھ اس قصہ کے اس واسطے کہ اصل چیزوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اصل حرمت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اور کبھی حرمت اور اباحت دونوں اکٹھے وارد ہوتے ہیں پس اگر ان دونوں میں سے ایک متاخر معلوم ہو تو فبھا نہیں تو تیسری قسم میں داخل ہے اور عنقریب یہ ہے کہ میں شبہ کی تفسیر اس باب کے بعد بیان کروں گا اور مراد یہ ہے کہ وہ بعض لوگوں پر مشتبہ ہیں ساتھ دلیل قول آپ ﷺ کے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے اور اکثر محدثین نے اس حدیث کو کتاب البیوع میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ معاملات میں شبہ بہت واقع ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کو نکاح اور شکار اور ذبائح اور اطعمہ اور اشربہ کے ساتھ بھی تعلق ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے جرح اور تعدیل راویوں کی۔ (فتح)

بَابُ تَفْسِیْرِ الْمُشَبَّھَاتِ — باب ہے شبہ والی چیزوں کے بیان میں

فائدہ: چونکہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ اس کی معرفت کے طریق کو معلوم کرا دیں تا کہ اس سے پرہیز کیا جائے سو پہلے وہ چیز ذکر کی جو اس کو ضبط کریں پھر وہ حدیثیں وارد کیں جن سے پکڑے جاتے ہیں مرتبے اس چیز کے کہ واجب ہے پرہیز کرنی

ان سے پھر اس کے بعد دوسرا وہ باب بیان کیا جس میں بیان ہے اس چیز کا کہ وہ مستحب ہے پرہیز اس سے پھر تیسرا باب وہ بیان کیا کہ اس میں مکروہ چیزوں کا بیان ہے اور اس کی شرح یہ ہے کہ یا تو چیز کی اصل حرمت ہے اور یا اباحت اور یا اس میں شک ہے پس پہلی چیز مانند شکار کی ہے اس واسطے کہ ذبح سے پہلے اس کا کھانا حرام ہے اور جب اس میں شک کرے تو نہ دور ہوگی اس حرمت سے مگر ساتھ یقین کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اور دوسری چیز مانند پاکی کی ہے جبکہ حاصل ہو نہیں دور ہوتی مگر ساتھ یقین حدث کے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے تیسرے باب میں اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ اس کے واسطے بی بی اور غلام ہے اور شک کرتا ہے کہ کیا اس کو طلاق دی ہے یا نہیں اور آزاد کیا ہے یا نہیں پس اس شک کا کچھ اعتبار نہیں اور وہ دونوں اس کے ملک میں ہیں اور تیسری چیز وہ ہے کہ اس کی اصل محقق نہیں اور حرمت اور اباحت کے درمیان متردد ہے پس اولیٰ ترک کرنا اس کا ہے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث کھجور گری پڑی کے دوسرے باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ.

یعنی اور حسان نے کہا کہ میں نے پرہیز گاری سے زیادہ تر آسان کوئی چیز نہیں دیکھی چھوڑ وہ چیز جو شک میں ڈالے تجھ کو یعنی جس چیز کی حلت اور حرمت میں شک ہو اس کو چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اس پر عمل کر۔

فائدہ: اور یہ اصل عظیم ہے بیچ پرہیز گاری کے اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ہے بندہ اس درجے کو کہ ہو پرہیز گاروں سے یہاں تک کہ چھوڑے وہ چیز کہ نہیں ڈر اس کا واسطے خوف سے اس چیز سے کہ اس کا ڈر ہے اور خطابی نے کہا کہ جس چیز میں تجھ کو شک ہو پس پرہیز گاری اس سے بچنا ہے پھر وہ بچنا تین قسم پر ہے واجب اور مستحب اور مکروہ پس واجب بچنا اس چیز سے ہے کہ اس کے کرنے سے حرام چیز کا ارتکاب لازم آئے اور مستحب بچنا اس شخص کے معاملے سے ہے جس کا اکثر مال حرام ہو اور مکروہ بچنا رخصتوں شرعیہ سے ہے بطور حقارت کے۔ (فتح)

۱۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَ تْ فَزَعَمَتْ

۱۹۱۱۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو اور تیری بی بی کو دودھ پلایا ہے تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے یہ حال آپ ﷺ سے ذکر کیا سو آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیرا اور تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ

أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ.

پلایا ہے اور اس کی بی بی ابواہاب کی بیٹی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شبہے کی چیز سے بچنا چاہیے اس واسطے کہ آپ ﷺ کے قول کیف و قد قیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت سے جدا ہونے کا حکم کیا تو اس عورت کے اس کہنے کے سبب سے کیا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پس احتمال تھا کہ یہ بات اس کی صحیح ہو پس حرام کا مرتکب ہوگا پس حکم کیا اس کو ساتھ جدا کرنے عورت کے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ ایک عورت کی شہادت قبول کی اس وجہ سے کہ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۱۹۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ

۱۹۱۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے سو اس کو لے لینا سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی سو کھڑا ہوا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بچھونے والے کا ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس کی ماں ہو خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے یا محرومی ہے میراث اور نسب سے یعنی اس لڑکے کی نسب اس

بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

سے ثابت نہیں ہوتی پھر آپ ﷺ نے اپنی بی بی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تو اس سے پردہ کر بسبب اس کے کہ دیکھی آپ ﷺ نے مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے سو نہ دیکھا اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ باوجودیکہ آپ ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور اس کے باپ کے نطفے سے ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لڑکا عتبہ کے ساتھ مشابہ ہے تو سودہ کو حکم کیا کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے کہ اس حدیث کو اس باب سے کچھ تعلق نہیں اور جواب دیا ہے ابن تین نے ساتھ اس کے کہ مشبہ وہ چیز ہے کہ ایک وجہ سے حلال کے مشابہ ہو اور ایک وجہ سے حرام کے مشابہ ہو اور بیان اس کا اس قصے سے یہ ہے کہ لاحق کرنا اس لڑکے کا ساتھ زمعہ کے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ سودہ رضی اللہ عنہا اس سے پردہ نہ کرے اور مشابہ ہونا اس کا ساتھ عتبہ کے چاہتا ہے اس کو کہ اس سے پردہ کرے اور ابن قصار نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ اس واسطے کرایا تھا کہ خاوند کو جائز ہے یہ کہ اپنے بیوی کو اس کے بھائی وغیرہ قرابتوں سے منع کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ واجب ہوا یہ واسطے سخت ہونے امر حجاب کے بیچ بیبیوں آپ ﷺ کی کے اور اگر اس کی طرح اور کسی کے حق میں اتفاق پڑے تو پردہ واجب نہیں جیسے کہ واقع ہوا ہے واسطے اعرابی کے کہ کہا واسطے اس کے کہ شاید کہ کسی رگ نے اس کو کھینچا ہوگا۔

۱۹۱۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْسِلُ كَلْبِيْ وَاُسَمِّيْ فَاَجِدُ مَعَهٗ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ اُسَمِّ عَلَيْهِ وَلَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ قَالَ لَا تَاْكُلْ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ

۱۹۱۳۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے تیر بے پر کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ اپنی تیزی سے پہنچے یعنی اپنی تیزی سے شکار کو زخمی کر ڈالے تو اس کو کھا اور اگر اس کو اپنی چوڑان سے پہنچے یعنی شکار کو اس طرح لگے کہ اس کو زخمی نہ کرے تو اس کو نہ کھا اس واسطے کہ وہ وقیذ ہے یعنی مردار ہے اس کا کھانا درست نہیں ہے پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں پھر میں اس کے ساتھ شکار پر ایک اور کتا پاتا ہوں کہ میں نے اس پر بسم اللہ نہیں پڑھی اور میں نہیں جانتا کہ دونوں میں سے کس نے اس کو پکڑا ہے

عَلَى الْآخَرِ.

فرمایا کہ نہ کھا تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تو نے دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے پر نہیں پڑھی پس بیان کی واسطے اس کے وجہ منع ہونے کی اور وہ ترک کرنا بسم اللہ کا ہے اور بعض استدلال کرتے ہیں اس سے اوپر ذریعہ کے اور وہ بہت بعید بات ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پرہیز کی جاتی ہے شبہات سے

۱۹۱٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوْطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ مِنْ صَدَقَةٍ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ.

۱۹۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک گری ہوئی کھجور پر سے گزرے سو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا اور کہا ہمام نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی ہے آپ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے بچھونے پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں۔

فائدہ: اس دوسری روایت کے بیان کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ اس میں تعین ہے اس جگہ کی کہ آپ ﷺ نے اس میں کھجور پڑی دیکھی اور وہ آپ ﷺ کا بچھونا تھا اور باوجود اس کے آپ ﷺ نے اس کو نہ کھایا اور یہ نہایت تقوی اور پرہیز گاری ہے اور مہلب نے کہا کہ شاید آپ ﷺ صدقہ کی کھجوریں تقسیم کرتے تھے پھر اپنے گھر کی طرف پھرتے تھے سو صدقہ کی کھجوروں سے آپ ﷺ کے کپڑے کے ساتھ کوئی کھجور لگی رہتی تھی اور آپ ﷺ کے بچھونے پر گر پڑتی تھی نہیں تو کیا فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان گوشت کھانے آپ ﷺ کے اس چیز سے کہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا میں کہتا ہوں کہ نہیں منحصر ہے وجود کسی چیز کا صدقہ کی کھجوروں سے بیچ غیر گھر آپ ﷺ کے تاکہ اس تاویل کی حاجت ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ کھجور اٹھائی گئی طرف اس شخص کی کہ مستحق ہے صدقہ کا آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے اور موخر ہوا سپرد کرنا اس کا واسطے آپ ﷺ کے یا کھجوریں آپ ﷺ کے گھر کی طرف اٹھائی گئیں پس آپ ﷺ نے ان کو تقسیم کیا تو کچھ اس سے باقی رہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ ایک رات نہ سوئے تو کسی نے آپ ﷺ سے کہا کہ کس چیز نے آپ ﷺ کو بیدار کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک کھجور پڑی پائی سو میں نے اس کو کھا لیا پھر یاد کیں میں نے کھجوریں کہ ہمارے پاس صدقہ کی کھجوروں میں تھیں سو میں نہیں

جانتا کہ یہ کھجور صدقے کی کھجوروں میں سے تھی یا میرے گھر والی کھجوروں میں سے پس اس فکر نے مجھ کو بیدار کیا اور یہ محمول ہے تعدد واقع پر اور یہ کہ جبکہ آپ ﷺ کو پڑی کھجور کھانے کا اتفاق ہوا جیسے کہ اس حدیث میں ہے اور اس نے آپ ﷺ کو قلق میں ڈالا تو اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی ایسی چیز دیکھتے تھے کہ جس میں کہ تردد ہو تو اس کو احتیاط کے واسطے ترک کر دیتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے وقت تشریع کے مقام میں ہوں اور ترک کی حالت میں اپنے خاص نفس میں ہوں اور مہلب نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو اس کو تقوی کی وجہ سے چھوڑا تھا اور یہ چھوڑنا واجب نہیں اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ جو چیز کہ آدمی کے گھر میں ہے وہ اس کو مباح ہے یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل اوپر اس کے حرام ہونے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر تھوڑا صدقہ بھی حرام ہے پس بہت صدقہ بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں دیکھتا ہے وسوسوں اور مانند اس کی کو شبہات سے

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے تشدد کرنے سے ورع میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ورع کی کئی قسمیں ہیں ایک ورع صدیقوں کی ہے اور وہ ترک کرنا ہے اس چیز کا کہ نہ کھائے بغیر نیت قوت عبادت کے اور ایک ورع متقیوں کی ہے اور وہ چھوڑنا ہے اس چیز کا کہ اس میں شبہ نہیں ہے لیکن خوف کرتا ہے کہ آخر کو حرام تک کھینچے اور ایک ورع صالحین کی ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ راہ پائے طرف اس کی احتمال تحریم کا بشرطیکہ اس احتمال کا کوئی موقع ہو اور اگر اس کا کوئی موقع نہ ہو تو وہ وسواس والوں کی ورع ہے اور اس کے سوا گواہوں کی ورع ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ گواہی کو ساقط کرے یعنی عام ہے کہ یہ چیز متروک حرام ہو یا نہیں اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس جگہ بیان ورع وسواس والوں کی ہے مانند اس شخص کی کہ شکار کھانے سے باز رہے اس خوف سے کہ یہ شکار کسی آدمی کا ہوگا پھر اس سے چھوٹ گیا اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑے خریدنا اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف اس کی مجہول آدمی سے کہ نہیں جانتا ہے کہ کیا مال اس کا حلال سے ہے یا حرام سے ہے اور نہیں ہے اس جگہ کوئی نشانی کہ دلالت کرے ثانی پر اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑ دے اس چیز کو کہ اس میں حدیث وارد ہوئی ہے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے اور واسطے نہ دلیل پکڑنے ساتھ اس کے اور اس کی اباحت کی دلیل قوی ہو اور اس کی تاویل منع یا بعید ہے پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں دو حدیثیں بیان کیں پہلی حدیث یہ ہے۔

١٩١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

١٩١٥۔ عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہا انہوں نے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کی شکایت ہوئی کہ نماز میں کوئی چیز پاتا ہے یعنی اس

وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَيَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ إِلَّا فِيْمَا وَجَدْتَ الرِّيْحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.

کو شبہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے پیچھے سے نکلی ہے یا نہیں کہ کیا وہ نماز کو توڑ ڈالے فرمایا نہ توڑے نماز کو یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے یعنی جب پیٹ میں گڑگڑاہٹ پائے اور اس سے وضو ٹوٹنے کا شبہ پڑے تو نماز کو نہ توڑے اور کہا ابن ابو حفص نے زہری سے کہ نہیں ہے وضو مگر اس چیز میں کہ پائے بدبو کو یا سنے آواز کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محض شبہ کا کچھ اعتبار نہیں اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ محض وسوسہ ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور دوسری حدیث عام ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور پہلی حدیث خاص ہے واسطے اس کے کہ نماز میں ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اکثر اوقات آدمی سے نماز کی حالت میں ہی ہوا نکلتی ہے بخلاف اور توڑنے والی چیزوں کے کہ وہ نہیں ہجوم کرتی ہیں اس پر مگر نادر اور نہیں مراد ہے حصر کرنا نقض وضو کا ساتھ وجود ہوا کے۔ (فتح)

١٩١٦۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ أَذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ.

١٩١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گروہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے کہ نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اللہ کا نام لینا ذبح کی صحت کے واسطے شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بسم اللہ کہنا نہیں شرط ہے بیچ جائز ہونے کھانے کے ذبیحہ سے وسیاتی تقریرہ وسائر مباحثه في كتاب الذبائح مستوفى انشاء الله تعالى اور یہ حدیث اصل ہے بیچ حسن ظن رکھنے کے ساتھ مسلمان کے اور یہ کہ سب کام اس کے محمول ہیں کمال پر خاص کر اس زمانے کے لوگ کہ ان کے کام تو بطریق اولیٰ کمال پر محمول ہیں (فتح) اور اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ سائلوں کو معلوم تھا کہ ذبیحہ کو بدون بسم اللہ کے حلال نہ جانتے تھے نہیں تو وسوسہ کہ کوئی جگہ نہ تھی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں لانا اس پر ناطق ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی

۱۹۱۷۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾.

۱۹۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک قافلہ شام سے غلہ لایا تو لوگ اس کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ باقی نہ رہے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی۔

فائدہ گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ تجارت اگرچہ ممدوح ہے اس اعتبار سے کہ وہ حلال سببوں سے ہے پس تحقیق مذمت کی جاتی ہے جبکہ مقدم کی جائے اس چیز پر کہ واجب ہے مقدم کرنا اس کا اوپر اس کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں پرواہ کرتا اس کی کہ اس نے مال کو کہاں سے کمایا حلال سے یا حرام سے

فائدہ: یہ باب اشارہ ہے طرف مذمت ترک کرنے کی کوشش کے کسبوں میں۔ (فتح)

۱۹۱۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِّنَ الْحَرَامِ.

۱۹۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا اس چیز کی کہ اس نے لیا اس کو کہ وہ حلال سے ہے یا حرام سے

فائدہ: یعنی بے دینی حاصل ہوگی مال حاصل کرنے میں شدت حرص اور ضعف ایمان کے سبب سے حلال اور حرام میں کچھ تمیز باقی نہ رہے گی خواہ رشوت سے ملے خواہ چوری سے خواہ خرچی خواہ سود خوری خواہ ظلم خواہ دغا بازی سے ملے چنانچہ اس زمانے کا حال ہے کہ مال کو جس طرح سے پاتے ہیں سمیٹ جاتے ہیں موت اور قیامت سے خبر نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کہاں سے مال کو لیا حلال سے یا حرام

سے اور ابن تین نے کہا کہ خبر دی ساتھ اس کے آپ ﷺ نے واسطے ڈرانے کے مال کے فتنے سے اور یہ حدیث نبوت کے دلائل سے ہے واسطے خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ آئندہ حالات کے جو آپ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے اور وجہ مذمت کی برابری کرنی ہے درمیان دونوں امروں کے نہیں تو حلال کا لینا برابر نہیں خواہ کسی جگہ سے کمائے واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَزِّ

باب ہے بیان میں تجارت کے بیچ کپڑے وغیرہ کے

فائدہ: اور لفظ ''بز'' میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک یہ لفظ زاء کے ساتھ ہے لیکن نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ خاص کر اس پر دلالت کرے بلکہ بطریق عام ہونے مباح کسبوں کے اور ابن عساکر نے کہا کہ لفظ ''بر'' کو را کے ساتھ پڑھنا زیادہ تر لائق ہے ساتھ مواخاۃ آئندہ باب کے جو کہ بعد ایک باب کے ہے اور وہ دریا میں تجارت کرنی ہے (فتح) اور را کے ساتھ اس کے معنی یہ ہیں کہ جنگل وغیرہ میں تجارت کرنے کا بیان لیکن حدیث میں جنگل کی تجارت کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے اگرچہ ظاہر بھی ہے اور اس کا مقابلہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ (تیسیر)

وَقَوْلِهٖ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

یعنی اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ اہل تقویٰ کی تفسیر میں واقع ہوئی ہے کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ان کو سوداگری اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو فرض نماز سے (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُوْنَ وَيَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ.

اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے لیکن جبکہ پیش آتا تھا ان کو کوئی حق حقوق اللہ سے تو نہ باز رکھتی تھی ان کو تجارت اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ اس کو اللہ کی طرف ادا کرتے تھے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بازار میں تھے پس نماز کی تکبیر ہوئی سو لوگوں نے اپنی دکانیں بند کیں اور مسجد میں داخل ہوئے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت ان میں اتری اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ لوگ بازار میں خرید و فروخت کرتے تھے اور فرض نماز کو جماعت سے نہ چھوڑتے تھے۔ (فتح)

١٩١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ كُنْتُ أَتَّجِرُ فِي الصَّرْفِ

١٩١٩۔ ابو منہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں صرف نقد بیع کیا کرتا تھا یعنی بیع بقد کی ساتھ نقد کے جیسے بیع روپیہ کی ساتھ روپیہ کے یعنی صرافی کی دکانیں کیا کرتا تھا سو میں نے براء

فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسِيئًا فَلَا يَصْلُحُ.

اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا انہوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو کچھ ڈر نہیں یعنی درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں۔

فائدہ: یہ جو ابو المنہال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے تو اس سے بطور عموم کے ثابت ہوا کہ جنگل میں بھی تجارت کرنی درست ہے' وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾.

تجارت کے واسطے باہر نکلنے کا بیان اور بیان اس آیت کا کہ جب نماز تمام ہو چکے تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ اباحت ہے بعد حرمت کے یعنی اس سے پہلے نماز کے تمام ہونے تک تجارت حرام تھی پھر نماز کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا کہ جائز ہے مانند اس آیت کی کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سوداگری کے واسطے چلنا پھرنا اور سفر کرنا درست ہے اگرچہ دور دراز ہو برخلاف اس شخص کے جو تکبر سے بازار میں نہیں جاتا کما سیاتی انشاء اللہ تعالی (فتح) اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے واسطے باہر نکلنا درست ہے۔ (تیسیر)

۱۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ

۱۹۲۰۔ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی سو ان کو اجازت نہ ہوئی اور شاید کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَكَأَنَّهُ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ أَبُوْ مُوْسٰى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهُ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَأْتِيْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ إِلٰى تِجَارَةٍ.

گھبرائے یا اپنے کام سے فارغ ہوئے پھر کہا کہ کیا میں نے عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی یعنی سنی ہے ان کو اجازت دو کہ اندر آئیں کسی نے کہا کہ وہ پھر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم کس واسطے پھر گئے اور میرے پاس اندر نہ آئے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو یہی حکم تھا کہ بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جائیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اس پر میرے پاس گواہ لاؤ کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جانا درست نہیں سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی طرف چلے اور ان سے یہ معنی پوچھا کہ کیا تم کو اس حدیث کی خبر ہے تاکہ تم میری گواہی دو تو انصار نے کہا کہ نہ گواہی دے گا واسطے تیرے اس معنی پر مگر سب سے زیادہ تر چھوٹا ہمارا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہے یعنی یہ حدیث تو ہمارے درمیان ایسی مشہور ہے کہ اس کو ہمارے لڑکے بھی جانتے ہیں اور انہوں نے بھی اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا پوشیدہ رہی مجھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی چیز باز رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے یعنی تجارت کے واسطے نکلنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پھر جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جب صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ ہم کو اس طرح کا حکم ہوتا تھا تو یہ قول محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی بڑے قدر اور بہت ملازمت والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پوشیدہ رہتی تھی اور وہ اس کو آپ سے کم درجے والے آدمی سے سنتا تھا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک شخص کی حدیث کو قبول نہ کرتے تھے اور یہ دعویٰ ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے چاہا تھا کہ اس کو خوب ثابت کروں اور پورے فائدے اس کے کتاب الاستیذان میں آئندہ آئیں گے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے تجارت کے ساتھ مشغول ہونے کو کھیل کہا تو اس واسطے کہا کہ باز رکھا اس نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طول

صحبت سے یہاں تک کہ سنی ان کے غیر نے آپ ﷺ سے وہ چیز کہ انہوں نے نہ سنی اور نہیں ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ترک کرنا اصل ملازمت کا اور وہ ایک نسبتی امر ہے اور تھی حاجت عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے نکلنے کے طرف بازار کی واسطے کسب تجارت کے اپنے بال بچوں کے لیے اور واسطے بچنے کے لوگوں کے سوال سے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پس تنہا تھے پس اس واسطے ان کی صحبت آپ ﷺ سے اکثر ہوئی اور ملازمت عمر رضی اللہ عنہ کی پوشیدہ نہیں کما سیاتی فی ترجمة اور لہو مطلق اس چیز کو کہتے ہیں کہ باز رکھے برابر ہے کہ حلال ہو یا حرام اور شرع میں لہو فقط اس چیز کو کہتے ہیں کہ حرام ہو۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

دریا میں سوداگری کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونا اور اس کا سفر کرنا درست ہے (فتح)

وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَأْسَ بِهٖ وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا ﴿وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ﴾

یعنی اور مطر نے کہا کہ سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونے کا کچھ ڈر نہیں اور کہا مطر نے کہ نہیں ذکر کیا اس کو اللہ نے قرآن میں مگر ساتھ حق کے یعنی اللہ نے جو تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا قرآن میں ذکر کیا ہے تو اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ حق ہے اور جائز ہے پھر مطر نے یہ آیت پڑھی کہ دیکھے تو دریا میں کشتیاں کہ آواز سے پانی کو پھاڑتی ہیں تا کہ ڈھونڈو تم فضل اللہ کا یعنی اس کا رزق۔

فائدہ: اور مطر نے اس آیت کو اباحت پر اس واسطے محمول کیا ہے کہ وہ چلائی گئی ہے بیچ مقام احسان کے اور اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو دریا میں سوار ہونے کو منع کرتا ہے (فتح)

وَالْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَآءٌ

اور فلک کہ اس آیت میں واقع ہے کشتیوں کو کہتے ہیں اس کا واحد اور جمع برابر ہے یعنی ایک ہی طرح آتا ہے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيْحَ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيْحَ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ.

اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ پھاڑتی ہیں کشتیاں پانی کو ساتھ آواز کے ہوا سے ہوا کو اور نہیں پھاڑتی ہیں کشتیوں سے مگر بڑی کشتیاں۔

فائدہ: اور گویا کہ مجاہد کی مراد یہ ہے کہ پھاڑنا کشتی کا پانی ساتھ آواز کے سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہوا کے واسطے سے ہے اور اس کے قول ولا تمخر الریح الخ کے یہ معنی ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی آواز مگر بڑی کشتیوں سے یا اکثر

اوقات چھوٹی کشتیوں سے حاصل نہیں ہوتی اور ظاہر اور ثواب ہے کہ مجاہد کے قول میں سفن فاعل ہے اور اس کے نون پر پیش پڑھنا چاہیے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے اس واسطے کہ اس میں فعل کو کشتی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۲۱۔ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ خَرَجَ إِلَى الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بِهٰذَا.

۱۹۲۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جو دریا میں سوار تھا سو اس نے اپنی حاجت پوری کی اور تمام حدیث کو بیان کیا۔

فائدہ: یہ پوری حدیث آئندہ کتاب الکفالہ میں آئے گی اور وہاں اس کی شرح بھی بیان ہوگی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے یعنی ہم کو اس کے ساتھ عمل کرنا درست ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کو منسوخ کر ڈالے خاص کر جبکہ اس کو آپ ﷺ نے برقرار رکھ کر ذکر فرمایا اور بیچ ثنا کے اس کے فاعل پر اور جو اس کی مانند ہو اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث کے لانے سے یہ ہو کہ دریا کا سوار ہونا ہمیشہ متعارف اور مالوف ہے قدیم زمانے سے پس حمل کیا جائے گا اصل اباحت پر یہاں تک کہ وارد ہو کوئی دلیل اس کے منع پر یعنی اس کے مانع ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا اور بیان اس آیت کا کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے اور قتادہ نے کہا کہ تھے اصحاب تجارت کرتے لیکن جب پیش آتا ان کو کوئی حق اللہ کے حقوق میں سے تو نہ باز رکھتی ان کو تجارت اور نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ ادا کرتے اس کو طرف اللہ کی۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے غلطی کاتب سے پھر یہاں دوبارہ لکھا گیا۔ (فتح)

۱۹۲۲۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ وَنَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾.

۱۹۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام سے قافلہ آیا اور ہم جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ بھاگ گئے مگر بارہ آدمی پس یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا بکتا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾

یعنی باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے

فائدہ: مجاہد سے پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد کسب سے اس آیت میں تجارت ہے۔ (فتح)

۱۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا.

۱۹۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے گھر سے کسی کو اللہ کی راہ میں کھانا دے بدون لٹائے تو اس کو ثواب دینے کا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا اور اناج رکھنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہے نہ کم کرے گا ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ یعنی تینوں کو پورا ثواب ملے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے مراد اس آیت سے کسب خاوند سے تجارت وغیرہ ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۲٤۔ حَدَّثَنِیْ يَحْيَی بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ

۱۹۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے بدون اجازت اس کی کے تو عورت کو خاوند کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهٖ فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِهٖ.

آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کے مال میں سے اسی وقت خرچ کرنا جائز ہے جبکہ اس نے اس کو اس کی اجازت دی ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر جبکہ خرچ کرے اس چیز سے کہ خاص کیا ہو اس کو خاوند نے ساتھ اس کے جب خرچ کرے اس کو بدون کہے اس کے کے پس تحقیق صادق آتا ہے اس پر ہونا اس کا کمائی خاوند سے پس ثواب دیا جائے گا اوپر اس کے اور ہونا اس کا بغیر اجازت اس کی کے اور احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے اذن دیا ہو لیکن منفی وہ چیز ہے جو بطور تفصیل کے ہو اور ضروری ہے کہ ان دونوں معنوں سے ایک پر حمل کیا جائے نہیں تو پس جس جگہ اس کی اجازت نہ ہوگی نہ بطور اجمال کے اور نہ بطور تفصیل کے تو اس وقت وہ گنہگار ہوگی ثواب دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا تو یہ محمول ہے اس پر جبکہ نہ ہو وہاں کوئی کہ اس کو خیرات کے جاری کرنے پر مدد دے برخلاف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس میں خاوند کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نصف کے معنی یہ ہیں کہ مرد اور عورت کا ثواب جبکہ دونوں جمع ہوں تو ہوگا عورت کے واسطے آدھا اس سے پس واسطے ہر ایک کے پورا ثواب تو گویا کہ وہ دو نصف ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

جس کو خوش لگے کہ میری روزی کشادہ ہو تو چاہیے کہ اپنے قرابتی لوگوں کی خبر گیری کرے

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس سے یہ بات کہ یہ محبت رکھنی جائز ہے کہ میری روزی کشادہ ہو برخلاف اس کے جو اس کو مطلق برا جانتا ہے۔ (فتح)

۱۹۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُبْسَطَ لَهٗ فِي رِزْقِهٖ أَوْ يُنْسَأَ لَهٗ فِي أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.

۱۹۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی زیادہ ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے یعنی اگر محتاج ہے تو ان کے کھانے کپڑے کی خبر لے اور اگر محتاج نہیں تو اور طرح سے سلوک کرتا رہے تحفے دیا کرے محبت سے ملے۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ رزق کشادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور عمر کے زیادہ

ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن میں قوت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ برادری سے سلوک کرنا صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے پس زیادہ ہوتا ہے مال ساتھ اس کے اور پاک ہوتا ہے اس واسطے کہ آدمی کی روزی اپنی ماں کے پیٹ میں لکھی جاتی ہے پس اس واسطے حاجت ہوئی طرف اس تاویل کی اور یا معنی یہ ہیں کہ لکھی جاتی ہے مقید ساتھ شرط کے مانند اس کی کہ کہا جاتا ہے کہ اگر اپنی برادری سے سلوک کرے گا تو اس کو اتنی روزی ملے گی نہیں تو اتنی اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور عجب بات کہی حکیم ترمذی نے پس کہا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ برزخ میں کم رہتا ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ لکھی جاتی ہو واسطے آدمی کے عمر ایک سو برس اور تزکیہ بیس برس پس اگر برادری کی خبر گیری کرے تو تزکیہ بڑھ جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ جو فرشتہ کہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کے پاس جو چیز لکھی ہے وہ غیر اس چیز کے ہو جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے سو جو چیز کہ فرشتے کے پاس لکھی ہے اس میں بدلنا راہ پاتا ہے یعنی وہ کم وبیش ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے وہ کم وبیش نہیں ہوتا اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ معاملات ظاہر پر محمول ہیں اور معلوم باطن پوشیدہ ہے پس یہ ظاہر جس پر کہ فرشتہ واقف ہوا ہے یہی ہے جس میں کہ کمی وبیشی اور محو اور اثبات داخل ہوتی ہے اور حکمت اس میں پہنچانا اس کا ہے طرف مکلف کی تا کہ جانے ثواب جوڑنے کا اور گناہ توڑنے کا اور تفصیل اس مسئلہ کی کتاب القدر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ شِرَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ

خریدنا نبی ﷺ کا اناج کو ساتھ وعدے کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وعدے سے خریدنا بالا جماع جائز ہے میں کہتا ہوں کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے خیال کیا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ آپ ﷺ نے وعدے سے نہیں خریدا اس واسطے کہ وہ قرض ہے سو ارادہ کیا انہوں نے یہ کہ اس خیال کو دفع کرے۔ (فتح)

۱۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَهُودِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِيدٍ.

۱۹۲۶۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک ابراہیم نخعی کے رہن کو بیع میں تو انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بیشک آپ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ساتھ وعدے ایک مدت معلوم کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مول لینا کچھ ساتھ وعدے کے۔ (ق)

۱۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ أَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَّإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَّهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا أَمْسٰى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَّإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ.

۱۹۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور چربی بدبودار لائے اور حالانکہ گروی رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مدینے میں ایک یہودی کے پاس اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو لیے تھے اور بیشک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاع گیہوں کے نے اور نہ ایک صاع کسی اور اناج کی نے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وعدے سے خریدنا درست ہے **وفیه المطابقة للترجمة۔**

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

کمانا مرد کا اور عمل کرنا اس کا اپنے ہاتھ سے

فائدہ: عطف عمل کسب پر عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ کسب عام ہے اس سے کہ ہاتھ سے ہو یا اس کے غیر سے اور علماء کو اختلاف ہے افضل کمائیوں میں کہ سب کمائیوں میں افضل کمائی کون سی ہے اور ماوردی نے کہا کہ اصول کمائیوں کی کھیتی باڑی اور سوداگری اور صنعت ہے اور اشبہ ساتھ مذہب شافعی کے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں کا تجارت ہے اور کہا کہ راجح تر نزدیک میرے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں سے کھیتی ہے اس واسطے کہ وہ اقرب ہے طرف توکل کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی نے ساتھ حدیث مقدام رضی اللہ عنہ کے جو اس باب میں ہے کہ پاکیزہ ترین وہ کسب ہے کہ ہاتھ کے عمل سے ہو پس اگر وہ کھیتی کرنے والا ہو تو سب کسبوں سے زیادہ تر پاکیزہ ہے اس واسطے کہ شامل ہے وہ عمل ہاتھ کو اور اس واسطے کہ اس میں توکل ہے اور اس واسطے کہ اس میں نفع عام ہے واسطے آدمیوں کے اور چارپائیوں کے اور اس واسطے کہ ضروری ہے اس میں عادت میں یہ کہ کھایا جائے اس سے بغیر عوض کے میں کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ تر ہاتھ کا عمل وہ ہے کہ کمایا جائے کافروں کے مالوں سے ساتھ جہاد کے اور یہی کسب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اور وہ سب کسبوں سے افضل ہے اس واسطے کہ اس میں بلند کرنا ہے کلمہ اللہ کا اور اس کے دشمنوں کے کلمہ کو ذلیل کرنا ہے اور اس میں نفع آخرت کا ہے اور جو اپنے ہاتھ سے

کسب کرے تو اس کے حق میں کھیتی کرنی افضل ہے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے اس کو ذکر کیا میں کہتا ہوں کہ وہ مبنی ہے اس پر کہ بحث کی ہے اس نے بیچ اس کے کہ اس میں نفع متعدی ہے یعنی اس سے غیر کو بھی نفع پہنچتا ہے اور نفع متعدی صرف کھیتی میں ہی بند نہیں بلکہ جو کوئی ہاتھ کے کسب سے کمائے اس کا نفع متعدی ہے اور اس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچتا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تیار کرنا ہے اسباب اس چیز کا کہ محتاج ہیں طرف اس کی لوگ اور حق یہ بات ہے کہ اس کے مرتبے مختلف ہیں اور کبھی مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنی کسی حال میں کوئی کسب افضل ہوتا ہے اور کسی کے حق میں کوئی اور یہ اللہ کو معلوم ہے اور ابن منذر نے کہا کہ ہاتھ کا کسب سب عملوں سے اس وقت افضل ہے جبکہ کسب کرنے والا خیر خواہی کرے جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح آچکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی شرط یہ ہے کہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ روزی کسب کے سبب سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے ساتھ اس سبب اور وسیلہ کے اور ہاتھ کے کسب کی فضیلت سے ہے مشغول ہونا ساتھ امر مباح کے اور منہ پھیرنا ہے بے فائدہ کاموں اور کھیل سے اور توڑنا نفس کا ہے ساتھ اس کے اور بچنا ہے ذلت سوال سے اور حاجت سے طرف غیر کی پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حدیثیں بیان کیں ان میں سے پہلے تجارت کے باب میں ہے اور دوسری زراعت کے باب میں ہے اور تیسری جو اس کے مابعد ہے صنعت میں ہے۔ (فتح)

۱۹۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِيْ أَنَّ حِرْفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَئُوْنَةِ أَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِيْ بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ.

۱۹۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو کہا کہ میری قوم یعنی قریش یا مسلمانوں کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ میرے عیال کو خرچ سے عاجز کرے اور کفایت نہ کرے یعنی ان کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے عیال کے خرچ کو کفایت کرتا تھا اور میں مسلمانوں کے کام کے ساتھ مشغول ہوا ہوں سو ابو بکر کے گھر والے اس مال یعنی بیت المال سے کھائیں گے اور وہ مسلمانوں کے واسطے اس میں کام کرے گا یعنی میں جس قدر بیت المال سے کھاؤں گا اس قدر بیت المال کے مال کے ساتھ تجارت کرا کے اس کا نفع اس میں داخل کروں گا اور خیر خواہی میں کوشش کروں گا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ اپنا خرچ اور اپنے عیال کا خرچ اپنے کسب سے کماتے تھے بغیر عاجز ہونے کے یہ تمہید ہے بطور عذر کے اس چیز سے کہ لے اس کو مال مسلمانوں سے جبکہ محتاج ہو طرف اس کی اور ابن

منذر اور ابن سعد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو کہا کہ دیکھو کیا زیادہ ہوا ہے میرے مال میں جب سے کہ میں خلیفہ ہوا ہوں سو بھیج دو اس کو طرف خلیفہ کی کہ میرے بعد ہو سو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہوئے تو ہم نے نظر کی تو ناگہاں ایک غلام تھا جو ان کے لڑکوں کو اٹھایا کرتا تھا اور ایک اونٹ تھا جو ان کے باغ کو پانی پلاتا تھا تو ہم نے ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ محنت میں پڑا ان کے بعد والا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غلام تھا جو مسلمانوں کے لیے تلواریں بنایا کرتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی خدمت کیا کرتا تھا اور جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوا ہوں تو اس میں اشعار ہے واسطے علت کے اور یہ کہ جو امر مذکور کے ساتھ مشغول ہو وہ لائق ہے ساتھ اس کے کہ وہ اور اس کے گھر والے بیت المال سے کھائیں اور صرف کھانے کو ذکر کیا اور کسی حاجت کو ذکر نہیں کیا تو اس واسطے کہ وہ سب حاجتوں سے اہم اور معظم ہے یعنی اس کی سب حاجتوں سے زیادہ تر حاجت ہے اور ابن تین نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے عامل کو یہ کہ پکڑے عرض کو یعنی چاندی سونے کے سوا اور اسباب کو اس مال کو کہ اس میں کام کرے بقدر حاجت اپنی کے جبکہ اس کے اوپر کوئی امام نہ ہو جو کہ اس کے واسطے اجرت معلوم کو معین کرے میں کہتا ہوں کہ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قصے میں یہ ہے کہ جس قدر ابو بکر رضی اللہ عنہ بیت المال سے لیتے تھے وہ مقرر کیا گیا تھا واسطے ان کے ساتھ اتفاق اصحاب رضی اللہ عنہم کے جیسے کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ بظاہر موقوف ہے لیکن وہ ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے ان کو کہ وہ خلافت سے پہلے اپنے اہل کے واسطے کسب کیا کرتے تھے ہوگی مرفوع اس واسطے کہ پھر ہوگی مانند قول صحابی کے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بصرے کی طرف تجارت کو نکلے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں سوداگری میں مشغول رہتے تھے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آتی ہے کہ اصحاب اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور یہی بھید ہے بیچ لانے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کے اس حدیث کو پیچھے حدیث اس کی کے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۱۹۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُوْنُ

۱۹۲۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور اسی حال سے جمعہ کی طرف آتے تھے اور پسینے کے وقت ان کے بدن سے بدبو آتی تھی تو ان کو کہا گیا کہ اگر تم نہاتے تو بہتر ہوتا۔

لَهُمْ أَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسب کرنا افضل ہے۔

١٩٣٠۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

١٩٣٠۔ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا کبھی اپنے ہاتھ سے بہتر کسب سے نہیں کھایا اور البتہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بہتر ہونے کے وہ چیز ہے کہ لازم پکڑتا ہے اس کو کمانا ہاتھ کا لوگوں سے بے پرواہ ہونے سے یعنی آدمی اس میں لوگوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے سوال کی حاجت نہیں پڑتی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں کمایا مرد نے کچھ پاکیزہ تر اپنے ہاتھ کے کسب سے اور ابن منذر کی ایک روایت میں ہے کہ کسی مرد نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کے کسب سے حلال تر نہیں کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کمزور سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی کیا کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور اس حدیث میں فضیلت ہے ہاتھ سے کسب کرنے کی اور مقدم کرنا اس چیز کا کہ مباشر ہو اس کو آدمی ساتھ نفس اپنے کے اس چیز پر کہ مباشر ہو اس کو ساتھ غیر اپنے کے اور صرف داؤد علیہ السلام کو ذکر کے ساتھ اس واسطے خاص کیا کہ اقتصار کرنا ان کا بیچ کھانے کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاجت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ زمین میں خلیفہ تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا بلکہ انہوں نے تو چاہا تھا کہ افضل طریق سے کما کر کھائیں اس واسطے وارد کیا آپ ﷺ نے قصہ ان کا بیچ مقام احتجاج کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ مقدم کیا اس کو کہ بہتر کسب ہاتھ کا کسب ہے اور یہ بعد برقرار رکھنے اس کی بنا پر کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے خاص کر اس وقت جبکہ ہماری شرع میں اس کی مدح وارد ہوئی ہو باوجود عام ہونے اس آیت کے کہ ان کے طریقے کی پیروی کر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب کرنا توکل میں قدح نہیں کرتا یعنی توکل کے مخالف نہیں۔ (فتح)

١٩٣١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ

١٩٣١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک داؤد علیہ السلام نے

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دَاوُدَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

۱۹۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ.

۱۹۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی کے سوال کرنے سے کہ وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۱۹۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ.

۱۹۳۳۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لے یعنی لکڑیوں کا گٹھا لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے۔

فائدہ: یہ پوری حدیث اپنی شرح کے ساتھ کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِيْ عَفَافٍ.

خرید وفروخت میں نرمی کرنے کا بیان یعنی خرید وفروخت کے واسطے لین دین میں نرمی کرے سختی نہ کرے اور نہ جھگڑے، اور جو کسی سے اپنا حق چاہے تو چاہیے کہ پرہیز گاری سے چاہے یعنی اس کو فحش اور ناجائز بات نہ کہے۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس چیز کی کہ جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے اپنا حق مانگے تو چاہیے کہ مانگے بیچ پرہیز گاری کے کہ پوری ہو یا نہ پوری ہو۔ (فتح)

۱۹۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۹۳۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے اس شخص کو کہ نرمی کرتا ہے جبکہ

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى.

بیچتا ہے اور جبکہ خریدتا ہے اور جبکہ تقاضا کرتا ہے یعنی نرمی کے ساتھ اس سے اپنا حق مانگتا ہے اس سے چمٹتا نہیں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نرمی کرنے کے معاملے میں اور استعمال کرنے معانی اخلاق کے اور ترک کرنے جھگڑے کے اور رغبت دلانا ہے اس پر کہ مطالبہ میں لوگوں پر تنگی نہیں کرنی چاہیے۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوْسِرًا

مالدار کو مہلت دینے والے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور اس کے حکم کا اور علماء کو مالدار کی حدیث میں اختلاف ہے سو بعض تو کہتے ہیں کہ مالدار وہ ہے کہ ہو اس کے پاس خرچ اپنا اور خرچ اس شخص کا کہ لازم ہے اس پر نفقہ اس کا اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ مالدار وہ آدمی ہے کہ اس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اس کی قیمت کا سونا اور امام شافعی نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے آدمی مالدار ساتھ ایک درہم کے باوجود قدرت کسب کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ ہزار درہم کے فقیر بسبب ضعف اپنے کے بیچ جان اپنی کے اور بہت ہونے عیال اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مالدار اور تنگدست عرف پر موقوف ہے سو جو اپنے مانند کی نسبت سے مالدار گنا جائے تو وہ مالدار ہے اور برعکس اس کے اور پہلی تعریف واسطے اس آدمی کے ہے جس کو سوال کرنا اور خیرات لینا جائز ہے۔ (فتح)

۱۹۳۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوْا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِيْ أَنْ يُنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ أَبُوْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَتَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ أَبُوْ

۱۹۳۵۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی امت کے ایک مرد کی روح کے پاس فرشتے آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں اپنے خادموں کو حکم کرتا تھا یہ کہ مالدار کو مہلت دیں اور اس سے درگزر کریں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس فرشتوں نے اس سے درگزر کی اور اللہ نے اس کو بہشت میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار سے قبول کرتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا۔

عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ أَنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ فَأَقْبَلُ مِنَ الْمُوْسِرِ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کے پاس فرشتہ آیا کہ اس کی روح کو قبض کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سو کہا گیا کہ دیکھ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سوائے اس کے پھر باقی حدیث بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالدار کو مہلت دینے کی بڑی فضیلت ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا

تنگدست کو مہلت دینے کا بیان یعنی اس کی فضیلت کا بیان

۱۹۳۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۱۹۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا سو جب تنگدست کو دیکھتا تھا تو اپنے خادموں سے کہتا تھا کہ اس سے درگزر کرو شاید کہ اللہ ہمارے عذاب سے درگزر کرے سو اللہ نے اس سے درگزر کی۔

فائدہ: اس حدیث سے اور جو اس سے پہلے باب میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب نیکی محض اللہ کے واسطے ہو تو بہت گناہوں کو دور کر دیتی ہے اگرچہ وہ نیکی تھوڑی ہو اور یہ کہ جو آدمی کہ اس کے ساتھ حکم کرے اس کو بھی ثواب ہوتا ہے اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے نہ دے اور یہ سب بعد مقرر رکھنے اس بات کے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہماری شرع میں مدح کے سیاق میں واقع ہو تو وہ حسن ہے نزدیک ہمارے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

باب ہے اس بیان میں جبکہ بیان کریں بائع اور مشتری عیب مبیع اور ثمن کو اور نہ چھپائیں اس کو اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں تو ان کے واسطے برکت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا یہ ہے کہ مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَا اشْتَرٰى مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدَّآءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ لَا دَآءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ .

اور ذکر کیا جاتا ہے عذاء بن خالد سے کہ آپ ﷺ نے میرے واسطے لکھایا کہ یہ خط خرید نے آپ ﷺ کا ہے عذاء بن خالد سے یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان سے نہ اس میں بیماری ہے اور نہ پلیدی اور نہ گناہ۔

فائدہ: مراد بیماری سے عیب ہے اور مراد ساتھ اس کے عیب باطن کا ہے برابر ہے کہ اس سے کوئی چیز ظاہر ہو یا نہ ہو اور کھانسی کی اور ابن منیر کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ مراد آپ ﷺ کے قول لا داء سے مطلق بیماری کی نفی نہیں بلکہ مراد وہ بیماری ہے کہ بائع خریدار کو اس کی اطلاع نہ دے اور اگر اس کو عیب کی اطلاع دے دے تو پھر گناہ نہیں اور مراد پلیدی سے برے اخلاق ہیں مانند بھاگنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے حرام ہے اور ابن عربی نے کہا کہ داء وہ ہے جو پیدائش میں ہو اور پلیدی وہ جو عادت میں ہو اور غائلہ وہ سکوت کرنا بائع کا ہے اس چیز پر کہ جانتا ہے مکروہ سے بائع میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد غائلہ سے فسق و فجور ہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ غلام اچھا ہے عیب دار نہیں اور اس بیع میں طرفین سے دغا اور فریب نہیں اور یہ اشارہ ہے ساتھ رعایت خیر خواہی اور حقوق اسلام کے اس بیع میں طرفین سے اور اس میں ابتدا کرنا ہے ساتھ اس میں مفعول کے شرطوں میں جبکہ ہو وہ خریدار اور آپ ﷺ نے یہ بات لکھی اور حالانکہ آپ ﷺ پر عہد کا توڑنا جائز نہیں واسطے تعلیم خلق کے پھر یہ عہد لکھنا بطور استحباب کے ہے اس واسطے کہ کبھی اکثر خرید و فروخت بغیر عہد کے ہوتا ہے اور اس میں لکھنا اپنے نام کا ہے اور اپنے باپ کے نام کا جبکہ مشہور ہو ساتھ ایک صفت کے کہ خاص کرے اس کو اور بیع و شراء میں فرق نہیں بلکہ دونوں کا ہی حکم ہے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بائع آپ ﷺ تھے اور مشتری عداء تھا اور ترکیب مقلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْإِبَاقُ وَقِيْلَ لِإِبْرَاهِيْمَ إِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّيْ آرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُوْلُ جَآءَ أَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ جَآءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهٗ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً .

اور قتادہ نے کہا کہ مراد ساتھ غائلہ کے زنا اور چوری اور بھاگنا ہے اور ابراہیم سے کہا گیا کہ بعض بیچنے والے نام رکھتے ہیں طویلہ کا خراسان اور سجستان پس کہتے ہیں کہ یہ جانور خراسان سے کل آیا تھا اور یہ سجستان سے آج آیا ہے تو ابراہیم نے اس کو سخت مکروہ جانا۔

فائدہ: اری کے معنی اصطبل ہیں یعنی طویلہ اور بعض کہتے ہیں کہ چارپایوں کے گھاس کھانے کی جگہ کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اری ایک رسی ہے کہ زمین میں دبائی جاتی ہے اور اس کی ایک طرف ننگی رکھی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ چوپایہ باندھا جائے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بیچنے والے اپنے چوپایوں کے طویلوں کا نام شہروں کے نام سے رکھتے تھے یعنی کہتے تھے کہ یہ طویلہ خراسان کے جانوروں کا ہے یعنی یہ جانور خراسان سے لائے گئے ہیں اور یہ طویلہ سجستان کے جانوروں کا ہے یعنی جو جانور کہ اس طویلے میں ہیں وہ سجستان سے لائے گئے ہیں تا کہ فریب اور دھوکہ دیں خریدار کو ساتھ اس کے اور اس کو وہم ڈالیں کہ وہ جانور خراسان اور سجستان سے لایا گیا ہے تو خریدار اس کی حرص کرے اور گمان کرے کہ وہ عنقریب لایا گیا ہے اور ابراہیم نے جو اس کو برا جانا تو اس کا سبب دغا اور فریب اور دھوکہ ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يَّبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَآءً إِلَّا أَخْبَرَهُ

اور عقبہ نے کہا کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی مرد کے یہ کہ بیچے کسی اسباب کو کہ جانتا ہو کہ اس میں عیب ہے مگر یہ کہ اس کو خبر دار کر دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مبیع میں کوئی عیب ہو تو بائع کو اس کا چھپانا درست نہیں۔

۱۹۳۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

۱۹۳۷۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور خریدنے والا مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوئے یا یوں فرمایا کہ ان کو اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پھر اگر ان دونوں نے سچ بولا اور دونوں نے عیب ظاہر کر دیا یعنی بائع نے عیب اپنی چیز کا اور خریدار نے عیب قیمت کا بتلا دیا تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

فائدہ: سچ بولے یعنی بیچنے والے مول کرنے میں اور خریدار نے قیمت کے پورے دینے میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے اور اگر ایک سے یہ شرط پائی جائے اور دوسرے سے نہ پائی جائے تو کیا سچ کہنے والے کو برکت حاصل ہوتی ہے یا نہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو برکت حاصل ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک کی نحوست دوسرے پر پڑ جائے بایں طور کہ بیع سے برکت دور کی جائے جبکہ ایک سے کذب اور کتمان پایا جائے اگرچہ سچ بولنے والے کو ثواب ہوگا اور جھوٹے کو گناہ ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ دنیا نہیں تمام ہوتا ہے حاصل ہونا اس کا مگر ساتھ نیک

عمل کے اور یہ کہ گناہ کی نحوست دنیا اور آخرت دونوں کی نیکی کو دور کر دیتی ہے اور غرض یہاں اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ برکت دی جاتی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ بَیْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ — ناقص اور عمدہ کھجور ملی ہوئی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: خلط ان کھجوروں کو کہتے ہیں جن میں کئی قسم کی مختلف کھجوریں ملی ہوں اور اکثر اوقات اس کی مانند میں یہ ہے کہ ناکارہ کھجور اکثر ہو عمدہ سے اور فائدہ اس ترجمہ کا دور کرنا وہم اس شخص کا جو وہم کرتا ہے کہ ایسی کھجور کی بیع جائز نہیں واسطے مخلوط ہونے عمدہ اور ناکارہ کھجور کے اس واسطے کہ یہ ملنا بیع میں قدح نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ ظاہر جدا جدا ہے پس یہ عیب نہ گنا جائے گا بخلاف اس کے کہ کھجوروں کو کسی برتن میں ڈال کر رکھے اس طور سے کہ عمدہ کھجور دیکھی جائے اور ناکارہ نظر نہ آئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھجور کو کھجور کے ساتھ کم و بیش بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح درہموں کو بھی بیچنا جائز نہیں اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۱۹۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَکُنَّا نَبِیْعُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَیْنِ بِصَاعٍ وَّلَا دِرْهَمَیْنِ بِدِرْهَمٍ

۱۹۳۸۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو کھجور جمع کی ملتی تھی اور وہ مخلوط کھجور ہے اور ہم دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے دو صاع بدلے ایک صاع کے اور نہ دو درہم بدلے ایک درہم کے۔

فائدہ: اور یہ کھجوریں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے اس چیز سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے ان پر کھجوروں خیبری سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناکارہ کھجور کو عمدہ کے ساتھ برابر بیچنا جائز ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا قِیْلَ فِی اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ — گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

۱۹۳۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ یُکْنٰی أَبَا شُعَیْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهٗ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِیْ طَعَامًا یَکْفِیْ خَمْسَةً فَإِنِّیْ أُرِیْدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَإِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْجُوْعَ فَدَعَاهُمْ

۱۹۳۹۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی سو اس نے اپنے غلام قصاب سے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر جو پانچ آدمی کو کفایت کرے اس واسطے کہ میں چاہتا ہوں کہ بلاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور چار آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہوں اس واسطے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک میں بھوک دیکھی ہے یعنی مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک

فَجَآءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَأْذَنْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَّرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں سو اس نے ان کو بلایا تو ایک مرد ان کے ساتھ اور آیا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ اور آیا ہے اگر تو چاہے تو اس کو اجازت دے یعنی کھانا کھانے کی اور اگر تو چاہے تو یہ پلٹ جائے تو اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت بیچنا جائز ہے اور یہ کسب کرنا درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دور کرتا ہے جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت سے خرید وفروخت میں

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حکیم بن حزام کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں یعنی اس کا ترجمہ باب سے مناسب ہونا ظاہر ہے حاجت بیان کی نہیں۔ (فتح)

١٩٤٠ـ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

١٩٤٠ـ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور خریدار کو اختیار ہے کہ جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں یا یوں فرمایا کہ ان دونوں کہ اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو اس خرید وفروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر دونوں جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو مت کھاؤ سود دوگنا سے دوگنا اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بھلا ہو۔

فائدہ: شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ بیاج کھائیں گے اور جو اس کو نہ کھائے گا اس کو اس کا غبار پہنچے گا یعنی اس کا اثر پہنچے گا کہ اس کا وکیل ہوگا یا گواہ تمسک لکھنے والا یا درمیان پڑے گا یا سود خور کے ساتھ معاملہ کرے گا اور ملے گا مال اس کا ساتھ مال اس کے کے اور روایت کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زید

بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ تھا بیاج جاہلیت میں یہ کہ ہوتا تھا واسطے ایک مرد کے دوسرے پر حق ایک مدت معلوم تک اور جب وعدے کا وقت گزر جاتا تھا تو حق دار قرض دار کو کہتا تھا کہ کیا تو حق ادا کرے گا یا بیاج دے گا پس اگر وہ ادا کرتا تھا تو وہ اس کو لے لیتا تھا نہیں تو وہ بیاج دینا منظور کرتا تھا اور وہ حق دار اس کو مہلت اور زیادہ کر دیتا تھا۔ (فتح)

١٩٤١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِّنْ حَرَامٍ.

١٩٤١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے کس وجہ سے مال کو لیا ہے کیا حلال سے یا حرام سے۔

فائدہ: یہ حدیث عام ہے بیاج کو بھی شامل ہے پس معلوم ہوا کہ بیاج کا لینا بھی درست نہیں۔ وفیه المطابقة للترجمة۔ (ت)

بَابُ آكِلِ الرِّبَا وَشَاهِدِهٖ وَكَاتِبِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

بیاج کھانے والے اور اس کے گواہ اور لکھنے والے کا بیان یعنی ان کے حکم کا بیان اور اصل کلام اس طرح سے ہے کہ باب ہے بیچ گناہ یا مذمت ان لوگوں کے' اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ بیاج کھاتے ہیں نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہو چکا اور اس کا حکم اللہ کے اختیار میں ہے اور جو کوئی پھر کرے پس وہی ہیں دوزخ والے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے کھو دیے کہا کہ یہ حال اس کا اس وقت ہو گا جبکہ قبر سے اٹھایا جائے گا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہ بیاج کھانے والوں کی نشانی ہے کہ اٹھائے جائیں گے قیامت کو اس حال میں کہ ان کے

حواس خبط ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ قبروں سے جلدی نکلیں گے لیکن بیاج کھانے والا بیاج کو اپنے پیٹ میں بڑھاتا ہے پس ارادہ کرے گا جلدی کا پس گر پڑے گا پس ہوگا مانند اس شخص کی کہ اس کے حواس شیطان نے کھو دیے اور طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب ان کو کہا گیا کہ یہ بیاج ہے حلال نہیں تو کہنے لگے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ ہم مول کو بیع کے اول میں زیادہ کریں یا وقت پہنچنے وعدے کے سو اللہ نے ان کو جھٹلایا اور طبری نے کہا کہ اللہ نے صرف بیاج کھانے والے کو ذکر کیا تو یہ اس واسطے کہ جن کے حق میں یہ آیت اتری وہ بیاج کھاتے تھے نہیں تو یہ وعید حاصل ہے واسطے ہر اس شخص کے کہ اس کے ساتھ عمل کرے برابر ہے کہ بیاج کو کھائے یا نہیں۔ (فتح)

١٩٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۱۹۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصحاب پر مسجد میں پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی یعنی حکم فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔

١٩٤٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلٰى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ

۱۹۴۳۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے تو وہ مجھ کو پاک زمین کی طرف لے گئے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے اس میں ایک مرد کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ میں پتھر ہیں سو جو مرد کہ نہر میں ہے سامنے آیا سو جب اس نے چاہا کہ نہر سے نکلے تو کنارے والے مرد نے اس کے منہ پر پتھر مارا تو اس کو ہٹا دیا جہاں کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا تو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو ان دونوں مردوں نے کہا کہ جس کو تم نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے اور بیاج کھاتا ہے۔

بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ الَّذِىْ رَأَيْتَهٗ فِى النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ابن تین نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں گواہ اور لکھنے والے کا ذکر نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ذکر کرنا ان کا بطور الحاق کے ہے ساتھ کھانے والے کے اس واسطے کہ وہ بیاج کھانے والے کو اس کی مدد کرتے ہیں اور یہ وعید اس پر ہے جو بیاج خور کو اس میں موافق ہو لیکن جو کہ اس کو لکھے اور حاضر ہو اس قصے میں اس غرض سے کہ گواہی دے بنا بر اس کے کہ وہ واقعہ میں ہے تا کہ عمل کیا جائے بیچ اس واقعہ کے ساتھ حق کے تو یہ اچھی نیت ہے اور یہ وعید مذکور میں داخل نہیں۔ اس میں تو صرف وہی داخل ہے جو بیاج والے کی مدد کرے گواہی سے یا لکھنے سے پس یہ بجائے اس شخص کے ہوگا جس نے کہا تھا کہ بیع مانند بیاج کی ہے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اخیر سورہ بقرہ کے نزول کو متضمن ہے اور منجملہ اس کے سے ایک یہ آیت ہے کہ اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود اور ایک یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے ایک مدت مقرر اور معین تک تو اس کو لکھو اور ایک یہ آیت ہے کہ شاہد کر لو جب سودا کرو تو حکم کیا اللہ نے ساتھ کتابت اور گواہی کے بیع میں جس کو حلال کیا پس سمجھا یا نہی کو کتابت اور گواہی سے سود میں جس کو حرام کیا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے بیچ حق کاتب اور شاہد کے صریحاً سو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے لکھنے والے کو اور اس کے گواہ کو اور فرمایا کہ وہ گناہ میں سب برابر ہیں اور اصحاب سنن نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے گواہ کو اور اس کے کاتب کو اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بیاج کھانے والا اور بیاج کھلانے والا اور گواہ اور کاتب ملعون ہیں اوپر زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ (فتح)

بَابُ مُوْكِلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا

باب ہے بیچ بیان کھلانے والے بیاج کے یعنی بیاج دینے والا بھی بیاج لینے والے کی طرح ہے اور گناہ میں اس کے برابر ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تم کو یقین ہے پھر اگر تم یہ نہ کرو تو خبر دار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر تم کرتے ہو تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تم پر آخر آیت تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اخیر آیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔

فائدہ: لاتظلمون کے یہ معنی ہیں کہ اپنے اصل مال سے زیادہ نہ ہو اور لاتظلمون کے یہ معنی ہیں کہ تم سے اصل مال نہ روکا جائے یعنی قرض دار ایسا نہ کرے کہ اصل مال بھی قرض خواہ کو نہ دے کہ یہ ظلم ہے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ھذہ سے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وھم لایظلمون تک ہے اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تفسیر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں یعنی مراد ان آیتوں سے یہ آیتیں ہیں جن کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا۔ (فتح)

١٩٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ اشْتَرٰى عَبْدًا حَجَّامًا فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهٰى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُوْمَةِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهٖ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

۱۹۴۴۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام سینگی لگانے والا خریدا سو اس کو حکم کیا اس نے ساتھ توڑنے سینگیوں کے سو توڑی گئیں تو میں نے اپنے باپ کو پوچھا کہ آپ نے اس کی سینگیوں کو کیوں توڑا تو انہوں نے کہا کہ منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مول کتے کے سے اور مول سینگی لگانے کے سے اور منع کیا دوسری عورت کے بدن گودنے اور اس میں نیل بھرنے سے اور بدن گدانے سے اور بیاج کے کھانے اور کھلانے سے اور لعنت کی تصویر بنانے والے پر۔

فائدہ: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے جو سینگیوں کو توڑا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ نہی تحریمی ہے تو ارادہ کیا انہوں نے اکھاڑنے مادہ کا جڑ سے تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ غلام نہی کی اطاعت نہیں کرتا اور یہ کسب نہیں چھوڑتا اسی واسطے انہوں نے سینگیاں توڑ ڈالیں اور باقی فائدہ اس کے آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو

فائدہ: ابن ابی حاتم نے حسن نے روایت کی ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا کہ اللہ اس دن بیاج کو اور بیاج

کھانے والے کو مٹا دے گا اور ان کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اخیر کو اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ بیاج اگرچہ بہت ہو اخیر کو کم ہو جاتا ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ نہیں آتے سودخور پر چالیس برس مگر کہ مٹ جاتا ہے۔ (فتح)

۱۹۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ.

۱۹۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے سبب رواج دینے اسباب کے اور دور کرنے والے ہے واسطے برکت کے یعنی تجارت میں جھوٹی قسم کھانے سے سوداگر کو یہ احتمال ہوتا ہے کہ میری بکری خوب ہوتی ہے حالانکہ جھوٹی قسم سے سوداگری میں گھاٹا پڑتا ہے کہ اللہ اس کی برکت کو دور کرتا ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وہ مانند تفسیر کی ہے واسطے آیت کے اس واسطے کہ ربا زیادت ہے اور محق نقص ہے پس کہا کہ اس طرح جمع ہوگی زیادت اور نقصان آیت میں سو حدیث نے یہ بات واضح کر دی کہ جھوٹی قسم اگرچہ مال کو زیادہ کرتی ہے لیکن وہ برکت کو دور کر دیتی ہے پس اسی طرح یہ آیت ہے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو یعنی مٹاتا ہے برکت کو بیع سے جس میں کہ بیاج ہو اگرچہ اس کی گنتی زیادہ ہو لیکن برکت کا دور ہونا پہنچاتا ہے طرف مٹنے عدد کی دنیا میں یعنی انجام کار میں اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کا اجر مٹ جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ

بیع میں قسم کھانی مکروہ ہے

فائدہ: یعنی مطلق قسم کھانی مکروہ ہے پس اگر قسم جھوٹی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر قسم سچی ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور سنن میں قیس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ سوداگروں کے تحقیق حاضر ہوتا ہے بیع کو بے فائدہ اور قسم یعنی خرید و فروخت میں اکثر بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں اور بہت جھوٹی قسمیں پیش آتی ہیں سو ملاؤ بیع کو ساتھ خیرات کے یعنی اس سے کچھ اللہ کو بھی دیا کرو تا کہ کفارہ ہو اس کا۔ (فتح)

۱۹۴۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَّهُوَ فِي السُّوْقِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطٰى بِهَا مَا لَمْ

۱۹۴۶۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا اسباب کھڑا کیا اور حالانکہ وہ بازار میں تھا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ مجھ کو اس کے بدلے یہ چیز ملتی تھی جو اس کو نہ ملتی تھی یعنی اس نے جھوٹ بولا کہ مجھ کو اس کی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا تا کہ اس میں کسی مرد مسلمان کو ڈالے

يُعْطِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ.

اور فریب دے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو کچھ حصہ نہیں آخرت میں آخر تک۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو سبب کہ حدیث میں مذکور ہے وہ خاص ہے اور ترجمہ عام ہے لیکن عموم مستفاد ہے قول اللہ سے آیت میں ساتھ قسموں اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الصَّوَّاغِ

باب ہے بیچ بیان زرگر یعنی سنار کے

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ فائدہ ترجمہ کا واسطے اس زرگری کے اور جو اس کے بعد ہے تنبیہ ہے اس پر کہ یہ کام آپ ﷺ کے زمانے میں تھا اور نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا باوجودیکہ آپ ﷺ کو معلوم تھا پس ہوگا علم مانند نفس کی اوپر جائز ہونے اس کے کے اور جو اس کے سوا ہے وہ قیاس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مکے کی گھاس نہ کاٹی جائے تو نبی ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے یعنی لوہا اور سونا گلانے میں اور گھروں کے واسطے ہے یعنی ان کے گھروں کے چھتوں کے کام آتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

۱۹۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُّ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۱۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا جو مجھ کو مال غنیمت سے حصے میں ملا تھا اور آپ ﷺ نے مجھ کو غنیمت کے پانچویں حصے سے ایک اونٹ دیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کے پاس داخل ہوں اور ان کو تصریف میں لاؤں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک مرد سنار سے وعدہ کیا یہ کہ میرے ساتھ جائے اور ہم اذخر گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں سے بیچوں اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيْ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرُسِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ ایک یہود کی قوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے معاملہ کرنا سنار سے اگرچہ مسلمان نہ ہو وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح الباری)

۱۹۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوْتِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِيْ مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهٗ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهٗ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا.

۱۹۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد قیامت تک مکہ کسی پر حلال ہو گا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا سو اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر مشہور کرنے والے کو کہ ڈھونڈ کر مالک کو پھر پہنچائے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ ہمارے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنی درست ہے سو عکرمہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار کا ہانکنا کیا ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کو سائے سے ہٹائے اور خود اس کی جگہ اترے۔

فائدہ: اور غرض ترجمہ کی اس سے ذکر زرگری کا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو برقرار رکھنا یعنی چونکہ زرگری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ زرگری درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ
لوہار کا بیان یعنی لوہار کا کام کرنا درست ہے

فائدہ: ابن درید نے کہا کہ اصل میں قین لوہار کو کہتے ہیں پھر عرب میں ہر گلانے والے کو قین کہتے ہیں اور گویا کہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے اس پر کہ ان دونوں کے درمیان مغائرت ہے اور اس باب کی حدیث میں صرف قین کا ذکر ہے یعنی زرگر کا اور گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لوہار کو بھی اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے حکم میں وسیاتی الکلام علی ھذا الحدیث انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

۱۹۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ دَعْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ وَأُبْعَثَ فَسَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾.

۱۹۴۹۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت میں سنار تھا یعنی سنار کا کام کیا کرتا تھا اور عاصم بن وائل پر میرا قرض تھا تو میں قرض کے تقاضے کو اس کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں تجھ کو قرض نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو جاؤ یعنی اسلام کا دین چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تو میں نے کہا کہ نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تو زندہ ہو کر اٹھایا جائے اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مر جاؤں پھر جی کر اٹھایا جاؤں پس عنقریب ہے کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد تو میں تیرا قرض ادا کروں گا تو یہ آیت اتری کہ کیا دیکھا تو نے اس کو جو منکر ہوا ہے ہماری آیتوں سے اور کہا کہ البتہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر جی اٹھنے کے بعد کافر ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مر کر جی اٹھنے کے بعد کافر ہونا ممکن نہیں تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا۔ انتہی

بَابُ ذِكْرِ الْخَيَّاطِ — باب ہے کپڑا سینے والے کے بیان میں

فائدہ: خطابی نے کہا کہ باب کی حدیثوں میں دلالت ہے اوپر جائز ہونے اجارے کے اور سینے میں ایک معنی زائد ہیں اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ سوئی سینے والے کے پاس ہوتی ہے پس جمع ہوگا بیچ اس کے ساتھ کاریگری کے آلہ یعنی سوئی اور قیاس چاہتا ہے کہ صحیح نہ ہو اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا ہے اس واسطے کہ اس میں رفاقت کرنی ہے اور قرار پایا عمل لوگوں کا اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ سینا مروت کے منافی نہیں۔ (فتح)

۱۹۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ

۱۹۵۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا جس کو اس نے تیار کیا

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

تھا یعنی آپ ﷺ کی دعوت کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ اس کھانے کی طرف گیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس روٹی اور شوربہ لایا جس میں کہ کدو اور گوشت خشک پکا تھا سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پیالوں کے کناروں سے کدو تلاش کرتے تھے تو میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درزی کا کسب کرنا درست ہے۔

بَابُ ذِكْرِ النَّسَّاجِ

کپڑا بننے والے کا بیان

۱۹۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيْلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوْكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ اكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ

۱۹۵۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک چادر لائی سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے تو کسی نے ان سے کہا کہ ہاں وہ چادر ہے جو بنی ہوئی ہے اپنے دونوں حاشیوں میں یعنی اس کی دونوں طرفین اس میں بنی ہوئی ہیں اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تا کہ میں وہ آپ کو پہناؤں سو آپ ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ ﷺ کو اس کی حاجت تھی سو آپ ﷺ ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ ﷺ کا تہبند تھا یعنی اس کو بجائے تہبند کے کمر میں باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ چادر آپ مجھ کو پہنا دیں یعنی مجھ کو عنائت فرما دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سو آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے پھر پھرے اور چادر کو لپیٹا پھر اس کو اس شخص کے پاس بھیجا تو قوم نے اس کو کہا کہ تو نے اچھا

وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

نہیں کیا کہ تو نے وہ چادر آپ ﷺ سے مانگی اور تو پہچانتا ہے کہ آپ ﷺ سائل کو پھیرتے نہیں تو اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں سوال کیا میں نے آپ ﷺ سے واسطے کسی حاجت کے مگر یہ کہ مرنے کے بعد میرا کفن ہو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو وہ اس کا کفن ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجنائز میں پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا بننا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ النَّجَّارِ

بڑھئی کا بیان

۱۹۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَتٰى رِجَالٌ إِلٰى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ أَنْ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَآءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهِ.

۱۹۵۲۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ ان سے نبی ﷺ کے منبر کی حقیقت پوچھتے تھے کہ کس چیز سے ہو سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فلانی عورت پیغام بھیجا جس کا سہل رضی اللہ عنہ نے نام لیا تھا یہ کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنا دے کہ میں لوگوں سے کلام کرنے کے وقت اس پر بیٹھا کروں یعنی اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کیا کروں تو اس عورت نے اس کو حکم کیا یہ کہ بنا دے اس کو جنگل کے جھاؤ کے درخت سے سو وہ اس کو بنا کر لایا تو اس عورت نے اس کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تو رکھا گیا تو آپ ﷺ اس پر بیٹھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۵۳۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۹۵۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا میں آپ کے واسطے کوئی چیز بناؤں جس پر آپ بیٹھا کریں اس واسطے کہ میرا غلام بڑھئی کا کام کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِيْ صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.

کہ اگر تو چاہے تو بنا تو اس نے آپ ﷺ کے واسطے منبر بنایا سو جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو تیار ہوا تھا سو چیخ ماری کھجور کے ستون نے جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ پھٹنے لگا تو آپ ﷺ منبر سے اترے اور اس کو بدن سے ملایا سو وہ رونے لگا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ چپ ہوا اور ٹھہرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ رویا تھا اس پر کہ تھا سنتا ذکر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَاءِ الْإِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهٖ

باب ہے بیان میں خرید نے امام کے اپنی حاجتوں کو اپنی ذات سے

فائدہ: یعنی اگر امام اپنی حاجتوں کو خود اپنی ذات اور اپنے ہاتھ سے خریدے بغیر واسطہ دوسرے آدمی کے تو درست ہے اور فائدہ اس باب کا دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو وہم کرتا ہے کہ امام کو خود اپنے لین دین کرنا مروت میں قدح کرتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِّنْ عُمَرَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو اپنے آپ خود لین دین کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَفْسِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اپنے آپ خریدا' عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مشرک بکریوں کا گلہ لایا سو نبی ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی اور آپ ﷺ

فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَّاشْتَرٰى مِنْ جَابِرٍ بَعِيْرًا.

نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خریدا

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام اور شریف کو خود اپنے آپ اپنی حاجتوں کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی خادم وغیرہ ہو جو اس کو کفایت کرے اور اس کو خرید کر دے سکے جبکہ کرے وہ یہ کام بطور تواضع کے اور پیروی کرنے کے ساتھ نبی ﷺ کے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس خادم وغیرہ تھے جو آپ ﷺ کو کفایت کرتے تھے اس چیز سے کہ جس کا آپ ارادہ کرتے تھے لیکن نبی ﷺ اس کو تعلیم اور تشریع کے واسطے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۱۹۵۴۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ.

۱۹۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خریدا نبی ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ساتھ وعدے کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رہن کے شروع میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام کو خود اپنے ہاتھ سے کسی چیز کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی خادم وغیرہ ہو جو اس کو خرید کر دے سکے۔

بَابُ شِرَآءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيْرِ وَإِذَا اشْتَرٰى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَّهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ.

باب ہے بیان میں خریدنے چارپایوں اور گدھوں کے اور جب کوئی چارپایہ یا اونٹ خریدے اور حالانکہ بیچنے والا اس پر سوار ہو تو کیا ہوگا یہ خریدنا قبض واسطے خریدار کے پہلے اس سے کہ اترے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے قبض میں قدر زائد او پر محض تخلیہ کے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے وسیاتی شرحہ عنقریب۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ يَعْنِيْ جَمَلًا صَعْبًا.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال یعنی اس اونٹ کو کہ اپنے اوپر مشکل سے سوار ہونے دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔

۱۹۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۵۵۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ

الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِيْ جَمَلِيْ وَأَعْيَا فَأَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِيْ وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيْعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّيْ بِأُوْقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِيْ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ أَلْآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَّزِنَ لَهُ أُوْقِيَّةً فَوَزَنَ لِيْ بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِيْ فِي الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِيْ جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ

ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے میرے ساتھ دیر کی اور تھک گیا سو آپ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تو جابر ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میرے اونٹ نے مجھ پر دیر کی اور تھک گیا یعنی چل نہیں سکتا سو میں لوگوں سے پیچھے رہا سو نبی ﷺ سواری سے اترے اور اونٹ کو اپنی لاٹھی ماری اور فرمایا کہ سوار ہو سو میں سوار ہوا تو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ میں اس کو نبی ﷺ سے روکتا ہوں کہ آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھ جائے کہ بے ادبی ہوگی پھر فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بلکہ بیوہ سے فرمایا کہ کیا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میری بہنیں ہیں چھوٹی سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع کر دے اور کنگھی کرے اور ان کی محافظت کرے فرمایا خبردار ہو جا کہ البتہ تو اپنے گھر میں آنے والا ہے سو جب تو اپنے گھر میں آئے تو ہوشیاری کرنا ہوشیاری کرنا یعنی جماع اس غرض سے کرنا تاکہ لڑکے حاصل ہوں فقط شہوت رانی منظور نہ رکھنا پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے میں نے کہا کہ ہاں تو آپ ﷺ نے مجھ سے اس اونٹ کو ایک اوقیہ سے خریدا پھر نبی ﷺ مجھ سے پہلے مدینہ میں آئے اور میں پچھلے دن آیا سو میں مسجد میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا سو فرمایا کہ کیا تو اب آیا میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا اونٹ چھوڑ اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ سو میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے نماز پڑھی سو آپ ﷺ نے

مِنهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ.

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ میرے واسطے اوقیہ تولے سو انہوں نے تولہ اور ترازو میں میرے پلڑے کو جھکایا یعنی تولنے میں میرے واسطے زیادہ تولہ تو لہ سو میں چلا یہاں تک کہ میں نے پیٹھ دی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے جابر کو بلاؤ میں نے کہا یعنی اپنے دل میں کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب مجھ کو اونٹ پھیر دیتے ہیں اور میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ تر دشمن نہ تھی سو فرمایا کہ اپنا اونٹ لے اور واسطے تیرے ہے مول اس کا۔

فائدہ: باب کی دونوں حدیثوں میں گدھے کا ذکر نہیں اور گویا کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ اس کا حکم بھی اونٹ کی طرح ہے اس واسطے کہ باب کی دونوں حدیثوں میں تو صرف اونٹ کا ذکر ہے اور نہیں خصوصیت ہے حکم مذکور میں ساتھ ایک چارپائے کے سوائے دوسرے چارپائے کے یعنی سب چارپائیوں کا یہی حکم ہے یہ حکم کسی چارپائے کے ساتھ خاص نہیں وفیہ المطابقة للترجمة اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

بَابُ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ

باب ہے بیچ بیان ان بازاروں کے جو اسلام سے پہلے جاہلیت میں تھے اور لوگوں نے اسلام میں ان میں خرید وفروخت کی۔

فائدہ: یعنی جن جگہوں میں کہ گناہ کیا جائے ان میں عبادت کرنے کا کوئی مانع نہیں اور مسلمان کہ ان میں خرید و فروخت کرتے ہیں تو البتہ اس میں خرید وفروخت بھی کریں گے بلکہ یہی خرید وفروخت نیک نیت کے سبب سے عبادت ہوگی جیسا کہ کفار کا وہاں حاضر ہونا بغیر فسق وفجور کے نہ تھا۔ (ت)

١٩٥٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ تَأَثَّمُوا مِنَ التِّجَارَةِ فِيهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا.

١٩٥٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کرنے سے گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں تم پر گناہ حج کے دنوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح پڑھا ہے یعنی مواسم کا لفظ آیت میں داخل سمجھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ شِرَآءِ الْإِبِلِ الْهِيمِ أَوِ الْأَجْرَبِ الْهَآئِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِي كُلِّ شَيْءٍ

باب ہے بیان میں خریدنے اونٹ بیمار کے اور خارش والے کے اور ہائم مخالف ہے واسطے وسط ہر چیز کے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہائم کی تفسیر کی ہے تو گویا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ہیم جمع ہائم کی ہے اور ہائم ایک بیماری ہے کہ اونٹ کو ہوتی ہے مانند استسقا کی خواہ جس قدر پانی پیے اس کی پیاس دور نہیں ہوتی یہاں تک کہ پانی پیتے پیتے مر جاتا ہے۔ (فتح)

۱۹۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هَا هُنَا رَجُلٌ اسْمُهُ نَوَّاسٌ وَّكَانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاشْتَرٰى تِلْكَ الْإِبِلَ مِنْ شَرِيكٍ لَّهُ فَجَآءَ إِلَيْهِ شَرِيكُهُ فَقَالَ بِعْنَا تِلْكَ الْإِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا قَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَآءَهُ فَقَالَ إِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا وَّلَمْ يَعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا فَقَالَ دَعْهَا رَضِينَا بِقَضَآءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى سَمِعَ سُفْيَانُ عَمْرًا.

۱۹۵۷۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں ایک مرد تھا اس کا نام نواس تھا اور اس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور اس اونٹ کو اس کے شریک سے خریدا پھر نواس کا شریک آیا تو اس نے نواس سے کہا کہ ہم نے وہ اونٹ بیچ ڈالا نواس نے کہا کہ تو نے اس کو کس کے ہاتھ بیچا سو اس نے کہا کہ ایک بوڑھے کے ہاتھ بیچا جس کا ایسا ایسا حلیہ ہے سو اس نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو قسم ہے اللہ کہ وہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے تو نواس ان کے پاس آئے اور کہا کہ میرے شریک نے ایک بیمار اونٹ کو تیرے ہاتھ بیچا ہے اور وہ تجھ کو پہچانتا نہ تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو ہانک لے جا سو جب اس کو ہانکنے لگا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو چھوڑ دے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ راضی ہوئے وہ حکم یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو خطابی نے کہا کہ اس جگہ اس لفظ کے کوئی معنی نہیں مگر یہ کہ ہو ہیام بیماری جس کی شان سے یہ ہے کہ جس کو یہ بیماری ہو جب وہ اونٹوں کے ساتھ چرے تو اونٹوں کو بھی وہ بیماری لگ جائے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس کے معنی ظاہر ہیں یعنی راضی ہوا میں ساتھ اس بیع کے اس عیب پر کہ اس میں ہے اور نہیں تجاوز کرتا میں بائع سے حاکم کو یا میں حاکم کے پاس بائع کی .... نہیں کرتا اختیار کی ہے یہ تاویل ابن تین نے اور جو اس کے تابع ہے اور داؤدی نے کہا کہ معنی اس کے نہی ہیں اعتداء اور ظلم سے اور ابو علی ہجری نے کہا کہ ہیام ایک بیماری ہے اونٹ کی بیماریوں سے پیدا ہوتی ہے گندے پانی سے جبکہ بہت

خراب ہے پائمالی سے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ متوجہ ہوتا ہے اونٹ طرف سورج کی جس طرف کہ پھرے اور ہر وقت کھاتا پیتا رہتا ہے اور اس کا بدن کم ہوتا جاتا ہے مانند گلنے والے کی سو جب اس کا مالک اس کے امر کا ظاہر ہونا چاہے تو اس کے واسطے ظاہر ہو جاتا ہے پس اگر اس کی بو خمیر کی بو کی طرح پائے تو معلوم کرے کہ اس کو ٹھیک یہی بیماری ہے سو جو اس کا پیشاب سونگھے یا اس کی لید تو اس کو وہ بیماری لگ جاتی ہے اور ساتھ اس توجیہ کے ظاہر ہوں گے وہ معنی جو خطابی پر پوشیدہ رہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا صحیح ہونا عطف بخاری کا اجرب کو ہیم پر واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ لگ جانے بیماری کے اور اس کو قوی کرتی ہے یہ بات کہ اس تاویل پر حدیث مرفوع ہو جائے گی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا

فتنے فساد وغیرہ کے وقت ہتھیار بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا منع ہے یا نہیں۔ (فتح)

وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ

اور برا جانا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیچنے اس کے کو فتنے فساد میں

فائدہ: اور گویا کہ مراد ساتھ فتنے کے وہ لڑائیاں ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوں اس واسطے کہ اس وقت اس کے بیچنے میں اس کے خریدار کے واسطے مدد ہے اور یہ اس وقت ہے کہ حال مشتبہ ہو اور جب ثابت ہو جائے کہ ایک طرف باغی ہے تو حق والے طرف کے گروہ کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور ابن بطال نے کہا کہ فتنے فساد کے وقت ہتھیار کا بیچنا اس واسطے برا ہے کہ وہ گناہ پر مدد دیتی ہے اور اسی واسطے مکروہ رکھی ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق نے بیع انگور کی اس کے ہاتھ میں جو اس کو شراب بنائے اور امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وہ بیع فسخ کی جائے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف ثوری کے بیچ اس کے جس جگہ کہا کہ بیچ تو مال حلال اپنا جس سے چاہے۔ (فتح)

١٩٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَاهُ يَعْنِيْ دِرْعًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ

١٩٥٨۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو زرہ دی سو میں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے ایک باغ بنی سلمہ میں خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا تھا۔

فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اور استشکال کیا گیا ہے بیچ مطابق ہونے اس حدیث کے ترجمہ کو اسماعیل نے کہا کہ حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ باب کے موافق ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باب مشتمل ہے اوپر بیچنے ہتھیار کے فتنے وغیرہ میں اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دوسری حدیث کی دوسری خبر کے مطابق ہے اور وہ بیچنا اس کا ہے غیر فتنے میں اور پڑھا میں نے ساتھ خط قطب کے اس کی شرح میں کہ احتمال ہے کہ ہو مرد جبکہ کہا پس راضی کر اس کو اس سے پس ارادہ کیا مرد نے یہ کہ لے زرہ اور اس کی طرف سے اس کا عوض اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیں تو یہ بجائے بیع کے ہے اور یہ تھا بیچ غیر زمانے فتنے کے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس تاویل کا اور حق یہ بات ہے کہ استدلال ساتھ بیع کے بیچ بیچنے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ہے زرہ کو بعد اس کے اس واسطے کہ انہوں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے باغ خریدا اور یہ فتنے کے غیر زمانے میں تھا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے جائز ہونا بیچنا ہتھیاروں کا ہے فتنے میں اس شخص کے ہاتھ میں جس سے ضرر کا خوف نہ ہو اس واسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے زرہ اس وقت بیچی تھی جس وقت مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی قائم تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور گمان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے یہ کہ نہیں بیچا اس نے اس کو اس شخص سے کہ مسلمانوں کی لڑائی پر مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ہتھیاروں کا بیچ وقت لڑائی کے بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ نہ خوف کیا جائے اس سے ضرر کا۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ — یہ باب ہے بیچ عطار کے اور بیچنے مشک کے

فائدہ: باب کی حدیث میں صرف مشک کا ذکر ہے عطار کا ذکر نہیں اور گویا کہ ملحق کیا ہے عطار کو ساتھ مشک کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ اچھی خوشبو کے۔ (فتح)

۱۹۵۹۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيْرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيْهِ أَوْ تَجِدُ رِيْحَهُ وَكِيْرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ

۱۹۵۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک یار کی مثل اور برے یار کی مثل مشک فروش اور لوہار کی بھٹی کی مثل ہے نہ تجاوز کرے گی تجھ سے ایک دو خصلتوں کی مشک والے سے یعنی دو حال سے خالی نہیں یا تو تو اس کو اس سے خریدے گا اور یا اس کی خوشبو پائے گا اور لوہار کی بھٹی دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرا گھر یا کپڑا جلا دے گی یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

فائدہ: اور اس حدیث میں نہی ہے پاس بیٹھنے اس شخص کے سے جس کی صحبت سے دین اور دنیا میں ایذا ہو اور رغبت دلانی ہے بیچ صحبت اس شخص کے جس کے پاس بیٹھنے میں نفع ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا مشک کا اور یہ کہ مشک پاک ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے اس کی مدح کی اور اس کی ترغیب دی پس اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ منقول ہے حسن بصری اور عطا وغیرہ سے پھر یہ اختلاف گزر گیا اور قرار پایا اجماع اس بات پر کہ مشک پاک ہے اور اس میں بیان کرنا ہے مثل کا اور عمل کرنا ہے حکم میں ساتھ اشباہ اور نظیروں کے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ — باب ہے سینگی لگانے والے کے بیان میں

فائدہ: نہیں یہ باب اس بیان میں کہ حجام کا کسب اچھا ہے اس واسطے کہ اس میں ایک حدیث وارد ہو چکی ہے جو اس کو خاص کرتی ہے کہ حجام کا کسب منع ہے اگر چہ حجام کی مزدوری میں ظلم نہیں کیا جاتا یعنی اگر چہ اس کو اس کی مزدوری پوری دینی ضروری ہے پس نہی واسطے سینگی لگانے والے کے ہے نہ واسطے سینگی لگوانے والے کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ سینگی لگوانے والے کو اس کی حاجت پڑتی ہے اور سینگی لگانے والے کو اس کی ضرورت نہیں اس واسطے کہ اس کے سوا اور بہت کسب ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر مراد تصویب سے اس کی تعریف اور اس کا استحباب ہے تو مانند اس کی ہے جیسا کہ اس نے کہا یعنی وہ مستحب نہیں اور اگر اس کی مراد جائز رکھنا ہے تو یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ جائز ہے سینگی لگوانے والے کو لگوانا اس کا واسطے ضرورت کے اور جب سینگی کا لگوانا جائز ہوا تو اس کو لازم ہے کہ کوئی بھی لگانے والا ہو پس نہیں فرق ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے طرف اس کی اس واسطے کہ نہیں لازم آتا رذیل کسب ہونے اس کے سے یہ کہ مشروع نہ ہو پس کساح زیادہ تر بد ہے حجام سے اور اگر سب لوگ اس کے ترک پر اتفاق کریں تو ان کو ضرر کرے اور باقی شرح اس کی کتاب الاجارہ میں آئے گی۔ (فتح)

۱۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِهِ.

۱۹۶۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے نبی ﷺ کو سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے اس کے واسطے ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں۔

فائدہ: خراج اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ مثلاً ہم تین یا چار روپیہ ماہواری تجھ سے

لیا کریں گے خواہ تو اس سے زیادہ کمائے یا کم ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں اور اس کا خراج ہر روز تین صاع تھے سو ان میں سے ایک صاع انہوں نے معاف کر دیا۔

۱۹۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الَّذِيْ حَجَمَهُ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُعْطِهِ.

۱۹۶۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ دیتے۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِيْمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

جو چیز کہ مردوں اور عورتوں کو پہننی مکروہ ہے اس کی تجارت کا بیان

فائدہ: یعنی اس کی تجارت جائز ہے جبکہ ہو اس قبیلے سے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے غیر اس شخص کا جس کو اس کا پہننا مکروہ ہے یعنی جس کو اس کا پہننا مکروہ ہے اگر اس کے سوا کسی اور آدمی کو اس میں فائدہ ہو تو اس کی تجارت درست ہے اور جس چیز میں شرعاً کسی کا نفع نہیں اس کا بیچنا ہرگز درست نہیں اوپر راجح قول علماء کے۔ (فتح)

۱۹۶۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحُلَّةِ حَرِيْرٍ أَوْ سِيَرَآءَ فَرَآهَا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِيْ تَبِيْعَهَا.

۱۹۶۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی حلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حلہ عمر رضی اللہ عنہ پر دیکھا سو فرمایا کہ البتہ میں نے ریشمی حلہ تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا تھا کہ تو اس کو پہنے ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے میں نے تو اس کو تیرے پاس صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے۔

فائدہ: حلہ کے معنی ہیں دو کپڑے یعنی حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں ایک چادر اور ایک تہبند اور وہ دو کپڑے ایک قسم کے ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا پہننا مردوں کو مکروہ ہے اور جائز ہے تجارت کرنی اس کی اگرچہ وہ خاص ہے بیع سے لیکن وہ اس کی چیز ہے جو بیع کو مستلزم ہے اور جس چیز کا پہننا عورتوں کو مکروہ ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے ساتھ قیاس کرنے کے اوپر اس کے اور یا مراد ساتھ کراہت کے باب میں عام ہے اس سے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے پس وہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہو گی وفیہ المطابقة للترجمة اور

ساتھ اس کے معلوم ہوا جواب اسماعیلی کے اعتراض سے کہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی باب کے ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں عورتوں کا ذکر ہے۔ (فتح)

۱۹۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

۱۹۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب نبی ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے تو میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے معلوم کیا کہ آپ ﷺ کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس تکیے کا میں نے کہا کہ میں نے اس کو اس واسطے مول لیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تصویریں بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ نبی ﷺ نے تکیہ کی بیع کو توڑا نہیں اور اس کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گا کہ نبی ﷺ نے اس کے بعد اس پر تکیہ لگایا اور جس کپڑے میں تصویر ہو اس کا استعمال کرنا مردوں اور عورتوں سب کو منع ہے لیکن حق یہ بات ہے کہ یہ فقط مردوں کو منع ہے عورتوں کو منع نہیں اور جس چیز کے منع ہونے میں مرد اور عورت شریک ہوں وہ تکیہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ

اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے

فائدہ: یعنی قیمت کو معین اور مقرر کرنا بائع کا حق ہے ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں اور یہ کہ متولی اسباب کا مالک ہو یا وکیل زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے اس کی خرید کے طالب سے میں کہتا ہوں کہ یہ واجب نہیں اس واسطے کہ آئندہ آئے گا بیچ قصے اونٹ جابر رضی اللہ عنہ کے ابتداء کیا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ (فتح)

۱۹٦٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِي بِحَائِطِكُمْ وَفِيْهِ خِرَبٌ وَّنَخْلٌ.

۱۹٦۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نجار کی اولا د احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر قیمت لو اور اس میں خرابہ اور کھجوریں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث میں حکم ہے واسطے ان کے ساتھ ذکر کرنے مول کے معین یعنی مول کو معین کریں ساتھ اختیار اپنے کے اوپر طریقے قیمت لگانے کے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے واسطے ایک مول معین کریں جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا ہے پھر اس کے بعد جانبین سے رضامندی واقع ہو اور ساتھ اس کے مطابق ہو گی حدیث ترجمہ کو اور ماوری نے کہا کہ معنی ثامنونی کے یہ ہیں کہ میں اس کو مول لیتا ہوں ہبہ سے نہیں لیتا اور نہیں اس میں مگر یہ کہ خریدار مول پہلے کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے تو ترجمہ تو واسطے ذکر مول معین کے ہے یعنی مول کے معین کرنے کا پہلے بائع حق دار ہے اور اپر مطلق ذکر مول کا پس نہیں فرق ہے اس میں ابتداء کرنے میں درمیان بائع اور خریدار کے۔ (فتح)

بَابُ كَمْ يَجُوْزُ الْخِيَارُ

کتنی مدت تک خیار درست ہے

فائدہ: خیار اسم ہے اختیار سے یا تخییر سے اور معنی اس کے دو امروں میں سے اچھا امر طلب کرنا ہے یا جائز رکھنا بیع کا یا فسخ کرنا اس کا اور خیار دو قسم ہے خیار مجلس اور خیار شرط اور بعض نے خیار نقیصہ زیادہ کیا ہے اور وہ شرط میں مندرج ہے اور کلام اس جگہ خیار شرط پر ہے اور یہ بات مقصود ہے واسطے بیان مقدار اس کے کی کہ اس کی مقدار کہاں تک ہے اور باب کی حدیث میں اس کا بیان نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے شاید اس کو عدم تحدید سے لیا ہے یعنی اس سے کہ حدیث میں کسی حد معین کا ذکر نہیں اور حدیث میں ہے کہ یہ اس کو کسی حد کے ساتھ مقید نہ کیا جائے بلکہ سپرد کیا جائے امر کو بیچ اس کے طرف حاجت کی واسطے متفاوت ہونے اسباب کے بیچ اس کے میں کہتا ہوں کہ بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیار تین دن تک ہے اور شاید یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے کہ جس کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے نافع رضی اللہ عنہ سے جس کو ہم آئندہ ذکر

کریں گے اور ساتھ اس کے دلیل پکڑی گئی ہے واسطے حنفیہ اور شافعیہ کے کہ اختیار تین دن تک ہے اور انکار کیا ہے اس سے مالک نے یعنی خیار شرط میں تین دن کی مدت معین کرنی درست نہیں بغیر زیادت کے اگرچہ غالب میں ممکن ہے اختیار بیع اس کے لیکن ہر چیز کے واسطے علیحدہ مدت ہے موافق اس کے کہ اس میں اس کو اختیار دیا جائے پس واسطے جانور اور کپڑے کے مثلاً ایک دن یا دو دن ہیں اور واسطے لونڈی کے ایک جمعہ ہے اور واسطے گھر کے ایک مہینہ ہے اور اوزاعی نے کہا کہ دراز ہوتا ہے اختیار مہینے تک اور اس سے زیادہ موافق حاجت کی طرف اس کی یعنی جس قدر حاجت ہو اس کے موافق اختیار دراز کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ خاص ہے اختیار ساتھ خریدار کے اور دراز کیا جائے واسطے اس کے اختیار دس دن اور زیادہ تک اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تنہا ہوا ہے یعنی اس قول میں اس کے موافق کوئی نہیں اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ وراز ہونے خیار کے عمر وغیرہ سے **وسیاتی منه شئ فی باب الملازمة** اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہو کہ بائع اور مشتری دونوں ایک دوسرے کو کتنا اختیار دیں ایک بار، اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ آئندہ طریق میں تین باب کے بعد زیادتی آئے گی کہ تین بار اختیار کرے لیکن چونکہ یہ زیادت اس کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے باقی رکھنا ترجمہ کو استفہام پر موافق عادت اپنی کے۔ (فتح)

١٩٦٥۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِيْ بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُوْنُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

١٩٦٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والے اور مول لینے والے کو اختیار ہے اپنی بیع میں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوئے ہوں یا ہو بیع ساتھ خیار کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جبکہ خریدتے کسی چیز کو جو ان کو خوش لگتی تو اپنے ساتھی یعنی بیچنے والے سے جدا ہو جاتے تاکہ فسق بیع کا اختیار باقی نہ رہے۔

فائدہ: جب تک کہ جدا ہوں یعنی جب تک کہ بائع اور مشتری اس جگہ بیٹھے رہیں جہاں چیز بکی تھی تو دونوں کو اختیار ہے چاہے بائع اپنی چیز کو نہ بیچے اور یا خریدار مول نہ لے خواہ ایک نے دوسرے کی چیز قبض کر لی یا نہ، اور جبکہ دونوں میں سے کوئی مجلس سے اٹھا اور مجلس بدلی تو اب کسی کو اختیار نہ رہا بیع پوری اور تمام ہو گئی لیکن جس بیع میں شرط کر لی ہو کہ مجھے اختیار ہے چاہوں گا تو رکھوں گا اس چیز کو اور چاہوں گا تو نہ رکھوں گا تو اس بیع میں باوجود جدا ہونے کے بھی اختیار باقی رہتا ہے جب چاہے بیع کو فسخ کر ڈالے اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ حدیث میں جدا ہونے سے مراد جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے کما سیاتی اور اس حدیث سے ثابت ہوا

کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ جب تک کہ دونوں مجلس میں بیٹھے ہوں۔ (فتح)

١٩٦٦۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَزَادَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

١٩٦٦۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہیں جب تک جدا نہ ہوں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ

اگر اختیار کے وقت کو معین نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے؟

فائدہ: یعنی اگر بائع یا مشتری خیار کے واسطے کوئی وقت معین نہ کریں اور اس کو مطلق چھوڑ دیں تو کیا بیع جائز ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خلاف کی جو خیار شرط کی حد میں پہلے گزر چکا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ شرط خیار تین تک ہے اس سے زیادہ نہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خیار شرط کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس سے کم وبیش جائز نہ ہو بلکہ بیع جائز ہے اور شرط لازم ہے اس وقت تک کہ اس کو دونوں شرط کریں اور یہی مختار ہے نزدیک ابن منذر کے پس اگر دونوں یا ایک مطلق خیار شرط کریں یعنی کوئی وقت مقرر نہ کریں تو اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ شرط باطل ہے اور بیع جائز ہے اور ثوری اور شافعی اور اہل رائے کہتے ہیں کہ بیع بھی باطل ہو جاتی ہے اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ جس نے شرط کی ہو اس کو ہمیشہ اختیار ہے اور یہ جو پہلی حدیث میں ہے کہ یا ہو بیع ساتھ خیار کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب بائع اور مشتری دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ جائز رکھ بیع کو یا فسخ کر اس کو پس اگر وہ مثلاً بیع کو جائز رکھے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ دونوں مجلس عقد سے جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور اسحاق اور اور لوگوں کا اور امام احمد نے کہا کہ نہیں تمام ہوتی ہے بیع یہاں تک کہ دونوں مجلس سے جدا ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ احمد اس قول کے ساتھ تنہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر شرط خیار کریں مطلق تو جدا ہونے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے اور پوری بحث اس کی آئندہ آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

١٩٦٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ أَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ.

١٨٦٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں خیار کے ساتھ ہیں جب تک کہ جدا نہ ہوں یا دونوں میں سے ایک اپنے ساتھ سے کہے کہ اختیار کر یا ہو بیع خیار کی۔

بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَّالشَّعْبِيُّ وَطَاؤُسٌ وَّعَطَاءٌ وَّابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ.

باب ہے بیع بیان اس چیز کے کہ بائع اور خریدار مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور شریح اور شعبی اور طاؤس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ یہی قول ہے سعید بن میتب اور زہری اور ابن ابی ذئب اور حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرھم کا اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے اور کہا کہ میں نہیں جانتا تابعین سے ان کا کوئی مخالف ہو مگر صرف نخعی اور یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے تو یہ ظاہر ہے ان کے فعل سے جو باب سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ کہ جب وہ کسی چیز کو خریدتے تھے جو ان کو خوش لگتی تھی تو اپنے ساتھ سے جدا ہو جاتے تھے اور ترمذی میں ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تاکہ بیع ان کے واسطے واجب ہو اور مسلم میں ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے خرید و فروخت کرتے تھے اور چاہتے تھے یہ کہ نہ توڑیں اس کو تو اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے اور تھوڑی دور چلتے تھے اور پھر پھر آتے تھے اور سعید بن منصور نے عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک اونٹ خریدا سو اس کا مول نکال کر اس کے آگے رکھا پھر اختیار دیا اس کو درمیان اونٹ اس کے کے اور درمیان مول کے۔ (فتح)

١٩٦٨۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِيْ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

١٩٦٨۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹ جاتی ہے۔

فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا
وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب تک کہ نہ جدا ہوں تو اسی کے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کہ اس کا ساتھی اس سے جدا نہ ہو اور اگر اس سے جدا ہو جائے تو اس کو اختیار باقی نہیں رہتا اور جو لوگ کہ قائل ہیں اس کے کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے تو جدا ہونے مذکور کی کوئی حد ہے کہ اس کی طرف منتہی ہو مشہور راجح مذہب اس میں علماء کا اس میں یہ ہے کہ یہ عرف پر موقوف ہے جس کو رواج میں تفرق کہا جائے وہ تفرق ہے نہیں تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ سچ بولیں یعنی سچ کہے بائع سچ خبر دینے مشتری کے مثلاً اور عیب کو بیان کرے اگر اسباب میں ہو اور سچ کہے مشتری بیچ قدر مول کے مثلاً اور بیان کرے عیب کو اگر ہو مول میں اور احتمال ہے کہ صدق اور بیان کے ایک معنی ہوں اور یہ جو کہا کہ اس کی برکت مٹ جاتی ہے تو احتمال ہے کہ یہ ظاہر پر محمول ہو اور یہ کہ عیب چھپانے کی نحوست عقد میں واقع ہوتی ہے تو اس کی برکت مٹائی جاتی ہے اگرچہ سچا ماجور ہے اور جھوٹا گنہگار ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہوا ہے اس سے عیب چھپانا سوائے دوسرے کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابوحمزہ نے اور اس حدیث میں فضیلت صدق کی ہے اور ترغیب دلانا ہے اوپر اس کے اور مذمت ہے جھوٹ کی اور رغبت دلانی ہے اوپر منع ہونے اس کے کے اور یہ کہ وہ سبب ہے واسطے دور ہونے برکت کے اور یہ کہ عمل آخرت کا حاصل کرتا ہے بھلائی دنیا اور آخرت کی کو۔ (فتح)

١٩٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ

١٩٦٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا ہر ایک دونوں سے مختار ہیں اپنے ساتھی پر جب تک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔

فائدہ: یعنی اس میں مجلس سے جدا ہونے اور اٹھ کھڑے ہونے کی حاجت نہیں بلکہ اس میں جدا ہونے سے پہلے ہی بیع تمام ہو جاتی ہے اور پہلے باب میں نافع رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ فرمایا کہ جب تک کہ جدا نہ ہوں یا کہے ایک ان کا اپنے ساتھی سے کہ اختیار کر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ بیع کا لازم ہونا ان دونوں امروں میں بند ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر ثابت ہونے خیار مجلس کے یعنی جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے جدا نہ ہوں تب تک فسق بیع کا اختیار باقی رہتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو تفرق بالابدان پر محمول کیا ہے اور اسی طرح ابو

برزہ اسلمی نے اور اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور ابراہیم نخعی نے خلاف کیا ہے اور کہا کہ بیع جائز ہے اگرچہ نہ جدا ہوں اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ جب ایجاب و قبول ہو جائے تو پھر اختیار باقی نہیں رہتا اور یہی قول ہے مالکیہ اور کل حنفیہ کا مگر ابن حبیب کا ابن حزم نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے ان کے کوئی پیشوا مگر ابراہیم اکیلا اور وہ باب کی دونوں حدیثوں کے جواب میں کئی فرقے ہوئے ہیں سو ان میں سے بعض تو کہتے ہیں کہ یہ حدیث رد ہے واسطے ہونے اس کے کے معارض واسطے اس چیز کے کہ وہ قوی تر ہے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ صحیح ہے لیکن وہ ماوّل ہے اپنے غیر ظاہر پر سو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں اور خیار بعد لازم ہونے عقد کے شرط کو فاسد کر دیتا ہے اور ساتھ حدیث قسم کھانے کے وقت اختلاف بائع اور مشتری کے اس واسطے کہ اس میں حاجت قسم کی پڑتی ہے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ عقد بیع لازم ہو اور اگر خیار ثابت ہوتا تو البتہ ہوتا کافی بیچ دور کرنے عقد کے یعنی اور اس میں قسم کھانے کی حاجت نہ پڑتی اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور گواہ کرنا اگر جدا ہونے کے بعد واقع ہو تو امر کے مطابق نہ ہوگا اور اگر جدا ہونے سے پہلے واقع ہو تو اپنی جگہ میں واقع نہ ہوگا اور جواب ان سب کا یہ ہے کہ ان میں سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ممکن ہو تب تک ترجیح کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا اور جمع اس جگہ ممکن ہے درمیان ادلہ مذکورہ کے بغیر تکلف کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مالک کی روایت سے ہے اور اس نے اس کے برخلاف عمل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معارض ہے اس کی وہ چیز جو اس سے قوی تر ہے اور راوی جب اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مروی اس کے نزدیک ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ مالک اس کے ساتھ تنہا نہیں بلکہ اس کے غیر نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے اور وہ گنتی میں بہت ہیں باعتبار روایت کے اور عمل کے اور تحقیق خاص کیا ہے محققین اہل اصول نے خلاف مشہور کو بیچ اس کے جب کہ عمل کرے راوی برخلاف مروی اپنے کے ساتھ اصحاب کے یعنی یہ قاعدہ اس وقت ہے جبکہ خود صحابی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے سوائے ان کے جو ان کے پیچھے ہیں یعنی اگر صحابی سے نیچے کا کوئی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کے قاعدے سے ایک بات یہ ہے کہ راوی اعلم ہے یعنی زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ مراد مروی اپنے کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں اور جب وہ کچھ خرید و فروخت کرتے تھے تو اپنے بدن سے جدا ہوتے تھے سو ان کی پیروی کرنے والے اولیٰ ہیں غیر ان کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ معارض ہے ساتھ عمل اہل مدینہ کے اور ابن تین نے راشب مالکی سے نقل کیا ہے کہ وہ اہل مکہ کے بھی مخالف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طور کہ قائل ہے ساتھ اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر سعید بن مسیب پھر زہری پھر ابن ابی ذئب جیسا کہ پہلے گزرا اور یہ لوگ اکابر علمائے اہل مدینہ

میں سے ہیں اپنے زمانوں میں اور نہیں محفوظ ہے کسی عالم مدینہ کے سے قول ساتھ خلاف اس کے کے یعنی مدینہ کے
علماء میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں سوائے ربیعہ کے اور اہل مکہ پس نہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی اس کے
مخالف ہو اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے قول ساتھ اس کے عطا اور طاؤس وغیرہ اہل مکہ سے اور تحقیق سخت انکار کیا
ہے ابن عبدالبر اور ابن عربی نے اس شخص پر جو مالکیہ پر گمان کرتا ہے کہ بے شک مالک نے ترک کیا ہے عمل کو ساتھ
اس کے اس واسطے کہ عمل اہل مدینہ کا اس کے برخلاف ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مالک نے تو اس واسطے اس پر عمل
نہیں کیا کہ جدا ہونے کا وقت معلوم نہیں پس مشابہ ہوا بیعوں غرر کو مانند بیع ملامست کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ
اس کے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خیار شرط کے قائل ہیں اور نہیں معین کرتے اس کو ساتھ وقت معین کے اور جو انہوں نے غرر
کا دعویٰ کیا ہے اس میں بھی موجود ہے اور ساتھ اس کے کہ غرر خیار مجلس میں معدوم ہے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں
میں سے قادر ہے اس پر کہ خواہ بیع کو جائز رکھے یا توڑ ڈالے ساتھ قول کے یا فعل کے پس نہیں غرر ہے بیچ اس کے
اور ایک گروہ نے کہا کہ خیار مجلس کی حدیث خبر واحد ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے مگر اس چیز میں کہ اس
کے ساتھ بلویٰ عام ہو اور رد کیا گیا ہے یہ اعتراض ساتھ اس کے کہ یہ خبر مشہور ہے پس عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے
جیسا کہ دعویٰ کیا ہے انہوں نے اس کے نذیر کو بیچ خبر قہقہہ کرنے کے درمیان نماز کے اور واجب کرنے وتر کے اور
دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس جلی کے بیچ لاحق کرنے اس چیز کے کہ تفرق سے پہلے ہے ساتھ
مابعد تفرق کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قیاس باوجود نص کے فاسد الاعتبار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
تفرق بالابدان محمول ہے استحباب پر یعنی یہ مستحب ہے واسطے اچھا کرنے معاملے کے ساتھ مسلمان کے نہ وجوب پر
اور بعض کہتے ہیں کہ وہ احتیاط پر محمول ہے واسطے نکلنے کے اختلاف سے اور یہ دونوں تاویلیں ظاہر کے برخلاف ہیں
اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے جیسا کہ عقد نکاح اور اجارہ اور عتق
میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس مع الفارق ہے اس واسطے کہ بیع میں نقل کیا جاتا ہے رقبہ مبیع کا
اور منافع اس کا بخلاف اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ابن حزم نے کہا کہ برابر ہے کہ ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ
کلام کے ہے یا ساتھ بدن کے پس تحقیق خیار مجلس کا ساتھ اس حدیث کے ثابت ہے جب ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا
ساتھ بدنوں کے ہے تو اس وقت تو یہ بات واضح ہے اور اگر ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے تو بھی ظاہر
ہے اس واسطے کہ بائع اور مشتری میں سے ایک کا کہنا میں نے اس کو تیرے ہاتھ مثلاً دس درہم سے بیچا اور دوسرے کا
کہنا کہ ساتھ بیس درہم کے مثلاً جدا ہونا کلام میں ہے بغیر شک کے بخلاف اس کے کہ اگر کہے کہ خریدا میں نے اس
کو ساتھ دس کے پس تحقیق وہ دونوں آپس میں موافق ہیں پس بے شک ہوگا ثابت ہونا خیار کا واسطے ان کے جبکہ متفق
ہوں نہ جبکہ جدا ہوں اور یہی مدعیٰ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد متبایعین سے مول ٹھہرانے والے ہیں یعنی جو ابھی

صرف مول ٹھہراتے ہیں یعنی لین دین نہیں کیا نہ حقیقی بائع اور مشتری کہ وہ مبیع اور مول کے لین دین اور قبض کرنے کے بعد متحقق ہوتے ہیں اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اور حمل کرنا اوپر حقیقت کے اور جو اس سے نزدیک ہو اولیٰ ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں میں جن میں مجاز کا استعمال آیا ہے اور کہا کہ جو منکر ہو استعمال کرنے سے لفظ بائع کو مول ٹھہرانے والے ہیں پس تحقیق وہ غافل ہوا فراخ ہونے استعمال لغت کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا استعمال مجاز سے بیچ ایک جگہ کے مستعمل ہونا اس کا ہر جگہ میں پس اصل اطلاق سے حقیقت ہے یہاں تک کہ اس کے برخلاف کوئی دلیل قائم ہو اور نیز کہتے ہیں کہ وقت جدا ہونے کا حدیث میں وہ درمیان قول بائع کے ہے کہ بیچا میں نے اس کو تجھ سے ساتھ اتنی قیمت کے اور درمیان قول مشتری کے کہ میں نے اس کو خریدا کہتے ہیں کہ پس مشتری کو اختیار ہے بیچ قول اس کے کہ میں نے خریدا یا ترک اس کی کے اور بائع ساتھ خیار کے ہے یہاں تک کہ واجب کرے مشتری یعنی کہے کہ میں نے خریدا اور اسی طرح حکایت کیا ہے طحاوی نے عیسیٰ بن عبان سے ان میں سے اور حکایت کیا ہے ابن خویز منداد نے امام مالک رحمہ اللہ سے اور عیسیٰ بن ابان نے کہا کہ فائدہ اس کا ظاہر ہوگا بیچ اس چیز کے کہ جدا ہوں پہلے قبول کے کہا قبول متعذر ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کہ نام رکھنا ان دونوں کا متبایعین پہلے تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نام رکھنا ان کا متبایعین بعد تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اس واسطے کہ اسم فاعل حال میں حقیقت ہے اور اس کے سوا اور معنے میں مجاز ہے پس اگر ہوتا خیار بعد تمام ہونے بیع کے تو البتہ ہوتا واسطے غیر بائع اور مشتری کے اور حدیث اس کو رد کرتی ہے پس متعین ہوگا حمل کرنا تفرق کا کلام پر اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جب حقیقت پر حمل کرنا مشکل ہو تو متعین ہوتا ہے مجاز اور جب دو مجاز معارض ہوں تو جو مجاز کہ حقیقت کی طرف قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور نیز بائع اور مشتری نہیں ہوتے بائع اور مشتری حقیقتاً مگر بیچ وقت تعاقد ان دونوں کے لیکن عقد ان کا تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ ایک دو امروں کے یا ساتھ ..... عقد کے یا ساتھ حمل کرنے تفرق کے اوپر ظاہر خبر کے پس صحیح ہوئی یہ بات کہ وہ دونوں عقد کرنے والے ہیں جب تک کہ مجلس عقد میں ہے اس بنا پر کہ نام رکھنا ان دونوں کا بائع اور مشتری حقیقت پر ہے بخلاف حمل متبایعین کے مول ٹھہرانے والوں پر اس واسطے کہ وہ بالاتفاق مجاز ہے اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ جدا ہونا واقع ہوتا ہے ساتھ اقوال کی مانند قول اللہ تعالیٰ کی کہ اگر مرد اور عورت دونوں جدا ہوں تو بے پرواہ کرے گا اللہ ہر ایک کو اپنی فراخی سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف تفرق بدنوں کی اور بیضاوی نے کہا کہ جس نے خیار مجلس کی نفی کی ہے وہ دو مجازوں کا مرتکب ہوتا ہے یعنی جدا ہونے کو اقوال پر اور بائع اور مشتری کو مول ٹھہرانے والوں پر اور نیز کلام شارع کی محفوظ رکھی جاتی ہے حمل سے اوپر مجاز کے اس واسطے کہ ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ مول ٹھہرانے والے اگر چاہیں تو بیع کو منعقد کریں

اور اگر چاہیں تو اس کو غیر منعقد کریں اور وہ تحصیل حاصل کی ہے اس واسطے کہ ہر ایک اس کو پہچانتا ہے اور کہا جاتا ہے واسطے اس کے جو جدا ہونے کو کلام پر حمل کرتا ہے کیا وہ کلام جس کے ساتھ تفرق حاصل ہوتا ہے کیا وہ کلام وہی ہے جس کے ساتھ عقد واقع ہوا ہے یا غیر اس کا پس اگر اس کا غیر ہے تو وہ کیا ہے پس نہیں ہے بائع اور مشتری کی کلام سوائے اس کے اگر وہ ہو بہو یہی کلام ہے تو لازم آئے گا یہ کہ ہو کلام جس پر دونوں متفق ہوئے ہیں اور ان کی بیع اس کے ساتھ تمام ہوئی ہے وہ کلام جس کے ساتھ جدا ہوئے ہیں اور فسخ ہوئی ہے بیع ان دونوں کی ساتھ اس کے اور یہ نہایت فساد میں ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث کے ساتھ عمل کرنا مشکل ہے پس متعین ہوگی تاویل اس کی اور اس کے تعذر کا بیان یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری متفق ہوں فسخ میں یا بیع کے جائز رکھنے میں تو نہ ثابت ہوگا واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے خیار اور اگر دونوں مختلف ہوں تو جمع کرنا درمیان فسخ کرنے اور جائز رکھنے کے جمع کرنا ہے درمیان دو نقیضوں کے اور وہ محال ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کی کہ مراد یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے اختیار ہے بیچ فسخ کرنے بیع کے اور اوپر جائز رکھنا بیع کا پس نہیں حاجت ہے طرف اختیار کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ مقتضی ہے عقد کا اور حال پہنچاتا ہے طرف اس کی ساتھ سکوت کے بخلاف فسخ کے اور لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث معارض ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بائع اور مشتری ساتھ خیار کے ہیں جبکہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ بیع خیار ہو اور نہیں حلال ہے اس کو یہ کہ جدا ہو اپنے ساتھی سے اس خوف سے کہ طلب کرے اس سے فسخ کرنا بیع کا ابن عربی نے کہا کہ ظاہر اس زیادتی کا مخالف ہے واسطے ابتداء حدیث کے پس اگر تاویل کریں استقالہ (یعنی بیع کو فسخ کرنے کا مطالبہ کرنا) کو بیچ اس کے فسخ پر تو تاویل کریں گے ہم خیار کو بیچ اس کے استقالہ پر اور جب دونوں تاویلیں معارض ہوں تو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کی اور قیاس ہماری طرف میں ہے پس ترجیح پائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حمل استقالہ کا فسخ پر ظاہر تر ہے حمل کرنے خیار سے اوپر استقالہ کے اس واسطے کہ ہر حقیقت استقالہ کی مراد ہوتی تو نہ منع کرتی اس کے جدا ہونے کو اس واسطے کہ وہ نہیں خاص ہے ساتھ مجلس عقد کے اور تحقیق ثابت کیا ہے اول حدیث میں خیار کو اور دراز کیا اس کو نہایت تفرق پر اور یہ بات معلوم ہے کہ جس کے واسطے خیار ہے وہ استقالہ کا محتاج نہیں پس متعین ہوگا حمل کرنا اس کا فسخ پر اور اس پر حمل کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ علماء نے پس کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال اس کو یہ کہ جدا ہو اس سے بعد بیع کے واسطے اس خوف کے کہ اختیار کرے فسخ بیع کو اس واسطے کہ عرب کہتے ہیں کہ میں نے استقالہ کیا اس چیز کا کہ فوت ہوئی مجھ سے پر مراد ساتھ استقالہ کے فسخ کرنا نادم کا ہے ان دونوں میں سے واسطے بیع کے اور حمل کیا انہوں نے نفی حل کو کراہت پر اس واسطے کہ وہ لائق ہے ساتھ مروت کے اور نیک معاملے مسلم کے مگر یہ کہ اختیار فسخ کا حرام ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حجت پکڑنی ان کی ساتھ حدیث عمرو بن

شعیب رضی اللہ عنہ اوپر جدا ہونے کے ساتھ کلام کے واسطے قول آپ ﷺ کے کے بیچ اس کے کہ واسطے خوف استقالہ کے واسطے ہونے استقالہ کے کہ نہیں ہوتا مگر بعد تمام ہونے بیع کے اور صحت انتقال ملک کی مستلزم ہے اس کو کہ حدیث مذکور کا کوئی فائدہ نہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حمل کرنے تفرق کے سے اوپر قول کے مباح ہونا مفارقت کا خواہ خوف استقالہ کا ہو یا نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تفرق بالابدان صرف میں پہلے قبض کے باطل کرتا ہے عقد کو پس کس طرح ثابت کریں گے عقد کو وہ چیز کہ اس کو باطل کرتی ہے اور تعاقب کیا گیا ساتھ اختلاف جہت کے اور ساتھ معارضہ کے اس کی نظیر سے اور یہ اس واسطے ہے کہ نقد اور ترک کرنا مدت معین کا شرط ہے واسطے صحت صرف کے اور وہ فاسد کرتی ہے سلم کو نزدیک ان کے اور حجت پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اور اس کا جواب بھی آئندہ آئے گا اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو عقد بیع کے وقت زندہ موجود ہو پس وہ مشتری کا مال ہے یعنی اگر تلف ہو تو مشتری کا مال گیا نہ بائع کا اگرچہ ابھی بائع کے ہاتھ میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے مخالف ہیں لیکن حنفیہ سو وہ تو کہتے ہیں کہ وہ بائع کا مال ہے جب تک کہ نہ دیکھے اس کو خریدار یا نقل کرے اس کو اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر بہت دور غائب ہو تو وہ بائع کا مال ہے اور یہ کہ نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ صفقہ اس میں محمول ہے اس بیع پر جو تمام ہو چکی اور نہ اس بیع پر جو نہیں تمام ہوئی واسطے تطبیق کے اس کی دونوں کلاموں میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی قول حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ جدا نہ ہوں یہ ہیں کہ یہاں تک کہ موافق ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے بیچ باقی حدیث ابن عمر کے اس کے تمام طریقوں میں خاص کر لیث کے طریق میں جو آئندہ باب میں آئے گا اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مختلف لفظوں سے آئی ہے پس وہ مضطرب ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ممکن ہے بغیر تکلیف تعسف پھر نہ ضرر کرے گا اس کو اختلاف اور شرط اضطراب کی ہے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق نہ ہو سکے اور یہ حدیث اس قبیلے سے نہیں یعنی اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ہو سکتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بیشک حمل کرنا خیار کا اس حدیث میں اوپر خیار فسخ کے پس شاید کہ مراد ساتھ اس کے خیار شرط ہو یا خیار زیادت کا مول میں یا بیع میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معہود اور معلوم آپ کی کلام میں جس جگہ کہ خیار کا لفظ بولا جائے ارادہ خیار فسخ کا ہے جیسا کہ حدیث مُصَرَّات میں ہے اور جیسا کہ بیچ حدیث اس شخص کے ہے جس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور نیز جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مراد ساتھ متبایعین کے بائع اور مشتری ہیں جو بیع کو عقد کرتے ہیں پس صادر ہونے عقد کے بعد نہیں خیار ہے شرا میں اور نہ ثمن میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ تحقیق اکثار کیا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے حجت پکڑنے سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوتا ہے ذکر اس کا اور اس کے اکثر سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی یعنی وہ کلام اکثر تو بے فائدہ ہے اور ابن سمعانی نے

بعض حنفیہ سے حکایت کی ہے کہ بیع عقد میں مشروع ہے ساتھ وصف اور حکم کے پس وصف اس کی لازم ہونا ہے اور حکم اس کا ملک ہے اور تحقیق تمام ہو چکی ہے بیع ساتھ عقد کے پس واجب ہوئی یہ بات کہ تمام ہو ساتھ وصف کے اپنے اور حکم اپنے کے اور لیکن تاخیر کرنا اس کا جدا ہونے تک پس نہیں ہے اس پر کوئی دلیل اس واسطے کہ جب سب تمام ہو جائے تو اپنے حکم کا فائدہ دیتا ہے اور نہیں منفی ہوتا ہے مگر ساتھ عارض کے اور جو اس کا دعوی کرے پس اس پر بیان اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ بیع سبب ہے واسطے واقع کرنے کے ندم میں اور ندامت محتاج سے طرف نظر کی پس ثابت کیا شارع نے خیار مجلس کا دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے تا کہ سلامت رہیں ندم سے اور دلیل اس کی خیار رویت کا ہے نزدیک ان کے اور خیار شرط ہے نزدیک ہمارے کہا کہ اگر ملازم ہوتا عقد ساتھ وصف اور حکم اپنے کے تو نہ مشروع ہوتا اقالہ یعنی پھیر دینا بیع کا لیکن وہ مشروع ہوا ہے دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے مگر یہ کہ مشروع ہے واسطے استدراک ندم کے کہ منفرد ہے ساتھ اس کے ایک اُن دونوں کا پس نہ واجب ہوگا اور خیار مجلس کا مشروع ہے واسطے استدراک ندم کے کہ دونوں اس میں شریک ہیں پس واجب ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

جب بائع اور مشتری دونوں سے ایک اپنے ساتھی کو اختیار دے بعد بیع کے یعنی جدا ہونے سے پہلے تو واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اگرچہ نہ جدا ہوں۔

۱۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ يَّتَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

۱۹۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مرد سودا کریں تو ہر ایک دونوں میں سے مختار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور اکٹھے ہوں یعنی پس جدا ہونے کے بعد اختیار فسخ کا باقی نہیں رہتا ایک دوسرے کو اختیار دے پس دونوں سودا کریں اوپر اس اقرار کے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اور اس کے بعد فسخ کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور اگر خرید و فروخت کے بعد دونوں جدا ہوں اور ان میں سے کوئی بیع کو نہ چھوڑے یعنی اس کو فسخ نہ کرے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع۔

فائدہ: یعنی بعد جدا ہونے کے اور یہ نہایت ظاہر ہے بیچ ٹوٹ جانے بیع کے ساتھ توڑنے ایک ان دونوں کے اور امام خطابی نے کہا کہ یہ زیادہ تر ظاہر چیز ہے بیچ ثابت ہونے خیار مجلس کے اور وہ باطل کرنے والی ہے واسطے ہر تاویل کے کہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور اسی طرح ہے قول حضرت ﷺ کا اس کے اخیر میں کہ اگر

دونوں سودے کے بعد جدا ہوں کہ اس میں بھی بیان ظاہر ہے کہ بدن سے جدا ہونا یہی ہے توڑنے والا خیار کو اور اس کے معنی کلام کے ساتھ جدا ہونا ہوتے تو حدیث بے فائدہ ہو جاتی۔ انتہی اور بے شک اقدام کیا ہے داودی نے اوپر رد کرنے اس حدیث کے جس کی صحت پر اتفاق ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں قبول کی جاتی اس سے پس کہا کہ یہ جو لیث راوی نے اس حدیث میں کہا ہے کہ اور دونوں اکٹھے ہوں تو یہ لفظ صحیح نہیں اس واسطے کہ مرتبہ لیث کا نافع کے حق میں نہیں ہے مانند مرتبے مالک کی اور اس کی نظیروں کی۔ انتہی اور یہ رد کرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ اتفاق کیا ہے سب اماموں نے اس کے ثبوت پر بغیر سند کے اور کیا ملامت ہے اس شخص پر جس نے روایت کیا اس حدیث کو مفسر واسطے ایک احتمالوں اس کے کی یعنی اگر کوئی راوی حدیث کے احتمالوں میں سے ایک احتمال کے ساتھ حدیث کی تفسیر کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں اس حال میں کہ یاد رکھنے والا ہو اس سے وہ چیز کہ اس کے غیر کو یاد نہیں باوجود واقع ہونے تعدد مجلس کے پس وہ محمول ہے اس پر کہ ایک بار ان کے استاد نے ان کو یہ حدیث مفسر بیان کی اور ایک بار مختصر اور مالک کی حدیث میں جو الاَّ بیع الخیار کا لفظ واقع ہوا ہے تو جمہور کہتے ہیں کہ یہ استثناء ہے دراز ہونے خیار سے جدا ہونے تک اور مراد یہ ہے کہ اگر وہ دونوں جدا ہونے سے پہلے بیع کو جائز رکھیں تو اس وقت بیع لازم ہو جاتی ہے اور جدا ہونے کا اعتبار باطل ہو جاتا ہے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ مگر وہ بیع جس میں اختیار جاری ہوا ہو اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اوپر راجح ہونے اس تاویل کے اور باطل کیا ہے بہت نے ان میں سے اس چیز کو جو اس کے سوا ہے اور غلط کیا ہے اس کے قائل کو اور لیث کی روایت نہایت ظاہر ہے اس کی ترجیح میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے منقطع ہونے خیار سے ساتھ جدا ہونے کے یعنی جیسا کہ بیان اس کا اوپر گزرا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کی کے کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو یعنی پس شرط کرے خیار کو مدت معین تک پس نہیں گزر گیا اختیار ساتھ جدا ہونے کے بلکہ باقی رہے گا یہاں تک کہ مدت گزری حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے ابو ثور سے اور ترجیح دی گئی ہے پہلے کو ساتھ اس کے کہ اس میں بہت تھوڑی کلام کا مقدر کرنا پڑتا ہے اور معین کرتی ہے اس کو روایت نسائی کی ساتھ اس لفظ کے کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار سے پس اگر بیع خیار سے ہو تو واجب ہو جاتی ہے بیع اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے اثبات خیار مجلس سے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو پس اختیار کرے خیار مجلس میں پس خیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ احتمال سب احتمالوں سے ضعیف تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار یہ ہیں کہ دونوں کو اختیار ہے جب تک کہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ اختیار کریں اور اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ہو اور مگر یہ کہ ہو بیع ساتھ شرط خیار کی اگرچہ بعد تفرق کے ہو اور اس قول سے پہلے دونوں تاویلوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری)

بَابٌ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوْزُ الْبَيْعُ

جب بائع یعنی بیچنے والا مختار ہو تو کیا بیع جائز ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رٹیٹیہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو بند کرتا ہے خیار کو مول لینے والے میں سوائے بائع کے اس واسطے کہ حدیث نے اس میں دونوں کے واسطے برابری کی ہے۔ (فتح)

١٩٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ.

١٩٧١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے نہیں لازم ہوتی بیع درمیان ان کے یہاں تک کہ جدا ہوں یعنی پس جدا ہونے سے بیع لازم ہو جاتی ہے مگر بیع خیار کی۔

فائدہ: یعنی پس لازم ہوتی ہے ساتھ شرط اپنی کے جیسے کہ اس کی بحث پہلے گزری اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع کا لازم ہونا بند ہے بیچ جدا ہونے کے یا بیچ شرط خیار کے اور معنی یہ ہیں کہ عقد بیع جائز ہے پس جب ان دونوں امروں میں سے ایک امر پایا جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے (فتح)

١٩٧٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ يَخْتَارُ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا فَعَسٰى أَنْ يَّرْبَحَا رِبْحًا وَّيُمْحَقَا بَرَكَةَ بَيْعِهِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٩٧٢۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں ہمام راوی نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں پایا کہ تین بار اختیار کرے پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں ان کے لیے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو عنقریب ہے کہ دونوں کو فائدہ ہو اور ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جائے۔

فائدہ: یہ جو ہمام نے کہا کہ تین بار اختیار کرے تو ایک روایت میں اس کے بدلے آیا ہے کہ خیار تین بار ہے پس

اگر یہ زیادتی ثابت ہو جائے تو یہ بطور اختیار کے ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِيْ.

اگر کوئی ایک چیز خریدے پھر اسی وقت اس کو ہبہ کر دے پہلے جدا ہونے کے اور نہ انکار کرے بائع خریدار پر۔

فائدہ: یعنی کیا اس کا اختیار اس کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا خیار مجلس کا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور اس میں اس کا قصہ ہے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے اس میں پھر خوف کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ اعتراض کیا جائے اس پر ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اونٹ سخت کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے تصرف کیا اونٹ میں ساتھ نفس عقد کے پس جواب دیا اس سے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہ انکار کرے بائع یعنی تحقیق ہبہ مذکورہ تو بائع کے جائز رکھنے کے ساتھ تمام ہوا ہے اور وہ چپ رہنا اس کا ہے جو بجائے قول اس کے کی ہے اور ابن تین نے کہا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا تکلف ہے اور نہیں گمان کیا جاتا ساتھ حضرت ﷺ کے کہ آپ ﷺ نے ہبہ کیا ہو اس چیز کو کہ اس میں کسی کو اختیار ہو اور نہ انکار اس واسطے کہ وہ بیان کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک بیان کر دیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ پہلی حدیثوں کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ خیار مجلس کے اور دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس کے کہ عقد کے بعد عمر سے جدا ہوئے ہوں بایں طور کہ اس سے آگے ہوئے ہیں یا پیچھے مثلاً یعنی پھر ہبہ کیا ہو اور نہیں حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے پس نہیں معنی ہیں واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ اس واقع معین کے بیچ باطل کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر صریح حدیثیں کہ اختیار مجلس ثابت ہے پس اگر وہ حدیث البیعان بالخیار پر مقدم ہوں تو یہ حدیث قاضی ہے اوپر ان کے اور اگر ان سے متاخر ہوں تو یہ محمول ہوگا اس پر کہ اکتفاء کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بیان سابق کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خریدار جب بیع میں تصرف کرے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو خیار مجلس باقی نہیں رہتا جیسا کہ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا اور ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ بائع جب مشتری پر انکار نہ کرے اس چیز میں کہ پیدا کیا ہے اس کو ہبہ اور عتق سے تو وہ بیع جائز ہے اور جب بائع انکار کرے تو اس میں اختلاف ہے سو جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے بدن کے ساتھ جدا ہونا شرط نہیں تو وہ لوگ اس کو جائز رکھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بدن سے جدا ہونا شرط ہے وہ اس کو جائز نہیں رکھتے اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں ہے امر بنا پر اس کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطال نے مطلق ہونے سے بلکہ انہوں نے بیعات میں فرق کیا ہے پس اتفاق ہے اس پر سب کا کہ بیچنا اناج کا قبض کرنے سے پہلے جائز نہیں اور اناج کے سوا

اور چیزوں میں اختلاف ہے ان کو کئی مذہبوں پر ایک قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے مطلق کسی چیز کا بیچنا درست نہیں ہے اور یہی ہے قول شافعی اور محمد بن حسن کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے بیچنا مطلق درست ہے یعنی ہر چیز کا مگر گھر اور زمین کہ ان کو قبض سے پہلے بیچنا درست نہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا تیسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے ہر چیز کا بیچنا درست ہے مگر وہ چیز کہ ماپی جاتی ہے یا تولی جاتی ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق اور احمد کا اور چوتھا قول یہ ہے کہ مطلق جائز ہے مگر وہ چیز کہ کھائی جاتی ہو اور پی جاتی ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور مالک اور اختیار ابن منذر کا اور آزاد کرنے میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ آزاد کرنا صحیح ہے یعنی پہلے قبض سے اور ہوتا ہے قبض برابر ہے کہ ہو واسطے بائع کے حق جس کا ہو بایں طور کہ مول ادا نہ کیا ہو یا نہ ہو اور وقف میں بھی صحیح تر صحت اس کی ہے یعنی قبض سے پہلے وقف کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور رہن میں اختلاف ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے ان دونوں میں یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں یعنی پہلے قبض کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے اونٹ سخت کے حجت ہے واسطے مقابل اس کے کی اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو ابن عمر رضی اللہ عنہ وکیل قبض میں پہلے ہبہ کے اور یہی اختیار ہے بغوی کا کہا اس نے کہ جب اجازت دی مشتری نے واسطے موہوب لہ کے بیچ قبض کرنے بیع کے تو کافی ہے اور بیع تمام ہو جاتی ہے اور حاصل ہوتا ہے ہبہ بعد اس کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے ایک ہونا قابض اور مقبض کا یعنی قبض کرانے والے کا اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے مالکیہ اور حنفیہ کے بیچ اس بات کے کہ قبض کرنا تمام چیزوں میں ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی مشتری اور بائع کے درمیان راہ خالی کر دینے اس طور سے کہ اس کو قبض سے کوئی مانع نہ ہو اور اسی کی طرف ہے مائل ہونا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جیسا کہ پہلے گزرا ہے واسطے اس کے بیچ باب شراء الدواب والحمر کے کہ جب کوئی چار پائے خریدے اور بائع اس پر سوار ہو تو کیا یہ قبض ہے اور نزدیک شافعیہ اور حنفیہ کے کفایت کرتا ہے محض تخلیہ گھروں میں اور زمینوں میں اور جو چیز ان کی مانند ہے سوائے ان چیزوں کے نقل کی جاتی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھائی جاتی ہیں اور اسی واسطے نہیں جزم کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے بلکہ وارد کیا ترجمہ کو بطور استفہام کے اور اس حدیث کی ایک طریق میں بیع کی تصریح آ چکی ہے اور محب طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقد کے بعد ہانکا ہو جیسا کہ اس کو عقد سے پہلے ہانکا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ہانکنا قبض ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ قبض ہر چیز کے موافق اس کی ہے۔ (فتح الباری)

أَوِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَأَعْتَقَهٗ یا کوئی غلام خریدے پھر اس کو آزاد کرے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہبہ کے مسئلے کو اصل گردانا ہے اور عتق کا مسئلہ اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے موجود ہونے نص کے ہبہ میں سوائے عتق کے اور شافعیہ نے معنی کی طرف نظر کی ہے اس میں کہ عتق کے واسطے قوت اور

سرایت ہے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں اور جس نے کہا کہ ہبہ عتق کے ساتھ لاحق ہے کہا کہ عتق تلف کرنا ہے واسطے مالیت کے اور اتلاف قبض ہے پس اسی طرح ہبہ بھی قبض ہے (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهُ وَالرِّبْحُ لَهُ.

اور طاؤس نے کہا کہ اگر کوئی اسباب کو خریدے بائع کو رضا مندی سے پھر اس کو بیچ ڈالے تو واجب ہوتا ہے واسطے اس کے اسباب اس کے اور نفع اس کا واسطے خریدار کے ہے۔

فائدہ: یعنی جب مشتری اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور بائع اول اس پر انکار نہ کرے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اور فسخ کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ واللہ اعلم

۱۹۷۳۔ وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ قَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِعْنِيهِ فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ.

۱۹۷۳۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا سو وہ مجھ پر غالب آتا تھا اور سب لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے پھیرتے تھے پھر آگے بڑھ جاتا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے ہٹاتے تھے سو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کے واسطے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو آپ ﷺ کے ہاتھ بیچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کر تو ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ تھے اس پر اصحاب تعظیم کرنے ان کے سے واسطے حضرت ﷺ کے اور یہ کہ نہ آگے بڑھیں حضرت ﷺ سے چلنے میں اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا چوپایوں کا اور یہ کہ نہیں شرط ہے بیع میں پیش کرنا مالک اسباب کا اسباب اپنے کو بلکہ جائز ہے یہ کہ سوال کیا جائے اس کی بیع میں اور یہ کہ جائز ہے تصرف کرنا بیع میں پہلے بدل مول کے (فتح) حضرت ﷺ نے اونٹ عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا اور اسی گھڑی اس کو ہبہ کر دیا اور بائع نے انکار نہ کیا اور اس کا خیار باطل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز خریدے اور اس کو

اسی ساعت ہبہ کر دے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو اس کا خیار باطل ہو جاتا ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِعْتُ مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِيْ بِمَالٍ لَّهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلٰى عَقِبِيْ حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِيْ وَبَيْعُهٗ رَأَيْتُ أَنِّيْ قَدْ غَبَنْتُهٗ بِأَنِّيْ سُقْتُهٗ إِلٰى أَرْضِ ثَمُوْدَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِيْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ایک زمین جو وادی (ایک جگہ کا نام ہے) میں تھی امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچی بدلے زمین ان کی کے جو خیبر میں تھی سو جب ہم سودا کر چکے تو میں اپنے پیچھے پلٹا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے نکلا واسطے خوف اس بات کے کہ وہ مجھ سے سودا پھیرنا چاہے اور شرع میں دستور تھا یعنی شرع میں یہ بات مقرر تھی کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں عبداللہ نے کہا کہ جب میرا اور ان کا سودا لازم ہوا اور میں نے دیکھا یعنی جانا کہ میں نے ان کا نقصان کیا بایں طور کہ ہانکا میں ان کو طرف زمین ثمود کی ساتھ تین دن رات کے اور ہانکا انہوں نے مجھ کو طرف مدینے کی ساتھ تین دن اور رات کے۔

فائدہ: یعنی جو مسافت کہ ان کے اور ان کی بیچی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس پر میں نے ان کو تین دن اور رات کی راہ اور زیادہ کر دی اور جو مسافت کہ میرے اور میری بیچی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس سے انہوں نے مجھ کو تین دن رات کی راہ کم کر دی یعنی وہ مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ اور دور جا پڑے اور میں مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ نزدیک ہو گیا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ شریعت میں دستور تھا تو یہی سبب تھا بیچ نکلنے ان کے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ واجب ہو واسطے ان کی بیع اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واسطے فسخ بیع کے خیار باقی نہ رہی اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے ساتھ اس کے وکانت السنۃ اس پر کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور اوپر جس زمانے میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اس وقت میں بدن سے جدا ہونا متروک ہو گیا تھا اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کیا اس واسطے کہ وہ سنت کا بہت اتباع کیا کرتے تھے اسی طرح کہا ابن بطال نے اور انہیں اس کے قول میں وکانت السنۃ وہ چیز کہ اس کے استمرار اور ہمیشگی کی نفی کرے اور ایوب بن سوید کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ دستور تھا کہ جب ہم سودا کرتے تھے تو ہر ایک بائع اور مشتری سے مختار ہوتا تھا جب تک کہ دونوں نہ جدا ہوں سو میں نے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بیع کی پس ذکر کیا قصے کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اشعار ہے ساتھ ہمیشگی اس کی کے اور عجب

بات کہی ابن رشید نے مقدمات میں پس گمان کیا اس نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بدن سے جدا ہونا سنت نہیں بلکہ یہ منسوخ ہے اور میں اس کی زیادت کی کوئی اسناد نہیں دیکھتا اور اگر صحیح ہو تو نہ نکالے گی مسئلے کو خلاف سے اس واسطے کہ اکثر اصحاب سے منقول ہے کہ بے شک جدا ہونا بدنوں سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا غائب چیز کا جو حاضر نہ ہو جب کہ بیان کرے بائع صفت اس کی کو وسیاتی نقل الخلاف فیہا فی باب بیع الملامسۃ اور یہ کہ جائز ہے حیلہ کرنا بیع باطل کرنے خیار کے اور مقدم کرنا مرد کا اپنی جان کی مصلحت کو اپنے غیر کی مصلحت پر اور یہ کہ جائز ہے بیچنا زمین کا ساتھ زمین کے اور یہ کہ غبن سے بیع پھرتی نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ — بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے لیکن بیع کو فسخ نہیں کرتا مگر یہ کہ مشتری خیار کو شرط کرے بنا پر اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے قصہ جو مذکور ہے حدیث میں۔ (فتح)

١٩٧٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۱۹۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ کو بیع میں فریب ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کرے تو کہہ کہ نہیں ہے فریب۔

فائدہ: یعنی دین میں اس واسطے کہ دین تو خیر خواہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تجھ کو اختیار ہے ہر اسباب میں کہ تو اس کو خریدے تین دن تک پس اگر تو راضی ہو تو روک رکھ نہیں تو پھیر دے پس زندہ رہا وہ شخص یہاں تک کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور وہ ایک سوتیس برس کا تھا سو بہت ہوئے لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور اس کا دستور تھا کہ جب کوئی چیز خریدتا تھا اور اس کو کہا جاتا تھا کہ تجھ کو غبن ہوا تو تو اس میں رجوع کرتا تھا پس گواہی دیتا تھا واسطے اس کے کوئی شخص اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے تین رات تک اختیار ٹھہرایا تھا پس اس کے درہم اس کو پھیر دیئے جاتے تھے اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ بات سکھائی تا کہ اس کو بیع کے وقت کہے پس مطلع ہو اس کے ساتھ ساتھی اس کا کہ نہیں ہے وہ ان لوگوں میں سے جن کو بصیرت ہے بیچ معرفت اسباب اور مقدار قیمت کی پس دیکھے گا واسطے اس کے جو دیکھے گا واسطے نفس اپنے کے واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکی ہے ترغیب دلانے بائع اور مشتری کے سے اوپر نصیحت کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر وہ سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے احمد کے اور ایک قول مالک کے کہ رد کی جاتی

ہے بیع واسطے غبن فاحش کے واسطے اس شخص کے جو نہ پہچانتا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اختیار دیا اس کو واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور اگر غبن کے ساتھ فسخ کا اختیار ہوتا تو شرط خیار کی حاجت نہ ہوتی اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فریب بیچ قصے اس مرد کے عیب میں یا جھوٹ میں یا مول میں یا غبن میں پس خاص کر غبن کے مسئلے میں اس حدیث سے حجت پکڑنی درست نہ ہوگی اور یہ قصہ عام نہیں بلکہ وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے پس اس حدیث سے خاص اس شخص کو حجت پکڑنی درست ہوگی جو اس مرد کی طرح ہو اور عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے بیع میں کلام کیا تو کہا کہ نہیں پاتا واسطے تمہارے کوئی چیز کہ زیادہ تر فراخ ہو اس چیز سے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ نے واسطے حبان بن منقذ کے تین دن لیکن اس حدیث کی مدار ابن لہیعہ پر ہے اور وہ ضعیف ہے انتہی اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا لیکن جو احتمال کہ اس نے ذکر کیے ہیں وہ معین ہیں ساتھ اس روایت کے جس نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خیار شرط کیے گئے کی مدت تین دن میں ہے بغیر زیادت کے اس واسطے کہ وہ حکم ہے جو خلاف اصل پر وارد ہوا ہے پس بند کیا جائے گا ساتھ اس کے اوپر اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے بیچ اس کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ حضرت ﷺ نے مصرات کے باب میں تین دن مدت ٹھہرائی ہے اور اعتبار کرنا تین دن کا کئی جگہوں میں ہے اور عجب بات کہی بعض مالکیہ نے پس کہا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ بند کیا اس کو حضرت ﷺ نے تین دن میں اس واسطے کہ اکثر بیع اس کی غلاموں سے تھی اور یہ دعوی محتاج ہے طرف دلیل کی اور محض احتمال اس میں کافی نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو بیع کے وقت کہے کہ فریب نہیں تو اس کو اس بیع میں اختیار ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ اس میں کوئی عیب یا غبن پائے یا نہیں اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے بیچ اپنے جمود کے پس کہا کہ اگر کہے کہ نہیں فریب یا نہیں عیب یا جو اس کی مانند ہو تو نہیں ہوتا واسطے اس کے خیار یہاں تک کہ کہے کہ لا خلابۃ اور آسان تر اس چیز کا کہ رد کیا جائے اس پر وہ چیز ہے جو صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ لا خیابۃ ساتھ یا کہ بدلے لام کے اور ساتھ ذال کے بدلے دال کے اور شاید کہ وہ اچھی طرح بول نہ سکتا تھا اور باوجود اس کے نہ متغیر ہوا حکم بیچ حق اس کے کے نزدیک کسی کے اصحاب میں سے جو اس کے واسطے گواہی دیتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے اختیار ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اس میں معنی کے ساتھ اکتفاء کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بڑے آدمی کو تصرف سے نہ روکا جائے اگرچہ اس کی بے عقلی ظاہر ہو واسطے دلیل اس چیز کے کہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ اس کے گھر والے حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس کو مال میں تصرف کرنے سے روک دیں تو حضرت ﷺ نے اس کو بلا کر منع کیا سو اس نے کہا کہ میں صبر نہیں کر سکتا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو بیع کرے تو کہہ کہ

فریب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر بڑے آدمی کو روکنا صحیح نہ ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ ان پر انکار کرتے کہ اس کو تصرف سے روکنا جائز نہیں اور حضرت ﷺ کا اس کو نہ روکنا پس نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ بے عقل کو مال میں تصرف سے روکنا منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع کے اوپر شرط خیار کے اور اوپر اس کے کہ صرف مشتری کو خیار جائز ہے یعنی بائع کو جائز نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو تھی اس پر اہل اس زمانے کے رجوع کرنے سے طرف حق کی اور قبول کرنے خبر واحد کے سے بیچ حقوق وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ

باب ہے بیچ بیان بازاروں کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ارادہ کیا بخاری نے ساتھ اس ذکر بازاروں کے اباحت تجارت کے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ تجارت جائز ہے اور جائز ہے شریفوں اور بزرگوں کو داخل ہونا بازاروں میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کی شرط پر ثابت نہیں کہ بازار سب جگہوں سے بدتر ہیں اور یہ حدیث ہے جو احمد نے جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب جگہوں سے بہت پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب جگہوں سے بدتر اللہ کے نزدیک بازار ہیں اور اس کی اسناد حسن ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ باعتبار غالب کے ہے اور نہیں تو بہت بازار جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے بہتر ہیں اکثر مسجدوں سے (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ.

اور عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو میں نے کہا کہ کیا کوئی بازار ہے کہ اس میں تجارت ہوتی ہو تو اس نے کہا کہ بازار قینقاع ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اوائل بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ فقط ذکر بازار کا ہے اور اس کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ہونا اور یہ کہ اس میں بڑے بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم بزرگ جاتے تھے واسطے حاصل کرنے معاش کے واسطے گزارے کے اور واسطے بچنے لوگوں سے۔ (فتح)

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھ کو بازار کی راہ دکھاؤ

فائدہ: یہ حدیث بھی وہی ہے جو پہلے گزری۔

وَقَالَ عُمَرُ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باز رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزری ہے اس سے بھی غرض وہی ہے کہ بازار میں جانا درست ہے۔

۱۹۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.

۱۹۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آئے گا جب کہ زمین کے میدان میں ہوں گے تو اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اپنی اپنی نیت پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کے اگلے پچھلوں کو کیسے زمین میں دھنسایا جائے گا اور حالانکہ لشکر میں تو بازاری لوگ بھی ہوں گے جو خرید وفروخت کرتے ہوں گے اور وہ لوگ کہ جو لڑنے والوں میں نہیں ہوں گے یعنی ان کا کیا قصور ہے جو وہ بھی عذاب میں شریک ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اگلے پچھلوں سب کو دھنسایا جائے گا پھر اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے۔

فائدہ: یعنی بدون کی شامت اعمال سے نیکیوں پر دنیاوی عذاب ہوگا لیکن آخرت میں جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زیادہ کرے گروہ کسی کسی قوم کا گناہ میں اختیار سے تو اس کو بھی ان کے ساتھ عذاب لازم ہوتا ہے اور کہا کہ امام مالک نے استنباط کیا ہے اس سے کہ جو شراب خور کے پاس بیٹھے اس کو بھی اس کے ساتھ تعزیر دی جاتی ہے اگرچہ وہ شراب نہ پیے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ جو عذاب کی حدیث میں مذکور ہے وہ آسمانی عذاب ہے پس نہ قیاس کیا جائے گا عذاب شرعی اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کو اخیر حدیث کا کہ پھر اپنی اپنی نیت اٹھائے جائیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عملوں کو اعتبار عامل کی نیت سے ہے اور اس میں ڈراتا ہے اہل ظلم کی صحبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے سے اور ان کے گروہ زیادہ کرنے سے مگر جس کو کوئی چارہ نہ ہو اور متردد ہوتی ہے نظر بیچ صحبت تاجر کے واسطے اہل فتنہ کے کہ کیا یہ ان کے لیے اعانت ہے ان کے ظلم پر یا وہ ضرورت بشریہ سے ہے پھر اعتبار کیا جائے عمل پر ایک کا اس کی بیت سے اور دوسرے شق پر ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد وہ لشکر ہو جو کعبے کو ڈھا دیں گے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے سو ان کو دھنسایا جائے گا اور پوچھا گیا اس کا بایں طور کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت سے اور جو لوگ کہ کعبے کو ڈھائیں گے وہ حبشہ کے کافر ہیں اور نیز بس مقتضی کلام آپ کی کا یہ ہے کہ ان کو دھنسایا جائے گا بعد اس کے کہ کعبے کو ڈھا کر پھریں گے اور ظاہر اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کعبے میں پہنچنے سے پہلے زمین میں دھنسائے جائیں گے (فتح) یعنی پس ابن تین کا یہ احتمال ٹھیک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار جانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (ت)

١٩٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ وَبَيْتِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ بِأَنَّهٗ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَا يَنْهَزُهٗ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ وَّالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ وَقَالَ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ.

١٩٧٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرمایا کہ نماز ایک تمہارے کی جماعت میں اس کے بازار اور گھر کی نماز سے بیس اور چند درجے زیادہ ہے یعنی پچیس یا ستائیس اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا سو اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد میں آیا اس حالت سے کہ نماز کے سوا اس کی جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اس کے ہر قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے اس کا گناہ دور کرے گا اور فرشتے اس کو دعا کرتے ہیں جب تک کہ اس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ الٰہی اس پر رحم کر الٰہی اس پر رحمت کر کہ یہ وعدہ اس شرط پر ہے جب تک کہ مسجد میں دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے جب تک اس میں کسی کو تکلیف نہ دے اور فرمایا کہ ہمیشہ آدمی نماز میں ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت نماز کے انتظار میں گزرے وہ نماز ہی میں شمار ہو گی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابواب الجماعۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ بازار میں جانا اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

١٩٧٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ

١٩٧٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بازار میں تھے تو ایک مرد نے کہا کہ اے ابوالقاسم سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی گمان کیا کہ شاید اس نے مجھ کو بلایا ہے تو اس مرد نے کہا کہ میں نے اس کو بلایا یعنی کسی اور مرد کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت کو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ.

فائدہ: کنیت اس کو کہتے ہیں جس پر اب کی لفظ ہو جیسے ابوالقاسم یا ابوالحسن ابوالقاسم حضرت ﷺ کی کنیت تھی سو فرمایا کہ اپنی اولاد کا نام محمد رکھا کرو ان کو ابوالقاسم نہ کہو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بازار میں جانا جائز ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيْعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۱۹۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے بقیع میں بلایا اے ابوالقاسم! سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے سو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو مراد نہیں رکھا یعنی میں نے آپ کو نہیں پکارا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ بازار بقیع میں تھا۔ (فتح)

۱۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِيْ وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتّٰى أَتٰى سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ رَأٰى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ.

۱۹۷۹۔ ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دن کے کچھ ٹکڑے میں یعنی دن کے اخیر میں نکلے اس حال میں کہ نہ تو آپ ﷺ مجھ سے کلام کرتے تھے اور نہ میں آپ ﷺ سے کلام کرتا تھا یعنی چپ تھے یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں آئے یعنی اور بازار سے پھر کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آ بیٹھے سو فرمایا کہ کیا لڑکا یہاں ہے کیا لڑکا یہاں ہے یعنی حسن رضی اللہ عنہ سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دیر ان کو روک رکھا سو گمان کیا میں نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کو ہار پہناتی ہیں یا نہلاتی ہیں سو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور چوما اور پھر فرمایا کہ الٰہی دوست رکھ اس کو اور دوست رکھ اس کو جو حسن کو دوست رکھے اور سفیان نے کہا کہ عبیداللہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو کہ تحقیق عبیداللہ نے نافع بن جبیر کو دیکھا اس نے ایک رکعت وتر پڑھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب رضی اللہ عنہم تعظیم کرنے سے واسطے حضرت ﷺ کے اور چلنے سے ساتھ آپ ﷺ کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت ﷺ اس پر تواضع سے اور داخل ہونے سے بازار میں اور بیٹھنے سے گھر کے صحن میں اور اس میں ہے لڑکے پر رحم کرنا اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرنی اور اس کو گلے لگانا اور چومنا اور اس میں بیان ہے واسطے فضیلت حسن کے۔ (فتح)

۱۹۸۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَّنْ يَّمْنَعُهُمْ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ.

۱۹۸۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے زمانے میں قافلہ سے اناج خریدا کرتے تھے سو حضرت ﷺ ان پر کسی آدمی کو بھیجتے تھے جو ان کو خرید کی جگہ میں اناج بیچنے سے منع کرے یہاں تک کہ اس کو اناج بیچنے کی جگہ اٹھا لے جائے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچا جائے اناج جب کہ اس کو کوئی خریدے یہاں تک کہ اس کو پورا لے یعنی قبض کر لے۔

فائدہ: شبہ کیا گیا ہے اس پر کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوق اس جگہ کا نام ہے جس میں خرید وفروخت واقع ہو پس نہ خاص ہوگا حکم مذکور ساتھ اس مکان کے جو معروف ہے ساتھ بازار کے بلکہ عام ہوگا ہر مکان کو کہ واقع ہو اس میں خرید وفروخت اس واسطے کہ قول آپ ﷺ کا جس جگہ اناج بیچا جائے عام ہے۔ (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوْقِ

بازار میں شور کرنا مکروہ ہے

۱۹۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ

۱۹۸۱۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ صفت حضرت ﷺ کے کہ تورات میں واقع ہوئی ہے عبداللہ نے کہا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت ﷺ صفت کیے گئے ہیں تورات میں ساتھ بعض صفتوں کے کہ قرآن میں ہیں کہ اے نبی ہم نے تم کو بھیجا گواہی کو اور خوش

بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِأَنْ يَّقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَّقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِيْ غِلَافٍ سَيْفٌ أَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْنًا.

اور ڈر سنانے کو اور پناہ واسطے ان پڑھوں کے تو بندہ میرا ہے اور رسول میرا نام رکھا ہے میں نے تم کو متوکل نہ سخت خو ہے اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں دفع کرتا ساتھ بدی کے بدی کو یعنی بدی کے بدلے بدی نہیں کرتا لیکن معاف کرتا ہے اور گناہ کو بخشتا ہے اور نہ روح قبض کرے گا ان کی اللہ یہاں تک کہ قائم کرے ساتھ ان کے دین ٹیڑھی کو کہ فترت کے زمانے متغیر ہوا تھا ساتھ اس کے کہ کہیں لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہیں اور کھولے جائیں ساتھ کلمہ توحید کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل غلاف کیے ہوئے غلف ہر وہ چیز ہے کہ غلاف میں ہو کہتے ہیں کہ تلوار غلاف میں ہے اور کمان غلاف میں ہے اور آدمی کو بھی اغلف کہتے ہیں جب کہ اس کو ختنہ نہ کیا ہوا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے سمجھایا جاتا ہے کہ امام اعظم یعنی امیر المومنین کا بازار میں داخل ہونا اس کو اس کے مرتبے سے تلے نہیں اتارتا اس واسطے کہ نفی تو شور کرنے کی مذمت میں آئی ہے کہ اس میں شور کرنا برا ہے نہ اصل دخول سے یعنی اصل داخل ہونا منع نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار میں شور کرنا درست نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِيْ

باب ہے اس بیان میں کہ مزدوری ماپنے کی اور بیچنے والے اور دینے والے پر ہے

فائدہ: یعنی دینے والے پر ہے خواہ بیچنے والا ہو یا قرض دینے والا یا سوائے اس کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے ماپنے کے بیچ تولنا اس اسباب کے کہ تولہ جاتا ہے اور یہی قول ہے تمام فقہاء شہروں کا اور اسی طرح مول کے تولنے کی مزدوری خریدار پر ہے مگر کھرا کرنا مول کا وہ بائع پر ہے اصح قول پر شافعیہ کے نزدیک۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ يَعْنِيْ كَالُوْا لَهُمْ وَوَزَنُوْا لَهُمْ كَقَوْلِهٖ ﴿يَسْمَعُوْنَكُمْ﴾ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ.

اور بیان اس آیت کا کہ جب ماپ دیں ان کو یا تول دیں ان کو تو گھٹا کر دیں یعنی ان کو واسطے ماپیں یا تولیں مانند اس آیت کی کہ سنتے ہیں تم کو یعنی سنتے ہیں واسطے تمہارے۔

فائدہ: اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ جب آدمی کچھ خریدے تو کوئی غیر اس کو تول کر دے اور جب کچھ بیچے تو خود تول کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَالُوْا حَتّٰى تَسْتَوْفُوْا

اور حضرت ﷺ نے فرمایا ماپو یہاں تک کہ پورا حق لو اپنا اور اس کو قبض کرو

فائدہ: یہ حدیث پوری نسائی اور ابن حبان نے روایت کی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ ماپنا استعمال کیا جاتا ہے واسطے اس چیز کے کہ لے اس کو آدمی واسطے نفس اپنے کے اور تفسیر کرتی ہے اس کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی جو بعد اس کے ہے (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ إِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ.

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جب تو بیچے تو خود تول کر دے اور جب تو خریدے تو بائع سے تول کر لے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تولنا اور ماپنا بائع پر ہے۔

۱۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

۱۹۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اناج خریدے تو بیچے اس کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے اور قبض کرے۔

۱۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَآئِهِ أَنْ يَّضَعُوْا مِنْ دَيْنِهِ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَّعَذْقَ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَى

۱۹۸۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی میرے باپ کا انتقال ہوا اور اس پر قرض تھا یعنی اور میرے پاس مال نہ تھا کہ اس کے ساتھ قرض ادا کروں تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر حضرت ﷺ سے مدد چاہی یعنی میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی کہ اس کو کچھ قرض چھوڑ دیں تو حضرت ﷺ نے ان سے یہ بات چاہی سو انہوں نے کچھ نہ چھوڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی ہر قسم کی کھجور کے جدا جدا ڈھیر کر عجوہ کو جدا کر اور عذق زید کو جدا کر پھر کسی کو میرے پاس بھیج تا کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے تمام کھجوریں جدا جدا کیں پھر میں نے کسی کو

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلٰى أَعْلَاهُ أَوْ فِي وَسَطِهٖ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتّٰى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِيْ كَأَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّاهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهٗ فَأَوْفِ لَهٗ.

حضرت ﷺ کے پاس بھیجا سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور ڈھیر کے اوپر یا درمیان بیٹھے پھر فرمایا کہ ماپ واسطے قوم کے یعنی قرض خواہوں کو ماپ ماپ کر دینا شروع کر سو میں نے ماپ ماپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے ان کو ان کا حق پورا کر دیا یعنی سب قرض ادا کر دیا اور میری کھجوریں باقی ہیں گویا کہ ان سے کوئی چیز کم نہ ہوئی یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح باقی تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ ماپتا رہا واسطے ان کے یہاں تک کہ ان کا قرض ادا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ قرض خواہ کے واسطے کھجوریں کاٹ اور اس کے سب حق ادا کر۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم کے واسطے ماپ تو یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے کہا کہ ماپنا دینے والے پر ہے۔ (فتح) اور عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے بہت عمدہ جو مدینے میں ہوتی ہے اور عذق زید بھی ایک قسم کی کھجور ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

خرید وفروخت کے وقت ماپنا مستحب ہے

۱۹۸۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ.

۱۹۸۴۔ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تولا کرو اپنے اناج کو کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ آدمی کو مستحب ہے کہ اپنے عیال کے خرچ کو تولا کرے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نکالو اناج کو ساتھ کیل معلوم کے کہ پہنچائے تم کو ایک مدت تک جس کو تم نے اندازہ کیا ہے باوجود اس کے کہ رکھی ہے برکت اللہ نے بیچ مد اہل مدینہ کے ساتھ دعا حضرت ﷺ کے اور ابن جوزی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت واسطے بسم اللہ کہنے کے اوپر اس کے وقت ماپنے کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے کہ میں اس سے کچھ کھاتی تھی یہاں تک کہ بہت مدت ہوگئی سو میں نے ان کو ماپا پس تمام ہوگئے مہلب نے کہا کہ اس حدیث اور مقدام کی حدیث کے درمیان معارضہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی قوت کے موافق تھوڑا سا خرچ بے ماپے نکالتی تھیں سو ان کو اس میں برکت ہوتی تھی باوجود برکت

حضرت ﷺ کے سو جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ماپا تو معلوم کیا اس مدت کو کہ وہاں تک پہنچیں گے اور یہ پھیرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ متبادر ہے طرف اس کے ذہن برکت کے معنی سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ابن حبان کے نزدیک اس طور سے واقع ہوئی کہ ہم ہمیشہ اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ اس کو لڑکے نے ماپا پس کچھ دیر نہ ہوئی کہ تمام ہو گئے اور اگر ہم اس کو نہ ماپتے تو ہم کو امید تھی کہ بہت مدت رہتے اور ظاہر یہ ہے مقدام کی حدیث محمول ہے اس اناج پر جس کو خریدے پس حاصل ہوتی ہے اس میں برکت ساتھ ماپنے کے واسطے ماننے حکم شارع علیہ السلام کے اور اگر ماپنے کے حکم کو نہ مانا جائے تو اس سے برکت نکالی جاتی ہے واسطے شامت نافرمانی کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے اس پر کہ انہوں نے اس کو امتحان اور آزمائش کے واسطے ماپا تھا کہ کیا سچ مچ ماپنے سے برکت ہو جاتی ہے اس واسطے داخل ہوا اس میں نقصان اور حاصل یہ ہے کہ محض ماپنے سے برکت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے اور وہ شارع کے حکم کا ماننا ہے اس چیز میں کہ اس کا ماپنا مشروع ہے اور نہیں کھینچی جاتی برکت ماپی ہوئی چیز سے ساتھ محض ماپنے کے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے مانند معارضہ اور آزمائش کے اور احتمال ہے معنی کیلوا طعامکم کے یہ ہوں کہ جب تک تم اس کو جمع کر رکھو اس حال میں کہ برکت کے طالب ہو اور اجابت کا یقین رکھتے ہو تو گویا کہ جو اس کے بعد اس کو ماپتا تھا تو اس واسطے ماپتا تھا تا کہ اس کی مقدار پہچانے تو یہ اجابت میں شک ہو گا پس عذاب دیا جائے گا ساتھ جلدی تمام ہونے اناج کے اور محبّ طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت جو تولنے سے حاصل ہوتی ہے یہ سبب سلامت رہنے کے بدظنی سے ساتھ خادم کے اس واسطے کہ جب خادم بغیر حساب کے نکالے گا تو کبھی اناج جلدی تمام ہو گا اور اس کو معلوم نہ ہو گا پس خادم کو تہمت ہو گی اور کبھی وہ تہمت سے پاک ہوتا ہے اور جب اس کو ماپ لے گا تو تہمت سے امن میں ہو گا واللہ اعلم ۔

بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهٖ

حضرت ﷺ کے صاع اور مد کی برکت کا بیان

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے اہل کے صاع اور مد کا بیان اور عینی نے کہا کہ ترجمہ باب خاص حضرت ﷺ کی صاع کی برکت میں ہے نہ اہل مدینہ کے صاع کے بیاں میں اور اہل مدینہ کے واسطے کئی قسم کے صاع ہیں جو مختلف ہیں حاصل یہ کہ یہ باب اہل مدینہ کے صاع کے بیان میں نہیں ہے بلکہ خاص حضرت ﷺ کے صاع کی برکت کا بیان ہے جو خاص حضرت ﷺ کے گھر میں تھا۔

فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حج کے اخیر میں مذکور ہو چکی ہے کہ کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو تپ ہوئی اور اس میں یہ لفظ ہے کہ کہا الٰہی برکت کر ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں۔ (فتح)

۱۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَام لِمَكَّةَ.

۱۹۸۵۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو برکت دی یعنی لوگوں میں اس کی بزرگی ظاہر کی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور میں بزرگی دیتا ہوں مدینے کو جیسا کہ بزرگی دی ابراہیم نے مکے کو اور میں نے اہل مدینہ کے واسطے دعا کی ان کے مد میں اور صاع میں مثل اس کی کہ ابراہیم نے اہل مکہ کے واسطے دعا کی۔

فائدہ: یہ حدیث حج کے اخیر میں پہلے بھی گزر چکی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس باب کو باب و مایستحب من الکیل کے پیچھے ذکر کیا تو یہ مشعر ہے کہ جو برکت کہ مقدام کی حدیث میں مذکور ہو چکی ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو ماپنا ساتھ مد اور صاع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی یہ برکت خاص اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد ہی سے اناج ماپا جائے اور احتمال ہے یہ حکم متعدی ہو طرف اس چیز کی جو موافق ہو واسطے ان دونوں کے نہ طرف اس چیز کی جو ان کے مخالف ہو یعنی پس جو صاع اور مد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد کے مخالف ہو اس میں یہ برکت حاصل نہیں ہوتی اگرچہ وہ مدینہ کا صاع ہو۔ (فتح)

۱۹۸۶۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

۱۹۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی برکت دے ان کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں یعنی مدینہ والوں کے صاع اور مد میں۔

فائدہ: صاع اور مد کی برکت سے مراد اناج کی برکت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے پھلوں کی برکت کی دعا کی تھی اس واسطے کہ وہاں اناج نہیں ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے پھل اور اناج دونوں کے واسطے برکت کی

دعا کی اس واسطے کہ وہاں دونوں چیزیں ہوتیں ہیں۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِيْ بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ

باب ہے بیچ بیچنے اناج کے پہلے قبض کے اور بیچ بیان احتکار کے

فائدہ: شرع میں احتکار کہتے ہیں بند رکھنے اناج کو بانتظار گرانی کے بایں طریق کہ گرانی کے وقت کہ لوگوں کو اناج کی حاجت ہو مول لے کر بند رکھے اس نیت سے کہ جب بہت مہنگا ہوگا تو بیچوں گا اور لغت میں احتکار کہتے ہیں بند رکھنے اسباب کو بیچنے سے یعنی اسباب کو بیچے نہیں اور باب کی حدیثوں میں احتکار کا ذکر نہیں جیسا کہ اسمعیلی نے کہا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے اس کو امر سے ساتھ نقل کرنے اناج کے طرف گھروں کی اور منع کرنے بیچ اناج کی سے پہلے پورا لینے اس کے کی پس اگر احتکار حرام ہوتا تو نہ حکم کرتے ساتھ اس چیز کے کہ رجوع کرتی ہے اخیر کو طرف احتکار کی اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے حدیث معمر کی کہ نہیں احتکار کرتا ہے مگر گنہگار روایت کی یہ حدیث مسلم نے لیکن محض اناج کا اپنی جگہوں کی طرف لے جانا نہیں لازم پکڑتا ہے احتکار شرعی کو اس واسطے کہ احتکار شرعی بند رکھنا اناج کا ہے بیچنے سے اور گرانی کی انتظار کرنی باوجود یہ کہ وہ خود اس سے بے پروہ ہو اور لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو ابو زناد نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے اور مالک نے کہا کہ اگر کوئی اپنی زمین سے اناج لا کر اپنے گھر میں بند رکھے تو یہ احتکار نہیں اور امام احمد نے کہا کہ احتکار تو صرف قوتوں میں ہے یعنی جس جس چیز کو آدمی کھا کر جیتے ہیں ان کے سوائے اور چیزوں میں نہیں اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ ترجمہ کے بیان تعریف احتکار کا جو منع ہوا ہے غیر اس حدیث میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس سے قدرے زائد ہے اس پر جو تفسیر کی ہے اس کی اہل لغت نے پس بیان کیں اس نے وہ حدیثیں جس میں قدرت دینا لوگوں کا ہے خریدنے اناج کے سے اور نقل کرنے اس کے کے اور اگر احتکار منع ہوتا تو اٹھا لے جانے سے منع کیے جاتے یا بیان کیا جاتا واسطے ان کے وقت نقل کرنے ان کے کے اسمدت کو کہ وہاں تک پہنچیں اور یا روکا جاتا ان کو خریدنے بہت چیز کے سے جو احتکار کے ظن کی جگہ ہے اور یہ سب وجہیں مشعر ہیں ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے نہیں کہ احتکار منع ہے بیچ حالت خاص کے ساتھ شرطوں خاص کے اور احتکار کی مذمت میں بہت حدیثیں وارد ہوئیں ہیں ان میں سے ایک تو معمر کی حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور ایک عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع ہے کہ جو بند رکھے مسلمانوں پر اناج ان کا تو پہنچاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ جذام اور افلاس کے یعنی مبتلاء کرتا ہے اس کو بلائے بدنی اور مالی میں روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور اسی سے مرفوع حدیث ہے کہ سوداگر رزق دیا گیا اور احتکار کرنے والا ملعون ہے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چالیس دن اناج بند رکھے تو تحقیق بری ہوا اس سے

اللہ اور بری ہوا وہ اللہ سے روایت کی یہ حدیث احمد اور حاکم نے اور اس کی اسناد میں کلام ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو احتکار کرے یعنی بند رکھے اناج کو اس ارادے سے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں پر گرانی کرے تو وہ گنہگار ہے روایت کی یہ حدیث حاکم نے (فتح)

۱۹۸۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

۱۹۸۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے ان لوگوں کو جو اناج اندازے سے خریدتے تھے کہ مارے جاتے تھے یعنی ان کو منع ہوتا تھا کہ بیچیں اناج یہاں تک کہ ٹھکانا دیں ان کو اپنی جگہوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

۱۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجًأ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُرْجَئُونَ مُؤَخَّرُونَ.

۱۹۸۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے مرد اناج کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کس طرح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبض سے پہلے بیچنا یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج موخر ہے اس میں دخل نہیں۔

فائدہ: اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ خریدے ایک مرد دوسرے مرد سے اناج کو ساتھ ایک دینار کے ایک مدت معلوم تک پھر بیچے اس کو اسی سے یا کسی اور آدمی سے پہلے اس سے کہ قبض کرے اناج کو ساتھ دو دیناروں کے مثلا پس یہ جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع درحقیقت سونے کی ہے بدلے سونے کے اور اناج غائب ہے تو گویا کہ بیچا اس نے اپنے دینار کو جس کے ساتھ اس نے اناج کو خریدا تھا ساتھ دو دیناروں کے پس یہ بیاج ہے۔

۱۹۸۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ

۱۹۸۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج کو مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبضے میں لائے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

فائدہ: ان دو حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی۔

۱۹۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ عِنْدَهٗ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا حَتّٰى يَجِيْءَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

۱۹۹۰۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ کون ہے کہ اس کے پاس بیع صرف ہو یعنی اس کے پاس درہم ہوں کہ دیناروں سے بدلہ کرے تو طلحہ نے کہا کہ میں ہوں کہ میرے پاس درہم ہیں سو تو صبر کر یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور اسی اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے یعنی اگرچہ دونوں برابر ہوں مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے شرط ہونے قبض جو وغیرہ ربویات کے سے بیچ مجلس کے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ قبض کرنے اناج کے بغیر اور شرط کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُّقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

باب ہے بیچ بیان بیچنے اناج کے پہلے قبض کرنے کے اور بیچنے اس چیز کے جو تیرے پاس نہیں

فائدہ: نہیں مذکور ہے باب کی حدیثوں میں بیچنا اس چیز کا کہ تیرے پاس نہیں اور شاید کہ اس کی شرط پر یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی پس استنباط کیا ہے اس کو بیع قبل قبض کے منع ہونے سے اور وجہ استدلال کی اس سے بطریق اولی ہے یعنی جب قبض کرنے سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں تو جو چیز کہ پاس نہ ہو اس کا بیچنا بطریق اولی جائز نہ ہو گا اور حدیث نہی کی بیچنے اس چیز کے سے کہ تیرے پاس نہیں روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے ساتھ اس لفظ کے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت رضی اللہ عنہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور ایک چیز مجھ سے خریدنی چاہتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہیں میں اس کو اس کے ہاتھ بیچتا ہوں پھر میں اس کو اس کے واسطے بازار

سے خرید لاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں اور ترمذی نے اس کو مختصر روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے بیچنے اس چیز کے سے جو تیرے پاس نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز پاس نہ ہو اس کو نہ بیچ تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کہے کہ بیچتا ہوں تیرے ہاتھ غلام یا گھر معین اور حالانکہ وہ چیز غائب ہو پس یہ مشابہ ہے دھوکے کی بیع کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ تلف ہو جائے یا وہ اس کے ساتھ راضی نہ ہو دوم یہ کہ کہے کہ یہ گھر ساتھ اپنی قیمت کے ہے اس بنا پر کہ خریدوں میں اس کو واسطے تیرے مالک اس کے سے یا یہ کہ اس کا مالک اس کو تیری طرف سپرد کرے اور قبضہ حکیم کا موافق ہے واسطے احتمال ثانی کے۔ (فتح)

۱۹۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُّبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ.

۱۹۹۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ چیز جس سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پس وہ اناج کا بیچنا ہے پہلے قبض کرنے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مانند اس کی یعنی قبض سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ گمان کرتا ہوں میں ہر چیز کو بجائے اناج کے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فقاہت سے ہے اور ابن منذر اس طرف مائل ہوا ہے کہ یہ حکم اناج کے ساتھ خاص ہے کہ قبض سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور حجت پکڑی ہے ابن منذر نے ساتھ اس کے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو کوئی غلام خریدے پھر اس کو قبض سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فارق کے اور وہ رغبت شارع کی ہے طرف آزاد کرنے کی اور پہلے گزر چکا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج مؤخر ہے اور اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے پس اس تفسیر کی بنا پر نہیں خاص ہوتی نہی ساتھ اناج کے اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مثل اس کی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچا جائے اسباب جس جگہ کہ خریدا جائے یہاں تک کہ اٹھا لے جائے اس کو طرف جگہوں اپنی کے یعنی اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اپنی جگہ میں لے جائے یا اور جگہ رکھ لے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیثیں حجت ہیں عثمان لیثی پر اس واسطے کہ جائز رکھا ہے اس نے بیچنا ہر چیز کا پہلے قبض کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو اس نے اناج کو عموم پر

حمل کیا ہے اور لاحق کیا ہے اس نے ساتھ خریدنے کے سب معاوضات کو اور لاحق کیا ہے امام شافعی اور ابن حبیب اور سحنون نے ساتھ اناج کے ہر وہ چیز کہ اس میں حق پورا لینے کا ہے اور زیادہ کیا ہے ابو حنیفہ اور شافعی نے پس متعدی کیا ہے اس کو طرف ہر خریدی ہوئی چیز کے مگر ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے عقار یعنی زمین اور باغات وغیرہ غیر منقول کو اور امام شافعی نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے نفع اٹھانے اس چیز سے کہ ضمان میں نہیں آئی اور حاصل یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک قبض سے پہلے اناج کو بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک کسی چیز کا بیچنا درست نہیں خواہ منقول ہو یا غیر منقول مانند زمین وغیرہ کے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمین کا بیچنا درست ہے اور منقول کا بیچنا درست نہیں اور منقول وہ چیز ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے اور غیر منقول وہ ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکے ماسوا زمین وغیرہ کے اور بیچ صفت قبض کے امام شافعی سے تفصیل ہے جو چیز کہ ہاتھ سے اٹھائی جائے مانند درہم اور دینار اور کپڑے کے تو اس کا قبضہ ساتھ اٹھا لینے کے ہے اور جو چیز کہ اٹھائی نہ جا سکے مانند زمین کی اور میوے کے درخت پر تو اس کا قبض کرنا ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی اس کو اس میں تصرف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور جو عادت میں نقل کی جاتی ہے مانند لکڑیوں کی اور اناجوں کی اور جانور کی تو اس کا قبض کرنا ساتھ نقل کے ہے اس مکان سے کہ بائع کو اس کے ساتھ خصوصیت نہیں اور اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس میں تخلیہ کافی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پورا لینا مبیع منقول کا بائع سے اور باقی رکھنا اس کا بائع کی جگہ میں نہیں ہوتی قبض شرعی یہاں تک کہ نقل کرے اس کو خریدار طرف اس مکان کی کہ نہیں خصوصیت ہے بائع کو ساتھ اس کے کما تقدم۔ (فتح)

۱۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ إِسْمَاعِيلُ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

۱۹۹۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اناج مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو تول کر قبضے میں لائے۔

بَابُ مَنْ رَأٰى إِذَا اشْتَرٰى طَعَامًا جِزَافًا أَنْ لَّا يَبِيعَهُ حَتّٰى يُؤْوِيَهُ إِلٰى رَحْلِهِ وَالْأَدَبِ فِيْ ذٰلِكَ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اعتقاد کرتا ہے کہ جب کوئی خریدے اناج کو تخمینے سے بغیر تولنے اور ماپنے کے تو نہ بیچے اس کو یہاں تک کہ ٹھکانہ دے اپنی جگہ میں اور بیان ادب کا بیچ اس کے۔

فائدہ: یعنی بیان ہے تعزیر اس شخص کا جو بیچے اس کو پہلے اس سے کہ ٹھکانہ دے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور اس کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن نہیں خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اندازے کے اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ ٹھکانہ دینے کے اپنی جگہ میں یعنی یہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تولی ہوئی چیز کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح یہ حکم اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینے کے ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ اگر خریدنے کی جگہ سے اس کو اٹھا کر اور جگہ رکھ لے تو بھی یہی حکم ہے جو پہلی بات یہ کہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں پس واسطے اس چیز کے ہے جو ثابت ہو چکی ہے قبض سے پہلے اناج کا بیچنا منع ہے پس تولی ہوئی چیز بھی اس میں داخل ہوئی اور وارد ہوئی ہے نص اوپر تولی ہوئی چیز کے دوسرے طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے روایت کیا ہے اس کو ابو داود نے اور لیکن دوسری بات کہ یہ حکم اپنی جگہ میں لے جانے کے ساتھ مقید نہیں پس واسطے اس کے ہے کہ اس کو اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینا باعتبار عادت کے صادر ہوا ہے اور مسلم کے بعض طریقوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اناج کو خریدتے تھے سو بیچتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ہماری اس شخص کو جو حکم کرے ہم کو ساتھ نقل کرنے اس کے کی اس جگہ سے کہ ہم نے اس کو اس میں خریدا طرف اور جگہ کی کہ سوائے اس کے ہے پہلے اس سے کہ ہم بیچیں اس کو اور امام مالک نے مشہور قول میں تخمینے اور تولی ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا کہ جائز ہے بیچنا تخمینا کی ہوئی چیز کا پہلے قبض کے یعنی اور تولی ہوئی چیز کا قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق کا کہ اندازہ کی ہوئی چیز کو قبض سے پہلے بیچنا درست ہے اور پورا لینا تو صرف ماپی ہوئی اور تولی ہوئی چیز میں ہوتا ہے اور امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو خریدے اناج کو ماپ کر یا تول کر تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبض کرے اور روایت کیا ہے اس کو ابو داود اور نسائی نے اس لفظ سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے منع کیا یہ کہ بیچے کوئی اناج جس کو ماپ سے خریدا ہو یہاں تک کہ پورا لے اس کو اور دار قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اناج کے سے یہاں تک کہ جاری ہوں اس میں دو صاع ایک صاع بائع کا اور ایک صاع خریدار کا اور مانند اس کی ہے واسطے بزار کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد حسن کے اور اس میں دلالت ہے کہ قبض کرنا شرط ہے ماپنے کی چیز میں تو کیل کے ساتھ قبض کرے اور تولنے کی چیز میں تولنے کے ساتھ قبض کرے سو جو خریدے کسی چیز کو از روئے ماپنے کے یا تولنے کے یعنی اس کے ساتھ مقرر کیا کہ مثلا ماپ کر یا تول کر لوں گا پھر قبض کیا اس کو اندازے سے تو اس کی قبض فاسد ہے اور اگر اس کو خریدے یہ بات مقرر کر کے کہ ماپ کر لوں گا پھر اس کو تول کر قبض کرے اور بالعکس اس کے تو یہ بھی قبض فاسد ہے اور جو ماپ سے خریدے اور اس کو قبض کرے پھر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو نہیں جائز ہے سپرد کرنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے یہاں تک کہ مشتری کو دوبارہ ماپ کر دے اور یہی سب جمہور کا قول ہے اور

عطاء نے کہا کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے مطلق اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کو نقد قیمت سے بیچے تو پہلے ماپ سے جائز ہے اور اگر اس کو ادھار بیچے تو پہلے ماپ سے جائز نہیں یعنی بلکہ دوبارہ ماپ کر کے دے اور حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ہے تادیب اس شخص کا جو فاسد معاملہ کرے اور کھڑا کرنا امام کا لوگوں پر اس شخص کو جو ان کے حالات کی نگہبانی کرے۔ (فتح)

۱۹۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُوْنَ جِزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُوْنَ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.

۱۹۹۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ اناج کو تخمینے سے خریدتے تھے مارے جاتے تھے اور منع کیے جاتے تھے اس سے کہ اناج کو اپنی جگہ میں بیچیں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہوں میں ٹھکانہ دیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے برابر ہے کہ بیچنے والوں کو اس کی مقدار معلوم ہو یا نہیں اور امام مالک نے فرق کیا ہے پس اگر جانتا ہو تو صحیح نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے پس میں اس میں اختلاف نہیں جانتا جب کہ بائع اور مشتری کو اس کی مقدار معلوم نہ ہو پس اگر اس کو اندازے سے خریدے تو اس کے بیچنے میں نقل سے پہلے امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور نقل کرنا اس کا قبض کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرٰى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُّقْبَضَ

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی کسی اسباب کو یا کسی چار پائے کو خریدے اور اس کو بائع کے نزدیک چھوڑ دے اور بائع اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے یا وہ چار پایا قبض کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: وارد کی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے ہجرت کے اور اس میں ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونٹنی سے کہ لیا میں نے ان کو ساتھ مول کے مہلب نے کہا کہ وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ یہ جواب آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو لیا تو یہ لینا نہ ہاتھ کے ساتھ تھا اور نہ ساتھ گھیرنے وجوہ اس کے اور یہ تو صرف التزام تھا واسطے خریدنے اس کے کے ساتھ مول کے اور نکالنے اس کے ملک ابوبکر سے اور یہ قول مہلب کا واضح نہیں اس واسطے کہ قصہ اس بیان کے واسطے نہیں چلایا گیا اسی واسطے مختصر کیا اس میں قدر مول کو اور صفت عقد کو پس حمل کیا جائے گا یہ کل اس پر کہ راوی نے اس کو اختصار کیا اس واسطے کہ وہ

نہیں اس کی غرض سے اس کے سیاق میں اس طرح اختصار کیا اس میں صفت قبض کو پس نہ ہوگی اس میں حجت بیچ نہ ہونے شرط قبض کے اور ابن منیر نے کہا کہ مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ ثابت کرے انتقال ضمان کو بیچ چار پائے اور مانند اس کی کے طرف مشتری کے ساتھ نفس عقد کے پس استدلال کیا واسطے اس کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں نے اس کو مول سے لیا اور تحقیق یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قبض نہیں کیا تھا بلکہ اس کو ابوبکر کے پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا نہ تھا کہ حضرت ﷺ اس کو ابوبکر کے ضمان میں چھوڑیں واسطے اس چیز کے کہ اس کو آپ کے نیک اخلاق چاہتے ہیں تا کہ وہ آپ کی ملک ہو اور اس کی ضمانت ابوبکر پر ہو بغیر قبض کرنے کے مول کے یعنی یہ بات آپ کے مکارم اخلاق سے بعید ہے خاص کر کے اس قصے میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے حضرت ﷺ کے واسطے نفع ابوبکر کے اس واسطے کہ آپ نے انکار کیا لینے اس کے سے مگر ساتھ مول کے میں کہتا ہوں کہ البتہ تعسف کیا اس نے جیسا کہ تعسف کیا اس سے پہلے نے اور نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ لاچار کرے طرف اس کی اس واسطے کہ دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری رحمہ اللہ کے کہ پھر رکھے اس کو نزدیک بائع کے نہایت ظاہر ہے اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر قبض کے بیع صحیح ہو اور اس پر دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری کے کہ یا مر جائے پہلے قبض کرنے کے پس وہ وارد ہے بطور استفہام کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے بیچ اس کے بلکہ وہ احتمال پر ہے پس نہیں حاجت ہے واسطے اٹھوانے اس کے کی اس چیز کو کہ اس نے نہیں اٹھائی ہاں یہ بات ہے کہ ذکر کرنا اس کا واسطے اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ ابتداء باب کے مشعر ہے واسطے اختیار کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے وہ اوپر اس کے پس اسی واسطے حاجت ہوئی طرف ظاہر کرنے مناسبت کی اور اللہ ہے توفیق دینے والا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا مَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَّجْمُوعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو چیز کہ پائے اس کو مشتری نزدیک عقد بیع کے زندہ اور مجموع یعنی اپنی حالت سے متغیر نہ ہوئی ہو تو وہ خریدار کے مال سے ہے یعنی وہ مال خریدار کی ملک میں داخل ہے اگر ہلاک ہو جائے تو اس کی ضمانت خریدار پر ہے یعنی وہ خریدار کا مال جو تلف ہو بائع پر اس کا تاوان نہیں آتا۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو طحاوی نے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں ہے کہ وہ خریدار کے مال میں سے ہے اور طحاوی نے بھی اس کو اسی طرح روایت کیا ہے لیکن اس میں مجموعا کا لفظ نہیں اور ادراک کی اسناد عقد کی طرف مجازی ہے یعنی جو چیز کہ عقد کے وقت موجود ہو اور بیع سے جدا نہ ہو تو وہ خریدار کے مال میں سے

ہے یعنی اگر چہ بائع کے پاس تلف ہو اور طحاوی نے کہا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ جب عقد بیع کے وقت کوئی چیز زندہ ہو پھر وہ اس کے بعد بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو وہ خریدار کے ضمان سے ہے پس معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اعتقاد تھا کہ کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے پہلے جدا ہونے کے ساتھ بدنوں کے انتھی اور جو طحاوی نے کہا وہ لازم نہیں اور کس طرح حجت پکڑی جائے گی ساتھ امر محتمل کے بیچ معارضہ امر مصرح بہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے تصریح گزر چکی ہے کہ ان کا اعتقاد تفرق بالا بدان پر تھا کہ جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے بدنوں کے ساتھ جدا نہ ہوں تب تک فسخ کا اختیار باقی رہتا ہے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس جگہ منقول ہے تو وہ احتمال رکھتا ہے کہ بدنوں سے جدا ہونے سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ اس کے بعد ہو پس حمل کرنا اس کا اس کے مابعد پر اولی ہے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں اس کی کے اور ابن حبیب نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی غلام بیچے اور اس کو مول کے بدلے روک رکھے یعنی مشتری سے کہے کہ جب تو مول ادا کرے گا تو اس وقت غلام کو تیرے سپرد کروں گا پھر بائع کے کے ہاتھ میں وہ غلام ہلاک ہو جائے پہلے اس کے کہ مشتری مول لائے سو سعید بن مسیب اور ربیعہ نے کہا کہ اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی وہ غلام بائع کا ہلاک ہو گا مشتری کا کچھ نہ جائے گا اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا ہے امام مالک نے بعد اس کے کہ پہلے قول کے ساتھ قائل تھا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور پہلا قول حنفیہ اور شافعیہ کا ہے یعنی اس کی ضمان بائع پر ہے اور اصل اس میں شرط ہونا قبض کا ہے بیچ صحت بیع کے سو جو کہتا ہے کہ بیع کے صحیح ہونے میں قبض کرنا شرط ہے اس کے نزدیک اس کی ضمان بائع پر ہے اور جو اس کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے واللہ اعلم اور عبدالرزاق نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ اس میں تفصیل روایت کی ہے طاؤس نے کہا کہ اگر بائع مشتری سے کہے کہ میں تجھ کو غلام نہ دوں گا یہاں تک کہ تو مجھ کو اس کا مول نقد دے یعنی دست بدست دے پھر ہلاک ہو جائے بیچ ہاتھ بائع کے تو اس کی ضمان بائع پر ہے نہیں تو اس کی ضمان مشتری پر ہے اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں لفظ مبتاع سے مراد خریدی ہوئی چیز ہے اور یہ کھری بات ہے اور تحقیق پوچھے گئے امام احمد اس شخص کے حال سے جس نے اناج خریدا پھر اس کے اٹھوانے کے واسطے مزدور کی تلاش کو گیا جب پھر آیا تو دیکھا کہ سب اناج جل گیا ہے سو امام احمد نے کہا کہ اس کی ضمان خریدار پر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اثر میں یہ لفظ آیا ہے کہ وہ مشتری کے مال میں سے ہے اور بعضوں نے اس پر یہ تصریح کی ہے کہ جب بیع معین ہو تو محض عقد سے مشتری کی ضمان میں داخل ہو جاتی ہے اگر چہ مشتری اس کو قبض نہ کرے بخلاف اس چیز کے کہ ذمہ میں ہو کہ وہ نہیں داخل ہوتی بیچ ضمان مشتری کے مگر بعد قبض کے جیسا کہ ایک قفیز کو ڈھیر سے خریدے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی پوری شرح ہجرت کے باب میں آئے گی۔ (فتح)

۱۹۹٤۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا يَأْتِي فِيهِ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ أَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ فَلَمَّا أُذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَمْ يَرُعْنَا إِلَّا وَقَدْ أَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهِ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ حَدَثَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ يَعْنِي عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ قَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ الصُّحْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِي نَاقَتَيْنِ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَخُذْ إِحْدَاهُمَا قَالَ قَدْ أَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ.

۱۹۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ ایسا کم دن تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آتا تھا کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آتے تھے ایک دونوں طرفوں دن کے میں یعنی صبح کو یا شام کو سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے کی طرف نکلنے یعنی ہجرت کی اجازت ہوئی تو نہ خوف میں ڈالا ہم کو کسی چیز نے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت ہمارے پاس آئے یعنی ہمیشہ دستور یہ تھا کہ صبح یا شام کو آیا کرتے اور چونکہ کہ اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے برخلاف ظہر کے وقت آئے تو اس سے ہم گھبرائے تو ابوبکر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ نہیں آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میں مگر کسی حادثے کے سبب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا سو جب ابوبکر پر داخل ہوئے تو ابوبکر سے کہا کہ باہر نکال جو کوئی تیرے پاس ہے یعنی تاکہ ہماری بات اور کوئی نہ سنے ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو میری صرف دونوں بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چاہتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی تیرا ساتھ چاہتا ہوں ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جن کو نکلنے کے لیے میں نے تیار رکھا ہے سو دونوں میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے لیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو مول لیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے اونٹ کو خریدا پھر اس کو انہیں کے پاس چھوڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کو خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دینا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتْرُكَ

نہ بیچے کوئی اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ مول ٹھہرائے کوئی اپنے بھائی کے مول ٹھہرے پر یہاں تک کہ وہ

اس کو اجازت دے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور یہ جو عدم جواز کو اذن یا ترک کے ساتھ مقید کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے اور وہ حدیث وہ ہے جو مسلم نے نافع سے روایت کی ہے اس حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی کی منگنی پر مگر یہ کہ وہ اس کو اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ وہ اس کو اجازت دے تو احتمال ہے کہ وہ دونوں حکموں سے مستثنیٰ ہو جیسا کہ شافعی کا قاعدہ ہے اور احتمال ہے کہ یہ صرف اخیر حکم سے مستثنیٰ ہو اور تائید کرتی ہے دوسری کو روایت مصنف کی نکاح میں ساتھ اس لفظ کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بھائی کی منگنی پر یہاں تک کہ پہلا منگنی والا چھوڑ دے یا دوسرے کو اجازت دے اسی واسطے پیدا ہوا ہے اختلاف بیچ شافعیہ کے کہ یہ استثناء فقط نکاح کے ساتھ خاص ہے یا بیع کا بھی یہی حکم ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں اور نسائی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ نہ بیچے مرد اپنے بھائی کی بیع پر یہاں تک کہ خریدے یا چھوڑے اور نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں سوم کا ذکر بھی کیا ہے اور اس کا ذکر باب کی حدیثوں میں واقع نہیں ہوا اور گویا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں سوم کا ذکر بھی آ چکا ہے اور وہ روایت ہے جس کو بخاری نے شروط میں اس لفظ سے نکالا ہے یہ کہ مول ٹھہرائے مرد اپنے بھائی کے مول ٹھہرانے پر اور مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ.

۱۹۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر۔

فائدہ: اور ظاہر قید بھائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہے یعنی مسلمان کی بیع پر بیع نہ کرے اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور ابو عبید کا شافعیہ میں سے اور اس سے زیادہ تر صریح مسلم کی روایت ہے کہ فرمایا کہ نہ مول ٹھہرائے مسلمان مسلمان کے مول ٹھہرانے پر اور جمہور کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے مسلمان اور ذمی کافر کے اور بھائی کا ذکر باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے۔ (فتح)

۱۹۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۱۹۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِيْ إِنَائِهَا.

حضرت ﷺ نے یہ کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ بخش کرو اور نہ بیچے مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بھائی کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے وہ بھی آپ لے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ بیچنے پر بیچنا حرام ہے اور اسی طرح خریدنے پر خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنے پر بیچنا یہ ہے کہ کہ ایک شخص نے خیار کر کے ایک چیز مول لی اور ایک اور شخص خریدار کو کہے کہ اس بیع کو فسخ کر کہ میں تیرے ہاتھ ایسی ہی چیز اس سے کم مول سے بیچوں گا یعنی سستی بیچوں گا یا بیع کو کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر کہ میں یہ چیز تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں گا اور اس پر سب کا اجماع ہے اور اپر سوم پس اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز کو پکڑے تا کہ اس کو خریدے اور دوسرا اس کو کہے کہ اس چیز کو پھیر دے کہ میں تیرے ہاتھ اسی سے بہتر چیز اتنے ہی مول کو بیچوں گا یا اس کی مانند اس سے سستی بیچوں گا یا بائع کو کہے کہ اس چیز کو مشتری سے پھیر لے تا کہ میں اس کو تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں اور محل اس کا بعد ٹھہر جانے اور قرار پانے مول کے ہے اور مائل کرنی ایک ان دونوں کی ہے طرف دوسرے کی پس اگر یہ مول صریحا ٹھہر چکا ہے تو اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور اگر ظاہر ہو تو اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں اور نقل کی ہے ابن حزم نے شرط مائل کی مالک سے اور کہا کہ حدیث کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضرور ہے امر مبین سے واسطے جگہ تحریم کے مول ٹھہرانے میں اس واسطے کہ نیلام میں مول ٹھہرانا بالاتفاق حرام نہیں جیسا کہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے پس متعین ہوئی یہ بات کہ حرام مول ٹھہرانا وہ ہے کہ جو واقع ہو اس میں قدرے زائد اوپر اس کی اور تحقیق استثنا کیا ہے بعض شافعیہ نے حرام ہونے بیع اور مول ٹھہرانے سے اوپر دوسرے کے اس وقت جب کہ مشتری کو غبن فاحش نہ ہو اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ دین تو خیر خواہی ہے لیکن نہیں منحصر ہے خیر خواہی بیع میں اور مول ٹھہرانے میں پس جائز ہے اس کو یہ کہ معلوم کرائے اس کو اس کی قیمت اتنی ہے اور اگر تو اتنے کو بیچے گا تو غبن کیا جائے گا بغیر اس کے کہ اس میں زیادہ کرے پس جمع کرے گا ساتھ اس کے درمیان دونوں مصلحتوں کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے لیکن اس کا فاعل گنہگار ہوتا ہے اور نزدیک مالکیہ اور حنابلہ کے اس کے فاسد ہونے میں دو روایتیں ہیں اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اہل ظاہر نے اور بیان

نجش اور بیع حاضر کا واسطے بادی کے اور منگنی کا آئندہ اپنی اپنی جگہ میں آئے گا۔ (فتح الباری)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ

باب ہے نیلامی کے بیان میں

فائدہ: چونکہ پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ ایک کے مول پر دوسرے کا مول ٹھہرانا منع ہے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ بیان کرے جگہ حرام ہونے کو اس سے کہ کس جگہ مول پر مول ٹھہرانا منع ہے اور شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو بزار نے سفیان بن وہب سے روایت کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منع فرماتے تھے نیلام کرنے سے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ أَدْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ فِيمَنْ يَزِيدُ

اور عطاء نے کہا کہ پایا میں نے لوگوں کو کہ نہ دیکھتے تھے خوف ساتھ بیچنے مال غنیمتوں کے اس شخص کے حق میں جو مول زیادہ کرے یعنی غنیمت کے مال کو نیلام کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ نہیں خوف ہے ساتھ نیلام کرنے کے اور اسی طرح خمس بھی بیچی جاتی ہے اور ترمذی نے انس کی حدیث مذکور کے پیچھے کہا اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے نہیں دیکھتے ہیں خوف ساتھ نیلام کرنے کے بیچ مال غنیمت اور وراثت کے اور ابن عربی نے کہا کہ نہیں ہیں کوئی معنی خاص ہونے جواز کے ساتھ غنیمت اور وراثت کے مالوں کے اس واسطے کہ باب ایک ہے اور معنی مشترک ہیں اور شائد قید کی ہے امام ترمذی نے ساتھ اس چیز کے جو ابن خزیمہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے ایک تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر یہاں تک کہ چھوڑ دے مگر غنیمت اور وراثت کا مال اور گویا کہ یہ نکلا باعتبار غالب اوقات کے اس چیز میں کہ اس میں نیلام کرنے کی عادت ہے اور وہ غنیمت اور وراثت کے مال ہیں اور ان کے سوا اور سب مال ان کے ساتھ ملحق ہیں واسطے شریک ہونے کے حکم میں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اوزاعی اور اسحاق نے سو کہتے ہیں کہ خاص ہے جواز ساتھ مغانم اور وراثت کے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ نیلام کرنا مکروہ ہے۔ (فتح)

۱۹۹۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۹۹۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام مدبر کیا یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے پھر محتاج ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ نے اس کو اتنی اتنی قیمت سے خرید لیا یعنی بہت قیمت سے خریدا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهٗ إِلَيْهِ. فرمایا وہ غلام نعیم کو دیا۔

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسمٰعیلی نے سو کہا کہ مدبر کے قصے میں نیلامی کا ذکر نہیں اس واسطے کہ نیلام کرنا یہ ہے کہ پہلے ایک شخص مول دے پھر دوسرا اس سے زیادہ مول دے اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ حدیث میں باب کے موافق یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے پس یہ تعرض ہے واسطے زیادت کے یعنی کون زیادہ مول دیتا ہے تا کہ حکم کریں بیع اس کے واسطے اس محتاج کے کہ بیچا تھا اس کو اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح بیع المدبر میں آئندہ آئے گی اور اس کے محتاج ہونے کا بیان اخیر کتاب استقراض میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ النَّجْشِ باب ہے نجش کے بیان میں

فائدہ: نجش شرع میں کہتے ہیں اس کو کہ ایک شخص کچھ خریدتا ہے اور ایک شخص اور آیا اور اس نے اس چیز کا زیادہ مول لگایا اور اس کو خریدنا منظور نہیں منظور یہی ہے کہ لینا والا میرے دیکھا دیکھی اس کے لینے میں زیادہ رغبت کرے اور اس کو خرید لے اور یہ بات بائع سے موافقت سے ہوتی ہے پس گناہ میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بائع اس کے موافق نہیں ہوتا اور اس کو اس کا علم نہیں ہوتا پس اندریں صورت یہ گناہ صرف نجش کرنے والے کو ہوگا اور نہ بائع کو اور کبھی خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے بائع مانند اس شخص کی کہ خبر دی کہ میں نے خریدا ہے اسباب کو ساتھ زیادہ مول کے اس چیز سے کہ خریدا ہے اس کو ساتھ اس کے یعنی اس نے بیس روپیہ سے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس کو تیس روپیہ سے خریدا ہے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تیس روپیہ سے خریدی ہے تا کہ دھوکا دے ساتھ اس کے اپنے غیر کو **کماسیاتی من کلام الصحابی فی هذاالباب** (فتح)۔

وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ اور بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ بیع جائز نہیں

فائدہ: شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ اس کے ایک عامل نے بندے بھیجے تو عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کو زیادہ مول لگاتا تھا پھر بیچتا تو البتہ نقصان ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ یہ بیع نجش ہے حلال نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ لوگوں میں پکار دی کہ یہ بیع مردود ہے یہ حلال نہیں ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیع میں جب کہ واقع ہو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ایک گروہ اہل حدیث سے کہ یہ بیع فاسد ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی

مشہور ہے نزدیک حنبلیہ کے جب کہ یہ بائع کی موافقت سے ہو یا اس کے قول سے اور مشہور نزدیک مالکیہ کے بیچ مثل اس مسئلے کے ثابت ہونا خیار کا ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے واسطے قیاس کے مصراۃ پر صحیح تر ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور رافعی نے کہا کہ مطلق چھوڑا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے مختصر میں گنہگار ہونے ناجش کو اور شرط کی ہے بیچ گنہگار ہونے اس شخص کے جو اپنے بھائی کی بیع پر بیچے یہ کہ وہ نہی کو جانتا ہو یعنی نجش تو مطلق گناہ ہے خواہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور نہ جانتا ہو اور بیع پر بیع کرنی اس وقت منع ہے جب کہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور جواب دیا ہے شارحین نے ساتھ اس کے کہ نجش دھوکا اور دغابازی ہے اور دھوکے کا حرام ہونا ہر ایک پر ظاہر ہے اور اس کو ہر ایک جانتا ہے اگرچہ خاص اس حدیث کو نہ جانے بخلاف بیع پر بیع کرنے کے اس کے جاننے میں ہر ایک شریک نہیں اور رافعی نے اس فرق پر شبہ کیا ہے پس کہا کہ بیع پر بیع کرنی ضرر دیتا ہے اور ضرر کے حرام ہونے کو ہر کوئی جانتا ہے کہا پس وجہ خاص کرنے گناہ کی دونوں جگہوں میں ساتھ اس شخص کے ہے جو اس کو حرام ہونے کو جانتا ہو بیہقی نے معرفہ میں شافعی سے حکایت کی ہے کہ نجش میں بھی نہی صرف اسی کے ساتھ خاص ہے جو نہی کو جانتا ہو پس ظاہر ہوا کہ جو رافع نے بحث سے کہا ہے وہ منصوص ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اگر نہی کو جانتا ہو اور بیع جائز ہے نجش کرنے والے کے گناہ سے فاسد نہیں ہوتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ

اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ نجش کرنے والا بیاج کھانے والا خائن ہے

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الشہادات میں نقل کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے اسباب کھڑا کیا سو اس نے اللہ کے ساتھ قسم کھائی کہ اتنی قیمت کو خریدا ہے یا مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی اور میں نے نہیں دیا اور حالانکہ اس کو اتنی قیمت نہ ملتی تھی پس ابن ابی اوفی نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا ہے اور خائن ہے اور ایک روایت میں خائن کے بدلے ملعون آیا ہے اور مطلق کہا ابن ابی اوفی نے اس شخص کو جس نے خبر دی تھی کہ میں نے اتنے کو خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنے کو نہیں خریدا تھا بلکہ اس نے اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدا تھا کہ وہ ناجش ہے واسطے شریک ہونے اس کے ساتھ اس شخص کے جو اسباب کا زیادہ مول لگائے اور اس کا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو بیچ دھوکا دینے غیر کے تو گناہ میں بھی دونوں شریک ہوں گے اور ہونے اس کے کھانے والا بیاج کا اور اسی طرح صحیح ہے پہلی تفسیر پر اگر بائع اس کی موافقت کرے اور اس کے واسطے اس پر کچھ اجرت ٹھہرائے پس دونوں خیانت میں مشترک ہوں گے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اکثر علماء نے اوپر تفسیر نجش کے شرح میں ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری اور ابن عبدالبر اور ابن عربی اور ابن حزم

نے کہا کہ یہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ ہو زیادتی مذکورہ مول مثل سے ابن عربی نے کہا کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کا اسباب دیکھے کہ بیچا جاتا ہے کم قیمت اس کی سے یعنی معلوم کرے کہ سستا بکتا ہے اور اس پر زیادہ مول لگائے تا کہ وہ اپنی ٹھیک قیمت کو پہنچ جائے تو نہ ہوگا وہ ناجش گنہگار بلکہ اس کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی اس پر بعض شافعیہ متاخرین نے اور ابن عربی کے قول میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں بند ہے خیر خواہی اس میں کہ وہ وہم پیدا کرا دے کہ اس کا خریدنے کا ارادہ ہے اور اس کی یہ غرض نہیں بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ زیادہ کرے اوپر اس شخص کی جو ارادہ کرتا ہے خریدنے کا اکثر اس چیز سے کہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ خریدے ساتھ اس کے پس خیر خواہی چاہنے والے کے واسطے بہتر یہ ہے کہ بائع کو معلوم کرا دے کہ تیرے اسباب کی قیمت اس سے زیادہ ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے اور احتمال ہے کہ وہ اس پر متعین نہ ہو یہاں تک کہ وہ اس سے پوچھے واسطے حدیث آئندہ کے کہ چھوڑ دو لوگوں کو کہ رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے اور جب کوئی اپنے بھائی کی خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کر دے۔ (فتح)

وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ — اور یہ نجش دھوکا ہے اور باطل اور حرام ہے

فائدہ: یہ کلام امام بخاری کی فقاہت سے ہے ابن ابی اوفی کی کلام سے نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ فریب آگ میں ہے اور جو کوئی وہ کام کرے جس پر کہ ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث ابن عدی نے کامل میں روایت کی ہے اور دوسری حدیث صلح میں آئے گی۔

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ.

۱۹۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے نجش سے۔

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب ہے بیان بیع غرور کے یعنی جس میں مبیع مجہول ہو یا بائع کی قدرت میں نہ ہو جیسے مچھلی دریا میں اور جانور ہوا میں اور بیچنے حمل حمل کے

فائدہ: حبل الحبلہ کا عطف عطف خاص کا ہے عام پر اور باب میں غرر کی بیع صریحاً مذکور نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے بیع غرر کے سے اور

روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بیع غرر کی منع ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے سہل سے اور احمد کے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نہ خرید و مچھلی کو پانی میں اس واسطے کہ وہ غرر ہے اور مچھلی کا پانی میں خریدنا ایک قسم ہے قسموں غرر سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے بیچنا جانور کا ہوا میں اور معدوم کا اور مجہول چیز کا اور بھاگے ہوئے غلام کا اور امام نووی نے کہا کہ نہی بیع غرر سے اصل ہے اصول بیع سے سو اس کے تلے بہت سے مسئلے داخل ہوتے ہیں اور بیع غرر سے دو امر مستثنیٰ ہیں ایک وہ جو کہ تبعاً مبیع میں داخل ہو پس اگر اکیلی ہو تو اس کی بیع صحیح نہ ہو دوم وہ جو کہ اعراض کیا جاتا ہے مثل اس کے سے یا تو اس کی حقارت کی وجہ سے یا واسطے مشقت کے اس کی تمیز اور تعیین میں پس پہلی قسم سے ہے بیچنا گھر کی بنیاد کا اور چارپائے کا جس کے تھنوں میں دودھ ہو اور حمل والے کا اور دوسری قسم سے ہے جبہ روئی سے بھرا ہوا ہو اور ایک بار پانی پینا مشک سے، کہا اور جس چیز میں علماء کو اختلاف ہے تو وہ مبنی ہے اوپر اختلاف ان کے کی بیچ ہونے اس کے کے حقیر یا مشکل ہو تمیز اور تعیین اس کی پس ہوگا غرر اس میں مانند معدوم کی پس صحیح ہو گی اور بالعکس کہا اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بیع غرر کا کچھ ڈر نہیں ابن بطال نے کہا کہ شاید اس کو نہی نہیں پہنچی نہیں تو جو چیز کہ ممکن ہو یا کہ پائی جائے اور یہ کہ نہ پائی جائے نہیں صحیح ہے اور اس طرح کہ نہ صحیح ہوا کثر اوقات پس اگر اکثر اوقات صحیح ہونا مانند میوے کی ابتدا پختگی میں یا ہو چھپا ہوا تابع مانند حمل کی ساتھ حمل والے جانور کے تو جائز ہے واسطے کم ہونے دھوکے کے اور شاید کہ یہی ہے مراد ابن سیرین کی لیکن اس سے منع کرتی ہے وہ چیز جو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیچنے غلام بھاگے ہوئے کے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بیع غرر کی جائز تھی جب کہ مال میں سلامت رہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۹۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا.

۱۹۹۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیچنے حمل حمل کے سے اور یہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیت کیا کرتے تھے تھا آدمی کہ خریدتا تھا اونٹ کو یہاں تک کہ بچہ جنے اونٹنی پر بچہ جنے وہ اونٹنی کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

فائدہ: اور ساتھ ظاہر اس روایت کے کہا ہے سعید بن مسیب نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے مالک نے اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا اور وہ حمل حمل کی بیع یہ ہے کہ بیچے ساتھ مول کے

یہاں تک کہ اونٹنی کا بچہ حاملہ ہو کر بچہ جنے یعنی مشتری اوسٹ کو خریدے اس وعدے پر کہ اس کا مول اس وقت دوں گا جب کہ اونٹنی کا بچہ بڑا ہو کر بچہ جنے گا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ بیچے ساتھ تاخیر مول کے یہاں تک کہ اونٹنی حاملہ ہو اور جنے پھر اس کا بچہ حاملہ اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو اسحاق نے تنبیہ میں پس نہیں شرط کی اس نے وضع حمل بچہ کی مانند روایت مالک کی اور یہ منع اس واسطے ہے کہ مدت میں جہالت ہے اس واسطے کہ اس کی مدت معلوم نہیں کہ کب حاملہ ہوگی اور کب جنے گی اور اس بنا پر تفسیر کے لائق تھا کہ اس کو باب السلم میں ذکر کیا جاتا اور ابو عبیدہ اور ابو عبید اور احمد اور اسحاق اور ابن حبیب مالکی اور اکثر اہل لغت نے کہا کہ وہ اونٹنی کے بچے کے بچے کا بیچنا ہے اور یہ منع اس واسطے ہے کہ وہ بیع معدوم اور مجہول کی ہے یعنی ہنوز پیدا نہیں ہوا اور نہیں قدرت ہے اس کی سپرد کرنے پر پس داخل ہوگی بیع غرر میں اسی واسطے ابتدا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر غرر کے ترجمہ میں لیکن اس نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر پہلی کے ساتھ اُس کے کہ اس نے اس حدیث کو باب السلم میں بھی بیان کیا ہے اور یہی تفسیر راجح ہے اس واسطے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث کے اگرچہ اہل لغت کی کلام دوسری تفسیر کے موافق ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تفسیر دوسری تفسیر کے موافق ہے جیسا کہ امام احمد نے اس سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت یہ بیع کیا کرتے تھے خریدتا تھا مرد ساتھ اونٹنی کے حمل حمل کا اور ابن تین نے کہا کہ حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ کیا مراد بیع ساتھ وعدے ایک مدت کی ہے یا بیع بچہ کی ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر کیا مراد ساتھ مدت کی جننا ماں کا ہے یا اس کے بچے کا اور توجیہ ثانی کی بنا پر کیا مراد بچے کا بیچنا ہے یا بچے کے بچے کا بیچنا پس یہ چار قول ہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیع بیان بیع ملامست کے' اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے یعنی بیع ملامست سے

۲۰۰۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ وَنَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ.

۲۰۰۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا منابذہ سے اور وہ ڈالنا مرد کا ہے اپنے کپڑے کو ساتھ بیع کے طرف دوسرے مرد کی پہلے اس سے کہ اس کو الٹے یا دیکھے اور منع فرمایا ملامست سے اور ملامست ہاتھ لگانا ہے کپڑے کو اس حال میں کہ اس کو نہ دیکھے۔

فائدہ: اور کتاب اللباس میں یہ حدیث زہری سے اس لفظ کے ساتھ آئے گی اور ملامست یہ ہے کہ چھوئے آدمی کپڑا دوسرے کا اپنے ہاتھ سے دن کو یا رات کو اور نہ الٹے اس کو مگر ساتھ اس کے یعنی بہ سبب بیع کے بغیر اس کے کہ جاری ہو درمیان بائع اور مشتری کے ایجاب اور قبول لفظ میں اور تعاطی فعل میں یعنی نہ تو بائع منہ سے کہے کہ میں نے یہ چیز بیچی اور نہ مشتری کہے کہ میں نے لی اور لین دین واقع ہو کہ بائع خوشی سے مبیع دے اور مشتری مول دے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنے کپڑے کو پھینکے اور دوسرا آدمی اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور ہو یہ بیع بغیر دیکھنے اور رضا مندی کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ قوم آپس میں ایک اسباب کی خرید وفروخت کرے اس حال میں کہ نہ تو اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں یا اس طرح قوم اسباب کو پھینکیں پس یہ جوے کی قسموں میں سے ہے اور علماء کو ملامست کی تفسیر میں تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجوہ ہیں واسطے شافعیہ کے زیادہ تر صحیح ان میں سے یہ ہے کہ لائے آدمی کپڑا لپیٹا ہوا یا اندھیرے میں پس ہاتھ لگائے اس کو چھونے والا تو اس کو کپڑے کا مالک کہے کہ میں نے بیچا تیرے پاس یہ کپڑا اتنے کو اس شرط سے کہ ہو چھونا تیرا جگہ دیکھنے تیرے کی اور نہیں ہے تجھ کو اختیار جب کہ تو اس کو دیکھے اور یہ موافق ہے پہلی دونوں تفسیروں کو جو حدیث میں ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ٹھہرائے نفس ہاتھ لگانے کو بیع بغیر کسی صیغہ زائد کے یعنی کہے بائع کہ جب تو میرے کپڑے کو ہاتھ لگائے گا تو بس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب وقبول کے اور تیسری یہ ہے کہ ٹھہرائیں ہاتھ لگانے کو شرط بیچ ٹوٹنے خیار مجلس وغیرہ کے یعنی کہے جب تو اس چیز کو ہاتھ لگا دے گا تو تجھ کو فسخ بیع کا اختیار باقی نہ رہے گا اور یہ بیع سب تاویلوں پر باطل ہے اور ماخذ پہلی قسم کا نہ شرط کرنا دیکھنے مبیع کا ہے اور شرط ہونا نفی خیار کا اور ماخذ دوسرے کا شرط ہونا نفی صیغہ کا ہے بیچ عقد بیع کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے باطل ہونا بیع معاطاۃ کا مطلق لیکن جو معاطاۃ کو جائز کہتا ہے وہ مقید رکھتا ہے اس کو ساتھ حقیر چیزوں کے یا ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاۃ کے اور جو ملامست اور منابذۃ نزدیک اس شخص کے جو استعمال کرتا ہے ان دونوں کو پس نہیں خاص کرتا ہے ان کو ساتھ اس کے اس بنا پر پس جمع ہو گی بیع معاطاۃ کے ساتھ ملامسۃ اور منابذۃ کے بیچ بعض صورتوں معاطاۃ کے سو جو بیع معاطاۃ کو جائز رکھتا ہے اس کو جائز ہے یہ کہ خاص کرے نہی کو بیچ بعض صورتوں ملامسۃ اور منابذۃ کے اس قبیل سے جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاۃ کے اور اسی پر محمول ہو گا قول رافعی کا کہ جاری کیا ہے اماموں نے بیع ملامسۃ اور منابذۃ میں اس اختلاف کو جو معاطاۃ میں ہے واللہ اعلم اور ماخذ تیسری قسم کا شرط کرنا نفی خیار کا مجلس کا ہے اور یہی قول ہیں جن پر فقہا نے اقتصاد کیا ہے اور حدیث کے طریقوں سے اور صورتیں بھی نکل سکتی ہیں اور اوپر بیع منابذۃ سو اس میں بھی فقہا کو تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجوہ واسطے شافعیہ کے زیادہ تر صحیح یہ ہے کہ ٹھہرائیں بائع اور مشتری نفس

پھینکنے کو بیع یعنی کہیں کہ جب ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے گا تو پس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب وقبول کے زبان سے جیسا کہ ملامسة میں پہلے گزر چکا ہے اور یہ موافق ہے واسطے تفسیر کے جو حدیث میں مذکور ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو بیع بغیر صیغہ کے یعنی زبان سے کچھ نہ بولیں اور تیسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو توڑنے والا واسطے خیار کے اور پھینکنے کی تفسیر میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ کپڑے کا پھینکنا ہے جیسا کہ اس کی تفسیر حدیث مذکور میں واقع ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پتھر کا پھینکنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس کی غیر ہے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے نہی بیع پتھر کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور پتھر پھینکنے کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ کہے کہ بیچا میں نے تیرے ہاتھ ان کپڑوں میں سے جس پر تیرا پتھر واقع ہو پھر پتھر پھینک دیا اس زمین سے اتنی زمین جہاں تک پتھر پہنچے اور جیسے کہتے ہیں کہ یہ ہے کہ شرط کرے خیار کو یہاں تک کہ پتھر پھینکے یعنی پتھر پھینکنے کے بعد اختیار باقی نہ رہے گا اور تیسری قسم یہ ہے کہ ٹھہرائیں نفس پھینکنے کو بیع اور یہ جو حدیث میں ہے کہ چھونا کپڑے کا ہے اس حال میں ہے کہ نہ دیکھے اس کو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر باطل ہونے بیع غائب چیز کے اور یہی ہے جدید قول امام شافعی کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مطلق صحیح ہے اور ثابت ہوتا ہے خیار فسخ کا جب کہ دیکھے اس کو اور امام مالک اور شافعی سے بھی یہی محکی ہے اور مالک سے یہی روایت کہ اگر اس کی صفت بیان کرے تو صحیح ہے نہیں تو نہیں اور یہی ہے قول امام احمد اور اسحاق او ابو ثور اور اہل ظاہر کا اور اختیار کیا ہے اس کو بغوی اور رویانی نے شافعیہ سے اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اگرچہ اس کی تفصیل میں اختلاف ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزر چکی ہے کہ نہ اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں اور اس استدلال میں ورازی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اندھے کی بیع مطلق باطل ہے اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا یہاں تک کہ جو ان میں سے غائب کی بیع کو جائز رکھتے ہیں وہ بھی اندھے کی بیع کو جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اندھا نہیں دیکھتا ہے اس کو بعد اس کے پس ہو گی مانند بیع غائب کی باوجود شرط ہونے نفی خیار کے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی غیر اس کی صفت کو اس کے لیے بیان کرے تو جائز ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ بیع اندھے کی مطلق صحیح ہے بنا بر اس تفصیل کے کہ ان کے نزدیک رہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ بیع جاہلیت کے زمانے میں تھی کہ جہاں ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگایا پس وہی بیع ہو گی دیکھتے بھالتے کچھ نہ تھے اور نہ شرط خیار کرتے تھے کہ چاہیں گے تو رکھیں گے اور چاہیں گے تو پھیر دیں گے اور حالانکہ حق یہ ہے کہ مبیع کو بیع سے پہلے دیکھ بھال لے یا شرط خیار کرلے اور باقی تفسیروں کا بھی یہی حال ہے۔

۲۰۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ۲۰۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعَهُ عَلٰى مَنْكِبِهِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ.

نے دو طرح کے لباس سے ایک یہ کہ زانو اٹھا کر بیٹھے آدمی ایک کپڑے میں پھر اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں تک پر اٹھائے یعنی گوٹھ مار کر بیٹھے اس حال سے کہ ان کی شرم گاہ کھلی رہے اور منع فرمایا دو طرح کے بیچنے سے ایک چھونے سے دوسرے پتھر پھینکنے سے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بیع منابذۃ کے بیان میں اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے اس سے

فائدہ: بیان اس کا اوپر ہو چکا ہے۔

۲۰۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے ملامسۃ سے اور منابذۃ سے۔

۲۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۳۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی بیع سے ایک ملامسۃ اور دوسری منابذۃ سے۔

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لَّا يُحَفِّلَ الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِيْ صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيْهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ أَيَّامًا وَأَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَآءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَآءَ إِذَا حَبَسْتَهٗ.

باب ہے اس بیان کہ منع ہے بائع کو کہ جمع کرے دودھ کو اونٹ اور گائے اور بکری کے تھنوں میں اور ہر اس چیز سے جس کی شان یہ ہے کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا جائے اور مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے تھنوں میں دودھ بند کیا گیا ہو اور کئی دن نہ دوہا گیا اور اصل تصریۃ کے معنی پانی بند کرنا ہے کہا جاتا ہے اس

سے صریت الماء اذ حبستہ یعنی بند کیا میں نے پانی کو جب کہ تو اس کو روکے۔

فائدہ: اور قید نہی کی ساتھ بائع کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اگر مالک اپنی اولاد اور اپنے عیال اور مہمان کے واسطے دودھ کو جمع کرے تو یہ حرام نہیں یعنی بلکہ یہ جائز ہے اور یہی ہے راجح اور ذکر کیا بخاری نے باب میں گائے کو اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں تو یہ اشارہ اس طرف کہ حکم میں وہ بھی اونٹ اور بکری کے معنے میں ہے برخلاف داؤد ظاہری کے تو ان دونوں پر تو اقتصار اس واسطے ہوا ہے کہ وہ ان کے نزدیک غالب ہیں اور یہ جو کہا کہ ہر محفلہ کا یہی حکم ہے تو یہ عطف عام کا ہے خاص پر تو یہ اشارہ ہے طرف لاحق کرنے غیر نعم کی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ساتھ نعم کے واسطے علت جامعہ کے درمیان ان کے اور وہ تعزیر مشتری کی ہے یعنی اگرچہ حدیثوں میں خاص نعم کا ذکر ہے لیکن ان کے سوا اور جن چیزوں کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ بھی نعم کے ساتھ ملحق ہیں اس واسطے میں بھی کہ علت ان میں بھی پائی جاتی ہے اور حنابلہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم فقط نعم کے ساتھ خاص ہے اور جن چیزوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان میں اختلاف ہے مانند گدھوں اور لونڈی کی پس صحیح تر یہ ہے کہ اس کے بدلے کھجور کا صاع نہ دیا جائے اور یہی قول ہے حنابلہ کا گدھوں میں سوائے لونڈی کے۔ (فتح)

۲۰۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَالتَّمْرُ أَكْثَرُ

۲۰۰۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نہ جمع کرو دودھ کو اونٹ اور بکری کے تھنوں میں یعنی واسطے دھوکا دینے خریدار کے سو جو ان کو مول لے بعد اس کے وہ دوہنے کے بعد دو کام میں مختار ہے خواہ ان کو رکھے خواہ ان کو پھیر دے اور تین سیر کھجوریں دودھ کا بدلہ دے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں بھی کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے کہا ہے کہ ایک صاع اناج کا دے یعنی اس میں مطلق اناج کا ذکر ہے خواہ کوئی اناج دے کھجور کی کوئی قید نہیں اور خریدار تین دن تک مختار ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے ایک صاع کھجور کی روایت کی ہے اور تین دن کی قید ذکر نہیں کی اور امام بخاری نے کہا کہ اکثر روایتوں میں کھجور ہی کا ذکر آیا ہے یعنی کھجور کی روایتیں اناج کی روایتوں سے بہت ہیں۔

فائدہ: نظر کے معنی رائے اور قیاس کے ہیں یعنی اس کو دونوں راؤں میں اختیار ہے خواہ کسی کو اختیار کرے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ تصریہ مطلق حرام ہے اور برابر ہے کہ دھوکہ دینے کا قصد ہو یا نہ ہو اور شرط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اس میں جانور کی ایذا ہے لیکن دوسری روایت میں صریح آچکا ہے کہ نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور گائے کے تھنوں میں واسطے بیع کے اور یہی قول راجح ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر علت بیان کرنے اکثر علماء کے ساتھ اس کے کہ اس میں دھوکا ہے اور ایذا کی علت کا یہ جواب ہے کہ وہ تھوڑا ضرر ہے ہمیشہ نہیں رہتا پس معاف کیا جائے گا واسطے تحصیل نفع کے اور یہ جو کہا کہ جو اس کو خرید لے بعد اس کے یعنی جمع کرنے دودھ کے تو ایک روایت میں اس کے بعد یہ لفظ زیادہ ہے کہ پس اس کو تین دن تک اختیار ہے اور ابتداء اس مدت کی تصریہ کے بیان کرنے کے وقت سے ہے اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور شافعیہ کے نزدیک ابتداء اس کی عقد کے وقت سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدا ہونے کے وقت سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو غرر فراخ تر تین دن تک سے بعض صورتوں میں اور وہ اس وقت ہے جب کہ مؤخر ہو ظاہر ہونا تصریہ کا آخر تین دنوں تک اور نیز لازم آتا ہے اس پر یہ کہ حساب کیا جائے مدت پہلی قدرت پانے کی فسخ پر اور یہ فوت کرتا ہے مقصود فراخی مدت کو اور یہ جو کہا کہ اس کو اختیار ہے بعد دوہنے کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے خیار مگر ساتھ دوہنے کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہے واسطے اس کے خیار جب کہ معلوم کرے تصریہ کو اگرچہ اس کو نہ دوہے لیکن چونکہ اکثر اوقات نہیں معلوم ہوتا ہے مگر بعد دوہنے کے تو ذکر کیا قید کو بیچ ثابت ہونے خیار کے پس اگر بغیر دوہنے کے تصریہ ثابت ہو جائے تو بھی خیار ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو رکھے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر چاہے تو ان کو اپنے ملک میں باقی رکھے اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ مصراۃ کی بیع صحیح ہے اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہے اور اگر مطلع ہو مشتری اوپر کسی عیب کے بعد راضی ہونے کے ساتھ تصریہ کے پھر پھیر دے ان کو تو کیا صاع لازم آتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ صاع کا دینا واجب ہے اور نقل کی ہے انہوں نے نص شافعی کی اس پر کہ نہ پھیرا جائے اور مالکیہ کے نزدیک دو قول ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو پھیر دے تو ظاہر اس کا شرط ہونا فور کا ہے یعنی شرط ہے کہ فوراً اسی وقت پھیر دے اور واسطے قیاس کرنے کے باقی عیبوں پر لیکن جس روایت میں ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے وہ مقدم ہے اس اطلاق پر اور ابو حامد اور رویانی نے اس میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نص نقل کی ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے اور یہی قول ہے اکثر کا اور جو پہلے کو صحیح کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کی کہ تین دن کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ تین دن سے کم میں تصریہ معلوم نہ ہو اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ وہ اس سے کم میں معلوم نہیں ہوتا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تین دن کی روایت زیادہ تر راجح ہے اس واسطے کہ تصریہ کا حکم مخالف

ہے قیاس کو اصل حکم میں واسطے نص کے پس عام ہوگا سب موارد میں یعنی خواہ تصریہ تین دن میں معلوم ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اس کو تین دن تک اختیار ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آتا ہے کہ اس کو اختیار ہے یہاں تک کہ اس کو رکھے یا پھیر دے روایت کی یہ احمد اور طحاوی نے اور یہ جو فرمایا کہ دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر فسخ بیع چاہے تو واجب ہے پھیر دینا ایک صاع کھجور کا ساتھ بکری کے پس اگر دودھ باقی ہو یعنی دوھا ہوا باقی رکھا ہو اور متغیر نہ ہوا ہو اور اس کے پھیرنے کا ارادہ کرے تو کیا بائع کو اس کا قبول کرنا لازم ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر وجہ یہ ہے کہ لازم نہیں واسطے دور ہونے طراوت اس کی کے اور واسطے مختلط ہونے اس کے کے ساتھ اس چیز کے جو نئی پیدا ہوئی ہے نزدیک بائع کے اور تخصیص تمر پر اس کے معین ہونے کو چاہتی ہے اور یہ جو بعض روایتوں میں تین دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں نہیں تو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ جس نے تین دن کا لفظ زیادہ کیا ہے اس کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور وہ حافظ ہے اور جس راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا تو وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کو یاد نہیں رہا یا اس نے روایت کو مختصر کیا اور جو بعض روایتوں میں کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعض میں اناج تو ان میں تطبیق یوں ہے کہ اناج کی روایت محمول ہے کھجور پر یعنی مراد اناج سے کھجور ہے مطلق اناج نہیں اور کھجور کو اناج سے اس واسطے تعبیر کیا کہ اہل مدینہ کا اکثر قول یہی تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یا اناج کا صاع دے اور یا کھجور کا صاع دے روایت کی یہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج اور کھجور میں اختیار ہے اور یہ کہ طعام غیر کھجور کے ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ او راوی کا شک ہو اور جب کہ ان روایتوں میں احتمال واقع ہوا ہو تو صحیح ہوگا استدلال ساتھ کسی چیز کے ان سے پس رجوع کیا جائے طرف ان روایتوں کی جن میں اختلاف نہیں اور وہ کھجور ہے کہ اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ جو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر ان کو پھیر دے تو ان کے دودھ کے برابر یا اس کے دوگنا گیہوں دے تو اس کی اسناد میں ضعف ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے جمہور اہل علم نے اور فتوی دیا ہے ساتھ اس کے ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور صحابہ میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور قائل ہیں اس کے ساتھ تابعین سے اور جو ان کے بعد میں اتنے لوگ جو گنے نہیں جا سکتے اور نہیں فرق کیا انہوں نے اس میں کہ ہو دودھ دوھا ہوا تھوڑا یا بہت یعنی خواہ دودھ تھوڑا ہو یا بہت ہر صورت میں کھجور کا صاع دینا آتا ہے اور برابر ہے کہ کھجور شہر کے قوت سے ہو یا نہ ہو اور خلاف کیا ہے اصل مسئلے میں اکثر حنفیہ نے اور اس کے فروع میں اور لوگوں نے حنفیہ سو وہ کہتے ہیں کہ نہ رد کیا جائے کوئی جانور ساتھ عیب تصریہ کے اور نہیں واجب ہے دینا ایک صاع کھجور کا اور مخالفت کی ہے ان کی زفر نے سو قائل ہوا ساتھ قول جمہور کے مگر اس نے کہا کہ اس کو اختیار دیا جائے

درمیان ایک صاع کھجور کے یا آدھے صاع گیہوں کے اور اس طرح کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف نے ایک روایت میں مگر یہ کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ کھجور کا صاع معین نہیں بلکہ اس کی قیمت دینی بھی جائز ہے اور ایک روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بعض شافعیہ سے بھی اس طرح ہے لیکن ہو کہتے ہیں کہ شہر کے قوت متعین سے ہے واسطے قیاس کے فطر کے صدقہ پر اور حکایت کی ہے بغوی نے یہ کہ نہیں خلاف ہے مذہب میں کہ اگر وہ دونوں راضی ہوں ساتھ غیر کھجور کے قوت سے یا غیر اس کے سے تو کافی ہے اور ثابت کیا ہے ابن کج نے خلاف کو بیچ اس کے اور حکایت کیں ہیں ماوردی نے دو وجہیں جب کہ عاجز ہو کھجور سے کہ کیا لازم ہے اس کو قیمت اس کی شہر میں یا اقرب شہر کے اس میں کھجور ہے اور ساتھ دوسری وجہ کے قائل ہیں حنابلہ اور حنفیہ نے جو اس حدیث مصراۃ پر عمل نہیں کیا تو وہ اس کے کئی عذر بیان کرتے ہیں سو ان میں سے بعضوں نے تو اس حدیث میں طعن کیا ہے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے اور نہ تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مانند ابن مسعود وغیرہ کی فقہاء صحابہ سے یعنی وہ فقیہ نہ تھے اور ان کو حدیث کی کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی پس اس کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا اس واسطے کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے اور یہ کلام ایسی ہے کہ ایذا دی ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اپنی جان کو اور اس کی حکایت میں بے پرواہی ہے تکلف کی رو سے اوپر اس کے یعنی اس کے رد کے حاجت نہیں اور تحقیق ترک کیا ہے ابوحنیفہ نے قیاس جلی کو واسطے روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مانند اس کی کے جیسے کہ بیچ وضو کرنے کے ہے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور قہقہ کرنے سے نماز میں اور سوائے اس کے اور گمان کرتا ہوں کہ اسی نکتہ کے واسطے وارد کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن مسعود کی پیچھے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات سے کہ ابن مسعود نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق فتوی دیا ہے پس اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس میں ثابت نہ ہوتی تو ابن مسعود اس میں قیاس جلی کی مخالفت نہ کرتے اور ابن سمعانی نے اصطلام میں کہا کہ اصحاب پر طعن علامت ہے طاعن کے ذلیل ہونے کی بلکہ وہ بدعت اور گمراہی ہے اور تحقیق خاص ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ زیادتی حفظ کے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت اور ضبط سب سے زیادہ تھی جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے اس کو کبھی نہ بھولتے تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا کی تھی جیسا کہ کتاب العلم اور بیوع کے اول میں گزر چکا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا پس حاضر ہوتا تھا میں جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور یاد رکھتا تھا جب کہ بھول جاتے تھے آخر حدیث تک پھر باوجود اس دعا زیادتی حفظ کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت کے ساتھ اکیلے نہیں ہوئے بلکہ روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے خلافیات میں عمرو بن عوف سے اور احمد نے ایک صحابی سے جس کا نام نہیں لیا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا گیا ہے اوپر صحیح ہونے اس حدیث کے اور ثابت ہونے اس

کے کے جہت نقل سے اور جس نے اس پر عمل نہیں کیا اس نے علت بیان کی ہے اس کے ساتھ کئی چیزوں کی جن کی کوئی حقیقت نہیں یعنی محض بے اصل باتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے ، اس واسطے کہ ایک روایت میں تو کھجور کا ذکر آیا ہے اور ایک میں گیہوں کا اور ایک میں دودھ کا اور ایک میں صاع کا اور ایک مثل اور دو مثل کا اور ایک میں برتن کا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے صحیح طریقوں میں کچھ اختلاف نہیں اور جو طریق صحیح ہو وہ ضعیف طریق کے ساتھ معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عموم قرآن کے مخالف ہے ، یا مانند اس آیت کی کہ اگر تم سزا دینی چاہو تو سزا دو ساتھ مانند اس چیز کے کہ سزا ہوئی تم کو ساتھ اس کے یعنی پس واجب ہے کہ دودھ کا بدل دودھ دیا جائے نہ صاع کھجور کا اور جواب دیا گیا ساتھ اس کے کہ وہ تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ہے وہ عقوبات کے قبیلے سے نہیں اور تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ان کی مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور غیر مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے یعنی اور جو چیز عقوبات کے قبیلے سے ہے اس کا بدلہ اس کی مانند کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً اگر کوئی کسی کا کان کاٹے تو اس کے بدلے اس کا کان کاٹا جائے وعلی ہذا القیاس ناک کے بدلے ناک اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور بعض کہتے ہیں کہ مصراۃ کی حدیث منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور نہیں دلالت ہے نسخ پر ساتھ مدعی اس کے اس واسطے کہ ان کو ناسخ میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث نہی کی ہے بیع دین بالدین سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ مصراۃ کا دودھ مشتری کے ذمہ میں قرض ہوتا ہے سو جب اس پر کھجور کے ایک صاع کا دینا لازم کیا گیا ساتھ وعدے کے تو ہوئی یہ بیع قرض کے ساتھ قرض کے اور یہ طحاوی کا جواب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا یعنی جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق محدثین کے اور برتقدیر تسلیم کہا جائے گا کہ کھجور تو دوہنے کے مقابلے میں مشروع ہوئی ہے برابر ہے کہ دودھ موجود ہو یا نہ ہو پس نہیں مقرر ہے بیع ہونے اس کے کے قرض سے ساتھ قرض کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث الخراج بالضمان ہے منفعت بدلے تاوان بھرنے کے ہے جو تاوان بھرے وہی اس کا نفع اٹھائے روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ دودھ فضلہ ہے بکری کے فضلوں سے اور اگر بکری ہلاک ہوتی تو اس کا تاوان مشتری پر آتا پس اس طرح اس کے فضلے بھی اس کے ملک ہوں گے پس کس طرح تاوان لگایا جائے گا اس کو بدلے اس کے واسطے بائع کے حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا جواب یہ ہے کہ مصراۃ کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح ہے ساتھ اتفاق کے پس کس طرح مقدم کی جائے گی مرجوح راجح پر اور یہ دعوی کرنا کہ یہ حدیث اس سے متاخر ہے تو اس پر کوئی دلیل نہیں اور برتقدیر تنزل پس مشتری نہیں حکم کیا گیا ساتھ تاوان بھرنے کے بدلے اس چیز کے کہ جو اس کے ملک میں پیدا ہوئی بلکہ ساتھ تاوان اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے اس پر عقد بیع اور نہیں داخل ہوئی عقد میں پس بنا بر اس کے

دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ناسخ اس کی وہ حدیثیں ہیں جو وارد ہیں بیچ دور کرنے عقوبت بالمال کے اور عقوبت بالمال یعنی مال سے سزا دینی اس سے پہلے جائز تھی جیسا کہ بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زکوٰۃ نہ دینے والے کے حق میں ہے کہ ہم اس سے زکوۃ بھی لیں گے اور اس کا آدھا مال بھی لیں گے اور اسی حدیث عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی ہے اور مصراۃ کی حدیث اسی قبیل سے ہے اور یہ سب منسوخ ہیں یہ جواب عیسیٰ بن ابان کا ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ دودھ کا جمع کرنا تو بائع کی طرف سے پایا گیا ہے پس اگر اس باب سے ہوتا تو تاوان اس کا بائع پر ہوتا اور فرض یہ بات ہے کہ حدیث مصراۃ کی چاہتی ہے تاوان مشتری کو پس دونوں جدا ہو گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ ہے اور یہ جواب محمد بن شجاع کا ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ جدا ہونا خیار کو کاٹ دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ اس کے بعد خیار نہیں مگر خیار شرط کرے اور پیچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ جو خیار کہ مصراۃ میں ہے وہ خیار رد بالعیب کے قبیل سے ہے اور جو خیار رد کا عیب کے ساتھ اس کے بیچ اس چیز کے کہ وہ اس میں وارد نہیں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خبر واحد ہے نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو اور وہ مخالف ہے، واسطے قیاس اصول کے جو یقین کیا گیا ہے ساتھ اس کے پس اس پر عمل کرنا لازم نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ توقف خبر واحد میں تو صرف مخالفت اصول میں ہے نہ بیچ مخالفت قیاس اصول کے اور یہ حدیث سوائے اس کے نہیں کہ مخالفت ہے قیاس اصول کو ساتھ دلیل اس بات کے کہ اصول تو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس ہے اور کتاب اور سنت یعنی قرآن اور حدیث درحقیقت اصل یہی دونوں ہیں اور دوسرے دونوں انہیں کی طرف پھیرے جاتے ہیں پس حدیث اصل ہے یعنی جڑ ہے اور قیاس اس کی ٹہنی ہے پس کس طرح رد کیا جائے اصل ساتھ شاخ کے بلکہ حدیث صحیح بنفسہ اصل ہے پس کس طرح کہا جائے گا کہ اصل اپنے تئیں مخالف ہے اور برتقدیر تسلیم قیاس اصول کا یقین کا فائدہ دے گا اور خبر واحد نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو پس عموم اصل کا اس خبر واحد ظنی کے مخالف نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کا محل اس اصل سے مستثنیٰ ہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ بڑی قوی دلیل ہے واسطے رد کے اس مقام پر اور ابن سمعانی نے کہا کہ جب خبر ثابت ہو جائے تو ہوگا یہ اصل اصول سے اور نہیں ہے کوئی اصل دوسرا کہ اس کو اس پر پیش کرنے کی حاجت ہو اس واسطے کہ اگر وہ اس کے موافق ہوا تو فبہا اور اگر اس کے مخالف ہوا تو نہیں جائز ہے رد کرنا ایک ان دونوں کا اس واسطے کہ وہ رد کرنا حدیث کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ بالاتفاق مردود ہے اس واسطے کہ وہ مقدم ہے قیاس پر بغیر خلاف کے یہاں تک کہ کہا کہ اولے نزدیک میرے اس مسئلے میں یہ ہے کہ قیاسوں کو مان لیا جائے لیکن وہ لازم نہیں اس واسطے کہ سنت ثابت مقدم ہے اوپر ان کے واللہ اعلم اور برتقدیر تنزل پس نہیں مانتے ہم کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس اصول کے اس واسطے کہ جو اس کے مخالف ہونے کا دعوی کرتے ہیں وہ اس مخالفت کو کئی وجہ سے بیان کرتے ہیں ایک

یہ کہ اصول میں یہ بات معلوم ہے کہ مثلیات کا بدلہ مثل کے ساتھ ہے اور قیمت والی چیزوں کا بدلہ قیمت کے ساتھ ہے اور اس جگہ اگر دودھ مثل ہو تو اس کا بدلہ دودھ دینا چاہیے اور اگر قیمت والی چیزوں میں سے ہو تو دونوں نقدوں سے ایک کے ساتھ قیمت دینی چاہیے اور اس جگہ اس کے بدلے کھجور کا دینا آیا ہے پس اصل کی مخالفت ہوا اور جواب منع حصر کا ہے اس واسطے کہ آزاد آدمی کی دیت میں اونٹوں کے ساتھ تاوان دیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس کی مانند نہیں اور نہ قیمت اور نیز تاوان مثل کا ساتھ مثل کے عام نہیں کہ ہر جگہ یہی قاعدہ جاری ہو اس واسطے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثل چیز کا بدلہ قیمت کے ساتھ دیا جاتا ہے جب کہ اس کا ہم مثل پیدا نہ ہو سکے مانند اس شخص کی کہ تلف کرے بکری دودھ دینے والی کو کہ اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور اس کے دودھ کے بدلے اور دودھ نہ دیا جائے اس واسطے مشکل ہونے مماثلت کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قاعدے چاہتے ہیں اس کو کہ تاوان بقدر تلف کے ہو اور یہ مختلف ہے اور تحقیق اندازہ کیا گیا ہے اس جگہ ساتھ مقدار واحد کے اور وہ صاع ہے پس خارج ہوا قیاس سے یعنی قیاس کے مخالف ہوا اور جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ سب مضمونات میں عام نہیں کہ ضمان بقدر تلف کی ہو مانند زخم کی کہ اس میں ہڈی کھل گئی ہو پس دیت اس کی مقرر ہے یعنی پانچ اونٹ باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے کبھی زخم بڑا ہوتا ہے اور کبھی چھوٹا اور غلام مقرر ہے پیٹ کے بچے میں باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ واقع ہو اس میں تنازع پس چاہیے کہ مقدر کی جائے ساتھ چیز معین کے واسطے کاٹنے جھگڑے کے اور مقدم کی جائے گی یہ مصلحت اوپر اس قاعدے کے اس واسطے کہ جو دودھ کہ عقد کے بعد پیدا ہوا ہے وہ مل گیا ہے ساتھ اس دودھ کے جو عقد کے وقت موجود تھا اور اس کا اندازہ معلوم نہیں کہ اس کی مثل مشتری پر واجب ہو اور اگر اس کی مقدار پہچانی جاتی پس سپرد کی جاتی ساتھ اندازہ کرنے دونوں کے یا ایک کے تو البتہ تنازع تک نوبت نہ پہنچتی سو قطع کیا شارع نے جھگڑے کو اور اس کو ایک اندازے کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ دونوں اس کے آگے نہ بڑھیں واسطے قطع کرنے جھگڑے کے اور ہوگا مقرر کرنا اس کا ساتھ کھجور کے قریب تر ساتھ دودھ کے اس واسطے کہ وہ اس وقت ان کا قوت تھا مانند دودھ کی اور وہ پائی جاتی ہے مانند دودھ کی اور قوت کی چیز وہ ہے جس سے زندگی بسر ہو پس دونوں شریک ہوئے اس میں کہ دونوں کھائے جاتے ہیں اور قوت کی چیزیں اور پائی جاتی ہیں اور نیز دونوں مشترک ہیں اس میں کہ قوت کیا جاتا ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں میں سے بغیر کارگری اور علاج کے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تلف شدہ دودھ اگر عقد کے وقت موجود تھا تو تحقیق دور ہوئی ایک جزو معقود علیہ کی اصل خلقت سے اور یہ مانع ہے پھیر دینے کو پس تحقیق پیدا ہوا ہے یہ عیب مشتری کے ملک میں پس بائع اس کا ضامن نہ ہوگا اور اگر ہو وہ مخلط موجود دودھ کہ عقد کے وقت موجود ہوا اور جو حادث ہو اس کی ضمان واجب نہیں اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ نقص کے ساتھ پھیر دینا تو منع اس وقت ہے جب کہ نہ ہو واسطے معلوم کرنے کی اور اگر عیب کے معلوم کرنے کے واسطے تو یہ منع

نہیں اور چوتھی وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں خیار کو تین دن ٹھہرایا ہے باوجود یہ کہ خیار عیب تین دن کے ساتھ مقدر نہیں کیا جاتا اور اسی طرح خیار مجلس بھی نزدیک اس شخص کے جو اس کا قائل ہے اور خیار رؤیت نزدیک اس شخص کے جو اس کو ثابت کرتا ہے اور جواب یہ ہے کہ حکم مصراۃ کا منفرد ہوا ہے ساتھ اصل اپنے کے ہم مثل ہونے سے پس نہیں عیب ہے یہ کہ منفرد ہو ساتھ وصف کے کہ زیادہ ہو اس کے غیر پر اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تحقیق یہ مدت وہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے دودھ پیدائشی جمع ہو دودھ سے ساتھ دھوکے کے اکثر اوقات پس مشروع ہوئی یہ مدت واسطے معلوم کرنے عیب کے بخلاف خیار رؤیت اور عیب کے کہ وہ اس مدت پر موقوف نہیں اور اوپر خیار مجلس پس نہیں ہے واسطے معلوم کرنے عیب کے پس ظاہر ہوا فرق درمیان خیار مصراۃ کے اور غیر اس کے کی اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس کے لینے سے جمع ہونا درمیان عوض اور معوض کے بیچ اس کے جب کہ ہو قیمت بکری کی ایک صاع کھجور کا پس تحقیق وہ رجوع کرتی ہے طرف اس کی صاع سے کہ وہ مقدار مول اس کے کی ہے اور جواب یہ ہے کہ کھجور دودھ کا بدلہ ہے نہ بکری کا بدلہ پس نہ لازم آئے گی وہ چیز جو ذکر کی ہے انہوں نے اور چھٹی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف ہے واسطے قاعدہ بیاج کے بیچ اس چیز کے کہ خریدے بکری کو ساتھ ایک صاع کے اور جب کہ اسے بکری کے ساتھ ایک صاع پھیرنا چاہا تو تحقیق پھیرنا چاہا اس نے وہ صاع جو اس کا مول ہے پس ہوگا اس طرح کہ بیچا بکری کو اور صاع کو بدلے ایک صاع کے اور جواب یہ ہے کہ بیاج تو صرف عقدوں میں اعتبار کیا جاتا ہے فسخوں میں اعتبار نہیں کیا جاتا ساتھ اس دلیل کے کہ اگر وہ دونوں سونے کو چاندی سے بیچیں تو نہیں جائز ہے یہ کہ پہلے جدا ہوں پہلے قبض کے اور اگر وہ دونوں ہو بہو اسی عقد میں اقالہ کریں تو جائز ہے جدا ہو پہلے قبض کے اور ساتویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتی ہے اس سے ضمان اعیان کی باوجود باقی رہنے ان کے کی بیچ اس چیز کے جب کہ دودھ موجود ہو اور اعیان کا تاوان بدل کے ساتھ نہیں مگر ساتھ فوت ہونے ان کے کی مانند چھینی گئی چیز کی اور جواب یہ ہے کہ دودھ اگرچہ موجود تھا لیکن دشوار ہوا پھیرنا اس کا واسطے مختلط ہونے اس کے کی ساتھ دودھ نئے کے جو عقد کے بعد پیدا ہوا ہے اور دشوار ہے جدا ہونا اس کا پس ہوا یہ مانند اس غلام کی جو غصب کے بعد بھاگ جائے یعنی کسی نے کسی کا غلام زور سے چھینا تھا پھر وہ چھیننے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا یعنی اس کو اس کی قیمت دینی آئے گی باوجود باقی ہونے ذات اس کی کے واسطے مشکل ہونے رد کے اور آٹھویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس سے ثابت ہونا رد کا بغیر عیب کے اور نہ شرط کی یعنی شرط خیار کی اوپر شرط پس نہیں پائی گئی اور اوپر عیب پس نقصان دودھ کا ہے اگر عیب ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا ساتھ اس کے رد بغیر تصریہ کے اور جواب یہ ہے کہ خیار ثابت ہوتا ہے ساتھ دھوکا دینے کے مانند اس شخص کی کہ بیچے چکی پھیرنے والی کو ساتھ اس چیز کے کہ جمع کیا اس کو واسطے اس کے بغیر علم مشتری کے سو جب مشتری کو اس پر اطلاع ہو تو جائز ہے اس کو پھیر دینا اس

کا اور نیز جب مشتری نے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھا تو گمان کیا اس نے کہ یہ اس کی عادت ہے تو گویا کہ بائع نے اس کے واسطے شرط کی کہ اس کی یہ عادت ہے سو پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا پس ثابت ہوا واسطے اس کے پھیر دینا واسطے گم ہونے شرط معنوی کے واسطے کہ بائع کبھی تو مبیع کی صفت اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے اور کبھی اپنے فعل سے ظاہر کرتا ہے سو جب مشتری نے ایک صفت ظاہر کی پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا تو ہوگا ایسا کہ اس نے اس کو دھوکا دیا پس مشروع ہوا واسطے اس کے خیار یہ محض قیاس ہے اور مقتضی عدل کا ہے اس واسطے کہ مشتری نے تو اپنے مال کو بدل کیا ہے بنابر اس صفت کے کہ بائع نے اس کے واسطے ظاہر کی اور تحقیق ثابت کیا ہے شارع نے واسطے سوداگروں کے خیار جب کہ کوئی ان کو آگے سے جا ملے اور ان سے اناج جا خریدے پہلے اس سے کہ بازار میں اتریں اور نرخ معلوم کریں اور نہیں ہے اس جگہ عیب اور نہ خلاف شرط میں لیکن اس واسطے کہ اس میں دھوکا اور فریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے نہ اس میں اضطراب ہے نہ علت اور نہ فسخ اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ محمول ہے ایک صورت خاص پر اور وہ وہ ہے جب کہ خریدے بکری کو ساتھ اس شرط کے کہ مثلاً کہ وہ پانچ سیر دودھ دیتی ہے اور شرط کیا اس میں خیار کو تو شرط فاسد ہے پس اگر متفق ہوئے دونوں اوپر ساقط کرنے شرط کے بیچ مدت خیار کے تو صحیح ہوگا عقد اور اگر متفق نہ ہوئے تو باطل ہوگا عقد اور واجب ہوگا پھیر دینا صاع کھجوروں کا اس واسطے کہ تھا وہ قیمت دودھ کی اس دن اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ معلق ہونے حکم کے ساتھ تصریہ کے اور جس چیز کو اس قائل نے ذکر کیا ہے وہ چاہتی ہے معلق ہونے اس کے کو ساتھ فساد شرط برابر ہے کہ تصریہ پایہ جائے یا نہیں پس تاویل ٹھیک نہیں اور نیز پس لفظ حدیث کا لفظ عموم کا ہے اور جس چیز کا انہوں نے دعوی کیا ہے وہ ایک فرد ہے اس عموم کے افراد سے پس جو دعوی کرتا ہے بند ہونے عموم کا اوپر اس کے وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور نہیں وجود واسطے دلیل کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ منع ہونے کے دھوکے سے اور اصل ہے بیچ ثابت ہونے خیار کے واسطے اس شخص کے جس نے اس کے عیب کے ساتھ دھوکا دیا ہے اور نیز یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ اصل بیع کی فاسد نہیں ہوتی اور اصل ہے اس میں کہ مدت خیار کی تین دن ہے اور نیز اصل ہے تصریہ کی حرام ہونے میں اور ثابت ہونے خیار کے ساتھ اس کے اور احمد اور ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جانور کو دودھ بند کر کے بیچنا فریب ہے اور نہیں ہے حلال فریب واسطے مسلمانوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور جو لوگ اس حدیث کے ساتھ قائل ہیں ان کو کئی چیزوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہ اگر مشتری تصریہ کو جانتا ہو تو کیا اس کے واسطے خیار ثابت ہے اس میں ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ترجیح دیتی ہے اس کو کہ اس کے واسطے اختیار ثابت نہیں روایت عکرمہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں نزدیک طحاوی کے پس تحقیق لفظ اس کا یہ ہے کہ جو مصراۃ کو خریدے اور حالانکہ نہ جانتا ہو کہ وہ مصراۃ ہے الحدیث اور اگر مصراۃ کا دودھ عادت ہو جائے اور ہمیشگی

کرے کثرت پر یعنی ہمیشہ ہی بہت ہی دیا کرے تو کیا اس کو پھیر دینا آتا ہے اس میں ان کو ایک وجہ ہے خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے دونوں مسئلوں میں اور ایک یہ اگر خود بخود اس کا دودھ جمع ہو جائے یا مالک نے اس کے واسطے اپنے جمع کیا ہو پھر ظاہر ہوا واسطے اس کے سو بیچ ڈالا اس نے اس کو تو کیا اس میں بھی تصریہ کا حکم ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس میں خلاف ہے سو جس نے معنے کی طرف نظر کی اس نے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ عیب ثابت کرتا ہے خیار کو اور نہیں شرط ہے اس میں دھوکا بائع کا اور جس نے اس طرف نظر کی کہ تصریہ کا حکم خارج ہے قیاس سے تو خاص کیا ہے اس کو ساتھ مورد اپنے کے اور وہ حالت عمد کی ہے یعنی جان بوجھ کر تصریہ کیا اس واسطے کہ نہیں صرف اسی کو شامل ہے اور ایک یہ کہ تھن گوشت بھرے ہوئے ہوں اور گمان کیا اس کو مشتری نے دودھ سو اس کو خریدا پھر اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو گوشت ہے تو کیا اس کو خیار ثابت ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں حکایت کیا ہے ان کو بعض مالکیہ نے اور ایک یہ کہ اگر غیر مصراۃ کو خریدے پھر وہ دوہنے کے بعد اس میں کوئی عیب پائے تو تحقیق نص کی شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ جائز ہے پھیر دینا اس واسطے کہ وہ تھوڑا ہے نہیں کوشش کی گئی ساتھ جمع ہونے اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ دودھ کا بدلہ دے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک صاع کھجوروں کا دے۔ (فتح)

۲۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَلَقَّى الْبُيُوْعُ.

۲۰۰۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیر دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں اور منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑھ کر خریدیں لوگ قافلے سے جو اناج وغیرہ لایا۔

۲۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا

۲۰۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر قافلے کو نہ ملا کرو یعنی اگر خبر سنو کہ کوئی قافلہ اناج وغیرہ لایا ہے تو ان کو آگے بڑھ کر نہ ملو سستا خریدنے کو اور نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ جمع کیا کرو دودھ کو گائے، بکری کے تھنوں میں اور جو ان کو خریدے تو وہ دوہنے کے بعد دو کاموں میں مختار ہے اگر اس کے ساتھ راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو ان کو پھیر دے اور پھیر

وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ. دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں۔

بَابٌ إِنْ شَآءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ باب ہے اس بیان میں کہ اگر چاہے تو مصراۃ کو پھیر دے اور اس کو دوہنے کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

فائدہ: ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوریں دودھ کے مقابل ہیں اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ کھجوریں دوہنے کے مقابل میں ہیں دودھ کے مقابلے میں نہیں اس واسطے کہ حلبہ کے حقیقی معنے دوہنے کے ہیں اور مجازی معنے دودھ کے ہیں اور حقیقی معنے پر حمل کرنا اولی ہے اسی واسطے کہا کہ واجب ہے پھیر دینا دودھ اور کھجور دونوں کا اور مخالف ہوا ساتھ اس کے جمہور کے (فتح)

۲۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ.

۲۰۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو دوہے تو اگر اس سے راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوروں کا ایک صاع مصراۃ کے مقابلے میں ہی برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے قول آپ ﷺ جو بکری کو خریدے پھر فرمایا کہ اس کے دوہنے میں ایک صاع کھجوروں کا ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اس شخص سے جو حدیث کو استعمال کرتا ہے اور ابن بطال نے اکثر علماء سے اور ابن قدامہ نے شافعیہ اور حنابلہ سے اور اکثر مالکیہ سے یہ روایت ہے کہ ہر ایک کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے اور مازری نے کہا کہ یہ بات لائق نہیں کہ تاوان لگایا جائے تلف کرنے والا دودھ ہزار بکری کا جیسا کہ تاوان لگایا جاتا ہے تلف کرنے والا دودھ ایک بکری کا اور جواب یہ ہے کہ وہ معاف ہے بہ نسبت اس کی جو پہلے گزر چکا ہے کہ صاع کے اعتبار کرنے میں حکمت قطع کرنا نزاع کا ہے پس ٹھہرائی گئی ایک حد کہ جھگڑے کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے پس برابر ہوا تھوڑا اور بہت اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک بکری یا ایک اونٹنی کا دودھ نہایت مختلف ہوتا ہے اور باوجود اس کے معتبر ایک ہی صاع ہے برابر ہے کہ دودھ کم ہو یا بہت پس اسی طرح صاع معتبر ہے خواہ مصراۃ تھوڑے ہوں یا بہت۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِيْ — زنا کرنے والے غلام کے بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے ساتھ بیان کرنے عیب اس کے کے اور باب کی حدیث میں غلام زانی کا ذکر نہیں لونڈی زانیہ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری رالتیلیہ نے غلام کو لونڈی پر قیاس کیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک زنا لونڈی میں عیب ہے پھیری جاتی ہے ساتھ اس عیب کے اور زنا غلام میں عیب نہیں کہ اس کے ساتھ بیع پھیری جائے اس واسطے کہ زنا لونڈی کا افسد ہے اور غلام کا کم ہے۔ (ت وفتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ إِنْ شَآءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا

اور شریح نے کہا کہ اگر کوئی غلام خریدے اور اس کے بعد ظاہر ہو کہ وہ زانی ہے تو اگر چاہے تو عیب زنا کے سبب سے اس کو پھیر دے

فائدہ: سعید بن ابن منصور نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے لونڈی خریدی جس نے زنا کیا تھا اور خریدار کو اس کا زنا معلوم نہیں ہوا یعنی پھر معلوم ہوا پس جھگڑا کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف شریح کی تو شریح نے کہا کہ اگر چاہے تو زنا کے سبب سے پھیر دے۔

۲۰۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ.

۲۰۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے یعنی خواہ اس کے اقرار سے یا گواہوں سے تو چاہیے کہ اس کو مالک حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور اس کو ملامت نہ کرے اور جھڑک نہ دے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو دوسری بار بھی حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی اس کی قیمت ملے یعنی پوری قیمت کا خیال نہ کرے جتنے کو بکے بیچ ڈالے۔

۲۰۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ

۲۰۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ تحقیق آپ ﷺ پوچھے گئے حال لونڈی کے سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا اگر زنا کرے تو اس کو حد مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو اس کو دوسری بار بھی حد مارو پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بالوں

تُحْصِنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِیْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

کی رسی سے سہی ابن شہاب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا تیسری بار کے بعد بیچنا فرمایا یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

فائدہ: ترجمہ باب کے موافق اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ پس چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے سہی اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام حرام کار کا بیچنا درست ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ زنا مبیع میں عیب ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے اگرچہ بالوں کی رسی سے سہی اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ حرام کار لونڈی کو بیچ ڈالے تو یہ مبالغہ ہے بیچ برے ہونے فعل اس کے کے اور خبر دینا ہے کہ حرام کار لونڈی کی کوئی سزا نہیں مگر بیچ ڈالنا ہمیشہ اور یہ کہ وہ اپنے مالک کے پاس نہ رہے واسطے جھڑکی دینے اس کے کہ پھر حرام کاری نہ کرے اور شاید کہ ہو یہ سبب واسطے بچنے اس کے زنا سے یا مشتری کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنے نفس کے ساتھ اس کو زنا سے بچائے یا اس کو اپنی ہیبت سے بچائے۔ (فتح) اور یہ جو فرمایا کہ اگر شادی شدہ نہ ہو تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شادی شدہ ہو تو واجب ہے اس کو سنگسار کرنا اور حالانکہ اجماع اس کے برخلاف ہے یعنی غلام کو سنگسار کرنا واجب نہیں خواہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس مفہوم کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ قرآن صریح اس کے برخلاف ناطق ہے جیسا کہ فرمایا کہ پھر جب وہ بیاہی جائیں تو ان پر ہے آدھی وہ سزا جو شادی شدہ ہے پس حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کوڑے مارنے غیر محصن کے اور آیت دلالت کرتی ہے اوپر جلد محصن کے اور رجم آدھوں آدھ نہیں ہو سکتا ہے پس دونوں کو کوڑے مارے جائے واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں دلیلوں کے یا احصان سے مراد آزادی ہے۔ (ق)

بَابُ الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ مَعَ النِّسَآءِ

عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے

۲۰۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْ وَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

۲۰۱۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ ﷺ سے بریرہ کا قصہ ذکر کیا کہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس کے مالک شرط کرتے ہیں کہ اس کا ولا ہمارے واسطے ہوگا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ قیمت لے اور آزاد کر اس واسطے کہ لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر دوپہر کے

ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں یعنی اللہ کے حکم میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط باطل ہے اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط ثابت تر اور محکم تر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنی جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی کو ایک مرد سے خریدا اور آپ ﷺ نے اس کو جائز رکھا چنانچہ فرمایا کہ اس کو خرید لے اور شاہد ہے اس کے واسطے یہ قول آپ ﷺ کا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خرید و فروخت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مردوں کے ساتھ تھی **وفیه المطابقة للترجمة** اور اگر کوئی کہے کہ بعض شرطیں ایسی ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ جو حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے چنانچہ فرمایا کہ نہیں بولتا پیغمبر اپنی خواہش نفس سے یہ تو حکم ہے جو اس کو پہنچتا ہے اللہ کی طرف سے۔ (فتح وت)

۲۰۱۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِيْ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُّحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاوَمَتْ بَرِيْرَةَ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ إِنَّهُمْ أَبَوْا أَنْ يَّبِيْعُوْهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطُوا الْوَلَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا يُدْرِيْنِيْ.

۲۰۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی خریدی یعنی اس کے مالکوں سے سو آپ ﷺ نماز کو نکلے سو جب آپ ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے بیچنے سے انکار کیا ہے مگر یہ کہ ولا کی شرط کریں کہ ولا ان کے لیے ہو سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلام کے مال کا وارث تو وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے میں نے نافع سے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام تو اس نے کہا کہ ابن عمر نے مجھ کو نہیں بتلایا۔

فائدہ: اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ وَّهَلْ يُعِيْنُهٗ أَوْ يَنْصَحُهٗ

کیا جائز ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے بغیر مزدوری کے اور کیا جائز ہے کہ اس کی مدد کرے یا خیر خواہی

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ یہ جو آیا ہے کہ منع ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حمل کیا ہے اس منع کو اوپر منع خاص کے اور وہ بیچنا ساتھ اجرت کے ہے یعنی منع صرف اس وقت ہے جب کہ اجرت لے کے بیچے اور جب کہ بطور مدد اور خیر خواہی کے بیچے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ درست ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے لی ہے اور قوت پاتی ہے یہ بات ساتھ عموم حدیثوں کے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اس واسطے کہ جو اجرت سے بیچتا ہے اس کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ بائع کی خیر خواہی کرے بلکہ صرف اس کی غرض تو اجرت کا حاصل کرنا ہوتا ہے پس یہ چاہتا ہے کہ جائز ہو بیع حاضر کی واسطے بادی کے بغیر اجرت کے کہ وہ خیر خواہی کی قسم ہے اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو حدیث معلق کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گی اور اس طرح ہو چیز جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک جنگلی طلحہ بن عبید پاس اپنا دودھ لایا کہ اس کو بیچ دے تو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے لیکن تو بازار میں جا پس دیکھ کہ تجھ سے کون خرید و فروخت کرتا ہے پھر مجھ سے مشورہ لے یہاں تک کہ میں تجھ کو حکم کروں یا منع کروں۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی سے خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے

فائدہ: اس حدیث کے اول میں یہ لفظ ہے کہ چھوڑ دو لوگوں کو روزی دے اللہ بعض کو بعض سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بطور خیر خواہی کے جنگلی کی چیز شہری کے ہاتھ بیچے تو یہ درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ

اور اجازت دی ہے اس معنی میں عطاء نے

فائدہ: یعنی جائز ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منع فرمایا اس سے تو آپ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان سے سستا اناج ملے اور لیکن آج کے دن پس نہیں کوئی خوف ہے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جائز ہے شہری کو واسطے بیچنا جنگلی کے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم حدیث الدین النصیحۃ کے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ناسخ ہے واسطے حدیث نہی کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث الدین النصیحۃ اپنے عموم پر محمول ہے مگر بیچ بیع حاضر کے واسطے بادی کے پس وہ خاص ہے پس حکم کرے گی عام پر اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان دونوں کے ساتھ خاص کرنے نہی کے ساتھ اس کے جو اجرت سے بیچے مانند دلال کی اور اوپر جو اس کی خیر خواہی کرے پس معلوم کرائے کہ اناج کا بھاؤ ایسا ایسا ہے تو یہ اس کے نزدیک نہی میں داخل نہیں۔ (فتح)

۲۰۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ

۲۰۱۲۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر گواہی دینے اس بات کی کہ نہیں کوئی لائق

جَرِيْرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم رکھنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور امیر کے حکم سننے اور کہا ماننے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور غرض اس حدیث سے یہاں وہی ہے جو اوپر گزری کہ اگر بطور خیر خواہی کے دلال بنے تو درست ہے۔

۲۰۱۳۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۰۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ جا ملو آگے بڑھ کر قافلے کو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ اس کے لیے دلال نہ بنے یعنی واسطے غرض اجرت کے ورنہ مطلق دلال ہونا منع نہیں۔

فائدہ: حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم قحط کے دنوں کے ساتھ خاص ہے اور ارزانی کے دنوں میں ایسا کرنا مکروہ نہیں لیکن عموم حدیث کا رد کرتا ہے اوپر ان کے اور اس تفسیر میں تعقب ہے یعنی مدد ہے اوپر اس کے جو تفسیر کرتا ہے حاضر کو ساتھ بادی کے بایں طور کہ مراد منع کرنا شہری کا ہے یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے قحط کے دنوں میں وہ چیز کہ شہر والوں کو اس کی حاجت ہے پس یہ مذکور ہے حنفیہ کی کتابوں میں اور بعض کہتے ہیں کہ صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی مسافر شہر میں کوئی اسباب لائے اور اس کو حال کے نرخ سے بیچنا چاہے اور اس کے پاس کوئی شہری آئے اور اس کو کہے کہ تو اس اسباب کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اس کو آہستگی کے ساتھ مہنگا بیچوں گا پس ٹھہرایا انہوں نے حکم کو معلق ساتھ بادی کے اور جو مشارق ہے اس کو اس کے معنی میں اور بادی کا ذکر تو حدیث میں باعتبار غالب کے واقع ہوا ہے پس لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو شریک ہے اس کے بیچ نہ پہنچانے نرخ حاضر کے اور ضرر دینے اہل شہر کے ساتھ اشارت کے اوپر اس کے بایں طور کہ بیچنے میں جلدی نہ کرے اور یہ تفسیر شافعیہ اور حنابلہ کی ہے اور مالکیہ نے بدوی ہونے کو قید ٹھہرایا ہے یعنی یہ حکم صرف جنگلی کے ساتھ خاص ہے اور مالک سے روایت ہے کہ

نہیں ملحق ہوتا ساتھ بادی کے بیچ اس کے مگر جو اس کی مانند ہو اور اپر گاؤں والے جو کہ اسباب اور بازار کی قیمت پہچانتے ہیں تو یہ اس حکم میں داخل نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس نہی میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ حرام ہے بشرطیکہ نہی کو جانتا ہو اور جس اسباب کو قافلہ لایا ہے اس کی لوگوں کو حاجت ہے اور یہ کہ پیش کرے اس کو حضری اوپر بدوی کے یعنی شہری اس کو کہے کہ اس کو میرے پاس چھوڑ جا جب مہنگا ہوگا تو میں تجھ کو بیچ دوں گا اور اگر بدوی اس کو شہری سے درخواست کرے تو یہ منع نہیں اور بعض شافعیہ نے کہا کہ سب لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور یہ کہ ظاہر ہو ساتھ بیچنے اس متاع کے فراخی اس شہر میں اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اوپر یہ شرط کرنی کہ شہری اس سے خود اس بات کی درخواست کرے کہ لا میں تجھ کو تیرا اسباب اپنی معرفت سے بیچ دیتا ہوں تو یہ شرط قوی نہیں اس واسطے کہ نہ تو اس پر لفظ دلالت کرتا ہے اور نہ اس میں معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ جس ضرر کے ساتھ نہی معلل ہے نہیں جدا ہوتا ہے اس میں حال درمیان درخواست شہری کے اور نہ درخواست کرنے اس کی کے یعنی ہر صورت منع ہے خواہ وہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ نہی تو ضرر کے سبب سے وارد ہوئی ہے اور ضرر دونوں صورتوں میں موجود ہے اور لیکن یہ شرط کرنی کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو تو یہ متوسط ہے درمیان ظہور اور عدم اس کی کے اور ظہور فراخی کا شرط ہونا سو وہ بھی اسی طرح ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو مقصود مجرد فوت کرنا نفع کا اور رزق کا شہر والوں پر اور اسی طرح یہ شرط کرنی کہ نہیں کوئی جانتا ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں اور سبکی نے کہا کہ یہ شرط معتبر ہے کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر باوجود ان سب شرطوں کے بیع واقع ہو تو اس کا کیا حکم ہے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ تحریم کے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح نہیں قاعدے مشہور پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَّبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو برا جانتا ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ساتھ اجرت کے

فائدہ: اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ تفسیر کیا ہے اس نے اس کو ساتھ دلال کے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا۔

٢٠١٤۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

٢٠١٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

فائدہ: اس حدیث میں اجرت کی قید نہیں جیسا کہ باب میں ہے ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اگر شہری جنگلی کے واسطے اجرت کے ساتھ بیچے تو یہ درست نہیں اور اگر بدون اجرت کے بیچے تو درست ہے اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور گویا کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مقید کیا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے اوزاعی نے یہ کہ اشارہ کرے شہری واسطے جنگلی کے اور کہا کہ اشارہ بیع نہیں اور لیث اور ابو حنیفہ سے ہے کہ اس پر اشارہ بھی نہ کرے اس واسطے کہ جب اس پر اشارہ کیا تو اس سے بیچا اور شافعیہ کے نزدیک اس میں دو وجوہ ہیں اور راجح یہ ہے کہ جائز ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے تو بیع سے منع فرمایا ہے اور اشارہ بیع نہیں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے امر ساتھ خیر خواہی اس کی کے پس معلوم ہوا کہ اشارہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَشْتَرِیْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ — نہ خریدے حاضر واسطے بادی کے ساتھ دلالی کے

فائدہ: یعنی واسطے قیاس کرنے کے بیع پر یعنی جب دلالی کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو خریدنا بھی درست نہیں اور واسطے استعمال کرنے لفظ بیع کے بیع میں اور شراء میں اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ خریدنا واسطے بادی کے مانند بیع کی ہے اور واسطے دلیل اس حدیث کے کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض پر اس واسطے کہ اس کے معنی خریدنے کے ہیں اور امام مالک سے اس میں دو روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَإِبْرَاهِيْمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُوْلُ بِعْ لِیْ ثَوْبًا وَهِیَ تَعْنِی الشِّرَآءَ

اور برا جانا ہے اس کو ابن سیرین نے اور ابراہیم نے واسطے بائع اور مشتری کے اور ابراہیم نے کہا کہ عرب کہتے ہیں کہ بِعْ لِیْ ثَوْبًا اور مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ اس کو میرے لیے خریدے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس سے ابراہیم نے واسطے مذہب اپنے کے کہ بیچنا اور خریدنا کراہت میں دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

۲۰۱۵۔ **حَدَّثَنَا الْمَكِّیُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْتَاعُ الْمَرْءُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ.**

۲۰۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ خریدے مرد اپنے بھائی کے خریدنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

۲۰۱۶۔ **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا**

۲۰۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا یہ کہ بیچے

مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شہری کو جنگلی کے واسطے خریدنا بھی درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ

باب ہے اس بیان میں کہ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا منع ہے اور جو قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے اس کی بیع مردود ہے درست نہیں اس واسطے کہ آگے بڑھ کر ملنے والا نافرمان اور گناہ گار ہے جب کہ نہی کو جانتا ہو اور یہ دھوکا ہے بیع میں اور دھوکا درست نہیں

فائدہ: جزم کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ یہ بیع مردو ہے بنا بر اس کے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے لیکن اس کا حل محققین کے نزدیک بیچ اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے نہی طرف ذات منہی عنہ کے یعنی اپنی ذات کی وجہ سے منع ہے نہ اس وقت جب کہ رجوع کرنے والی ہو طرف امر کی جو خارج ہو اس سے کہ اس وقت بیع صحیح ہوگی اور ثابت ہوگا خیار ساتھ شرط کے جس کا ذکر آتا ہے اور ہونا اس کا گنہگار اور نافرمان اور استدلال کرنا اس کا اوپر اس کے ساتھ ہونے اس کے خداع میں پس صحیح ہے لیکن نہیں آتا لازم اس سے یہ کہ بیع مردو اس واسطے کہ نہی نفس عقد کی طرف نہیں پھیرتی اور نہیں مخل ہے کسی چیز کو اس کے ارکان اور شرائط سے بلکہ وہ تو صرف سوداگروں کے ضرر دور کرنے کے واسطے ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بیع باطل ہے تو یہی قول ہے بعض مالکیہ اور حنابلہ کا اور ممکن ہے کہ ہو قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ بیع مردود ہے محمول اس پر جب کہ بائع اس کا پھیرنا اختیار کرے پس نہ مخالف ہوگا راجح قول کے اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے اور لازم کیا ہے اس پر تناقض کو ساتھ بیع مصراۃ کے اس واسطے کہ اس میں دھوکا ہے اور باوجود اس کے بیع باطل نہیں ہوئی اور ساتھ اس کے کہ فصل کیا ہے اس نے درمیان اس کے کہ نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے ساتھ اجرت کے اور بغیر اجرت کے اور نیز استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ حدیث حکیم کے جو پہلے گزر چکی ہے کہ اگر بائع اور مشتری جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت مٹائی جاتی ہے پس نہ باطل کیا ان کی بیع کو ساتھ جھوٹ اور چھپانے عیب کے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے ساتھ سند صحیح کے کہ اگر اسباب کا مالک آگے بڑھ کر ملنے والے کے ہاتھ اپنا اسباب بیچ ڈالے تو اس کو اختیار ہے جب کہ بازار میں داخل ہو ابن منذر نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر ملنے کو جائز رکھا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مکروہ ہے میں کہتا ہوں کہ جو حنفیہ کی کتابوں میں ہے وہ یہ ہے کہ مکروہ ہے آگے بڑھ کر جا ملنا قافلے کو دو حالتوں میں ایک یہ کہ

شہر والوں کو ضرر ہو اور یہ کہ قافلے کو حال کا نرخ خلط ملط ہو جائے پھر اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ جو آگے بڑھ کر جا ملے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور اسباب والا مختار ہے اور دلیل اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ منع فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑھ کر جا ملے کوئی قافلے کو پس اگر اس کو کوئی آگے بڑھ کر جا ملے اور اس کو خرید لے تو اس کا مالک مختار ہے جب کہ آئے بازار میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ صحیح ہے اور کیا اس کو مطلق خیار ثابت ہے یا اس شرط سے کہ اس کو غبن ہو اس میں دو وجوہ ہیں اصح یہ ہے کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور یہی قول ہے حنابلہ کا اور نیز اس کا ظاہر یہ ہے کہ نہی واسطے نفع بائع کے ہے اور دور کرنے ضرر کے اس سے اور بچانے اس کے فریب سے اور ابن منذر نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو مالک نے اوپر نفع اہل بازار کے نہ اوپر نفع مالک اسباب کے اور طرف اسی کی مائل ہوئے ہیں کوفی اور اوزاعی اور حدیث حجت کی ہے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اس واسطے کہ اس نے ثابت کیا ہے خیار کو واسطے بائع کے نہ واسطے بازار والوں کے اور امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو باب کے اخیر میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ وَأَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ.

۲۰۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا آگے بڑھ کر جا ملنے سے قافلے کو اور یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قافلے اناج وغیرہ لانے والے کو آگے بڑھ کو جا ملنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ نزدیک ہو یا دور اور برابر ہے کہ ان سے خریدنے کے واسطے ہو یا نہ ہو' وسیاتی البحث فیه۔

۲۰۱۸۔ حَدَّثَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِّبَادٍ فَقَالَ لَا يَكُنْ لَّهٗ سِمْسَارًا.

۲۰۱۸۔ طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے واسطے دلال نہ ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ بیع کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر نہ ملو تو یہ بیع عام ہے برابر ہے کہ ان کے ہاتھ بیچے یا ان سے خریدے اور سمجھا جاتا ہے اس سے شرط ہونا قصد اس کے کا ساتھ ملنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ ملنے سے صرف یہی مقصود ہو پس اگر کوئی آگے بڑھ کر ملے قافلے کو واسطے

سلام کے یا خوشی کے یا نکلا واسطے کسی حاجت کے پس پایا ان کو اور ان سے خرید وفروخت کی تو کیا اس کو بھی یہ نہی شامل ہے یا نہیں اس میں احتمال ہے سو جو معنی کی طرف نظر کرتا ہے اس کے نزدیک حکم جدا نہیں ہوتا اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض شافعیہ نے نہی میں یہ شرط کی ہے کہ ابتدا کرے ملنے والا پس اناج لانے والے سے بیع چاہیے اور اگر اناج لانے والا پہلے بیع چاہے پس خریدے ان سے آگے بڑھ کر ملنے والا تو نہی میں داخل نہ ہوگا یعنی اگر آگے بڑھ کر ملنے والا قافلے سے پہلے درخواست کرے اور ان کو کہے کہ تم اناج کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو تو یہ درست نہیں اور اگر قافلے والے خود بخود پہلی بیع کی درخواست کریں اور اس کو کہیں کہ تو ہم سے خرید لے تو یہ منع نہیں اور امام الحرمین نے حرام تلقی کی یہ صورت بیان کی ہے کہ شہر کے نرخ میں جھوٹ بولے اور شہر کی قیمت سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اور متولی نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو خبر دے کہ اگر تم شہر میں داخل ہو گئے تو تم کو محصول بہت لگے گا اور ابو اسحاق شیرازی نے کہا کہ ان کو خبر دے کہ تمہارا اسباب کھوٹا ہے تا کہ ان کو غبن کرے یعنی تھوڑی قیمت سے ان کا سب مال خرید لے اور کبھی ان قیدوں سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کے ساتھ یہ معاملہ ہو ان کو اختیار ہے اگرچہ وہاں تلقی نہ ہو لیکن شافعیہ نے صریح کی ہے کہ اس کی خبر کا جھوٹا ہونا نہیں شرط ہے واسطے ثابت ہونے خیار کے اور خیار تو صرف اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ غبن ظاہر ہو پس اسی طرح کا اعتبار ہے ہونے اور نہ ہونے میں۔ (فتح)

۲۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ.

۲۰۱۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری کو جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیرنا چاہے تو چاہیے کہ پھیر دے ساتھ اس کے ایک صاع کھجوروں کا اور کہا اس نے منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ملنے قافلے کے سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہی تلقی کا اطلاق مفید ہے یعنی قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا اس وقت منع ہے جب کہ بیع کے واسطے ہو نہیں تو منع نہیں۔ (فتح)

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوْقِ

۲۰۲۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ حدیث میں آئے گی اور دلالت کرتا ہے تیسرا طریق اس حدیث کا جو آئندہ باب میں عبیداللہ کے واسطے سے ہے کہ سوداگر کو بازار کے اول ملاقات نہ کی جائے یہاں تک کہ ٹھیک بازار میں داخل ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر وغیرہ کا اور ایک جماعت شافعیہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ ابتدا نہی تلقی کی شہر سے باہر نکلنا ہے برابر ہے کہ سوداگر بازار میں داخل ہو یا نہ ہو اور مالکیہ کو حد تلقی میں بہت اختلاف ہے پھر مطلق نہی تلقی سے شامل ہے مسافت کے دراز ہونے اور چھوٹے ہونے کو یعنی خواہ ان کو بہت دور جا کر ملے یا نزدیک ملے سب منع ہے اور یہی ہے ظاہر اطلاق شافعیہ کا اور مقید کیا ہے مالکیہ نے محل نہی کو ساتھ حد مخصوص کے پھر ان کو اختلاف ہے پس بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد ایک میل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو فرسخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو دن ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مسافت قصر کی ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور لیکن ابتدا اس کے تو اس کی بحث آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّيْ

قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا کہاں تک منع ہے دو کوس یا چار کوس یا کم و بیش

فائدہ: یعنی اس کی ابتدا کہاں سے شروع ہوتی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ہم نے کہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں حد ہے واسطے انتہا اس کی کے سوداگر کی طرف سے یعنی خواہ کتنی ہی دور قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے سب منع ہے اور آگے بڑھ کر ملنے والے کی طرف سے یعنی ابتدا اس کی پس تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے کہ ابتدا خروج کی بازار سے ہے یعنی جب بازار سے باہر نکلا تو منع میں داخل ہوا واسطے دلیل قول صحابی کے کہ تحقیق اصحاب تھے خرید و فروخت کرنے بازار کی پہلی طرف میں پھر مبیع کو اسی خریدنے کی جگہ میں ڈالتے تھے سو منع فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اس کے سے اپنی جگہ میں یہاں تک کہ نقل کریں اس کو یعنی اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں اور نہ منع فرمایا ان کو بازار کی اول طرف میں خریدنے سے پس معلوم ہوا کہ بازار کی اعلیٰ طرف میں خریدنا درست ہے پس اگر بازار سے نکلے اور شہر سے نہ نکلے تو تحقیق تصریح کی شافعیہ نے کہ یہ نہی میں داخل نہیں ہے یعنی یہ منع نہیں اور حد ابتدا تلقی کی نزدیک ان کے شہر سے باہر نکلنا ہے یعنی خواہ بازار سے باہر نکلے یا نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب وہ شہر کے اندر آئیں تو ممکن ہے ان کو پہچاننا اور معلوم کرنا نرخ بازار کا اور اگر وہ معلوم نہ کریں تو یہ خود انہیں کا قصور ہے اور اوپر شہر میں داخل ہونے سے پہلے معرفت نرخ کا ممکن ہونا پس یہ نادر اور کامیاب ہے یعنی ایسا موقع نہایت کم ہوتا ہے اور معروف نزدیک مالکیہ کے مطلق بازار کا معتبر ہونا ہے یعنی خواہ شہر سے باہر نکلے یا نہیں جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور لیث سے روایت ہے کہ قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا مکروہ ہے اگرچہ راہ پر ہو اور اگرچہ گھر کے دروازے پر ہو یہاں تک کہ اسباب بازار میں داخل ہو۔ (فتح)

۲۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى يُبْلَغَ بِهِ سُوقُ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا فِي أَعْلَى السُّوقِ يُبَيِّنُهُ حَدِيثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

۲۰۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ ہم سوداگروں کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور ان سے اناج خریدتے تھے سو منع فرمایا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچیں ہم اس کو یہاں تک کہ اس کو اناج کے بازار میں لے جائیں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ خریدان بازار کے اوپر کی طرف میں تھا یعنی جس طرف سے سوداگر بازار میں داخل ہوتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اس کو حدیث عبیداللہ کی۔

۲۰۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.

۲۰۲۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اناج کو بازار کے اوپر کی طرف میں خریدتے تھے پھر اس کو اسی خریدنے کی جگہ میں بیچتے تھے پس منع فرمایا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچیں اس کو خریدنے کی جگہ میں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہ اٹھا لے جائے۔

فائدہ: یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث کے اخیر میں کہا کہ خریدنا بازار کے اوپر کی طرف میں تھا تو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جس نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ اناج وغیرہ خریدنے کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا درست ہے واسطے مطلق ہونے قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ہم قافلے کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ان کو بازار کے اوپر کی طرف میں آگے بڑھ کر ملتے تھے جیسا کہ عبیداللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق صریح کی مالک نے ایک روایت میں نافع سے کہ نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے پس معلوم ہوا کہ آگے بڑھ ملنا جائز ہے جو بازار میں پہنچی اور بعض حدیث بعض کی تفسیر کرتی ہے اور طحاوی نے دعویٰ کیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اگر سوداگروں کو آگے بڑھ کر خریدنے میں ضرر ہو تو تلقی درست نہیں اور اگر ضرر نہ ہو تو درست ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی تطبیق راجح ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ شُرُوطًا فِي الْبَيْعِ لَا تَحِلُّ

جب کوئی بیع میں ناجائز شرطیں کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی کیا بیع فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو حدیثیں بیان کی ہیں حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بریرہ کے قصے میں اور شاید کہ غرض اس کی یہ ہے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے پس صحیح ہوگا مذہب اس کا کہ جو آگے بڑھ کر قافلے سے خریدے تو اس کی بیع مردود ہے صحیح نہیں اور اس کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْنِيْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ وَّقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقُلْتُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَآءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَآءَ فَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَآءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۰۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئے تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کر میری تو میں نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو نو اوقیہ یک مشت دے دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں اور تیری وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو میں کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان کو یہ بات کہی تو انہوں نے اس پر انکار یعنی نہ مانا سو وہ ان کے پاس سے آئی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے تو بریرہ نے کہا کہ میں یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق وارثت کا ان کے لیے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر یعنی ان سے کہہ دے کہ اس کی وارثت کا حق تم ہی کو ملے گا اس واسطے کہ آزادی کا حق تو اسی کے واسطے ہے جو آزاد کرے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو شرط کہ ایسی ہو جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو سو اللہ کا حکم لائق تر ہے کہ عمل کیا جائے اس پر اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے اور حق وارثت کا تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

٢٠٢٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَ هَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٢٠٢٤ـ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کرے تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو تیرے ہاتھ اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہیں کرتی اس واسطے کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنا

٢٠٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

٢٠٢٥ـ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنا گیہوں کا ساتھ گیہوں کے بیاج ہے مگر دست بدست درست ہے اور جو ساتھ جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور ساتھ کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

بیچنا خشک انگور کا ساتھ خشک انگور کے اور اناج کا بدلے اناج کے

٢٠٢٦ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا.

٢٠٢٦ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوہ تازہ کہ درخت پر ہو بدلے خشک کھجور کے بطور پیمانے کے یعنی مثلاً دس پیمانے کھجوریں تازی درخت پر اندازہ کر کے دس پیمانے بھر خشک کھجوروں کے بدلے کہ خریدنے والے کے پاس ہیں بیچی اور بیچنا خشک انگور کا ہے بدلے انگور تازہ کے کہ درخت پر ہے بطور پیمانے کے۔

٢٠٢٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ

٢٠٢٧ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَّبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ إِنْ زَادَ فَلِيْ وَإِنْ نَّقَصَ فَعَلَيَّ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

مزابنت سے منع فرمایا اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیانے کے اس شرط کے کہ اگر زیادہ نکلے تو میرے لیے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے یعنی میں تجھ کو پورا کر دوں گا اے مشتری ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی عرایا میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی اور حدیث میں اناج کو ساتھ اناج کے بیچنے کا ذکر نہیں اور نیز باب میں خشک کھجور کو ساتھ خشک انگور کے بیچنے کا ذکر ہے اور باب کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ خشک انگور کو تازہ انگور کے ساتھ بیچے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معنی کی جہت سے لیا ہے اور یا شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں طعام کا ذکر بھی آ چکا ہے اور وہ لیث کی روایت میں ہے کماسیاتی اور مسلم نے معمر سے روایت کی ہے کہ اناج کے بدلے اناج برابر ساتھ برابر کے (فتح) اور مزابنت مشتق ہے زبن سے اور مزابنت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مثلاً دس پیانے بھر خشک کھجوریں ہیں اور دوسرے شخص پاس دس پیانے بھر تازہ کھجوریں درخت پر ہوں سو پہلا آدمی اپنی خشک کھجوروں کو دوسرے آدمی کے ہاتھ بیچے بدلے ان کھجوروں تازہ کے کہ درخت پر ہیں حاصل یہ ہے کہ بیچے میوہ تر کہ درخت پر ہے بدلے میوے خشک کے کہ زمین پر ہے اور چونکہ بنا اس بیع کی قیاس اور اندازہ پر ہے اور کمی بیشی کا احتمال رکھتی ہے اس واسطے اس سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ
بیچنا جو کا ساتھ جو کے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ فَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَأْتِيَ خَازِنِيْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللهِ لَا

۲۰۲۸۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے زہری کو خبر دی کہ اس نے سو دینار کے بدلے درہم لینے چاہے مالک نے کہا سو مجھ کو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بلایا سو ہم نے بیع کی کمی بیشی میں کلام کیا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے بیع صرف کی سو طلحہ رضی اللہ عنہ سونے یعنی ان دیناروں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھیرنے لگا پھر اس نے کہا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ بات سنتے

تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

تھے تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اس سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ تو اس سے درہم لے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ یعنی اسی مجلس میں قبض کرے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بیع صرف میں مبیع اور قیمت کو مجلس عقد میں قبض کرنا شرط ہے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز بیع صرف مگر وقت ایجاب کے ساتھ کلام کے اور اگر اس جگہ سے دوسری جگہ کی طرف انتقال کریں تو ان کا قبض کرنا صحیح نہیں اور مذہب ان کا یہ ہے کہ بیع صرف میں ان کے نزدیک قبض کرنے میں دیر کرنی درست نہیں برابر ہے کہ دونوں اس مجلس میں ہوں یا جدا ہو گئے ہوں اور حمل کیا ہے اس نے قول عمر رضی اللہ عنہ کو فور پر یعنی فوراً اسی وقت قبض کرے یہاں تک کہ اگر صراف قبض میں دیر کرے یہاں تک کہ کھڑا ہو طرف بیٹھنے کی گویا کہ وہ اس جگہ اپنا صندوق کھولتا ہے تو جائز نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گیہوں اور جو ایک قسم نہیں بلکہ جدا جدا دو قسم ہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے اس میں مالک اور لیث اور اوزاعی نے سو کہتے ہیں کہ دونوں ایک قسم ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ بڑا آدمی خود اپنے ہاتھ سے بیع شرا کرے اگرچہ اس کے وکیل اور مددگار ہوں جو اس کو کفایت کریں اور اس میں مماکست کرنا ہے بیع میں اور رد بدل کرنا اور اسباب کا الٹانا اور فائدہ اس کا امن ہے غبن سے اور بعض علم ایسا ہے کہ بڑے آدمی پر پوشیدہ رہتا ہے یہاں تک کہ غیر اس کا اس کو یاد دلائے اور یہ کہ امام جب کوئی چیز ناجائز سنے یا دیکھے تو اس سے منع کرے اور حق کی طرف راہ دکھائے اور یہ کہ جو کوئی کسی نیک کا فتوی دے اس کی دلیل بھی بیان کرے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کے حالات کو تلاش کرے اور ان کی بھلائیوں میں کوشش کرے اور اس میں قسم کھانا ہے واسطے تاکید خبر کے اور اس میں حجت ہے واسطے خبر واحد کے اور اس میں حجت قائم کرنا ہے اس پر جو قرآن اور حدیث کے حکم کے برخلاف کرے اور یہ کہ کوئی سونے کو چاندی کے ساتھ بیچے تو اس میں ادھار کرنا جائز نہیں اور جب کہ ان میں جائز نہ ہوا باوجود یہ کہ دونوں جنس مختلف ہیں تو سونے کو سونے کے بدلے بیچنے میں ادھار بطریق اولی جائز نہ ہوگا اور حالانکہ وہ جنس ایک ہے اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے میں ادھار جائز نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ سونے کو سونے کے بدلے اور سونے کو چاندی کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا درست نہیں پس اس میں قیاس کی کوئی حاجت نہیں اور مراد سونے چاندی سے عام ہے خواہ اس پر سکہ

ہو مانند روپے اور اشرفی وغیرہ کی یا نہ ہو مانند ٹکڑے سونے چاندی کی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

سونے کو سونے کے بدلے بیچنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ.

۲۰۲۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور بیچو سونے کو بدلے چاندی کے اور چاندی کو بدلے سونے کے جس طرح کہ چاہو تم۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کو سونے کے بدلے بیچنا درست نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

چاندی کو بدلے چاندی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: اس کا حکم بھی پہلے گزر چکا ہے۔

۲۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمِّي حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَا هٰذَا الَّذِي تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فِي الصَّرْفِ

۲۰۳۰۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی مانند اس حدیث کی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے باب بیع الشعیر بالشعیر میں گزر چکی ہے کہ واجب ہے کہ بیع دست بدست ہو سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یعنی حدیث بیان کرنے کے واسطے اور وقت میں سو اس نے کہا کہ اے ابو سعید کیا ہے یہ حدیث جس کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے تو ابو سعید نے کہا بیع صرف میں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ بیچنا سونے کا بدلے سونے کے برابر برابر ہے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.

اور چاندی بدلے چاندی کے برابر برابر ہے۔

فائدہ: اور سونا عام ہے اپنی سب قسموں کو شامل ہے برابر ہے کہ مضروب ہو یا منقوش اور برابر ہے کہ کھرا ہو یا کھوٹا اور برابر ہے کہ درست ہو یا ٹوٹا ہوا اور برابر ہے کہ زیور ہو یا ٹکڑا اور برابر ہے کہ خالص ہو یا اس میں کھوٹ ہو اور نووی وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (فتح)

۲۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَآئِبًا بِنَاجِزٍ.

۲۰۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو ان میں سے غائب کو بدلے حاضر کے یعنی نہ بیچو نقد کو ساتھ ادھار کے۔

فائدہ: مراد ساتھ غائب کے عام ہے مؤجل سے یعنی مجلس سے غائب ہو برابر ہے کہ وعدے کے ساتھ ہو یا اسی وقت ہو اور اس میں حجت ہے واسطے شافعی کے کہ اگر کسی کے کسی پر درہم آتے ہوں اور دوسرے کو اس پر دینار یں آتی ہوں تو ایک کو دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع چاندی کی ہے ساتھ ہونے کے بطور قرض کے یعنی قرض کو قرض کے ساتھ بیچنا ہے اس واسطے کہ جب غائب کو حاضر کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو قرض کو قرض کے بدلے بیچنا بطریق اولی درست نہ ہوگا اور اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بقیع میں اونٹوں کو بیچتا تھا سو میں ان کو دیناروں کے ساتھ بیچتا تھا اور ان کے بدلے درہم لیتا تھا اور برعکس اس کے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں جب کہ ہو ساتھ نرخ اس دن کے یعنی وقت لینے کے جب تک کہ تم جدا نہ ہو جاؤ اس حال میں کہ تمہارے درمیان کوئی چیز ہو لیکن یہ حدیث قرض کے بیچنے میں نہیں یعنی یہ بدل کرنا درہم اور دیناروں کا آپس میں بایں شرط جائز ہے کہ مجلس کے اندر آپس میں قبض کریں تا بیع نقد کی ساتھ نسیہ یعنی وعدے کی لازم نہ آئے اور بیاج نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثلاً مثل کہ اگر کوئی ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے تو یہ بیع باطل ہے اور اس سے زیادہ تر وہ حدیث

ہے جو کہ مسلم نے فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے بیچ رد کرنے بیع ہار کے جس میں سونا اور نگینے تھے یہاں تک کہ جدا کیے جائے۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَآءً

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُوْلُهُ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتَهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ كُلَّ ذٰلِكَ لَا أَقُوْلُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ.

دینار کو دینار کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا

۲۰۳۲۔ ابو صالح زیات سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جائز ہے بیچنا ایک دینار کا بدلے ایک دینار کے اور بیچنا ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے تو میں نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں یعنی بلکہ یہ ان کا مذہب ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے دست بدست بیچنا درست ہے یعنی اگر دست بدست بیچے تو کمی بیشی درست ہے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سو میں نے کہا کہ کیا تو نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے یا اس کو کتاب اللہ میں پایا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں یہ کل نہیں کہتا ہوں یعنی نہ تو میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور نہ اس کو کتاب اللہ میں پایا اور تم مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ عالم ہو یعنی اس واسطے کہ تم عمر میں بڑے ہو اور تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت کی ہے اور میں چھوٹا ہوں لیکن خبر دی مجھ کو اسامہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حرب سے سنا کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک بیچ بیچنے سونے کے ہے ساتھ چاندی کے اور بیچنے گیہوں کے ہے ساتھ جو کے کم و بیش نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے ہاتھوں ہاتھ اور نہیں بھلائی وعدے میں۔

فائدہ: اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں بیاج ہے اس چیز میں کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور ایک روایت میں ہے ابونضرہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا ہاتھوں ہاتھ میں

نے کہا کہ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں سو میں نے ابوسعید کو خبر دی تو اس نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی ہے ہم اس کی طرف لکھیں گے سو وہ تم کو نہ فتوے دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ ڈر نہ دیکھا پھر میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو زیادہ ہو پس وہ بیاج ہے اور بیع صرف اس کو کہتے ہیں کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچے اور چاندی کو سونے کے بدلے بیچے اور اس کے واسطے دو شرطیں ہیں منع ہونا ادھار کا یعنی ادھار کے ساتھ بیچنا درست نہیں برابر ہے کہ جنس ایک ہو یا مختلف ہو اور اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر رجوع کیا اس نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس میں مخالفت کی ہے اور اس کے رجوع میں اختلاف ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ اسامہ کی حدیث صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ جمع کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سو بعض تو کہتے ہیں کہ اسامہ کی حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی لا ربی کے یہ ہیں کہ بیاج زیادہ تر غلیظ اور شدید حرمت والا جس پر سخت عذاب کا وعدہ ہے نہیں ہے مگر وعدے میں تو یہ لا واسطے نفی کمال کے ہے نہ واسطے نفی ذات کے اور نیز نفی حرمت بیاج زیادتی کی اسامہ کی حدیث سے تو صرف بطور مفہوم کے ہے پس مقدم کی جائے اس پر حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس کی دلالت اس پر بطریق منطوق کے ہے اور اسامہ کی حدیث بیاج اکبر پر محمول ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اسامہ کی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں جب کہ بیع کی قسمیں مختلف ہوں اور کمی بیشی اس میں ہاتھوں ہاتھ بیاج ہے واسطے تطبیق کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً — چاندی کو سونے کے ساتھ ادھار بیچنا

فائدہ: بیع یا تو ساتھ نقد کے ہے یا ساتھ عرض کے فی الحال ہے یعنی ہاتھوں ہاتھ یا ساتھ مہلت کے پس وہ چار قسم ہے پس بیع نقد کی یا تو ساتھ مثل اس کی کے ہے اور یہ مراطلہ ہے اور یا ساتھ نقد غیر جنس کے ہے یعنی جیسے چاندی کو ساتھ سونے کے اور یہ صرف ہے اور بیع اقسام اسبابوں کی ساتھ نقد کے نقد کا نام قیمت رکھا جاتا ہے اور عرض کا نام عوض رکھا جاتا ہے اور بیع عرض کی ساتھ عرض کے نام رکھا جاتا ہے اس کا مقائضہ اور حلول یعنی دست بدست بیچنا ان سب قسموں میں جائز ہے اور اس پر مہلت ٹھہرانی پس اگر ہو بیع نقد کی ساتھ نقد کے مہلت سے تو جائز ہے اور اگر اسباب مؤخر ہو تو جائز ہے سو اگر عرض مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہے اور اگر دونوں مؤخر ہوں تو وہ بیع قرض کی ہے ساتھ قرض کے اور یہ جائز نہیں مگر حوالہ میں نزدیک اس کے جو اس کو بیع کہتا ہے۔ (فتح)

۲۰۳۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ۲۰۳۳۔ ابوالمنہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے براء بن

قَالَ أَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ أَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَیْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا یَقُوْلُ هٰذَا خَیْرٌ مِّنِّیْ فَكِلَاهُمَا یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَیْنًا.

عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو دونوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے سو وہ دونوں کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا بیع سونے کی سے ساتھ چاندی کے ازروئے قرض کے یعنی جو ہاتھوں ہاتھ نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے بیچنا چاندی کو بدلے سونے کے ساتھ وعدے کے اور نام رکھا گیا ہے اس کا بیع صرف واسطے پھرنے اس کے مقتضی بیعوں سے جائز ہونے کی بیشی سے بیچ اس کے اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب تواضع سے اور انصاف کرنے بعض کے سے واسطے بعض کے اور پہچاننے حق ایک دوسرے کے سے اور مدد چاہنے عالم کے فتویٰ میں ساتھ نظیر اپنی کے علم میں وسیاتی الکلام علیہ فی الشرکۃ۔ (فتح الباری)

بَابُ بَیْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ یَدًا بِیَدٍ

بیچنا سونے کا ساتھ چاندی کے ہاتھوں ہاتھ

۲۰۳۴۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ أَبِیْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَّبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَیْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَیْفَ شِئْنَا.

۲۰۳۴۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے چاندی کے سے بدلے چاندی کے اور سونے کے سے ساتھ سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور ہم کو حکم ہوا کہ خریدیں ہم سونے کو بدلے چاندی کے جس طرح کہ چاہیں اور چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ چاہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں حلول کی قید نہیں یعنی ہاتھوں ہاتھ بیچنا اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے پس مسلم نے عباد کے طریق سے روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو ایک مرد نے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاتھوں ہاتھ اور ایک طریق میں ہے کہ بیچو چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ تم چاہو اور بیع صرف میں قبض کی شرط ہونا تو متفق علیہ ہے

یعنی سب کا اتفاق ہے اس پر کہ بیع صرف میں قبض کرنا شرط کا ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیچنا بعض ربویات کا ساتھ بعض کے جب کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور زیادہ تر صریح عبادہ کی حدیث ہے کہ جب جنسیں مختلف ہوں تو بیچو جس طرح کہ تم چاہو۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعِ الْعَرَايَا

باب ہے بیان میں بیع مزابنت کے اور وہ بیچنا خشک کھجور کا ہے ساتھ تازہ کھجور کے اور بیچنا خشک انگور کا ہے ساتھ تازہ انگور کے اور بیچنا عرایا کا یعنی اس کے پھلوں کا۔

فائدہ: زبن کے معنی سخت دفع کرنا ہے اور اسی قبیل سے نام رکھی گئی ہے لڑائی زبوں واسطے دفع کرنے کے بیچ اس کے اور بیع مخصوص کا نام مزابنت رکھا گیا اس واسطے کہ ہر ایک بائع اور مشتری ۔ سے دفع کرتا ہے ساتھی اپنے کو حق اس کے سے یا اس واسطے کہ جب ایک ان دونوں میں غبن پر واقف ہو تو ارادہ کرتا ہے دفع بیع کا ساتھ فسخ کرنے اس کے اور ارادہ کرتا ہے دوسرا دفع کرنے اس کے کا اس ارادے سے ساتھ جائز رکھنے بیع کے اور اصل مزابنت کے معنی یہ ہیں کہ جو کہ یہاں بیان ہوئی اور الحاق کیا ہے امام شافعی نے ساتھ اس کے ہر بیع مجہول کو ساتھ مجہول کے یا ساتھ معلوم کے ساتھ اس جنس کہ جاری ہو بیاج اس کی نقد میں امام شافعی نے کہا کہ جو کہے کہ میں ضامن ہوں واسطے تیرے اس ڈھیر تیرے کے ساتھ بیس صاع کے مثلاً پس اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے تو یہ جوا ہے اور یہ مزابنت نہیں میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ باب بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ کے کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیمانے کے اس شرط سے کہ اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے پس ثابت ہوا کہ یہ صورت بھی مزابنت صورتوں سے ہے اور اس کے جوے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مزابنت نہ ہو اور نیز مزابنت کی صورتوں سے ہے کہ بیچے کھیتی کو ساتھ گیہوں کے بطور پیمانے کے جیسے کہ مسلم کی روایت میں یہ لفظ آ چکا ہے اور یہ زیادتی بخاری میں آئندہ آئی گی اور امام مالک نے کہا کہ مزابنت ہر شے ہے اندازے سے کہ نہ معلوم ہو ماپنا اس کا اور وزن اس کا اور نہ عدد اس کا جب کہ بیچی جائے ساتھ چیز معین کے کیل وغیرہ سے برابر ہے کہ اس جنس سے جس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہ ہو اور سبب نہی کا یہ ہے کہ یہ جوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی سے اور یہ خطا ہے اور صحیح تفسیر اس کی وہ ہے جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور قمار اور مخاطرۃ بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

قَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور محاقلت سے

فائدہ: اور یہ تفسیر مزابنت کی مرفوع ہے یعنی حضرت ﷺ کی کلام سے ثابت ہے اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے تو یہ تفسیر ان اصحاب سے ہے اور وہ زیادہ تر پہچاننے والے ہیں ساتھ تفسیر اس کی کے اپنے غیر سے ابن عبدالبر نے کہا کہ کوئی ان کا مخالف نہیں اس میں کہ مانند اس کی مزابنت ہے اور اختلاف تو اس میں ہے کہ کیا ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ نہیں جائز ہے مگر برابر ساتھ برابر کے پس نہیں جائز ہے اس میں مپانہ ساتھ اندازے کے اور نہ اندازہ ساتھ اندازہ کے پس جمہور کہتے ہیں کہ یہ بھی اس کے ساتھ ملحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کھجور انگور کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهٖ.

۲۰۳۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوے کو درخت پر ہو ساتھ کھجور خشک کے اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی بعد اس کے منع کرنے بیع میوے کی سے کہ درخت پر ہو ساتھ خشک کھجور کے عریہ کے بیچنے میں یعنی اس کے پھل کے بیچنے میں ساتھ تازہ کھجور یا خشک کھجور کے اور اس کے غیر میں رخصت نہیں دی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اوپر حرام ہونے بیع تازہ کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اس سے اگرچہ پیمانے اور تول میں برابر ہوں اس واسطے کہ برابر ہونے کا اعتبار تو کمال کی حالت میں صحیح ہوتا ہے اور تازہ کھجور کبھی کم ہو جاتی ہے جب کہ خشک ہو خشک کھجور سے ایسا نقص کہ اندازہ نہیں کیا جاتا اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کافی ہے برابر ہونا تر ہونے کی حالت میں اور مخالفت کی ہے اس کی بیچ اس کے اس کے دونوں مصاحبوں نے یعنی ابو یوسف اور محمد نے واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے جو نہی میں وارد ہیں اور زیادہ تر صریح اس سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا درست ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تر کھجور خشک ہو تو کیا کم ہو جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس جائز نہیں روایت کی یہ حدیث مالک اور اصحاب سنن نے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد عریہ کے بیچنے کی اجازت دی تو یہ زیادہ تر صریح اس چیز کی ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ رد کے اس حنفی پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو بیچے تازہ میوے کے ساتھ خشک کھجور کے اوپر عموم اپنے کے یعنی تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا ہر صورت میں منع ہے اور کہا اس نے کہ عرایا یعنی ان کے پھلوں کا بیچنا اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ نہیں اور گمان کیا ہے اس سے کہ یہ دونوں حکم مختلف ہیں یعنی متعارض ہیں وارد ہوئی ہیں ایک سیاق میں اور اسی طرح جو زعم کرتا ہے ان میں سے جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ان سے کہ عرایا کا بیچنا منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع ہے بیچنا تازہ کھجور کا ساتھ خشک کھجور کے اس واسطے کہ منسوخ ناسخ کے بعد نہیں ہوتا اور یہ کہا کہ ساتھ تر کھجور کے یا خشک کھجور کے تو اس میں حجت ہے واسطے جائز ہونے بیع تازہ کھجور کے جو درخت پر اندازہ کی گئی ہو بدلے کھجور تر کے کہ اندازہ کی گئی ہے زمین پر اور یہ رائے ابن خیران شافعی کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہ رائے اصطخری کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ایک جماعت نے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک ہو تو جائز نہیں اس واسطے کہ اس کی حاجت نہیں اور اگر دو قسم ہوں تو جائز ہے اور یہ رائے ابی اسحاق کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن عفرون نے اور یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ ایک میوہ درخت پر ہو اور دوسرا زمین پر اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی ہے جب کہ دونوں درخت پر ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ محل اس کا اس چیز میں ہے جب کہ دو قسم ہوں اور اس میں اور بھی کئی فروع ہیں جس کا ذکر دراز ہے اور تصریح کی ہے ماوردی نے ساتھ اس کے کہ کچی کھجور کا بھی حکم تر کھجور کی مانند ہے۔ (فتح)

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَآءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَّبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا.

۲۰۳۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے مزابنت اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ کھجور کے بطور پیمانے کے اور بیچنا انگور تر کا ہے ساتھ خشک انگور کے بطور پیمانے کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا انگور کا کرم اور اس سے نہی وارد ہو چکی ہے کما سیاتی الکلام علیہ اور تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور یہ واسطے بیان جواز کے ہے یعنی اس کو کرم کہنا درست ہے لیکن مکروہ تنزیہ ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ مزابنت کی تفسیر حضرت ﷺ کی کلام سے ہے اور اگر اس کا موقوف ہونا تسلیم کیا جائے تو نہیں حجت ہے جواز پر پس نہی اپنے حقیقی معنی پر محمول ہو گی اور سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا عرایا میں تر کھجور کے ساتھ انگور وغیرہ بھی ملحق ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نہیں اور یہ قول اہل ظاہر کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو بعض شافعیہ نے ان میں سے ہے محب طبری اور بعض کہتے ہیں کہ صرف انگور

اس کے ساتھ ملحق ہے یعنی اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں اور یہی ہے مشہور مذہب شافعی کا اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ ذخیرہ کیا جائے اور یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر میوہ اور یہ بھی شافعی سے منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَآءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ.

۲۰۳۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزابنت سے اور محاقلت سے اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ خشک کھجور کے کہ درخت پر ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں کیل کا لفظ زیادہ ہے اور وہ موافق ہے واسطے ابن عمر جو پہلے گزر چکی ہے اور ذکر کیل کا اس صورت میں قید نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ صورت بیع کی ہے جو اس وقت وہاں واقع ہوئی تھی پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے یا اس کے لیے مفہوم ہے لیکن وہ مفہوم موافقت کا ہے اس واسطے کہ مسکوت عنہ اولی ہے ساتھ منع کے منطوق سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ معیار تمر اور زبیب کا کیل ہے اور مسلم نے ابو سعید کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے۔ (فتح)

۲۰۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۰۳۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مزابنت سے۔

۲۰۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَّبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا.

۲۰۳۹۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے صاحب عریہ کے یہ کہ بیچے اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی عریہ میں کہ لے اس کو گھر والا ساتھ اندازہ کرنے اس

کے کے حالت خشک ہونے میں یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد کس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر لے کہ کھائیں اس میوے کو اہل اس کے تازہ اور ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچ بیچنے عریہ کے ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے مرد کھجور باغ کے ساتھ طعام اہل اپنے کی حالت تر ہونے میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور ایک روایت میں ہے کہ اجازت دی عرایا میں ایک اور دو درخت کھجور کے کہ بخشے جاتے ہیں واسطے مرد کے پس بیچے ان کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور جمہور کے نزدیک یہ قید نہیں کماسیاتی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلَى رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ أَوِ الْفِضَّةِ

سونے اور چاندی سے میوے کو درخت پر بیچنا

فائدہ: بعد اس کے کہ پک جائے یعنی نقد کے ساتھ بیچنا۔

۲۰۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيْبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِّنْهُ إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

۲۰۴۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے کھجور کے سے یہاں تک کہ خوشرنگ ہو یعنی اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچی جائے اس سے کوئی چیز مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ چاندی اور سونے پر تو صرف اس واسطے اقتصار کیا ہے کہ لوگوں کا اکثر معاملہ اس کے ساتھ ہوتا ہے ورنہ امت کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ تمام قسموں مال واسباب کے ساتھ شرط اس کی کے اور یہ جو کہا کہ مگر عرایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جائز ہے بیچنا تر کھجور کا بیچ اس کے بعد اس کے کہ اندازہ کیا جائے اور پہنچائی جائے قدر اس کی ساتھ اس قدر کے کھجور سے کماسیاتی البحث فیہ اور ابن منذر نے کہا کہ کوفیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ عرایا کی بیع منسوخ ہے ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے بیع تر میوے سے ساتھ کھجور کے اور یہ دعویٰ ان کا مردود ہے اس واسطے کہ جس نے نہی کی روایت کی ہے اس نے عرایا کی رخصت کی روایت کی ہے پس نہی اور رخصت دونوں کو ثابت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ روایت سالم کی جو پہلے گزر چکی ہے وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ بیع عرایا کی رخصت نہی کی بعد واقع ہوئی ہے اور لفظ اس کا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع یہ ہے کہ نہ بیچو میوے کو ساتھ خشک کھجور کے اور ابن عمر نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے عریہ

کے بیچنے کی رخصت دی اور یہی ہے وہ چیز جس کو لفظ رخصت کا چاہتا ہے اس واسطے کہ رخصت منع کے بعد ہوتی ہے اور اسی طرح باقی حدیثیں جن میں واقع ہوا ہے استثنا بعد عرایا کے نہی بیع ثمر کی ساتھ کھجور خشک کے اور میں نے یہ بات پہلے بھی واضح کر دی ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الرَّبِيعِ أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ.

۲۰۴۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے اس نے کہا کہ میں نے مالک سے سنا اور حالانکہ عبیداللہ نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا حدیث بیان کی تجھ کو داؤد نے ابوسفیان سے اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ بیچنے عرایا کے پانچ وسق میں یا اس سے کم میں تو مالک نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق تخمینا پچیس من پختہ ہوئے اور اس کا بیان کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکا ہے اور جو کوئی عرایا کی بیع کو جائز رکھتا ہے اس نے اس عدد کے مفہوم کو اعتبار کیا ہے یعنی اگر عرایا پانچ وسق یا اس سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کا بیچنا جائز نہیں اور پانچ وسق کے جائز ہونے میں اختلاف ہے واسطے شک مذکور کے اور خلاف نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے ہے اور راجح نزدیک مالکیہ کے جائز ہونا ہے پانچ وسق کا اور جو اس سے کم ہو اور شافعیہ کے نزدیک اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پورے پانچ وسق ہوں تو ان کا بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے حنابلہ اور اہل ظاہر کا اور ماخذ منع کا یہ ہے کہ اصل حرام ہونا ہے اور بیع عرایا کی رخصت ہے پکڑا جائے گا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو اس سے جواز یعنی یقین کر لیا جائے گا اور شک لغو گا اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بیع مزابنت کی نہی پہلے وارد ہوئی ہے پھر عرایا کی رخصت واقع ہوئی اور یا بیع مزابنت کی نہی کے ساتھ واقع ہے سو بنا بر پہلی وجہ کے پانچ وسق کی بیع جائز ہوگی واسطے شک کے بیچ دور ہونے تحریم کے اور بنا بر دوسری وجہ کے جائز ہے واسطے شک کے بیچ مقدار تحریم کے اور ترجیح دیتی ہے پہلی وجہ کو روایت سالم کی جو پہلے باب میں مذکور ہے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے کہ دون کا لفظ صلاحیت رکھتا ہے واسطے تمام اس چیز کے کہ پانچ سے تلے ہے یعنی چار وسق پر بھی صادق آتی ہے اور تین پر بھی اور دو پر بھی سو اگر ہم اس کے ساتھ عمل کریں تو لازم آئے گا دور ہونا اس رخصت کا اس واسطے کہ جب کوئی حد اس کی معین نہیں تو کسی پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ اس کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے بایں طور کہ حمل کیا جائے اوپر اقل اس چیز کے کہ اس پر صادق آتی ہے اور یہی مفتی ہے شافعی کے مذہب میں اور تحقیق روایت کی ترمذی نے حدیث باب کی مالک

سے ساتھ اس لفظ کے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیع بیچنے عرایا کے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو اور اس میں شک نہیں کیا اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ ابن منذر کا مذہب یہ ہے کہ اس کی حد چار وسق ہیں اور لازم کیا مزنی نے شافعی کو اس کے ساتھ قائل ہونا اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ جو چیز اس نے ابن منذر سے نقل کی وہ اس کی کتابوں میں نہیں بلکہ اس میں تو صرف اس قول کو ترجیح کہ پانچ وسق کا بیچنا جائز نہیں اور جو اس سے کم ہو وہ جائز ہے اور یہی ہے وہ قول جو مزنی نے شافعی کو لازم کیا تھا اور تحقیق حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے یہ قول ایک قوم سے اور کہا کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے پھر کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کے کہ عرایا میں چار وسق سے زیادہ کو بیچنا جائز ہے جب تک کہ پانچ وسق کو نہ پہنچے اور ان کے نزدیک جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جب کہ آپ ﷺ نے عرایا والوں کو اجازت دی کہ بیچیں اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کی کے کہ ایک وسق اور دو وسق اور تین وسق اور چار وسق اور باب باندھا ہے اس پر ابن حبان نے ساتھ اس کے کہ احتیاط یہ ہے کہ چار وسق سے زیادہ نہ ہو اور یہی قول ہے جس کی طرف پھرنا مقرر ہے اور اپر ایک حد مقرر کرنی کہ اس سے تجاوز کرنا جائز نہ ہو تو یہ واضح نہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قول سہل کے کہ عرایہ تین وسق ہوتے ہیں یا چار وسق یا پانچ وسق کماسیاتی فی الباب الذی یلیہ اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ موقوف ہے اور اس مسئلے کی فروع سے یہ ہے کہ اگر عقد بیع میں پانچ وسق پر زیادہ ہو تو سب کی بیع باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی پانچ وسق سے کم ایک عدد میں بیچے پھر وہیں بائع اسی مشتری کے ہاتھ اس کے برابر اور عقد میں بیچی تو جائز ہے نزدیک شافعیہ کے صحیح تر قول میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل ظاہر نے اس کو منع کیا ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرٰى إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيْعُهَا أَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَأْكُلُوْنَهَا

۲۰۴۲۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خشک کھجور کے بدلے میوے بیچنے سے منع فرمایا اور تخمینے سے عرایا یعنی اس کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اور سفیان نے دوسری بار کہا کہ آپ ﷺ نے عرایا کی رخصت دی کہ اس کے مالک اس کو اندازے سے بیچیں کہ کھائیں اس کو اس حال میں کہ تازہ ہو سفیان نے کہا کہ کہ قول پہلے قول کے برابر ہے یعنی اس میں کچھ فرق نہیں دونوں کا مطلب ایک ہے سفیان کہتا ہے کہ میں

رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَآءٌ قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِيَحْيَى وَأَنَا غُلَامٌ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْ أَهْلَ مَكَّةَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَرْوُوْنَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ قَالَ لَا.

نے یحییٰ سے کہا کہ میں لڑکا تھا کہ مکے والے کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے عرایا کے بیچنے کی اجازت دی ہے یعنی اہل مکہ کی روایت میں اندازہ کرنے اور تازہ کھانے کی قید نہیں یحییٰ نے کہا کہ کس چیز نے اہل مکہ کو معلوم کروایا ہے میں نے کہا کہ وہ اس کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں سو یحییٰ چپ رہا سفیان نے کہا کہ مراد میری اس کلام سے یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے ہیں اور سفیان کو کہا گیا کہ نہیں ہیں اس میں نہیں بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔

فائدہ: یعنی پس رجوع کرے گی یہ حدیث طرف اہل مدینے کے اور تھا واسطے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ یہ کہ اس کو کہتا کہ اہل مدینے نے بھی اس میں تقیید روایت کی پس مطلق مقید پر محمول ہوگا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اوپر عمل کرنے کی ساتھ اطلاق کے اور تخمینے کی قید زیادتی حافظ کی ہے پس متعین ہوگا پھر پھرنا طرف اس کی اور اوپر کھانے کی قید پس ظاہر یہ ہے کہ واسطے بیان واقع کے ہے اس کی قید نہیں اور ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شرط ہے کما سیاتی۔

بَابُ تَفْسِيْرِ الْعَرَايَا

باب ہے بیچ بیان تفسیر عرایا کے

فائدہ: عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ کھجور کے میوے کا عطا کرنا ہے سوائے اصل درخت کے یعنی درخت کا میوہ کسی کو بخش دے اور درخت کو اپنی ملکیت میں رکھے اور عرب کا دستور تھا کہ قحط کے دنوں میں کھجوروں والے مسکینوں کو بطور خیرات کے کچھ درخت میوہ کھانے کے لیے دیتے تھے جن کے پاس میوہ نہ ہوتا تھا اور شرعاً اس کے معنی میں اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ الْعَرِيَّةُ أَنْ يُّعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَأَذَّى بِدُخُوْلِهِ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهُ أَنْ يَّشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ.

اور مالک نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کو کھجور کا درخت اپنے باغ سے ہبہ کرے یعنی اصل یا میوہ پھر بخشنے والا اس مرد کے آنے سے ایذا پائے تو اس کو اجازت ہوئی کہ اس درخت کو موہوب اسے خشک کھجوروں کے بدلے خرید لے۔

فائدہ: اور طحاوی نے مالک سے روایت کی ہے کہ عریہ ایک مرد کا کھجور کا ایک درخت ہے دوسرے کے باغ میں اور عرب کا دستور تھا کہ میوے کے وقت باغ کے مالک اپنے عیال سمیت باغوں میں آتے تھے سو بہت کھجور کے

درختوں والا دوسرے مرد کے آنے کو برا جانتا تھا پس اس کو کہتا تھا کہ میں تیری کھجوروں کو اندازہ کر کے اس کے بدلے خشک کھجوریں تجھ کو دیتا ہوں سو اس کو اس کی اجازت ہوئی اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عریہ کی شرط یہ ہے کہ اس کو خاص بخشنے والے کے ہاتھ ہے بیچنا درست ہے اس واسطے کہ باغ میں آنے سے مالک کو ضرر ہوتا ہے تا کہ دفع ہو ضرر دوسرے سے ساتھ قیام صاحب نخل کے ساتھ پانی پلانے وغیرہ کے اور اس کی شرط یہ ہے کہ پختگی کے بعد ہو اور یہ کہ ہو ساتھ میوے کے مہلت والے کے اور مخالفت کی اس کی شافعی وغیرہ نے اخیر شرط میں سو اس نے کہا کہ قبض شرط ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ الْعَرِيَّةُ لَا تَكُوْنُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ لَا يَكُوْنُ بِالْجِزَافِ.

اور ابن ادریس یعنی امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیچنا عریہ کا مگر ساتھ ماپنے خشک کھجور کے یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد اس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر درخت کو خرید لے ہاتھوں ہاتھ یعنی قبض کرے درخت کو ساتھ میوے کے پہلے جدا ہونے سے اور نہیں جائز ہے بیچنا عریہ کا ساتھ تخمینے کے یعنی دو طرف سے صرف اندازہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوں تو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

وَمِمَّا يُقَوِّيْهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ بِالْأَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ.

اور اس چیز سے کہ شافعی کے قول کو قوی کرتی ہے سہل کا قول کہ اس نے کہا کہ عریہ ساتھ پیمانے کے ہے جو کہ ماپا گیا ہو۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہو کہ عریہ کو تخمینے سے بیچنا درست نہیں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے امام شافعی سے نقل کیا ہے وہ شرط ہے نزدیک اصحاب اس کے کے اور عریہ کی تعریف ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ بیچنا تر کھجوروں کا ہے کہ درخت پر ہو کہ ہو اندازہ اس کا جب کہ خشک ہو کمتر پانچ وسق سے بدلے مانند اس کی کے ساتھ ماپنے خشک کھجوروں کے یعنی اس کو اس قدر خشک کھجور ماپ کر دے باوجود قبض کرنے کے مجلس میں پھر عریہ کی صورتیں بہت ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک مرد باغ والے کو کہے کہ بیچے میرے ہاتھ میوہ کھجوروں کے درختوں معین کا ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے کھجوروں خشک سے پس اندازہ کرے اس کو اور بیچ ڈالے اس کو اور قبض کرے اس سے کھجور خشک کو اور سپرد کرے طرف اس کی کھجور کے درختوں کو ساتھ تخلیہ کے پس فائدہ اٹھائے ساتھ کھجور تر کی ان کی کے اور ایک یہ ہے کہ باغ والا کسی مرد کو کھجوروں کے درخت معلوم یا ان کو میوہ بخشے پھر اس کے آنے سے ضرر

پائے سواس کو اندازہ کرے اور اس سے ان کا تر میوہ خریدے بقدر اندازہ کرنے اس کے کے ساتھ کھجور خشک کے
کہ جلدی دے اس کو واسطے اس کے اور ایک صورت یہ ہے کہ مالک کھجوروں کا میوہ ایک مرد کو بخش دے پس ضرر
پائے موہوب کو ساتھ انتظار ہونے رطب کے خشک کھجور اور تر میوہ کھانا نہ چاہے واسطے محتاج ہونے اس کے طرف
کھجور خشک کی پس بیچے اس میوے تر کو ساتھ اندازہ کے بخشنے والے سے یا اس کے غیر سے بدلے کھجور خشک کے کہ
اس کو اسی وقت لے لے اور ایک صورت یہ ہے کہ بیچے مرد میوہ باغ اپنے کا بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے اور
استثنیٰ کرے اس سے کھجور کے چند درخت معلوم کو باقی رکھے ان کو واسطے اپنے یا واسطے عیال اپنے کے اور وہ درخت
وہ ہیں کہ معاف کیا گیا ہے واسطے اس کے اندازہ کرنا ان کا زکوۃ میں اور نام رکھا گیا ہے ان کا عرایا واسطے کہ معاف
کی گئی ہیں اس سے کہ اندازہ کی جائیں صدقہ میں پس رخصت دی گئی واسطے اہل حاجت کے جن کے نقد قیمت نہیں
لیکن ان کے پاس کھجور اپنی قوت سے زیادہ ہے یہ کہ خریدے اس کھجور خشک کے بدلے تر میوہ ان کھجوروں کے
درختوں کا ساتھ اندازہ کرنے ان کے کی اور اس چیز سے کہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر نام عرایہ کا یہ کہ بخشے ایک مرد
کو میوہ کھجوروں کا کہ مباح کرے واسطے ان کے کھانا ان کا اور تصرف بیچ ان کے اور ہبہ مخصوص ہے اور ایک
صورت یہ ہے کہ بخشے زکوۃ کا تحصیل کرنے والا واسطے باغ والے کے اس کے باغ سے چند کھجوریں معلوم نہ اندازہ
کرے ان کو صدقہ میں اور عرایہ کی ان دونوں صورتوں میں نہ بیچے اور یہ سب صورتیں صحیح ہیں نزدیک شافعی کے اور
جمہور کے اور قصر کیا ہے مالک نے عریہ کو بیع میں اوپر دوسری صورت کے یعنی صرف اسی صورت میں میوہ کو بیچنا جائز
ہے اور صورت میں جائز نہیں اور قصر کیا ہے ابو عبید نے اوپر صورت اخیر کے بیع کی صورتوں سے اور زیادہ کیا ہے
اس نے کہ ان کو رخصت ہے کہ کھائیں میوے تر کو اور نہ خریدیں اس کو واسطے تجارت کے اور نہ واسطے جمع کرنے
کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ بیع کی سب صورتیں منع ہیں یعنی ان صورتوں میں سے کسی صورت میں میوے کا بیچنا
درست نہیں اور قصر کیا ہے اس نے عریہ کو ہبہ پر اور وہ یہ ہے کہ بخشے مرد میوہ کھجور کا اپنے باغ سے اور اس کو اس کی
سپرد نہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ رجوع کرے اس ہبہ میں سو اس کو رخصت ہوئی یہ کہ اس کو روک رکھے اور دے
اس کو بقدر اس چیز کے کہ اس کو تر میوہ بخشا تھا ساتھ اندازہ کرنے اس کی حالت خشک ہونے میں اور حمل کیا ہے
اس نے اس کو اس پر واسطے پکڑنے کے ساتھ عموم نہیں بیع میوہ تازہ کے ساتھ کھجور خشک کے یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے
ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور یہ نہی عام ہے ہر صورت میں میوے تر کو کہ
درخت پر ہو خشک کھجور کے بدلے بیچنا منع ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ تصریح کے ساتھ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیع
حدیث ابن عمر کے کما تقدم اور اس کے غیر کی حدیث میں اور حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن حبان سے اپنے اصحاب
میں سے کہ تحقیق معنی رخصت کے یہ ہیں کہ جس کے واسطے عریہ بخشا گیا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوا اس واسطے کہ یہ

مالک نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے سو جب اس کو جائز ہوا کہ اس کے بدلے خشک کھجوریں دی جائیں اور حالانکہ وہ مبدل منہ کا مالک نہیں ہوا تا کہ بدل کا مستحق ہو تو یہ مستثنیٰ ہوگا اور رخصت ہوگی اور طحاوی نے کہا کہ بلکہ معنی رخصت کے اس میں یہ ہیں کہ مقرر مرد مامور ہے ساتھ جاری کرنے اس چیز کے کہ اس کا وعدہ کیا اور اس کا بدلہ دے اگرچہ اس پر واجب نہیں پس جب کہ اس کو اذن ہوا یہ کہ روکے وہ چیز کہ اس کا وعدہ کیا ہے اور اس کا بدلہ دے اور نہ ہو اس شخص کے حکم میں جو خلاف وعدہ کرے تو ظاہر ہوئے ساتھ اس کے معنی رخصت کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ کئی چیزوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عریہ عطا ہے یعنی ہبہ اور ان سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ اصل عریہ کے عطیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ شرعا عریہ اور صورتوں پر نہ بولا جائے اور ابن منذر نے کہا کہ جس نے عریہ کی رخصت دی ہے وہی ہے جس نے منع کیا ہے بیچنے میوے کے سے ساتھ خشک کھجور کے ایک لفظ میں روایت ایک جماعت اصحاب کی سے اور کہا کہ اس کی نظیر بیع سلم میں اجازت دینی ہے باوجود فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں کہا کہ جو بیع سلم کو جائز رکھے باوجود یہ کہ وہ بیع ما لیس عندك سے مستثنیٰ ہے اور عریہ کو منع کرے باوجود اس کے کہ وہ بیع الثمر بالتمر سے مستثنیٰ ہے تو اس نے اپنے کلام میں تناقض کیا اور یہ کہ جو کہتے ہیں کہ عریہ ہبہ پر محمول ہے تو یہ بعید ہے باوجود تصریح کرنے حدیث کی ساتھ بیع کے اور مستثنیٰ ہونے عرایا کے اس سے سو اگر اس سے مراد ہبہ ہوتا تو عریہ بیع سے مستثنیٰ نہ ہوتے اور اس واسطے کہ وہ تعبیر کیا گیا ہے ساتھ رخصت کے اور رخصت نہیں ہوتی ہے مگر بعد منع کے اور منع تو صرف بیع میں تھا نہ ہبہ میں اور اس واسطے کہ رخصت مقید کی گئی ہے ساتھ پانچ وسق کے یا اس سے کم کے اور ہبہ مقید نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہیں فرق کیا انہوں نے بیچ رجوع ہبہ میں درمیان ذی رحم وغیرہ کے اور اس واسطے کہ اگر رجوع جائز ہوتا تو نہیں ہے دینا اس کا ساتھ خشک کھجوروں کے بدلے تر کھجوروں کے بلکہ وہ اور ہبہ کی تجدید ہے اس واسطے کہ اور رجوع جائز نہیں پس نہیں صحیح ہے تاویل ان کی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيْثِهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتِ الْعَرَايَا أَنْ يُّعْرِيَ الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عرایا یہ کہ مرد اپنے باغ سے ایک یا دو کھجور کسی کو بخشتا تھا

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پس دشوار ہوتا تھا اوپر اس کے پس بیچتا تھا اس کو ساتھ اندازے اس کے کے اور یہ قریب ہے اس صورت کے جس پر امام مالک نے عریہ کو بند کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يَزِيْدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ الْعَرَايَا نَخْلٌ كَانَتْ تُوْهَبُ لِلْمَسَاكِيْنِ

اور سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ تھی عرایا درخت کھجور کی کہ بخشی جاتی تھی واسطے مسکینوں کے سو وہ اس

فَلا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّنْتَظِرُوْا بِھَا رُخِّصَ لَھُمْ اَنْ یَّبِیْعُوْھَا بِمَا شَآءُوْا مِنَ التَّمْرِ. کی انتظار نہ کر سکتے تھے تو ان کو رخصت ہوئی کہ ان کو بیچیں بدلے اس چیز کے کہ چاہیں خشک کھجوروں سے۔

فائدہ: اور یہ ایک صورت ہی ان صورتوں میں سے جو پہلے گزر چکی ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے امام مالک کے لیے بیع بند کرنے عریہ کے اس چیز پر کہ ذکر کیا اس کو ساتھ حدیث سہل کے جو پہلے باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ یا کلھا اھلھا رطبا کے پس تمسک کیا اس نے ساتھ لفظ اھلھا کے اور ظاہر اہل سے وہ شخص ہے جس نے بخشی تھی اور احتمال ہے کہ مراد اہل سے خریدار ہو اور احسن جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ سہل کی حدیث عریہ کی صورتوں میں سے ایک صورت پر دلالت کرتی ہے اور اس میں یہ تعرض نہیں کہ اس کے سوا اور کوئی صورت عریہ کی نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے محکی ہے کہ عریہ مقید ہے ساتھ محتاجوں کے یعنی عریہ کا خریدنا صرف اسی کو جائز ہے جو مسکین ہو اور کو جائز نہیں اور یہی مختار ہے نزدیک مزنی کے اس بنا پر کہ سفیان بن حسین کی حدیث میں ہے اور دلیل ان کی محمود بن لبید کی حدیث ہے کہ اصحاب نے شکایت کی کہ ہمارے سامنے تازہ چھوہارے آتے ہیں اور ہمارے پاس چاندی سونا کچھ نہیں کہ ان کو خریدیں لیکن ہمارے پاس خشک کھجوریں ہیں سو ان کو رخصت دے کہ ان کو خشک کھجوروں کے بدلے خریدیں اور نیز دلیل ان کی حدیث سفیان کی ہے جس میں یہ ہے کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اس واسطے کہ قول اُس کا کہ یأکلہ اھلہ رطبا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خریدار عریہ کو اس واسطے خریدتا ہے کہ اس کو تازہ کھائے اور یہ کہ نہیں ہے واسطے اس کے تازہ کھجور کہ کھائیں سوائے اس کے اور اگر اس کی اجازت خود باغ کے مالک کو ہوتی تو اس کے واسطے اس کے باغ میں اور تازہ میوہ بھی ہوتا جس کو وہ کھائے اور ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ شافعی کے سوا کسی نے یہ بات کہی ہو یعنی مقید کرنا اجازت کا ساتھ محتاجوں کے لیکن جس حدیث کو امام شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی اور بر تقدیر صحت اس میں فقیر کی قید نہیں اس واسطے کہ وہ شارع کی کلام واقع نہیں بلکہ اس کو تو صرف قصے میں ذکر کیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رخصت حاجت مذکور کی واسطے واقع ہوئی ہو اور احتمال ہے کہ سوال کے واسطے واقع ہوئی ہو پس نہ تمام ہوگا استدلال (فتح) حاصل یہ ہے کہ جمہور کی یہ اجازت عرایا کے خریدنے کے محتاجوں کے ساتھ مقید نہیں بلکہ حاجت کے واسطے ہر شخص کو اس کا خریدنا درست ہے خواہ مالدار ہو یا محتاج۔

۲۰۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۴۳۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں یہ کہ بیچی جائیں بدلے خشک کھجور کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے بطور پیمانے کے اور موسیٰ بن عقبی راوی نے کہا کہ عرایا چند کھجوریں معلوم ہیں کہ تو ان کے

رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلاتٌ مَعْلُوْمَاتٌ تَأْتِيْهَا فَتَشْتَرِيْهَا.

پاس آئے اور ان کو خشک کھجور کے بدلے خریدے۔

فائدہ: اور شاید کہ مراد اس کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ عریہ عروت سے مشتق ہے جب کہ تو اس کی طرف بار بار آئے اور وہ عریہ سے مشتق نہیں جس کے معنی مجرد ہونے کے ہیں قالہ الکرمانی اور پہلے گزر چکا ہے قول یحییٰ بن سعید کا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے میوہ کھجور کے درختوں کا واسطے کھانے اہل اپنے کے تازہ ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ شاید امام شافعی نے اعتماد کیا ہے بیچ تفسیر عریہ کے اوپر قول یحییٰ بن سعید کے اور یحییٰ صحابی نہیں کہ اس کے قول پر اعتماد کیا جائے باوجود یہ کہ اس کی رائے غیر کی رائے کے معارض ہے پھر اس نے کہا کہ یحییٰ کی تفسیر مرجوع ہے بایں طور کہ وہ ہو بہو مزابنت ہے جس سے منع کیا گیا ہے بیچ قصے کے کہ نہیں غائب ہوتی طرف اس کی کوئی حاجت موکد اور نہیں دفع ہوتا ساتھ اس کے کوئی مفسدہ اس واسطے کہ خریدنے والا واسطے اس کے بدلے کھجور خشک کے قادر ہے اوپر بیچنے میوے اپنے کے بدلے عین کے وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے تازہ کھجور سے پس اگر کہے کہ یہ مشکل ہے تو کہا جائے گا واسطے اس کے کہ جائز رکھ بیع رطب کی ساتھ تمر کے اگرچہ رطب درخت پر نہ ہو اور وہ اس کا قائل نہیں اور شافعی زیادہ تر قائل ہے ساتھ پیروی کرنے حدیثوں باب کے اپنے غیر سے اس واسطے کہ وہ صریح ہیں بیچ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیع مزابنت سے الزام دینا اس کو ساتھ اخیر کے پس نہیں لازم اس واسطے کہ وہ رخصت ہے واقع ہوئی ہے مقید ساتھ قید کے پس پیروی کی جائے گی قید کی اور وہ ہونا کھجور تر کا ہے درخت پر باوجود یہ کہ بہت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ جو تر میوہ کاٹا جائے وہ بھی ملحق ہے ساتھ اس میوے کے کہ درخت پر ہو بطور معنی کے کما تقدم (فتح) اور جتنی تفسیریں عرایا کی حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں شافعی ان کے مخالف نہیں اور اعتراض تو اس پر وارد ہوتا ہے جو تمسک کرے ساتھ ایک صورت کے ان صورتوں سے جو عریہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اور اس کے سوا اور صورتوں کو منع کرے اور اوپر جو شخص کہ سب صورتوں کے ساتھ عمل کرے اور جوڑے ان کو ایک ضابطہ میں جو سب کو جمع کرے تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا

پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا درست ہے کہ نہیں

فائدہ: اور وہ عام ہے کہ تازہ ہو یا اس کا غیر اور نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ کسی حکم کے مسئلے میں واسطے قوت خلاف کے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کئی قولوں پر سو بعض کہتے ہیں کہ یہ بیع مطلق باطل ہے اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور ثوری کا ہے اور جس نے بطلان پر اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ

مطلق جائز ہے اگرچہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کی ہو اور یہ قول ابن ابی حبیب کا ہے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کاٹ لینے کی شرط کی ہو تو باطل نہیں ہوتی اور اگر قطع کی شرط نہ کی ہو تو باطل ہو جاتی ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور کا اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور نہی اس میں محمول ہے اوپر بیچنے میوے کے کہ بالکل پایا نہ جائے یعنی ابھی بالکل پیدا ابھی نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ظاہر پر ہے لیکن اس میں نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور زید بن ثابت کی حدیث اخیر کے واسطے دلالت کرتی ہے اور کبھی حمل کی جاتی ہے دوسری پر۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ أَصَابَهُ مُرَاضٌ أَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذٰلِكَ فَإِمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثِمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنَ الْأَصْفَرُ مِنَ الْأَحْمَرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّامٌ

اور لیث نے ابو زناد سے روایت کی ہے اس نے عروہ سے اس نے سہل سے اس نے زید بن ثابت سے کہ لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں میوے خریدتے تھے یعنی پہلے پکنے سے سو جب لوگ میوے کو کاٹتے تھے اور ان کے تقاضا کرنے والے حاضر ہوتے تھے یعنی بائع تو خریدار کہتا تھا کہ میوے کو آفت پہنچی کہ اس کے گابھے کو فاسد اور سیاہ کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو ہلاک کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو کم کر دیا کئی آفتیں ہیں کہ ان کے ساتھ جھگڑتے تھے سو جب حضرت ﷺ کے پاس اس میں بہت جھگڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جھگڑے نہیں چھوڑتے تو خرید و فروخت نہ کرو یہاں تک کہ میوے کی پختگی ظاہر ہو حضرت ﷺ کا یہ فرمان بطور مشورے کے تھا کہ مشورہ دیتے تھے ساتھ اس کے یعنی بطور حکم الٰہی کے نہ تھا واسطے بہت ہونے جھگڑے ان کے اور ابو زناد نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن زید نے کہ بے شک زید بن ثابت اپنی زمین کا میوہ نہ بیچتے تھے یہاں تک کہ ثریا چڑھتا یعنی ساتھ فجر کے اور زرد سرخ سے ظاہر ہوتا اور جدا ہوتا کچا پکے سے۔

حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ سَهْلٍ عَنْ زَيْدٍ.

فائدہ: اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ستارہ صبح کو چڑھے تو دور ہوتی ہے آفت ہر شہر سے اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہوتی ہے آفت میووں سے اور وہ ستارہ ثریا ہے اور اس کا صبح کو چڑھنا فصل ربیع کے ابتداء میں واقع ہوتا ہے اور یہ عرب کے شہروں میں سخت گرمی کے اور ابتداء پکنے میووں کے وقت ہوتی ہے پس درحقیقت معتبر میوے کا پکنا ہے اور ستارے کا چڑھنا اس کی علامت ہے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ ظاہر ہو میوہ زرد سرخ سے اور امام احمد نے عبداللہ بن سراقہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر سے میوے کے پکنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچے میووں کے سے یہاں تک کہ ان کی آفت دور ہو میں نے کہا کہ ان کی آفت کب دور ہوتی ہے اس نے کہا کہ یہاں تک کہ ستارہ چڑھے اور ایک روایت میں خارجہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور ہم میووں کی خرید وفروخت کرتے تھے پہلے ظاہر ہونے پختگی ان کی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا سنا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے پھر ساری حدیث ذکر کی پس افادہ کیا ساتھ ذکر سبب کے وقت صدور نہی مذکور کو۔ (فتح)

٢٠٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ.

٢٠٤٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میووں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان کو صلاحیت ظاہر ہو بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا۔

فائدہ: بائع کو اس واسطے منع کیا تا کہ اپنے بھائی کا مال باطل کے ساتھ نہ کھائے بغیر عوض کے اور مشتری کو اس واسطے منع کیا تا کہ اپنے مال کو ضائع نہ کرے بہ سبب خوف ہلاک ہونے کے اور تا بائع کو باطل پر موافقت نہ کرے اور نیز اس میں کاٹنا نزاع اور جھگڑے کا ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد اس کی بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ غایت کا مابعد اس کے ماقبل کے مخالف ہوتا ہے اور تحقیق گردانا ہے نہی کو دراز پختگی ظاہر ہونے کی غایت تک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ آفت سے امن ہوتا ہے اور سلامتی غالب ہوتی ہے اور یقین کرتا ہے مشتری ساتھ حاصل ہونے اس کے کے بخلاف اس چیز کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہے کہ وہ دھوکے کے درپے ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آفت سے امن ہو اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہو آفت اس کی ساتھ ظاہر ہونے صلاحیت اس کی کے یعنی سرخی اور زردی

اس کی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے اور پیچھے کے درمیان فرق ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس حالت میں تو بیع صرف اسی وقت جائز ہوتی ہے جب کہ باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے تو بیع صحیح نہیں ہوتی ہے اور امام نووی نے شرح مسلم میں روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے اس صورت میں قطع کو شرط کیا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو تو بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچھے ہو اور اس کے پیرو اور اگر باقی رکھنے کی شرط کی ہو تو مطلق جائز نہیں برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچھے اور اس کے پیرو اس کے مذہب کے زیادہ تر واقف ہیں اپنے غیر سے اور حاصل یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد مطلق جائز ہے برابر ہے کہ باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پختگی ظاہر ہونے کے بعد بیع اسی وقت درست ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور باقی رکھنے کی شرط کرے تو درست نہیں اور یہی حکم ہے نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے سے کما مر اور جمہور کہتے ہیں کہ اگر پختگی ظاہر ہونے سے پہلے قطع کی شرط کرے تو درست ہے اور اگر شرط نہ کرے تو درست نہیں اور یہ موافق ہے واسطے قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یبدو صلاحها سے کیا مراد ہے کیا جنس میوے کی مراد ہے یہاں تک کہ اگر شہر کے ایک باغ میں مثلاً پختگی ظاہر ہو اور باقی سب باغوں میں پختگی ظاہر نہ ہو تو کیا سب باغوں کا میوہ بیچنا درست ہے اگرچہ باقی باغوں میں پختگی ظاہر نہ ہو یا ضرور ہے کہ جدا جدا ہر باغ میں پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر جنس میں پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر درخت میں پختگی ظاہر ہو پہلا قول لیث کا ہے اور وہ نزدیک مالکیہ کے اس شرط سے ہے کہ پختگی متلاحق ہو یعنی ایک کے بعد لگاتار پختگی ظاہر ہوتی چلی جائے اور دوسرا قول احمد کا ہے اور اس ایک روایت مانند قول چہارم کی ہے اور تیسرا قول شافعیہ کا ہے اور ممکن ہے کہ پکڑا جائے یہ تعبیر کرنے سے ساتھ بدو صلاح کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر کافی ہونے کے ساتھ سرخ ہونے کے یعنی جس پر کہ سرخ ہونے کے معنی صادق آئیں بغیر شرط کامل ہونے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کافی ہونا ساتھ سرخ ہونے بعض میوے کے اور ساتھ سرخ ہونے بعض درخت کے باوجود حاصل ہونے معنی کے اور وہ امن میں ہونا ہے آفت سے اور اگر نہ ہوتا حاصل ہونا معنی کا تو البتہ نام رکھنا اس کا سرخ ساتھ سرخ ہونے بعض کے کفایت نہ کرتا واسطے ہونے اس کے کے برخلاف حقیقت کے اور نیز پس اگر سب کے سرخ ہونے کے ساتھ کہا جائے تو البتہ پہنچائے گا طرف فاسد ہونے باغ کے یا اکثر باغ کے اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ سب میوے یک بارگی نہیں پکتے تاکہ میوہ کھانے کا زمانہ دراز ہو۔ (فتح)

۲۰۴۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ حَتّٰى تَحْمَرَّ.

۲۰۴۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کھجور کے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو۔

فائدہ: اس روایت میں کھجور کے درخت کے ساتھ قید کی ہے اور اس کے سوا اور روایتوں میں مطلق درخت کا ذکر ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں درمیان درخت کھجور کے اور درمیان غیر اس کے یعنی سب درختوں کے میوے کا یہی حکم ہے اور کھجور کے درخت کو تو صرف اس واسطے ذکر کیا کہ اکثر ان کے میووں کے درخت یہی تھے۔

۲۰۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّحَ فَقِيْلَ وَمَا تُشَقِّحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا.

۲۰۴۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پختہ ہو تو کہا گیا کہ پختہ ہونا کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: سرخ یا زرد ہو اور اس سے کھایا جائے۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ خالص سرخ اور زرد رنگ ہونا مراد نہیں بلکہ مراد زردی اور سرخی ساتھ سیاہی کے ہے اور اگر خالص سرخ اور زرد ہونا مراد ہوتا تو البتہ فرماتے تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ اور احتمال ہے کہ مراد مبالغہ ہو یعنی بہت سرخ اور زرد ہو جائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا
بیچنا کھجور کے درخت کا پختگی ظاہر ہونے سے پہلے

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان بیع درختوں کے یعنی اس باب میں درختوں کے بیچنے کا بیان ہے اور پہلے باب میں میووں کے بیچنے کا بیان ہے۔ (فتح)

۲۰۴۷۔ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور منع فرمایا بیچنے کھجور کے درخت میوہ دار سے یہاں تک کہ پک جائے کہا گیا کہ کیا ہے پکنا اس کا فرمایا سرخ ہو جائے یا

أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ قِيْلَ وَمَا يَزْهُوْ قَالَ يَحْمَارُّ أَوْ يَصْفَارُّ.

زرد ہو جائے۔

بَابٌ إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ

اگر کوئی کچے میوے کو بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو وہ نقصان بائع کی طرف سے ہے یعنی وہ نقصان بائع کا ہوا مشتری کا نہ ہوا۔

فائدہ: مائل ہوئے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمہ میں طرف اس کی کہ اگر کوئی کچے میوے کو بیچے تو یہ بیع درست ہے لیکن اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی اگر کچھ نقصان ہو تو اس کا بدلہ بائع پر ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب فاسد نہ ہوئی تو بیع صحیح ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ اس باب میں زہری کے تابع ہیں جیسا کہ اس باب کے اخیر میں ان سے روایت کی ہے۔ (فتح)

٢٠٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهُ وَمَا تُزْهِيْ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا أَصَابَهُ عَلٰى رَبِّهِ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَبَايَعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ.

٢٠٤٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا ہے علامت پک جانے اس کے کی فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک لے تو کس سبب سے ایک تمہارا اپنے بھائی مسلمان کے مال کو لے گا اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہ اگر کوئی مرد میوہ خریدے پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو اس نقصان کا بدلہ میوہ بیچنے والے پر ہوگا خبر دی مجھے سالم بن عبداللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوہ درخت پر بدلے خشک کھجور کے۔

فائدہ: اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میوہ بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو نہیں حلال تجھ کو کہ تو اس سے کوئی چیز لے کس سبب سے تو اپنے بھائی مسلمان کے مال کو ناحق لے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موقوف کرنے آفتوں کے میوے میں کہ پک جانے کے بعد خریدے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تہائی قیمت کی اس سے موقوف کرے اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ تمام قیمت کو موقوف کرے اور امام شافعی اور لیث اور کوفے والے کہتے ہیں کہ نہ رجوع کرے بائع پر ساتھ کسی چیز کے یعنی جب کہ پک جانے کے بعد میوے کو خریدے اور کہتے ہیں کہ آفت موقوف کرنے کا حکم تو صرف اس وقت ہی جبکہ کچے پھل بیچے بغیر شرط قطع کے پس جابر رضی اللہ عنہ کی مطلق حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ مقید ہوگی اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد نے میوے خریدے سو اس کے میووں کو آفت لگ گئی اور اس کا قرض بہت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر خیرات کرو سو اس سے اس کا قرض ادا نہ ہو سکا یعنی وہ خیرات اتنی نہ تھی کہ اس سے اس کا تمام قرض ادا ہو سکے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور اس کے سوا تم کو کچھ نہ ملے گا طحاوی نے کہا کہ جب قرض خواہوں کا قرض باطل نہ ہوا ساتھ دور ہونے میووں کے اور ان سے قیمت مول نہ لی گئی تو معلوم ہوا کہ آفت موقوف کرنے کا حکم عام نہیں۔ (فتح)

بَابُ شِرَآءِ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ

ایک مدت معین کے وعدے پر اناج کا خریدنا یعنی ادھار خریدنا درست ہے یا نہیں

۲۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَّهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ فَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ

۲۰۴۹۔ اعمش روایت ہے کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے نزدیک ادھار میں گروی رکھنے کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی جائز ہے پھر حدیث بیان کی ہم کو اسود سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت معین کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرہن میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِّنْهُ

جب کوئی خشک کھجور کو عمدہ کھجور کے ساتھ بیچنا چاہے

فائدہ: تو یعنی کیا کرے تا کہ سود سے سلامت رہے۔

۲۰۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ

۲۰۵۰۔ ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا.

نے ایک مرد کو خیبر پر سردار کیا سو وہ آپ ﷺ کے واسطے عمدہ کھجور لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی عمدہ ہوتی ہیں اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ملی جلی کھجور کو چاندی کے درہموں کے بدلے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور قیمتاً لیا کر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ مِثْلًا بِمِثْلٍ یعنی بیچ برابر کو ساتھ برابر کے اور اسی طرح یعنی یہی حکم ہے بیچ بیچنے وزنی چیزوں کے کہ ان کو بھی برابر کے ساتھ بیچے اور اس امر پر سب کا اجماع ہے اہل علم کے درمیان اس میں کچھ اختلاف نہیں ہر شخص اپنے اصل پر کہتا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں کم وبیش ہونے کے سبب سے سود داخل ہو تو اس کا پیمانہ اور تول ایک ہے یعنی اگر کیلی ہے تو دونوں کا کیل ایک ہوگا اور اگر وزنی ہے تو دونوں کا وزن ایک ہوگا یعنی جیسے گیہوں بدلے گیہوں کے اور چاندی بدلے چاندی کے لیکن جس کی اصل کیل ہے یعنی شارع نے اس کو ماپ کر بیچنا فرمایا ہے تو نہ بیچی جائے گی وہ مگر پیمانہ سے اور اسی طرح جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے تو نہ بیچی جائے گی مگر ساتھ ترازو کے پھر جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے اس کو ماپ کر بیچنا جائز نہیں بخلاف اس چیز کے جو پیمانہ سے بکتی ہو کہ بعضوں نے اس کو تول کر بیچنا جائز رکھا ہے اور کہتا ہے کہ تلنے سے ہر چیز کا برابر ہونا معلوم ہو جاتا ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ خشک کھجور کو ساتھ خشک کھجور کے بیچنا جائز نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور برابر ہے اس میں عمدہ اور ناقص اور وہ سب قسمیں ایک جنس ہے اور اگر کوئی بیچے تو بیع رد کی جائے جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ یہ سود ہے پس پھیر دو اس کو اور اس حدیث میں قائم ہونا عذر اس شخص کا ہے جو حرمت کو نہ جانے یہاں تک کہ اس کو جانے اور اس میں جائز ہونا نرمی کا ہے ساتھ نفس کے اور ترک کرنا بوجھ کا ہے نفس سے ساتھ اختیار کرنے کھانے عمدہ کھجور کے ردی پر یعنی عمدہ کھجور کا کھانا جائز ہے بخلاف اس کے جو زاہدوں سے کہتا ہے کہ یہ منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عینہ کی بیع جائز ہے اور وہ بیع یہ

ہے کہ اپنا مال ایک شخص کے ہاتھ نقد قیمت سے بیچے پھر وہی مال اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اس واسطے کہ نہیں خاص کیا آپ ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے غیر اس شخص کو جس نے اس کے ہاتھ ملی جلی کھجور بیچے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مطلق ہے اور مطلق شامل نہیں ہوتا اور لیکن عام ہوتا ہے اور جب اس کے ساتھ ایک صورت میں عمل کیا جائے تو ساقط ہوتی ہے حجت ساتھ اس کے ماسوائے میں اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے خرید کے اس شخص سے کہ اس کے ہاتھ ہو بہو اس اسباب کو بیچا اور بعض کہتے ہیں بلکہ وجہ استدلال کے ساتھ اس کے واسطے اس کے اس جہت سے ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی تفصیل نہ پوچھی اور نہیں پوشیدہ ہے وہ اعتراض جو اس میں ہے اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو سد ذرائع کا قائل نہیں اس واسطے کہ بعض صورتیں اس بیع کی پہنچاتی ہیں طرف بیچنے خشک کھجور کی ساتھ خشک کھجور کے کم وبیش اور ہوگی قیمت لغو اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے اس حدیث میں اس واسطے کہ نہیں نص کی اوپر جواز خریدنے دوسری کھجور کے اس شخص سے کہ پہلی کھجور اس کے ہاتھ بیچے یعنی بلکہ جائز ہے کہ اور سے اس کو خریدے اور نہیں شامل ہے اس کو ظاہر سیاق کا ساتھ عموم اپنے کے بلکہ ساتھ اطلاق اپنے کے اور مطلق احتمال رکھتا ہے تقیید کا بطور اجمال کے پس واجب ہوا استفسار اور جبکہ حال اس طرح ہے تو ادنی دلیل سے اس کی تقیید کافی ہے اور تحقیق دلالت کی ہے دلیل نے اوپر سد ذرائع کے یعنی بند کرنے وسیلوں کے جو حرام کی طرف پہنچائیں پس چاہیے کہ یہ صورت بھی منع ہو اور استدلال کیا ہے بعض نے اوپر جواز کے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو بیچے اسباب جس کو خریدا تھا اس شخص کے ہاتھ کہ اس کو اس سے خریدا تھا بعد ایک مدت کے تو یہ بیع صحیح ہے پس نہیں فرق ہے اس میں درمیان جلدی کے اور وعدے کے پس معلوم ہوا کہ معتبر اس میں وجود شرط کا ہے اصل عقد میں اور ہونا اس کا پس اگر بائع اور مشتری نفس عقد میں اس کی شرط کریں تو وہ باطل ہے یا بیع سے پہلے شرط کریں پھر اس کے بعد عقد بغیر شرط کے واقع ہو تو یہ صحیح ہے اور نہیں پوشیدہ ہے ورع یعنی اس سے بچنا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ضرر کرتا ارادہ خریدنے کا جب کہ بغیر شرط کے ہو اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی عورت کے ساتھ زنا کی نیت کرے پھر اس سے پھر جائے اور اس کو نکاح کا پیغام کرے اور اس سے نکاح کرنے اس واسطے کہ وہ حرام سے حلال کی طرف پھرا ساتھ کلمۃ اللہ کے مباح کیا اس کو اور اس طرح بیع بھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اختیار کرنا عمدہ کھانے کا اور جائز ہے وکالت بیع وغیرہ میں اور یہ کہ فاسد بیعوں کو پھیرا جائے اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ بیع سود کی جائز ہے ساتھ اصل اپنے کے اس اعتبار سے کہ وہ بیع ہے اور منع ہے باعتبار وصف کے اس حیثیت سے کہ وہ سود ہے پس ساتھ اس کے سود ساقط ہوگا اور بیع صحیح ہوگی اور وجہ رد ہونے کی یہ ہے کہ اگر اسی طرح ہوتی تو البتہ نہ رد کرتے آپ ﷺ اس بیع کو اور البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ

رد کرنے زیادتی کے اوپر صاع کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ أَوْ أَرْضًا مَّزْرُوْعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ

اگر کوئی پیوند کی ہوئی کھجور یا بوئی ہوئی زمین کو بیچے یا کھجور اور زمین کو اجارے سے لے تو ان کا پھل بیچنے والے کے واسطے ہے۔

٢٠٥١۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا نَخْلٍ بِيْعَتْ قَدْ أُبِّرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِيْ أَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمّٰى لَهُ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ.

٢٠٥١۔ اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو کھجور کہ پیوند کے بعد بیچی جائے اور میوے کا ذکر ہو کہ بائع لے گا یا مشتری تو اس کے پھل کا مالک وہی ہے جس نے پیوند کیا اور یہی حکم ہے غلام اور کھیتی کا نافع رحمہ اللہ نے ابن ابی ملیکہ کے واسطے ان تین چیزوں کا نام لیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا بھی یہی حکم ہے تو یہ اشارہ طرف اس حدیث کی کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے واسطے مال ہو تو اس کے مال کا مالک بیچنے والا ہے اور صورت تشبیہ اس کی کی ساتھ کھجور کے واسطے زیادتی کے ہے دونوں میں۔ (فتح)

٢٠٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

٢٠٥٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے کھجور درخت کی جو پیوند کیا گیا ہو تو اس کا میوہ بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ مول لینے والا پھل کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد کھجور کو پیوند کرے اور اس کے اصل کو بیچے..... الخ اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے ساتھ منطوق اس حدیث کے اس پر کہ جو کھجور کے درخت کو بیچے اور اس پر پیوند کا پھل ہو تو وہ پھل بیع میں داخل نہیں ہوتا بلکہ بدستور بائع کی ملکیت میں باقی رہتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی اس پر کہ جب میوہ پیوند کا نہ ہو تو بیع میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ خریدار کا ہوتا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور مخالفت کی ہے ان کی اوزاعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سو ان دونوں نے کہا کہ وہ پھل بائع کا نہیں ہوتا نہ پیوند کرنے سے پہلے اور نہ پیچھے اور ابن ابی لیلیٰ نے اس کا عکس کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ وہ پھل مطلق مشتری کا ہے اور یہ سب وقت مطلق بیع ہونے کھجور کی ہے بغیر ذکر میوے کے اور اگر مشتری اس کی شرط کر لے بایں طور کہ کہے خریدا میں نے

کھجور کے درخت کو سمیت میوے کے تو وہ مشتری کا ہوگا اور اگر بائع پیوند سے پہلے اس کو اپنے لیے شرط کر لے تو اس کے واسطے ہوگا اور مخالفت کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا اس کا واسطے بائع کے پس حاصل یہ ہے کہ اس کے منطوق سے دو حکم سمجھے جاتے ہیں اور اس کے مفہوم سے بھی دو حکم سمجھے جاتے ہیں ایک ساتھ مفہوم شرط کے اور ایک ساتھ مفہوم استثنا کے اور قرطبی نے کہا کہ قول ساتھ دلیل خطاب کے یعنی ساتھ مفہوم کے اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اگر غیر پیوند کا حکم پیوند کا حکم ہوتا تو البتہ اس کی تقیید شرط کے ساتھ لغو ہوتی اس میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

تنبیہ: نہیں شرط ہے پیوند میں یہ کہ پیوند کرے اس کو کوئی دوسرا بلکہ اگر مالک خود پیوند کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے نزدیک سب قائلین کے ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ مگر خریدار میوے کی بھی شرط کر لے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس اطلاق کے کہ صحیح ہے شرط ہونا بعض میوے کا جیسا کہ صحیح ہے شرط ہونا تمام میوے کا اور گویا کہ کہا مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اس سے کسی چیز کو اور تنہا ہوا ہے ابن قاسم پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا بعض کا اور استدلال کیا گیا ساتھ اس کے کہ پیوند کیے گئے کے حکم کے مخالف ہے اور شافعیہ نے کہا کہ اگر بیچے کھجور کے ایک درخت کو کہ اس کا بعض پیوند کیا گیا ہو اور بعض نہ کیا گیا ہو تو وہ سب بائع کے واسطے ہے اور اگر کھجور کے دو درخت بیچے پس اسی طرح شرط ہے ایک ہونا بیع کا اور اگر ہر ایک کے واسطے جدا جدا بیع کرے تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور شرط ہے کہ دونوں ایک باغ میں ہوں اور اگر باغ جدا جدا ہوا تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور نص کی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ جو میوہ پیوندی ہو وہ بائع کا ہے اور جو پیوندی نہ ہو وہ مشتری کا ہے اور مالکیہ نے کہا کہ حکم اغلب کے واسطے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیوند کرنا جائز ہے اور یہ کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ مادہ کھجور کے درختوں کے سوائے نر درختوں کے اور لیکن نر درخت پس وہ بائع کے واسطے ہے واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اور بعضے شافعیہ نے ظاہر پیوند کو لیا ہے پس نہیں فرق کیا انہوں نے درمیان نر اور مادہ کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ اگر کوئی کھجور کا ایک درخت بیچے اور اس کا پھل اس کے واسطے باقی رہے پھر اس کھجور سے اور گابھا نکلے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ خریدار کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے بائع کے مگر جو موجود ہو نہ وہ چیز جو نہ موجود ہو اور جمہور نے کہا کہ وہ بائع کا ہے اس واسطے کہ وہ پیوند شدہ میوے سے ہے سوائے غیر اس کے کی اور حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط عقد کی مقتضی کے منافی نہ ہو اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی پس نہ داخل ہوگی بیچ نہی کے بیع اور شرط سے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ حدیث باب کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے میوے کا بیچنا جائز ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا بیہقی وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ استدلال کرتا ہے وہ ساتھ چیز کے بیچ غیر اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے وہ چیز بیچ اس کے یہاں تک کہ جب آئے وہ چیز کہ وارد ہوئی بیچ اس کے تو

استدلال کرتا ہے ساتھ غیر کے اوپر اس کے پس استدلال کرتا ہے واسطے جائز ہونے بیع میوے کے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے ساتھ حدیث پیوند کے اور نہیں عمل کرتا ساتھ حدیث پیوند کے بلکہ نہیں فرق ہے نزدیک اس کے بیچ بیع کے پہلے پیوند کے اور پیچھے اس کے اس واسطے کہ پھل اس میں واسطے خریدار کے ہی برابر ہے کہ بائع اس کو اپنے واسطے شرط کرے یا نہ کرے اور تطبیق درمیان حدیث تابیر کے اور حدیث نہی کے بیع میوے کی سے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے آسان ہے بایں طور کہ میوہ کھجور کی بیع میں درخت کی تابع ہے اور نہی میں مستقل ہے اور یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا — بیچنا کھیتی کا بدلے اناج کے بطور ماپنے کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے جو مزابنت کے منع ہونے میں ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو بدلے ماپنے اناج کے یعنی بیچے جو اور گیہوں وغیرہ کو کہ کھیتی میں ہوں بدلے گیہوں وغیرہ کے کہ لینے والے پاس ہوں ابن بطال نے کہا کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا کھیتی کا پہلے اس سے کہ کاٹی جائے بدلے اناج کے اس واسطے کہ وہ بیع مجہول کی ہے ساتھ معلوم کے اور اگر تر اناج کو خشک اناج کے ساتھ بیچے بعد کاٹنے کے اور ممکن ہونے برابری کے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز بیع کسی چیز کی اس سے ساتھ جنس اس کی کے نہ کم وبیش اور نہ برابر اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیچ جائز ہونے بیع کھیتی تر کے بدلے اناج خشک کے بایں طور کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے بیع اناج تر کی بدلے تر کے برابر ساتھ برابر کے باوجود کہ ایک کی رطوبت دوسری کی رطوبت کی طرح نہیں بلکہ اس میں بڑا اختلاف ہے اور پیچھا کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس وہ فاسد ہے اور بایں طور کہ بیچنا تر کا بدلے تر کے اگرچہ متفاوت ہے لیکن وہ تھوڑا نقصان ہے پس وہ معاف ہے واسطے کم ہونے اس کے بخلاف بیچنے رطب کے بدلے خشک کھجور کے کہ اس کا بڑا تفاوت ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح)

۲۰۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَآئِطِهٖ إِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَّإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَّبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَّإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَّبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ وَّنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ.

۲۰۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے یہ کہ بیچے میوہ اپنے باغ کا اگر ہو کھجور بدلے کھجور خشک کے بطور پیمانے کے اور اگر انگور ہو تو بیچے اس کو بدلے خشک انگور کے بطور پیمانے کے اور اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو ساتھ پیمانے اناج کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب بیعوں سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ
کھجور کا درخت جڑ کے ساتھ بیچنا

فائدہ: یعنی اگر کوئی کھجور کے اصل درخت کو بیچے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

٢٠٥٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِيْ أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

٢٠٥٤۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کھجور کے درخت کو پیوند کرے پھر اس درخت کو جڑ سے بیچے تو میوہ کھجور کا پیوند کرنے والے کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار میوے کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے جو تنہا درخت کو خریدے تو اس کو منع ہے یہ کہ خریدے پھل اس کے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے بیچ دوسری بیع کے بخلاف اس کے جب کہ اس کو درخت کے تابع خریدے تو یہ جائز ہے اور ابن قاسم نے مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ مطلق جائز ہے کہا اور پہلی بات اولیٰ ہے واسطے عام ہونے نہی کے اس سے (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ
باب ہے بیچ بیان بیع مخاضرہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بیچنا میووں اور دانوں کا ہے پہلے اس سے کہ ان کی پختگی ظاہر ہو۔ (فتح)

٢٠٥٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ أَبِيْ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

٢٠٥٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مخاضرت سے اور ملامست سے اور منابذت سے اور مزابنت سے۔

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ وہ بیچنا اناج کا ہے بالی میں بدلے گیہوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ منع بیع کھیتی کی ہے پہلے پکنے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے کے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کرایہ دینا زمین کا ہے بدلے گیہوں کے یا پیمانے اناج کے اور مشہور یہ ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ وہ اگائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ بیچنا پھلوں کا ہے پہلے اس کے کہ کھائے جائیں اور بیچنا کھیتی کا ہے پہلے اس سے کہ سخت ہو اور چھیلی جائے اس سے اور طحاوی نے کہا کہ مخاضرہ کھجور کے پھل کا بیچنا ہے پہلے اس سے کہ سرخ ہو یا زرد اور بیچنا کھیتی سبز کا کہ بطن بعد بطن کے بعد کاٹی جاتی ہے

مانند خوید وغیرہ کی وہ اس قبیل سے ہے کہ اہتمام کیا جاتا ہے ساتھ معرفت حکم اس کے کی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع سبز کھیتی کی مطلق جائز ہے اور جب اختلاف ہو تو اختیار ثابت ہوتا ہے اور نزدیک امام مالک رحمہ اللہ کے جائز ہے جب کہ ظاہر ہو صلاحیت اس کی اور واسطے مشتری کے ہے وہ چیز کہ نئی پیدا ہو بعد اس کے یہاں تک کہ منقطع ہو اور غرر اس میں معاف ہے واسطے حاجت کے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جواز کرایہ خدمت غلام کے باوجود اس کے کہ وہ نئی اور مختلف ہوتی ہے اور ساتھ کرایہ لینے دودھ پلانے والے کے باوجود اس کے کہ اس کا دودھ نیا پیدا ہوتا ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکے نے اس سے کتنا پیا اور شافعیہ کے نزدیک بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے صحیح ہے مطلق اور پختگی سے پہلے صحیح ہے ساتھ شرط قطع کے اور نہیں جائز ہے بیچنا دانے کا بالی میں مانند اخروٹ اور بادام کی۔ (فتح)

٢٠٥٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ التَّمْرِ حَتَّى يَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ.

٢٠٥٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے تو ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے پکنا اس کا کہا کہ سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک دے تو کس سبب سے اپنے بھائی مسلمان کا مال حلال کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الْجُمَّارِ وَأَكْلِهِ

کھجور کے دل (گابھا) کا بیچنا اور کھانا

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید اور نازک کہ درخت کھجور کے سر کے اندر سے نکلتی ہے اس کو کھجور کا دل (گابھا) کہتے ہیں اور کھجور کی چربی بھی کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے۔

٢٠٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ فَإِذَا أَنَا أَحْدَثُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

٢٠٥٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کا دل (گابھا) کھاتے تھے سو فرمایا کہ درختوں سے ایک درخت ہے مانند مرد مسلمان کی سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے ناگہاں میں نے دیکھا کہ میں سب سے کم عمر تھا یعنی پس شرم سے نہ کہہ سکا جب کسی نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ذکر بیع کا نہیں لیکن اس کا کھانا چاہتا

ہے اس کو کہ اس کی بیع درست ہو کہا ہے اس کو ابن منیر نے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ نہیں پائی انہوں نے کوئی حدیث اپنی شرط پر جو دلالت کرے ساتھ مطابقت کے اوپر بیع جمار (گابھا) کے اور ابن بطال نے کہا کہ جمار کا بیچنا اور کھانا مباح ہے بغیر خلاف کے اور ہر وہ چیز کہ نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے واسطے کھانے کے پس بیع اس کی جائز ہے میں کہتا ہوں کہ فائدہ ترجمہ کا دور کرنا وہم منع کا ہے اس سے اس واسطے کہ کبھی گمان کیا جاتا ہے افساد اور اضاعت کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس حدیث میں کھانا آپ ﷺ کا ہے روبرو قوم کے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر کہ جو سامنے کھانے کو برا جانتا ہے اور چھپا کر کھانے کو درست رکھتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اوپر پوشیدہ کرنے مخرج اس کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجْرٰی أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلٰی مَا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوْعِ وَالْإِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ عَلٰی نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمِ الْمَشْهُوْرَةِ.

جو جاری کرے اہل شہروں کے کاروبار کو اس چیز پر کہ معروف اور رواج ہے درمیان ان کے خرید وفروخت میں اور اجارے میں اور کیل میں اور تولنے میں اور جاری کرے ان کے طریقوں کو اوپر مقصدوں ان کے کے اور مذاہب مشہور ان کے کی۔

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ مقصود ساتھ اس باب کے ثابت کرنا اعتماد کا ہے عرف اور رواج پر اور یہ کہ قضا کی جائے ساتھ اس کے ظاہر الفاظ پر اور اگر کوئی مرد وکیل کرے کسی مرد کو بیچ بیچنے اسباب اپنے کے پس بیچے اس کو ساتھ غیر اس نقد کے جس کو لوگ پہچانتے ہیں یعنی رواج میں تو نہیں جائز اور اسی طرح اگر بیچے کسی وزنی چیز کو یا کیلی کو ساتھ غیر کیل اور وزن کے جو لوگوں میں مروج اور معتاد ہے تو وہ بھی جائز نہیں اور قاضی حسین شافعی نے کہا کہ عرف کی طرف رجوع کرنا ایک قواعد پانچ کا ہے جس پر فقہ کی بنا ہے مانند قریب ہونے جگہ کی اور دور ہونے اس کے کی اور کثرت فعل اور کلام کی اور قلت اس کی نماز میں اور مول مثل کی اور مہر مثل کی اور کفو نکاح کی اور مؤنت کی اور نفقہ کی اور لباس کی اور سکنے کی اور جو چیز کہ لائق ہے ساتھ حال شخص کے مانند حیض کی اور طہر کی اور اکثر مدت حمل کی اور سن یاس وغیرہ کی۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِيْنَ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ رِبْحًا.

اور شریح قاضی نے سوت بیچنے والوں کو کہا کہ طریقہ تمہارا جائز ہے درمیان تمہارے لازم پکڑو یا لازم پکڑو اپنے طریقے کو۔

فائدہ: سعید بن منصور نے روایت کی ہے کہ کچھ سوت فروش شریح کے پاس جھگڑتے آئے ایک چیز میں کہ تھی درمیان ان کے تو انہوں نے کہا ہمارا رواج اس طرح ہے تب شریح نے یہ بات کہی یعنی اپنے رواج پر چلو اور اس

کے موافق فیصلہ کرو۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَّا بَأْسَ الْعَشَرَةَ بِأَحَدَ عَشَرَ وَيَأْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا.

اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی اس نے محمد رحمہ اللہ سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیچے دس کو بدلے گیارہ کے اور لے بائع بدلے خرچ کرنے کے بیع پر نفع کو۔

فائدہ: یعنی نہیں ڈر ہے کہ بیچے وہ چیز کہ خریدے اس کو بدلے سو دینار کے مثلا ہر دس کو اسے بدلے گیارہ دینار کے پس دس دیناریں راس المال ہوں گی اور ایک دینار نفع ہو گی ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا بیع ڈھیر کی ہے ہر صاع بدلے ایک درہم کے بغیر اس کے کہ ڈھیر کی مقدار معلوم کرے سو ایک گروہ نے اس کو جائز کہا ہے اور ایک گروہ نے منع کیا ہے میں کہتا ہوں کہ محمد رحمہ اللہ کے اثر سے یہ مسئلہ نکالنا ٹھیک نہیں اور یہ جو کہا کہ خرچ کے بدلے نفع لے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ نفع لے مگر اس چیز میں کہ اس کے لیے اسباب میں تاثیر ہے مانند رنگنے اور سینے کی اور لیکن اجرت دلالی اور لپیٹنے کی اور باندھنے کی پس درست نہیں کہا پس اگر نفع دے اس کو مشتری اس چیز پر کہ نہیں تاثیر واسطے اس کے تو جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اور جمہور نے کہا کہ جائز ہے واسطے بائع کے یہ کہ حساب کرے نفع میں تمام اس چیز کو کہ خرچ کی اور کہے کہ مجھ کو اتنے میں پڑی ہے اور وجہ داخل ہونے اس اثر کے ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب شہروں کے رواج میں یہ بات مروج نہ ہو کہ جو چیز دس درہم سے خریدی جائے وہ گیارہ کو بیچی جاتی ہے اور مشتری اس رواج پر اس کو بیچے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے موافق دستور کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابھی آتی ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ قَالَ بِدَانَقَيْنِ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَآءَ مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی واسطے اس کے جو یتیم کے مال کا متولی ہو جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور حسن رضی اللہ عنہ بصری نے عبداللہ بن مرداس سے ایک گدھا کرایہ پر لیا یعنی کرایہ پر لینا چاہا سو حسن نے کہا کہ تو کتنے کو کرایہ دیتا ہے سو عبداللہ نے کہا کہ بدلے دو دانگ کے سو حسن اس پر سوار ہوا پھر حسن دوسری بار آیا

اور کہا کہ گدھا لیا گدھا لیا سو وہ اس پر سوار ہوا اور اس کی اجرت مقرر نہ کی سو اس کی طرف آدھا درہم بھیجا۔

فائدہ: دانگ درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ حسن ﷺ نے دوسری بار اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتماد کرنے کے پہلی اجرت پر اور زیادہ کیا اس کو اجرت مذکور پر بطریق احسان کے۔ (فتح)

۲۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

۲۰۵۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطیبہ نے آپ ﷺ کو سینگی لگائی سو آپ ﷺ نے اس کو ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے کچھ تخفیف کریں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتبار کرنے کے رواج پر بیچ مثل اس کی کے۔ (فتح)

۲۰۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدٌ أُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهِ سِرًّا قَالَ خُذِيْ أَنْتِ وَبَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۲۰۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند معاویہ کی مائی نے آپ ﷺ سے کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے یعنی اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ اس کا مال پوشیدہ لوں یعنی بقدر حاجت کے آپ ﷺ نے فرمایا کہ لے لیا کر تو اور تیری اولاد جتنا کفایت کرے تجھ کو موافق دستور کے۔

فائدہ: اور غرض آپ ﷺ کے اس قول سے یہ ہے کہ لے لیا کر موافق دستور کے سو آپ ﷺ نے اس کو عرف پر حوالہ دیا اس چیز میں کہ شرع نے اس میں کوئی حد مقرر نہیں کی۔ (فتح)

۲۰۶۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ

۲۰۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیت کی تفسیر میں جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچے یتیم کے مال سے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أُنْزِلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ الَّذِيْ يُقِيْمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فِيْ مَالِهِ إِنْ كَانَ فَقِيْرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ.

آیت یتیم کے والی کے حق میں اتری جو اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کے مال کو سنوارتا ہے کہ اگر محتاج ہو تو اس سے دستور کے موافق کھائے۔

فائدہ: اور مراد اس باب میں حوالہ دینا والی یتیم کو ہے کہ اس کے مال سے دستور کے موافق کھائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيْكِ مِنْ شَرِيْكِهٖ

باب ہے بیان میں بیچنے شریک کے شریک سے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وہ جائز ہے ہر چیز مشترک میں اور وہ مانند بیچنے اس کے کی اجنبی سے ہے اور اگر اس کو اجنبی کے ہاتھ بیچے تو شریک کو حق شفعہ پہنچتا ہے اور اگر اس کو شریک کے ہاتھ بیچے تو حق شفعہ دور ہو جاتا ہے اور ذکر کی اوس نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی شفعہ کے باب میں وسیاتی الکلام علیه فی بابه اور ابن بطال کی کلام کا حاصل مناسب حدیث کی ہے ساتھ ترجمہ کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی ترجمہ کے حکم بیع شریک کا ہے شریک اپنے سے اور مراد اس سے رغبت دلانا شریک کا ہے یہ کہ نہ بیچے وہ چیز جس میں کہ شفعہ ہے مگر شریک اپنے سے اس واسطے کہ اگر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو جائز ہوگا شریک کو لینا اس کا ساتھ شفعہ کے زور سے اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ جب گھر تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں ایک دوسرے کے ہاتھ بیچے تو تیسرے کو جائز ہے یہ کہ شفعہ کے ساتھ لے اگرچہ پہلا مشتری بھی شریک ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مبنی ہے خلاف پر کہ کیا شفعہ کے ساتھ لینا مشتری سے لینا ہے یا بائع سے پس اگر مشتری سے ہو تو وہ شریک ہوگا اور اگر بائع سے ہے تو وہ شریک کے شریک سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ شفعہ والا اگرچہ ہو واسطے اس کے پکڑنا قہر سے تو واسطے بائع کے ہے جب کہ ہو شریک اس کا یہ کہ بیچے اس کو اس کے ہاتھ میں ساتھ اختیار کے بلکہ یہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

٢٠٦١۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

٢٠٦١۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گردانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں یعنی مشترک چیز بانٹی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو نہیں ہے شفعہ یعنی حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

بَابُ بَيْعِ الْأَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُوْمٍ

بیچنا زمین کا اور گھروں کا اور قسموں اسباب کا اس حال میں کہ مشترک ہوں تقسیم نہ ہوئی ہوں

فائدہ: اس باب میں جابر کی حدیث بیان کی ہے وسیاتی فی مکانہ۔

۲۰۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ كُلِّ مَالٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۰۶۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ ﷺ نے ساتھ ثابت ہونے شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیری جائیں تو شفعہ نہیں۔ اس میں بیان ہے راویوں کے اختلاف کا سو بعضوں نے تو کل مالم یقسم روایت کی ہے اور بعضوں نے کل مال لم یقسم روایت کی ہے۔

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا لِّغَيْرِهٖ بِغَيْرِ إِذْنِهٖ فَرَضِيَ

اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اس کے اذن کے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب فضولی کی بیع کے واسطے باندھا ہے یعنی جو غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اذن اس کے کی اور امام بخاری رحمہ اللہ مائل ہوئے ہیں طرف جواز کی یعنی یہ بیع جائز ہے۔ (فتح)

۲۰۶۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُوْنَ فَأَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِيْ جَبَلٍ

۲۰۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین آدمی سفر کو چلے جاتے تھے سو ان کو مینہ پہنچا وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا یعنی اور اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے زیادہ تر افضل عملوں کو جو کیے ہوں سو دعاء مانگو اللہ سے ان کے وسیلے سے یعنی تاکہ شاید اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے

فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ قَالَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ادْعُوا اللّٰهَ بِأَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَرْعٰى ثُمَّ أَجِيْءُ فَأَحْلُبُ فَأَجِيْءُ بِالْحِلَابِ فَآتِيْ بِهٖ أَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ ثُمَّ أَسْقِي الصِّبْيَةَ وَأَهْلِيْ وَامْرَأَتِيْ فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَانِ قَالَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبُهُمَا حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ قَالَ فَفُرِجَ عَنْهُمْ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ أُحِبُّ امْرَأَةً مِّنْ بَنَاتِ عَمِّيْ كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَآءَ فَقَالَتْ لَا تَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا حَتّٰى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ فِيْهَا حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَ فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِّنْ ذُرَةٍ فَأَعْطَيْتُهٗ وَأَبٰى ذَاكَ أَنْ يَّأْخُذَ فَعَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ

تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے سو میں باہر جاتا تھا اور بکریاں چراتا تھا پھر میں آتا تھا اور ان کا دودھ دوہتا تھا اور دودھ اپنے ماں باپ کے پاس لاتا تھا سو وہ دودھ کو پیتے تھے پھر میں اپنے چھوٹے لڑکوں کو اور اپنے گھر والوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا سو میں نے ایک رات آنے میں دیر کی یعنی اس واسطے کہ چارا بہت دور ملا سو میں آیا تو ناگہاں دیکھا کہ میرے ماں باپ سوئے ہوئے تھے سو میں نے برا جانا کہ ان کو نیند سے جگاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے قدموں میں شور کرتے تھے سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا صبح تک یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لیے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے تیری رضا مندی کے لیے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن کھول دیا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی البتہ ماجرا یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا یعنی سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ مراد نہ پائے گا یعنی تیری یہ مراد حاصل نہ ہوگی یہاں تک کہ تو مجھ کو سو اشرفیاں دے سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ میں نے سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے دونوں پاؤں کے اندر بیٹھا تو اس نے کہا کہ ڈر اللہ سے اور مہر کو نہ توڑ مگر ساتھ حق اس کے کی یعنی بدون نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر سو میں اٹھ کھڑا

الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ حَتَّى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ انْطَلِقْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَإِنَّهَا لَكَ فَقَالَ أَتَسْتَهْزِئُ بِي قَالَ فَقُلْتُ مَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ.

ہوا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضا مندی کے لیے ترک کی ہو تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے تو ان سے غار کی دو تہائیاں کھل گئیں تو تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور ٹھہرایا تھا بدلے ایک فرق چینا (جوار) کے یعنی اس کی اجرت ایک فرق چینا مقرر (جوار) کی تھی اور فرق ایک برتن کا نام ہے جس میں سولہ رطل اناج سمائے سو جب وہ اپنا کام پورا کر چکا تو میں نے اس کو اس کی مزدوری دی تو اس نے لینے سے انکار کیا سو میں نے اس فرق پر چینے (جوار) کی طرف قصد کیا اور اس کو بویا سو اس میں یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائیں، بیل اور غلام ان کے چرانے والے خریدے پھر وہ مزدور مدت کے بعد میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میرا حق مجھے دے تو میں نے کہا کہ جاان گائیں، بیلوں اور ان کے چرانے والوں کی طرف اور ان کو لے تو اس نے کہا کہ کیا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لیکن وہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ امانتداری تیری رضا کے لیے کی تھی تو اس پتھر کو ہم سے کھول دے سو وہ پتھر ان سے دور ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بغیر اذن اس کے کے اور وہ اس سے راضی ہو جائے تو وہ بیع صحیح ہے اس واسطے کہ تیسرے مرد نے اس کی اجرت سے کھیتی کر کے اس سے گائیں، بیل اور غلام خریدے اس واسطے کہ اس مرد نے مزدور کے مال میں تصرف کیا بدون اذن اس کے کے لیکن جب اس کو بڑھایا اور اس کو دیا سو اس نے اس کو لیا اور اس کے ساتھ راضی ہوا اور طریق استدلال کا ساتھ اس کے بنا بر اس کے ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور خلاف اس میں مشہور ہے لیکن برقرار رکھا جاتا ہے بایں طور کہ آپ ﷺ نے اس کو مدح کی جگہ بیان کیا اور اس کے فاعل کی تعریف کی اور اس کو

اس پر برقرار رکھا اور اگر یہ امر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو بیان فرماتے پس ساتھ اس طریق کے صحیح ہوگا استدلال نہ ساتھ محض ہونے اس کے شرع پہلوں کے اور بیچ اقتصار کرنے بخاری کے اوپر استنباط کے ساتھ اس طریق کے دلالت ہے اس پر کہ جو چیز کہ روایت کی اس نے بیچ فضل گھوڑوں کے عروہ بارقی کی حدیث سے بیچ قصے بیچنے اس کے بکری کو نہیں قصد کیا اس نے ساتھ اس کے استدلال کا واسطے اس حکم کے اور تحقیق جواب دیا گیا ہے حدیث باب سے بایں طور کہ احتمال ہے کہ اس نے مزدور ٹھہرایا ہو اس کو ساتھ فرق کے کہ اس کے ذمہ میں ہو یا جب اس نے اس فرق کو اس کے پیش کیا اور اس نے اس کو قبض نہ کیا تو وہ مزدور ٹھہرانے والے کے ذمہ میں بدستور باقی رہا اس واسطے کہ جو ذمہ میں ہو وہ نہیں معین ہوتا ہے مگر ساتھ قبض کے سو جب مالک نے اس میں تصرف کیا تو اس کا تصرف صحیح ہوا برابر ہے کہ اس نے اپنے واسطے اعتقاد کیا یا اجیر کے واسطے پھر احسان کیا ساتھ اس چیز کے کہ جمع ہوا تھا اس نے اجیر پر ساتھ رضامندی اس کی کے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحت قول ابن قاسم کے کہ جب ایک مرد دوسرے مرد کے پاس اناج امانت رکھے اور وہ دوسرا آدمی اس کو مول سے بیچ ڈالے اور امانت والا اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو قیمت لے لے جس کے ساتھ اس نے اس کو بیچا ہے اور اگر چاہے تو اس کے برابر اناج لے لے اور اشہب نے اس کو منع کیا ہے اس واسطے کہ وہ اناج بدلے اناج کے ہے جس میں خیار ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو ثور کے کہ جو کسی کی گیہوں زور سے چھین لے اور اس کو بو دے تو جو گیہوں کہ زمین سے پیدا ہو وہ گیہوں والے کی ہے یعنی جس سے گیہوں چھینی گئی تھی اور باقی شرح اس کی احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْحَرْبِ

مشرکین اور اہل حرب کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ کفار کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر اس چیز کا بیچنا درست نہیں جس کے ساتھ کافر مسلمانوں پر مدد لیں اور جس کا اکثر مال حرام ہو اس کے ساتھ خرید و فروخت کرنے میں علماء کو اختلاف ہے اور جو اس کو جائز کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے کافر کو فرمایا کہ یہ بیع ہے یا ہبہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کافر کو بیع کرنی اور یہ کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اس کا وہ مالک ہے اور یہ کہ مشرک کے ہدیہ کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتح)

٢٠٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ

٢٠٦٤۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے پھر ایک کافر پریشاں بال دراز قد بکریاں لایا جن کو ہانکتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو

عَنهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً.

بیچنے کا ارادہ کرتا ہے یا اللہ بخشنے (ہدیہ دینے) کا اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیچنے کا ارادہ کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس سے بکری خریدی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَآءِ الْمَمْلُوكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ

خریدنا غلام کا کافر حربی سے اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے ثابت کرنا ملک حربی کا ہے اور یہ کہ جائز ہے اس کو تصرف کرنا اپنے ملک میں ساتھ بیع اور ہبہ اور عتق وغیرہ کے جب کہ برقرار رکھا آپ ﷺ نے مسلمان کو نزدیک مالک اپنے کے جو کافر تھا اور حکم کیا اس کو مکاتب کرنے کا اور بعض کہتے ہیں کہ ہبہ کرنا ظالم بادشاہ کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور سوائے اس کے جس کو حدیث باب کی متضمن ہے۔(فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوْهُ وَبَاعُوْهُ.

اور آپ ﷺ نے مسلمان سے کہا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کرا اور تھا وہ آزاد سو کافروں نے اس پر ظلم کیا اور اس کو بیچ ڈالا۔

فائدہ: اور اس کا قصہ اس طور سے ہے کہ سلمان اصل میں مجوسی تھا سو دین حق کی تلاش کے واسطے اپنے باپ سے بھاگا سو ایک درویش سے جا ملا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا اور ان کی موت تک ان کے پاس رہتا تھا یہاں تک کہ اخیر درویش نے اس کو عرب کی راہ دکھائی اور اس کو آپ ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر دی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے بعض جنگلیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آنے کا قصد کیا سو انہوں نے اس کے ساتھ فریب کیا اور اس کو وادی القریٰ میں (ایک جگہ کا نام ہے) ایک یہودی کے پاس بیچا پھر اس سے اس کو بنی قریظہ کے ایک اور یہودی نے خریدا اور اس کو مدینہ میں لایا سو جب مدینے میں آیا اور آپ ﷺ کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر یعنی اپنی جان کو اپنے مالک سے خرید ساتھ دو قسطوں کے یا زیادہ کے اور اس سے سمجھا جاتا ہے برقرار رکھنا احکام کافروں کا اوپر اس کے کہ اسلام سے پہلے اس پر تھی اور طبری نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو یہودی کو سلمان میں بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے پر اس واسطے برقرار رکھا تھا کہ جب وہ اس کا مالک ہوا تھا تو اس وقت سلمان اس شریعت پر نہ تھا بلکہ اس وقت نصرانی تھا

اور اس شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو کافر کسی کے نفس یا مال پر غالب ہو جائے اور مغلوب مسلمان نہ ہوا ہو تو وہ غالب کے مِلک میں داخل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ

اور قید کیے گئے عمار اور صہیب اور بلال یعنی پہلے یہ تینوں صحابی رضی اللہ عنہم کافروں کے غلام تھے اور ان کے ملک میں تھے پھر مسلمانوں نے ان کو ان کے ہاتھ سے خرید کر آزاد کیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے مال کا مالک ہے اور اس کو اپنے مال میں ہر طرح سے تصرف کرنا درست ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے بزرگی دی ہے بعض تمہارے کو بعض پر رزق میں یعنی بعض مالدار ہیں اور بعض محتاج سو جو لوگ فضیلت دیے گئے ہیں نہیں وہ رزق دینے والے اپنے غلاموں کو یعنی بلکہ اللہ ان کو رزق دیتا ہے سو مالک اور غلام رزق میں برابر ہیں کہ سب کو اللہ ہی نے رزق دیا ہے کیا پس اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: ترجمہ کی جگہ اس سے یہ قول اللہ کا ہے **علی ماملکت ایمانھم** اس واسطے کہ اللہ نے ثابت کی واسطے ان کے ملک ہاتھ کی باوجود اس کے کہ اکثر ملک ان کے اوضاع شرعیہ کے مخالف تھے اور ابن منیر نے کہا کہ مقصود یہ ہے کہ حربی کا ملک صحیح ہے اور صحیح ہے مالک ہونا مسلمان کا اس سے اور مخاطب اس آیت میں مشرکین ہیں اور جو تو بیخ کہ ان کے واسطے ہوئی ہے تو وہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے بتوں کی تعظیم کی اور اللہ کی تعظیم نہ کی اور یہ اس باب سے غرض نہیں۔ (فتح)

٢٠٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ

٢٠٦٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنا وطن چھوڑا سو اس کے ساتھ ایک گاؤں میں آئے جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک عورت لایا ہے جو نہایت خوبصورت عورتوں سے ہے تو بادشاہ نے کسی کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام یہ

دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللّٰهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلٰى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي وَتَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلٰى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوْهَا إِلٰى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلٰى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً.

عورت کون ہے جو تیرے ساتھ ہے یعنی اس سے تیرا کیا رشتہ ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کی طرف پلٹ گئے اور کہا کہ میری بات کو مت جھٹلاؤ کہ میں نے ان کو خبر دی ہے کہ تو میری بہن ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ہے زمین پر کوئی ایماندار سوائے میرے اور تیرے، سو ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیجا تو بادشاہ اس کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الٰہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی اعرج کہتے ہیں ابو سلمہ کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ) سارہ نے کہا کہ اے الٰہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا پھر بادشاہ ان کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الٰہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابو سلمہ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) سارہ نے کہا کہ اے الٰہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا دوسری بار یا تیسری بار یعنی دو یا تین بار اس طرح بیہوش ہو کر گر پڑا اور ہر بار سارہ کی دعا سے ہوش میں آیا تو بادشاہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بھیجا تم نے پاس میرے مگر شیطان کو اس کو

ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھیر لے جاؤ اور اس کو ہاجرہ لونڈی دو سارہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پلٹ آئیں اور کہا کہ کیا تم نے جانا ہے کہ اللہ نے کافر کو ناامید اور محروم کیا اور خدمت کے واسطے ایک لونڈی دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کے ہدیہ اور ہبہ کو قبول کرنا درست ہے اس لیے کہ اس کافر بادشاہ نے کہا کہ اس کو ہاجرہ دو اور سارہ نے اس کو قبول کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

۲۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَّلِيْدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَبَهِهِ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ.

۲۰۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے میں جھگڑے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیٹا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے کہ اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ دیکھیں کہ اس کی صورت عتبہ کے مشابہ ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھائی ہے کہ میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لونڈی سے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کو دیکھا سو اس کی مشابہت ظاہر عتبہ کے ساتھ دیکھی سو فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ لڑکا واسطے صاحب بچھونے کے ہے اور زانی کے لیے محرومی ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ بنت زمعہ سو سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کے ملک کو لونڈی کے واسطے برقرار رکھا اور غلامی کے احکام اس پر جاری کیے (فتح)

۲۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِصُهَيْبٍ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْكَ

۲۰۶۷۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے صہیب سے کہا کہ ڈر اللہ سے اور نہ دعوی کر نسبت کا طرف غیر باپ اپنے کی سو صہیب نے کہا کہ نہیں خوش لگتا مجھ کو یہ کہ میرے واسطے اتنا اتنا مال ہو اور میں یہ دعوی کروں

فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا وَأَنِّيْ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّيْ سُرِقْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ.

لیکن میں چرایا گیا تھا اور حالانکہ میں چھوٹا لڑکا تھا۔

فائدہ: صہیب کہا کرتے تھے کہ میں سنان بن مالک کا بیٹا ہوں اور اپنے نسب کو نمر بن قاسط کی طرف لے جاتے تھے اور ماں ان کی بنی تمیم سے تھی اور صہیب عجمی تھے یعنی غیر عربی اس واسطے کہ اس نے رومیوں کے درمیان پرورش پائی سو ان کی زبان ان پر غالب آئی اور کہا کہ عرب کا دستور تھا کہ بعضے بعض کو پکڑ کر غلام بنا لیتے تھے سو قید کیا مجھ کو کچھ لوگوں نے بعد اس کے کہ میں نے اپنے مولد اور اہل کو پہچانا پھر انہوں نے مجھ کو رومیوں کے ہاتھ بیچا حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمن نے اس کو کہا کہ تو دعوی کرتا ہے کہ میں عرب کی نسل سے ہوں اور حالانکہ تیری زبان رومی ہے تب صہیب نے اس کو یہ جواب دیا کہ لڑکپن میں مجھ کو رومی قید کر کے لے گئے تھے اس واسطے ان کی زبان مجھ پر غالب آئی واللہ! میری نسل رومی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی ملک صحیح ہے کہ عبدالرحمن بن جدعان نے اس کو خرید کر آزاد کیا۔ (فتح)

٢٠٦٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ أَوْ أَتَحَنَّتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَّعَتَاقَةٍ وَّصَدَقَةٍ هَلْ لِّيْ فِيْهَا أَجْرٌ قَالَ حَكِيْمٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

٢٠٦٨۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھلا بتاؤ کہ جو نیکیاں میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا جیسے برادر پروری اور غلام آزاد کرنا اور خیرات کرنا کیا ان کا ثواب بھی مجھ کو ملے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کی خیرات اور آزادی صحیح ہے اور یہ متضمن ہے اس کو کہ کافر کی ملک صحیح ہے اس واسطے کہ صحیح ہونا آزادی کا موقوف ہے اوپر صحیح ہونے ملک کے۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ

رنگنے سے پہلے مردار کے چمڑے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس کی بیع صحیح ہے یا نہیں وارد کی اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی میمونہ کی بکری میں اور شاید کہ انہوں نے لیا ہے جواز بیع کو اس سے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست فرمایا اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست ہے اس کا بیچنا بھی درست ہے اور جس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست نہیں اس کا

بیچنا بھی درست نہیں اور ساتھ اس تقریر کے جواب دیا جاتا ہے اسماعیلی کے اعتراض سے کہ اس نے کہا کہ باب کی حدیث میں بیع کے واسطے تعرض نہیں اور مردار کے چمڑے سے مطلق نفع اٹھانا دباغت سے پہلے اور پیچھے مشہور ہے زہری کے مذہب سے اور شاید کہ یہی مختار ہے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے اور اس کی دلیل آپ ﷺ کے اس قول کا مفہوم ہے کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے کھانے کے سوا جو چیز ہے سب مباح ہے پس اس کی بیع بھی درست ہوگی اور پوری اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔(فتح)

۲۰۶۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

۲۰۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مردار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دباغت سے پہلے مردار کی کھال کا بیچنا درست ہے۔

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيْرِ

باب ہے بیان میں قتل کرنے خنزیر کے

فائدہ: یعنی کیا اس کا مار ڈالنا مشروع ہے جیسے کہ اس کا حرام ہونا مشروع ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی بیع کے بابوں میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے اس کا بیچنا جائز نہیں اور ابن تین نے کہا کہ خلاف اجماع کا کیا ہے بعض شافعیہ نے کہا کہ سو نہ قتل کیا جائے خنزیر کو جب کہ اس میں ضرر نہ ہو اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا قتل کرنا مطلق جائز ہے۔(فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيْرِ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے خنزیر کا بیچنا حرام کیا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

۲۰۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

۲۰۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گا تم میں اے مسلمانو! عیسیٰ علیہ السلام مریم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُّقْسِطًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ۔

کا بیٹا حاکم عادل ہو کر سو چلیپا (صلیب) کو توڑ ڈالے گا اور خوک (خنزیر) کو مار ڈالے گا یعنی واسطے مبالغہ کے اس کی حرمت میں اور جزیہ کو گرا دے گا یعنی جو ایمان نہ لائے گا اس سے جزیہ قبول نہ کرے گا بلکہ اس کو قتل کر ڈالے گا اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس حدیث سے آپ کا یہ قول ہے کہ خنزیر کو قتل کرے گا یعنی اس کو معدوم کرنے کا حکم کرے گا واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے کھانے کے حرام ہونے میں اور اس میں بڑی توبیخ ہے واسطے نصاریٰ کے جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریقے پر ہیں پھر خوک کے کھانے کو حلال جانتے ہیں اور اس کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں (فتح)

اور چلیپا کی یہ شکل ہے + نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے اور ہر چند ابھی نصاریٰ وغیرہ سب کافروں سے جزیہ لینا درست ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابٌ لَّا یُذَابُ شَحْمُ الْمَیْتَۃِ وَلَا یُبَاعُ وَدَکُہٗ رَوَاہُ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مردار کی چربی نہ گالی جائے نہ بیچی جائے روایت کیا اس مضمون کو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۰۷۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ طَاؤُسٌ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ فُلَانًا اَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَیْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا۔

۲۰۷۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے تو کہا کہ اللہ لعنت کرے فلانے کو کیا نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں سو انہوں اس کو پگھلایا اور بیچا۔

فائدہ: اور مراد فلاں سے اس حدیث میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے شراب کو کس طرح بیچا تھا بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو یہود سے جزیہ کی قیمت سے لیا تھا پھر اس کو انہیں کے ہاتھ بیچ ڈالا واسطے اعتقاد جواز کے حکایت کی اس کو ابن جوزی نے ابن ناصر سے اور ترجیح دی اس کو اور کہا کہ ان کو لائق تھا کہ اس کی بیع کا ان کو متولی بناتے تا کہ ممنوع کام میں داخل نہ ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ انہوں نے انگور کا نچوڑ اس شخص کے ہاتھ میں بیچا ہو جو اس کو شراب بنائے اور نچوڑ کو بھی شراب کہتے ہیں جیسا کہ انگور کو شراب کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ آخر کو شراب بن جاتا ہے یہ بات خطابی نے کہی ہے اور یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے ہو بہو شراب کو بیچا ہو بعد اس کے کہ اس کی حرمت شائع ہوگئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ شراب کا سرکہ بنا کر بیچا ہو اور عمر رضی اللہ عنہ کا اعتقاد ہوگا کہ شراب کا سرکہ بنانا درست نہیں جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور سمرہ رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ جائز ہے جیسا کہ تاویل کیا ہے اس کو غیر اس کے نے کہ حلال ہے سرکہ بنانا شراب کا اور نہیں بند ہے حلال ہونا اس کا خود بخود سرکہ ہو جانے اس کے میں قرطبی وغیرہ نے کہا کہ پہلی وجہ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں معین ہے پہلی وجہ پر کہ انہوں نے اس کو جزیہ کے بدلے لیا ہو بلکہ احتمال ہے کہ ان کو غنیمت وغیرہ سے حاصل ہوا ہو اور اسماعیلی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سمرہ کو اس کی تحریم معلوم ہو اور اس کے بیچنے کی تحریم معلوم نہ ہو اسی واسطے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مذمت پر اکتفا کیا سوائے عقوبت اس کے کی اور یہی ہے گمان ساتھ اس کے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے اور یہ جو کہا کہ چربیاں ان پر حرام کی گئیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چربی کا کھانا ان پر حرام ہوا، نہیں تو اگر ان کا بیچنا ان پر حرام ہوتا تو پگھلانے کے حیلہ کرنے کچھ حاجت نہ تھی اور وجہ تشبیہ دینے عمر کی مسلمانوں کے شراب بیچنے کو ساتھ بیچنے یہود کے چربی پگھلی ہوئی کو مشترک ہونا ہے نہی میں کہ دونوں کا کھانا درست نہیں لیکن یہ بات نہیں کہ جس کا کھانا حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہو مانند گدھوں گھر کے پالے ہوؤں کی اور درندے جانوروں کی کہ ان کا کھانا حرام ہے اور بیچنا حرام نہیں پس ظاہر یہ ہے کہ مشترک ہونا ان دونوں کا بیچ ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے ہو گیا ہے ساتھ نہی کے کھانے اس کے سے ناپاک اسی طرح حکایت کیا ہے ابن بطال نے طبری سے اور برقرار رکھا اس کو اور یہ تقریر واضح نہیں بلکہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کی بیع بھی حرام ہے اور کھانا گدھوں اور درندے جانوروں وغیرہ کا جن کا کھانا حرام ہے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتا ہے بعد ذبح کے اور وہ ذبح سے مردار ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے واسطے ذبح نہیں اور جب مردار ہوا تو ناپاک ہو گیا اور نہیں جائز ہوگی بیع اس کی پس یہ اعتراض اصل میں وارد نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے کہ جس کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے اگرچہ اس کے بعض میں بعض نے خلاف کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب بیٹا اپنے باپ کی لونڈی کا وارث ہو تو اس کو اس سے صحبت کرنی درست نہیں اور اس

کو اس کا بیچنا اور اس کا قیمت کھانا درست ہے پس یہ قاعدہ ٹھیک نہیں تو عیاض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس کو اس سے نفع اٹھانا مطلق حرام نہیں بلکہ اس کو اس کے ساتھ تو صرف استمتاع منع ہے واسطے امر خارجی کے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ استمتاع وغیرہ اٹھانا درست ہے جب کہ مالک ہو اس کو بخلاف چربی کے اس واسطے کہ مقصود اس سے اور وہ کھانا ہے یہود پر حرام تھا ہر حال میں اور ہر شخص پر پس دونوں جدا ہو گئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت گنہگار معین کو لیکن احتمال ہے کہ عمر نے اس کے ظاہر کو مراد نہ رکھا ہو بلکہ یہ اس کو جھڑک کے واسطے کہا ہو اور اس میں درگزر کرنا ہے عزت والوں کے قصوروں سے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف اسی کلمہ پر اکتفا کی اس کو اور زیادہ سزا نہ دی اور یہ کہ جو حیلے اور وسیلے کہ حرام کی طرف پہنچائیں وہ باطل ہیں اور یہ کہ شراب کا بیچنا حرام ہے اور ابن منذر وغیرہ نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور مخالف ہے اجماع کے وہ شخص جو اس کی بیع کو جائز رکھتا ہے اور جائز رکھتا ہے بیع انگور کے گچھے کو جو اندر سے بدل کر شراب ہو گیا ہو اور شراب کی حرمت کی علت میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ وہ ناپاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس سے کوئی فائدہ مباح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مبالغہ کے اس سے نفرت دلانے میں اور یہ کہ جس چیز کی ذات حرام ہو اس کی قیمت بھی حرام ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر مسلمان شراب کو ذمی کافر کے ہاتھ بیچے تو جائز نہیں اور اسی طرح اگر ذمی کو شراب کے بیچنے کے واسطے وکیل کرے تو یہ بھی درست نہیں اور لیکن حرام ہونا بیع اس کی کا اہل ذمہ پر پس یہ مبنی ہے اوپر خلاف کے بیچ خطاب کافر کے ساتھ فروع کے اور یہ کہ جائز ہے قیاس کرنا اشباہ میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر کے بدن کو بیچنا حرام ہے جب کہ ہم اس کو مار ڈالیں اور کافر اس کا خریدنا چاہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے بیچنا ہر حرام ناپاک چیز کا اگرچہ اس میں نفع ہو مانند گوبر کی اور کوفیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ خریدار کو جائز ہے واسطے حاجت مشتری کے سوائے بائع کے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٠٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَعَنَهُمْ قُتِلَ لُعِنَ

٢٠٧٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں یعنی ان کا کھانا تو انہوں نے ان کو بیچا اور ان کی قیمت کھائی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قاتل کے معنی لعنت کے ہیں قتل کیے گئے یعنی لعنت کیے گئے خراصون یعنی جھوٹے۔

اَلْخَرَّاصُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ.

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيْرِ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا رُوْحٌ وَّمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

بیچنا ان تصویروں کا جن میں روح نہیں اور وہ چیز کہ اس سے مکروہ ہے

فائدہ: یعنی ان کا بنانا یا بیچنا یا عام ہے اس سے۔ (فتح)

۲۰۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّيْ إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَإِنِّيْ أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ هٰذَا الْوَاحِدَ.

۲۰۷۳۔ سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ناگہاں ان کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ اے ابو عباس (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) میں ایک آدمی ہوں کہ میری معاش اپنی دستکاری سے ہے اور میں تصویریں بناتا ہوں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں بیان کرتا میں تجھ سے مگر جو چیز کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو کسی جانور کی تصویر بنائے تو اللہ اس کو عذاب کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور وہ اس میں جان کبھی نہ ڈال سکے گا یعنی تو عذاب بھی موقوف نہ ہوگا سو وہ مرد سخت ہانپنے لگا اور اس کا چہرہ زرد ہوگیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہے اگر تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو تصویر بنائے پس لازم جان اپنے اوپر تصویر اس درخت کی اور ہر چیز کی کہ اس میں جان نہیں یعنی درخت اور پہاڑ اور بیل بوٹا بنانا درست ہے۔

فائدہ: اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے بیع تصویروں کے واضح ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحْرِيْمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

شراب کی خرید و فروخت کے حرام کرنے کا بیان

فائدہ: اس باب کی نظیر ابواب المساجد میں پہلے بھی گزر چکی ہے لیکن اس میں مسجد کی قید ہے اور یہ عام ہے اس سے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرَّمَ النَّبِيُّ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی بیع

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ

حرام کی یعنی اس کا بیچنا اور خریدنا درست نہیں

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اور احمد وغیرہ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ شراب کا خریدنا اور بیچنا حرام ہے۔ (فتح)

۲۰۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

۲۰۷۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے سو فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا

آزاد آدمی کے بیچنے کے گناہ کا بیان

فائدہ: یعنی جو جان بوجھ کر اس کو بیچے۔

۲۰۷۵۔ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ.

۲۰۷۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین شخص کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ مرد جس نے مجھ کو درمیان دیا پھر دغا کی یعنی اس کو توڑ ڈالا اور دوسرا وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مرد کو مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام کروا لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اللہ کو درمیان دیا یعنی کسی سے قول قرار کیا اور اس پر اللہ کی قسم کھائی پھر اس کو توڑ ڈالا اور خطابی نے کہا کہ آزاد کا غلام بنانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو چھپائے یا اس سے انکار کرے اور دوسرا یہ کہ آزاد ہونے کے بعد زور کے ساتھ اس سے خدمت لے اور پہلے میں زیادہ گناہ ہے دوسرے سے میں کہتا ہوں کہ حدیث باب کی اشد ہے اس واسطے کہ اس میں باوجود چھپانے آزادی کے یا انکار کرنے اس کے کی عمل کرنا ہے ساتھ مقتضی کتمہ کے اور وہ اس کا بیچنا ہے اور اس کی قیمت کا کھانا اور مہلب نے کہا کہ اس کا گناہ تو اس واسطے سخت ہے کہ مسلمان کہ ایک دوسرے کے کفو ہیں آزادی میں کہ جس نے آزاد کو بیچا تو اس نے اس کے تصرف

کو منع کیا اس چیز میں کہ مباح کیا تھا اللہ نے واسطے اس کے اور لازم کی اس کو ذلت جس سے اللہ نے اس کو چھوڑایا تھا اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ جو آزاد کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آتا یعنی جب کہ چرائے اس کو حفاظت سے مثل اپنی مگر جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آزاد آدمی کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور آزاد مرد کی بیع کے جائز ہونے میں خلاف قدیم تھا پھر اختلاف موقوف ہوا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی جان پر اقرار کرے کہ وہ غلام ہے تو وہ غلام ہوا اور اب اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ آزاد آدمی کا بیچنا درست نہیں اور مزدور سے کام کروا کر اس کی مزدوری نہ دینی یہ بھی اس کے معنی میں ہے کہ آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اس واسطے کہ اس نے پورا فائدہ اٹھایا بغیر عوض کے تو گویا کہ اس نے اس کو کھایا اور اس واسطے کہ اس نے اس سے خدمت لی بغیر اجرت کے تو گویا کہ اس نے اس کو غلام بنایا۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُودَ بِبَيْعِ أَرَضِيهِمْ حِينَ أَجْلَاهُمْ فِيهِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو مدینہ سے نکالا تو حکم کیا ان کو کہ اپنی زمین بیچ ڈالیں اس اسناد میں مقبری ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جس کو بخاری نے جہاد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر آ نکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو اور اس میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو یہاں سے نکال دوں سو جو اپنے مال سے کچھ پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور شاید کہ امام بخاری نے جواز بیع زمین کو عموم بیع مال سے لیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیچ بابوں خیار کے عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اطلاق مال کا اوپر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبِيْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

بیچنا غلام کا بدلے غلام کے اور حیوان کا بدلے حیوان کے ساتھ وعدے کے یعنی ادھار

فائدہ: اور مراد جنس غلام کی ہے پس داخل ہے اس میں مرد اور عورت اور اسی واسطے ذکر کیا قصہ صفیہ کا اور اشارہ کیا طرف لاحق کرنے حکم مرد کے ساتھ حکم عورت کے بیچ اس کے واسطے نہ ہونے فرق کے اور ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے لیکن امام مالک نے شرط کی ہے کہ جنس مختلف ہو اور کوفے والوں اور احمد نے کہا کہ مطلق منع ہے واسطے دلیل حدیث سمرہ کے جو سنن میں مروی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اختلاف کیا گیا ہے بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اور اس باب میں طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور اس کے بھی راوی ثقہ ہیں مگر اس کے مرسل اور موصول ہونے میں اختلاف ہے سو بخاری اور بہت لوگوں نے اس کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے ترمذی وغیرہ میں روایت ہے اور اس کی اسناد

نرم ہیں اور جمہور کی دلیل حدیث عبداللہ بن عمرو کی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ لشکر کا سامان درست کر یعنی سواری اور ہتھیار وغیرہ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے حکم سے ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدا روایت کی یہ حدیث دارقطنی وغیرہ نے اور اس کی اسناد قوی ہے اور دلیل پکڑی ہے بخاری نے اس جگہ ساتھ قصہ صفیہ کے اور گواہی لی ساتھ آثار صحابہ کے۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْعِرَةٍ مَضْمُونَةٍ عَلَيْهِ يُوفِيهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خریدی ایک سواری بدلے چار اونٹوں کے کہ ضمانت کی گئی تھی وہ سواری بائع پر کہ ادا کرے اس کو بائع ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے پاس مدینہ کے) میں۔

فائدہ: اور مضمونہ صفت راحلہ کی یعنی وہ سواری بائع کے ضمان میں ہے یہاں تک کہ اس کو مشتری کے سپرد کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُونُ الْبَعِيرُ خَيْرًا مِّنَ الْبَعِيرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا وَقَالَ آتِيكَ بِالْآخَرِ غَدًا رَهْوًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيرِيْنَ لَا بَأْسَ بَعِيرٌ بِبَعِيرَيْنِ نَسِيئَةً

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کبھی ایک اونٹ بہتر ہوتا ہے دو اونٹوں سے اور رافع نے دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ خریدا سو ایک اس کو دیا اور کہا کہ دوسرا اونٹ کل تیرے پاس آئے گا بغیر دیر کے انشاء اللہ تعالیٰ اور ابن مسیب نے کہا کہ نہیں سود ہے حیوان میں ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے بیچنا درست ہے ایک مدت معین تک اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں ڈر ہے بیچنا ایک اونٹ کا بدلے دو اونٹوں کے اور ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے ادھار

٢٠٧٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٢٠٧٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے بندیوں (غلاموں) میں صفیہ تھی سو وہ دحیہ کلبی کی طرف پھریں یعنی ان کے حصے میں آئیں پھر آپ ﷺ نے ان کو لیا۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے دحیہ کو ان کے بدلے سات غلام دیئے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيْقِ

غلام کے بیچنے کا بیان

۲۰۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللَّهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةٌ.

۲۰۷۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم غنیمت کے مال لونڈی پاتے ہیں اور ہم اس کی قیمت چاہتے ہیں یعنی اس کا بیچنا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزل کے باب میں کیا فرماتے ہیں سو فرمایا کہ کیا تم یہ کام کرتے ہو اس کا نہ کرنا تم پر واجب نہیں اس واسطے کہ کوئی جان نہیں کہ جس کا پیدا ہونا اللہ نے لکھا نہیں ہے مگر کہ وہ پیدا ہونے والی ہے۔

فائدہ: اور دلالت حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے (فتح) اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل خود ابوسعید رضی اللہ عنہ تھے اور حالانکہ یہ خلاف واقع بلکہ سیاق میں حذف ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے کہ جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے پوچھا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

غلام مدبر کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں کہ مالک اس کو کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے جس کا آزاد ہونا اپنے مالک کی موت کے ساتھ معلق ہے اور نام رکھا گیا ہے اس کا مدبر اس واسطے کہ موت زندگی کے پیچھے آتی ہے اور یا اس واسطے کہ کہ اس کے مالک نے دنیا اور آخرت کے کام کی تدبیر کی لیکن تدبیر دنیا کی پس ساتھ ہمیشہ رہنے ان کے کی اوپر فائدہ اٹھانے کے ساتھ خدمت غلام اپنے کے اور لیکن تدبیر آخرت اپنی کی پس ساتھ حاصل کرنے ثواب آزادی کے اور وہ راجع ہے طرف پہلے معنی کی اس واسطے کہ تدبیر امر کی ماخوذ ہے نظر کرنے سے عاقبت میں پس رجوع کرے گا طرف دبر امر کی اور وہ اس کا آخر ہے۔ (فتح)

۲۰۷۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ.

۲۰۷۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو بیچا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس پر قرض تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کو آٹھ درہم سے بیچا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ محتاج ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ درہم سے بیچا اور اس کی قیمت اس کے پاس بھیجی پس اس روایت میں اس کے بیچنے کے سبب کو بیان کیا اور وہ محتاج ہونا اس کا ہے طرف قیمت اس کی کے اور یہ سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو مالک کی زندگی میں بیچا تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَاعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ غلام مدبر کو بیچا۔

فائدہ: قرطبی وغیرہ نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا کہ اس پر مدبر کرنا غلام کا درست ہے اور نیز اتفاق ہے کہ وہ تہائی مال سے آزاد ہے سوائے لیث اور زفر کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ راس المال سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ عقد جائز ہے یا لازم سو جو کہتا ہے کہ یہ عقد لازم ہے وہ کہتا ہے کہ اس میں تصرف منع ہے مگر ساتھ آزاد کرنے کے یعنی اس کو آزاد کرنا تو درست ہے اور اس کے سوائے اور کوئی کام کرنا درست نہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ یہ تصرف جائز ہے اس میں اس نے تصرف کرنے کو جائز رکھا ہے پہلا قول مالک اور اوزاعی اور کوفیوں کا ہے اور دوسرا قول شافعی اور اہل حدیث کا ہے اور ان کی دلیل باب کی حدیث ہے اور نیز اس واسطے کہ وہ معین کرنا ہے آزادی کو ساتھ ایک صفت کے کہ تنہا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے تو اس کی بیع پر قادر ہوگا مانند اس شخص کی کہ معلق کرے آزادی اس کی کو ساتھ داخل ہونے گھر کے مثلا اور نیز اس واسطے کہ یہ مسئلہ ہے کہ جو غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو اس کا اس کو بیچنا بالاتفاق درست ہے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جواز بیع مدبر کا یعنی غلام مدبر کی بیع بھی جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ بھی وصیت کے معنی میں ہے اور لیث نے جواز کو حاجت کے مقید کیا ہے یعنی اگر حاجت ہو تو جائز ہے اور نہیں تو مکروہ ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں پس محمول ہوگا بعض صورتوں پر اور وہ خاص ہونا جواز کا ہے ساتھ اس حالت کے کہ اس پر قرض ہو اور یہ مشہور مذہب امام احمد کا ہے اور امام مالک کے مذہب میں بھی خلاف ہے اور بعض مالکیہ نے حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس مرد کے تصرف کو اس واسطے رد کیا تھا کہ اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر رد کرنے تصرف اس شخص کے جو اپنے سب مال کو خیرات کرے اور بعضوں نے دعوی کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی خدمت بیچی تھی اس کی گردن نہیں بیچی تھی اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدبر کی خدمت کو بیچنا جائز ہے لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور اگر فرضا صحیح بھی ہو تو اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں اس پر دلیل نہیں کہ جو بیع کہ مدبر کے قصے میں واقع ہوئی تھی جس کو نعیم نے خریدا تھا وہ بیع اس کی منفعت کی تھی نہ اس کی

گردن کی۔(فتح)

۲۰۷۹۔ حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَیْدَ اللهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ وَاَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسْاَلُ عَنِ الْاَمَةِ تَزْنِیْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِیْعُوْهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ.

۲۰۷۹۔ زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا خاوند نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو دوسری بار بھی اس کو کوڑے مارو پھر تیسری بار یا چوتھی بار کے بعد اس کو بیچ ڈالو۔

فائدہ: یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی زنا کرے تو یہ حکم عام ہے پس ہر لونڈی کو یہ حکم شامل ہو گا خواہ مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ پس پکڑا جائے گا اس سے جائز ہونا بیع مدبر کا فی الجملہ۔(فتح)

۲۰۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنِی اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَیَّنَ زِنَاهَا فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا یُثَرِّبْ عَلَیْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا یُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَیَّنَ زِنَاهَا فَلْیَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ.

۲۰۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ مالک اس کو کوڑے مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار بھی زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی سے ہو۔

بَابٌ هَلْ یُسَافِرُ بِالْجَارِیَةِ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَبْرِئَهَا

کیا جائز ہے سفر کرنا ساتھ لونڈی کے پہلے استبراء کرنے اس کے

فائدہ: استبراء شرح میں کہتے ہیں لونڈی کے رحم کی پاکی طلب کرنے کو یعنی اگر کوئی کسی لونڈی کا مالک ہو بہ سبب خریدنے وغیرہ کے تو اس کو اس سے صحبت کرنی حرام ہے ایک حیض کے آنے تک اور مقید اس کو کیا ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں مساس اور مباشرت کا گمان غالب ہے۔(فتح)

وَلَمْ یَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا اَنْ یُّقَبِّلَهَا اَوْ

اور حسن بصری اس میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی جائز ہے

يُبَاشِرَهَا.

کہ اس کو چومے اور اس کے بدن سے بدن لگائے۔

فائدہ: یہ عام ہے خواہ لونڈی بندی ہو یا کوئی غیر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ أَوْ بِيْعَتْ أَوْ عَتَقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَّلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب بخشی جائے لونڈی (ہبہ کی جائے) جو صحبت کی جاتی ہے یا بیچی جائے یا آزاد ہو جائے تو چاہیے کہ اس کے رحم کی پاکی طلب کی جائے ساتھ ایک حیض کے یعنی ایک حیض کے آنے تک اس سے صحبت نہ کرے اس کے بعد کرے اور کنواری کے رحم کو پاک نہ کیا جائے یعنی اگر کنواری عورت کا مالک ہو تو اس سے اسی وقت صحبت کرنی درست ہے۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ بکارت حمل کو منع کرتی ہے یا حمل کے ہونے پر یا صحبت کے نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس میں نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم پس استبراء میں شائبہ تعبد کا ہے پس اس واسطے استبراء کی جاتی ہے وہ عورت جو حیض سے ناامید ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُّصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾.

یعنی اور عطاء نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ پہنچے اپنی لونڈی حاملہ سے کہ اس کو خریدا ہو اس چیز سے کہ شرمگاہ کے سوائے ہے یعنی صحبت کے سوا اور سب کچھ درست ہے مانند بوسہ اور مباشرت وغیرہ کی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا مگر اپنی بیویوں سے یا لونڈیوں سے پس تحقیق اس صورت میں ان کو ملامت نہیں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے حاملہ ہو تو یہ فاسد ہے اس واسطے کہ اس کے حلال ہونے میں تو کوئی شک نہیں کرتا اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ غیر سے حاملہ ہو تو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں کہ احتمال ثانی زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے قید کیا ہے اس کو ساتھ مادون فرج کے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس آیت کی یہ ہے کہ تمام وجہوں سے فائدہ اٹھانا درست ہے سو صحبت اس سے دلیل کے ساتھ نکل گئی تو باقی اپنے اصل باقی رہیں۔ (فتح)

۲۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

۲۰۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں آئے یعنی جنگ خیبر کے دن سو جب اللہ نے آپ پر خیبر کو فتح کیا تو

عَمْرِو بْنِ أَبِیْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰی بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰی بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَیْسًا فِیْ نِطَعٍ صَغِیْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِیْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَفِیَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَ فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَوِّیْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ یَجْلِسُ عِنْدَ بَعِیْرِهٖ فَیَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِیَّةُ رِجْلَهَا عَلٰی رُكْبَتِهٖ حَتّٰی تَرْكَبَ.

کسی نے آپ سے صفیہ کی خوبصورتی ذکر کی اور اس کا خاوند مارا گیا اور تو تھیں صفیہ دلہن یعنی ابھی تھوڑے دنوں سے ان کی شادی ہوئی تھی سو آپ ﷺ نے اس کو اپنے واسطے اختیار کیا سو آپ ﷺ اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب ہم سد روحا میں پہنچے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) تو صفیہ حیض سے پاک ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دخول کیا پھر ایک چھوٹے دسترخوان پر حیس بنایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اذن دے پس تھا یہ ولیمہ آپ ﷺ کا صفیہ پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ صفیہ کے واسطے اپنے پیچھے چادر سے پردہ کرتے تھے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھتے تو صفیہ اپنا پاؤں آپ ﷺ کے گھٹنے پر رکھتیں یہاں تک کہ سوار ہوتیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے اس قول کے ساتھ ہے کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہوئیں پس معلوم ہوا کہ استبراء سے پہلے لونڈی کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک حیض سے صفیہ کا استبراء کیا اور مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا یہاں تک کہ اس کی عدت گزری لیکن اس کے راوی نے اس کے مرفوع ہونے میں شک کیا ہے اور نیز اس کے ظاہر میں شبہ ہے اس واسطے کہ دخول کیا آپ ﷺ نے ساتھ اس کے وقت پھرنے آپ ﷺ کے کی خیبر سے بعد قتل ہونے خاوند اس کے کے ساتھ تھوڑے دنوں کے سو اتنا زمانہ بھی نہ گزرا تھا کہ اس میں عدت گزر سکے اور نہ راویوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ حاملہ تھیں بس محمول ہوگی عدت اوپر پاک ہونے اس کے کی حیض سے اور یہی مطلوب ہے اور صریح اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ اوطاس کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ نہ صحبت کی جائے حامل سے یہاں تک کہ جنے اور نہ حیض والی سے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ

مردار اور بتوں کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مردار وہ چیز ہے کہ دور ہو اس سے زندگی نہ ساتھ ذبح شرعی کے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مردار کی بیع حرام ہے اور مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنیٰ ہے یعنی مچھلی اور ٹڈی مردہ کی بیع درست ہے اور صنم اس چیز کو کہتے ہیں جس کی تصویر بنائی گئی ہو اور وثن اس کو کہتے ہیں جس کے واسطے جسم ہو۔ (فتح)

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۸۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور حالانکہ آپ مکے میں تھے کہ تحقیق اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا مردار اور شراب اور سور اور بتوں کا بیچنا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بھلا بتاؤ تو کہ مردار کی چربی کا کیا حال ہے کہ تحقیق ملی جاتی ہیں ساتھ اس کے کشتیاں اور چکنی کی جاتی ہیں ساتھ اس کے کھالیں اور چراغ جلاتے ہیں اس سے لوگ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حرام ہے پھر حضرت ﷺ نے اس کے نزدیک فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچا اور اس کی قیمت کھایا۔

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو اس میں بیان ہے تاریخ اس کی کا اور یہ واقع رمضان میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور احتمال ہے کہ تحریم اس سے پہلے واقع ہوئی ہو پھر آپ ﷺ اس کو دوبارہ بیان فرمایا ہو تا کہ سنے اس کو جس نے اس کو پہلے نہیں سنا تھا اور یہ جو فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے تو مراد اس سے حرام ہونا بیع اس کی کا ہے اسی کو تفسیر کیا ہے شافعی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا حرام ہے اور یہی ہے قول اکثر کا سو نہ فائدہ اٹھایا جائے مردار سے نزدیک ان کے ہرگز

مگر جو دلیل سے خاص ہے اور وہ چمڑا رنگا ہوا ہے اور اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے تو جمہور کے نزدیک اس کا بیچنا جائز ہے اور احمد اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ کسی چیز کے اس سے اور دلیل پکڑی ہے خطابی نے اوپر جائز ہونے انتفاع کے ساتھ اجماع علماء کے کہ جس کا چوپایہ مر جائے اس کو جائز ہے کہ اپنے شکاری کتوں کو کھلا وے پس اسی طرح جائز ہے ملنا کشتی کا ساتھ چربی مردار کے اور نہیں ہے کوئی فرق اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یا حضرت ﷺ چربی کے بیچنے کا کیا حکم ہے پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوال چربی کے بیچنے سے واقع ہوا تھا نہ مطلق فائدہ اٹھانے سے اور یہ مؤید ہے واسطے قول شافعی وغیرہ کے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ بیع مردار اور شراب اور سور کے منع کی علت ناپاک ہونا ہے پس یہ علت ہر نجاست کی طرف متعدی ہوگی لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مشہور ہے کہ سور پاک ہے اور بتوں کی بیع کے منع ہونے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی مباح نفع نہیں اس بنیاد پر اگر اس طور سے ہو کہ اگر اس کو توڑا جائے تو اس کے ٹکڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے تو اس کا بیچنا بعض شافعیہ وغیرہ کے نزدیک جائز ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ منع ہے واسطے حمل کرنے کے نہی کو ظاہر پر اور ظاہر یہ ہے کہ نہی بیع اس کی سے واسطے مبالغہ کے ہے بیچ نفرت دلانے کے اس سے اور یہی حکم ہے سولیوں کا جس کی نصاری تعظیم کرتے ہیں اور حرام ہے ان سب کا کریدنا اور بنانا اور اجماع ہے اوپر حرام ہونے بیع مردار اور شراب اور سور کے مگر جس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے بیچ باب تحریم خمر کے اسی واسطے رخصت دی ہے بعض علماء نے بیچ تھوڑے بالوں سور کے واسطے سینے کے حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی اور ابو یوسف اور بعض مالکیہ سے اس بنیاد پر پس اس کی بیع جائز ہے اور بعض علماء کے نزدیک مردار سے وہ چیز مستثنیٰ ہے جس میں زندگی حلول نہیں کرتی مانند بال اور اُون اور ریشم کے پس تحقیق وہ پاک ہے پس اس کی بیع جائز ہے اور یہی قول ہے اکثر مالکیہ اور حنفیہ کا اور زیادہ کیا ہے اس پر بعضوں نے ہڈی اور دانت اور سینگ اور کھر کو اور حسن اور لیث اور اوزاعی نے کہا کہ بال ناپاک ہیں لیکن وہ ان کے نزدیک دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور شاید کہ وہ ان کے نزدیک ناپاک ہوئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ معلق ہوئی ہے ساتھ ان کے مردار کی رطوبتوں سے نجس العین نہیں اور اسی طرح قول ابن قاسم کا ہے ہاتھی کی ہڈیوں میں کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (فتح)

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کے مال کا بیان

۲۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِىْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۰۸۳۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی (کمائی) اور کاہن کی شرینی سے منع فرمایا۔

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۲۰۸۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ اشْتَرٰى حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

۲۰۸۴۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے ایک غلام سینگی لگوانے والا خریدا سو اس کی سینگیوں کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں سو میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہو کی قیمت اور کتے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور لعنت کی اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس عورت کو جو اپنا بدن گدوائے اور لعنت کی بیاج کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور لعنت کی تصویر بنانے والے کو۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شامل ہیں چار حکموں پر یا پانچ پر اگر مغائرت کریں درمیان کسب لونڈی کے اور مہر بغی کے پہلا حکم کتے کی قیمت کا ہے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیچنا حرام ہے اور وہ عام ہے ہر کتے میں سکھایا ہوا یا غیر اس کا ان کتوں میں سے جن کا پالنا درست ہے یا درست نہیں اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ اس کو تلف کرنے والے پر اس کی قیمت نہیں آتی اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک کہتے ہیں کہ اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت واجب ہے اور ایک روایت اس سے جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت اس کی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اس کی بیع جائز ہے اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت آتی ہے اور عطا اور نخعی نے کہا کہ شکاری کتے کی بیع جائز ہے اور کی جائز نہیں اور ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کوئی کتے کی قیمت مانگنے کو آئے تو اس کے ہاتھ مٹی سے بھر دو اور اس کی سند صحیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کتے کی قیمت حلال نہیں اور علت اس کے بیع کے حرام ہونے میں شافعیہ کے نزدیک مطلق ناپاکی ہے اور وہ علت جاری ہے سکھائے ہوئے کتے میں اور نہ سکھائے ہوئے کتے میں اور جو اس کے ناپاک ہونے کا قائل نہیں اس کے نزدیک اس کے منع کی علت نہی ہے رکھنے اس کے سے اور حکم کرنا ساتھ مار ڈالنے اس کے کی اس واسطے خاص کیا گیا ہے اسے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا مگر شکاری کتے سے روایت کی یہ حدیث نسائی نے لیکن اس کی صحت میں طعن کیا ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور مذہب مالک کا یہ ہے کہ

کتے کا رکھنا جائز ہے اور اس کی بیع مکروہ ہے اور اگر اس کی بیع ہو تو فسخ نہ کی جائے اور گویا کہ جب اس کے نزدیک کتا پاک ہے اور اس کے رکھنے کی اجازت دی واسطے منافع جائزہ کے تو اس کا حکم تمام مبیعوں کا حکم ہوگا لیکن شرح نے اس کی بیع سے نہی تنزیہی کی ہے اس واسطے کہ یہ اچھی عادت نہیں اور یہ جو آپ ﷺ نے کتے کی بیع کو مہر بغی اور حلوان کاہن کے ساتھ منع میں برابر کیا تو یہ محمول ہے اس کتے پر جس کے پالنے کی اجازت نہیں ہوئی اور بر تقدیر عام ہونے اس کے ہر کتے سے پس نہی ان تین چیزوں سے قدر مشترک میں ہے یعنی کراہت میں عام ہے اس سے کہ تنزیہی ہو یا تحریمی اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں منع ہے پھر خصوصیت ہر ایک کی اور دلیل سے لی جاتی ہے پس تحقیق پہنچانا ہم نے حرام ہونا مہر بغی کا اور حلوان کاہن کا اجماع سے نہ مجرد نہی سے اور عطف سے جمیع وجوہ میں مشترک ہونا لازم نہیں آتا اور کبھی امر کا عطف نہی پر آتا ہے اور ایجاب کا نفی پر اور دوسرا حکم مہر بغی کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جس کو حرام کاری کے بدلے لیتی ہے اور اس کو مہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر لونڈی زنا پر مجبور کی جائے تو اس کے واسطے مہر نہیں اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں واجب ہے واسطے مالک کے اور تیسرا حکم کسب لونڈی کا ہے اور عنقریب ہے کہ اجارہ میں آئے گا باب **کسب البغی والاماء** اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ جانے کہ کہاں سے کمایا ہے اس نہی سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ نہی کسب کے حرام کاری کی کمائی ہے نہ کمائی ساتھ مباح کے یعنی بلکہ مباح کام کے ساتھ کمانا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے کسب لونڈی کے سے مگر جو اپنے ہاتھ سے کمائے مانند سوت کاتنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سب کسب ہیں اور یہ سد باب کے ذرائع سے ہے اس واسطے کہ جب اس پر کام کو لازم کیا جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ اپنی شرم گاہ سے کمائے پس معنی یہ ہیں کہ اس پر کوئی خراج معلوم نہ ٹھہرائے کہ وہ اس کو ہر دن ادا کیا کرے اور چوتھا حکم کاہن کی شیرینی کا ہے اور وہ بالاجماع حرام ہے اس واسطے کہ اس میں باطل پر عوض لینا ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو آئندہ کی خبر دے اور یہی حکم ہے نجوم اور رمل وغیرہ کا جس کے ساتھ عراف لوگ غیب کی بات کے معلوم کرنے پر مدد لیتے ہیں اور جو کوئی خبر دینے پر مٹھائی یا کپڑا وغیرہ دے اس کو حلوان کہتے ہیں اور حلوان کے معنی شیرینی کے ہیں اور حلوان اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لینے والے کو بے محنت اور مشقت کے حاصل ہوتے ہیں اور کہانت کا اصل اور حکم آئے گا اور پانچواں حکم لہو کی قیمت کا ہے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سینگی لگوانے کی اجرت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظاہر پر ہے اور مراد حرام ہونا بیع لہو کا ہے اور لہو کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بالاجماع حرام ہے اور اجرت حجام کا مسئلہ اجارے میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ السَّلَمِ کتاب ہے بیع سلم کے بیان میں

فائدہ: سلم نام اس بیع کا ہے کہ بالفعل مول روپیہ یا اشرفی دے اور مبیع یعنی ایک جنس ٹھہرا لے کہ اتنی مدت میں لوں گا ایک مہینے میں یا دو مہینے میں مثلاً سو روپیہ ایک شخص کو دے اور اس سے ٹھہرا لے کہ سو من گیہوں اس قسم کی دو مہینے لوں گا اور اتفاق ہے سب علماء کا اس کے مشروع ہونے پر مگر جو ابن مسیب سے بیان کیا گیا ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی بعض شرطوں میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو چیز بیع کے واسطے شرط ہے وہ اس کے واسطے بھی شرط ہے اور اتفاق ہے اوپر سپرد کرنے راس المال کے مجلس میں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ دھوکے کا عقد ہے جو حاجت کے واسطے جائز رکھا گیا یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ پیمانے معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے اور شرط ہونا تعیین پیمانے کا اس چیز میں کہ بیع سلم کی جاتی ہے بیچ اس کے کیلی چیز سے متفق علیہ ہے یعنی سلم فیہ چیز کیلی ہو تو ضرور ہے کہ اس میں پیمانے کی تعیین کرے کہ فلانے پیمانے سے لوں گا اس واسطے کہ پیمانے مختلف ہیں مگر یہ کہ تمام شہر میں ایک پیمانے کے سوا اور کوئی پیمانہ نہ ہو تو اطلاق کے وقت وہی مراد ہے۔ (فتح)

۲۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُوْنَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ أَوْ قَالَ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً شَكَّ إِسْمَاعِيْلُ

۲۰۸۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے اور لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے ساتھ وعدے ایک سال کے اور دو سال کے یا راوی نے یوں کہا کہ ساتھ وعدے دو سال کے یا تین سال کے اسمعیل راوی نے اس میں شک کیا ہے یعنی بالفعل روپیہ دیتے تھے اور شرط کر لیتے تھے کہ دو یا تین سال تک میوہ دینا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیع سلم کرے

فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ بِهٰذَا فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ.

تو چاہیے کہ سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں یعنی جو ماپ کر بکتی ہے اس میں پیمانے کی شرط کرلے اور جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں وزن کی شرط کرلے مثلا چار تولے یا پانچ تولے یا یہ معنے ہیں کہ ترازو اور بٹوں کی تعیین کرے کہ فلاں بٹوں سے تول کرلوں گا۔

بَابُ السَّلَمِ فِيْ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ

وزن معلوم بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کہ اس چیز میں کہ تل کر بکتی ہے اور شاید کہ اس کا مذہب ہے کہ جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں ماپ کر لینے کے ساتھ سلم نہ کی جائے اور بالعکس وہ ایک دو وجہوں کا ہے اور اصح شافعیہ کے نزدیک جواز ہے یعنی جائز ہے اور اتفاق ہے اوپر شرط ہونے تعیین پیمانے کے اس چیز میں کہ ماپ کر بیچی جاتی ہے مانند صاع حجاز کی اور قفیر عراق کی۔ (فتح)

٢٠٨٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ.

٢٠٨٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں سے تشریف لائے اور مدینے کے لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک یعنی مثلا ایک مہینے یا ایک سال تک یہ جو کہا کہ چیز میں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان میں بیع سلم کرنی درست ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہیں اور حسن سے آئے گا کہ وہ اس کی صحت کا قائل ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ.

فائدہ: اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس حدیث میں وزن کا ذکر نہیں اور ترجمہ میں وزن کا ذکر ہے اور پہلے باب میں کیل معلوم کو ذکر کیا ہے تو گویا اشارہ ہے طرف اس کی کہ کیل اور وزن کا حاصل ایک ہے۔ (ت)

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ و حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَأَبُوْ بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُوْنِيْ إِلَى ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۲۰۸۷۔ محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ بیع سلم میں جھگڑے کہ کیا بیع سلم کرنی جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفی پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم بیع سلم کرتے تھے بیچ زمانے آپ ﷺ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں اور کھجور میں اور میں نے ابن ابزیٰ سے یہ مسئلہ پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح کہا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کی اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں سے وارد ہوا ہے کہ ہم بیع سلم کرتے تھے روغن زیتون میں اس واسطے کہ زیت تل کر بکتا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اگر بیع سلم کیلی یا وزنی چیز میں ہو تو پیمانے معلوم اور تول معلوم کرنے کا ذکر کرنا ضرور ہے اور اگر کیلی اور وزنی نہ ہو تو ضرور ہے اس میں ذکر کرنا عدد معلوم کا اور اجماع ہے کہ ضروری ہے پہچاننا صفت چیز مسلم فیہ کا ایسی صفت جو اس کو اپنے غیر سے وجدا کر دے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى مَنْ لَّيْسَ عِنْدَهٗ أَصْلٌ

بیع سلم کرنی ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس اصل نہیں

فائدہ: یعنی جس چیز میں بیع سلم کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اصل کے اصل چیز مسلم فیہ کا ہے پس اصل دانے کا مثلاً کھیتی ہے اور اصل میوے کا مثلاً درخت ہے اور غرض باب سے یہ ہے کہ یہ شرط نہیں۔ (فتح)

۲۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ فِي الْحِنْطَةِ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ قُلْتُ إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْأَلْهُمْ أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا.

۲۰۸۸۔ محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا سو ان دونوں نے کہا کہ اس سے پوچھ کہ کیا اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کرتے تھے سو عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا کہ ہم شام کے کھیتی کرنے والوں سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا اس شخص سے سلم کرتے تھے جن کے پاس ان کی اصل ہوتی اس نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے پھر انہوں نے مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور اس نے نہیں پوچھا کہ ان واسطے کھیتی تھی یا نہیں۔

فائدہ: شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس حکم کو عدم استفصال اور آپ ﷺ کے برقرار رکھنے سے نکالا ہے (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ بِهٰذَا وَقَالَ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ.

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں کہا کہ ہم ان سے گیہوں اور جو میں بیع سلم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے بیع سلم کے جب کہ نہ ذکر کیا جائے مکان قبض کا کہ کہاں لوں گا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ کا اور زیادہ کیا مالک نے کہ قبض کرے مسلم فیہ کو سلم کے مکاں میں جہاں بیع سلم واقع ہوئی تھی اور اگر اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیع سلم اس چیز میں کہ اس میں اٹھانا اور محنت ہو مگر یہ کہ شرط کرے کہ میں اس کو فلانی جگہ پہنچا دوں گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع سلم کے اس چیز

میں کہ وہ سلم کے وقت موجود نہیں جب کہ ممکن ہو موجود ہونا اس کا بیچ وقت داخل ہونے وعدے سلم کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور نہیں مفر ہے منقطع ہونا اس کا پہلے وقت وعدے کے سے اور پیچھے اس کے نزدیک ان کے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نہیں صحیح ہے اس چیز میں کہ وعدے سے پہلے منقطع ہو جائے اور اگر عام چیز میں بیع سلم کرے اور وعدے کے وقت منقطع ہو تو جمہور کے نزدیک بیع سلم فسخ نہیں ہوتی اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں ٹوٹ جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تفرق کے بیع سلم میں پہلے قبض کے یعنی قبض کے پہلے جدا ہونا جائز ہے اس واسطے کہ یہ حدیث میں مذکور نہیں اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اگر بغیر شرط کے ہو اور شافعی اور کوفے والے کہتے ہیں کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوئے تو بیع فاسد ہو جاتی ہے اس واسطے کہ ہوگی وہ بیع قرض کی ساتھ قرض کے اور ابن ابی اوفی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خرید وفروخت کرنی اہل ذمہ سے اور بیع سلم کرنی ساتھ ان کے اور یہ کہ اختلاف اور تنازع کے وقت سنت کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے حجت پکڑنی درست ہے اور یہ کہ جب سنت کسی حکم کے مقرر کرنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ خود ہی اصل ہوتی ہے دوسرے اصل کی مخالفت اس کو ضرر نہیں کرتی۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ.

اس روایت میں گیہوں اور جو اور انگور کا ذکر ہے اور ایک راوی نے اس میں زیت کا لفظ زیادہ کیا ہے یعنی زیتون کے تیل میں بھی بیع سالم کرتے تھے۔

۲۰۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَأَيُّ شَيْءٍ يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ إِلٰى جَانِبِهٖ حَتّٰى يُحْرَزَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى

۲۰۸۹۔ ابوالبختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو میوہ درخت پر ہو اس میں بیع سلم کرنے کا کیا حکم ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ کھانے اور تولنے کے لائق ہو تو اس مرد نے کہا کہ کون سی چیز تولی جائے اور حالانکہ میوہ درخت پر ہے اور درختوں پر میوے کی کثرت ہوتی ہے کس کس کو تولا جائے تو ایک مرد نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہا کہ یہاں تک کہ اندازہ کیا جائے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث کو باب کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں سلم کا ذکر نہیں اور غفلت کی اس نے اس چیز سے کہ سیاق حدیث میں راوی کا قول واقع ہوا ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ حکم بطور مفہوم کے ماخوذ ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اب ابن عباس رضی اللہ عنہ پوچھے گئے کہ بیع سلم کرنے سے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس درخت ہیں ان درختوں میں تو اس نے اعتماد کیا کہ یہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے اور جب کھجور کے معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ غیر معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست ہے اس واسطے کہ اس میں دھوکا اعتماد کا ہے ہو بہو ان درختوں پر تاکہ نہ داخل ہو بیچ باب بیچنے میوے کے پہلے ظاہر ہونے پختگی ان کی کے اور فائدہ اندازہ کرنے کا فقیروں کے حق کے مقدار کا پہچاننا ہے پہلے اس سے کہ اس میں مالک تصرف کرے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ

کھجوروں کے میوے میں بیع سلم کرنے کا بیان

۲۰۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ.

۲۰۹۰۔ ابو البختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کھجور کے میوے کی بیع سے منع ہوا ہے یہاں تک کہ کھانے کے لائق ہو اور منع ہوا ہے بیچنے چاندی کے سے ادھار بدلے حاضر کے اور میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ کھایا جائے یا اس کا مالک اس سے کھائے اور یہاں تک کہ تولا جائے۔

فائدہ: اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یعنی جو آئندہ آتی ہے اگر صحیح ہو تو محمول ہے سلم حال پر نزدیک اس کے جو اس کا قائل ہے یا جس کی مدت قریب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیع سلم کرنی کھجور کے درختوں معین میں باغ میں لیکن بعد ظاہر ہونے پختگی میوے کے اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نہ بیع سلم کرے کوئی مرد کھجور کے میوے میں یہاں تک کہ پھل نکلے اس واسطے کہ ایک مرد نے بیع سلم کی بیچ باغ ایک مرد کے پہلے اس سے کہ پھل نکلے تو اس سال میں بالکل کچھ میوہ نہ نکلا سو مشتری نے کہا کہ وہ باغ میرا ہے یہاں تک کہ پھل نکلے اور بائع نے کہا کہ میں نے تو صرف یہی سال بیچا تھا سو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

جھگڑتے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مول اس کو پھیر دے اور نہ بیع سلم کیا کرو کھجور میں یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور اس حدیث میں ضعف ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اکثر کا اس پر کہ باغ معین میں سلم کرنی منع ہے اس واسطے کہ وہ دھوکا ہے اور حمل کیا ہے اکثر نے حدیث مذکور کو سلم حال پر اور حاکم نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے ہے کہ آپ ﷺ بیچیں میرے ہاتھ کھجوریں معلوم مدت معلوم تک بنی فلاں کے باغ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بیچتا میں تیرے ساتھ کھجوریں باغ معین سے بلکہ بیچتا ہوں میں تجھ سے وسق معلوم مدت معلوم تک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معین باغ کے میوے میں بیع سلم کرنی درست نہیں اور بیع سلم میں مدت معین کرنے کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَنَهَى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ قُلْتُ وَمَا يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرَزَ.

۲۰۹۱۔ اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ الْكَفِيْلِ فِي السَّلَمِ

سلم میں ضامن دینے کا بیان

فائدہ: اس حدیث میں ضامن کا ذکر نہیں اور شاید کہ اس کی مراد یہ ہے کہ کفیل رہن کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے اس واسطے کہ وہ حق ہے جس میں رہن رکھنا ثابت ہوا ہے تو اس میں ضامن کا لینا بھی درست ہوگا اور پہلے بعینہ یہ استنباط ابراہیم نخعی نے کیا ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لفظ آچکا ہے۔

۲۰۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى

۲۰۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِّنْ يَهُوْدِيٍّ بِنَسِيْئَةٍ وَرَهَنَهٗ دِرْعًا لَّهٗ مِنْ حَدِيْدٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا جائز نہیں اور اعمش سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا سود ہے تو ابراہیم نے اس پر اس حدیث کے ساتھ رد کیا اور اس کی باقی کلام کتاب الرہن میں آئے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حسن اور اوزاعی سے روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور باقی لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے اور دلیل اس کی یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو ادھار کا ایک مدت تک تو اس کو لکھ لو یہاں تک کہ کہا کہ اگر لکھنے والا نہ ملے تو گرو ہاتھ میں رکھیں اور یہ لفظ عام ہے پس سلم بھی اس کے عموم میں داخل ہو گی اس واسطے کہ وہ بھی بیع کی قسموں میں سے ہے (فتح) لیکن یہ تردد باقی ہے کہ جو صورت اس حدیث میں مذکور ہے بیع سلم کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی اس واسطے کہ بیع سلم میں مول نقد دیا جاتا ہے اور بیع ایک مدت کے بعد لی جاتی ہے اور حدیث میں یہ صورت نہیں (ت) لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس نے سلم کو بیع پر قیاس کیا ہے کہ جب بیع میں رہن رکھنا درست ہے تو سلم میں بھی درست ہو گا اس واسطے کہ سلم بھی ایک قسم کی بیع ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس واسطے احمد کے ساتھ اس حدیث کے کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سلم کرے کسی چیز میں تو نہ پھیرے اس کو طرف غیر اس کے کی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ مرہون مرتہن کے ہاتھ میں اس کی نقدی سے ہلاک ہو جائے پس ہو گا پورا لینے والا حق اپنے کا غیر اس چیز سے کہ مسلم فیہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ — بیع سلم میں گرو رکھنے کا بیان

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری روپیہ نقد دے اور بائع سے مسلم فیہ کے بدلے کوئی چیز گرو رکھ لے کہ جب وہ مسلم فیہ اس کی طرف ادا کرے تو اپنی چیز جو گرو رکھی ہے مشتری سے واپس لے لے اور یا مشتری نقد مول بائع کو نہ دے بلکہ کوئی چیز اس کے پاس گرو رکھے کہ جب تو مسلم فیہ ادا کرے گا تو اس وقت تجھ کو روپیہ دوں گا لیکن ظاہر کے موافق پہلی صورت ہے۔

۲۰۹۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ

۲۰۹۳۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے نزدیک سلم میں گرو رکھنے کا ذکر کیا یعنی جس بیع میں کہ قیمت نقد نہ ہو تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسود نے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا ساتھ وعدے ایک مدت

يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ وَّارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

معلوم کے اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ وَالْأَسْوَدُ وَالْحَسَنُ.

ایک مدت معلوم تک بیع سلم کرنے کا بیان یعنی اس میں مدت کا ہونا شرط ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید خدری اور اسود اور حسن بصری کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو سلم حال کو جائز رکھتا ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ منع ہے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اجل معلوم کو محمول کرتا ہے کہ اس کو مدت کا علم ہو فقط یعنی اس کو جانتا ہو کہ اتنی مدت ہے نہ یہ معنے کہ اس میں مدت کا نہ ہونا شرط ہے پس تقدیر نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو سلم کرے تو چاہیے کہ مدت معلوم تک سلم کرے نہ مجہول تک اور لیکن سلم حال کا جائز ہونا پس بطریق اولی ہے اس واسطے کہ جب بیع سلم مدت کے ساتھ جائز ہے تو بغیر مدت کے بطریق اولی جائز ہوگی اس واسطے کہ مدت میں دھوکا ہے اور حال میں دھوکا نہیں بلکہ دھوکے سے بہت دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ بیع سلم کرے عطا کے نکلنے تک اور نہ فصل کے کٹنے تک تو اس سے استدلال کیا گیا ہے واسطے شرط ہونے تعیین وقت اجل کے ساتھ ایسی چیز کے کہ مختلف ہو اس واسطے کہ فصل کا کٹنا مختلف ہوتا ہے اگرچہ ایک دن کا فرق ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک اور ابوثور نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ جائز ہے وقت مقرر کرنا اس کا میسر ہونے تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَأْسَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مَا لَمْ يَكُ ذٰلِكَ فِيْ زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیع سلم کرنے کے بیچ اناج معلوم کے ساتھ نرخ معلوم کے جب تک کہ یہ کھیتی میں نہ ہو جس کی پختگی ظاہر نہیں ہوئی اور کام کے لائق نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سلم میں مدت کا ہونا شرط ہے۔

٢٠٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ أَسْلِفُوْا فِي الثِّمَارِ فِيْ كَيْلٍ

٢٠٩٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور لوگ میووں میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع سلم کرو میووں میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک اور روایت میں آیا ہے کہ وزن معلوم میں۔

مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ.

٢٠٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ مُجَالِدٍ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْتِيْنَا أَنْبَاطٌ مِّنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالَ قُلْتُ أَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

٢٠٩٥۔ محمد بن ابو مجالد سے روایت ہے کہ ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے مجھ کو عبدالرحمٰن اور عبداللہ کے پاس بھیجا تو میں نے ان سے بیع سلم کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ غنیمتیں پاتے تھے سو شام کی کھیتی کرنے والے ہمارے پاس آتے تھے سو ہم ان سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور زیت میں ایک مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا ان کے واسطے کھیتی تھی یا نہ تھی انہوں نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے یعنی پس معلوم ہوا کہ یہ شرط نہیں۔

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنے کا بیان

٢٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ الْجَزُوْرَ إِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا.

٢٠٩٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ کفر کی حالت میں اونٹ کو خریدتے تھے بچے کے بچے کے جننے تک سو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا تفسیر کیا ہے نافع نے حبل حبل کو کہ جنے اونٹنی اس بچے کو کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

فائدہ: اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجہولی مدت تک بیع سلم کرنی درست نہیں اگرچہ مسند ہو طرف ایک چیز کی جو عادت سے پہچانی جاتی ہے خلاف ہے واسطے مالک کے اور ایک روایت احمد کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں

بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلا شُفْعَةَ

باب ہے شفعہ کا اس چیز میں کہ بانٹی نہیں گئی سو جب حدیں واقع ہوں تو نہیں ہے شفعہ

فائدہ: شفعہ کے معنے لغت میں جوڑے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زیادتی ماخوذ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اعانت سے ماخوذ ہے اور شرع میں منتقل ہونا حصے شریک کا ہے طرف شریک کی جو منتقل ہوا تھا طرف اجنبی کی ساتھ مثل عوض معین کے اور نہیں اختلاف کیا علماء نے اس کے مشروع ہونے میں مگر ابی بکر اصم سے اس کا انکار منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلا شُفْعَةَ.

۲۰۹۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہیں ہوئی سو جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو نہیں شفعہ۔

فائدہ: اور یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت ہونے شفعہ کے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر سے ساتھ اس لفظ کے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز مشترک میں گھر ہو یا باغ نہیں جائز ہے شریک کو یہ کہ بیچے یہاں تک کہ اپنے شریک کو خبر دے سو اگر وہ چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو بدون خبر دیئے شریک کے بیچ ڈالے تو وہ زیادہ ترحق دار ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز میں شفعہ ثابت ہے ابتدا اس کا بتلاتا ہے ساتھ بڑھنے اس کے منقول چیزوں میں اور اس کا سیاق چاہتا ہے خاص ہونے اس کے کو

ساتھ عقار کے یعنی غیر منقول کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں غیر منقول ہے مانند زمین اور باغ کی اور امام مالک کہتے ہیں کہ شفعہ عام ہے ہر چیز میں ثابت ہے یہ ایک روایت امام مالک کی ہے اور یہی ہے قول عطا کا اور احمد سے روایت ہے کہ ثابت ہوتا ہے شفعہ حیوانوں میں اور ان کے سوا اور منقول چیزوں میں نہیں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شفعہ ہر چیز میں ثابت ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے ساتھ ارسال کے اور عیاض نے کہا کہ اگر اقتصار کیا جاتا حدیث میں پہلے ٹکڑے پر تو البتہ ہوتی اس میں دلالت اوپر ساقط ہونے شفعہ جوار کے لیکن جوڑا گیا ہے ساتھ اس کے پھیرنا راہوں کا اور جو چیز کہ دو امروں پر مترتب ہو نہیں لازم آتا اس سے مترتب ہونا اس کا اوپر ایک ان دونوں کے یعنی پس صرف حدیں واقع ہونے سے شفعہ جوار باطل نہیں ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ داخل ہونے شفعہ کے اس چیز میں کہ اس میں تقسیم نہ ہو سکے اور اوپر ثابت ہونے اس کے اس واسطے ہر شریک کے اور احمد سے روایت ہے کہ ذمی کے واسطے شفعہ نہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ نہیں شفعہ واسطے اس کے کہ شہر میں نہ رہتا ہو۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰی صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ

بیچنے سے پہلے شفعہ والے پر شفعہ کو پیش کرنا

فائدہ: اگر بیچنے سے پہلے شفعہ والے کو خبر دے تو کیا اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اور پورا بیان اس کا کتاب ترک الحیل میں آئے گا۔

وَقَالَ الْحَكَمُ إِذَا أَذِنَ لَهُ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ

اور حکم نے کہا کہ اگر بیع سے پہلے اس کو خبر کر دی یعنی اور وہ نہ لے تو نہیں ہے واسطے اس کے شفعہ یعنی اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيعَتْ شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهُ

اور شعبی نے کہا کہ جس کا شفعہ بیچا گیا یعنی وہ چیز کہ اس میں اس کا حق شفعہ تھا اور حالانکہ وہ حاضر تھا اور اس کو تغیر نہ دیا تو اس کے واسطے حق شفعہ نہیں۔

فائدہ: یعنی اس کا حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلٰی سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ

۲۰۹۸۔ عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ میں سعد بن ابی وقاص پر کھڑا ہوا پھر مسور آیا اور اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا تو ناگہاں ابو رافع آپ ﷺ کا غلام آزاد کردہ آیا تو اس نے کہا اے سعد خرید لے مجھ سے میرے

مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى إِحْدٰى مَنْكِبَيَّ إِذْ جَآءَ أَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّيْ بَيْتَيَّ فِيْ دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللّٰهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُكَ عَلٰى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةً أَوْ مُقَطَّعَةً قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيْتُ بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطٰى بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ.

دونوں گھر کہ تیری حویلی میں ہیں تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ان کونہیں خریدتا تو مسور نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تو ان کو خرید لے تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ زیادہ کروں گا میں تجھ کو اوپر چار ہزار درہم کے جو مہلت دیے گئے ہیں ساتھ قسطوں معلوم کے یعنی چار ہزار قسطوں کے ساتھ دوں گا ہاتھوں ہاتھ میں اور نہیں کر سکتا تو ابو رافع نے کہا کہ البتہ مجھ کو پانچ سو دینار ملتے ہیں اگر میں نے آپ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ ترحقدار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اپنے کے تو میں تجھ کو دونوں گھر چار ہزار سے نہ دیتا اور حالانکہ مجھ کو ان کے بدلے پانچ سو دینار ملتے ہیں پھر اس نے وہ گھر سعد کو دیا۔

فائدہ: اور ترمذی میں ہے کہ ہمسایہ زیادہ ترحق دار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اس کے کے اگر غائب ہو تو اس کی انتظار کی جائے جب کہ دونوں کی راہ ایک راہ ہو ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے اوپر ثابت کرنے شفعہ کے واسطے ہمسائے کے اور ان کے سوا اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے شریک ہیں اس بنیاد پر کہ ابو رافع سعد کا شریک تھا دونوں گھروں میں اس واسطے اس کو کہا کہ تو مجھ سے ان کو خرید لے اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ لغت میں ہمسائے کو شریک کہنا نہیں آیا تو یہ مردود ہے اس واسطے کہ جو چیز کسی چیز کے نزدیک ہو اس کو اس کا ہمسایہ کہا جاتا ہے اور مرد کی عورت کو ہمسایہ کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کو آپس میں مخالطت ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ابو رافع سعد کی حویلی سے دونوں گھروں کا مستقل مالک تھا نہ حصے مشترک کا سعد کی منزل سے یعنی وہ دونوں گھر صرف اسی کے ملک تھے اس میں سعد کا کچھ حصہ نہ تھا اور عمر بن ابی شیبہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر خریدنے سے پہلے سعد ابو رافع کا ہمسایہ تھا نہ شریک اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ لازم آتا ہے شافعیہ کو جو قائل ہیں ساتھ حمل کرنے لفظ کے اوپر حقیقت اور مجاز کے یہ کہ قائل ہوں ساتھ شفعہ ہمسائے کے اس واسطے کہ جار کے حقیقی معنی ہمسائے کے ہیں اور مجازی معنے شریک کے ہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی قرینہ نہ ہو اور تحقیق قائم ہوا ہے یہاں قرینہ اوپر مجاز کے پس اعتبار کیا گیا واسطے تطبیق کے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کے پس حدیث جابر کی صریح ہے اس میں کہ شفعہ شریک کے ساتھ خاص ہے اور ابو رافع کی حدیث

بالاتفاق مصروف الظاہر ہے یعنی اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس کو کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہو ہر ایک سے یہاں تک کہ شریک سے بھی اور جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو ثابت کرتے ہیں وہ شریک کو مطلق مقدم کرتے ہیں پھر اس کو جو راہ میں شریک ہو پھر ہمسائے کو اس پر جو ہمسایہ نہیں پس اس بنیاد پر پس متعین تاویل احق کی ساتھ حمل کرنے کے فضیلت پر یا خبر گیری پر اور مانند اس کی اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے جو ہمسائے کے شفعہ کا قائل نہیں کہ شفعہ ثابت ہوا ہے اوپر خلاف اصل کے واسطے ایک معنے کے کہ ہمسائے میں معدوم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ شریک اکثر اوقات اپنے شریک پر داخل ہوتا ہے سو اس سے ایذاء پاتا ہے اس واسطے اس کے تقسیم کرنے کی حاجت ہوئی پس داخل ہو گیا اس پر ضرر ساتھ نقصان قیمت ملک اس کے کی اور یہ معنی بانٹی ہوئی چیز میں نہیں پائی جاتی واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ أَيُّ الْجِوَارِ أَقْرَبُ

کون سا ہمسایہ زیادہ تر نزدیک ہے؟

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ لفظ جار کا پہلی حدیث میں ایک مرتبے پر نہیں (فتح)

۲۰۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

۲۰۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ دوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں میں سے جس کا دروازہ نزدیک تر ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو واجب کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ اپنے ہمسایوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دے سو آپ ﷺ نے اس کو خبر دی کہ جو قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ وہ داخل ہونے اس کے کی شفعہ میں یہ ہے کہ ابو رافع کی حدیث ہمسائے کے شفعہ کو ثابت کرتی ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استنباط کیا کہ اقرب کو دور پر مقدم کیا جائے واسطے علت کے بیچ مشروع ہونے شفعہ کے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ضرر سے ساتھ مشارکت غیر اجنبی کے بخلاف شریک کے بیچ گھر کے اور جو گھر سے لگا ہو۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ہشتم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین ثم آمین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب ھے بیعوں کے بیان میں

کتاب ہے سلم کے بیان میں

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں



فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اهتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، اما بعد!

پس یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارے نہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

كِتَابُ الْإِجَارَةِ — کتاب ہے اجارے کے بیان میں

فائدہ: اجارہ کے معنی لغت میں مزدوری دینے کے ہیں اور شرع میں بیچنا اور مالک کرنا منفعت گردن کا ہے بدلے عوض معلوم کے یعنی اس کو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے یا کسی کو اس کا مالک کر دے۔ (فتح) اور اجارے کے معنی ہیں کرائے دینا کسی چیز کو اور شرع میں اجارے کے معنی مالک کرنا منفعت کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اجارہ جائز نہ ہو واسطے ہونے منفعت کے معدوم یعنی مزدور نے جس منفعت کو دوسرے کے ملک کیا ہے وہ معدوم ہے ہنوز پیدا نہیں ہوئے بلکہ آئندہ کرے گا جیسے کوئی کسی آدمی سے کہے کہ تو میرا کام کیا کر اور میں تجھ کو مثلا دو آنے روز مزدوری دیا کروں گا تو اب جو کام کہ مزدور کرے گا وہ ہنوز پیدا نہیں ہوا لیکن جائز رکھا اس کو شرع نے لوگوں کی حاجت کے واسطے۔ (ع)

بَابُ اسْتِئْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ — نیک بخت مرد کو مزدور ٹھہرانا

فائدہ: اس باب میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نیک بخت مرد کو کاروبار اور خدمت میں مزدور رکھنا لائق نہیں اس واسطے کہ یہ آداب مسلمانی اور مروت کے برخلاف ہے۔ (ت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ وَالْخَازِنُ الْأَمِينُ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ.

اور اللہ نے فرمایا کہ البتہ بہتر جو تو مزدور رکھنا چاہے وہ جو زور آور ہو اور امانت دار اور جو خزانچی ہے وہ امین ہے اور بیان اس شخص کا جو نہ سردار بنائے اس شخص کو جو سرداری کو چاہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ساتھ اس کے قصے موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ بیٹی شعیب علیہ السلام کے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کا نام صفورہ تھا اور اس کی بہن کا نام لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نام ان کا صفورہ اور عبرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دوسری کا نام شرقا تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان کے باپ کا نام

شعیب علیہ السلام تھا جو نبی تھے یا وہ ان کا بھتیجا تھا یا کوئی اور تھا یہ کئی قول ہیں ان میں سے کوئی چیز راجح نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ زور آور ہے اس چیز میں کہ اس کا والی ہوا امانت دار اس چیز میں کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت پوچھی سو ذکر کی اس نے قوت اس کی پانی پلانے کی حالت میں اور امانت اس کی نیچ نیچے کرنے آنکھ اپنی کے اس سے اور کہنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے اس کے کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھ کو راہ بتلا اور روایت کیا اس کو بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور اس میں زیادہ کیا یہ لفظ کہ اس نے اس کا موسیٰ علیہ السلام سے نکاح کر دیا اور ٹھہرے موسیٰ علیہ السلام پاس اس کے کہ اس کو کام سے کفایت کرتے تھے اور ان کے واسطے ان کی بکریوں کے چرانے میں کام کرتے تھے۔ (فتح)

۲۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ.

۲۱۰۰۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو دے مالک کے حکم کے موافق اپنے دل سے خوش ہو کر خیرات کرنے والوں میں ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

۲۱۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ.

۲۱۰۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ کہ میرے ساتھ اشعری دو مرد تھے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرداری چاہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تو ان کو اس واسطے اپنے ساتھ لایا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے معلوم نہیں کیا کہ یہ سرداری چاہتے ہیں یعنی مجھ کو انہوں نے نہیں بتلایا کہ ہم اس مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سرداری چاہے اس کو ہم اپنے کام پر سردار نہیں بناتے۔

فائدہ: اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں اجارے کے

معنی نہیں اور داؤدی نے کہا کہ پہلی حدیث کو اس باب سے تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں اجارہ کا ذکر نہیں اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ خزانچی کے واسطے مال میں کچھ حصہ نہیں بلکہ وہ تو صرف مزدور ہے اور ابن بطال نے کہا کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو کسی چیز پر مزدور رکھا جائے وہ اس میں امانت دار ہے اگر اس سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر ضمان نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا مگر یہ کہ خود جان بوجھ کر اس کو تلف کرے اور کرمانی نے کہا کہ داخل ہونا اس حدیث کا باب الاجارہ میں واسطے اشارے کے ہے کہ غیر کے مال کا خزانچی مانند اجیر کے ہے واسطے صاحب مال کے اور اوپر داخل ہونا دوسری حدیث کا اجارے میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ جو عمل چاہے تو وہ غالبا اس واسطے چاہتا ہے کہ اجرت حاصل کرے جو عامل کے واسطے مشروع ہے اور عمل مطلوب شامل ہے عمل زکوۃ کو اس کے جمع کرنے میں اور اس کے جدا کرنے میں اپنی جگہ میں اور اس کے واسطے اس میں حصہ ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ زکوۃ تحصیل (وصول) کرنے والوں کا بھی اس میں حصہ ہے پس داخل ہونا اس کا باب میں اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے چاہا کہ حضرت ﷺ ان کو زکوۃ تحصیل کرنے وغیرہ پر سردار بنا دیں اور ہو ان کے واسطے اس پر اجرت معلوم اور چونکہ سرداری کا چاہنا حرص پر دلیل ہے تو حریص سے محفوظ رہنا مطلوب ہوا اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو سرداری کو چاہے اس کو ہم سردار نہیں بناتے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سرداری کو چاہے اس کو سردار بنانا منع ہے یا تو بطور حرام ہونے کے اور یا بطور کراہت کے اور حرمت کی طرف مائل ہوئے ہیں قرطبی مگر جو عامل کی مدد کرے وہ اس سے مستثنٰی ہے یعنی سرداری پر مدد کرنی حرام نہیں۔ (فتح)

بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلٰى قَرَارِيْطَ. قیراطوں کی مزدوری پر بکریوں کا چرانا۔

فائدہ: قراریط جمع ہے قیراط کی اور قیراط آدھی دانگ ہے سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر اور بعض کہتے ہیں کہ قراریط ایک جگہ کا نام ہے مکے میں لیکن پہلی وجہ کو ترجیح ہے اس واسطے کہ مکے والے اس نام کے ساتھ کوئی مکان نہیں پہچانتے اور نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کی ہے کہ فخر کیا اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھیجے گئے موسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجے گئے داؤد علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجا گیا میں اس حال میں کہ بکریاں چراتا ہوں سو بعض گمان کرتے ہیں کہ اس میں رد ہے واسطے تاویل سوید بن سعید کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنے اہل کی بکریاں اجرت کے ساتھ چراتے تھے پس متعین ہوئی یہ بات کہ مراد قراریط سے مکان ہے اور یہ رد ٹھیک نہیں اس واسطے کہ یہ تطبیق ممکن ہے کہ اپنے اہل کے واسطے بغیر اجرت کے بکریاں چراتے ہوں اور غیر کے واسطے اجرت سے چراتے ہوں اور علماء کہتے ہیں کہ حکمت بیچ الہام نبیوں کے واسطے بکریاں چرانے کے پہلے نبی ہونے سے یہ ہے کہ تا حاصل ہو واسطے ان کے تجربہ اور عادت

ساتھ چرانے ان کے کی اس چیز پر کہ وہ مکلف ہوں گے قیام سے ساتھ امر امتیوں کے اور اس واسطے کہ ان کی مخالفت میں ان کو حلیمی اور مشقت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ جب وہ صبر کرتے ہیں اوپر چرانے ان کے اور جمع کرنے ان کے کے بعد جدا جدا ہونے ان کے کے چرنے کی جگہ میں اور نقل کرنے ان کے کے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی اور دفع کرنے دشمن ان کے کے درندوں وغیرہ سے مانند چور کی اور ان کی طبیعتوں کے خلاف اور شدت تفرق کو جانتے ہیں باوجود ضعف ان کی کے اور محتاج ہونے ان کے کے طرف خبر گیری کے تو الفت حاصل ہوگی ان کو صبر کرنے کے اوپر امت کے اور پہچانے گے اختلاف طبیعتوں ان کی کا اور تفاوت عقلوں ان کے کا تو ان کے ٹوٹے کو جوڑیں گے اور ان کے ضعیف کے ساتھ نرمی کریں گے اور اچھی طرح سے ان کی خبر کریں گے تو ان کو اس مشقت کا اٹھانا آسان ہوگا اس چیز سے کہ اگر پہلے پہل ان کو اس مشقت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تو ان کو یہ تدریج اور آہستگی حاصل نہ ہوتی جو بکریوں کے چرانے سے حاصل ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ پیغمبروں کو بکریوں کے چرانے کا اس واسطے الہام ہوتا ہے کہ وہ بکریوں کے چرانے سے اپنی امت کے انتظام سیکھیں اور بکریوں کو اس واسطے خاص کیا گیا کہ وہ اپنے غیر سے ضعیف تر ہیں اور اس واسطے کہ ان کا جدا ہونا اونٹوں سے اور گائے کے جدا ہونے سے اکثر ہے اس واسطے کہ اونٹوں اور گائے کا باندھنے کے ساتھ ضبط کرنا ممکن ہے اور عادت کے باعتبار بکریوں کا باندھنا ممکن نہیں اور باوجود اکثر جدا ہونے ان کی کے پس وہ اسرع ہیں واسطے فرمانبرداری کے اپنے غیر سے اور بیچ ذکر کرنے حضرت ﷺ کے واسطے اس کی تصریح ہے ساتھ احسان رب کے اوپر آپ کے اور آپ کے بھائی پیغمبروں پر۔ (فتح)

٢١٠٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهٗ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ

٢١٠١٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں تو اصحاب نے کہا کہ اور کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی مکے والوں کی بکریاں چند قیراط مزدوری پر چرائی ہیں۔

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِيْنَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ أَوْ إِذَا لَمْ يُوْجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَعَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ.

اگر مسلمان نہ پایا جائے یا ضرورت ہو تو کافر کو مزدور رکھنا درست ہے مزدور رکھا حضرت ﷺ نے یہود خیبر کو ان کی زمینوں پر۔

فائدہ: یہ باب مشعر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کو مزدور رکھنا منع ہے برابر ہے کہ حربی ہو یا ذمی مگر

حاجت ہو تو درست ہے جیسا کہ مسلمان نہ پایا جائے تو کفایت کرتا ہے اور عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ نہ تھے واسطے حضرت ﷺ کے کام کرنے والے کہ خیبر کی کھجوروں میں کام کریں سو حضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو بلایا اور خیبر کی کھجوروں اور کھیتی کو ان کے حوالے کیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو وہاں کی کھیتی کرنے پر مقرر کیا اور ہجرت کے وقت رہبر کافر کو مزدور رکھا تو اس سے استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ ان میں مقصود کے ساتھ تصریح نہیں کہ ان کو مزدور رکھنا منع ہے اور شاید کہ اسے لیا ہے اس کو ان دونوں حدیثوں سے ساتھ جوڑنے ان کے کے طرف اس حدیث کی کہ ہم کافر کے ساتھ مدد نہیں لیتے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ارادہ کیا اس نے تطبیق کا درمیان حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ باب باندھا اور ابن بطال نے کہا کہ عام فقہاء کہتے ہیں کہ ضرورت وغیرہ کے وقت کافر کو مزدور رکھنا جائز ہے اس واسطے کہ اس میں ان کی ذلت ہے اور منع تو صرف یہ ہے کہ مسلمان کافر کے پاس مزدور نہ رہے اس واسطے کہ اس میں مسلمان کی ذلت ہے اور یہ جو باب میں کہا کہ جب مسلمان نہ پایا جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی جو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو خیبر کے ملک سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم کو چھوڑ دیں کہ ہم اس زمین میں محنت کریں اور جو پیدا ہوگا سو آدھوں آدھ بانٹ لیں گے اور حضرت ﷺ نے جو ان کی یہ عرض قبول کی تو اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے اس چیز کو جو ان کی زمین کو درست کرے سوائے غیر ان کے کے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے نہ پہچاننے والے کو نہ پائے گئے کی جگہ اتارا اور دلیل کافر کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۰۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ ثُمَّ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا الْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِيْنَ حِلْفٍ فِيْ آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ

۲۱۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یعنی ہجرت کی حدیث کے بیان میں اور مزدور رکھا حضرت ﷺ نے اور ابوبکر نے ایک مرد کو بنی دیل سے پھر بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور خریت اس کو کہتے ہیں کہ جو راہ کی خوب مہارت رکھتا ہو تحقیق دے دیا ہوا تھا اس نے ہاتھ قسم کا آل عاص بن وائل کے خون میں یعنی اس نے ان سے قسم کھائی ہوئی تھی کہ حق نہ حق میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور وہ کفارے قریش کے دین پر تھا تو دونوں نے اس کو امین بنایا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور تین راتوں کے بعد غار ثور پر اس کو لانے کا وعدہ دیا سو وہ تیسری

لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ الدِّيلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ.

رات کی صبح کو دونوں اونٹ ان کے پاس لایا تو دونوں نے کوچ کیا اور عامر بن فہیرہ اور راہ دکھانے والا ان کے ساتھ چلا رہبر نے ان کے ساتھ دریا کے کنارے کی راہ لی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مسلمان کے مزدور رکھنا کافر کو واسطے راہ دکھانے کے جب کہ اس سے امن ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے دو آدمیوں کے یہ کہ مزدور رکھیں ایک آدمی کو ایک کام پر۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلُ

جب کوئی کسی کو مزدور ٹھہرائے تا کہ اس کے واسطے تین دن کے بعد یا ایک مہینے کے یا ایک برس کے بعد کام کرے تو یہ جائز ہے اور اجیر اور مستجیر دونوں اپنی شرط پر ہیں جب کہ وہ مدت معلوم کو آئے یعنی اس صورت میں وہ عقد باطل نہیں ہوتا۔

۲۱۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ هَادِيًا خِرِّيتًا وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ.

۲۱۰۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدور رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی دیل سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور اس کو غار ثور کا وعدہ دیا بعد تین راتوں کے ساتھ سواریوں اپنی کے تیسرے کی صبح کو۔

فائدہ: اسماعیل نے کہا کہ یہ حدیث ایسی پر دلالت نہیں کرتی کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا تھا اس پر کہ نہ کام کرے وہ مگر بعد تین دن کے بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا اور شروع ہوا عمل میں اس وقت سے جب کہ انہوں نے اس کو اپنے دونوں اونٹ سپرد کیے کہ وہ ان کو چرائے اور ان کی حفاظت کرے یہاں تک کہ تیار ہو واسطے ان کے نکلنا میں کہتا ہوں کہ نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ الزام دیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے اس جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے وہ ظاہر قصے کا ہے اور جو شخص کہے کہ جب اجارے کے وقت عمل میں

شروع نہ کرے تو وہ اجارہ باطل ہے تو وہ دلیل کی طرف محتاج ہے واللہ اعلم اور جو کوئی بخاری رحمہ اللہ پر اس کے ساتھ اعتراض کرتا ہے تو ابن منیر نے اس پر رد کیا کہ خدمت مقصود ساتھ اجارہ مذکورہ کے تھی اوپر راہ دکھانے کی اور سوائے اس کے اور کوئی خدمت نہ تھی اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ موخر تھی اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ جوان کے اونٹوں کو چراتا تھا وہ عامر بن فہیرہ تھا نہ راہ دکھانے والا اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ اس حکم کے نہ بطور اثبات کے اور نہ نفی کے اور کبھی احتمال ہوتا ہے تھوڑی مدت میں اس چیز کا کہ بڑی میں نہیں ہوتا اس واسطے کہ تھوڑی مدت میں غرر کا خوف کم ہوتا ہے اور یہ مذہب امام مالک کا ہے اس واسطے کہ اس نے معین کیا ہے جواز کو بیع میں ساتھ اس مدت کے کہ ان کی مثل میں اسباب متغیر نہ ہو اور استنباط کیا گیا ہے اس قصے سے جائز ہونا اجارے گھر کا ایک مدت معلوم تک پہلے آنے اول مدت کے اور وہ مبنی ہے اوپر صحت اصل کے یعنی یہ اصل صحیح ہے پس ملحق ہوگی فرع ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْأَجِيْرِ فِي الْغَزْوِ — جنگ میں مزدور رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ٹھہرانا مزدور کا واسطے خدمت کے اور واسطے کفایت کرنے محنت عمل کے جنگ وغیرہ میں برابر ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ جہاد اگرچہ مقصود اس سے حاصل کرنا اجر کا ہوتا ہے لیکن نہیں مخالف ہے یہ مدد لینے کو ساتھ اس شخص کے جو مجاہد کی خدمت کرے اور کفایت کرے اس کو بہت کاموں سے جو خود ان کو نہیں کر سکتا۔ (فتح)

۲۱۰۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهٖ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهٗ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ أَفَيَدَعُ إِصْبَعَهٗ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا قَالَ أَحْسِبُهٗ قَالَ كَمَا يَقْضَمُ

۲۱۰۵۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنگی کا جہاد کیا یعنی جنگ تبوک کہ قحط کے دنوں میں واقع ہوا تھا اور یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر تھا یعنی میں اس کو اپنے سب عملوں سے افضل جانتا ہوں اور میرا ایک نوکر تھا سو وہ ایک آدمی سے لڑا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی انگلی کاٹ کھائی تو اس اپنی انگلی اس کے منہ سے کھینچی تو اس کے اگلے دانت گرا دیئے سو وہ گر پڑے سو جس کے اگلے دانت گر پڑے تھے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا یعنی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا انصاف چاہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانتوں کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں

الْفَحْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَأَهْدَرَهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

چھوڑ دیتا کہ تو اس کو اونٹ کی طرح چباتا اور ابن جریج نے کہا کہ اور حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے دادا سے ساتھ مثل اس قصے کے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ چبایا سو اس کے دانت گرا دیے سو اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاف کیا یعنی نہ اس کا قصاص لیا نہ دیت۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ میں مزدور رکھنا درست ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْأَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ ﴿إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾.

جو مزدور رکھے اور اس کے واسطے مدت بیان کرے یعنی اتنی مدت تجھ سے کام لوں گا اور اس کے واسطے کام بیان نہ کرے کہ مثلا فلانا کام تجھ سے لوں گا تو کیا جائز ہے یا نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو بیاہ دوں تا اس قول تک کہ ہماری بات کا اللہ گواہ ہے۔

فائدہ: اور تحقیق مائل ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ طرف جواز کی اس واسطے کہ دو مہینے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو نکاح کر دوں اور باوجود اس کے کہ اس نے جواز کی تصریح نہیں کی کہ واسطے ہونے احتمال کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قصے مذکورہ کے سیاق میں عمل کا بیان واقع نہیں ہوا کہ یہ کام تجھ سے لوں گا بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو عورتوں کے باپ کے پاس مزدور رکھا پھر یہ دلالت تو اس وقت تمام ہوتی ہے کہ جب ہم کہیں کہ پہلے انبیاء کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ وارد ہو ہماری شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کے اور تحقیق حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر مشروع ہونے اجارے کے سو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے اپنی جان کو کئی سال معین مزدور رکھا کہ مالک ہو ساتھ اس کے ایک عورت کی شرمگاہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ مزدور ٹھہرایا اس کو اس پر کہ اس کے واسطے بکریاں چرائے اور مہلب نے کہا کہ آیت میں دلیل اوپر مجہول ہونے کام کے اجارے میں اس واسطے کہ یہ ان کے درمیان معلوم تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا ذکر تو اس واسطے محذوف ہوا کہ وہ معلوم تھا اور پیچھا کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ عمل مجہول ہو بلکہ اس کی مراد تو یہ ہے کہ عمل پر لفظ کے ساتھ نص کرنی شرط نہیں اور اتباع مقصود کا ہے نہ لفظ کا اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عتبہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو کہ اس نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان کو مزدور رکھا آٹھ سال یا دس سال اوپر بچانے ستر اپنے کے اور کھانے پیٹ اپنے کے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اس واسطے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عمل کا بیان نہیں اور جو کہتا ہے کہ جائز ہے کہ بکریاں چرانے کے سوائے اور کوئی چیز مہر ہو تو وہ بہت بعید بات کہتا ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی مراد تو یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام یہ مدت اس کی بکریاں چرائے اور وہ اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے سو اس کے واسطے دو امر ذکر کیے اور معلق کیا نکاح کر دینے کا اوپر بکریاں چرانے کے بطور معاہدہ کے نہ بطور معاقدے کے پس مزدور رکھا اس کو واسطے چرانے بکریوں اپنی کے ساتھ ایک چیز کے کہ ان کے درمیان معلوم ہے پھر نکاح کر دیا اپنی بیٹی کو ساتھ اس کے ساتھ مہر کے کہ معلوم تھا درمیان ان کے۔ (فتح)

يَأْجُرُ فُلَانًا يُعْطِيهِ أَجْرًا وَمِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ أَجَرَكَ اللهُ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یا فلاں کے یہ معنی ہیں کہ اس کو مزدوری دے اور اس قبیل سے ہے جو ماتم پرسی میں کہتے ہیں کہ اللہ تجھ کو بدلہ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ تاجرنی کی تفسیر کی ہے اور اسماعیل نے کہا کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ تو میرے واسطے مزدور ہو پس یہ تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ کی ٹھیک نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى أَنْ يُقِيمَ حَائِطًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ جَازَ

اگر کوئی مزدور ٹھہرائے اس پر کہ دیوار کو سیدھا کرے جو گرنا چاہتی ہے تو جائز ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک ٹکڑا وارد کیا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے اور پوری حدیث کتاب تفسیر میں آئے گی اور سوائے اس کے نہیں کہ پورا ہوتا ہے استدلال ساتھ اس قصے کے جب کہ ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے واسطے قول موسیٰ علیہ السلام کے کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا یعنی اگر تو اپنے اس کام پر اجرت معین کی شرط کرتا تو البتہ ہم کو یہ فائدہ دیتی اور ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اجارہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے عمل کے جیسا کہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے مدت معین کے۔ (فتح)

٢١٠٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَالَ قَدْ سَمِعْتُهٗ

٢١٠٦۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام دونوں چلے تو انہوں نے ایک گاؤں میں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی سعید راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح اور اپنے ہاتھ کو اٹھایا پس سیدھے رہے یعلی راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ سو خضر علیہ السلام

يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ أَنْ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيْدٌ أَجْرًا نَّأْكُلُهٗ.

نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا پس وہ سیدھی رہی یعنی اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا کہ ہم اس کو کھاتے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ

آدھے دن تک اجارہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اول دن سے اور اس کے بعد یہ باب باندھا ہے کہ عصر تک اجارہ کرنے کا بیان اور اس میں بھی تقدیر ہے کہ ابتداء اول دن سے ہے پھر اس کے بعد یہ باب باندھا کہ اجارہ کرنا عصر سے رات تک یعنی اول دخول رات تک بعض کہتے ہیں کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا صحت اجارے کا ہے ساتھ اجر معلوم کے مدت معلوم تک اس جہت سے کہ شارع نے اس کے ساتھ مثال بیان کی اور اگر یہ بات جائز نہ ہوتی تو شارع اس کو جائز نہ رکھتا اور احتمال ہے کہ غرض اس سب سے یہ ہو کہ دن کے کچھ حصے کے واسطے مزدور رکھنا درست ہے جب کہ حصہ معلوم ہو یعنی مثلا کہ آدھا دن یا کم بیش واسطے دفع کرنے وہم اس شخص کے جو وہم کرتا ہے کہ ادنیٰ درجے مدت معلوم کا یہ ہے کہ پورا ایک دن ہو۔

۲۱۰۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَآءَ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ غُدْوَةٍ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنَ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ عَلٰى

۲۱۰۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل تمہاری اے مسلمانو! اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس مرد کے ہے جس نے کئی مزدور رکھے تو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر سو یہود نے دوپہر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر سو نصاریٰ نے عصر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہو جو میرا کام کرے عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراطوں پر سو تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں نے عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کیا سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ یعنی قیامت کے دن

قِيرَاطَيْنِ فَأَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا مَا لَنَا أَكْثَرَ عَمَلًا وَّأَقَلَّ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَآءُ.

پھر کہیں گے کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا یعنی جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم دیا وہ کہیں گے کہ جو ٹھہرایا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو یہ تو یعنی دگنی مزدوری دینی میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مثل تمہاری...... الخ تو یہ اصل کلام اس طرح سے ہے کہ مثل تمہاری ساتھ نبی تمہارے کے اور مثل یہود و نصاریٰ کے ساتھ نبیوں اپنے کے مثل اس مرد کی ہے پس مثل بیان کی گئی ہے واسطے امت کے ساتھ نبی اپنے کے اور مثل یہ مزدور ہیں ساتھ مزدور رکھنے والوں کے اور یہ جو کہا کہ عصر تک تو احتمال ہے کہ مراد عصر کے داخل ہونے کا اول وقت ہو اور احتمال ہے کہ اس میں شروع کرنے کا اول وقت مراد ہو اور دوسرا احتمال اٹھا دیتا ہے اس شبہے کو جو مواقیت میں پہلے گزر چکا ہے بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت اور عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت دونوں برابر ہیں پس کس طرح صحیح ہو گا قول نصاریٰ کا کہ ان کا کام اس امت سے زیادہ ہے اور میں نے اس کے کئی جواب پہلے بیان کر دیے ہیں پس چاہیے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے اور جو جواب پہلے نہیں گزرے ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہمارا کام تو زیادہ ہے تو اس بات کے قائل صرف یہود ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو توحید میں واقع ہوئی ہے کہ تورات والوں نے کہا اور احتمال ہے کہ دونوں فریق سے ہر ایک نے یہ بات کہی ہو یہود تو اس واسطے ان کا زمانہ دراز ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا عمل بھی بہت ہو اور اپر نصاریٰ تو انہوں نے اپنی تابعداری کی کثرت کو یہود کے زمانے کی کثرت کے ساتھ مقابلہ کیا اس واسطے کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لائے بخلاف یہود کے کہ وہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اشارہ کیا طرف اس کی اسماعیلی نے اور احتمال ہے کہ نصاریٰ کا اکثر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ انہوں نے آخر نماز عصر تک کام کیا اور یہ بعد داخل ہونے وقت اس کی کے ہے اشارہ کیا طرف اس کی ابن قصار اور ابن عربی نے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس کی کوئی حاجت نہیں اس واسطے کہ جو مدت کہ ظہر اور عصر کے درمیان ہے وہ زیادہ ہے اس مدت سے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور احتمال ہے کہ ہو نسبت اس کی طرف ان کی بطور تقسیم کے پس نحن اکثر عملا کے قائل یہود ہوں اور نحن اقل اجرا کے قائل نصاریٰ ہوں اور اس میں بُعد ہے یعنی یہ جواب ٹھیک نہیں اور ابن تین نے حکایت کی ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں فریقوں کا کام اکٹھا اکثر ہے اور ان کا زمانہ دراز ہے اور یہ خلاف ہے ظاہر سیاق کا اور یہ جو

فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے کہ جس کو چاہوں دوں تو اس میں دلیل ہے واسطے اہلسنت کے کہ ثواب اللہ کی طرف سے ہے بطور احسان کے اس سے عمل کا بدلہ نہیں۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز تک اجارہ کرنے کا بیان یعنی جائز ہے

۲۱۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُودُ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ أَنْتُمُ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا فَقَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ.

۲۱۰۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے مثل تمہاری اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس شخص کی جس نے کام کے واسطے مزدور رکھے تو اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے ایک ایک قیراط پر پھر وہ کام کیا نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر پھر تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دو دو قیراطوں پر سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ تو کہیں گے کہ ہم کام میں بہت ہیں اور مزدوری میں کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا تو کہیں گے کہ نہیں تو اللہ فرمائے گا کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز تک اجارہ رکرنا درست ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ أَجْرَ الْأَجِيرِ

جو مزدور کو مزدوری نہ دے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

۲۱۰۹۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ تَعَالَى

۲۱۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تین شخص ہیں کہ میں ان کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ شخص جس نے مجھ کو درمیان دیا یعنی اس کے ساتھ اللہ کی قسم کھائی پھر دغا کیا اور دوسرا وہ مرد جس نے آزاد آدمی کو بیچا سو اس کی قیمت

ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ أَجْرَهٗ.

کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مزدور کو مزدوری لگایا پھر اس سے پورا کام کروایا اور اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مؤخر کیا پچھلے باب کو واسطے مناسبت کے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

عصر کی نماز سے رات تک اجارہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اول وقت عصر سے اول دخول رات تک۔ (فتح)

۲۱۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ عَلٰى أَجْرٍ مَّعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهٗ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلٰى أَجْرِكَ الَّذِيْ شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا أَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا أَجْرَكُمْ كَامِلًا فَأَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَأْجَرَ أَجِيْرَيْنِ بَعْدَهُمْ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا هٰذَا وَلَكُمَا الَّذِيْ شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ حِيْنُ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَا لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْأَجْرُ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَأَبَيَا وَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوْا لَهٗ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ

۲۱۱۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل مسلمانوں کی اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس شخص کی ہے جس نے ایک گروہ کو مزدور رکھا جو اس کے واسطے صبح سے رات تک کام کریں مزدوری معین پر تو انہوں نے اس کا کام دوپہر تک کیا پھر انہوں نے کہا کہ جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی سو اس کی ہم کو کچھ حاجت نہیں اور ہمارا کام باطل ہوا تو اس مرد نے ان کو کہا کہ چھوڑو نہیں اپنا کام باقی پورا کرو اور اپنی پوری مزدوری لو سو انہوں نے نہ مانا اور کام چھوڑ دیا تو اس مرد نے ان کے بعد اور مزدور رکھے اور کہا کہ اپنا باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری کہ میں نے پہلوں کے واسطے مقرر کی تھی سو تم کو ملے گی سو انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ جو کام ہم نے کیا سو تیرے واسطے ہے اور وہ باطل ہے اور جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے اس میں ٹھہرائی تھی وہ تجھ کو چھوڑی سو اس نے کہا کہ اپنا باقی کام تمام کرو کہ نہیں باقی رہے دن سے مگر تھوڑی چیز یعنی بہت تھوڑا دن باقی ہے تو انہوں نے نہ مانا سو اس مرد نے مزدور رکھا ایک گروہ کو کہ باقی دن اس کا کام کریں سو انہوں نے اپنا باقی دن کام کیا۔

فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا أَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوْا مِنْ هٰذَا النُّوْرِ.

یہاں تک کہ سورج غروب ہوا تو انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی پس یہ مثل مسلمانوں کی ہے اور مثل اس چیز کی کہ قبول کیا انہوں نے اس کو اس نور سے یعنی اللہ کی ہدایت سے اور جس کو رسول لایا۔

فائدہ: یہ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں یہ ہے کہ اس مرد نے ان کو دوپہر تک کام کرانے کے واسطے مزدور رکھا اور پہلے گزر چکی ہے تطبیق درمیان ان کے مواقیت میں اور یہ کہ وہ جدا جدا دو حدیثیں ہیں دو قصوں میں چلائی گئی ہیں اور ظاہر اس مثل کا جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یہ ہے کہ اللہ نے یہود کو کہا کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور میرے رسولوں کے دن قیامت تک سو وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے یہاں تک کہ جب عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے تو وہ انکے ساتھ کافر ہوئے اور ان کو نہ مانا اور یہ بیچ آدھی اس مدت کے ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے سے قیامت کے قائم ہونے تک ہے پس یہ کہنا ان کا کہ ہم کو تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہیں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ کافر ہوئے اور پھر گئے اور بے پرواہ ہوا اللہ ان سے پس یہاں اطلاق قول کا ہے اور ارادہ اس کے لازم کا ہے اس واسطے کہ لازم اس کا ترک عمل ہے جو تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے ترک ایمان سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہمارا کام باطل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف حبط کرنے عملوں ان کے کی بہ سبب کفر کرنے ان کے کی ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد تنہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانا ان کو فائدہ نہیں دیتا اور اس طرح قول ہے نصاریٰ کے حق میں مگر اس میں اشارہ ہے کہ ان کی مدت بقدر نصف مدت کے تھی یعنی جس کا ذکر پہلے گزرا تو اقتصار کیا انہوں نے مقدار چوتھائی دن پر اور یہ جو اس نے کہا کہ تم کو ملے گا جو مقرر ہو چکا یعنی جو پہلوں کے واسطے مقرر ہوا تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو مراد اس سے بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ گزر چکی ہے اس سے اور مراد اس سے وہ چیز ہے جو دنیا سے باقی رہی اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی تو یہ بہ سبب ایمان لانے ان کے کی ہے ساتھ تینوں پیغمبروں کے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے اس مدت کی جو دنیا سے باقی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اس امت کی زندگی ہزار برس سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس بات کو کہ مدت یہود کی مانند دونوں مدتوں نصاریٰ اور مسلمانوں کے ہے یعنی جس قدر تنہا یہود کی زندگی ہے اس قدر نصاریٰ اور مسلمانوں دونوں کی زندگی ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اہل نقل نے اس پر کہ تحقیق مدت یہود کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک دو ہزار سال سے زیادہ تھی اور نصاریٰ کی مدت اس سے چھ سو برس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کم ہے تو مسلمانوں کی مدت ایک ہزار سال سے قطعا زیادہ ہو گی اور

حدیث متضمن ہے اس بات کو کہ نصاریٰ کا ثواب یہود کے ثواب سے زیادہ ہے اس واسطے کہ کام کیا یہود نے آدھا دن ایک قیراط پر اور نصاریٰ نے بقدر چوتھائی دن کے ایک قیراط پر اور شاید یہ بہ سبب اس چیز کے ہے جو حاصل ہوئی اس کو جو نصاریٰ سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لایا تو ان کو دگنا ثواب حاصل ہوا بخلاف یہود کے اس واسطے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوئے تو انہوں نے ان کو نہ مانا اور اس حدیث میں تفصیل ہے اس امت کی اور زیادہ ہونا اجر اس کے کا باوجود کم ہونے کام ان کے کی اور یہ کہ جائز ہے ہمیشہ رکھنا نماز عصر کا آفتاب غروب ہونے تک اور یہ جو کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت مسلمانوں کے بہ نسبت غیر ان کے کی اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ کام سب گروہوں کا مقدار میں مساوی تھا اور اس کی بحث کتاب المواقیت میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَزَادَ أَوْ مَنْ عَمِلَ فِي مَالِ غَيْرِهِ فَاسْتَفْضَلَ.

اگر کوئی شخص کسی کو مزدور رکھے اور مزدور اپنی مزدوری کو چھوڑ جائے اور مزدور رکھنے والا اس میں کام کرے یعنی تجارت وغیرہ او اس کی مزدوری زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور جو غیر کے مال میں کام کرے اور اس کو بڑھائے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ غیر کے مال میں کام کرنے والا عام ہے اس سے کہ مستاجر ہو یا غیر مستاجر اور نہیں ذکر کیا مصنف نے جواب کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف احتمال کی مثل عادت اپنی کی اور تحقیق ذکر کی اس نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور یہ پہلے عنقریب گزر چکی ہے اور تحقیق تعاقب کیا ہے مہلب نے ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ساتھ اس کے کہ نہیں ہے قصے میں دلیل واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ تجارت کی تھی مرد نے اپنے مزدور کی مزدوری میں پھر دی اس کو بطور احسان کے اور اس کو لازم تو صرف مزدوری کا مقدار تھا اور پوری بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى أَوَوُا الْمَبِيْتَ إِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ

۲۱۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے امتوں سے تین آدمی سفر کو چلے یہاں تک کہ انہوں نے خواب گاہ کو غار میں ٹھکانا پکڑا تو پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے غار کو ان سے بند کر لیا تو انہوں کہا کہ نہ نجات دے گی تم کو اس پتھر سے کوئی چیز مگر یہ کہ تم اپنے نیک عملوں کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگو تو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی

عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا إِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِّنْ
هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ
أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ
أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ
قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَّلَا مَالًا فَنَأٰى بِيْ فِيْ طَلَبِ
شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا
فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَآئِمَيْنِ
وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا
فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ
اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا
فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ
مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَّا
يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ
بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا
عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى أَلَمَّتْ بِهَا
سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَآئَتْنِيْ فَأَعْطَيْتُهَا
عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ
وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا
قَالَتْ لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا
بِحَقِّهِ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا
فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ
وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُهَا اللّٰهُمَّ إِنْ
كُنْتُ فَعَلْتُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا

ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے
اور میرا دستور تھا کہ میں رات کے وقت ان سے پہلے اپنے
عیال اور غلاموں کو دودھ نہ پلایا کرتا تھا یعنی بلکہ پہلے اپنے
ماں باپ کو پلاتا تھا پھر بال بچوں کو اور البتہ ایک دن مجھ کو
ایک چیز کی تلاش نے دور ڈالا یعنی مویشی کا چارہ بہت دور ملا
سو میں شام کو گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ میرے ماں باپ سو
گئے تو میں نے ان کے واسطے رات کا دودھ دوہا سو میں نے
ان کو سوتا پایا اور مجھ کو برا لگا کہ میں ان سے پہلے اہل اور
غلاموں کا پلاؤں سو میں ٹھہرا رہا اور حالانکہ پیالہ میرے ہاتھ
پر تھا اور ان کے جاگنے کا منتظر تھا یہاں تک کہ صبح روشن ہوئی
پھر انہوں نے جاگ کر دودھ پیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ
میں نے ایسی محنت اور مشقت تیری رضا مندی کے واسطے کی
تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں اس پتھر
سے سو وہ پتھر کچھ کھل گیا کہ اس سے باہر نہ نکل سکتے تھے
حضرت ﷺ نے فرمایا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی میرے
ایک چچا کی بیٹی تھی کہ وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ
تر پیاری تھی سو میں نے اس کی ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا
ارادہ کیا سو وہ مجھ سے باز رہی یہاں تک کہ اس پر سالوں
سے ایک سال گزرا یعنی ایک سال بہت قحط پڑا اور وہ محتاج
ہوئی سو وہ میرے پاس آئی سو میں نے اس کو ایک سو بیس
اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ میرے اور اپنی ذات کے درمیان
راہ خالی کرے یعنی مجھ کو اپنے ساتھ حرام کاری کرنے سے
مانع نہ سو اس نے اجازت دی سو جب میں اس پر قدرت پا
چکا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو حلال نہیں کرتی یہ کہ تو مہر کو
توڑے مگر اس کے حق سے یعنی . بدون نکاح شرعی کے ازالہ

نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَسْتَهْزِئُ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ

بکارت کو تو میں نے اس پر واقع ہونے سے گناہ جانا یا کنارے ہوا سو میں اس سے پھرا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ تر محبوب تھی اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا اس کو میں نے چھوڑ دیا الٰہی اگر میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضامندی کے واسطے چھوڑی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پتھر ان سے کھل گیا لیکن وہ اس سے باہر نکل نہ سکے حضرت ﷺ نے فرمایا اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے کچھ مزدور رکھے تھے سو میں نے ان کو ان کی مزدوری دی سوائے ایک مرد کے کہ اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی اور چلا گیا سو میں نے اس کی مزدوری کو بڑھایا یعنی تجارت وغیرہ سے یہاں تک کہ اس سے مالوں کی بہت کثرت ہوئی سو وہ ایک مدت کے بعد میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ کو میری مزدوری دے تو میں نے کہا کہ ہر وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اونٹ اور گائے اور بکری اور غلام سے سو سب تیری مزدوری میں سے ہے تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے مسخراپن نہ کر تو میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا سو اس نے سب مال کو لیا اور ہانکا اور اس سے کچھ نہ چھوڑا الٰہی اگر میں نے یہ امانت داری تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پتھر کھل گیا تو وہ نکل کر چلے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے اس تیسرے مرد کے قول سے ہے کہ اس نے اس مزدور کی مزدوری میں کام کیا اور اس کو بڑھایا اور کتاب البیوع میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا میں نے اس کو سو اشرفیاں دیں اور یہاں ایک سو بیس کا ذکر آیا ہے تو مراد یہ ہے کہ اس نے ایک سو اشرفی تو اس کے کہنے کے موافق دیں اور بیس اشرفیاں اس پر اپنی طرف سے زیادہ کیں اور یا کہتے ہیں کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس حصے زیادہ ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ستائیس حصے زیادہ

ہے تو وہاں بھی یہی مراد ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں (ت)

بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهِ ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ وَأُجْرَةِ الْحَمَّالِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے لیے مزدور ٹھہرائے تاکہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھائے پھر اس سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے اور بیان میں مزدوری بوجھ اٹھانے والے کے۔

۲۱۱۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ أَلْفٍ قَالَ مَا تَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهُ.

۲۱۱۲۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خیرات کا حکم کرتے تھے تو ہم میں سے ایک بازار کی طرف جاتا اور اجرت کے ساتھ بوجھ اٹھاتا تھا سو ایک مد اناج کو پہنچتا تھا یعنی ایک مد اجرت سے اسباب اٹھاتا تھا اور البتہ ان میں سے بعض کے پاس آج کے دن لاکھ درہم ہے یعنی اور اس دن اس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا شقیق نے کہا کہ گمان نہیں کرتا میں مگر کہ ارادہ کیا ہے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو یعنی میں اس دن ایک درہم کے واسطے لوگوں کا بوجھ اٹھاتا تھا اور آج کے دن میرے پاس لاکھ درہم ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے لیے مزدور ٹھہرانا اور بوجھ اٹھانے کی مزدوری کرنی درست ہے۔

بَابُ أَجْرِ السَّمْسَرَةِ.

دلالی کی مزدوری کا بیان۔

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِأَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا

اور ابن سیرین اور عطاء اور ابراہیم اور حسن نے دلالی کی مزدوری کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا

فائدہ: لیکن قول ابن سیرین اور ابراہیم کا سو وصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ مزدوری دلال کے جب کہ خریدے ہاتھوں ہاتھ اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کی مزدوری کو مکروہ کہتا ہے اور یہ کوفیوں سے منقول ہے جیسا کہ ابن منذر نے ان سے نقل کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ کہے ایک مرد دلال سے کہ بیچ اس کپڑے کو پس جو چیز کہ زیادہ ہو اتنے اتنے مول پر یعنی مول معین پر تو وہ واسطے تیرے ہے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عطاء کے طریق سے اور دلال کی مزدوری کو زیادہ کیا لیکن وہ مجہول ہے اس واسطے نہیں جائز رکھا اس کو جمہور نے اور کہتے ہیں کہ اگر اس کے لیے اس پر بیچے تو واسطے اس کے اجرت ہے مثل اس کی یعنی جو دستور ہو اور بعض نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اجازت کو اس پر حمل کیا ہے کہ اس نے اس کو بجائے مضاربت کرنے والے کے سمجھا اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے احمد اور اسحاق نے اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ بعض نے اس کے جواز میں شرط کی ہے یہ کہ جانیں لوگ اس وقت میں کہ مول اسباب کا مساوی ہے اکثر کو اس چیز سے کہ معین کیا ہے اس نے واسطے اس کے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے کہ اجرت کی مقدار کا مجہول ہونا باقی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا کہ جب دلال کو کہے کہ اسباب کو اتنی اتنی قیمت سے بیچ ڈال سو جو نفع ہو گا سو واسطے تیرے ہے یا میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: یہ زیادہ تر مانند ہے ساتھ صورت مضاربت کرنے والے کی دلال سے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں یعنی جو شرطیں کہ صلح اور جنگ میں آپس کی ہیں ان کی رعایت لازم ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر دلال شرط کر لے کہ میں دلالی کی اجرت لے لوں گا تو درست ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

۲۱۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۱۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلے کے ملنے سے منع فرمایا اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے میں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کیا ہے کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ نہ ہو واسطے اس کے دلال۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں بھی قول اخیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ

اس کے واسطے دلال نہ ہو اس واسطے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر بیع حاضر کے واسطے ہو تو دلالی جائز ہے لیکن جمہور نے شرط کی ہے کہ اجرت معلوم ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو مول دے یہ کہ خریدے واسطے اس کے کپڑے کو ساتھ اجرت دس درہم کے تو یہ فاسد ہے پس اگر خریدے تو اس کے واسطے اجرت مثل ہے یعنی اس قدر میں جو دستور ہو اور جو اجرت اس کے واسطے مقرر کی تھی وہ جائز نہیں اور ابو ثور سے روایت ہے کہ اگر ٹھہرائے واسطے اس کے ہر ہزار میں کوئی چیز معلوم تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ معلوم نہیں پس اگر کام کرے تو اس کو اجرت مثل ملے گی اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اجارہ ہے ایک امر میں واسطے مدت غیر معلوم کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے واسطے اجرت معین کر دے تو کافی ہے اور یہ ہوگا باب جعالہ سے یعنی جو کہ دوسرے باب میں آتا ہے کہ اصحاب نے کچھ بکریاں لینی ٹھہرا لیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

کیا جائز ہے مسلمان کو یہ کہ مزدور رہے پاس کافر کے دارالحرب میں یعنی کیا مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی درست ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں خباب کی حدیث وارد کی ہے اور وہ اس وقت مسلمان تھا بیچ کام کرنے اس کے کے واسطے عاص بن وائل کے اور عاص کافر تھا اور یہ واقعہ مکے میں تھا اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے اس کو برقرار رکھا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جواز ضرورت کے ساتھ مقید ہو یعنی اگر ضرورت ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یا یہ کہ یہ جواز تھا پہلے اذن کے بیچ لڑائی کافروں کے اور پہلے امر کے ساتھ نہ ذلیل کرنے مسلمان کے جان اپنی کو اور مہلب نے کہا کہ مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے مگر واسطے ضرورت کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ ہو کام اس کا اس چیز میں کہ مسلمان کا اس کا کام کرنا حلال ہے اور دوسرا یہ کہ نہ مدد دے اس کو اس چیز پر کہ اس کا ضرر مسلمانوں پر پلٹ آئے اور ابن منیر نے کہا کہ اہل علم کا مذہب قرار چکا ہے اس پر کہ جائز ہے اہل صناعت کو جیسا کہ صباغ اور خیاط ہے یہ کہ کام کریں واسطے کافروں اہل ذمہ کے اور یہ ذلت نہیں گنی جاتی بخلاف اس کے جو کافر کے گھر میں اس کی خدمت کرے اور ساتھ طریق تابعداری کے واسطے اس کے اور خباب کی حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٢١١٤۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا

٢١١٤۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مرد لوہار تھا سو میں نے عاص کے واسطے کام کیا یعنی اس کے واسطے تلوار بنائی سو میری مزدوری اس کے پاس جمع ہوئی سو میں اس کے پاس

فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِيْ عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا قَالَ وَإِنِّيْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لِيْ ثَمَّ مَالٌ وَّوَلَدٌ فَأَقْضِيْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا.

تقاضا کرنے کو آیا تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ادا کروں گا تجھ کو مزدوری تیری یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ خبردار ہو قسم ہے اللہ کی نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد ﷺ یہاں تک کہ تو مرے اور پھر اٹھایا جائے تو عاص نے کہا کہ کیا میں مرنے کے بعد اٹھایا جاؤں گا یعنی کیا قیامت قائم ہوگی میں نے کہا کہ ہاں عاص نے کہا کہ عنقریب ہے کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملے گی تو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کردوں گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ کیا تو نے دیکھا اس کو جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

بَابُ مَا يُعْطٰى فِي الرُّقْيَةِ عَلٰى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دی جاتی ہے بیچ جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ سورۃ الحمد کے اوپر گروہوں عرب کے یعنی سورہ الحمد کے ساتھ منتر پڑھنا اور اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا درست ہے۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ساتھ اس کے کہ نہیں مختلف ہوتا حکم ساتھ اختلاف مکانوں کے اور نہ ساتھ اختلاف جنسوں کے یعنی بلکہ الحمد کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی ہر شخص کو اور ہر جگہ درست ہے تو پھر اس کو عرب کے ساتھ تخصیص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے یعنی اس قید سے غیر کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جن کاموں پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے جمہور علماء کے کہ قرآن کی پڑھائی پر مزدوری لینی درست ہے اور حنفیہ نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی درست نہیں لیکن اگر بطور دوا کے قرآن سے جھاڑ پھونک کرے تو اس کی اجرت لینی درست ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کی اجرت لینی اس واسطے منع ہے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت میں اجر

اللہ پر ہوتا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اس سے جھاڑ پھونک پر بھی اجرت نہ ہو لیکن جائز رکھا انہوں نے اس کو واسطے دلیل اس حدیث کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اجر سے اس حدیث میں ثواب ہے اور چال قصے کی اس تاویل سے انکار کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں اس باب میں کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینے پر بڑا عذاب ہے روایت کیا ان کو ابوداؤد وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ ثابت کرنا نسخ کا ہے ساتھ احتمال کے اور احتمال سے نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ساتھ اس کے کہ حدیثوں میں مطلق منع کی تصریح نہیں بلکہ وہ واقعہ کے وقتوں کی ہیں جو تاویل کا احتمال رکھتے ہیں تا کہ صحیح حدیثوں کے موافق ہو جائیں مانند حدیث باب کی اور نیز اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث مذکور میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے ساتھ قائم ہو یعنی ان کی سند قوی نہیں پس نہ معارض ہوں گی احادیث صحیحہ کی اور اس کی بحث ہم کتاب النکاح میں پھر کریں گے۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطٰى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَأَعْطَى الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشَرَةً

اور شعبی نے کہا کہ معلم قرآن کی پڑھائی پر اجرت کی شرط نہ کرے مگر یہ کہ کوئی چیز دیا جائے تو اس کو قبول کرے یعنی اور چاہیے کہ قبول کرے اور حکم نے کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے معلم کی اجرت کو مکروہ جانا ہو اور حسن بصری نے دس درہم قرآن کی اجرت دی۔

فائدہ: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں دانا ہوا تو میں نے اپنے چچا سے کہا کہ معلم کچھ چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ پہلے معلم کچھ نہ لیا کرتے تھے پھر کہا کہ اس کو پانچ درہم دے دے سو میں ہمیشہ کہتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اس کو دس درہم دے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ کتابت کی اجرت درست ہے اور شرط مکروہ ہے۔ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوْا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ

اور ابن سیرین نے بانٹنے والے کی مزدوری میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کسی چیز مشترک کو کئی آدمیوں کے درمیان بانٹے تو اس کی اجرت لینی درست ہے اور کہا جاتا تھا سحت جس پر حدیث میں وعید واقع ہوئی ہے اس کے معنی رشوت فی الحکم ہے یعنی جو چیز کہ حاکم کسی سے حکم میں لے وہ سحت ہے یعنی حرام ہے اور تھے لوگ کہ

دیے جاتے تھے اجرت تخمینہ اور اندازہ کرنے پر۔

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ بانٹنے والے کو مزدوری لینی درست ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے اس بات میں کہ ہر ایک ان میں سے دو آدمیوں کے جھگڑے کو فیصل کرتا ہے اور اس واسطے کہ اندازہ سے بھی مقصود قسمت ہی ہوتی ہے اور مناسبت ذکر قسام اور خارص کی واسطے باب کے مشترک ہونا ہے اس میں کہ جنس ان دونوں کی اور جنس تعلیم قرآن اور منتر کی ایک ہے اسی واسطے امام مالک نے عقد وثاق پر اجرت کو مکروہ رکھا ہے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہیں اور نیز اس نے مکروہ جانا ہے اجرت قسام کو اور بعض کہتے ہیں کہ مالک نے اس کو اس واسطے مکروہ جانا ہے کہ اس کو بیت المال سے روزی ملتی تھی پس مکروہ جانا اس نے یہ کہ اس پر اجرت لے اور سحنون نے اشارہ کیا ہے طرف جواز کی وقت فاسد ہونے امور بیت المال کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں لوگوں نے نئی نکالی ہیں کہ ان پر اجرت نہ لی جاتی تھی نر کی جفتی پر اور مال کے بانٹنے پر اور تعلیم پر اور یہ مرسل ہے اور یہ بتلاتی ہے ساتھ اس کے کہ لوگ اس سے پہلے اس کے ساتھ احسان کیا کرتے تھے سو جب حرص عام ہوئی تو لوگوں نے اجرت چاہی تو یہ نیک عادتوں سے نہ گنی گئی سو جو اس کو مکروہ جانتا ہے تو مراد اس سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتح)

٢١١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّهُ أَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْقِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ

٢١١٥۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب سفر کو چلے یہاں تک کہ عرب کے ایک گروہ پر اترے تو ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی نہ کی تو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تو انہوں نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس حال میں کہ اس کو کوئی چیز فائدہ نہ دیتی تھی یعنی اس کے واسطے ہر دعا طلب کی اور بہت جھاڑ پھونک کی مگر اس کو آرام نہ ہوا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم اس گروہ کے پاس جاؤ جو تمہارے گاؤں کے پاس اترے ہیں تو شاید ان میں سے کسی کے پاس کچھ علاج ہو تو وہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہا کہ اے گروہ ہمارے سردار کو سانپ نے کاٹا اور ہم نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی لیکن اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی تو کیا کسی کے پاس تم میں سے کچھ علاج ہے تو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی میں منتر جانتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے کھانا

اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ وَمَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهٰذَا؛

مانگا تھا سو تم نے ہماری ضیافت نہ کی سو میں تمہارے واسطے منتر نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ تو انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کچھ بکریوں پر صلح کی تو ابو سعید رضی اللہ عنہ اس پر لب ڈالنے کو چلے اور سورہ الحمد پڑھتے تھے تو اس کو فورا شفا ہوئی گویا کہ وہ رسے سے کھولا گیا سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کچھ بیماری نہ تھی سو جس مزدوری پر انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صلح کی تھی وہ ان کو پوری دی تو بعضوں نے کہا کہ اس کو بانٹ لو سو جس نے منتر پڑھا تھا اس نے کہا کہ نہ بانٹو یہاں تک کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور یہ معاملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کریں سو ہم دیکھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کیا حکم کرتے ہیں کہ یہ حلال ہے یا نہیں سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیوں کر جانا کہ الحمد منتر ہے پھر فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اس کو بانٹ لو اور اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ہنسے یعنی ان کے خوش کرنے کے واسطے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے تین بار سورہ الحمد پڑھی اور لب ڈالنے کا عمل جھاڑ پھونک میں قرات کے بعد ہوتا ہے واسطے حاصل کرنے برکت قرات کے جوارح میں جن پر لب پڑتی ہے پس حاصل ہوگی برکت اس لب میں کہ اس کو ڈالے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منتر پڑھنا ساتھ قرآن کے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے وہ چیز کہ ہو ساتھ ذکر اور دعا ماثور کے اور اسی طرح دعا غیر ماثور بھی جو ماثور کے معنی کے مخالف نہ ہو اور اس کے سوائے اور اپر اور چیز کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی سو نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اور مفصل بیان اس کا کتاب الطب میں آئے گا اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت جنگلیوں پر اور اترنا عرب کے پانیوں پر اور طلب کرنا اس چیز کا کہ ان کے پاس ہو بطور ضیافت اور خرید کے اور اس میں مقابلہ کرنا اس شخص کا ہے جو تعظیم سے باز رہے ساتھ مانند کام اس کے کے واسطے اس چیز کے کہ کیا اس کو صحابی نے باز رہنے سے منتر سے بیچ مقابلے باز رہنے ان لوگوں کے ضیافت ان کی سے اور یہ طریق موسیٰ علیہ السلام کا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تو جانتا تو

اس پر اجرت لینا اور نہ عذر کیا اس سے خضر علیہ السلام نے مگر ساتھ امر خارجی کے اور اس میں جاری کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم کرے اس کو آدمی اپنی جان پر اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے التزام کیا اس کا کہ منتر پڑھے اور یہ کہ ہو مزدوری واسطے اس کے اور اس کے یاروں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس کو پورا کرے اور یہ کہ جائز ہے کہ شریک ہو موہوب میں جب کہ اس کی اصل معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے مانگنا ھدیہ کا اس شخص سے کہ جانے کہ اس کو اس کی رغبت ہے اور اس کے سوال کا قبول کرنا اور یہ کہ جائز ہے قبض کرنا اس چیز کا کہ اس کا ظاہر حلت ہو اور ترک کرنا تصرف کا بیچ اس کے جب کہ اس میں کوئی شبہ عارض ہو اور یہ کہ جائز ہے اجتہاد کرنا وقت نہ ہونے نص کے اور بیان ہے عظمت قرآن کا اصحاب رضی اللہ عنہم کے سینے میں خاص کر فاتحہ کا اور یہ کہ رزق مقسوم نہیں طاقت رکھتا وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے منع کرنے اس کے کی اس شخص سے کہ اس کی قسمت میں لکھا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ضیافت سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں اصحاب کا حصہ لکھا ہوا تھا اور انہوں نے ان کو نہ دیا سو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تا کہ ان کا رزق مقسوم ان کو ملے اور اس میں حکمت بالغہ ہے اس واسطے کہ خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے جو سردار تھا منع میں اس واسطے کہ عادت ہے کہ لوگ اپنی سردار کی پیروی کرتے ہیں سو جب کہ وہ منع میں ان کو سردار تھا تو خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے سوائے اور ان کی سزا پوری۔ (فتح)

بَابُ ضَرِيْبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَآئِبِ الْإِمَآءِ

غلام اور لونڈی کے خراج کا بیان

فائدہ: خراج اس کو کہتے ہیں جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ ہر روز اپنی مزدوری سے اتنا ہم کو دیا کرنا باقی تم لینا۔ (فتح)

٢١١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُوْ طَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفَ عَنْ غَلَّتِهِ أَوْ ضَرِيْبَتِهِ.

٢١١٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ایک یا دو صاع اناج کے دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا یعنی اس کی سفارش کی تو انہوں نے اس کے خراج سے تخفیف کی۔

فائدہ: دلالت اس حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کے حکم کا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو برقرار رکھا تو اس میں دلیل ہے واسطے جواز کے اور اوپر خراج لونڈیوں کا پس پکڑا جاتا ہے اس سے ساتھ طریق الحاق کے اور ان کو تعاہد کے ساتھ خاص کیا یعنی جو ترجمہ میں کہا کہ باب ہے بیان میں خبر

گیری خراج لونڈیوں کے تو یہ اس واسطے ہے کہ اکثر اوقات اس میں فتنے فساد کا گمان ہے نہیں تو جیسا کہ یہ خوف ہے کہ مبادا وہ اپنی شرمگاہ سے کمائے ویسا ہی یہ خوف ہے کہ مبادا غلام مثلا چوری سے کمائے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ اس نے تاریخ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر گیری کرو اپنی لونڈیوں کے خراج کی اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے کمائی لونڈی کی سے یہاں تک کہ معلوم ہو اور آخر بیوع میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ تعاہد کے خبر گیری کرنے واسطے مقدار خراج لونڈی کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بہت ہو اور گناہ کے ساتھ کمانے کی طرف محتاج ہو اور دلالت اس کی حدیث سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ تخفیف کرنے خراج حجام کے پس لازم ہونا اس کا لونڈی کے حق میں اولی ہے واسطے سبب خراج خاص کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ

حجام یعنی سینگی لگانے والے کے خراج کا بیان یعنی جائز ہے

۲۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ.

۲۱۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتے کہ وہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے اور یہ ظاہر ہے حد جواز میں اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ مراد کراہت سے اس جگہ کراہت تحریمی ہے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حجام کا کسب حرام ہے اور اس کے بعد علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ حلال ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور کہتے ہیں کہ وہ کسب ہے کہ اس میں ذلت ہے اور حرام نہیں اور کہتے ہیں کہ زجر تنزیہی پر محمول ہے اور بعض نے دعوی کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے اور پہلے حرام تھا پھر مباح ہوا اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں طحاوی اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور امام احمد اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام کے درمیان فرق ہے سو آزاد آدمی کو سینگی کے ساتھ کمانا مکروہ ہے اور اس کو اس سے اپنی جان پر خرچ کرنا حرام ہے اور جائز ہے اس کو خرچ کرنا اپنے غلاموں پر اور چوپاؤں پر اور کہتے ہیں کہ غلام کو سینگی سے کمانا مطلق مباح ہے اور عمدہ دلیل ان کی محیصہ کی ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے حجام کی کمائی کا اذن چاہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اونٹ کو اور غلام کو کھلا روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن جوزی نے ذکر کیا کہ حجام کی اجرت مکروہ تو اس

واسطے ہے کہ وہ ان چیزوں میں ہے جو واجب ہیں مسلمان کے واسطے مسلمان پر واسطے اعانت اس کی کے وقت محتاجی کے پس نہیں لائق ہے یہ کہ اس پر اجرت لے اور تطبیق دی ہے ابن عربی نے درمیان اس حدیث کے کہ کسب حجام کا خبیث ہے اور درمیان اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کی اجرت دی ساتھ اس کے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ ہو اجرت کام معلوم پر اور زجر محمول ہے اس پر جب کہ کام مجہول پر ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانا مباح ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اسکے مانند کھانے خون وغیرہ کی اور یہ کہ جائز ہے اجرت معالجہ پر ساتھ طب اور سفارش کرنے طرف اصحاب حقوق کے یہ کہ تخفیف کریں اس سے اور یہ کہ جائز ہے خراج مالک کا اپنے غلام پر اس طرح کہ اس کو کہے کہ اذن دیا میں نے واسطے تیرے یہ کہ کمائے تو اس شرط پر کہ تو مجھ کو ہر روز اتنا دیا کرے اور جو زیادہ ہو پس وہ واسطے تیرے ہے اور یہ کہ جائز ہے کام لینا غلام سے بغیر اذن مالک خاص اس کے کی جب کہ اس کو اذن عام ہو۔ (فتح)

۲۱۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَّمْ يُعْطِهِ.

۲۱۱۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت دی اور اگر جانتے کہ یہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے۔

۲۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ.

۲۱۱۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ سینگی لگواتے اور نہ کم دیتے تھے کسی کو مزدوری اس کی۔

فائدہ: اس میں ثابت کرنا اجرت حجام کا ہے بطریق استنباط کے بخلاف پہلی روایت کے کہ اس میں جزم ہے ساتھ اس کے بطور تنقیص کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو غلام کے مالکوں سے کلام کرے یہ کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں

فائدہ: یعنی بطور احسان کے ان سے نہ بطور الزام کے اور احتمال ہے کہ واسطے لازم کرنے کے ہو جب کہ غلام اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (فتح)

۲۱۲۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيْهِ فَخُفِّفَ مِنْ ضَرِيْبَتِهِ.

۲۱۲۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو بلایا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے ساتھ ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد کے اور اس کے مالکوں سے اس کے حق میں سفارش کی تو اس کے خراج سے تخفیف ہوئی۔

بَابُ كَسْبِ الْبَغِيِّ وَالْإِمَاءِ

بیان ہے ان حدیثوں کا جو حرام کار عورت اور لونڈی کے کسب میں وارد ہوئی ہیں

فائدہ: یعنی اور لونڈی کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور نہیں تصریح کی امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے شاید کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ منع کسب لونڈی کا ساتھ گناہ کے ہے نہ ساتھ کسبوں جائزہ کے۔

وَكَرِهَ إِبْرَاهِيْمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ

اور ابراہیم نے کہا کہ نوحہ کرنے والی اور گانے والی عورت کی اجرت مکروہ ہے

فائدہ: اور شاید کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ تھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمول ہے کہ جب اس میں کسب منع ہو یا کھینچے طرف ایسے امر کی کہ شرعا ممنوع ہو اور دونوں کے درمیان علت اختیار کرنا گناہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَتَيَاتِكُمْ إِمَائِكُمْ.

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ زبردستی کرو اپنی لونڈی کو حرام کاری پر یعنی ان سے زبردستی حرام نہ کراؤ حرام کو نہ کرو اور اگر وہ بچنا چاہیں تا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک اور مجاہد نے کہا کہ فتیات سے مراد لونڈیاں ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی نے اپنی لونڈی کو حکم کیا کہ حرام کاری کرے سو اس نے حرام کاری کی اور ایک چادر لائی تو اس نے کہا کہ پھر جا اور دوسرے سے حرام کاری کر تو اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی تو اس وقت یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ انصار کی ایک لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میرا مالک مجھ سے زبردستی حرام کاری کرواتا ہے تو یہ آیت اتری پس ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت دونوں کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ اگر بچنا چاہیں تو اس کے واسطے مفہوم نہیں بلکہ یہ باعتبار غالب عادت کے خارج ہوا ہے

اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں متصور ہے اکراہ جب کہ بچنا نہ چاہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت اختیار کے مقام میں ہیں۔ (فتح)

۲۱۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۲۱۲۱۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کتے کے مول اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

۲۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَآءِ.

۲۱۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے لونڈیوں کے کسب سے منع فرمایا یعنی جو حرام کاری سے کمائے نہ وہ جو کہ جائز کسب سے کمائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی پوری شرح کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ
باب ہے بیان میں جفتی کروانے نر کے مادہ پر

فائدہ: یعنی خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا مینڈھا وغیرہ اور اس میں اختلاف ہے کہ نر کی جفتی کروانے سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ نر کی منی کو مول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جماع کی اجرت ہے اور اخیر معنی پر جاری ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اور پہلی وجہ کو تائید کرتی ہے حدیث مسلم کی کہ حضرت ﷺ نے اونٹ کی جفتی کرنے سے منع فرمایا اور نہیں ہے یہ حدیث صریح بیچ نہ حمل کرنے کے اجارے پر اس واسطے کہ اجارہ بیچنا منفعت کا ہے اور تائید کرتی ہے محمول کرنے کو اجارے پر نہ مول پر وہ حدیث جو قتادہ رضی اللہ عنہ سے پہلے گزر چکی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اونٹ کی جفتی کرانے کی اجرت کو مکروہ جانتے تھے اور ہر تقدیر پر پس بیچنا اس کا اور اجارہ کرنا اس کا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مال غیر متقوم ہے یعنی شارع کے نزدیک اس کی قیمت نہیں مثلاً شراب کہ شارع کے نزدیک اس کی کچھ قیمت نہیں اگرچہ کفار کے نزدیک اس کی قیمت ہے اور نہ معلوم ہے اور نہ اس کے سپرد کرنے کی طاقت ہے اور ایک وجہ میں واسطے شافعیہ اور حنابلہ کے جائز ہے اور اجارہ مدت معلوم تک اور یہ بھی قول ہے حسن اور ابن سیرین کا اور ایک روایت مالک سے قوی کیا ہے اس کو ابہری وغیرہ نے اور محمول کیا ہے اس نے نہی کو اس وقت پر جب کہ واقع ہو واسطے مدت مجہول کے اور اوپر جب کہ اجارہ لے اس کو ایک مدت معلوم تک تو اس کا کچھ ڈر نہیں جیسا کہ جائز ہے

اجارہ لینا واسطے پیوند کرنے کھجوروں کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے اس واسطے کہ مقصود اس جگہ پانی نر کا ہے اور اس کا مالک عاجز ہے اس کے سپرد کرنے سے بخلاف پیوند کرنے کے پھر نہی شراء اور کراء (بیچنا اور کرائے پر دینا) سے تو صرف اس واسطے صادر ہوئی ہے کہ دھوکا اور دغا بازی ہے اور لیکن اس کا مانگنا تو نہیں اختلاف ہے اس کے جواز میں یعنی اس کو عاریۃ لینا بالاتفاق جائز ہے اور اگر مستعیر معیر کو ہدیہ بھیجے بدون شرط کے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور واسطے ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے نر کی جفتی کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے اس کو منع فرمایا یعنی اجرت کے ساتھ نر کا مادہ پر چھوڑنا منع ہے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نر کو عاریۃ دیتے ہیں پھر ہم کو انعام ملتا ہے یعنی ہم اجرت نہیں ٹھہراتے بلکہ یوں ہی بطور انعام کے لوگ ہم کو کچھ دیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے اس کو انعام لینے کی اجازت دی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو گھوڑا چھوڑے یعنی گھوڑی پر اور اس کی نسل ہو تو اس کو ستر گھوڑوں کا ثواب ملتا ہے۔ (فتح)

۲۱۲۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۲۱۲۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نر کی جفتی کروانے (کی اجرت) سے منع فرمایا۔

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا فَمَاتَ أَحَدُهُمَا

جب کوئی زمین کو اجارے پر لے پھر ایک ان دونوں سے مر جائے یعنی یا اجارہ دینے والا یا لینے والا تو اس کا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی کیا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ وارث گردن کا مالک ہوا ہے اور منفعت اس کی تابع ہے پس دور ہوا ہاتھ اجارہ لینے والے کا اس چیز سے ساتھ مرنے اس شخص کے جس نے اجارہ دیا تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منفعت کبھی گردن سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا نفع مسلوب ہے پس اس وقت ملک منفعت کے واسطے مستاجر کے باقی ہے ساتھ مقتضی عقد کے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اجارہ نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ مرنے ناظر وقف کے پس اسی طرح اس جگہ بھی فسخ نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَيْسَ لِأَهْلِهِ أَنْ يُخْرِجُوهُ إِلَى تَمَامِ الْأَجَلِ وَقَالَ

اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں جائز ہے مردے کے وارثوں کو یہ کہ نکالیں مستاجر کو اس چیز سے کہ اجارہ دیا

الْحَكَمُ وَالْحَسَنُ وَإِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ تُمْضَى الْإِجَارَةُ إِلَى أَجَلِهَا.

ہے اس کو مردے نے تمام ہونے مدت تک یعنی وہ چیز مدت معین تک مستاجر ہی کے قبضے میں رہے گی اور حسن اور حکم اور ایاس نے کہا کہ جاری رکھا جائے اجارہ اپنی مدت تک یعنی جو مدت کہ عقد کے وقت قرار پا چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ جَدَّدَا الْإِجَارَةَ بَعْدَمَا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو نصف حصے پیداوار پر دیا یعنی خیبر کی زمین یہود کو اجارہ دی کہ وہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا ہم کو دینا اور آدھا تم لینا اور تھا یہ اجارہ بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اور نہیں مذکور ہوئی یہ بات کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے کے بعد از سر نو اجارہ کیا ہو۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ ایک کے مرنے کے ساتھ اجارہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

۲۱۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرٰى عَلٰى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَّا أَحْفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ.

۲۱۲۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو آدھی پیداوار ملے گی اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نافع کو حدیث بیان کی کہ تحقیق تھی زمین کرایہ پر دی جاتی اوپر ایک چیز کے کہ نام لیا اس کا رافع نے مجھ کو یاد نہیں ہے اور یہ کہ رافع بن خدیج نے حدیث بیان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعت کی زمین کرائے سے منع فرمایا ہے اور روایت کی عبداللہ نے نافع سے اس نے روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ یہاں تک کہ نکالا یہود کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَوَالَاتِ
کتاب ہے حوالے کے بیان میں

بَابُ الْحَوَالَةِ
باب ہے حوالے کے بیان میں

فائدہ: حوالہ کے معنی شرع میں نقل کرنا قرض کا ہے ایک ذمی سے طرف دوسرے ذمی کے جیسے مثلا زید کا عمرو پر قرض آتا ہے اور عمرو بکر کو کہے کہ تو میرا قرض میری طرف سے زید کو ادا کر دے تو عمر کو محیل کہتے ہیں یعنی حوالہ کرنے والا اور زید کو محتال کہتے ہیں یعنی حوالہ قبول کرنے والا اور بکر کو محال علیہ کہتے ہیں یعنی جس پر حوالہ کیا گیا اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ بیع قرض کی ہے بدلے قرض کے جس کی اجازت ہوئی ہے پس مستثنٰی ہے اس نہی سے جو بیع دین بالدین سے واقع ہوئی ہے یا وہ پورا لینا حق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عقد ارفاق ہے مستقل ہے اور شرط کی جاتی ہے اس کی صحت میں رضا مندی محیل کے بغیر اختلاف کے اور رضا مندی محتال کے نزدیک اکثر کے اور محال علیہ کے نزدیک بعض کے جو شاذ ہیں اور نیز شرط ہے کہ دونوں حق صفتوں میں ہم مثل ہوں اور یہ کہ ہو حوالہ چیز معلوم میں اور بعض کہتے ہیں کہ حوالہ خاص ہے ساتھ نقدین یعنی سونے اور چاندی کے اور منع ہے اناج میں اس واسطے کہ وہ بیچنا اناج کا ہے پہلے قبض کرنے اس کے۔ (فتح)

وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الْحَوَالَةِ
اور کیا رجوع کرے محتال محیل پر یا نہیں

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ عقد لازم ہے کہ اس میں رجوع صحیح نہ ہو یا جائز ہے کہ اس میں رجوع صحیح ہو۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ إِذَا كَانَ يَوْمَ أَحَالَ عَلَيْهِ مَلِيًّا جَازَ
اور حسن اور قتادہ نے کہا کہ اگر حوالہ کرنے کے وقت محال علیہ مال دار ہو تو جائز ہے

فائدہ: یعنی محتال کو محیل پر رجوع کرنا نہیں پہنچتا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر محال علیہ حوالے کے دن تنگ دست ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور مقید کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اس وقت کے جب کہ نہ جانتا ہو محتال ساتھ

افلاس محال علیہ کے یعنی تو نہ رجوع کرے اور حکم سے روایت ہے کہ محتال محیل پر رجوع نہ کرے مگر جب کہ محال علیہ مر جائے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر مر جائے تو رجوع کرے اور اگر محال علیہ مفلس ہو جائے تو رجوع نہ کرے مگر روبرو محیل اور محال علیہ کے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ رجوع کرے ساتھ تنگدستی کے مطلقا برابر ہے کہ محال علیہ زندہ ہو یا مر گیا ہو اور افلاس کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ رجوع نہ کرے اور امام مالک نے کہا کہ نہ رجوع کرے محتال محیل پر مگر یہ کہ اس کو دھوکا دے جیسا کہ محیل جانتا ہو کہ محال علیہ محتاج ہے اور محتال کو یہ حال معلوم نہ کرائے اور حسن اور شریح اور زفر نے کہا کہ حوالہ مانند کفالہ کے ہے پس رجوع کرے دونوں میں سے جس پر چاہے اور ساتھ اسی کے مشعر ہے داخل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کو ابواب کفالہ کو حوالہ کی کتاب میں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مطلق رجوع نہ کرے اور امام شافعی نے کہا کہ معنی اس قول کے احلہ وابراء کے یہ ہیں کہ میں نے اپنے حق کو اپنے ذمے سے پھیر دیا اور اس کو اپنے غیر پر ثابت کیا یعنی پس رجوع جائز نہیں اور ذکر کیا ہے اس نے کہ محمد بن حسن نے حجت پکڑی ہے ساتھ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے کہ رجوع کرے حوالی اور کفالی میں صاحب اس کا نہیں ہلاکت مسلمانوں پر امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے محمد بن حسن سے اس کی اسناد کا حال پوچھا تو ذکر کیا اس نے اس کو ایک راوی مجہول سے ایک دوسرے معروف سے لیکن اس کے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے پس باطل ہوئی حجت پکڑنی ساتھ اس کے کئی وجہوں سے اور باوجود اس کے حدیث مرفوع نہیں اور اس کے راوی کو شک ہے کہ کیا وہ حوالی میں ہے یا کفالی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَارَجُ الشَّرِيْكَانِ وَأَهْلُ الْمِيْرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلٰى صَاحِبِهٖ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بانٹیں دو شریک اور اہل میراث مال مشترکہ کو پس ایک عین کو لے اور دوسرا دین کو لے پس اگر ہلاک ہو واسطے ایک کے ان دونوں میں سے وہ چیز کہ لی تھی تو نہ رجوع کرے اپنے ساتھی پر۔

فائدہ: یعنی دو شریک تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ مال تھا اور اس مال میں سے کچھ ان کے پاس موجود تھا اور کچھ پر قرض تھا تو ان دونوں نے اس مال کو آپس میں بانٹ لیا کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو موجود تھا اور کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو کسی پر قرض تھا تو اب اگر وہ قرض دار مر جائے یا مفلس ہو جائے یا انکار کرے یا قسم کھائے جبکہ گواہ نہ ہو تو اس شریک کو جائز نہیں کہ اپنے دوسرے ساتھی پر رجوع کرے اور اس سے اس قدر مال مجرا لے اس واسطے کہ وہ قرض کے ساتھ راضی ہو گیا تھا (مترجم) اور ابن تین نے کہا کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ واقع ہو یہ تقسیم رضا مندی کے باوجود برابر ہونے قرض کے ساتھ عین کے اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو قرض کے ساتھ راضی ہو اور پھر وہ ہلاک ہو جائے تو وہ اس کے ضمان میں ہے پس اس کا تاوان اس پر ہو گا جیسا

کہ اگر کوئی عین خریدتا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلف ہو جاتی ہے تو اس کی ضمان اس پر تھی اور لاحق کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے حوالی کے ساتھ اس کے یعنی حوالی میں بھی رجوع نہیں۔ (فتح)

۲۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ.

۲۱۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو چاہیے کہ قرض خواہ اس کو قبول کرے۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ تاخیر کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم ہے ادا کرنا اس کا بغیر عذر کے جیسا کہ قرض دار کو قرض ادا کرنے کا مقدور ہے اور وہ تاخیر کرتا ہے تو وہ ظلم ہے اور مال داری مختلف ہے اپنے تفریع میں لیکن مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو ادا پر قادر ہو اگرچہ فقیر ہو کما سیاتی البحث فیہ اور کیا متصف ہے ساتھ مطل کے وہ شخص کہ نہیں موجود ہے اس کے پاس مال اس قدر کہ اس کا ادا کرنا واجب ہے لیکن وہ قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس کے کے ساتھ کسب کے مثلا اکثر شافعیہ کہتے ہیں کہ مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق واجب ہے اور اور لوگوں نے تفصیل کی ہے درمیان اس کے کہ اگر اصل قرض ایسے سبب سے واجب ہوا ہو کہ اس کے ساتھ نافرمانی ہوتی ہو تو واجب ہے نہیں تو نہیں اور قول آپ کا مطل الغنی جمہور کے نزدیک یہ اضافت مصدر کی ہے طرف فاعل کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ حرام ہے مال دار قادر پر یہ کہ تاخیر کرے قرض کے ادا کرنے میں بعد مستحق ہونے اس کے کے برخلاف عاجز کے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ حوالہ قبول کرے تو یہ امر واسطے استحباب کے ہے نزدیک جمہور کے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ امر واسطے اباحت کے ہے اور یہ شاذ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر حنابلہ اور ابو ثور اور ابن جریر اور اہل ظاہر نے ظاہر پر اور خرقی کی عبارت یہ ہے کہ حوالہ کیا جائے ساتھ حق اپنے کے مال دار پر تو واجب ہے اس پر یہ کہ حوالہ قبول کرے اور اس حدیث میں زجر ہے تاخیر کرنے اور ٹال جانے سے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر یہ جان بوجھ کر کرے تو کبیرہ گناہ ہے یا نہیں پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس کا فاعل فاسق ہے لیکن کیا ثابت ہوتا ہے فسق اس کا ایک بار تاخیر کرنے کے یا نہیں امام نووی نے کہا کہ مقتضی مذہب ہمارے کا اشتراط تکرار کا ہے اور رد کیا ہے اس کو سبکی نے منہاج میں ساتھ اس کے کہ ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ تکرار کی شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ منع کرنا حق کا بعد طلب اس کی کے اور ڈھونڈنا عذر کا ادا کرنے اس کے سے مانند غصب کی ہے اور غصب کبیرہ ہے اور اس کو ظلم کہنا مشعر ہے ساتھ ہونے اس کے کے کبیرہ اور کبیرے میں تکرار شرط نہیں ہاں نہیں حکم کیا جاتا اس پر ساتھ

اس کے مگر بعد اس کے کہ ظاہر ہو عدم عذر اس کا اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا فاسق ہوتا ہے ساتھ تاخیر کے ساتھ قدرت کے پہلے طلب کے یا نہیں سو حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فسق طلب پر موقوف ہے اس واسطے کہ مطل مشعر ہے ساتھ اس کے اور داخل ہے مطل میں ہر وہ شخص کہ لازم ہے اس کو حق مانند خاوند کی واسطے بی بی اپنی کے اور مالک کے واسطے غلام اپنے کے اور حاکم کی واسطے رعیت اپنی کے اور بالعکس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو ادا سے عاجز ہو وہ ظلم میں داخل نہیں اور یہ استدلال بطریق مفہوم کے ہے اس واسطے کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ ایک صفت کے ذات کی صفات سے دلالت کرتا ہے اوپر نفی حکم کے ذات سے نزدیک دور ہونے اس صفت کے اور جو مفہوم کا قائل نہیں وہ جواب دیتا ہے کہ عاجز کا نام باطل نہیں رکھا جاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس مال دار کا مال غائب ہو وہ ظلم میں داخل نہیں ہوتا اور کیا وہ عموم مال داری سے مخصوص ہے یا وہ حکم میں مال دار نہیں ظاہر تر دوسری بات ہے اس واسطے کہ اس کو اس حالت میں زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے سو اگر حکم میں مال دار ہوتا تو اس کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوتا اور استنباط کیا گیا ہے اس سے کہ تنگدست کو نہ قید کیا جائے اور نہ اس سے مطالبہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو میسر ہو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کا مواخذہ جائز ہوتا تو البتہ ہوتا ظالم اور فرض کی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظالم نہیں واسطے عاجز ہونے اس کے کے اور بعض علماء نے کہا کہ جائز ہے اس کو بند کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اس کو یہ کہ ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب حوالہ صحیح ہو پھر قبض مشکل ہو ساتھ پیدا ہونے کسی مصیبت کے مانند موت کی یا تنگ دستی کی تو نہیں جائز ہے واسطے محتال کے رجوع کرنا محیل پر اس واسطے کہ اگر اس کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو مال داری کی شرط کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا سو جب مال داری شرط کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایسا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے رجوع نہیں جیسا کہ اگر اپنے قرض کے بدلے اس کو کچھ عوض دیتا پھر وہ عوض قرض خواہ کے ہاتھ میں تلف ہو جاتا تو نہیں ہے واسطے اس کے رجوع اور حنفیہ کہتے ہیں کہ رجوع کرے وقت مشکل ہونے کے اور تشبیہ دی ہے انہوں نے اس کو ساتھ ضمان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر لازم پکڑنے باطل کے اور الزام دینے اس کے کے ساتھ دفع قرض کے اور پہنچنے کے طرف اس کی ساتھ ہر طریق کے اور لینے قرض کے اس سے ساتھ زور کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر معتبر ہونے رضا مندی محیل اور محتال کے سوائے محال علیہ کے اس واسطے کہ اس کا حدیث میں ذکر نہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حنفیہ سے روایت ہے کہ محال علیہ کی رضا مندی بھی شرط ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اصطخری شافعیہ سے اور اس حدیث میں ارشاد ہے طرف ترک اسباب کی جو قاطع ہیں واسطے جمع ہونے دلوں کے اس واسطے کہ وہ زجر ہے واسطے تاخیر کرنے سے اور وہ پہنچاتی ہے طرف اس کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَحَالَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ وَّمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَاَحَلْتَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَاِنْ اَفْلَسْتَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ اَنْ يَّتَّبِعَ صَاحِبُ الْحَوَالَةِ فَيَأْخُذُ عَنْهُ.

جب کوئی مال دار پر حوالہ کرے تو نہیں جائز ہے اس کو رد کرنا اور جو مال دار پر حوالہ کیا جائے تو چاہیے کہ حوالی کا قبول کرے معنی اس کے یہ ہیں کہ جب کسی کا تجھ پر حق ہو اور تو اس کو کسی مال دار مرد پر حوالہ کر دے اور وہ تیری طرف سے اس کا ضامن ہو جائے پس اگر تو اس کے بعد مفلس ہو جائے تو جائز واسطے اس کے کہ پیچھے لگے صاحب حوالہ کے اور اس سے اپنا حق لے۔

۲۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ.

۲۱۲۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس میں موافق ہے واسطے جمہور کے اوپر عدم رجوع کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں وہ بظاہر جمہور کے موافق نہیں۔

بَابٌ إِنْ أَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلٰى رَجُلٍ جَازَ

جب مردے کا قرض کسی آدمی پر حوالہ کرے تو جائز ہے

۲۱۲۷۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ

۲۱۲۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں لوگ ایک جنازہ لائے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو لوگوں نے فرمایا کہ نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے صحاب نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو کسی نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے اصحاب نے کہا کہ تین دینار چھوڑ گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ بھی پڑھا پھر لوگ تیسرا جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اس پر کچھ قرض ہے لوگوں نے کہا کہ تین دینار اس پر قرض ہیں فرمایا کہ اپنے ساتھی پر جنازہ پڑھو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں اور اس کا قرض میرے ذمے ہے یعنی میں اس کی طرف سے ادا کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کچھ قرض ہے تو اس سوال کا سبب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ کے پاس جنازہ لایا جاتا تھا اور اس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت ﷺ پوچھتے تھے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے پس اگر آپ ﷺ سے بیان کیا جاتا کہ وہ اس قدر مال چھوڑ گیا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب اللہ نے آپ ﷺ پر فتوحات کھولیں یعنی غنیمتیں ہاتھ لگیں تو حضرت ﷺ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں تین آدمی کے حال کا ذکر ہے چوتھے کا ذکر نہیں پہلا وہ شخص ہے جس پر نہ کچھ قرض تھا اور نہ اس نے کچھ چھوڑا تھا اور دوسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض تھا اور اس نے قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑا ہے اور تیسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض ہے اور اس نے ادا کرنے کے موافق کچھ نہ چھوڑا تھا اور چوتھا وہ ہے کہ اس پر قرض نہ تھا اور اس نے مال چھوڑا تھا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے اور اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ وہ بہت تھا یعنی ایسے جنازے بہت تھے اور ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کفالہ یعنی مردے کے قرض کا ضامن ہونا صحیح ہے اور اس کو مردے کے مال میں رجوع کرنا درست نہیں اور مالک سے روایت ہے کہ اگر یہ کہے کہ میں تو اس واسطے ضامن ہوا ہوں کہ رجوع کروں تو اس کو رجوع جائز ہے اور اگر مردے کے واسطے مال نہ ہو اور ضامن نے یہ حال معلوم کر لیا ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز نہیں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر مردہ ادا قرض کے موافق مال چھوڑ جائے تو جائز ہے ضمان بقدر اس چیز کے کہ چھوڑ گیا اور اگر مردے نے ادا قرض کے موافق مال نہ چھوڑا ہو تو یہ ضمان صحیح نہیں اور یہ حدیث دلیل ہے واسطے جمہور کے اور اس حدیث میں اشعار ہے

ساتھ دشوار ہونے امر دین کے یعنی قرض کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے اٹھانا اس کا مگر ضرورت سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب حوالہ کا باندھا ہے اور حدیث میں ضمان کا ذکر ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ حوالہ اور ضمان دونوں بعض کے نزدیک متقارب ہیں یعنی ان کے معنی آپس میں قریب قریب ہیں اور یہی مذہب ہے ابوثور کا اس واسطے کہ معنی حوالہ کے نقل کرنا ذمے ایک مرد کا ہے طرف ذمے دوسرے مرد کی اور ضمان اس حدیث میں نقل کرنا اس چیز کا ہے کہ مردے کے ذمے ہو طرف ذمے ضامن کی پس ہو گیا مانند حوالہ کے برابر۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْكَفَالَةِ

کتاب ہے ضامن ہونے کے بیان میں

بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالدُّيُوْنِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا

باب ہے بیچ بیان ضامن ہونے کے قرض اور دیون کے ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اور غیر بدنوں کے یعنی حاضر ضامن ہونا ہے یا مال ضامن ہونا ہے اور عطف دیون کا قرض میں عطف عام کا ہے خاص پر اور مراد ساتھ غیر ابدان کے مال ہے۔

فائدہ: قرض کے معنی مشہور ہیں اور دین اس سے عام ہے یعنی جو چیز کہ کسی سبب سے کسی کے ذمہ لازم ہو مانند مہر وغیرہ کے (ت)

وَقَالَ أَبُوْ الزِّنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كَفِيْلًا حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ.

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو زکوٰۃ تحصیل کرنے کو بھیجا سو ایک مرد نے اپنی عورت کی لونڈی سے زنا کیا تو حمزہ نے کہا کہ البتہ میں تجھ کو سنگسار کروں گا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اس کا مقدمہ اس سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھایا گیا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑا مارا تھا اور اس کو سنگسار نہ کیا تھا تو حمزہ نے اس مرد سے ضامن لیا کہ مبادا کہیں بھاگ نہ جائے اور کسی کے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ سے پچھوا بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی یعنی جو وہاں کے لوگ کہتے ہیں وہ سچ ہے اور عذر کیا اس نے اس کو ساتھ

جہالت کے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس کو سنگسار نہ کیا تو اس واسطے نہ کیا تھا کہ اس نے عذر کیا تھا کہ مجھ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ میری عورت کی لونڈی مجھ پر حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ضامن ہونا ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اس واسطے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے اور اس نے یہ کام کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا باوجود اس کے کہ اس وقت بہت اصحاب موجود تھے اور یہ جو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بطور تعزیر کے تھا اور اس میں شاہد ہے واسطے مذہب مالک کے بیچ تجاوز کرنے امام کے تعزیر میں بقدر حد کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ فعل صحابی کا ہے اور مرفوع حدیث اس کے معارض ہے پس اس میں حجت نہیں اور نیز اس میں یہ بھی صریح نہیں کہ یہ بطور تعزیر کے تھا پس شاید کے عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہوگا کہ زانی محصن اگر حرمت کو جانتا ہو تو سنگسار کیا جائے اور اگر نہ جانتا ہو تو اس کو کوڑے مارے جائیں۔ (فتح)

وَقَالَ جَرِيْرٌ وَالْأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْمُرْتَدِّيْنَ اسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ.

اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرتدوں کے حق میں کہا کہ ان سے توبہ کراؤ اور ضامن لو قوم ان کی سے تو توبہ کی انہوں نے اور ضمانت دی ان کی قبیلے ان کے نے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ پکڑا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کفالہ بالابدان کو قرضوں میں کفالہ بالابدان سے حدود میں ساتھ طریق اولیٰ کے اور ساتھ حاضر ضامن ہونے کے ہیں جمہور اور جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ اگر مکفول ساتھ حد قصاص کے غائب ہو جائے یا مر جائے تو ضامن پر حد نہیں بخلاف دین کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضامن جب مال ادا کرے گا تو واجب ہوگا واسطے اس کے صاحب مال پر مثل اس کی۔

وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ يَضْمَنُ

اور حماد نے کہا کہ اگر نفس کا ضامن ہو یعنی میں اس کو حاضر کروں گا اور مکفول مر جائے تو ضامن پر کچھ نہیں اور حکم نے کہا کہ وہ ضامن ہوتا ہے یعنی اس مال کا کہ مکفول کے ذمے تھا۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور کا کہ وہ مال کا ضامن ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِالشُّهَدَآءِ أُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا قَالَ فَأْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَّرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِيْ أَجَّلَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ إِلٰى صَاحِبِهِ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ أَتٰى بِهَا إِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَأَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَأَلَنِيْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَأَنِّيْ جَهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِيْ لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّيْ أَسْتَوْدِعُكَهَا فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتّٰى وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَّخْرُجُ إِلٰى بَلَدِهٖ فَخَرَجَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی قوم میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا کہ میرے پاس گواہوں کو لا کہ ان کو قرض کا گواہ کروں تو اس نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو قرض دینے والے نے کہا کہ تو کوئی ضامن ہی کو تو لا اس نے کہا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے اس نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے سو اس کو ایک ہزار اشرفیاں ایک مدت معلوم کے وعدے پر دیں سو وہ سوداگری کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا سو اپنے کام سے فراغت پا چکا پھر اس نے جہاز کی تلاش کی تا کہ اس پر سوار ہو کر مدت مقرر کے اندر قرض خواہ کے پاس آئے تو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو لے کر کریدا پھر اس میں ہزار اشرفیوں کو بھرا اور اپنا ایک خط قرض خواہ کے نام کا اس میں ڈالا پھر کریدنے کے جگہ کو خوب بند کیا اور اس کو سمندر پر لے آیا پھر کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے فلانے سے ہزار اشرفیاں قرض لیں تھیں تو اس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری ضامنی سے راضی ہو گیا تھا پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تھا تو میں نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری گواہی سے راضی ہو گیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤں یعنی تا کہ اس کا قرض ادا کروں سو میں نے نہ پایا اب میں تجھ کو یہ لکڑی امانت سپرد کرتا ہوں پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ڈوب گئی پھر وہاں سے

الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ یَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْکَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِیْ فِیْهَا الْمَالُ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِیْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ فَاَتٰی بِالْاَلْفِ دِیْنَارٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْکَبٍ لِاٰتِیَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ اَتَیْتُ فِیْهِ قَالَ هَلْ کُنْتَ بَعَثْتَ اِلَیَّ بِشَیْءٍ قَالَ اُخْبِرُكَ اَنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ فِیْهِ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰی عَنْكَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ الدِّیْنَارِ رَاشِدًا.

پلٹ آیا اور وہ لوٹنے کے وقت بھی جہاز کی تلاش میں تھا تا اس کے شہر کو جائے سو جس مرد نے قرض دیا تھا وہ دیکھنے کا نکلا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لایا ہو سو اس نے اچانک اس لکڑی کا دیکھا جس میں اس کا مال تھا سو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے لیا تو جب اس کو چیرا تو مال اور خط کو پایا پھر کچھ مدت کے بعد وہ قرض لینے والا آیا اور ہزار اشرفیاں لایا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ہمیشہ جہاز کی تلاش میں کوشش کرتا رہا کہ میں تیرے پاس تیرا مال لاؤں سو اس وقت کے آنے سے پہلے میں نے کوئی جہاز نہ پایا تو قرض دینے والے نے کہا کیا تو نے کچھ میرے پاس بھیجا تھا اس نے کہا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اپنے آنے سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا قرض دینے والے نے کہا سو البتہ اللہ نے تیری طرف سے جو مال کہ تو نے لکڑی میں بھیجا تھا سو پہنچا دیا سو اب تو اپنی ہزار اشرفیاں لے کر خیریت سے پھر جا۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ جس نے قرض دیا تھا وہ نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اور نسبت اس کی طرف بنی اسرائیل کی اس سبب سے ہے کہ وہ ان کے تابع تھا نہ یہ کہ وہ ان کی نسل سے تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مقرر کرنا مدت کا قرض میں اور واجب ہے پورا کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں بلکہ وہ معروف کے باب سے ہے اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی بنی اسرائیل میں عجائب سے واسطے نصیحت لینے اور پیروی کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا دریا میں اور تجارت کرنی بیچ اس کے اور یہ کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا گواہ کا قرض میں اور ضامن طلب کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اللہ پر توکل کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کا توکل صحیح ہو اس کی مدد کا اللہ ضامن ہوتا ہے اور وجہ دلالت کرنے اس کے کی کفالہ پر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس واقع کو ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا اس کو اس واسطے کہ اس کی پیروی کی جائے نہیں تو اس کے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ﴾

باب ہے بیچ بیان حکم مضمون اس آیت کے کہ جن سے قرار باندھا تم نے ان کو دو حصہ ان کا

فائدہ: جب مہاجرین مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے اور انصار کے درمیان برادری کر دی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا تو مہاجرین اور انصار نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ خون میرا خون تیرا ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور ناطے دار محروم رہتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور ناطے دار وارث قرار پائے۔

٢١٢٨۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِدْرِیْسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ قَالَ وَرَثَةً وَّالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ یَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْاَنْصَارِیَّ دُوْنَ ذَوِیْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِیْ آخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ نَسَخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ اِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِیْحَةَ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِیْرَاثُ وَیُوْصِیْ لَهٗ.

٢١٢٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ موالی کے معنی وارث کے ہیں اور آیت والذین عقدت ایمانکم کی تفسیر میں کہا کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا سوائے اپنے قرابتی کے واسطے اس برادری کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کرا دی تھی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے سب کے وارث ٹھہرا دیے ہیں تو پہلی آیت منسوخ ہوگئی یعنی والذین عقدت ایمانکم پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مستثنیٰ ہے اس حکم منسوخ سے مدد کرنی اور سلوک کرنا اور خیر خواہی کرنی اور دور ہوا حکم میراث کا اور وصیت کی جائے واسطے اس کے یعنی جو حضرت ﷺ کے برادری کرانے کے سبب سے وارث ہوتا تھا۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کفالہ لازم کرنا مال کا ہے اوپر اپنے بغیر عوض کے بطور استحباب کے پس لازم ہوگا جیسا کہ لازم ہوتا ہے استحقاق میراث کا ساتھ قسم کے جو منعقد کی ہے اوپر وجہ استحباب کے اور ابو داود نے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے مرد سے قسم کھاتا تھا جن کے درمیان نسبت نہ ہوتی تھی سو وہ ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا سو منسوخ کیا اس حکم کو اس آیت نے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ (فتح)

٢١٢٩۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ

٢١٢٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمٰن ہمارے

جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ.

پاس آئے تو حضرت ﷺ نے اس کے اور سعید بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کرائی۔

فائدہ: اور غرض اس سے ثابت کرنا قسم کا ہے اسلام میں اور یہ پوری حدیث بیوع میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ.

۲۱۳۰۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی قسم اور عہد پیماں کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں تو اس نے کہا کہ حلف دی حضرت ﷺ نے درمیان قریش کے اور انصار کے بیچ گھر میرے کے (یعنی ان کے درمیان برادری کرائی)۔

فائدہ: حلف کے معنی عہد کے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عہد کریں آپس میں لوگ اسلام میں ان چیزوں پر جن پر جاہلیت سے پہلے عہد کیا کرتے تھے اور گویا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس حدیث کی جو مسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے حلف اسلام میں اور جس نے جاہلیت کے وقت عہد و پیماں کیا ہو تو نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو اسلام مگر مضبوطی اور طبری نے کہا کہ وہ چیز کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے انس رضی اللہ عنہ نے اوپر ثابت کرنے حلف کے نہیں مخالف ہے نفی کو جو جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ برادری مذکور اول ہجرت میں تھی اور اس کے سبب ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر اس سے میراث منسوخ ہوئی اور باقی رہی وہ چیز جس کو قرآن نے باطل نہ کیا اور وہ حق پر مدد کرنی ہے اور ظالم کا ظلم سے روکنا میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوئی ساتھ اس کے وجہ وارد کرنے دونوں حدیثوں انس رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور خطابی نے کہا کہ ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا **حالف بینهم** یعنی برادری کرائی درمیان ان کے اس کی مراد یہ ہے کہ کفر کی حالت میں حلف کرنے کے معنی اور اسلام میں برادری کرنے کے معنی ایک ہیں لیکن وہ اسلام میں جاری ہے احکام دین پر اور اس کی حدوں پر اور جاہلیت کے حلف جاری تھے اس چیز پر کہ تھے تواضع کرتے اس کو آپس کے ساتھ فکروں اپنی کے سو جو چیز اس سے اسلام کے حکم کے مخالف تھی وہ باطل ہوئی اور جو باقی تھا اپنے حال پر رہا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَّرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ

جو مردے کی طرف سے قرض کا ضامن ہو تو اس کو ضمانت سے پھرنا جائز نہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بصری۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں تو احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ ضمانت سے پھرنا جائز نہیں بلکہ وہ لازم ہے واسطے اس کے اور قرار پا چکا ہے حق اس کے ذمہ میں اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ رجوع کرے ترکہ میں بقدر اس چیز کے کہ ضامن ہوا تھا ساتھ اس کے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مقصود اس کے کے۔ (فتح)

٢١٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

٢١٣١۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لائے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس نماز پڑھو اپنے ساتھی پر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قرض میرے ذمہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو ضمانت سے پھرنا جائز ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرض دار پر نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس کا قرض ادا کر دیتے واسطے اس احتمال کے کہ شاید پھر جائے تو اس کی یہ صورت ہوتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض دار پر نماز پڑھی ہے جس کا قرض باقی تھا تو معلوم ہوا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے ضمانت اس چیز کے کہ میت پر ہے قرض سے اور نہیں چھوڑا اس نے اس قدر مال کہ اس سے قرض ادا ہو سکے اور یہی قول ہے جمہور کا برخلاف ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور مبالغہ کیا ہے طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد کرنے میں۔ (فتح)

٢١٣٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا

٢١٣٢۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح یعنی لپیں بھر بھر دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا پھر جب بحرین کا مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارا کہ جس سے

وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِيْءُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَّقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا.

حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت ﷺ پر قرض ہو تو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کا حق ادا کریں سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا تھا سو انہوں نے مجھ کو دو لپیں بھر کر دیں سو میں نے ان درہموں کو گنا تو ناگہاں وہ پانچ سو درہم تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور گن لے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں تین بار کا ذکر آیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے اور ساتھ اسی کے ظاہر ہوگی مناسبت قول اس کے کی آخر حدیث میں کہ میں نے ان کو گنا تو اچانک وہ پانچ سو درہم تھے پھر کہا کہ ہزار درہم اور گن لے اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے قائم مقام ہوئے تو ضامن ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ جو حضرت ﷺ پر تھا حق واجب یا مستحب سے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو ان کو لازم ہوا یہ کہ ادا کریں تمام وہ چیزیں جو حضرت ﷺ پر تھی قرض سے یا وعدے سے اور تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے پورا کرنے وعدے کو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو جاری کیا اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا واسطے دلیل اس حدیث کے اور نہیں دلالت ہے بیچ سیاق اس کے کے اوپر خصوصیت کے اور نہ اوپر وجوب کے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد عدل کا اصحاب میں سے اگرچہ اس میں راوی کا اپنا فائدہ ہو اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے دعوی کی صحت پر گواہ طلب نہ کیا اور احتمال ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو اور اپنے علم سے اس کے واسطے حکم کیا ہو پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز مثل اس کی کے واسطے حاکم کے۔ (فتح)

بَابُ جِوَارِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهٖ

باب ہے بیان میں امان دینے کافر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور عہد کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: جوار سے مراد ذمہ اور امان ہے۔

۲۱۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۲۱۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماں

اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَقَالَ أَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فَطَافَ فِيْ أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ

باپ کو ہرگز نہ پہچانا مگر کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے یعنی حضرت ﷺ ہر روز ہمارے گھر میں آیا کرتے تھے صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوئے یعنی کافروں نے ان کو ایذا دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے پر حبشہ کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب برک الغماد (نام ہے ایک جگہ کا یمن میں) میں پہنچے تو ان کو ابن دغنہ ملا اور وہ قبیلے قاہرہ کا سردار تھا تو اس نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال دیا اور میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں اور ابن دغنہ نے کہا کہ بے شک تیرے جیسا آدمی لائق نہیں کہ نکلے یا نکالا جائے اس واسطے کہ بے شک کہ تو فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں پر یعنی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتا ہے اور میں تجھ کو امان دیتا ہوں سو تو پلٹ چل اور عبادت کر اپنے رب کی اپنے شہر میں سو ابن دغنہ نے کوچ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھرا اور کفار قریش کے رئیسوں میں گھوما تو اس نے ان کو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے کیا تم ایسے مرد کو نکالتے ہو کہ فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں میں یعنی مصیبتوں میں لوگوں پر مدد کرتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی امان جائز رکھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دی اور ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

وَيُعِينُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوْا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُوْ بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَآءَ ةِ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهٗ حِيْنَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَإِنَّهٗ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَآءَ ةَ وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا فَأْتِهٖ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ

سے حکم کر کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور نہ ایذا دے ہم کو ساتھ نماز اور قرات کے اور نہ اس کو بلند آواز سے پڑھے اس واسطے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں اور ہماری عورتوں کو فتنے میں ڈالے تو ابن دغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اپنے گھر کے سوا اور جگہ میں اپنی نماز اور قرات کو پکار کر نہ پڑھتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسجد بنانے کا خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی سو وہ اس میں نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے اور مشرکوں کے لڑکے اور عورتیں ان کے اوپر ہجوم کرتے تھے اور ان سے خوش ہوتے تھے اور ان کو دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے قرآن پڑھنے کے وقت اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے کہ مبادا بال بچے مسلمان نہ ہو جائیں تو انہوں نے کسی کو ابن دغنہ کے پاس بھیجا وہ ان پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ اس عہد سے بڑھ گیا سو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ہے اور نماز اور قرات پکار کر پڑھتے ہیں اور ہم نے خوف کیا کہ ہماری عورتوں اور بچوں کا فتنے میں نہ ڈالے سو تو اس پاس جا سو اگر وہ چاہیں کہ صرف اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو کریں سو اگر وہ نہ مانیں یہ کہ اس کو پکار کر پڑھیں تو اس کو سوال کر کہ تیرا ذمہ تجھ کو پھیر دے اس واسطے کہ ہم برا جانتے ہیں اس کو کہ تیرا عہد توڑیں اور نہیں ہم قرار کرنے والے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پکار کر پڑھنے کو

أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ابن دغنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم جانتے ہو وہ چیز کہ جس پر میں نے تمہارے واسطے عہد کیا تھا پس یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میرا ذمہ مجھ کو پھیر دو اس واسطے کہ میں نہیں چاہتا یہ کہ عرب کے لوگ سنیں کہ عہد توڑا گیا میں ایک مرد کے حق میں جس کے واسطے میں نے ذمہ کیا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان کے ساتھ راضی ہوتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن مکے میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کا گھر مجھ کو خواب میں دکھایا گیا دیکھی میں نے زمین شور کھجوروں والی درمیان دو پتھریلی زمینوں کے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی طرف مدینے کی جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا اور رجوع کیا طرف مدینے کی بعض اس شخص نے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کے ارادے پر سامان تیار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کی امید رکھتے ہیں میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روکا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں اونٹوں کو جوان کے پاس تھے چار مہینے ببول کے پتے کھلائے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ راضی ہونا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ امان ابن دغنہ کے اور برقرار رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ان کو اوپر اس کے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی کفالہ میں یہ ہے کہ وہ لائق ہے ساتھ کفالہ بدنوں کے اس واسطے کہ جس نے اس کو امان دی تھی گویا کہ وہ ضامن ہوا تھا ساتھ جان مجار کے۔ (فتح)

۲۱۳۴۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهٗ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ وَفَاءً صَلّٰی وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ.

۲۱۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مردہ آدمی لایا جاتا تھا جس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے تھے کہ کیا اس نے ادا قرض کے واسطے تجہیز و تکفین سے زیادہ کچھ چھوڑا ہے سو اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا کہ اس نے اس قدر مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو اس کا جنازہ پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو سو جب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کھولیں تو فرمایا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت میری ان پر زیادہ ہے شفقت کرنے ان کے سے اپنی جانوں پر سو جو کوئی مسلمانوں سے مرے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کے قرض کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس حدیث کے پہلے باب ہے بغیر ترجمہ کے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے اسماعیلی نے اور ابن بطال نے اس حدیث کو باب من تکفل الخ کے اخیر میں بیان کیا ہے اور یہی بات لائق تر ہے اس واسطے کہ اس حدیث کو جوار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور جس نے باب الدین کے ساتھ باب باندھا ہے تو یہ بعید ہے اس واسطے کہ لائق اس کے ساتھ یہ تھا کہ کتاب القرض میں ہوتا اور ایک روایت میں ضیاع کا لفظ زیادہ ہے خطابی نے کہا کہ وہ وصف ہے واسطے اس شخص کے کہ پیچھے چھوڑے اس کو مردہ یعنی چھوڑے ذوضیاع کو یعنی جن کے پاس کچھ نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے تو اس کی بحث کتاب الفرائض میں آئے گی اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرض دار مردے کا جنازہ نہ پڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ لوگوں کو اپنی زندگی میں قرض ادا کرنے کی رغبت پیدا ہو تا کہ وہ اس سے براءۃ حاصل کریں تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ان سے فوت نہ ہو اور کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرض دار مردے پر نماز پڑھنی حرام تھی یا جائز اس میں دو قول ہیں نووی نے کہا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ جائز تھی باوجود ضامن کے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے اور قرطبی نے حکایت کی ہے کہ جو قرض لے کر ناجائز کام میں خرچ کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور جو قرض لے کر جائز کام میں خرچ کرتا تھا اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث تعمیم پر دلالت کرتی ہے

چنانچہ فرمایا کہ جو مر جائے اور اس پر قرض ہو یعنی خواہ قرض لے کر جائز کام میں خرچ کیا ہو یا ناجائز میں اور اگر حال مختلف ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو بیان کرتے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھنے سے باز رہے تو آپ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے تو کہا کہ ظالم تو قرضوں میں وہ ہے کہ جو زنا اور اسراف میں قرض اٹھائے اور لیکن حرام سے بچنے والا عیال دار سو میں اس کا ضامن ہوں اس کی طرف سے ادا کر دوں گا تو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حازمی نے کہا متابعات میں اس کا کچھ ڈر نہیں اور اس میں یہ بات نہیں کہ تفصیل مذکور ہمیشہ تھی بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ وہ اس کے بعد عارض ہوئے اور یہ کہ یہی سبب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ جو قرض چھوڑے تو میرے ذمے ہے ادا کرنا اس کا اور یہ قرض کا ادا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ کا یہ قول کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو یہ ناسخ ہے واسطے ترک کرنے نماز کے قرض دار مردے پر اور یہ جو فرمایا کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو مراد ادا کرنا اس مال سے ہے جو آپ ﷺ کو اللہ غنیمتوں اور صدقات سے دے گا اور اسی طرح لازم ہے ہر حاکم مسلمان کو یہ کہ کرے یہ کام ساتھ مردے قرض دار کے اور نہیں تو اس پر گناہ ہے اگر مردے کا بیت المال میں حق ہو تو اس سے سب قرض ادا کرے نہیں تو بقدر حصے اس کے کے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْوَكَالَةِ — کتاب ہے وکالت کے بیان میں

بَابُ وَكَالَةِ الشَّرِيْكِ الشَّرِيْكَ فِي الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا — بیان ہے وکالت کرنے شریک کے شریک کی بانٹنے میں اور اس کے سوا میں

فائدہ: وکالت کے معنی سپرد کرنا کام کا ہے دوسرے کو اور اس کو اس کا محافظ کرنا اور شرح میں اس کے معنی قائم کرنا ایک مرد کا ہے دوسرے کو اپنی جگہ میں یعنی اپنا نائب کرنا مطلق ہو یا مقید خواہ سب کاموں میں ہو یا خاص ایک کام میں۔(فتح)

وَقَدْ أَشْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فِيْ هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِقِسْمَتِهَا — اور تحقیق شریک کیا حضرت ﷺ نے علی کو اپنی قربانی میں پھر حکم کیا ان کو ساتھ بانٹنے ان کے کی فقیروں پر

فائدہ: یہ دو ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ ایک حج میں گزر چکی ہے اور ایک آئندہ آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بیچ بانٹنے گوشت کے اور یہ جو کہا کہ غیر بانٹنے میں تو پکڑا جاتا ہے اس سے بطور الحاق کے یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔(فتح)

٢١٣٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِيْ نُحِرَتْ وَبِجُلُوْدِهَا.

٢١٣٥۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہا کہ ذبح کیے ہوئے اونٹوں کی جھولوں اور کھالوں کو خیرات کروں یعنی فقیروں پر تقسیم کروں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے بیچ

اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے قسمت میں۔(فتح)

۲۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ.

۲۱۳۶۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بکریاں دیں کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں پر تقسیم کرے سو بکری کا ایک بچہ باقی رہا تو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے۔

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے تھے کہ اس کے واسطے بھی اس قسمت میں حصہ ہے تو گویا کہ وہ ان کا شریک تھا اور اسی نے بکریوں کو ان کے درمیان تقسیم کیا تھا اور ابن منیر نے ایک اور احتمال نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہبہ کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر ایک کے مقسوم فہیم سے وہ چیز کہ پھرے طرف ہر ایک کی پس نہ ثابت ہوگی شرکت اور جواب دیا کہ بیان کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کو قربانیوں میں دوسرے طریق سے ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے ان کے درمیان قربانیاں تقسیم کیں تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بکریوں کو قربانی کے واسطے معین کیا تھا پھر وہ سب کی سب اکٹھی ان کو بخش دیں پھر عقبہ کو ان کے تقسیم کرنے کا حکم کیا پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا واسطے اس کے اور ابن بطال نے کہا کہ شریک کی وکالت جائز ہے جیسا کہ جائز ہے شرکت وکیل کی میں اس میں اختلاف نہیں جانتا اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے اوپر جواز سپرد کرنے امر کے طرف رائے شریک کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ معین کیا ہو واسطے اس کے وہ شخص کہ دی اس کو جیسا کہ معین کیا واسطے اس کے وہ چیز کہ دی اس کو پس نہ ہوگی اس میں تفویض۔(فتح)

بَابُ إِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الْحَرْبِ أَوْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ جَازَ

اگر مسلمان کافر حربی کو دار الحرب میں یا دار الاسلام میں وکیل بنائے تو جائز ہے

فائدہ: یعنی جب کافر حربی دار الاسلام میں امان کے ساتھ ہو۔(فتح)

۲۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ

۲۱۳۷۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ میرے اہل اور مال کو کہ مکے میں ہے نگاہ رکھے اور نگاہ رکھوں میں اس کے اہل اور مال کو کہ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِيْ فِيْ صَاغِيَتِيْ بِمَكَّةَ وَأَحْفَظَهُ فِيْ صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَا أَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِيْ بِاسْمِكَ الَّذِيْ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلٰى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِيْنَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَّجَا أُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيْقٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِيْ آثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيْتُ أَنْ يَّلْحَقُوْنَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتّٰى يَتْبَعُوْنَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيْلًا فَلَمَّا أَدْرَكُوْنَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِيْ لِأَمْنَعَهُ فَتَخَلَّلُوْهُ بِالسُّيُوْفِ مِنْ تَحْتِيْ حَتّٰى قَتَلُوْهُ وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِيْ بِسَيْفِهِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِيْنَا ذٰلِكَ الْأَثَرَ فِيْ ظَهْرِ قَدَمِهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَّإِبْرَاهِيْمُ أَبَاهُ.

مدینے میں ہے سو جب میں نے رحمٰن کا نام لیا یعنی اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا بلکہ مجھے اپنے اس نام کے ساتھ خط لکھ کہ جاہلیت میں تھا سو میں نے اس کو اپنے قدیمی نام عبد عمرو سے خط لکھا سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو میں پہاڑ کی طرف نکلا کہ اس کو نگاہ رکھوں یعنی اس کے خون کو بچاؤں جب کہ لوگ سو گئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا سو وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس سے گزرا پس کہا کہ یہ امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں اللہ کے عذاب سے نجات نہ پاؤں گا تو انصار کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہمارے پیچھے نکلا سو جب میں ڈرا کہ انصار ہم کو آملیں تو میں نے ان کو واسطے ان کے بیٹے کو پیچھے ڈالا تا کہ وہ ان کو باز رکھے سو انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر انہوں نے نہ مانا یہاں تک کہ ہمارے پیچھے پڑے اور امیہ بھاری بدن والا تھا سو جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو میں نے امیہ کو کہا کہ بیٹھ جا سو وہ بیٹھ گیا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈالا تا کہ اس کو ان سے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کی طرف تلواریں داخل کیں یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا اور ان میں سے ایک تلوار میرے پاؤں کو لگی اور عبدالرحمٰن ہم کو پاؤں کی پیٹھ پر اس کا نشان دکھاتے تھے۔

فائدہ: اور پورا قصہ اس کا غزوہ بدر میں آئے گا اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہ حالانکہ وہ مسلم تھے دارالاسلام میں سپرد کی طرف امیہ بن خلف کی اور وہ دارالحرب میں تھا وہ چیز کہ متعلق تھی ساتھ کاموں اس کے کی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا ابن منذر نے کہا کہ اگر مسلمان کافر مستامن کو وکیل کرے یا حربی مستامن مسلمان کو وکیل کرے تو یہ بالاتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيْزَانِ — بیع صرف اور موزون میں وکیل کرنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ بیع صرف میں وکیل کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اگر ایک مرد کو درہموں میں صرف کرنے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو دینار صرف کرنے کے لیے وکیل کرے اور وہ دونوں آپس میں ملیں اور بیع صرف کریں معتبر ساتھ شرط اپنی کے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)

وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ — اور وکیل کیا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف میں یعنی بیع صرف میں

فائدہ: سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک برتن سونے سے ملمع کیا ہوا دیا اور کہا کہ اس کو لے جا اور بیچ ڈال تو اس نے اس کو اس کے دو گنے وزن سے ایک یہودی کے ہاتھ بیچا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھیر دے تو یہودی نے کہا کہ میں تجھ کو زیادہ مول دیتا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر ساتھ برابر وزن کے۔ (فتح)

۲۱۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَ هُمْ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۲۱۳۸۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل کر کے بھیجا تو وہ وہاں سے عمدہ کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں تو اس نے کہا کہ ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ تو پہلیملی جلی ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ کھجوریں مول لیا کر اور تلنے کے چیزوں میں بھی اسی طرح فرمایا۔

فائدہ: یعنی ہر تلنے والی چیز کا یہی حکم ہے کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع نہ بیچی جائے بلکہ برابر بیچی جائے اور مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے سپرد کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اس چیز کا کہ ماپی جائے اور تولی جائے طرف غیر اپنے کی پس وہ بیچ معنی وکیل کے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف سے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے صرف اور ابن بطال نے کہا کہ بیچنا اناج کا ہاتھوں ہاتھ مثل بیع صرف کی ہے برابر یعنی بیچ شرط ہونے اس کے کے اور اس

سے وکالت کے اخذ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عامل خیبر کو فرمایا کہ تو ملی جلی کھجور کو درہموں سے بیچ ڈالا کر بعد اس کے کہ اس نے سنت کے مخالف بیچا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو بیع سود سے منع فرمایا اور اذن دیا اس کو بیع میں بطور سنت کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِيْ أَوِ الْوَكِيْلُ شَاةً تَمُوْتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ.

جب دیکھے چرواہا یا وکیل بکری کو کہ مرتی ہے یا کسی چیز کو کہ فاسد ہوتی ہے تو ذبح کرے اور درست کرے اس چیز کو کہ اس پر فساد کا خوف ہو۔

فائدہ: تو جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ نہیں غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ حدیث باب کے کلام کرنا بیچ حلال ہونے ذبیحہ کے یا حرام ہونے اس کے کے بلکہ اس کی غرض تو صرف یہ ہے کہ چرواہے اور وکیل سے ضمان ساقط ہو جاتی ہے اور ابن تین نے اعتراض کیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ جس لونڈی نے بکری کو ذبح کیا تھا وہ بکری والی کے ملک میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ اس کی ضمان اس پر نہیں آتی اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جو یہ کام کرے اس پر کچھ حرج نہیں اور یہ عام تر ہے تضمین وغیرہ سے۔ (فتح)

۲۱۳۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَأْكُلُوْا حَتّٰى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّسْأَلُهٗ وَأَنَّهٗ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَاكَ أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهٗ بِأَكْلِهَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَيُعْجِبُنِيْ أَنَّهَا أَمَةٌ وَأَنَّهَا ذَبَحَتْ تَابَعَهٗ عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

۲۱۳۹۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے پاس بکریاں تھیں جو سلع (نام ہے ایک پہاڑ کا مدینے میں) میں چرتی تھیں سو ہماری لونڈی نے بکریوں میں سے ایک بکری کو قریب مرگ کے دیکھا سو اس نے پتھر کو توڑا اور اس کو اس سے حلال کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ سے پوچھوں یا کسی کو پوچھنے کے لیے حضرت ﷺ کے پاس بھیجوں یہ (شک راوی کا ہے) اور یہ کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم حضرت ﷺ سے پوچھا یا کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا حکم فرمایا عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عجب میں ڈالا مجھ کو اس بات نے کہ وہ لونڈی تھی اور اس نے بکری ذبح کی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تصدیق کرنے اس شخص کے جس کے پس امانت رکھی گئی ہو اس چیز پر کہ امین رکھا گیا ہے اوپر اس کے جب تک کہ کوئی دلیل خیانت کی ظاہر نہ ہو اور اس پر کہ اگر وکیل

مویشی میں سے نر کو مادہ پر جفتی کرائے بغیر اذن مالک کے جس جگہ اس کی حاجت ہو اور مادہ ہلاک ہو جائے تو اس پر اس کی ضمان نہیں یعنی بدلہ نہیں (فتح) اور چونکہ چرواہا وکیل کا حکم رکھتا ہے تو اصلاح وکیل کو چرواہے کی اصلاح پر قیاس کیا۔(ت)

بَابُ وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ

حاضر اور غائب کو وکیل کرنا جائز ہے

فائدہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی شہر میں حاضر ہو وہ اگر کسی کو اپنی طرف سے بغیر عذر کے وکیل کر دے تو درست ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وکیل کرنا منع ہے مگر ساتھ عذر مرض کے یا سفر میں ہو یا ساتھ راضی ہونے خصم کے یعنی جس کے ساتھ وکیل کے واسطہ سے معاملہ کرتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جس کے اور خصم کے درمیان عداوت ہو اس کو وکیل کرنا درست نہیں اور طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اعتماد کیا جواز میں باب کی حدیث پر اور اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر جائز ہونے توکیل حاضر کے بغیر شرط کے اور وکالت غائب کی محتاج ہے طرف قبول کرنے وکیل کی وکالت کو ساتھ اتفاق کے اور جب کہ وہ قبول کرنے کے محتاج ہوئے تو حکم غائب اور حاضر کا برابر ہے۔(فتح)

وَكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِلٰى قَهْرَمَانِهٖ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُّزَكِّيَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ.

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے وکیل کو لکھا اور حالانکہ وہ اس سے غائب تھا یہ کہ صدقہ فطر دے اس کے گھر والوں کی طرف سے چھوٹوں اور بڑوں کی طرف سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غائب کو وکیل کرنا درست ہے۔

٢١٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْإِبِلِ فَجَآءَهٗ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهٗ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

٢١٤٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا جوان اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اس کو اونٹ دو تو انہوں نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو نہ پایا انہوں نے اونٹ مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اونٹ پایا تو فرمایا کہ یہی اس کو دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے مجھ کو میرا حق پورا دیا اللہ تجھ کو پورا بدلہ دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب القرض میں آئے گی اور ترجمہ کی جگہ اس سے واسطے وکالت حاضر کے

ظاہر ہے اور لیکن حکم غائب کا پس اس سے بطریق اولیٰ سمجھا جاتا ہے اس واسطے کہ جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہے باوجود قادر ہونے اس کے کی اوپر کرنے کام کے ساتھ ذات اپنی کے تو جائز ہونا اس کا واسطے غائب کے اس سے اولیٰ ہے واسطے محتاج ہونے اس کے کے طرف اس کی اور کرمانی نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دو تو یہ شامل ہے حضرت ﷺ کے وکیلوں کو جو حاضر ہوں یا غائب ہوں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِيْ قَضَآءِ الدُّيُوْنِ

قرضوں کے ادا کرنے میں وکیل کرنے کا بیان

٢١٤١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوْهُ سِنًّا مِّثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَآءً.

٢١٤١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قرض لیا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے پھر فرمایا کہ اس کے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ اس کو دو تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا یا حضرت ﷺ نہیں پاتے ہم اونٹ مگر زیادہ تر عمر اس کی سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہی اس کو دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور ابن منیر نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ بعضوں کو اکثر اوقات وہم ہوتا ہے کہ قرض کا ادا کرنا جب کہ فوراً واجب تھا تو اس میں وکالت منع ہے اس واسطے کہ یہ تاخیر ہے موکل سے طرف وکیل کی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ جائز ہے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا جو منع ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِّوَكِيْلٍ أَوْ شَفِيْعِ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ سَأَلُوْهُ الْمَغَانِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبِيْ لَكُمْ.

جب بخشے کوئی چیز واسطے وکیل یا شفیع کسی قوم کے تو جائز ہے واسطے دلیل فرمانے حضرت ﷺ کے ہوازن کے ایلچیوں کو جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے غنیمت کا مال مانگا یعنی جو کہ ان کو جورو لڑکے مسلمانوں کے قابو میں آئے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غنیمت کے مال میں سے جو میرا حصہ ہے وہ تمہارے واسطے ہے یعنی میں نے اپنا حصہ تم کو دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الخمس میں آئے گی۔

۲۱۴۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۱۴۲۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کو فرمایا کہ سب باتوں میں بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو نہایت سچی ہو سو دونوں چیزوں سے ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال اور تحقیق میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے کچھ اوپر دس دن ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ہوازن کے ایلچیوں کو ظاہر ہوا کہ نہیں پھیر دینے والے ہیں ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں چیزوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے قیدیوں کو اختیار کیا یعنی ہمارے جورو لڑکے ہم کو مل جائیں تو حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی جورو لڑکے ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بغیر عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے بلا عوض دے دے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم ان کے واسطے اس کے ساتھ راضی ہوئے یعنی ہم اپنے اپنے حصے کے قیدی بلا عوض دے دیں گے تو حضرت ﷺ نے

وَسَلَّمَ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعُوْا إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کوئی راضی ہوا اور کون نہیں ہوا سو تم پھر جاؤ یہاں تک کہ تمہارے سردار اور چوہدری تمہارے امر کو ہماری طرف لائیں یعنی تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے کلام کیا پھر ان کے سردار حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے اور قیدیوں کو پھیر دینے کی اجازت دی۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں قوم ہوازن کے جو رولڑ کے پکڑے آئے اور ان کا مال مسلمانوں کے قابو میں آیا حضرت ﷺ نے ان کا مال اور قیدی اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیے بعد اس کے کہ اس قوم نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے اس میں یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بندے ان کو پھیر دوں اور ابن بطال نے کہا کہ وہ لوگ قوم ہوازن کی طرف سے ایلچی تھے اور تھے وکیل اور سفارش کرنے والے بیچ پھیر دینے قیدیوں ان کے کے تو حضرت ﷺ نے ان کی سفارش ان کے حق میں قبول کی سو جب طلب کرے وکیل یا شفیع واسطے ذات اپنی کے اور واسطے غیر اپنے کے اور وہ چیز اس کو مل جائے تو اس کا حکم ان کا حکم ہے اور خطابی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقرار وکیل کا اپنے موکل پر مقبول ہے اس واسطے کہ سردار بجائے وکیلوں کے ہیں اس چیز میں کہ قائم کیے گئے ہیں واسطے اس کے امر ان کے سے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے ساتھ حاکم رحمہ اللہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں صحیح ہے اقرار وکیل کا اپنے موکل پر اور حدیث میں جواز پر حجت نہیں اس واسطے کہ سردار وکیل نہیں بلکہ وہ تو مانند امیروں کی اوپر ان کے ہے پس قبول کرنا قول ان کے کا بیچ حق ان کے کے بجائے قبول کرنے قول حاکم کے ہے بیچ حق اس شخص کے کہ وہ اس پر حاکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قرض لینا مدت مجہول تک واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ دیں گے ہم اول اس چیز سے کہ اللہ ہم کو عنایت کرے وسیاتی البحث فیه اور ابن منیر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے ہوازن کے ایلچیوں کو فرمایا کہ میرا حصہ تمہارے واسطے ہے تو کبھی اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہبہ صرف واسطے شفیعوں کے واقع ہوا تھا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مقصود وہ اور تمام وہ لوگ ہیں جن کے سبب سے انہوں نے کلام کیا یعنی ہوازن نے تمام پس اس سے سمجھا تھا کہ امور مقصدوں پر نازل ہوتے ہیں نہ صورتوں پر اور یہ کہ جو غیر کے واسطے

ہبہ میں سفارش کرے اور جس کے واسطے سفارش کی ہے وہ اس کو کہے کہ میں نے تجھ کو یہ چیز بخشی تو نہیں جائز ہے واسطے سفارشی کے کہ ظاہر لفظ کا پکڑے اور خاص کرے ساتھ اس کے نفس اپنے کو بلکہ وہ ہبہ واسطے اس شخص کے ہے جس کے واسطے اس نے سفارش کی اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص جو کسی کو کسی چیز معین کے خریدنے پر وکیل کرے اور وکیل اس کو خریدے پھر وکیل دعوی کرے میں نے تو یہ چیز صرف اپنے واسطے خریدی ہے تو یہ دعوی اس کا قبول نہ ہوگا اور مبیع موکل کے واسطے ہوگی اور یہ قول اس کا بنا بر مقتضی مذہب اس کے کے ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُّعْطِيَ شَيْئًا وَّلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِيْ فَأَعْطٰى عَلٰى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ.

جب وکیل کرے کسی مرد کو یہ کہ کوئی چیز دی اور نہ بیان کرے کہ گنتی دی پس دے وکیل موافق لوگوں کے

فائدہ: یعنی پس یہ جائز ہے۔ (فتح)

۲۱۴۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرِهٖ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَّاحِدٌ مِّنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِيْ آخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ إِنِّيْ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ قَالَ أَمَعَكَ قَضِيْبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَعْطِنِيْهِ فَأَعْطَيْتُهٗ فَضَرَبَهٗ فَزَجَرَهٗ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ قَالَ بِعْنِيْهِ فَقُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ أَخَذْتُهٗ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهٗ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا

۲۱۴۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں تھا حضرت ﷺ کے ساتھ تھا اور میں ایک اونٹ پر تھا سست قدم تھا اور سب لوگوں کے پیچھے تھا تو حضرت ﷺ مجھ پر گزرے تو فرمایا کہ یہ کون ہے تو میں نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما تو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ سب سے پیچھے ہے میں نے کہا کہ میں سستے قدم اونٹ پر سوار ہوں فرمایا کہ تیرے پاس چھڑی ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا مجھ کو دے سو میں نے آپ ﷺ کو دیا سو آپ ﷺ نے اس کو مارا اور جھڑکا تو وہ اس جگہ سے ایسے تیز چال ہوگیا کہ سب لوگوں کے آگے چلتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ بلکہ یہ اونٹ آپ کے ملک ہے یعنی یوں ہی میں نے آپ کو دیا میں مول نہیں لیتا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال فرمایا کہ بلکہ میں نے اس کو چار اشرفیوں سے لیا اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب ہوئے تو میں کوچ

مِنَ الْمَدِيْنَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ قَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ أَبِيْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهُ قِيْرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا تُفَارِقُنِيْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيْرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

کرنے لگا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے میں نے کہا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور بیوہ فرمایا پس یہ خوب ہے سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کا مول ادا کر دے اور کچھ اس کو قیمت سے زیادہ دے سو بلال نے اس کو چار دینار دیے اور ایک قیراط سونا قیمت سے زیادہ دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ کی زیادتی مجھ سے جدا نہیں ہوتی تو وہ قیراط جابر رضی اللہ عنہ کے میان تلوار سے جدا نہ ہوتی تھی یعنی جابر رضی اللہ عنہ اس قراط کو تبرک کے واسطے ہمیشہ اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہ وہ حضرت ﷺ کی عنایت تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی اور موافق باب سے اس میں یہ لفظ ہے کہ اے بلال اس کو اونٹ کی قیمت ادا کر دے اور کچھ زیادہ دے سو اس نے اس کو چار دینا دیے اور ایک قیراط قیمت سے زیادہ دیا اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے بلال کو زیادہ دینے کا حکم فرمایا تو اس کا اندازہ نہ فرمایا کہ کس قدر زیادہ دے تو بلال نے لوگوں کے رواج پر اعتماد کیا اور اس کو ایک قیراط زیادہ دیا اور ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتماد کرنا لوگوں کی عرف پر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے زیادتی کے اندازے کو معین نہیں کیا اپنے قول میں کہ اس کو زیادہ دے سو بلال نے عرف پر اعتماد کیا اور ایک قیراط پر اقتصار کیا تو اگر بلال مثلا اس کو ایک دینار زیادہ دیتے تو البتہ شامل ہوتی اس کو مطلق زیادتی لیکن عرف اس سے انکار کرتی ہے کذا قال اور کبھی تنازع کیا جاتا ہے بیچ اس کے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قدر پر اس قدر زیادہ دینے کی اجازت دی ہو یعنی حکم کیا ہو کہ جو ایک دینار دے وہ اس پر چوتھائی دینار کی زیادہ دیا کرے تو اس پر عمل کرنا نص کے ساتھ عمل ہوگا نہ ساتھ عرف کے۔ (فتح)

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْإِمَامَ فِي النِّكَاحِ

اگر عورت امام کو اپنی طرف سے نکاح میں وکیل کرے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی جائز ہے

٢١٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۲۱۴۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخشی تو ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ تیرے ہے قرآن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور پیچھا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا داؤدی نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے نکاح کی اجازت چاہی اور نہ یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کو وکیل کیا اور سوائے اس کے کہ نہیں نکاح کر دیا اس کا حضرت ﷺ نے اس مرد سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ نبی لائق تر ہیں ساتھ مومنوں کے جانوں ان کی سے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لیا ہے اس کو اس قول سے کہ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخشی سو اس نے اپنا کام حضرت ﷺ کے سپرد کیا اور خاطب کو فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا اور عورت نے اس پر انکار نہ کیا بلکہ وہ بدستور راضی رہی تو گویا کہ اس نے اپنے نکاح کا حضرت ﷺ کو اختیار دے دیا کہ جس سے مناسب جانیں اس کا نکاح کر دیں۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَّإِنْ أَقْرَضَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى جَازَ.

جب کوئی کسی مرد کو وکیل کرے اور وکیل کوئی چیز چھوڑ دے یعنی اس چیز سے کہ وہ اس میں وکیل ہے اور موکل اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وکیل وہ چیز کسی کو قرض دے ایک مدت معین تک یعنی اور موکل جائز رکھے تو جائز ہے۔

فائدہ: وارد کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیچ نکاح رکھنے اس کے کہ زکوۃ رمضان کو مہلب نے کہا کہ مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر وکیل کوئی ایسا کام کرے جس کی اجازت اس کو موکل نے نہ دی ہو اور موکل اس کو ناجائز تر رکھے تو وہ جائز نہیں ہوگا اور اگر اسے امانت کا مال کسی کو قرض دے تو یہ بالاتفاق جائز نہیں اور مال کے مالک کو اختیار ہوگا کہا اس نے کہ پکڑا گیا ہے یہ باب کی حدیث سے اس طریق سے کہ اناج خیرات کے واسطے جمع تھا اور تھے جمع کرتے اس کو پہلے نکالنے اس کے کی اور نکالنا اس کا عید فطر کی رات کو ہوتا تھا سو جب چور نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی کہ مجھ کو سخت حاجت ہے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا کہ اس نے اس کو قرض دیا ایک وقت تک اور وہ نکالنے کا وقت ہے اور کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث کی باب کے ساتھ

اس وجہ سے ہے کہ اس نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ إِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ وَّلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ فَإِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ لَّا أَعُوْدُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو صدقہ رمضان کی نگہبانی پر وکیل کیا میں اس کی چوکی دیتا تھا سو ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کر اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ البتہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے چلتا ہوں تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج ہوں لڑکے بالے رکھتا ہوں اور مجھ کو سخت حاجت ہے سو میں نے اس کو چھوڑ دیا (اور شیطان نے اناج کو فقیر جنوں کے واسطے لیا تھا) سو میں نے صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ اس نے اپنی عیال داری اور سخت محتاجی کی شکایت کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو بے شک وہ جھوٹا ہے اور عنقریب پھر آئے گا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ پھر آئے گا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ وہ پھر آئے گا سو وہ یعنی دوسری رات کو پھر آیا اور اپنے دونوں ہاتھ سے اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں تو اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج اور عیال دار ہوں کہ میں پھر نہ آؤں گا سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیرے قیدی نے کل کی رات کو کیا کیا میں نے کہا کہ

وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ قَالَ لِيْ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ لِيْ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

اس نے اپنی محتاجی اور عیال داری بیان کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ بے شک وہ جھوٹا ہے عنقریب پھر آئے گا سو میں اس کو تیسری بار بھی تاکتا رہا سو وہ پھر آیا اور اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں اور یہ تین بار کی اخیر بار ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں پھر نہ آوں گا اور پھر آتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو وہ کلمے سکھلاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے میں نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا جب تو سونے کے واسطے اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا ہے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے کہا تھا کہ میں تجھ کو کچھ کلمے سکھلاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمے کیا ہیں میں نے کہا کہ اس نے مجھ کو کہا تھا کہ جب تو سونے کے واسطے اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کر اور اس نے مجھ کو کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا یعنی جن اور جننی اور نہ بڑا اور نہ چھوٹا اور اصحاب نیکی کی

قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

بہت حرص کرتے تھے سو حضرت مُلَّا ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ بیشک اس نے تجھ سے سچ کہا اور حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے یعنی ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن وہ اس بات میں تجھ سے سچ بولا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو معلوم ہے کہ تو نے تین رات کس کے ساتھ بات چیت کی اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاتمہ سورت بقرہ کا آمن الرسول سے آخر تک بھی آیت الکرسی کے ساتھ پڑھا کر اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ شیطان کبھی جانتا ہے وہ چیز کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے مسلمان اور یہ کہ حکمت کو کبھی گنہگار بھی سیکھ لیتا ہے پس نہیں فائدہ اٹھاتا ساتھ اس کے اور یہ کہ آدمی کبھی ایک چیز جانتا ہے اور اس کے ساتھ عمل نہیں کرتا اور یہ کہ شیطان کبھی تصدیق کرتا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ تصدیق کرتا ہے اس کو مومن اور نہیں ہوتا وہ ساتھ اس کے مومن اور یہ کہ کبھی جھوٹا سچ بھی کہتا ہے اور یہ کہ شیطان کی شان جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ وہ شکل بدلتا ہے ساتھ بعض صورتوں کے پس ممکن ہوتا ہے دیکھنا اس کا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ شیطان اور اس کی فوج تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے مخصوص ہے ساتھ اس حالت کے جب کہ اپنی اصل صورت پر ہو جس پر اس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور یہ کہ جو کسی چیز کی محافظت کے واسطے قائم کیا جائے اس کا نام وکیل رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جن آدمیوں کا کھانا کھاتے ہیں اور یہ کہ وہ آدمیوں کے واسطے ظاہر ہوتے ہیں لیکن ساتھ شرط مذکور کے اور یہ کہ وہ کلام کرتے ہیں ساتھ کلام آدمیوں کے اور یہ کہ وہ چوری کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں اور یہ کہ آیت الکرسی کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس سے جن کھاتے ہیں اور یہ کہ بھوک میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور احتمال ہے کہ قدر مسروق حد نصاب کو نہ پہنچا ہوگا اور اسی واسطے جائز ہوا واسطے صحابی کے معاف کرنا اس سے پہلے پہنچانے اس کے کے طرف شارع کی اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا عذر کا اور عیب چھپانا اس کا جس پر سچ کا گمان ہو اور یہ کہ حضرت ﷺ غیب کو جانتے تھے اور معاذ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ کو یہ حال معلوم کروایا اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا صدقہ فطر کا پہلے رات فطر کے اور وکیل کرنا بعض کا واسطے نگہبانی اس کی کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ

جب وکیل کوئی چیز بیچے اس حال میں کہ بیع فاسد ہو تو اس کی بیع مردود ہے اس کا اعتبار نہیں

۲۱۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۱۴۵۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ

صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَوَّهْ أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهٖ.

حضرت ﷺ کے پاس عمدہ کھجور لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ کھجوریں کہاں سے ہیں بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس ناقص کھجوریں تھیں سو ہم نے اس سے دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچا ہے تا کہ ہم حضرت ﷺ کو کھلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے ہائے یہ خاص سود خاص سود ہے ایسا نہ کیا کرو لیکن جب تم خریدنا چاہو تو بیچ کھجوروں کو ساتھ بیع دوسری کے پھر اس کے ساتھ عمدہ کھجوریں خرید۔

فائدہ: اس حدیث میں بیع کے پھیرنے کے ساتھ تصریح نہیں بلکہ اس میں اشعار ہے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آ چکا ہے چنانچہ مسلم میں اس قصے میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ یہ سود ہے اس کو پھیر دے اور کتاب البیوع میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور اس میں قول ابن عبدالبر کا ہے کہ یہ قصہ دوبار واقع ہوا ہے ایک بار سود کی حرمت کے جاننے سے پہلے تھا اس میں بیع کے پھیرنے کا حکم واقع نہیں ہوا اور ایک بار بیاج کے حرام ہونے اور اس کے جاننے کے بعد تھا اور اس میں بیع کے پھیرنے کا حکم واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں بحث کرنی ہے اس چیز سے کہ اس میں آدمی کو شک ہو یہاں تک کہ اس کا حال کھلے اور اس میں نص ہے اوپر حرام ہونے بیاج زیادتی کے اور اہتمام کرنے امام کے ساتھ کام دین کے اور تعلیم کرنا اس کا واسطے اس کے کہ نہ جانے اس کو اور ارشاد کرنا اس کا طرف پہنچنے کی طرف مباحات کی اور یہ کہ سود کی بیع صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهٖ وَأَنْ يُّطْعِمَ صَدِيْقًا لَّهٗ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوْفِ

باب ہے بیچ بیان وکیل کرنے کے وقف مال میں اور خرچ وکیل کے اور یہ کہ وکیل اپنے دوست کو کھلائے اور کھائے موافق دستور کے۔

٢١٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِيْ صَدَقَةِ عُمَرَ

٢١٤٦۔ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وقف کے باب میں فرمایا کہ نہیں متولی وقف پر گناہ یہ کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ أَنْ يَّأْكُلَ وَيُؤْكِلَ صَدِيْقًا لَّهُ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِيْ صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِيْ لِنَاسٍ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ.

کھائے اور اپنے یار کو کھلائے اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما متولی ہوتے صدقہ عمر کے تحفہ بھیجتے تھے واسطے اہل مکہ کے جو ان پر اترتے تھے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اس سے تحفہ بھیجتے تھے تو شرط مذکور کے ساتھ پکڑتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اپنے یار کو کھلائے اور احتمال ہے کہ وہ اپنے حصے سے کھلاتے ہوں اور مہلب نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط وقف کی قرآن سے پکڑی ہو جس جگہ کہ اللہ نے ولی یتیم کے حق میں فرمایا کہ جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے (فتح) اور متولی وقف اس کو کہتے ہیں کہ اس کی تدبیر کرے اور اس کے خاص مصارف میں پہنچائے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُوْدِ

حدوں کے قائم کرنے میں وکیل کرنے کے بیان میں

۲۱۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا.

۲۱۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انیس اس کی عورت کے پاس جا سو اگر وہ زنا کر قرار کرے تو اس کو سنگسار کر۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

۲۱۴۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْا قَالَ فَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ

۲۱۴۸۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان کا لایا گیا اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو جو لوگ گھر میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو حد ماریں سو میں بھی اس کو مارنے والوں میں سے تھا ہم نے اس کو جوتیوں اور چھڑیوں سے مارا۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کا یہ قول ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جو گھر میں تھا یہ کہ اس کو ماریں اس واسطے کہ

جب امام خود متولی حد کا نہ ہو اور اپنے غیر کو متولی کرے تو ہوتا ہے یہ بجائے وکیل کرنے اس کے کے اس کو بیچ قائم کرنے حد کے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ شراب کی حد میں اس کے افاقہ کی انتظار نہ کی جائے جیسا کہ حامل کی حد میں جننے تک انتظار کی جاتی ہے۔(فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا

قربانی کے اونٹوں کی وکالت اور ان کی خبر گیری کرنے کا بیان

۲۱۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

۲۱۴۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو ھدی کر کے صدیق اکبر کے ساتھ خانے کعبے میں بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال کی تھی یہاں تک کہ قربانی ذبح ہوئی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حاجیوں کا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ اونٹ ھدی کے بھیجے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ھدی کے اونٹوں میں وکیل کرنا درست ہے اور اوپر ان کی خبر گیری کرنی سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جس کو باب کی حدیث شامل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان سے یہ بات ہے کہ جس بات کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش کی اس کی وہ بھی کوشش کریں اور اس پر کلام حج میں گزر چکی ہے۔(فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيْلِهِ ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْوَكِيْلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ

جب کوئی مرد اپنے وکیل سے کہے کہ رکھ مال کو جس جگہ تجھ کو اللہ بہتر معلوم ہو اور وکیل کہے کہ میں نے تیری بات سنی۔

فائدہ: یعنی اور کہے اس کو وکیل جس جگہ مناسب جانے تو جائز ہے۔

۲۱۵۰۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ

۲۱۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں سب سے زیادہ تر مال دار تھے اور سب قسم مال سے اس کو باغ

سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَّكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَأَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَّالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ.

بیرحا بہت پیارا تھا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے تو جب آیت نازل ہوئی کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک کہ نہ خرچ کرو اس چیز سے جس سے محبت رکھتے ہو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکی نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو سب سے زیادہ پیارا باغ بیرحا ہے اور بے شک میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو اللہ کے نزدیک اس کا ثواب ملے اور آخرت میں ذخیرہ ہو سو یا حضرت ﷺ جس جگہ چاہیں وہاں اس کو رکھیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے یہ مال فائدہ دینے والا ہے میں نے تیری بات سنی اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اسی طرح کروں گا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مناسب باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا سو یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس پر اس بات کا انکار نہ کیا اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے وہ کسی کو نہ دیا بلکہ اس کو حکم فرمایا کہ اس کو قرابت داروں میں تقسیم کر دے لیکن حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وکالت تمام نہیں ہوتی مگر ساتھ قبول کے یعنی جب تک وکیل اس کو قبول نہ کرے تب تک وہ تمام نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس بات کو اس پر رد کیا یعنی میں یہ وکالت قبول نہیں کرتا

ہوں لیکن میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دے۔ (فتح)

بَابُ وَكَالَةِ الْأَمِيْنِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا

خزانہ وغیرہ میں امین کا وکیل ہونا یعنی خزانچی خزانہ وغیرہ میں وکیل ہے

۲۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْأَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهٗ إِلَى الَّذِيْ أُمِرَ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

۲۱۵۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو خرچ کرے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کھول کر خیرات کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی وکیل ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَزَارَعَةِ

کتاب ہے زراعت اور کھیتی کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا﴾

باب ہے بیان میں فضیلت کھیتی کرنے اور درخت لگانے کے جب کہ اس سے کھایا جائے' اور اللہ نے فرمایا کہ بھلا دیکھو تو جو بوتے ہو کیا تم اس کو کھیتی کرتے ہو یا ہم کھیتی کرنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو ریزہ ریزہ۔

فائدہ: اور نہیں شک ہے اس میں کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے کھیتی کے اس جہت سے کہ اللہ نے اس کے ساتھ احسان کیا اور حدیث دلالت کرتی ہے اس کی فضیلت پر ساتھ اس قید کے کہ ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف مباح ہونے کھیتی کے اور جو اس سے ممنوع ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو اس کا محل وہ ہے جب کہ کھیتی جہاد وغیرہ امور مطلوبہ سے باز رکھے اور اسی پر محمول ہو گی حدیث ابوامامہ کی جو اس کے بعد باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

٢١٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا

٢١٥٢۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو درخت بوئے یا کھیتی کرے اور اس سے کوئی جانور یا آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ وہ اس کے لیے خیرات ہو گی۔

كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ وَّقَالَ لَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا
اَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: کافر اس حدیث سے خارج ہے اس واسطے کہ اس پر یہ مرتب ہے کہ جو اس سے کھایا جائے وہ اس سے خیرات ہوتی ہے اور مراد خیرات سے یہ ہے کہ آخرت میں اس کو ثواب ملے اور یہ خاص ہے ساتھ مسلمان کے ہاں جو کافر کی کھیتی سے کھایا جائے اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے اور اپر جو یہ کہتا ہے کہ اس کے بدلے کافر کو آخرت میں عذاب سے تخفیف ہوتی ہے تو وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ درخت لگانے اور کھیتی اگانے کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں رغبت دلانے ہے اوپر آباد کرنے زمین کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے پکڑنا پانی اور زمین کا اور قیام کرنا اس پر اوپر اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو بعض بناوٹی زاہد کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں تو ان کا قول فاسد ہے اور جو چیز اس سے نفرت کرانے کے باب میں آئی ہے وہ محمول ہے اس پر جبکہ دین کے کام سے باز رکھے اس میں سے ایک تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہ پکڑو زمین کو پس رغبت کرو گے تم دنیا میں قرطبی نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر جب کہ دین کے کام سے باز رکھے اور حدیث باب کی محمول ہے اس پر جبکہ پکڑے اس کو واسطے گزارے کے بقدر ضرورت کے یا واسطے نفع مسلمانوں کے ساتھ اس کے اور حاصل کرنے ثواب اس کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مگر کہ وہ اس کے واسطے قیامت تک خیرات ہوگی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ثواب ہمیشہ ملتا ہے جب تک کہ اس کی کھیتی یا درخت سے کھایا جائے اگرچہ اس کے لگانے والا یا بونے والا مر جائے اور اگرچہ اس کی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب صرف اس کو ہوتا ہے جو کھیتی یا درخت کو ہاتھ سے لگائے اگرچہ وہ غیر کی ملک ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ام مبشر کی طرف نسبت کیا پھر اس سے لگانے والے کا پتہ پوچھا یعنی اس حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام مبشر کا کھجور کا درخت دیکھا اور وہ ایک انصاری عورت ہے سو فرمایا کہ اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے یا کافر نے لوگوں نے کہا کہ مسلمان نے اور طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو مسلمان خواہ آزاد ہو یا غلام تابعدار ہو یا گنہگار کوئی مباح عمل کرے کہ اس سے کوئی جانور فائدہ اٹھائے تو اس کو اس کا ثواب ہوگا اور یہ کہ جائز ہے نسبت کھیتی کرنے کی طرف آدمی کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ نسبت منع ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْاِشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ اَوْ مُجَاوَزَةِ الْحَدِّ الَّذِیْ اُمِرَ بِهٖ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے عاقبت مشغول ہونے کے سے ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے یا آگے

بڑھے اس حد سے کہ اس کو اس کا حکم ہوا ہے۔

فائدہ: اور حد سے مراد وہ چیز ہے جو مشروع ہو عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب۔ (فتح)

٢١٥٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَّشَيْئًا مِّنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ.

٢١٥٣۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حالانکہ اس نے ہل اور کچھ ہتھیار کھیتی کا دیکھا تو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں داخل ہوتا یہ اسباب کھیتی کا کسی قوم کے گھر میں مگر کہ اس قوم میں ذلت اور خواری پیدا کرتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ ذلت ان سے قیامت تک نہ نکلے گی اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ لازم آتی ہے ان کو حقوق زمین سے جو ان سے حاکم طلب کرتے ہیں اور زمین میں محنت کرنی اول اہل ذمہ میں شروع ہوئی اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کے کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور ابن تین نے کہا ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی اس واسطے میں کہ اکثر مشاہدے میں یہی ہے کہ اکثر ظلم کھیتی والوں پر ہے اور اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف تطبیق کی درمیان حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے اور درمیان اس حدیث کے جو درخت بونے کی فضیلت میں گزر چکی ہے اور یہ تطبیق دو طرح سے ہے ایک یہ کہ مذمت کی حدیث اس کی عاقبت پر محمول ہے اور محل اس کا وہ ہے جو جب کہ مشغول ہو ساتھ اس کے پس ضائع کرے اس کے سبب سے وہ چیز جس کے نگاہ رکھنے کا حکم ہے اور یا محمول ہے اس پر جبکہ ضائع نہ کرے مگر حد سے بڑھ جائے اور ظاہر یہ بات ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے اس پر جو اس کو اپنے ہاتھ سے کرے اور لیکن جس کے پاس نوکر ہوں جو اس کے واسطے کھیتی کرتے ہوں اور کھیتی کا اسباب اس کے گھر میں داخل کریں تا کہ وہ محفوظ رہیں تو وہ مراد نہیں اور ممکن ہے کہ اس کو عموم پر حمل کیا جائے اس واسطے کہ ذلت شامل ہے ہر شخص کو جو داخل کرے اپنی جان پر اس چیز کو جو مستلزم ہو مطالبہ دوسرے کے کو واسطے اس کے خاص کر اس وقت جب کہ مطالبہ کرنے والا حاکم ہو اور داؤدی نے کہا کہ یہ اس شخص کے واسطے ہے جو دشمن کے قریب رہتا ہے اس واسطے کہ جب وہ کھیتی کے ساتھ مشغول ہو گا تو گھوڑے کی سواری کرنے سے باز رہے گا پس غالب ہو گا اس پر دشمن پس حق ان کا یہ ہے کہ گھوڑے کی سواری کے ساتھ مشغول ہوں اور لازم ہے ان کے غیر پر مدد کرنی ان کی ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہو۔ (فتح)

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ
کھیتی کے واسطے کتا رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کھیتی کرنی درست ہے ساتھ اس دلیل کے کہ کھیتی کے واسطے کتے کا رکھنا درست ہے حالانکہ اس کا رکھنا درست نہیں اور جب کہ کھیتی کے واسطے ممنوع چیز کی اجازت ہوئی تو اس کا اقل درجہ یہ ہوگا کہ مباح ہو۔

٢١٥٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَأَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

٢١٥۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے تو اس کے نیک عمل ہر روز پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے لیکن کھیتی اور گائے اور بکری کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شکار کے واسطے بھی کتا رکھنا درست ہے۔

٢١٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ رَجُلًا مِّنْ أَزْدِ شَنُوْئَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَّا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

٢١٥٥۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ دفع کرے اس سے کھیتی کو اور نہ گائے بکری کو تو اس کے نیک عمل پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے میں نے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے رب اس مسجد کی۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس کے نیک عمل دو قیراط کے برابر گھٹائے جاتے ہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے رکھنا کتے کا واسطے کھیتی کے اور شکار کے اور گائے بکری کے اور یہ کہ ان کے سوا اور کسی چیز کے واسطے کتا رکھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ داخل ہوتا ہے شکار وغیرہ کے معنی میں رکھنا اس کا واسطے کھینچنے منافع کے اور دور کرنے ضرر کے بطور قیاس کے پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ تو صرف اس وقت ہے جب کہ کوئی حاجت نہ ہو اس واسطے کہ اس میں لوگوں کا ڈرانا ہے اور منع ہونا دخول فرشتوں کا ہے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کا عمل ہر روز گھٹتا جاتا ہے تو اس میں اشارہ ہے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اس واسطے کہ جس کا رکھنا حرام ہو اس کا رکھنا ہر حالت میں منع ہوتا ہے برابر ہے کہ اس کا عمل کم ہو یا نہ ہو پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ ہے حرام نہیں اور کہا کہ اس حدیث کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ جو معنی کتوں میں مستعبد بھا یعنی جن پر عمل کرنے کا حکم مانند دھونے جوٹھے اس کے کی سات بار تو کتے والا اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا یعنی اس پر عمل نہیں کرتا اور ان سے بچتا نہیں تو اکثر اوقات اس کے رکھنے میں داخل ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو اس کے عمل کو گھٹائے اور روایت ہے کہ منصور نے عمرو بن عبید سے اس حدیث کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو منصور نے کہا کہ اس واسطے کہ وہ مہمان کو بھونکتا ہے اور سائل کو ڈراتا ہے اور یہ جو دعویٰ کیا ابن عبدالبر نے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اور دلیل پکڑی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی تو یہ لازم نہیں بلکہ احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو عقوبت ساتھ نہ توفیق کے واسطے عمل کے ساتھ مقدار قیراط کے اس چیز سے کہ نیک عمل کیا کرتا تھا پہلے رکھنے کتے کے سے اور احتمال ہے کہ اس کا رکھنا حرام ہو اور مراد ساتھ کم ہونے عمل کے یہ ہے کہ جو گناہ اس کے رکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ قیراط یا دو قیراط ثواب کے برابر ہے سو جس قدر کتا رکھنے والے پر گناہ ہوتا ہے اس قدر اس کا نیک عمل گھٹایا جاتا ہے اور وہ قیراط ہے یا دو قیراط اور بعض کہتے ہیں کہ سبب نقصان کا یہ ہے کہ فرشتے اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا اس واسطے کہ راہ چلنے والوں کو اس سے ایذا ہوتی ہے یا اس واسطے کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور عقوبت ہے واسطے نہی کے یا واسطے منہ ڈالنے اس کے برتنوں میں وقت غفلت مالک کے تو اکثر اوقات بعض برتن ان میں سے پاک ہو جاتے ہیں اور جب ان کو عبادت میں استعمال کرتا ہے تو نہیں واقع ہوتی عبادت جگہ پاک کی اور ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر کتا نہ رکھتا تو اس کا عمل کامل ہوتا سو جب اس نے اس کو رکھا تو اس کا عمل کم ہوتا جائے گا اور نہیں جائز ہے کہ گزرے ہوئے عمل کم ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ کتے نہ رکھنے والے کے موافق اس کا عمل کامل نہیں ہوتا اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ پہلے عمل کم نہیں ہوتے تو اس میں تنازع کیا گیا ہے اس واسطے کہ رویانی نے بحر میں اختلاف حکایت کیا ہے اس میں کہ کیا اس کے پہلے عمل کم ہوتے ہیں یا پچھلے اور یہ کہ قیراطوں کے کم ہونے کا محل کون دن ہے یا رات سو بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط دن کے عمل سے کم

ہوتی ہے اور ایک قیراط رات کے عمل سے کم ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط فرض سے اور ایک نفل سے اور نقصان کے سبب میں جیسا کہ گزرا ہے اور ایک روایت میں ایک قیراط کا ذکر ہے اور ایک میں دو کا اور بعض کہتے ہیں کہ حکم جائز کے واسطے ہے یعنی دو قیراط کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو حالتوں پر محمول ہیں یعنی اگر کتا رکھنے میں ضرر کم ہو تو ایک قیراط کے برابر عمل کم ہوتا ہے اور اگر ضرر بہت ہو تو دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مدینہ منورہ میں کتا رکھے تو اس کا عمل دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور جو اس کے سوائے کسی اور جگہ میں رکھے اور کا عمل ایک قیراط کے برابر کم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاحق ہیں ساتھ مدینے کے تمام شہر اور گاؤں اور خاص ہے قیراط ساتھ جنگلوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو قسم کے کتوں میں ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ قیراطوں مذکور کے کہ کیا وہ ان قیراطوں کی طرح ہے جو جنازہ پڑھنے اور اس کے ساتھ جانے سے حاصل ہوتے ہیں یا نہیں سو بعض تو کہتے ہیں کہ برابر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو جنازے کے باب میں مذکور ہیں وہ اللہ کے احسان کے باب سے ہیں اور جو یہاں مذکور ہیں وہ سزا کے باب سے ہیں اور اللہ کے فضل کا دروازہ فراخ ہے اور صحیح تر شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ دروازہ کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا جائز ہے کہ وہ بھی منصوص کے معنی میں ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کتے کا پالنا جائز ہے جس کے قتل پر اتفاق نہیں اور وہ کتا کاٹنے والا ہے اور جو کتا کاٹنے والا نہیں اس کے مار ڈالنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا مار ڈالنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پالنا کتے کے چھوٹے بچے کا اس غرض سے کہ جب بڑا ہو گا تو اس سے فائدہ حاصل ہو گا اور اس کا قصد منفعت موجودہ کے قائم مقام ہو گا جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کے ساتھ فی الحال نفع حاصل نہیں ہوتا اس واسطے اس سے فائدہ ہو گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کتے کے رکھنے کی اجازت ہے وہ کتا پاک ہے اس واسطے کہ اس کے مخالطت میں ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے بہت مشقت ہے پس اس کے رکھنے کی اجازت دینی اور اجازت ہے بیچ کامل کرنے مقصود کے اس کے جیسا کہ منع لوازم اس کے سے مناسب ہے واسطے منع کے اس سے اور یہ استدلال قوی ہے نہیں معارض ہے اس کو مگر عموم حدیث کا جس میں حکم ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دھویا جائے بغیر تفصیل کے یعنی خواہ اس کتے کا رکھنا درست ہو یا نہ ہو اور عموم کی تخصیص کرنی منکر نہیں یعنی جائز ہے جبکہ جائز رکھے اس کو دلیل اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے اوپر بہت کرنے نیک عملوں کے اور ڈرانا اس چیز سے جو عملوں کو گھٹائے اور تنبیہ اوپر اسباب زیادتی کے بیچ اس کے اور کمی کے اس سے تاکہ پرہیز کرے یا اختیار کرے اور بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ خلقت اپنی کے بیچ مباح کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس میں فائدہ ہے اور پہنچانا ان کے پیغمبر کا ان کو امور معاش ان کے کے اور معاد ان کے کے اور یہ کہ جو مصلحت راجح ہو اس کو مفسدی پر ترجیح ہے واسطے مخصوص ہونے نفع والی چیز کے اس چیز سے کہ

اس کا رکھنا حرام ہے۔(فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

کھیتی کے واسطے گائے بیل سے کام لینا یعنی اس پر سوار ہونا لائق نہیں بلکہ لائق یہ ہے کہ اس سے کھیتی کرے

٢١٥٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قَالَ آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَأَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِيْ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ قَالَ آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَمَا هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ.

٢١٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد بیل پر سوار تھا بیل نے اس کی طرف دیکھا تو کہا کہ میں اس سوار ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور جس حالت میں کہ ایک چرانے والا بکریاں چراتا تھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری کو لے بھاگا اور چرانے والا اس کے پیچھے لگا تو بھیڑیے نے اس سے کہا کہ قیامت کے دن کون بھیڑ بکریوں کو بچائے گا جس دن اس کا کوئی چرانے والا میرے سوا نہیں ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی سچ جانتے ہیں، تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اس دن مجلس میں موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المناقب میں آئے گی اور اس کی شرح بھی وہاں بیان ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں حجت ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ گھوڑے کا کھانا منع ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ تا کہ تم ان پر سوار ہو اس واسطے کہ اگر سوار ہونا اس پر دلالت کرتا کہ ان کا کھانا درست نہیں تو یہ حدیث دلالت کرتی کہ گائے بیل کا کھانا بھی درست نہیں واسطے دلیل قول اس کے کہ میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ گائے بیل کا کھانا حلال ہے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ عموم کے جو لفظ لتر کبوا اور انما سے سمجھا جاتا ہے عموم مخصوص ہے۔(فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ اكْفِنِيْ مَئُوْنَةَ النَّخْلِ وَغَيْرِهٖ وَتُشْرِكُنِيْ فِي الثَّمَرِ

جب کہ کھجوروں والا کہے یعنی دوسرے کو کہ کفایت کر مجھ کو محنت سے کھجوروں وغیرہ میں یعنی انگور میں یعنی فقط تو ہی محنت کر میں نہیں کرتا اور شریک ہو مجھ کو میوے میں تو

اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱۵۷۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا تَكْفُوْنَا الْمَئُوْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۲۱۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجریں میں کھجور کے درخت تقسیم کر دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا سو تم ہم سے یعنی مہاجرین سے محنت کو کفایت کرو یعنی فقط تم ہی محنت کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تم کو میوے میں شریک کریں گے انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

فائدہ: جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا مال مکہ وغیرہ میں چھوڑ آئے تو اس وقت انصار نے یہ بات عرض کی کہ یا حضرت ﷺ کھجور کے درخت ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجرین میں تقسیم کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں درخت تقسیم نہیں کرتا تم ہی ان کی محافظت کرو اور پانی وغیرہ دینے کی محنت اپنے ذمے رکھو اور مہلب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ بات ان سے اس واسطے کہی کہ جب آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ ان پر شہر فتح ہوں گے تو مکروہ جانا کہ انصار کی زمین ان کے نیچے سے نکل جائے سو جب انصار نے یہ بات سمجھی تو دونوں مصلحتوں کو جمع کیا یعنی حکم کا ماننا اور مہاجرین کے ساتھ سلوک کرنا پس سوال کیا کہ وہ ان کے ساتھ عمل میں شامل ہوں اور میوے میں شریک ہوں کہ یہ مساقات ہے یعنی ایک کے درخت ہوں اور ایک کی محنت اور ابن تین نے کہا کہ مہاجرین انصار کی زمین اور مال کے کچھ حصے کے مالک ہو گئے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کی رات انصار سے شرط کی تھی کہ مہاجرین کے ساتھ سلوک کریں پس اس سے کسی چیز میں مساقات نہیں اور جو اس نے دعویٰ کیا ہے وہ مردود ہے اس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور یہ جو حضرت ﷺ نے ان سے مہاجرین کے سلوک کے واسطے شرط کر لی تھی تو اس سے زمین میں شریک ہونا لازم نہیں آتا اور اگر صرف اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تو ان کے سوال اور حضرت ﷺ کے جواب کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ بات واضح ہے ساتھ حمد اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ

درخت اور کھجور کے درخت کاٹنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے حاجت اور مصلحت کے جبکہ معین کرے راہ کو بیچ چور کرنے دشمن کے زخموں سے اور مانند اس کے کی اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ پھل دار درخت کا کاٹنا ہرگز درست نہیں اور کہتے ہیں کہ جو حدیثیں کاٹنے کے باب میں آئی ہیں یا تو وہ محمول ہیں یعنی یا تو مراد ان سے وہ درخت ہیں جو پھل دار نہ ہوں یا محمول ہیں اس پر کہ جو

درخت بنی نضیر کے قصبے میں کاٹے گئے تھے اور وہ اس جگہ میں تھے جہاں لڑائی واقع ہوئی تھی اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ابوثور کا۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا تو کاٹے گئے

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی اور یہ شاہد ہے کہ اگر حاجت ہو تو درخت کا کاٹنا درست ہے۔ (فتح)

۲۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ.

۲۱۵۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی کھجور کے درخت جلائے اور کاٹے اور وہ جگہ بویرہ ہے اور اس کے حق میں احسان نے شعر کہا ہے کہ آسان ہوا بنی لوی کے سرداروں پر جلانا بویرہ کا جو چوڑا تھا۔

فائدہ: بنی نضیر نام ہے ایک قبیلے کا یہود کے قبیلوں سے جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا قصد کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیبر کی طرف نکال دیا اور ان کی کھجوریں جلائی گئیں اور ان کے گھر خراب کیے گئے پس معلوم ہوا کہ کفار کے درخت کاٹنا اور جلانا درست ہے۔ (ع)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں بلکہ یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔ (فتح)

۲۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الْأَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الْأَرْضُ وَمِمَّا يُصَابُ الْأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِيْنَا وَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ

۲۱۵۹۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم زمین کو کرایہ پر دیتے تھے اس شرط پر کہ زمین کی ایک طرف معین زمین کے مالک کے واسطے ہے یعنی جو مثلا نالی پر پیدا ہو وہ مالک کا ہو گا پس اکثر اوقات اس قطعہ معین کو آفت پہنچتی تھی اور باقی زمین سلامت رہتی تھی اور کبھی زمین کو آفت پہنچتی تھی اور یہ قطعہ سلامت رہتا تھا سو ہم کو اس سے منع ہوا اور اس پر چاندی سونا پس اس وقت نہ تھا یعنی چاندی سونے پر کرایہ دینے کا رواج

فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ. نہ تھا نہ یہ کہ موجود نہ تھا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اشارہ کرنا ساتھ اس کے طرف اس کی ہے کہ درختوں کا کاٹنا اس وقت ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو مانند چور کرنے دشمن کی زخموں سے یا لکڑی وغیرہ کے ساتھ نفع اٹھانا مقصود ہو اور منع وہ ہے جو بے فائدہ اور فساد کے واسطے ہو اور وجہ اخذ کرنے اس کے کی رافع کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منفعت زمین کے ضائع کرنے سے منع فرمایا اور جبکہ اس کی منفعت کا ضائع کرنا منع ہے اور حالانکہ وہ نہ محقق ہے اور نہ معین تو ضائع کرنا ذات اس کی کا ساتھ کاٹنے درختوں اس کے کے بطریق اولی عبث ہوگا۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ

آدھے حصے وغیرہ پر کھیتی کرنے کا بیان

فائدہ: مزارعت یہ ہے کہ کسی کو زمین دے کہ وہ اس زمین میں کھیتی کرے جو اس میں پیدا ہو آپس میں بانٹ لیں آدھوں آدھ۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَّسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَّعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَّعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَّآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيرِينَ.

اور ابوجعفر نے کہا کہ مدینے میں کوئی اہل بیت ہجرت کی نہیں یعنی مہاجر مگر یہ کہ تہائی اور چوتھائی پر کھیتی کرتے تھے' اور زراعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور اولاد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اولاد عمر رضی اللہ عنہ اور اولاد علی رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین نے۔

فائدہ: اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ان اثروں سے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس کے جواز میں خلاف منقول نہیں خاص کر اہل مدینہ سے سو جو اس کا قائل ہے کہ اہل مدینہ کا عمل مرفوع حدیثوں پر مقدم ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے قاعدے کے موافق اس کے جواز کا قائل ہو یعنی مزارعت کو جائز رکھے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَآءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَآءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا

اور عبدالرحمٰن بن اسود تابعی نے کہا کہ تھا میں شراکت کرتا عبدالرحمٰن بن یزید سے مزارعت میں' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے معاملہ کیا یعنی ساتھ مزارعت کے اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اپنے پاس سے بیج لائے تو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اور اگر لوگ بیج لیں تو ان

کے واسطے اتنا ہے یعنی آدھا یا مانند اس کی۔

فائدہ: بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اہل نجران اور اہل فدک اور تیمار اور اہل خیبر کو وطن سے نکال دیا اور ان کی زمینیں اور ان کے مال خرید لیے اور یعلی کو وہاں کا عامل کیا تو سفید زمین لوگوں کو کھیتی کرنے کے واسطے دی اس شرط پر کہ اگر بیج اور بیل اور لوہا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہو تو ان کو ایک تہائی ملے گی اور عمر رضی اللہ عنہ کو دو تہائیاں ملیں گی اور اگر یہ سب چیزیں لوگوں کی طرف سے ہوں گی تو آدھا ان کو ملے گا اور آدھا عمر رضی اللہ عنہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں یہ شبہ آتا ہے کہ اس میں ایک عقد میں دو بیعوں کا ہونا لازم آتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تنویع اور تخییر ہو پہلے عقد کی پھر واقع ہو عقد ایک دو امروں پر یا عمر رضی اللہ عنہ اس کو حوالہ اعتقاد کرتے تھے پس نہ ضرر کرے گا اس کو ہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس اثر کو یہاں وارد کیا ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اس کے نزدیک مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے معنی جدا جدا ہیں پس مزارعت یہ ہے کہ محنت کرے زمین میں ساتھ بعض اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور بیج مالک زمین کی طرف سے ہو اور مخابرت کے معنی بھی یہی ہیں لیکن اس میں بیج محنت کرنے والے کی طرف سے ہوتا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے ان کو احمد نے ایک روایت میں اور شافعیہ سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی نے اور ابن شریح نے کہا ہے کہ جائز ہے مزارعت اور سکوت کیا اس نے مخابرت سے اور عکس کیا ہے اس کو جوزی نے شافعیہ سے اور یہی مشہور ہے احمد سے اور باقی کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ایک ان دونوں میں سے وہ کہتے ہیں کہ مراد ان اثروں سے مساقات ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تَكُوْنَ الْأَرْضُ لِأَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيْعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَأَى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَّالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لَا بَأْسَ أَنْ يُّعْطَى الثَّوْبُ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهٖ وَقَالَ مَعْمَرٌ لَا بَأْسَ أَنْ تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ زمین ایک کی ہو اور دونوں اس پر خرچ کریں اور جو پیدا ہو سو دونوں کے درمیان آدھوں آدھ ہے اور جائز رکھا اس کو زہری نے اور حسن نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ چنی جائے کپاس آدھے حصے پر، اور ابراہیم اور ابن سیرین اور عطاء اور حکم اور زہری اور قتادہ نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دیا جائے کپڑا ساتھ تہائی یا چوتھائی یا مانند اس کی کے یعنی جولاہے کو کپڑا بننے کے واسطے سوت دیا جائے اس شرط پر کہ محنت کے بدلے تہائی، چوتھائی کپڑا اس کو ملے گا اور باقی سوت والے کو یہ جائز ہے اور معمر نے کہا کہ

نہیں ڈر یہ کہ کرائے دیا جائے چوپایہ تہائی یا چوتھائی پر ایک مدت معین تک یعنی اپنا بیل یا گھوڑا وغیرہ کسی کو کرائے پر دے اس قرار پر کہ جو اس کے ساتھ کمائے گا اس سے تہائی یا چوتھائی جانور کی مالک کی ہوگی اور باقی کمانے والے کا۔

۲۱۶۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ فَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَآءِ وَالْأَرْضِ أَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ.

۲۱۶۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاملہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو اس کھیتی سے یا میوے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے اسی وسق کھجوریں دیتے تھے اور بیس وسق جو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں خیبر کو تقسیم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا یہ کہ جاگیر دے ان کو پانی اور زمین خیبر سے اور وہ خود کھیتی کروائیں یا جاری رکھے ان کے واسطے اور ان کی وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے مقرر کی تھی یعنی سو وسق سو ان میں سے بعض بیویوں نے زمین اختیار کی اور بعض نے وسق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین اختیار کی تھی۔

فائدہ: یہ حدیث عمدہ دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو مزارعت اور مخابرت کو جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بدستور جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا کما سیاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مساقات کھجور اور انگور کی درختوں میں اور اسی طرح جائز ہے تمام درختوں میں جن کی شان سے پھل لانا ہے ساتھ حصے معلوم کے کہ مقرر کیا جائے واسطے محنت کرنے والے کے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ مزارعت جائز ہے اور خاص کیا ہے اس کو شافعی نے جدید قول میں ساتھ کھجور اور انگور کے اور خاص کیا ہے اس کو داؤد نے ساتھ درخت کھجور کے اور ابوحنیفہ اور زفر نے کہا کہ مزارعت اور کسی حال میں جائز نہیں اس واسطے کہ وہ اجارہ ہے ساتھ میوے معدوم کے یا مجہول کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ ایک عقد ہے مال میں عمل کرنے پر ساتھ بعض منافع

اس کے کے پس وہ مانند مضاربت کے ہے اس واسطے کہ مضارب محنت کرتا ہے مال میں ساتھ ایک حصے کے منافع اس کے سے اور حالانکہ وہ معدوم اور مجہول ہے اور تحقیق صحیح ہے عقد اجارے کا اس کے باوجود کہ منافع معدوم ہے پس اسی طرح اس جگہ بھی درست ہے اور نص اور اجماع کے باطل کرنے میں قیاس کرنا مردود ہے اور بعض نے خیبر کے قصے سے یہ جواب دیا ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا اور وہ برقرار رکھے گئے اس پر کہ زمین ان کی ملک ہے اس شرط پر کہ آدھا میوہ دیا کریں پس یہ بطور جزیہ کے لیا جاتا تھا پس یہ مساقات کے جواز پر دلالت نہیں کرتی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اکثر خیبر لڑائی سے فتح ہوا تھا جیسا کہ مغازی میں آئے گا اور ساتھ اس کے کہ اکثر اس کا مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوا کما سیاتی یعنی پس اگر صلح سے فتح ہوتا تو مجاہدین میں تقسیم نہ کیا جاتا اور ساتھ اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا سو اگر زمین ان کے ملک ہوتی تو ان کو جلا وطن نہ کرتے اور جو تمام درختوں کے پھلوں میں اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ لفظ ہے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ معاملہ کیا ان سے ساتھ نصف اس چیز کے جو پیدا ہو کھجور سے اور درخت سے یعنی اس میں مطلق شجر کا لفظ آیا ہے یعنی ہر درخت میں اور یہ جو کہا کہ ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے مساقات ساتھ حصے معلوم کے نہ مجہول کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے نکالنا بیج کا محنت کرنے والے سے یا مالک سے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اس میں کسی چیز کی قید نہیں جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ محنت کرنے والا اس وقت گویا کہ اپنا بیج مالک زمین کے ہاتھ بیچتا ہے ساتھ اناج مجہول کے ساتھ وعدے کے اور یہ جائز نہیں اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ وہ مستثنیٰ ہے نہی بیع اناج کی سے ساتھ اناج کے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں کے اور تطبیق اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ

جب مزارعت میں زمین کا مالک عامل کے واسطے برسوں کی شرط نہ کرے یعنی اس میں سالوں کو معین نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

۲۱۶۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کیا اہل خیبر کے ساتھ نصف اس چیز سے کہ پیدا ہو اس سے میوے سے یا کھیتی سے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور وجہ اس چیز کی کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس

کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس حدیث کے کسی طریق میں معین سالوں کی قید واقع نہیں ہوئی اور تحقیق باب باندھا ہے ساتھ اس کے بعد چار بابوں کے کہ جب مالک زمین کا کہے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور بیان کیا حدیث کو اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں گے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے دینا کھجوروں کا بطور مساقات کے اور دینا زمین کا بطور مزارعت کے بغیر ذکر کرنے سالوں معلوم کے پس جائز ہوگا مالک کو یہ کہ نکالے عامل کو جب چاہے اور اتفاق ہے سب کا کہ نہیں جائز کرایہ دینا مگر ساتھ مدت معلوم کے اور وہ عقود لازمہ سے ہے۔ (فتح)

بَابٌ — یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے بخاری نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث وارد کی ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ زمین کی اجرت لینی درست ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی پہلے باب میں یہ ہے کہ جب مزارعت جائز ہے اس پر کہ عامل کے لیے پیداوار کا حصہ معلوم ہو تو مزارعت پر اجرت معین لینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ (فتح)

٢١٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو إِنِّيْ أُعْطِيْهِمْ وَأُغْنِيْهِمْ وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِيْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَّمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَّعْلُوْمًا.

٢١٦٢۔ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ اگر تو مزارعت کو چھوڑ دیتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے طاؤس نے کہا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ میں لوگوں کو دیتا ہوں یعنی زمین کھیتی کرنے کے لیے اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کے بڑے عالم نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں منع فرمایا یعنی دینے زمین کے سے ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو لیکن فرمایا کہ مفت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین اجرت لینے سے یعنی اگر احسان کرے اور بغیر کچھ لینے کے زمین بطریق عاریت کے کسی کو دے کہ لینے والا اس سے فائدہ اٹھائے تو یہ بہتر ہے۔

فائدہ: اور داخل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس کے نزدیک

مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں یعنی دینا زمین کا ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور ترمذی کی روایت میں مزارعت کا ذکر صریح آچکا ہے اور یہ جو عمرو نے طاؤس سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث رافع بن خدیج کی جو اس باب میں وارد ہو چکی ہے اور مسلم اور نسائی نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ تھا طاؤس برا جانتا یہ کہ کرائے دے زمین اپنی کو ساتھ سونے اور چاندی کے اور کہتا تھا کہ تہائی اور چوتھائی پیداوار پر دینی درست ہے تو اس کو مجاہد نے کہا کہ تو رافع بن خدیج کے پاس جا اور اس کی حدیث کو سن تو طاؤس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے تو میں اس کو نہ کرتا لیکن خبر دی مجھ کو اس نے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد نہی کی حدیث سے مطلق نفی کرنی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ نہی اپنے حقیقی معنی پر نہیں بلکہ مراد اس سے اولویت ہے یعنی مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقد صحیح سے منع نہیں فرمایا بلکہ شرط فاسد سے منع فرمایا ہے لیکن ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں کیا اور یہ روایت میری تاویل کو قوی کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُوْدِ
یہود کے ساتھ مزارعت کرنے کا بیان

٢١٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ عَلٰى أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا.

۲۱۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو اس کی پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مراد ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں اور اہل ذمہ دونوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ
ان شرطوں کا بیان جو مزارعت میں مکروہ ہیں

٢١٦٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِيْ أَرْضَهُ

۲۱۶۴۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی زمین کو کرائے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ٹکڑا معین میرے واسطے ہے یعنی جو کچھ اس میں پیدا ہو گا وہ میرے واسطے ہے سو اکثر

فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اوقات یہ قطعہ کھیتی کو نکالتا اور یہ نہ نکالتا یعنی دونوں میں سے ایک قطعہ میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پانچ بابوں کے بعد آئے گی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے کہ رافع کی حدیث اس وقت پر محمول ہے جب کہ شامل ہو عقد شرط فاسد کو یا پہنچائے طرف دھوکے اور فریب کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ صَلَاحٌ لَهُمْ

جب کہ کسی قوم کے مال سے ان کے اذن کے بغیر کھیتی کرے اور ان کے واسطے اس میں بہتری ہو یعنی نفع تو یہ درست ہے

۲۱۶۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلٰى غَارٍ فِيْ جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ قَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَإِنِّيْ اسْتَأْخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ آتِ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا

۲۱۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے تو ان کو مینہ نے لیا یعنی گھیرا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو ان کو اس نے بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے نیک کاموں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو دعا مانگو ان کے وسیلے سے شاید کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی معاملہ تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے کہ میں ان کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تو ان کے واسطے ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور ایک دن میں نے دیر کی یعنی چارہ بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوئی کہ میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا تو میں دودھ لا کر ماں باپ کے سر پر کھڑا ہوا مجھ کو برا لگا کہ

أَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُهُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ فَرَأَوُا السَّمَآءَ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّهَا كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَأَبَتْ عَلَيَّ حَتّٰى أَتَيْتُهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَبَغَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُهُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَآءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخُذْ فَأَخَذَهُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَعَيْتُ.

میں ان کو نیند سے جگاؤں اور برا لگا کہ ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے دونوں قدموں کے پاس شور کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کو کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) کھول دی تو انہوں نے آسمان کو دیکھا اور دوسرے نے کہا کہ البتہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسا کہ مرد عورتوں سے بہت محبت رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دو یعنی سو اشرفیوں پر راضی ہوئی سو میں نے محنت کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے پاؤں کے اندر واقع ہوا تو اس نے کہا کہ اے بندے اللہ کے اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر کہ جس طرح اس کا حق ہے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) تو اللہ نے ان سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) کھول دی اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے ایک مزدور رکھا تھا بدلے مزدوری سولہ رطل چاول کے سو جب وہ اپنا کام تمام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق مجھ کو دے سو میں نے اس کا حق اس کے آگے کیا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا سو یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کو چرانے والوں کو جمع کیا پھر وہ مزدور میرے پاس آیا

تو کہنے لگا اللہ سے ڈر تو میں نے کہا کہ ان گائے بیل اور ان کے چرانے والوں کی طرف جا سو ان کو لے تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ سے مسخرا پن نہ کر میں نے کہا کہ میں تجھ سے ٹھٹھا نہیں کرتا ان کو لے لے یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے سو اس نے اس کو لیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہم سے جس قدر پتھر باقی ہے سو اللہ نے باقی پتھر کھول دیا۔

فائدہ: اس حدیث کو پوری شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مقصود اس سے تیسرے آدمی کا قول ہے کہ میں نے اس کا حق اس کو پیش کیا یعنی مزدور کے آگے رکھا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا سو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے جمع کیے اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی تھی سو جب اس نے اس کو چھوڑا بعد اس کے کہ اس کے واسطے معین ہوئی پھر مزدور رکھنے والے نے اس میں دست اندازی کی تو وہ اس کی ضمانت میں آ گئی یعنی اگر تلف ہو تو لازم آئے گا اس پر بدلہ اس کا اور ابن منیر نے کہا کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی اور اس کو اس پر قدرت دی اور اپنا ذمہ اس سے پاک کیا سو جب اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی تو متاجر نے از سر نو اپنا ہاتھ اس پر رکھا پھر اس میں بطور اصلاح اور بھلائی کے دست اندازی کی نہ بطور ضائع کرنے کے پس یہ اس کو معاف ہوا اور تعدی نہ گنی گئی اسی واسطے اس نے اس کے ساتھ اللہ کی طرف وسیلہ پکڑا اور اس کو اپنے سب عملوں سے افضل ٹھہرایا اور اس پر برقرار رکھا گیا اور اس کے سبب سے اس کی دعا قبول ہوئی اور باوجود اس کے کہ اگر اس کی اجرت برباد ہو جاتی تو وہ اس کا ضامن ہوتا اس واسطے کہ اس نے اس کے اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہ دی تھی پس مقصود باب کا یہ ہے کہ کھیتی کرنے والا اس نیت کے ساتھ گناہ سے خلاص ہے اور اس سے ضمانت کا دور ہونا لازم نہیں آتا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ وسیلہ پکڑنا اس کا ساتھ اس کے تو صرف اس وجہ سے تھا کہ جو اس پر حق لازم تھا اس کو اس نے دگنا دیا تھا نہ ساتھ تصرف اس کے کے جیسا کہ عورت کے پاؤں میں بیٹھنا گناہ تھا لیکن وسیلہ پکڑنا نہ تھا مگر ساتھ ترک کرنے حرام کاری کے اور مسامحت کے ساتھ مال وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ أَوْقَافِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ وَقَالَ النَّبِيُّ

باب ہے بیچ بیان وقفوں اصحاب حضرت ﷺ کے اور بیان زمین خراجی کے اور مزارعت اصحاب کے اور معاملے ان کے کی اور حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فَتَصَدَّقَ بِهِ.

فرمایا کہ اس زمین کے اصل کو صدقہ کر کہ نہ بیچی جائے لیکن اس کا میوہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کیا۔

٢١٦٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

٢١٦٦۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانوں کا خیال ہوتا تو کوئی گاؤں فتح نہ ہوتا مگر کہ میں اس کو مسلمانوں میں بانٹ دیتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو بانٹ دیا تھا۔

فائدہ: بیہقی نے اس قصے میں عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب شام کا ملک فتح ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا تو اس کو تقسیم کر دے نہیں تو ہم آپس میں اس پر تلواریں ماریں گے تو اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اور ابن تین نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تاویل کیا کہ جو ان کے بعد آئیں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اعتقاد کیا کہ پچھلے پہلوں کے برابر ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ اگر ہر ملک فتح ہوئے کی زمین بانٹی جائے تو پچھلوں کے واسطے خراج میں کچھ حصہ باقی نہ رہے گا اس واسطے کہ تقسیم کے بعد زمین مجاہدین کی ملک ہو جائے گی پس پچھلوں کا اس میں کچھ حصہ نہ رہے گا تو اس نے مناسب جانا کہ جو زمین لڑائی سے فتح ہو اس کو وقف کر دے اور اس پر محصول کو مقرر کر دے کہ اس سے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا رہے اور جو زمین لڑائی سے فتح کی جائے تو اس کی تقسیم کرنے میں کئی قول ہیں اور مشہور ان میں سے تین قول ہیں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ زمین محض فتح سے وقف ہو جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا وقت کر دے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو لازم ہے کہ اس کو مجاہدین میں تقسیم کر دے لیکن اگر مجاہدین وقف کے ساتھ راضی ہوں تو درست ہے اور باقی کلام جہاد میں آئے گی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے مسئلے کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دوسری حدیث سے بھی لیا جاتا ہے اس واسطے کہ باقی کلام محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ لیکن پچھلے مسلمانوں کا لحاظ چاہتا ہے اس کو کہ میں اس کو تقسیم نہ کروں بلکہ اس کو مسلمانوں پر وقف کر ڈالوں اور سواد کی زمین میں عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تھا اور خراجی زمین کا حکم دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد کو وقف کیا تو جو وہاں اہل ذمہ رہتے تھے ان پر محصول کو مقرر کیا تو ان کے ساتھ مزارعت مقرر کی اور معاملہ کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مناسبت ساتھ اس ترجمہ کے

اور داخل ہونے اس کے کی مزارعت کے بابوں میں اور ابن بطال نے کہا کہ معنی باب کے یہ ہیں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے مزارعت کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقفوں کو بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بنا پر کہ اس کے ساتھ یہود خیبر سے معاملہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا — مردہ یعنی خراب زمین کو زندہ یعنی آباد کرنے کا بیان

فائدہ: مراد مردہ زمین سے وہ زمین ہے جو آباد نہ ہو اور آباد کرنا اس کا یہ ہے کہ قصد کرے ایک شخص طرف ایک زمین کی کہ اس کو معلوم ہو کہ یہ کسی کی ملک نہیں پس آباد کرے اس کو ساتھ پانی پلانے کے یا کھیتی کرنے کے یا درخت لگانے کے یا ساتھ مکان بنانے کے سو وہ زمین آباد کرنے سے اس کے ملک ہو جاتی ہے سو برابر ہے کہ آبادی سے دور ہو یا نزدیک ہو اور برابر ہے کہ اس کو امام اس کی اجازت دے یا نہ دے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ضرور ہے اجازت لینی امام سے مطلق یعنی زمین آبادی سے نزدیک ہو یا دور اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قریب ہو تو درست ہے نہیں تو نہیں اور ضابطہ نزدیکی کا وہ ہے کہ آبادی والوں کو اس کی حاجت ہو مانند چرانے مویشی کی اور مانند اس کی اور حجت پکڑی ہے طحاوی رحمہ اللہ نے واسطے جمہور کے باوجود حدیث باب کے ساتھ قیاس کے اوپر پانی دریا اور نہر کے اور اس چیز کے کہ شکار کی جاتی ہے پرندوں اور حیوانوں میں اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ جو اس کو پکڑے یا شکار کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے برابر ہے کہ قریب ہو یا بعید اور برابر ہے کہ امام اذن دے یا نہ دے۔ (فتح)

وَرَأَى ذٰلِكَ عَلِيٌّ فِيْ أَرْضِ الْخَرَابِ بِالْكُوْفَةِ مَوَاتٌ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفے کی خراب زمین میں یہ حکم کیا ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خراب زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ملک ہو جاتی ہے۔

فائدہ: روایت ہے کہ لوگ زمین کو گھیرتے تھے تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی محض گھیرنے سے زمین ملک نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کو آباد کرے۔

وَيُرْوٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيْ غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيْهِ حَقٌّ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی یہ کہ جو آباد کرے مردہ زمین کو پس وہ اسی کے ملک ہو جاتی ہے اور فرمایا بیچ غیر حق مسلمان کے یعنی اس میں اتنی قید زیادہ ہے کہ وہ زمین کسی مسلمان کے ملک نہ ہو اور ظالم کی رگ کے واسطے حق نہیں یعنی جو کوئی کھیتی کرے یا درخت لگائے

کسی کی آباد کی ہوئی زمین میں تو وہ اس کے سبب سے
اس زمین کا مالک نہیں ہوتا اور اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ
نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: اصل یہ حدیث اس طرح ہے کہ جو مردہ زمین کو آباد کرے جس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو تو وہ اس کے ملک ہو جاتی ہے آخر تک اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ دو آدمی حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں درخت لگایا تھا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ زمین کے واسطے مالک اس کے کے اور درخت والے کو حکم کیا کہ وہ اپنے درخت کو اس سے اکھاڑ لے اور ربیعہ نے کہا کہ ظالم کی رگ یا تو ظاہر ہوتی ہے اور یا باطن پس باطن یہ ہے کہ آدمی اس میں کنواں کھودے اور اس کی کانیں نکالے اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں درخت لگائے یا مکان بنائے اور بعض کہتے ہیں کہ ظالم وہ ہے جو درخت لگائے یا کھیتی کرے یا مکان بنائے یا کنواں کھودے غیر کی زمین میں ناحق اور بغیر شبہ کے اور جو یہ کہا کہ اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے تو موصول کیا اس کو احمد نے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جو آباد کرے زمین مردہ کو پس واسطے اس کے اس میں ثواب ہے اور جو اس سے جانور کھائیں وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ابن حبان نے اس زیادت سے یہ بات نکالی ہے کہ ذمی کافر مردہ زمین کے آباد کرنے سے مالک نہیں ہوتا اس دلیل سے کہ کافر کے واسطے اجر نہیں اور محب طبری نے اس کا تعاقب کیا ہے کہ کافر اگر خیرات کرے تو اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے پس حمل کیا جائے گا اجر بیچ حق کافر کے اوپر ثواب دنیا کے اور مسلمان کے حق میں عام اس سے کہ دنیا کا ثواب ہو یا آخرت کا اور جو اس نے کہا حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے لیکن جو ابن حبان نے کہا وہ ظاہر حدیث کے زیادہ تر موافق ہے اور نہیں متبادر ہے طرف فہم کی اطلاق اجر سے مگر اجر اخروی۔ (فتح)

٢١٦٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَّيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضٰى بِهٖ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهٖ.

٢١٦٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو آباد کرے زمین کو جس کا کوئی مالک نہیں ہے تو وہی مالکی کے لائق ہے یعنی پھر اس زمین کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں۔

فائدہ: عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بے کار رکھے زمین کو تین برس اور اس

کو آباد نہ کرے اور غیر اس کو آباد کرے تو وہ اس کی ملک ہو جاتی ہے اور شاید کے مراد ساتھ تعطیل کے یہ ہے کہ اس کو گھیر رکھے اور اس کو مکان وغیرہ کے ساتھ آباد نہ کرے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

٢١٦٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ.

٢١٦٨۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معرس میں تھے یعنی جس جگہ پچھلی رات کو آرام کے لیے اترے تھے ذوالحلیفہ میں نالے کے درمیان سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان مبارک میں ہیں سو موسیٰ راوی نے کہا کہ اونٹ بٹھایا ساتھ ہمارے سالم نے اس جگہ جہاں عبداللہ اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور قصد کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہ کو اور وہ جگہ نیچے ہے اس مسجد سے جو نالے کے درمیان ہے جو نالے اور راہ کے درمیان میں ہے۔

٢١٦٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّيْلَةَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

٢١٦٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عقیق نالے میں تھے تو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ حج میں داخل ہوا یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہیں ایک احرام سے ادا کو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ تحقیق بطحا جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات کو اترے تھے اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا نہیں داخل ہوتی وہ زمین مردہ میں جو آباد کی جاتی ہے اور ملک ہو جاتی ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا اس میں مکان بنانا وغیرہ آباد کرنے کی وجہ سے یا مراد یہ ہے کہ وہ

لاحق ہوتی ہے ساتھ حکم آباد کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہوئی اس میں خصوصیت تصرف کی بیچ اس کے ساتھ اس کے پس ہوگئی گویا کہ چھوڑی گئی ہے واسطے مسلمانوں کے مانند منیٰ کی تو نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ اس میں مکان بنائے اور اس کو گھیرے اس واسطے کہ عام مسلمانوں کا حق اس کے متعلق ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نالہ مذکور اگرچہ مردہ زمین کی جنس ہے لیکن تعریس کی جگہ اس سے مستثنیٰ ہے واسطے ہونے اس کے حقوق عامہ سے پس نہیں ہے جائز گھیرنا اس کا کسی کو اگرچہ عمل کرے اس میں ساتھ شرط آباد کے اور یہ حکم اس جگہ کے ساتھ خاص نہیں جس میں حضرت ﷺ اترے تھے بلکہ ہر وہ چیز جو پائی جائے اس سے پس وہ اس کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللّٰهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَّعْلُوْمًا فَهُمَا عَلٰى تَرَاضِيْهِمَا.

جب زمین کا مالک عامل کو رکھے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو دونوں اپنی رضا مندی پر ہیں یعنی دونوں میں سے ہر ایک مختار ہے جب چاہے چھوڑ دے یا چھوڑا لے۔

۲۱۷۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا أَنْ يَّكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ

۲۱۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود ونصاریٰ کو حجاز کی زمین سے نکال دیا اور جب حضرت ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تھے تو ارادہ کیا تھا کہ یہود کو اس سے نکال دیں اور جب حضرت ﷺ اس پر غالب ہوئے تو ہوگئی وہ زمین ملک واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے اور واسطے مسلمانوں کے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو اس سے نکال دیں تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو اس سے زمین دینی ٹھہرائیں اس شرط پر کہ اس کی محنت پر کفایت کریں یعنی محنت سے کفایت کریں یعنی محنت صرف وہی کریں اور ان کو آدھا میوہ ملے گا اور حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو اس میں جب تک کہ ہم چاہیں پس ٹھہرائی گئی یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف تیما اور اریحا کی۔

نِصفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلٰى تَيْمَآءَ وَأَرِيْحَآءَ.

فائدہ: یہ دونوں جگہیں مشہور ہیں نزدیک شہروں طے کے دریا پر بیچ اول راہ شام کے مدینے سے اور زمین حجاز کی وہ ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جب کہ غالب ہوئے اوپر اس کے واسطے یہود کے اور واسطے رسول مُلَّاتِیْمُ کے اور مسلمانوں کے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت اس حال پر محمول ہے جس پر امر نے صلح کے بعد قرار پایا اور دوسری روایت اس حال پر محمول ہے جو صلح سے پہلے تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ بعض خیبر کا صلح سے فتح ہوا تھا اور بعض غلبے سے سو جو غلبے سے فتح ہوا تھا وہ تمام اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے واسطے تھا اور جو صلح سے فتح ہوا وہ یہود کے واسطے تھا پھر صلح کے ساتھ مسلمانوں کے واسطے ہوا (فتح) اور مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت مُلَّاتِیْمُ کے سلوک اور رفاقت کرتے بعض بعض سے کھیتی اور میوے میں۔

فائدہ: مواساۃ کے معنی شریک کرنا ہے مال میں بغیر عوض کے۔ (فتح)

۲۱۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ ظُهَيْرٌ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا قُلْتُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ

۲۱۷۱۔ ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ منع کیا ہم کو رسول اللہ مُلَّاتِیْمُ نے ایک امر سے کہ تھا ساتھ ہمارے صاحب رفاقت کا میں نے کہا کہ جو حضرت مُلَّاتِیْمُ نے فرمایا سو حق ہے اس نے کہا کہ حضرت مُلَّاتِیْمُ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ تم اپنی کھیتیوں کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ کرائے دیتے ہیں ہم زمین کو نالے پر یعنی شرط کر لیتے ہیں کہ جو نالے پر پیدا ہوگا سو ہم لیں گے اور کرائے دیتے ہیں اس کو کھجور اور جو کے چند وسقوں پر حضرت مُلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو خود کھیتی کرو یا کسی سے کراؤ یا اس کو روک رکھو کہ خالی پڑی رہے رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا (اور

وَعَلَى الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِزْرَعُوْهَا أَوْ أَزْرِعُوْهَا أَوْ أَمْسِكُوْهَا قَالَ رَافِعٌ قُلْتُ سَمْعًا وَّطَاعَةً.

محاقلت مزارعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا کھیتی کا ہے ساتھ گیہوں کے۔)

۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَزْرَعُوْنَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ.

۲۱۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اصحاب رضی اللہ عنہم تہائی اور چوتھائی اور نصف پر کھیتی کیا کرتے تھے یعنی زمین بٹائی پر دیتے تھے تہائی یا چوتھائی وغیرہ ٹھہرا لیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریتا دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

فائدہ: اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس حدیث کے اس طرح کہ زمین کے بے کار روک رکھنے میں بغیر کھیتی کرنے کے اس کی منفعت کا باطل کرنا ہے پس یہ مال ضائع کرنے کے قبیل سے ہوگا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے نہی ضائع کرنے مال کے سے اور جواب یہ ہے کہ مراد نہی سے ضائع کرنا ذات مال کا ہے یا ایسے منفعت کا کہ پیچھے نہ رہے اس واسطے کہ اگر زمین خالی بغیر کھیتی کے چھوڑی جائے تو اس کی منفعت ضائع نہیں ہوتی اس واسطے کہ تحقیق وہ گھاس اور لکڑی وغیرہ کو اگاتی ہے جو چرانے وغیرہ میں فائدہ دے اور اگر بالفرض کچھ بھی نہ اگائے تو کبھی اس میں کھیتی نہ کرنے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یعنی اگر اس میں ایک یا دو سال کھیتی نہ کی جائے تو زمین کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے اور آئندہ سال میں اس میں اناج بہت پیدا ہوتا ہے اور یہ سب توجیہ اس وقت ہے جب کہ نہی کو عموم پر حمل کیا جائے کہ زمین کو کسی طرح کرائے دینا درست نہیں نہ قطعہ معین پر اور نہ ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور اپر اگر حمل کیا جائے کرائے کو اس چیز پر کہ ان میں مروج تھا کرائے دینا زمین کے سے ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو خاص کر اس وقت جبکہ وہ خبر معلوم نہ ہو تو یہ اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے کھیتی میں کسی طرح نفع نہ ہو بلکہ کرائے دے اس کو ساتھ چاندی یا سونے کے جیسا کہ مقرر ہو چکا ہے واللہ اعلم یا مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اوپر گزرا ہے لیکن جمہور کے نزدیک مزارعت یعنی زمین تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کرائے دینی درست ہے کما مر بیانہ سابقا (مترجم)

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُوْ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں خود کھیتی کرے یا

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ.

اپنے بھائی مسلمان کو عاریتا دے اور اگر یہ بات نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

٢١٧٣۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فَقَالَ يُزْرِعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ شَيْئًا مَعْلُوْمًا.

٢١٧٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا یعنی اس کو حرام نہیں کیا لیکن فرمایا کہ منفعت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین محصول لینے سے۔

٢١٧٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى رَافِعٍ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِيْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِّنَ التِّبْنِ.

٢١٧٤۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کرایہ دیتے اپنی زمین کو بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پھر کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے کرائے دینے سے منع فرمایا ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے دینے سے منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہم اپنی زمین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نالوں پر کی پیداوار اور کچھ گھاس پر کرائے دیا کرتے تھے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کا فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہی تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اس صورت سے منع فرمایا مطلق کرائے دینے سے منع نہیں فرمایا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد لی ہے واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث مضطرب ہے اور اشارہ کیا کہ اس کی حدیث کے دونوں طریق صحیح ہیں جو اس نے خود بلاواسطہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ بھی صحیح ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطے سے روایت کی وہ بھی صحیح ہے اور اشارہ کیا جو روایت اس کی بے واسطہ ہے اس میں مطلق کرائے زمین کے منع ہونے کا ذکر ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطہ سے روایت کی ہے وہ مفسر ہے واسطے مراد اس کی کے اور وہ مراد وہ ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ مراد اس سے اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ رفاقت کرے اور یہ کہ نہی اس سے واسطے حرمت کے نہیں۔ (فتح)

٢١٧٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَّمْ يَكُنْ يَعْلَمُهٗ فَتَرَكَ كِرَآءَ الْأَرْضِ.

٢١٧٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جانتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کرائے دی جاتی ہے پھر عبداللہ نے خوف کیا کہ ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کوئی نیا حکم جاری کیا ہو سو اس نے زمین کو کرائے دینا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس حدیث میں مطلق کرائے دینے کا ذکر ہے لیکن مراد وہ ہے جو نالیوں کے کنارے پر ہو جیسا کہ پہلی روایت میں ہے۔ (ت)

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
سونے اور چاندی سے زمین کو کرائے دینا

فائدہ: شاید مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ زمین کے کرائے دینے سے جو نہی وارد ہوئی تو وہ محمول ہے اس حالت پر جب کہ مجہول چیز پر کرائے دی جائے یعنی معلوم نہ ہو اور یہ مراد نہیں کہ زمین کو سونے چاندی کے ساتھ کرائے دینا منع ہے اور مبالغہ کیا ہے ربیعہ نے سو کہا اس نے کہ نہیں جائز ہے کرائے دینا زمین کا مگر ساتھ سونے اور چاندی کے اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور ایک تھوڑی جماعت نے سو انہوں نے کہا کہ زمین کو کرائے دینا مطلق درست نہیں اور یہی مذہب ہے ابن حزم کا اور قوی کیا اس کو اور دلیل پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ حدیثوں مطلقہ کے جو اس باب میں وارد ہوئی ہے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے جمہور کے مذہب پر اور تحقیق مطلق ذکر کیا ابن منذر نے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے کرائے دینا زمین کا ساتھ چاندی اور سونے کے اور نقل کیا ابن بطال نے اتفاق فقہاء شہروں کا اوپر اس کے اور ابو داؤد نے سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے زمینوں والے کرائے دیتے زمینوں کو ساتھ اس چیز کے کہ ہو نالیوں پر کھیتی سے سو لوگ اس میں جھگڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کے ساتھ کرائے دینے سے منع کیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی دے کرائے دو اور اس کے راوی معتبر ہیں اور ترمذی میں روایت ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمین کو درہموں سے کرائے دینا منع ہے لیکن یہ حدیث معلول ہے یعنی ضعیف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُوْنَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ الْبَيْضَآءَ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سب چیزوں میں جو تم کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ کرائے لو تم زمین سفید کو یعنی جس میں کوئی درخت نہ ہو سال سے سال تک۔

۲۱۷۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمَّايَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَقَالَ اللَّيْثُ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ هٰهُنَا قَوْلُ اللَّيْثِ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ.

۲۱۷۶۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دو چچوں نے مجھ کو حدیث بیان کی کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کو کرائے دیا کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ نالیوں کے کناروں پر پیدا ہو یا ساتھ اس چیز کے کہ مستثنیٰ کرے اس کو مالک زمین کا واسطے اپنی کھیتی سے یعنی کرائے دیتے تھے اس شرط پر کہ زراعت کرے عامل اور جو کچھ کہ نالیوں کے کناروں پر اگے گا وہ مالک کے لیے ہوگا اجرت اس کی زمین کی یا اس شرط پر کہ جو کچھ قطعہ معین میں پیدا ہوگا وہ مالک کے واسطے ہوگا اور باقی عامل کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا سو میں نے رافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زمین کو درہم اور دینا پر کرائے دینے کا کیا حکم ہے تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو درہم اور دینار کے ساتھ کرایہ دینے کا کچھ ڈر نہیں اور گویا کہ جو چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے وہ چیز ہے کہ اگر حلال اور حرام کو سمجھنے والے اس میں نظر کریں تو اس کو جائز نہ رکھیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ ہے ہلاکت کا کہ ہو یا نہ ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ کان الذین سے آخر تک لیث کا قول ہے یعنی یہ حدیث کا لفظ نہیں۔

فائدہ: یہ کلام لیث کے موافق ہے واسطے مذہب جمہور کے کہ زمین کو کرائے دینے کی نہی محمول ہے اس وجہ پر کہ

دھوکے اور جہالت کی طرف پہنچائے مطلق کرائے دینے سے نہی واقع نہیں ہوئی یہاں تک کہ سونے اور چاندی کے ساتھ بھی منع ہو پھر جمہور کو اختلاف ہے اس میں کہ جائز ہے کرایہ دینا زمین کا ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہی کی حدیثیں نہی تنزیہی پر محمول ہیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جو پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ لیکن ارادہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بعض بعض کے ساتھ سلوک کریں اور جو کہتا ہے کہ جز پیداوار کے ساتھ زمین کو کرایہ دینا درست نہیں تو وہ کہتا ہے کہ نہی کرائے اس کے سے محمول ہے اس پر جب کہ شرط کرے مالک زمین کا ایک طرف کو زمین سے یا یہ شرط کرے کہ جو نہر کے کنارے پر پیدا ہوگی وہ مالک کے لیے ہوگا اس واسطے کہ سبب میں دھوکا اور جہالت ہے اور امام مالک نے کہا کہ نہی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو کرایہ اس کا ساتھ اناج اور کھجور کے تا کہ نہ ہو بیع اناج کی ساتھ اناج کے ابن منذر نے کہا کہ لائق ہے یہ کہ حمل کیا جائے قول مالک کا جب کہ اناج کرلے یہ اس زمین کی پیداوار کی جو ہو لیکن جب کہ کرائے دے اس کو ساتھ اناج معلوم کے کہ کرایہ لینے والے کے ذمہ ہو یا ساتھ اناج حاضر کے کہ قبض کرے اس کو مالک تو نہیں ہے کوئی مانع جواز سے اور یہ جو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ درہم اور دینار سے زمین کو کرائے دینا درست ہے تو احتمال ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہو اور احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو اس کو بطور تخصیص کے اس کے جواز پر یا معلوم کیا ہو کہ زمین کے کرائے دینے کی نہی مطلق نہیں بلکہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو ساتھ کسی چیز مجہول کے اور مانند اس کی پس استنباط کیا اس سے کہ چاندی سونے کے ساتھ زمین کو کرائے دینا جائز ہے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيْمَا

۲۱۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی تو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے، اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ ہے لیکن کھیتی ہی کرنا بہت بھاتا ہے، سو اس نے بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے نے پلک جھپکنے سے بھی جلدی کی یعنی ہنوز پلک نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے اور اس کا ہر دانہ

شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّىْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پہاڑ کی مانند تھا سو اللہ فرمائے گا اس کو کہ لے اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو گنوار نے کہا کہ نہیں پائے گا تو اس کو مگر قریشی یا انصاری اس واسطے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں سو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس گنوار کے اس قول میں ہے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں، اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ کرائے زمین کے نہی کی حدیثیں نہی تنزیہی پر محمول ہیں نہ ایجاب پر یعنی نہ حرمت پر اس واسطے کہ عادت اس چیز میں کہ حرص کرتا ہے اس پر آدمی یہ کہ دوست رکھتا ہے اس کو کہ اس کے ساتھ ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہے اور باقی رہنا حرص اس مرد کا کھیتی پر یہاں تک کہ بہشت میں بھی دلیل ہے اس کی کہ وہ اس پر مرا تھا اور اس کو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد ہوتا تو اس کی حرص نہ کرتا تا کہ اس کے ذہن میں اس قدر ثبوت نہ ہوتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ بہشتیوں کو بہشت میں جس کام کی خواہش ہوگی اس کا ہونا اس میں ممکن ہے اور اس میں وصف ہے لوگوں کی ساتھ غالب عادتوں اپنی کے اور یہ کہ نفس دنیا کی بہت جمع کرنے پر پیدا ہوئے ہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت قناعت کی اور مذمت حرص کی اور یہ کہ اللہ نے بہشتیوں کو دنیا کی محنت سے بے پرواہ کیا ہے۔ (فتح، ق)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَرْسِ

چیز کے بونے کا بیان

۲۱۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّا كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهٗ فِيْ أَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهٗ فِيْ قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا

۲۱۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوا کرتے تھے کہ ہماری ایک بوڑھی عورت تھی وہ چقندر کی جڑ ہیں لیتی تھی جس کو ہم اپنی نالیوں پر بوتے تھے پھر ان کو اور کچھ جو کے دانے اپنی ہانڈی میں ڈالتی تھی نہیں جانتا میں مگر کہ سعد نے کہا کہ اس میں چربی اور چکنائی نہ تھی سو جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اس کی ملاقات کو جاتے تھے سو وہ چقندر کو ہمارے پاس

أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

لاتی تھی سو ہم اس سبب سے جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے اور نہ ہم کھانا کھاتے تھے اور نہ ہم قیلولہ کرتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: مراد اس جگہ اس حدیث سے یہ ہے کہ ہم اس کو اپنی نالیوں میں بوتے تھے۔

۲۱۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ مِثْلَ أَحَادِيْثِهِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَأَحْضُرُ حِيْنَ يَغِيْبُوْنَ وَأَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلٰى صَدْرِهِ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهِ تِلْكَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاللّٰهِ لَوْلَا آيَتَانِ فِيْ

۲۱۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی بدگمانی کرتے ہیں کہ شاید جھوٹی حدیثیں بیان کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ہے جگہ وعدے کی یعنی اللہ قیامت کے دن خود حساب کرے گا اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ کو سزا دے گا اور نہیں تو جو میرے حق میں بدگمانی کرتے ہیں ان کو سزا دے گا اور کہتے ہیں کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین تو بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے اور میرے بھائی انصاری وہ اپنے مالوں کے کام میں مصروف رہتے تھے اور میں محتاج آدمی تھا ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہتا تھا اپنے پیٹ کے سوا مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھی سو میں حاضر ہوتا تھا جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا جب کہ وہ بھول جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ نہیں پھیلائے رہے گا کوئی اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی یہ بات تمام کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالے تو میری بات سے کبھی کوئی چیز نہ بھولے گا سو میں نے اپنی چادر پھیلائی کہ اس کے سوا مجھ پر کوئی کپڑا نہ تھا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو تمام کر چکے پھر میں نے اس کو اپنے سینے کی طرف سمیٹ لیا سو قسم ہے اس

كِتَابَ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا أَبَدًا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الرَّحِيمُ﴾.

ذات کی جس نے حضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں اس روز سے آج کے دن تک آپ ﷺ کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا قسم ہے اللہ کی اگر قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تم کو کبھی کوئی حدیث نہ بتلاتا کہ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتاری صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اس کے کہ ہم ان کو کھول چکے واسطے لوگوں کے کتاب میں تو ان کو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے والے...... الرحیم تک۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ میرے بھائی انصاری مالوں کے عمل میں مصروف رہتے تھے اس واسطے کہ مراد ساتھ عمل کے زمینوں میں مشغول ہونا ساتھ کھیتی کرنے اور درخت بونے کے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُسَاقَاتِ
کتاب ہے پانی دینے کے بیان میں

بَابٌ فِي الشُّرْبِ
باب ہے پانی پلانے کے بیان میں

فائدہ: عیاض نے کہا کہ مراد ساتھ پانی کے تقسیم کرنے کا حکم ہے اور اصل میں مراد شرب سے پانی کا حصہ ہے۔ (فتح) اور شریعت میں عبارت ہے اس سے کہ باری کے ساتھ پانی سے فائدہ اٹھائے یعنی باری کے ساتھ اپنی کھیتی کو دے اور اپنے جانوروں کو پلائے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾

اور اس آیت کا بیان کہ کی ہم نے پانی سے ہر چیز جو زندہ ہے کیا پس کیوں نہیں ایمان لاتے؟

فائدہ: مراد وہ حیوان ہے جو پانی کے ساتھ جیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے پانی نطفے کا ہے یعنی ہم نے ہر چیز منی سے پیدا کی اور بعض کل شیء حیا پڑھتے ہیں اس صورت میں اس میں جمادات یعنی بے جان چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں مانند درخت اور پتھر وغیرہ کے اس واسطے کہ اس کی زندگی یعنی سبز ہونا نہیں ہوتا مگر ساتھ پانی کے (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ﴾ ثَجَّاجًا مُنْصَبًّا اَلْمُزْنُ السَّحَابُ وَالْأُجَاجُ الْمُرُّ فُرَاتًا عَذْبًا.

اور اس آیت کا بیان کہ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارا کر دیں پھر تم کیوں نہیں شکر کرتے اور ثجاجا (جو سورۂ عم میں ہے) کے معنی پانی گرایا گیا اور مزن کے معنی سحاب ہیں یعنی بادل اور اجاج کے معنی مر ہیں یعنی کڑوہ پانی اور فرات کے معنی جو سورہ مرسلات میں عذبا ہیں یعنی میٹھا پانی۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ وَمَنْ رَأٰى صَدَقَةَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اعتقاد کرتا ہے کہ

الْمَآءِ وَهِبَتُهُ وَوَصِيَّتُهُ جَائِزَةٌ مَّقْسُوْمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُوْمٍ.

پانی کا صدقہ کرنا اور ہبہ کرنا اور اس کے ساتھ وصیت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے پانی ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِي بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَكُوْنُ دَلْوُهُ فِيْهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کو مول لے پھر اس کا ڈول اس کنویں میں ایسا ہو جیسے اور مسلمانوں کے ڈول یعنی اس کو مول لے کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کو صدقہ کرنا درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کیا اور معلوم ہوا کہ پانی ملک ہو جاتا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور ابن بطال نے کہا کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے جبکہ اس کی شرط کر لے اور اگر کنویں کو لوگوں کے واسطے وقف کرے تو اس کو خود بھی اس سے پانی پینا جائز ہے۔ (فتح)

۲۱۸۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ أَحَدًا يَّا رَسُوْلَ اللَّهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۲۱۸۰۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ایک لڑکا تھا جو سب سے چھوٹا تھا اور بوڑھے مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں پیالہ بوڑھوں کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جوٹھے کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر مقدم نہ کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس لڑکے کو دیا۔

۲۱۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهَا حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّهِيَ فِيْ

۲۱۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری گھر میں رہنے والی دوہی گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے اور ملایا گیا دودھ اس کا ساتھ پانی اس کنویں کے جو انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ أَنَسٍ فَأَعْطَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتّٰى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيْهِ وَعَلٰى يَسَارِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ أَنْ يُّعْطِيَهُ الْأَعْرَابِيَّ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَكَ فَأَعْطَاهُ الْأَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

پیالہ دیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس سے پیا یہاں تک کہ جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا اور آپ ﷺ کے بائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں ایک گنوار تھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ اس نے خوف کیا تھا اس سے کہ حضرت ﷺ وہ پیالہ گنوار کو دیں کہ یا حضرت ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیجیے کہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے تو حضرت ﷺ نے وہ پیالہ گنوار کو دیا جو آپ ﷺ کی داہنی طرف تھا پھر فرمایا کہ داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے پس داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے یعنی بائیں والے پر اگرچہ بائیں والا دائیں والے سے افضل ہو۔

فائدہ: اور مناسبت دونوں حدیثوں کی ساتھ باب کے قسمت پانی کے مشروع ہونے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ پہلے داہنی طرف والے کو دینا اس پر دلالت کرتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے بعض سے اذن چاہا جو اس میں شریک تھے اور مرتب کیا قسمت کو دائیں اور بائیں اور اگر اپنے اباحت پر باقی ہوتا تو اس میں کسی کی ملک داخل نہ ہوتی لیکن سہل کی حدیث میں یہ بیان نہیں کہ اس پیالے میں پانی تھا بلکہ کتاب الاشربہ میں مفسر آ چکا ہے کہ اس میں دودھ تھا اور اس کو جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو تا کہ بیان کرے کہ تحقیق امر جاری ہوا ہے بیچ بانٹنے پانی کے جس کے ساتھ دودھ ملایا گیا تھا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیچ جگہ جاری ہونے خالص دودھ کے جس کا بیان سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پس معلوم ہوا کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان دودھ کے اور پانی کے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے رد اس شخص پر جو کہتا ہے کہ پانی کسی کا ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَآءِ أَحَقُّ بِالْمَآءِ حَتّٰى يَرْوٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ.

جو کہتا ہے کہ پانی والا لائق تر ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو جائے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے کہ پانی والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو میں کہتا ہوں کہ اتفاق تو اس پر ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اور شاید کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ پانی ملک ہوتا ہے وہی ہیں جن کو اس میں اختلاف نہیں اور وہ جمہور ہیں۔ (فتح)

۲۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ.

۲۱۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی تا کہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکا جائے۔

۲۱۸۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ.

۲۱۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکو زیادہ پانی کو تا کہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکو۔

فائدہ: یعنی اگر تمہارا کنواں یا تالاب یا حوض ہو اور تم اس سے اپنا کام کر چکے ہو تو لوگوں کو اس کے باقی پانی سے نہ روکو اور مراد زیادہ پانی سے وہ پانی ہے جو حاجت سے زیادہ ہو اور جمہور کے نزدیک محمول ہے اس کنویں کے پانی پر جو مالکی کی زمین میں کھودا گیا ہو اور یہی حکم ہے اس کنویں کا کہ ویران زمین میں ہو جب کہ نہ ہو ساتھ قصد مالک ہونے کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور نص کی اس پر شافعی نے قدیم میں اور حرملہ نے یہ ہے کہ کنواں کھودنے والا اس کے پانی کا مالک ہو جاتا ہے اور اسپر کہ جو کنواں کہ کھودا گیا ہو زمین ویران میں واسطے قصد سلوک اور رفاقت کے ساتھ لوگوں کے نہ واسطے مالک ہونے کے تو کھودنے والا اس کے پانی کا مالک نہیں ہوتا بلکہ ہوتا ہے وہ زیادہ حق دار ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس جگہ سے کوچ کرے اور دونوں صورتوں میں واجب ہے اس پر خرچ کرنا پانی کا جو حاجت سے زیادہ ہو اور مراد حاجت سے حاجت نفس اپنے کی اور عیال اپنے کی اور کھیتی اپنی کی اور مویشی اپنے کی سے یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ کے اور خاص کیا ہے مالکیہ نے اس حکم کو ساتھ مردہ زمین کے یعنی واجب ہے خرچ کرنا زیادہ پانی کا اور کھیتی میں کہ جو کنواں اپنی مالکی کی زمین میں ہو اس کے زیادہ پانی کا خرچ کرنا واجب نہیں اور جو پانی کہ برتن میں محفوظ ہو اس کے زیادہ کا خرچ کرنے کا غیر مضطر کے واسطے صحیح قول پر واجب نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا پانی کا اس واسطے کہ زیادہ پانی کا روکنا منع ہے نہ اصل کا اور اس سے معلوم ہوا کہ محل نہی کا وہ ہے جب کہ نہ پائے مامور ساتھ خرچ کرنے کے واسطے اس کے سوا اس پانی کے اور مراد یہ ہے کہ مویشی والوں کو پانی پر قدرت دی کہ وہ اس سے مویشی کو پانی پلائیں اور نہیں قائل ہے کوئی کہ واجب ہے پانی

والے پر پانی پلانا غیر کے مویشی کو اپنے ہاتھ سے باوجود قدرت مالک کے اور یہ جو فرمایا کہ تا کہ رد کے ساتھ اس کے گھاس کو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کنویں کے گرد گھاس ہو اور اس کے سوائے اس کے نزدیک اور پانی نہ ہو اور مویشی والے لوگ اس کو چرا نہ سکیں مگر جب کہ مویشی کو اس کنویں سے پانی پلا سکیں تا کہ چرنے کے بعد پیاس کے ساتھ ضرر نہ پائیں پس پانی سے منع کرنے چارے سے منع کرنا لازم آئے گا اور یہی تفسیر ہے نزدیک جمہور کے اور اس بنا پر خاص ہوگا خرچ کرنا پانی کا ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مویشی ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے چرواہے جب کہ پانی پلانے کی طرف محتاج ہوں اس واسطے کہ جب پانی پلانے سے منع کیے جائیں تو اس جگہ چرانے سے باز رہیں گے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ممکن ہے ان کو اٹھانا پانی کا واسطے جانوروں اپنے کے واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ محتاج ہیں طرف اس کے اس سے بخلاف چارپایوں کے تو ان کے واسطے پانی کا خرچ کرنا لازم ہوگا اور صحیح پہلا قول ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھیتی نزدیک مالک کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کہ حکم خاص ہے ساتھ مویشی کے اور شافعیہ نے مویشی اور کھیتی کے درمیان فرق کیا ہے اس طرح کہ مویشی جاندار ہیں پیاس سے ان کے مر جانے کا خوف ہے بخلاف کھیتی کے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے نووی وغیرہ نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے مالک کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ پانی کے بیچنے سے منع فرمایا لیکن وہ مطلق ہے پس محمول ہوگا مقید پر جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اس بنا پر اگر وہاں چرانے کی گھاس نہ ہو تو منع کرنا منع نہیں یعنی منع کرنا درست ہے واسطے دور ہونے علت کے خطابی نے کہا کہ نہی جمہور کے نزدیک واسطے تنزیہ کے ہے پس حاجت کی جاتی ہے طرف دلیل کی کہ واجب کرے پھیرنے اس کے کو ظاہر سے اور نیز ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہے خرچ کرنا اس کا مفت بغیر قیمت کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے مالک کو طلب کرنا قیمت کا محتاج الیہ کے جیسا کہ کھانے مضطر کے ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ لازم آتا ہے اس سے جواز منع کا وقت باز رہنے محتاج کے خرچ کرنے قیمت کے سے اور رد کیا گیا ہے ساتھ منع کرنے ملازمہ کے یعنی یہ ایک دوسرے کو لازم نہیں پس جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ واجب ہے اس پر خرچ کرنا اور مرتب ہوتی ہے واسطے اس کے قیمت بیچ ذمہ مبذول لہ کے تا کہ جائز ہو اس کو قیمت لینی اس سے جیسا ممکن ہو ہاں مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ زیادہ پانی نہ بیچا جائے پس اگر واجب ہوتا واسطے اس کے عوض تو البتہ جائز ہوتی واسطے اس کے بیع اور استدلال کیا ہے ابن حبیب مالکی نے اس پر کہ کنواں جیسا دو مالکوں کے درمیان مشترک ہو اور اس میں پانی ہو اور ان میں سے ایک اپنی باری میں بے پرواہ ہو جائے تو جائز ہے اس سے دوسرے کو کہ اس سے پانی پلائے اس واسطے کہ وہ پانی ہے جو اس کے ساتھی کی حاجت سے زیادہ ہے اور عموم حدیث کا اس کے واسطے گواہی دیتا ہے اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں اور استدلال

کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے واسطے سد ذرائع کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے پانی کے روکنے سے منع فرمایا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے گھاس نہ روکی جائے لیکن باب کی حدیثوں میں بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ گھاس کا روکنا منع ہے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نہ روکو زیادہ پانی کو نہ گھاس کو پس دبلا ہو گا مال اور بھوکا رہے گا عیال اور مراد ساتھ گھاس کے وہ ہے جو ویران زمین میں اگے اس واسطے کہ سب لوگ اس میں برابر ہیں اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نہ منع کی جائیں پانی اور گھاس اور آگ اور اس کی اسناد صحیح ہے خطابی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ گھاس ویران زمین میں اگتا ہے اور جو پانی ان جگہوں میں بہتا ہے جو کسی کے ساتھ خاص نہیں اور مراد ساتھ آگ کے وہ پتھر ہے جس کے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ آگ کے حقیقی آگ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہ منع کیا جائے جو اس سے آگ جلائے یا چراغ جلائے اور بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب جنگل کی مباح لکڑیوں میں آگ جلائے تو نہیں جائز اس کو روکنا اس شخص کا کہ اس سے فائدہ اٹھائے بخلاف اس کے جب کہ اپنی ملکیت کی لکڑیوں میں آگ جلائے تو اس وقت اس کو اس سے روکنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِيْ مِلْكِهٖ لَمْ يَضْمَنْ

اگر کوئی زمین میں کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو وہ اس کے خون کا ضامن نہیں ہوتا

٢١٨٤۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

٢١٨٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کان میں گر کر مر جائے تو معاف ہے یعنی کان والے پر اس کا بدلہ نہیں اور اگر کوئی کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں والے پر اس کو بدلہ نہیں اور جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کو جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کر ڈالے تو اسکے مالک پر اس کی ڈانٹ نہیں اور دفن شدہ خزانے میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ حدیث مطلق ہے اور ترجمہ باب کا مقید ہے ساتھ ملک کے اور وہ مطلق کی صورتوں میں سے ایک ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ضمان ساقط ہے اس واسطے کہ جب غیر ملک میں کنواں کھودنے میں بدلہ نہیں تو جو اپنے ملک میں کھودے اس میں بطریق اولی بدلہ نہیں آئے گا اور جمہور کہتے ہیں کہ اپنے ملک اور غیر ملک میں کنواں کھودنے میں فرق ہے اور کوفیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کی تفصیل کتاب الدیات میں آئے گی انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَآءِ فِيْهَا

کنویں میں جھگڑنا اور اس میں حکم کرنا

۲۱۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ فَجَآءَ الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّيْ فَقَالَ لِيْ شُهُوْدَكَ قُلْتُ مَا لِيْ شُهُوْدٌ قَالَ فَيَمِيْنُهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَّحْلِفَ فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِيْقًا لَّهُ.

۲۱۸۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال چھین لے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اس حالت میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اخیر آیت تک سو اشعث آیا تو کہا کہ جو حدیث کہ ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے بیان کرتے ہیں یہ آیت میرے حق میں اتری ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ میرا ایک کنواں میرے چچیرے بھائی کی زمین میں تھا یعنی اور وہ مجھ کو نہ دیتا تھا تو ہم حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اپنے گواہ لا میں نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم لے میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا جائے گا تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی پھر اس کی تصدیق کے واسطے اللہ نے یہ آیت اتاری۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کنویں میں جھگڑا پڑے تو اس طور سے فیصلہ کرنا چاہیے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَّنَعَ ابْنَ السَّبِيْلِ مِنَ الْمَآءِ

جو مسافر کو پانی سے منع کرے اس کو کیا گناہ ہے

فائدہ: یعنی جو پانی کہ حاجت سے زیادہ ہو اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا باب کی حدیث میں کہ ایک تو وہ مرد ہے جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ حاجت کے وقت کنویں کا مالک مسافر سے اولیٰ ہے اور جب وہ اپنی حاجت کے موافق اس سے پانی لے لے تو نہیں جائز اس کو منع کرنا مسافر کا باقی پانی سے۔ (فتح)

۲۱۸۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

۲۱۸۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾.

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ جن کی طرف اللہ قیامت میں نہ دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب درد ناک ہے ایک تو وہ مرد جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور وہ اس کو مسافر سے روکے اور دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے دنیا سے اس کو کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا اور تیسرا وہ مرد ہے کہ اس نے عصر کے بعد اپنے اسباب کو بازار میں کھڑا کیا پھر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ میں نے اس کو اتنے اتنے سے لیا یا مجھ کو اس کی اتنی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا پس سچا جانا اس کو کسی مرد نے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں آخر تک یعنی ابھی اوپر گزری۔

بَابُ سَكْرِ الْأَنْهَارِ

نہروں کے بند کرنے کا حکم

۲۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۱۸۷۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے حضرت ﷺ کے پاس پتھریلی زمین کی ایک نالی میں زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا جس سے لوگ کھجوروں کے درختوں کو پانی پلاتے تھے سو انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ گزرے یعنی تا کہ پہلے میں اپنے درختوں کو پانی دوں سو زبیر نے اس کا کہا نہ مانا وہ دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! تو اپنے درختوں کو پانی دے لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے سو انصاری غصے ہوا اور کہنے لگا کہ تم زبیر کو اس

وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ أَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ أَحَدٌ يَذْكُرُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا اللَّيْثُ فَقَطْ.

واسطے مجھ پر مقدم کرنے کا حکم کرتے ہو کہ وہ تمہاری پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا یعنی نہایت غصے ہوئے پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی سینچ لے پھر اس کو روک یعنی اس کی طرف پانی نہ چھوڑ یہاں تک کہ پہنچے منڈیر تک یعنی جو مینڈے کے پانی روکنے کے واسطے کھجور کے درختوں کے درمیان بنائی جاتی ہے سو زبیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے پر اتری سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان واقع ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر کو بند کرنا درست نہیں بلکہ جیسے اپنے کھیت یا درخت کو پانی دے لے تو باقی پانی کو نیچے کے کھیتوں کی طرف چھوڑ دے۔

بَابُ شُرْبِ الْأَعْلٰى قَبْلَ الْأَسْفَلِ

پانی پلانا اوپر والے کا پہلے نیچے والے کے یعنی جس کا کھیت یا درخت پانی کے قریب ہو وہ پہلے پانی دے پھر جو اس کے پاس ہو وہ پانی دے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ پانی دینا نہر یا نالے سے جو کسی کے ملک نہ ہو مقدم کیا جائے اوپر والا پھر اوپر والا اور نہیں حق ہے واسطے نیچے والے کے یہاں تک کہ اوپر والے کو حاجت نہ رہے اور اس کی حد یہ ہے کہ پانی زمین کو ڈھانک لے یہاں تک کہ نہ پیے اس کو اور منڈیر کی طرف پھرے پھر اس کو چھوڑ دے۔ (فتح)

۲۱۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ أَرْسِلْ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ إِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْقِ يَا زُبَيْرُ حَتّٰى يَبْلُغَ الْمَآءُ الْجَدْرَ ثُمَّ أَمْسِكْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ فَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ

۲۱۸۸۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی دے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ پانی پلا اپنے درختوں کو یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے پھر اس کو روک رکھ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے میں اتری

نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

ہے فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك آخر تک۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے حالت غصب میں حکم کیا اس کے باوجود حاکم کو غصب کی صورت میں حکم کرنا منع ہے اس واسطے کہ نہی کی علت یہ ہے کہ مبادا حاکم سے حکم خطاء اور غلطی نہ ہو جائے اور حضرت ﷺ خطاء سے معصوم ہیں حالت غصب میں ان سے خطاء نہیں ہو سکتی۔ (فتح الباری)

بَابُ شِرْبِ الْاَعْلٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ

اوپر والا ٹخنوں تک پانی دے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اندازہ کیا ہے اس کو زہری نے کما سیاتی فی آخر الباب۔ (فتح)

۲۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِيْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِيْ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ يَرْجِعَ الْمَآءُ إِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰى لَهُ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ أُنْزِلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ قَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ فَقَدَّرَتِ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ وَكَانَ ذٰلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

۲۱۸۹۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا بیچ نالی پتھریلی زمین کے جس سے کھجور کے درختوں کو پانی پلایا جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کو پانی پلا سو حکم کیا اس کو موافق دستور کے یعنی جس قدر پانی دینے کا رواج ہے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں سو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا فرمایا کہ پانی دے پھر روک رکھ یہاں تک کہ پانی منڈیر تک پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا حق پورا دلوایا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ یہ آیت اس قصے میں اتری فلا وربک الخ تو ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور سب لوگوں نے حضرت ﷺ کے اس قول کا اندازہ کیا کہ پانی دے پھر اس کو روک رکھ یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے تو اس پانی کا اندازہ ٹخنوں تک تھا۔

فائدہ: یعنی جب کہ انہوں نے دیکھا کہ منڈیریں مختلف ہوتی ہیں ساتھ دراز اور کمی کے یعنی کوئی اونچی ہوتی ہے اور کوئی نیچی تو قیاس کیا انہوں نے اس زمین کو جس میں یہ قصہ واقع ہوا تھا تو اس کو ٹخنوں تک پایا تو ٹھہرایا انہوں نے اس کو کسوٹی واسطے استحقاق کے پس مقدم ہوگا اول پھر اول اور مراد ساتھ اول کے یہاں وہ ہے جس کی طرف سے پانی بہنا شروع ہوتا ہو اور بعض شافعیہ متاخرین کہتے ہیں کہ مراد اول سے وہ ہے جس نے پہلے زمین آباد کی ہو پھر وہ جس نے اس کے بعد آباد کی ہو اور اسی طرح لگاتار اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اول وہ ہے کہ پانی کے نالے سے قریب ہو اور یہ مراد نہیں اور ابن تین نے کہا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حکم یہ ہے کہ پانی کو ٹخنوں تک روکے اور خاص کیا ہے اس کو ابن کنانہ نے ساتھ کھجوروں اور دوسرے درختوں کے اور لیکن کھیتیاں پس اس میں سب لوگ شریک ہیں اور طبری نے کہا کہ زمینیں مختلف ہیں پس روکے واسطے ہر ایک کے جو کفایت کرے اس کو اس واسطے کے جو زبیر کے قصے میں واقع ہوا ہے وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے اور مالک کے اصحاب کو اختلاف ہے کہ کیا چھوڑ دے پہلا بعد پورا لینے تمام پانی کے یا چھوڑے اس سے وہ چیز کہ زیادہ ہو ٹخنوں پر اور اول قول زیادہ تر ظاہر ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس کے واسطے حاجت نہ رہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جو پہلے پہنچے طرف کسی چیز کی پانی جنگلوں اور سیل کے سے جو کسی کے ملک نہیں پس وہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اس کے لیکن جب اس کو حاجت نہ ہو تو اس کو جائز نہیں کہ پانی کو اپنے پاس والے سے روکے اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے یہ کہ اشارہ کرے ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور حکم کرے ساتھ اس کے اور راہ دکھائے طرف اس کی اور نہ لازم کرے ان کو ساتھ اس کے مگر جب کہ راضی ہوں اور یہ کہ حاکم پورا لے واسطے صاحب حق کے حق اس کا جب کہ دونوں آپس میں راضی نہ ہوں اور یہ کہ حاکم کرے ساتھ حق کے واسطے اس شخص کے جو متوجہ ہو واسطے اس کے اگرچہ نہ سوال کرے اس سے صاحب حق کا اور اس میں اکتفا ہے مخاصم سے ساتھ اس چیز کے جو سمجھا جائے اس سے مقصود اس کا بغیر مبالغہ کے بیچ تخصیص کے دعوی پر اور نہ معین کرنے مدعی کے اور نہ حصر کرنے اس کے ساتھ تمام صفتوں اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا اس شخص کو جو ظلم کرے حاکم پر اور سزا دینے اس کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے امام کو یہ کہ معاف کرے تعزیر سے جو متعلق ہو ساتھ اس کے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب حرمت شرع کی ہتک لازم نہ آئے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو سزا نہ دی تو اس واسطے نہ دی کہ آپ ﷺ کو تالیف قلوب بہت منظور تھی جیسا کہ بہت منافقوں کے حق میں فرمایا کہ لوگ چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے یاروں کو قتل کرتے ہیں سو کسی سے ایسی بات حضرت ﷺ کے حق میں صادر ہو یا بیچ شریعت آپ کی کے تو اس کو زندیق کی طرح قتل کیا جائے اور نقل کیا ہے نووی نے مانند اس کی علماء سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَآءِ

پانی پلانے کی فضیلت کا بیان یعنی اس کے واسطے جس کو حاجت ہو

۲۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَّلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ بَلَغَ بِيْ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَالرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.

۲۱۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو وہ ایک کنویں میں اترا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ ایک کتے نے زبان باہر نکالی ہے کہ پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو پیاس پہنچی تھی اسی طرح اس کو پہنچی ہے سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے پکڑ رکھا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی پھر اس کو بخش دیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہمارے واسطے چوپایوں کے احسان میں ثواب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے اور وہ عام ہے سب جانوروں میں اور عبدالملک نے کہا کہ یہ حدیث بنی اسرائیل میں تھی اور اہپر اسلام سو اس میں یہ حکم نہیں اس واسطے کہ اس میں کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر جگر میں تو یہ مخصوص ہے ساتھ بعض چوپایوں کے جن میں ضرر نہیں اس واسطے کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے مانند سور کی اس کو قوت دینی جائز نہیں تا کہ اس کا ضرر زیادہ نہ ہو اور اسی طرح نووی نے کہا کہ عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ جانور تعظیم والے کے اور وہ جانور وہ ہے جس کے مارنے کا حکم نہیں سو اس کے پانی پلانے سے ثواب حاصل ہوگا اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھلانا اس کا اور سوائے اس کے اور وجھوں سے احسان سے اور ابن تین نے کہا کہ نہیں منع ہے جاری کرنا اس کا اپنے عموم پر یعنی پس پہلے اس کو پانی پلایا جائے پھر اس کو مار ڈالا جائے اس واسطے کہ ہم کو حکم ہوا کہ ہم اچھی طرح سے قتل کریں اور ہم کو مثلہ سے منع ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے اور اس کی بحث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس چیز سے کہ کہا گیا نیچ ... کہ اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ فعل بعض لوگوں کا ہے اور نہیں معلوم

ہے یہ کہ اس کی پیروی کی جاتی ہے یا نہیں اور جواب یہ ہے کہ ہم محض فعل مذکور سے حجت نہیں پکڑتے بلکہ جب ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے پس تحقیق ہم نہیں پکڑتے ساتھ ہر چیز کے کہ وارد ہوا ان سے بلکہ جب بیان کریں اس کو امام شرع ہماری کے مدح کی جگہ میں جب کہ معلوم ہو اور نہ مقید کریں اس کو ساتھ کسی قید کے تو صحیح ہوتا ہے استدلال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا اور بغیر خرچ کے اور محل اس کا ہماری شرع میں اس وقت ہے جب کہ اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف نہ کرے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر احسان کرنے کی ساتھ لوگوں کے اس واسطے کہ جب کتے کے پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہوئی تو مسلمان کے پانی پلانے میں زیادہ تر ثواب ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے دینا صدقہ نفلی کا واسطے مشرکین کے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا جب کہ وہاں مسلمان نہ پایا جائے اور اسی طرح جب کہ دائر ہو امر درمیان چوپائے اور آدمی حرمت والے کے اور دونوں کی حاجت برابر ہو تو آدمی زیادہ تر حق دار ہے۔ (فتح)

۲۱۹۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاةَ الْکُسُوْفِ فَقَالَ دَنَتْ مِنِّیَ النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ أَیْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا.

۲۱۹۱۔ اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ مجھ سے دوزخ کی آگ قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے میرے رب کیا میں بھی دوزخیوں کے ساتھ ہوں تو ناگہاں میں نے ایک عورت دیکھی کہ بلی اس کی کھال کو نوچ رہی تھی فرمایا کیا حال ہے اس عورت کا؟ تو فرشتوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

۲۱۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِیْ هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا فَدَخَلَتْ فِیْهَا النَّارَ قَالَ فَقَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَیْتِهَا حِیْنَ حَبَسْتِیْهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَأَکَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

۲۱۹۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عذاب ہوا ایک عورت کو بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مر گئی تو وہ عورت اس کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ تو نے اس کو کھلایا نہ پلایا جب کہ تو نے اس کو باندھ رکھا تھا اور نہ تو نے اس کو چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کھاتی۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورت کو عذاب ہوا اس پر کہ اس نے بلی کو پانی نہ پلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اس کو پانی پلاتی تو اس کو عذاب نہ ہوتا ابن منیر نے کہا کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس چیز کو پیاس سے مارنا درست نہیں اس کا قتل کرنا حرام ہے اگرچہ بلی ہو اور باقی شرح اس کے بدء الخلق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّاٰی اَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ اَحَقُّ بِمَآءِہٖ

جو کہتا ہے کہ حوض والا اور مشک والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی اپنے کے اور مقدم ہے ساتھ خرچ کرنے اس کے کے اپنی حاجتوں میں۔

۲۱۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ غُلَامٌ هُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ وَالْاَشْیَاخُ عَنْ یَّسَارِهٖ قَالَ یَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ الْاَشْیَاخَ فَقَالَ مَا کُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِیْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ.

۲۱۹۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس سے پیا اور آپ ﷺ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا جو سب حاضرین سے چھوٹا تھا اور بوڑھے لوگ حضرت ﷺ کی بائیں جانب تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بوڑھوں کو دوں؟ تو لڑکے نے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ آپ ﷺ کے جوٹھے پر کسی کو اپنے اوپر مقدم کروں تو حضرت ﷺ نے وہ پیالہ اس کو دیا۔

فائدہ: اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے لاحق کرنے حوض اور مشک کے ساتھ پیالے کے تو پیالے والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ تصرف کے بیچ اس کے از روئے پینے کے اور پلانے کے اور تحقیق پوشیدہ رہی یہ وجہ اوپر مہلب کے پس کہا کہ نہیں ہے حدیث میں مگر یہ کہ داہنی طرف والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پیالے کے اپنے غیر سے اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب داہنی طرف والا محض بیٹھنے کی وجہ سے پیالے کا حق دار ہوا تو کس طرح نہ خاص ہوگا ساتھ اس کے صاحب ہاتھ کا اور سبب بنانے والا بیچ تحصیل کرنے اس کے کی۔ (فتح)

۲۱۹٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ

۲۱۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں ہانکوں گا کچھ مردوں کو اپنے حوض کوثر سے جیسے کہ حوض سے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

لَأَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ حوض والا غیر کے اونٹ اپنے حوض سے ہانکتا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جائز ہے اور اس کی مناسبت کی وجہ بھی مہلب پر پوشیدہ رہی سو کہا اس نے کہ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حوض کوثر کو اپنی طرف نسبت کیا اور آپ ﷺ زیادہ تر حق دار تھے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ابن منیر نے پس کہا کہ احکام تکالیفیہ آخرت کے وقائع پر نہیں اتارے جاتے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس لفظ سے استدلال کیا ہے کہ جیسے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں پس حوض والے کو غیر کے اونٹ ہانکنا جائز نہیں مگر اس کی وجہ سے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ حوض اپنے کے۔ (فتح)

۲۱۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَّعِيْنًا وَأَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوْا أَتَأْذَنِيْنَ أَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا نَعَمْ.

۲۱۹۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے اسمعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر زمزم کو چھوڑتی یا یوں فرمایا چلو نہ بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک چشمہ جاری ہو جاتا اور جرہم کا قبیلہ آیا اور انہوں نے کہا کہ کیا تو اجازت دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس اتریں اور گھر بنا کر گاؤں آباد کریں؟ تو اس نے کہا کہ ہاں اجازت ہے لیکن تم کو پانی میں حق نہیں انہوں نے کہا ہاں پانی میں ہمارا کچھ حق نہیں ہوگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الانبیاء میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ ہاجرہ نے ان لوگوں کو کہا جو اس کے پاس اترے تھے کہ پانی میں تمہارا کچھ حق نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور خطابی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جنگل میں پانی نکالے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور کوئی غیر اس کو اس میں شریک نہیں ہوتا مگر اس کی رضامندی سے مگر جب اس کو حاجت نہ ہو تو زیادہ پانی سے نہ روکے اور ہاجرہ نے تو یہ شرط ان پر اس واسطے کی تھی تا کہ اس کے مالک نہ ہو جائیں۔

۲۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۲۱۹۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور ایک وہ مرد جس نے اپنے اسباب پر قسم کھائی کہ البتہ دیا ہے میں نے اکثر اس چیز سے کہ دیا تھا یعنی کم قیمت کو لیا تھا اور کہا کہ میں نے زیادہ قیمت سے لیا ہے اور حالانکہ وہ قسم میں جھوٹا ہے اور دوسرا وہ شخص جس نے جھوٹی بات پر قسم کھائی عصر کے بعد تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال مرد مسلمان کا اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے زیادہ پانی سے مسافر کو روکا تو اللہ فرمائے گا کہ میں آج کے دن تجھ کو اپنے زیادہ پانی سے روکوں گا جیسا کہ تو نے زیادہ پانی کو روکا جس کے واسطے تیرے دونوں ہاتھوں نے محنت نہ کی تھی یعنی اگرچہ آدمی محنت سے کنواں کھودتا ہے لیکن پانی محض اللہ ہی کی قدرت سے نکلتا ہے اس واسطے کہ بعض وقت محنت سے بھی نہیں نکلتا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ سزا زیادہ پانی کے منع کرنے پر واقع ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اصل کے اور نیز آپ کے قول مالم تعمل یداک سے بھی پکڑی جاتی ہے اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر اس کو اپنی محنت سے نکالتا تو ہوتا زیادہ تر حق دار ساتھ اس کے غیر اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں ہے روند یعنی راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے

۲۱۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ.

۲۱۹۷۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

فائدہ: یعنی واسطے ان گھوڑوں کے جن سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جاتا ہے اور واسطے ان اونٹوں کے جن پر اللہ کی راہ میں بوجھ اٹھایا جاتا ہے امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ راکھ رکھے واسطے مسلمانوں کے مگر جو حضرت ﷺ نے رکھی اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ مگر اس طرح پر جس طرح پر کہ حضرت ﷺ نے راکھ رکھی پس پہلے معنی کی بنا پر نہیں جائز ہے واسطے کسی کے حاکموں سے بعد آپ کے یہ کہ راکھ رکھے اور دوسرے معنی کی بنا پر خاص ہے راکھ رکھنی ساتھ اس شخص کے جو حضرت ﷺ کے قائم مقام ہو اور وہ خاص خلیفہ ہے اور حمی منع کرنا ہے مویشی چرانے سے بیچ زمین خاص کے مباحات کے پس ٹھہرائے اس کو امام خاص واسطے چرانے جانوروں صدقہ کے مثلا اور اصل حمی کی عرب کے نزدیک یہ ہے کہ ان میں سے کوئی رئیس جب کسی جگہ گھاس کے اترتا تھا تو ایک بلند مقام پر اپنا کتا بھونکاتا تھا تو اس کی ہر طرف سے جس جگہ اس کے آواز پہنچتی تھی وہاں تک راکھ رکھتا تھا پس اس میں کسی غیر کا جانور نہ چراتا تھا اور وہ اپنے غیروں کے ساتھ راکھ کے سوائے اور جگہوں میں چراتا تھا اور وہ مکان حمی ہے اور وہ خلاف مباح کے ہے اور راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ راکھ خاص ہے ساتھ خلیفہ کے یعنی صرف اسی کو راکھ رکھنی جائز ہے اور کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ملکوں کے حاکم بھی اس کے ساتھ ملحق ہیں اور محل جواز مطلق کا یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس سے ضرر نہ پہنچے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے واسطے مذہب اپنے کے بیچ شرط ہونے اجازت امام کے ویران زمین کے زندہ کرنے میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان ان دونوں کے اس واسطے کہ راکھ رکھنی خاص ہے آباد کرنے سے اور جوزی نے شافعیہ سے کہا کہ نہیں دونوں حدیثوں میں تعارض پس راکھ رکھنی منع ہے کہ روکے مردہ زمین سے وہ چیز جس میں بہت گھاس ہو خاص واسطے نفس اپنے کے اور آباد کرنا جائز وہ ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ شامل نہ ہو (فتح)

وَقَالَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيْعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى السَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ.

اور زہری نے کہا کہ پہنچی ہم کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے نقیع کو راکھ رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے شرف اور ربذہ کو راکھ رکھا۔

فائدہ: نقیع ایک جگہ کا نام ہے بیس میل مدینے سے اور شرف بھی ایک جگہ ہے پاس مکے کے اور ربذہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ

پانی پینا آدمیوں کا اور چوپایوں کا نہروں سے

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ جو نہریں کہ راہوں میں ہیں ان میں سے پانی پینا کسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب لوگ اس میں شریک ہیں۔ (فتح)

٢١٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ بِهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذٰلِكَ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

٢١٩٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہے اور ایک مرد کے واسطے پردہ ہے یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور ایک مرد پر وبال ہے سو لیکن جس کو ثواب ہے تو وہ مرد ہے جس نے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ میں سو وہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا باغ میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر اس نے ایک بار یا دو بار چھلانگ ماری تو اس مرد کے واسطے اس کی ٹاپوں کی مٹی اور اس کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو یہ بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہے اور جس مرد نے کہ گھوڑے کو باندھا اس نیت سے کہ اس کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر اللہ کے حق کو جو گھوڑے کی گردن اور پیٹھ میں ہے نہ بھولے یعنی اس کی زکوۃ ادا کیا کرے اور ضعیفوں کو اس کی سواری سے نہ روکے تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے پردہ ہے اور جو مرد کہ گھوڑے کو باندھے اترانے اور نام ونمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی مدد کو تو ایسا گھوڑا اس مرد پر وبال ہے اور کسی نے حضرت ﷺ سے گدھوں کا حکم پوچھا کہ ان میں بھی زکوۃ ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز خاص کر مگر یہ آیت جو جامع ہے یعنی شامل ہے تمام چیزوں کو اور کمیاب ہے یعنی

قلت الفاظ میں اور کثرت معانی میں اور وہ آیت یہ ہے کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اس کو اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اور مقصود یہاں اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اگر وہ کسی نہر پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ اس بات کے کہ چوپایوں کی شان سے پانی کا طلب کرنا ہے اور اس کے مالک نے اس کا ارادہ نہیں کیا پس جب بغیر قصد کے اس پر ثواب دیا جاتا ہے تو قصد کے ساتھ بطریق اولیٰ ثواب دیا جائے گا پس ثابت ہوا ثبوت اباحت مطلق سے۔ (فتح)

٢١٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

٢١٩٩۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور سر بند کو پہچان رکھ پھر اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر سو اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا تو اس نے کہا کہ بکری گم ہوئی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے کے یا واسطے بھیڑیے کے پھر اس نے کہا کہ پس گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا کام ہے یعنی اس کو چھوڑ دے اور نہ لے کہ اس کے لینے کی حاجت نہیں اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے وارد ہوتا ہے پانی پر اور کھاتا ہے درخت کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے۔

فائدہ: اور مقصود اس سے یہ قول ہے اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے پانی پر آتا ہے اور درخت کو کھاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَإِ

لکڑی اور گھاس کا بیچنا

فائدہ: اور موقع اس ترجمہ کا کتاب الشرب سے مشترک ہونا پانی اور لکڑی اور چراگاہ کا ہے بیچ جائز ہونے انتفاع لوگوں کے ساتھ مباحات کے اس سے ابن بطال نے کہا کہ اباحت لکڑی کے کاٹنے کی مباحات میں اور زمین کے

سبزوں کے کاٹنے کی متفق علیہ ہے یہاں تک کہ یہ مملوکہ زمین واقع ہو پس اباحت دور ہو گی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب وہ لکڑی اور گھاس کاٹنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے تو آباد کرنے سے بطریق اولیٰ مالک ہوگا۔ (فتح)

۲۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلًا فَيَأْخُذَ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَبِيْعَ فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهٖ وَجْهَهٗ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ أُعْطِيَ أَمْ مُنِعَ.

۲۲۰۰۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی رسیاں لے سو اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لائے پھر اس کو بیچے سو اللہ اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے تو یہ اس کے حق میں کسی سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

۲۲۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ أَوْ يَمْنَعَهٗ.

۲۲۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی سے سوال کرنے سے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں ترغیب ہے بیچ کسب کرنے کے ساتھ لکڑیاں لانے کے۔ (فتح)

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهٗ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغْنَمٍ يَّوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرٰى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِّنَ

۲۲۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر کے دن غنیمت میں ایک جوان اونٹنی کو پہنچا یعنی غنیمت میں سے مجھ کو ہاتھ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک اور اونٹنی بھی دی تو میں نے ان دونوں کو ایک دن ایک انصاری مرد کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کرتا تھا کہ ان پر اذخر کی گھاس لادوں تا کہ اس کو بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع قبیلے کا ایک سنار تھا سو میں اس کے ساتھ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ پر مدد لوں اور حمزہ بن عبدالمطلب اس کے گھر میں شراب پیتا تھا اور اس کے ساتھ ایک لونڈی گانے

الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِيَ صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذَٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ.

والی تھی سو اس نے لونڈی سے کہا کہ خبر دار ہوا اے حمزہ واسطے مولی اونٹنیوں کے یعنی اس لونڈی نے اشعار پڑھے اور حمزہ کو اس کے ذبح کرنے کی ترغیب دلائی سو حمزہ ان کی طرف کھڑا ہوا اور ان کی کوہانوں کو کاٹا اور ان کی کوہانوں کو پھاڑ ڈالا پھر ان کے جگر لیے میں نے ابن شہاب سے کہا کہ کیا اس نے کوہان کاٹ ڈالی تھی اس نے کہا کہ وہ ان کی کوہان کاٹ کر لے گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک چیز کی طرف دیکھا جس نے مجھ کو ڈرایا یعنی واسطے ضرر پانے اس کے کے ساتھ تاخیر داخل ہونے کے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بہ سبب فوت ہونے اس چیز کے کہ مدد لی ساتھ اس کے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر بتلائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زید رضی اللہ عنہ تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ کے پاس گئے اور اس پر غصے ہوئے تو حمزہ نے اپنی آنکھ اٹھائی اور کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپوں کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے پاؤں پیچھے ہٹے یعنی بغیر اس کے کہ پیٹھ پھیریں یہاں تک کہ ان کے پاس سے نکلے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجہاد میں آئے گی اور شاهد اس سے یہ قول ہے کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان پر اذخر کی گھاس لاد کر لاؤں تا کہ اس کو بیچوں اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے ترجمہ باب پر کہ جائز ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھاس کا۔ (فتح)

بَابُ الْقَطَائِعِ — جاگیر دینے کا بیان

فائدہ: مراد قطائع سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے ساتھ اس کے امام بعض رعیت اپنی کو زمین ویران سے یعنی ویران زمین سے کچھ زمین کسی کو جاگیر دے پس خاص ہو جاتا وہ ساتھ اس کے اور ہوتا زیادہ ترحق دار ساتھ آباد کرنے اس کے کے اس شخص سے کہ نہیں سبقت کی اس نے طرف آباد کرنے اس کے کی اور خاص ہونا جاگیر کا

ساتھ ویران زمین کے متفق علیہ ہے بیچ کلام شافعیہ کے یعنی جاگیر آباد زمین سے نہ دی جائے اور عیاض نے کہا کہ قطائع یہ ہے کہ امام اللہ کے مال میں سے کوئی چیز کسی کو دے جس کو اس کے لائق دیکھے اور اس کے اکثر استعمال زمین میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ نکالے زمین میں سے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے اس کو لائق وہ چیز کہ گھیرے اس کو یا تو اس طرح کہ اس کو اس کا مالک کردے اور یا اس کو ایک مدت تک اس کی پیداوار دے اور سبکی نے کہا کہ دوسری وجہ یہی ہے جس کو ہمارے زمانے میں جاگیر کہا جاتا ہے اور ہمارے اصحاب میں سے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا اور ظاہر یہ ہے کہ جاگیر جاگیردار کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے لیکن وہ جاگیر دینے سے زمین کے اصل رقبے کا مالک نہیں ہوتا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے اور دعوی کیا ہے اوزاعی نے نفی خلاف کا بیچ جواز تخصیص امام کے بعض لشکر کو ساتھ اناج زمین کے جب کہ اس کا مستحق ہو۔ (فتح)

۲۲۰۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ حَتّٰى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِيْ تُقْطِعُ لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

۲۲۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ انصار کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی ہمارے برابر جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ تم میرے بعد اپنے اوپر اوروں کو مقدم دیکھو گے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو اس وقت تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: یعنی اگر تم نہیں لیتے تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی مراد میں اختلاف ہے خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ویران زمین ہو تا کہ آباد کرنے سے وہ اس کے مالک ہو جائیں اور احتمال ہے کہ مراد آباد زمین ہو لیکن اپنے حق میں پانچویں حصے سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی زمین کھلی چھوڑی ہوئی تھی اس کو تقسیم نہیں کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس طرح کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا کما سیاتی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ ﷺ نے ارادہ کیا ہو کہ ان کو خاص کریں ساتھ لینے جزیہ اس کے کے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اسمٰعیل قاضی نے اور ابن بطال نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صلح کی زمین تقسیم نہیں ہوتی پس نہ ملک ہو گی اور ابن تین نے کہا کہ جاگیر اس کو کہتے ہیں کہ جو زمین یا باغ سے دی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مال فے سے جاگیر دی جاتی ہے یعنی جو ملک کی صلح سے فتح ہوا ہو اور نہیں جاگیر دی جاتی حق مسلمان کے سے اور نہ عہد والے کافر سے اور جاگیر کبھی ملک ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی اور ثانی وجہ پر محمول ہو گا جاگیر دینا حضرت ﷺ کا گھروں کو مدینے

میں اور ظاہر یہ بات ہے کہ ارادہ کیا تھا حضرت ﷺ نے یہ کہ خاص کریں انصار کو ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو بحرین سے اور جو حاضر تھا اس دن سو جزیہ تھا اس واسطے کہ بحرین کے لوگوں نے جزیہ پر صلح کی ہوئی تھی اور لیکن اس کے بعد جب ملک فتح ہوئے اور زمین کا خراج بھی اور تحقیق واقع ہوا یہ معاملہ کئی زمینوں میں بعد فتح ہونے ان کے کے اور پہلے فتح ہونے ان کے کے ان میں سے ایک تو جاگیر دینا حضرت ﷺ کا تمیم داری کو گھر ابراہیم کا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ملک فتح ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تمیم کے واسطے جاری رکھا اور وہ اس کی اولاد کے ہاتھ میں ہمیشہ ہے اور ان کے پاس حضرت ﷺ کا خط تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی یہ کہ جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی کے مطابق واقع ہوا کہ قریش میں سے حاکم ہوئے کہ اپنے واسطے انہوں نے انصار سے زیادہ مال جمع کیا اور عطا میں اوروں پر انصار کو فضیلت دی۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَائِعِ — جاگیروں کے لکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی تا کہ جاگیر دار کے واسطے وثیقہ اور سند ہو واسطے دور کرنے جھگڑے کے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ فَعَلْتَ فَاكْتُبْ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تا کہ ان کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ لکھتے ہیں تو مہاجرین کو بھی اتنی زمین لکھ دیجیے تو یہ بات حضرت ﷺ کو پسند نہ آئی یعنی اس واسطے کی حضرت ﷺ نے مہاجرین کو بنی نضیر کی زمین جاگیر دی تھی یا یہ معنی کہ بحرین میں اور زمین نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوائے اوروں کو مقدم دیکھو گے تو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ساتھ اس کے کہ نیت کی روایت میں جاگیر لکھنے کا ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شق ثانی میں مذکور ہے یعنی مہاجرین کے واسطے اس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لکھنے کا ذکر آ چکا ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے واسطے توقف کرنے ان کے کے مقدم ہونے سے ساتھ کسی چیز کے دنیا سے سوائے مہاجرین کے اور تحقیق صفت کی ہے ان کی اللہ نے اس طرح کہ مقدم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اوروں کو اگرچہ حاجت ہو تو ان کو فضیلت کے تین درجے حاصل ہیں ایک غیروں کو اپنے اوپر مقدم کرنا اور دوسروں سے سلوک کرنا اور طلب

کرنے تقدیم کی اوپر اپنے اور باقی کلام کتاب الجزیہ میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَلَبِ الْإِبِلِ عَلَى الْمَآءِ
پانی پر اونٹوں کا دوہنا

۲۲۰۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ.

۲۲۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کے حق سے ہے یہ کہ پانی پر دوہے جائیں۔

فائدہ: یعنی واسطے نفع محتاجوں کے کہ وہاں حاضر ہوں اور نیز اس واسطے کہ اس میں اونٹوں کا بھی فائدہ ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِيْ حَائِطٍ أَوْ فِيْ نَخْلٍ
باب ہے اس شخص کا کہ اس کو باغ میں گزرنے کا حق ہو یا کھجوروں میں حصہ ہو

فائدہ: اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو آنے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ فَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتّٰى يَرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے اور بائع کو جائز ہے کہ وہاں آئے اور اس کو پانی پلائے یہاں تک کہ میوہ موقوف ہو اور اسی طرح عریہ والے کو بھی وہاں آنا اور پانی پلانا جائز ہے۔

فائدہ: یہ سب امام بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے جس کو اس نے باب کی حدیثوں سے نکالا ہے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی فقہ میں تنبیہ ہے اوپر ممکن ہونے اجتماع حقوق کے ایک چیز میں کہ ایک کی ملک ہو اور دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو اور وہ ماخوذ ہے استحقاق بائع کے سے واسطے پہلے کے سوائے اصل کے پس ہوگا واسطے حق راہ لینے کا واسطے کاٹنے پھل کے بیچ زمین کے جو غیر کے ہے اور اسی طرح صاحب عریہ کا حکم ہے اور ہمارے نزدیک خلاف ہے اس کے حق میں جو عریہ کو پانی دے کہ کیا پانی دینا بخشنے والے پر ہے یا اس کو جس کو عریہ بخشی گئی اور اسی طرح پانی پلانا اس میوے کا جو بیع میں مستثنیٰ ہو بعض کہتے ہیں کہ بائع پر ہے کہ خریدار پر پس نہ مغرور ہو نقل ابن بطال کی اجماع کو اوپر اس کے۔ (فتح)

۲۲۰۵۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

۲۲۰۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو خریدے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور جو غلام خریدے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کے مال کا مالک بائع ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک کے اس پر کہ غلام اپنے مال کا مالک ہوتا ہے واسطے منسوب ہونے ملک کے طرف اس کی ساتھ لام (الف، لام) کے اور وہ ظاہر ہے ملک میں اور اس کے غیر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جب مالک اپنے غلام کو کچھ مال ملک کر دے تو غلام اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا لیکن اگر اس کے بعد وہ اس کو بیچ ڈالے تو اس کا مال مالک کی طرف پھر آتا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ غلام بالکل کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اور یہی ہے جدید قول شافعی کا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے اور اس کے مفہوم سے پکڑا جاتا ہے کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو اور خریدار اس کی شرط کر لے تو بیع صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ سودی مال نہ ہو پس نہیں جائز ہے بیع غلام کی اور ساتھ اس کے درہم ہوں بدلے درہموں کے یہ قول شافعی کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ منع نہیں یعنی اس کی بیع ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ اس کے ساتھ سودی مال ہو واسطے مطلق ہونے حدیث کے اور عقد تو صرف غلام پر واقع ہوتا ہے اور جو مال کے اس کے ساتھ ہے اس کو عقد میں کچھ دخل نہیں اور جب مال کپڑے ہوں تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی مال کا حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کپڑے اس میں داخل ہوتے ہیں واسطے عمل کرنے کے رواج پر اور بعض کہتے ہیں کہ جو ستر کو ڈھانکے صرف وہی اس میں داخل ہوتا ہے اور باجی نے کہا کہ اگر اس کو مشتری غلام کے واسطے شرط کرے تو مطلق صحیح ہے اور اگر بعض کو شرط کرے یا اپنے واسطے شرط کرے تو اس میں دو روایتیں ہیں اور مازری نے کہا کہ اگر دور ہو ملک مالک کی غلام اپنے سے ساتھ بیع کے یا معاوضہ کے تو مال مالک کا بھی ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور بعض تابعین سے مانند حسن کی روایت ہے کہ وہ مال غلام کے تابع ہے اور حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور دور ہو ملک اس کی ساتھ آزاد کرنے کے اور مانند اس کی کے تو مال غلام کا ہے مگر یہ کہ مالک شرط کر

لے اور اگر ہبہ وغیرہ سے اس کی ملک دور ہو تو اس میں دو قول ہیں زیادہ تر راجح یہ ہے کہ ہبہ بیع کے ساتھ ملحق ہے اور اسی طرح اگر سپرد کرے اس کو کسی قصور میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کرنا شرط کا جو عقد کے منافی نہ ہو اور یہی حال ہے کھیتی کا یعنی زمین بوئی ہوئی کا سو جو بوئی ہوئی زمین کو بیچے اور اس میں کھیتی ہو تو کھیتی واسطے بائع کے ہے اور اختلاف اس میں مانند اختلاف کی ہے کھجور کے درخت میں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو زمین کو اجارے دے اور اس میں اس کی کھیتی ہو تو وہ کھیتی اجارہ دینے والے کے واسطے ہے نہ واسطے اجارہ لینے والے کے اگر فرض کی جائے صورت اجارے کی۔ (فتح)

٢٢٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

٢٠٠٦۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچی جائیں عرایا یعنی پھل عرایا کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے کے حالت خشک ہونے میں۔

٢٢٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَأَنْ لَّا تُبَاعَ إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

٢٠٠٧۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے اور محاقلت سے اور مزابنت سے اور کچے پھل کے بیچنے سے اور یہ کہ نہ بیچا جائے میوہ مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا کا میوہ خشک کھجور کے بدلے بیچنا جائز ہے۔

فائدہ: مخابرت اور محاقلت اور مزابنت کے معنی پہلے گزر چکے ہیں۔

٢٢٠٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِيْ خَمْسَةِ

٢٢٠٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے خشک کھجوروں سے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق میں داؤد راوی کو اس میں شک ہے۔

أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ فِيْ ذٰلِكَ.

فائدہ: یہ حدیث بھی اپنے باب میں گزر چکی ہے۔

۲۲۰۹۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرٌ مِثْلَهُ

۲۲۰۹۔ رافع رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت یعنی خشک کھجور کے بدلے درخت پر کے میوے بیچنے سے منع فرمایا مگر عرایا والوں کو کہ ان کو اجازت دی۔

فائدہ: ان تمام حدیثوں کی شرح کتب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے، رجوع کیا جائے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابٌ فِي الْإِسْتِقْرَاضِ وَأَدَآءِ الدُّيُوْنِ وَالْحَجْرِ وَالتفلِيْسِ

کتاب ہے بیچ بیان قرض لینے کے اور ادا کرنے دینوں کے یعنی اس چیز کے کہ ذمہ میں ہے برابر ہے کہ قرض کے سبب سے ہو یا کسی اور سبب سے ذمہ میں واجب ہو مانند مہر وغیرہ کے اور تصرف سے روکنے کے اور مفلس کرنے حاکم کی کسی کو کہ اس کے ذمہ میں مطالبہ ہے۔

فائدہ: اور جمع کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین امروں کو واسطے کم ہونے حدیثوں کے جو اس باب میں وارد ہیں اور واسطے متعلق ہونے بعض کے ساتھ بعض کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اشْتَرٰی بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهٗ ثَمَنُهٗ أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ

اگر کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا اس کے پاس اس وقت موجود نہ ہو

فائدہ: تو یہ جائز ہے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں خریدتا میں وہ چیز جس کا مول میرے پاس نہ ہو اور اس کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَرٰی بَعِيْرَكَ أَتَبِيْعُنِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهٗ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ

۲۲۱۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی پلٹتے وقت کہ کیا حال ہے تیرے اونٹ کا کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے؟ میں نے کہا ہاں سو میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچ ڈالا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے تو میں اگلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ لے گیا تو

فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ. حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے دوسرے رکن کے مطابق ہے کہ اس وقت مول وہاں حاضر نہ تھا۔

۲۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

۲۲۱۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت معلوم کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے پہلے رکن کے مطابق ہے یعنی مول آپ ﷺ کے پاس بالکل نہ تھا نہ حاضر نہ غائب اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اگر حضرت ﷺ کے پاس مول حاضر ہوتا تو اس کو موخر نہ کرتے اور اسی طرح مول اناج کا اگر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ ﷺ کے ذمہ میں قرض مرتب نہ ہوتا واسطے اس کے کہ آپ ﷺ کی عادت شریف سے معلوم ہے کہ جو چیز آپ ﷺ کے ذمہ لازم ہوتی تھی اس کے ادا کرنے میں نہایت جلدی کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا

جو لوگوں کے مال لے ادا کرنے کے ارادے پر یا برباد کرنے کے ارادے پر

فائدہ: حذف کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب کو اس بے پرواہ ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ حدیث میں واقع ہوئی ہے ابن منیر نے کہا کہ یہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو باب اس سے پہلا ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ ادا کرنے کی قدرت کا علم ہو اس واسطے کہ جس کو معلوم ہو کہ میں ادا کرنے سے عاجز ہوں تو اس نے لیا نہ ادا کرنے کے ارادے پر مگر بہ طور تمنا اور آرزو کے اور تمنا خلاف ارادے کے ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ جب اس نے ادا کی نیت کی اس چیز سے کہ اللہ اس پر کشادگی کرے گا تو تحقیق حدیث کلام کرنے والی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ اس کا قرض ادا کر دے گا یا تو دنیا میں اس پر کشادگی کر دے گا اور یا آخرت میں اس کی طرف سے ضامن ہوگا پس نہیں متعین ہے تقیید ساتھ قدرت کے حدیث میں اور اگر اس کا قول مانا جائے تو اس جگہ ایک تیسرا درجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو نہ معلوم ہو کہ ادا کر سکے گا یا کہ نہیں۔ (فتح)

۲۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ

۲۲۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لے یعنی بطور قرض کے ادا کرنے

بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَائَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ.

کے ارادے پر تو اللہ اس سے ادا کر دے گا یعنی ادا کرنے کا سامان کر دے گا اور جو ان کے مال برباد کرنے کے ارادے پر لے تو اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا۔

فائدہ: اور ابن ماجہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کہ قرض لے اس حال میں کہ اللہ جانتا ہو کہ وہ ادا کا ارادہ رکھتا ہے مگر کہ اللہ اس سے دنیا میں ادا کر دیتا ہے اور ظاہر اس حدیث کا محال ٹھہراتا ہے مسئلے مشہور کو اس شخص کے جو ادا کرنے سے پہلے مر جائے بغیر اس کے کہ اس کی طرف سے کچھ قصور ہو جیسا کہ مثلاً تنگ دست ہو جائے یا اچانک مر جائے اور اس کے پاس مال ہو پوشیدہ اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور اس کی طرف سے دنیا میں قرض ادا نہ ہو یعنی ابن ماجہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں اور ممکن ہے محمول کرنا حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا کا غالب پر یعنی اکثر اوقات تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کا قرض دنیا میں ادا ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ جو شخص ایسا ہو اس پر آخرت میں عذاب نہیں اور حالانکہ حالت یہ ہو اس طرح کہ قرض خواہ کے واسطے اس کی نیکیاں لی جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے واسطے قرض دار کی طرف سے ضامن ہو جائے گا جیسا کہ باب کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اگرچہ مخالفت کی اس میں ابن عبدالسلام نے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بربادی اس کے واسطے دنیا میں واقع ہو گی اور یا اس کی روزی میں واقع ہو گی یا اس کی جان میں اور یہ ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھتے ہیں اس کو ساتھ مشاہدے کے اس شخص سے جو دونوں امروں میں سے کسی چیز کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد بربادی سے عذاب آخرت کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رغبت دلانی ہے بیچ ترک کھانے مال لوگوں کے اور ترغیب ہے اس میں کہ اچھی طرح ان کی طرف ادا کرے اور یہ کہ جزا کبھی جنس عمل سے ہوتی ہے اور اس میں ترغیب ہے بیچ اچھی کرنے نیت کے اور ڈرانا ہے ضد اس کی سے اور یہ کہ مدار اعمال کی نیت پر ہے اور اس میں رغبت دلانی ہے قرض لینے میں اس شخص کو جس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ اس کے عبداللہ بن جعفر نے بیچ اس چیز کے کہ روایت کی اس سے ابن ماجہ اور حاکم نے عبداللہ بن جعفر سے کہ وہ قرض لیتے تھے یعنی بلا حاجت تو کسی نے کہا کہ تم بلا حاجت قرض کیوں لیتے ہو تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ قرض ادا کرے اور اس کی اسناد حسن ہے یعنی میں بھی چاہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس میں تصرف

کرے اور اس نے ظاہر کیا کہ اس کے ادا کرنے پر قادر ہے پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہو تو وہ بیع رد نہیں ہوتی یعنی پھر نہیں سکتی بلکہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے وعدے کے آنے تک واسطے اقتصار کرنے حضرت ﷺ کے اوپر بد دعا کرنے کے اوپر اس کے اور نہ لازم کیا اس کو ساتھ پھیرنے بیع کے۔ (فتح)

بَابُ أَدَآءِ الدُّيُوْنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾.

باب ہے ادا کرنے قرضوں کے بیان میں اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو فیصلہ کرو انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ داخل کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے دین کو امانت میں واسطے ثابت ہونے حکم کے ساتھ ادا کرنے اس کے کے اس واسطے کہ آیت میں امانت سے مراد وہ چیز ہے جو آیت انا عرضنا الامانة علی السموات والارض میں اس سے مراد ہے اور تفسیر کی گئی ہے اس جگہ امانت ساتھ رد امر اور نواہی کے پس داخل ہوں گی اس میں وہ تمام چیزیں جو ذمہ میں متعلق ہیں اور جو متعلق نہیں انتہی اور احتمال ہے کہ امانت سے مراد ظاہر معنی ہوں یعنی جو چیز کسی کے پاس امانت رکھی جائے اور جب کہ اللہ نے اس کے ادا کرنے کا حکم کیا اور اس کے فاعل کی مدح کی اور حالانکہ وہ ذمہ میں متعلق نہیں تو جو چیز کہ ذمہ میں ہو اس کا حال اولیٰ ہے اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ دربان کعبے کے حق میں اتری اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاکموں کے حق میں اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سب امانتوں میں عام ہے۔ (فتح)

۲۲۱۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ يَعْنِيْ أُحُدًا قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِيْنَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ أَبُوْ شِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ

۲۲۱۳۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو جب حضرت ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھا سو فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ پہاڑ احد میرے واسطے بدل کر سونا ہو جائے اور اس میں سے کوئی دینار میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر ایک دینار کہ میں اس کو ادائے قرض کے واسطے مہیا رکھوں پھر فرمایا کہ جو بہت مال دار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں پر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اشارہ کیا ابو شہاب نے اپنے آگے اور اپنے داہنے اور بائیں یعنی اپنے آگے اور دائیں اور بائیں سب

وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَقَالَ مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ مَكَانَكَ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمَّا جَآءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِيْ سَمِعْتُ أَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِيْ سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ.

طرف خوب یا اور تھوڑے ہیں ایسے لوگ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ اور تھوڑا سا آگے بڑھے اور میں نے ایک آواز سنی سو میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے پاس جاؤں پھر میں نے آپ ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے کوئی آواز سنی ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے تو اس نے کہا کہ جو تیری امت سے مرے گا اس طرح پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا کہ جو ایسا ایسا کرے یعنی حرام کاری کرے فرمایا ہاں اگرچہ ایسا ایسا کرے۔

فائدہ: اور غرض اس جگہ آپ ﷺ کے اس قول سے یہ ہے کہ مگر ایک دینار جس کو میں ادائے قرض کے واسطے رکھوں اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ بہت قرض نہ اٹھائے بلکہ تھوڑے پر اقتصار کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے صرف ایک ہی دینار کو ذکر کیا زیادہ کا نام نہ لیا اور اگر حضرت ﷺ پر مثلا سو دینار قرض ہوتے تو نہ مہیا رکھتے واسطے ادا کرنے اس کے کی ایک دینار اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس استدلال میں ہے شبہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ ادا قرض میں بہت کوشش کرے اور یہی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نہایت تارک الدنیا تھے۔ (فتح)

٢٢١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَّا يَسُرُّنِيْ أَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ رَوَاهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٢٢١۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو نہ خوش لگتا یہ کہ تین دن مجھ پر گزریں اور اس میں سے کچھ میرے باقی ہوتا مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

بَابُ اِسْتِقْرَاضِ الْإِبِلِ یعنی اونٹ کے قرض لینے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا تا کہ پھیر دے قرض لینے والا قرض خواہ کو مانند اس کی یا بہتر اس سے۔ (فتح)

۲۲۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بِمِنًى يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَّاشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ وَقَالُوْا لَا نَجِدُ إِلَّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

۲۲۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے لیا تھا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت کہا یعنی تقاضا میں بہت مبالغہ کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بے جا کلام کیا تو اصحاب نے اس کو ایذا پہنچانے کا قصد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو مطالبہ میں نہایت مبالغہ کرنا اور سختی کرنا جائز ہے اور اس کو اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی وہ اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑا ہے فرمایا اس کو خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ اغلاظ سے مراد مطالبہ میں سختی کرنی ہو اور احتمال ہے کہ بے جا کلام مراد ہو اور حق دار کافر ہو اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا اور پہلی وجہ اظہر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قرض خواہ کو طلب کرنا قرض کا جب کہ پہنچے وقت وعدے کا اور اس میں بیان ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کا اور بڑا ہونا آپ کے حلم اور تواضع کا اور انصاف کا اور یہ کہ جس پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کی برابری کرنی لائق نہیں اور یہ کہ جو حاکم کی بے ادبی کرنی واجب ہے اس پر تعزیر مناسب حال کے مگر یہ کہ صاحب حق کا معاف کر دے اور یہ کہ جائز ہے قرض لینا اونٹ کا، وفیه المطابقة للترجمة اور ملحق ہیں ساتھ اونٹ کے تمام حیوانات یعنی سب جانوروں کا یہی حکم ہے کہ ان کا قرض لینا درست ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ثوری اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جانور کا قرض لینا جائز نہیں اور ان کی دلیل یہ روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا منع ہے روایت کی یہ حدیث ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن حفاظ نے کہا راجح ا... کا مرسل ہونا ہے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے حسن کی حدیث سے اس نے روایت کی سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیچ ... حسن کے سمرہ سے اختلاف ہے اور فی الجملہ یہ حدیث حجت کی صلاحیت رکھتی ہے اور طحاوی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث باب کی حدیث کی ناسخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کا اس کے کہ نسخ احتمال سے

ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے پس تطبیق دی ہے درمیان ان دونوں کے امام شافعی اور ایک جماعت نے ساتھ حمل کرنے نہی کے اس پر جب کہ دونوں طرف سے ادھار ہو اور بے شک ہے پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ تطبیق دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے ساتھ اتفاق کے اور جب حدیث سے یہ مراد ہوئی تو باقی رہی دلالت اس کی اس پر کہ جائز ہے قرض لینا جانور کا اور بیع سلم کرنی بیچ اس کے اور دلیل پکڑی ہے بائع نے اس طرح کہ جانوروں میں بہت اختلاف ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہم مثل ہونے کی حقیقت پر واقفی نہیں ہوتی اور جواب دیا گیا ہے اس طرح کہ نہیں ہے کوئی مانع احاطہ کرنے سے ساتھ اس کے ساتھ وصف کے ساتھ اس چیز کے کہ دفع کرے تغائر کو اور تحقیق جائز رکھا ہے حنفیہ نے نکاح کرنے کو اور کتابت کو اوپر غلام کے جو موصوف ہو ذمہ میں اور یہ کہ جائز ہے ادا کرنا اس چیز کا کہ وہ افضل ہے مثل اس چیز سے کہ قرض کی گئی ہو جب کہ عقد بیع میں اس کی شرط واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ اس وقت وہ بالاتفاق حرام ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیہ کے نزدیک زیادتی میں تفصیل ہے اگر وہ گنتی زیادتی کے ساتھ ہو تو یہ منع ہے اور اگر وصف کے ساتھ ہو تو یہ جائز ہے اور یہ کہ نیکی اور بندگی کے کام میں قرض لینا جائز ہے اور اسی طرح سب مباح کاموں میں اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ قرض لے بیت المال پر واسطے حاجت بعض محتاجوں کے تا کہ ادا کرے اس کو مال صدقے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی نے اس پر کہ جائز ہے جلدی کرنی ساتھ زکوۃ کے اسی طرح حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اور نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ کہی گئی ہے بیچ سبب قرض لینے حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو حضرت ﷺ نے بعض محتاجوں کے واسطے قرض لیا تھا جو صدقہ کے مستحق تھے سو جب صدقہ آیا تو حضرت ﷺ نے صدقہ سے وہ قرض ادا کر دیا اور نہیں اعتراض کیا جاتا اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو صدقے کے مال سے اپنے حق سے زیادہ دیا واسطے اس احتمال کے کہ شاید قرض دینے والا بھی صدقہ کا مستحق ہو یا تو محتاجی کی وجہ سے اور یا الفت کی وجہ سے یا سوائے اس کے دونوں جہتوں سے اصل میں ادا کرنے کی جہت سے اور استحقاق کی وجہ سے زائد میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قرض آپ ﷺ کے ذمہ تھا سو جب وعدے کا وقت پہنچا اور ادا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا تو ہو گئے آپ ﷺ ضامن پس جائز ہوا آپ کو ادا کرنا صدقہ سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے نفس کے واسطے قرض لیا ہو سو جب وعدے کا وقت داخل ہوا تو صدقے کے اونٹوں سے ایک اونٹ خریدا اس شخص سے جو اس کا مستحق تھا یا کسی اور سے اس کو قرض لیا تھا یا صدقے کے مال سے لیا تھا تا کہ ادا کر دیں اس کو بعد اس کے اور اول احتمال قوی تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِیْ

یعنی مستحب ہے تقاضا کرنا ساتھ اچھی طرح کے یعنی مستحب ہے کہ نرمی کے ساتھ تقاضا کرے سختی نہ کرے

۲۲۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَاتَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ قَالَ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوسِرِ وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۲۱۶۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص مر گیا تو اس کو کہا گیا کہ کیا تو کہا کرتا تھا یعنی کیا عمل کرتا تھا تو اس نے کہا کہ میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا سو میں مال دار سے درگزر کرتا تھا یعنی اس کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے تخفیف کرتا تھا یعنی اپنا کچھ مال چھوڑ دیتا تھا تو اللہ نے اس کو بخش دیا ابو مسعود نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کو سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ تقاضا اچھی طرح سے کرے یعنی نرمی کرے سختی نہ کرے۔

بَابٌ هَلْ يُعْطَى أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ

کیا قرض خواہ کو اپنے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ دیا جائے یا نہیں

۲۲۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَقَالُوا مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس اونٹ کا تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ خرید دو تو انہوں نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ نہیں ملتا بلکہ اس سے زیادہ عمر کا ملتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا حق پورا ادا کیا ہے اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی اونٹ خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر وہی آدمی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کم عمر کا اونٹ کسی سے قرض لے تو اس کے بدلے اس سے بڑی عمر کا اونٹ قرض خواہ کو دینا درست ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ

اچھی طرح سے قرض ادا کرنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ قرض اچھی طرح سے ادا کرے

۲۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۲۲۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا ایک اونٹ معین عمر کا حضرت ﷺ پر قرض تھا سو وہ حضرت ﷺ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْإِبِلِ فَجَآءَهٗ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهٗ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

پر تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ دو تو اصحاب نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو انہوں نے اونٹ نہ پایا مگر زیادہ عمر اس کی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی دے دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا قرض پورا ادا کیا اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

۲۲۱۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ.

۲۲۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مسجد میں تھے چاشت کے وقت تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور میرا آپ ﷺ پر قرض تھا یعنی مول اس اونٹ کا جو جہاد سے پلٹتے وقت راہ میں حضرت ﷺ نے مجھ سے خریدا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو قرض ادا کر دیا اور کچھ زیادہ دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی جگہ پر گزر چکی ہے اور بعض طریقوں میں زیادتی کے مقدار کا بیان آ چکا ہے کہ وہ ایک قیراط تھی اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔

بَابٌ إِذَا قَضٰى دُوْنَ حَقِّهٖ أَوْ حَلَّلَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ

جب قرض دار قرض خواہ کے حق سے کم ادا کرے یعنی پورا قرض ادا نہ کرے بلکہ کچھ ادا کرے اور کچھ باقی رہے اور قرض خواہ اس کو معاف کر دے تو یہ جائز ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے قرض دار کو رکھنا قرض میں سے کچھ بغیر معاف کرانے کے اور اگر قرض خواہ اپنا سب قرض معاف کر دے تو سب علماء کے نزدیک جائز ہے اور اسی طرح اگر قرض میں سے کچھ معاف کر دے تو بھی جائز ہے اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ جب قرض خواہ کی رضامندی سے کچھ قرض ادا کرے اور کچھ ادا نہ کرے اور یا قرض خواہ اپنا سب حق معاف کر دے تو یہ جائز ہے پھر وارد کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی بیچ بیان قرض باپ اس کے کی اور اس میں یہ ہے کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی میرے باپ کو معاف کر دیں اور یہی قدر مراد ہے حدیث

سے اس ترجمہ میں پس آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے یہ بات چاہی اور پوری یہ حدیث کتاب الھبہ میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَّقْبَلُوْا تَمْرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا أَبِيْ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِيْ وَقَالَ سَنَغْدُوْ عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمْرِهَا.

۲۲۲۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو قرض خواہوں نے اپنے قرض کے واسطے سختی کی سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں یعنی جو کہ موجود ہے اور باقی قرض میرے باپ کو معاف کریں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا سو صبح کو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے تو حضرت ﷺ کھجوروں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے میوے کو کاٹا اور ان کو سب قرض ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے واسطے باقی رہا۔

بَابٌ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ

اگر بدل کرے یا قرض خواہ کو قرض میں اندازے سے دے تو یہ جائز ہے کھجوروں کے بدلے کھجور ہو یا کچھ اور

فائدہ: مہلب نے کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک کسی کے علماء سے یہ کہ لے وہ شخص کہ اس کے واسطے کھجوریں قرض ہوں قرض دار اپنے سے کھجوریں بطور اندازے کے بدلے قرض اپنے کے اس واسطے کہ اس میں جہالت اور دھوکہ ہے بلکہ اس کو تو صرف یہ جائز ہے کہ لے اندازے سے اپنے حق میں کمتر قرض اپنے سے جب کہ لینے والا اس کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو اور گویا کہ مراد اس کی امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ پر اعتراض کرنا ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی وہ ہے جس کو معترض نے ثابت کیا ہے نہ وہ چیز جس کی نفی کی ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کرنا ہے اس کا کہ معاف کی جاتی ہے ادا کرنے میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی ابتداء میں اس واسطے کہ بیع تر کھجور کے ساتھ خشک کھجور کی عرایا کے سوا اور جگہ میں جائز نہیں اور ادا کرنے کے وقت معاوضہ میں اس کا دینا جائز ہے اور یہ بات باب کی حدیث سے ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہ سے سوال کیا کہ باغ کا میوہ لے اور اس کی مقدار معلوم نہ تھی بدلے ان دستوں کے جو اس کے واسطے تھے اور ان کی مقدار معلوم تھی اور باغ

کا میوہ قرض سے کم تھا جیسا کہ ذاقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے بیچ کتاب الصلح کے اور طریق سے اور اس میں یہ ہے کہ انہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے تمام قرض ادا نہ ہو سکے گا۔ (فتح)

۲۲۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبٰى أَنْ يُّنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِيْ لَهُ فَأَبٰى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشٰى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِيْ لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَجَآءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ أَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا.

۲۲۲۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور ایک یہودی کی تیس وسق کھجوریں اپنے اوپر قرض چھوڑ گیا تا کہ آپ اس کے واسطے یہودی سے سفارش کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس گئے اور اس سے کلام کیا کہ اپنے قرض کے بدلے اس کے باغ کا میوہ لے یہودی نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں میں داخل ہوئے اور اس میں چلے پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میوے کو کاٹ کر اس کا سب قرض ادا کر دے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر آنے کے بعد میوہ کاٹا اور اس کو تیس وسق کھجوریں ادا کیں اور اس کے واسطے سترہ وسق کھجوریں باقی بچیں سو جابر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے سے خبر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز پڑھتے پایا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برکت اور زیادتی کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دے سو جابر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اس حال سے خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں میں چلے تو میں نے جان لیا تھا کہ البتہ ان میں برکت ہوگی۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ

قرض سے پناہ مانگنے کا بیان

۲۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

۲۲۲۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.

معمول تھا کہ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے تو کسی کہنے والے نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو بات کہتا ہے سو جھوٹ بولتا ہے اور قول اقرار کرتا ہے پھر اس کے خلاف کرتا ہے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے وسیلوں کا بند کرنا سمجھا جاتا ہے یعنی جو وسیلہ ناجائز امر کی طرف پہنچائے وہ جائز نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے قرض سے پناہ مانگی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات جھوٹ بولنے اور خلاف وعدہ کرنے کا ذریعہ ہے باوجود اس چیز کے کہ واسطے قرض خواہ کے ہے اوپر اس کے کلام سے اور احتمال ہے کہ قرض سے پناہ مانگنے سے اس کی طرف محتاج ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہوتا کہ ان ہلاکتوں میں نہ پڑے یا اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہوتا کہ اس کا تقاضا باقی نہ ہے اور شاید کہ یہی بھید ہے ترجمہ کے مطلق چھوڑنے میں پھر میں نے ابن منیر کے حاشیہ میں دیکھا کہ نہیں تناقض ہے درمیان پناہ مانگنے کے قرض سے اور جواز قرض لینے کے اس واسطے کہ پناہ تو اس کی زیادتیوں سے مانگی گئی ہے اور جو قرض لے اور اس سے سلامت رہے تو اللہ نے اس کو پناہ دی اور فعل جائز کو کیا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا

قرض دار کے جنازہ پڑھنے کا بیان یعنی قرض دار کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ قرض دین میں خلل نہیں ڈالتا اور یہ کہ اس سے پناہ مانگنی اس کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی زیادتیوں کے خوف سے ہے اور وارد کی اس میں یہ حدیث کہ جو قرض چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور اشارہ کیا طرف باقی حدیث کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ قرض دار کا جنازہ نہ پڑھا کرتے تھے سو جب ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو پھر قرض دار کا جنازہ پڑھنے لگے یعنی اس کا قرض اپنے ذمے کر لیتے اور اس کا جنازہ پڑھتے اور یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۲۲۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا.

فرمایا کہ جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو عیال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہے یعنی اس کی پرورش ہمارے ذمے ہے۔

٢٢٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ.

٢٢٢۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں مگر کہ میں اس سے قریب تر ہوں دنیا میں اور آخرت میں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ پیغمبر قریب تر ہے ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت اس کی ان پر بہت ہے شفقت ان کی سے اپنی جانوں پر یعنی دستور ہے کہ آدمی کو اپنی جان سب چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اس کو اس پر سب سے زیادہ شفقت ہے سو پیغمبر کی شفقت ان پر اس سے بھی زیادہ ہے سو جو مسلمان مرے اور مال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے کہ میں اس کا کارساز ہوں یعنی اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی پرورش کروں گا۔

بَابُ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے

٢٢٢٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِيْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

٢٢٢٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے یعنی اگر مال دار ہو کر بھی قرض ادا نہ کرے تو بڑا ستم ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الحوالہ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ وَّيُذْكَرُ عَنِ حق دار کو سخت کلامی کرنی جائز ہے اور حضرت ﷺ سے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عُقُوبَتَهُ وَعِرْضَهُ قَالَ سُفْيَانُ عِرْضُهُ يَقُولُ مَطَلْتَنِي وَعُقُوبَتُهُ الْحَبْسُ.

مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاخیر کرنا مال دار کا حلال کرتا ہے اس کے بے آبروئی کو اور سزا کو سفیان نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کی آبروریزی یہ ہے کہ کہے کہ تو نے مجھ سے میرے حق میں بہت دیر کی اور اس کی سزا قید کرنا ہے۔

٢٢٢٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.

٢٢٢٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا اور آپ ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عنقریب گزر چکی ہے اور وہ نص ہے ترجمہ باب میں اور معلق حدیث کو اس واسطے ذکر کیا کہ اس میں مقال کی تفسیر ہے اور اسحاق نے کہا کہ سفیان نے عرض کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس کو زبان سے ایذا دے اور وکیع نے کہا کہ عرض اس کی شکایت اس کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قید کرنا قرض دار کا جب کہ ادا کرنے پر قادر ہو واسطے ادب دینے اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيْعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

جب پائے کوئی مال اپنا نزدیک مفلس کے بیع میں یا قرض میں یا امانت میں تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے۔

فائدہ: یعنی ایک شخص نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول اس کا ابھی دیا نہ تھا کہ مول لینے والا مفلس اور قرض دار ہو گیا قیمت نہیں دے سکتا یا کسی کو قرض دیا تھا اور قرض دار مفلس ہو گیا قرض ادا نہیں کر سکتا یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی اور وہ مفلس ہو گیا اور اس کا مال ہو بہو اس کے پاس ہے تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرض داروں کا اس میں حق نہیں اور مفلس شرع میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال موجود تو ہو مگر اس کا قرض زیادہ ہو اس کا نام مفلس اس واسطے رکھا گیا کہ وہ پہلے درہم اور دینار کا مالک تھا پھر فلوس کا مالک ہوا یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ نہیں مالک ہے مگر ادنی اور حقیر مال کا اور وہ فلوس ہیں یا اس واسطے اس کا نام مفلس رکھا گیا کہ وہ نہیں مالک ہے تصرف کا مگر حقیر چیز میں مانند فلوس کی اس واسطے کہ نہیں معاملہ کرتے تھے وہ ساتھ ان کے مگر

حقیر چیزوں میں یا اس واسطے کہ وہ ایسی حالت کی طرف پھرا کہ اس میں ایک فلس کا مالک نہیں اس بنا پر کہ ہمزہ واسطے سلب کے ہے اس واسطے کہ باب افعال کا ہمزہ کبھی سلب کے واسطے ہوتا ہے اور یہ کہ کہا کہ بیع میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور یہ جو کہا کہ قرض تو وہ ساتھ قیاس کے ہے اوپر بیع کے یعنی قرض کو بیع پر قیاس کیا ہے اور یا اس واسطے کہ وہ حدیث کے عموم میں داخل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اور لوگوں کا اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ بیع اور قرض میں فرق ہے اور یہ جو کہا کہ امانت تو یہ بالا جماع ہے یعنی بالا جماع اس کا بھی یہی حکم ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین حکموں کو اس باب میں داخل کیا ہے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اور یا اس واسطے کہ حدیث بیع میں وارد ہے اور دونوں حکم بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں اس واسطے کہ ملک امانت کی منتقل نہیں ہوتی اور جو قرض دینے کے ساتھ بھلا کرے اس کے وفا پر محافظت کرنی مطلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ.

اور حسن بصری نے کہا کہ کوئی مفلس ہو اور اس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا غلام کو اور نہ بیچنا اس کا اور نہ خریدنا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا افلاس ظاہر ہو جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ حاکم کے حکم سے پہلے تصرف سے منع نہیں ہوتا اور جب اس کو حاکم تصرف سے منع کر دے تو پھر اس کو مال میں تصرف کرنا جائز نہیں اور حاکم کے حکم کرنے سے پہلے وہ تصرف سے منع نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مفلس ہو جائے اور اپیر آزاد کرنا اس کا پس محل اس کا وہ ہے جب کہ قرض اس کے مال کو احاطہ کر لے پس نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا اور نہ ہبہ کرنا اس کا اور نہ تمام احسانات اس کے اور اپیر بیع اور شراء پس صحیح قول علماء سے یہ ہے کہ اس کی بیع اور شراء بھی جاری نہیں ہوتی مگر جب کہ واقع ہو اس سے بیع واسطے پورا کرنے بیع کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ موقوف رہے گی اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور اس کے اقرار میں اختلاف ہے یعنی کسی کے حق کو اپنے اوپر ثابت کرے سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کا اقرار قول ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اثر حسن کے طرف معارضہ کرنے قول ابراہیم نخعی کی کہ مجور کی بیع اور شراء جائز نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضٰى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضٰى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُّفْلِسَ فَهُوَ لَهُ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

اور سعید بن مسیب نے کہا کہ حکم کیا عثمان نے ساتھ اس کے کہ جو مفلس ہونے سے پہلے اپنا کچھ حق قرض دار یا خریدار وغیرہ سے لے لے تو وہ چیز اسی کے واسطے ہے یعنی کسی کا اس میں حق نہیں اور جو اپنا مال ہو بہو پہچانے

تو اس کا وہی زیادہ تر لائق ہے یعنی اس میں بھی کسی کا حق نہیں۔

۲۲۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

۲۲۲۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پائے اپنا مال ہو بہو کسی مرد مفلس کے پاس تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے یعنی اس میں اور کسی کا حق نہیں۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط استحقاق صاحب مال کے سوائے غیر اس کے کے یہ ہے کہ پائے اپنا مال ہو بہو نہ متغیر ہوا ہو نہ بدل ہوا ہو اور نہیں تو اگر متغیر ہوئی ہو چیز اپنی ذات میں ساتھ نقص کے مثلا یعنی اس کی ذات میں کچھ نقصان ہو گیا ہو یا اس کی صفت کم ہو گئی ہو تو وہ اور قرض داروں کے برابر ہے اور زیادہ ترصریح اس سے وہ حدیث ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب پائے اپنا مال پاس اس کے اور حالانکہ اس نے اس کو جدا جدا نہ کیا ہو یعنی اس کو متغیر نہ کیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد مال بیچے پھر خریدار مفلس ہو جائے اور بائع نے قیمت سے کچھ نہ لیا ہو تو اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر بائع نے کچھ مول لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ زیادہ تر لائق ہے بہ نسبت اور حق داروں کی مگر جب اپنا کچھ مال لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے اس کی کے ساتھ اثر عثمان رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوا ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے طاؤس اور عطاء سے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا جو باب کی حدیث کے عموم کو لیتے ہیں مگر امام شافعی کا ایک قول جو اس کے مذہب میں راجح ہے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان متغیر ہونے مال کے یا باقی رہنے اس کے کے اور نہ درمیان قبض کرنے بعض مول اس کے کے اور نہ قبض کرنے کسی چیز کے اس سے اور یہ جو کہا ہے کہ اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے تو یہی قول ہے جمہور اہل علم کا برابر ہے کہ وہ حق

دار وارث ہو یا قرض خواہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بائع کو بیع کا فسخ کرنا اور اپنی چیز کا پھر لینا درست نہیں اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ خبر واحد اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ بیچنے سے خریدار کے ملک ہو گیا ہے اور اس کی ضمانت میں آ گیا ہے یعنی اگر وہ مال تلف ہو جائے تو خریدار کا تلف ہو گا نہ بائع کا اور مستحق ہونا بائع کا اور لینا اس کا اس کے ملک کا توڑنا ہوتا ہے اور حمل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ایک صورت پر اور وہ صورت وہ ہے جب کہ مال امانت ہو یا عاریتا ہو یا گرا پڑا اٹھایا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ اگر گرا ہوا ہوتا تو وہ مفلس کے ساتھ قید نہ کیا جاتا اور نہ ٹھہرایا جاتا زیادہ تر حق دار ساتھ اس کے اس واسطے کہ اسم تفضیل اشتراک کو چاہتا ہے یعنی اصل مستحق ہونے کے دونوں شریک ہیں اور نیز یہ قول ان کا توڑا گیا ہے ساتھ شفعہ کے یعنی اس میں بھی مشتری کے ملک کا توڑنا لازم آتا ہے پھر وہاں اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں اور نیز وارد ہو چکی ہے تنصیص بیچ حدیث باب کے اس پر کہ یہ حکم بیع کے صورت میں ہے اور یہ تنصیص اس حدیث میں ہے جس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ نے طریق اس کے سے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس اسناد کے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جب کوئی مرد اسباب مول لے پھر مفلس ہو جائے اور وہ اسباب اس کے پاس ہو بہو موجود ہوں تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور حق داروں سے اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ مرد مفلس ہو جائے اور بائع اپنا مال پائے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب اس کے پاس اسباب پائے تو وہ واسطے بیچنے والے کے ہے اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ جو اسباب کہ مرد کے ہاتھ بیچے اور اس کا مول نہ لیا ہو پھر وہ مرد مفلس ہو جائے اور پائے اس کو بائع ہو بہو تو چاہیے کہ لے اس کو اور حق داروں کے درمیان سے اور مالک کی روایت مرسل میں ہے کہ جو اسباب بیچے تو اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حدیث بیع کی صورت میں وارد ہوئی ہے اور قرض وغیرہ مذکور چیزیں اس کے ساتھ بطریق اولیٰ ملحق ہیں اور نیز بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس حالت پر کہ جب ہو مفلس خریدار پہلے اس سے کہ قبض کرے اسباب کو بائع سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے عند رجل یعنی پاس مرد کے اور ابن حبان کی روایت میں یہ لفظ آیا ہے ثم افلس وھی عندہ یعنی پھر وہ مفلس ہو جائے اور اسباب اس کے پاس ہو اور بیہقی کی روایت میں یہ لفظ ہے اذا افلس الرجل وعندہ متاع سو اگر خریدار نے اس کو قبض نہ کیا ہوتا تو حدیث میں اس پر نص نہ ہوتی کہ وہ اس کے پاس ہو اور یہ جو انہوں نے کہا کہ یہ خبر واحد ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مشہور ہے سوائے اس طریق کے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کو روایت کیا ہے احمد رحمہ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ علیہ نے سمرہ کی حدیث سے اور اس کی اسناد حسن ہے اور حکم کیا ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ نے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے

اور بدون اس کے نکلتی ہے حدیث ہونے اس کے سے فرد غریب ابن منذر نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس مسئلے میں کوئی مخالف اصحاب سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ سے اس باب میں اختلاف منقول ہے اور قرطبی نے کہا کہ تعسف کیا ہے بعض حنفیہ نے اس حدیث کی تاویل میں ساتھ تاویلوں بے بنیاد کے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تاویل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ تاویلوں ضعیف اور مردود کے اور جو لوگ اس حدیث کے قائل ہیں ان کو ایک صورت میں اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب خریدار مر جائے اور مال موجود ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے اس کے غیر اپنے سے اور امام مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ اور حقداروں کے برابر ہے اور ان کی دلیل مالک کی یہ حدیث مرسل ہے کہ اگر خریدار مر جائے تو بائع اور قرض خواہ کے برابر ہے اور فرق کیا انہوں نے درمیان افلاس اور موت کے اس طرح کہ مردے کا ذمہ خراب ہو گیا پس نہیں ہے واسطے قرض خواہوں کے کوئی جگہ کہ اس کی طرف رجوع کریں تو سب اس میں برابر ہوں گے بخلاف مفلس ہو جانے کے اور شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو اس نے ابن خلدہ کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے جو مرد مر جائے یا مفلس ہو جائے تو اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کو ہو بہو پائے اور یہ حدیث حسن ہے ایسی حدیث کے ساتھ حجت پکڑی جاتی ہے اور احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور بعض نے اس کے اخیر میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ اس کا صاحب قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑ جائے اور ترجیح دی ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے مرسل پر یعنی اس مرسل پر جس سے مالک رحمہ اللہ نے دلیل پکڑی ہے اور کہا کہ احتمال ہے کہ اس کا اخیر کا لفظ ابی بکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی رائے سے ہو اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو موصول کیا ہے انہوں نے موت کا قصہ ذکر نہیں کیا یعنی یہ قصہ جو اوپر گزر چکا ہے اگر خریدار مر جائے تو قرض خواہوں اور بائع کے برابر ہوتا ہے اور اسی طرح اس کے سوائے جن لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بھی اس کو ذکر نہیں کیا بلکہ تصریح کی ہے ابن خلدہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ برابری کرنے کے درمیان افلاس اور موت کے یعنی دونوں کا ایک حکم ہے پس متعین ہو گا پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ وہ ثقہ کی زیادتی ہے اور جزم کیا ابن عربی مالکی نے ساتھ اس کے کہ جو مالک کے مرسل میں زیادتی کرے وہ راوی کے قول سے ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ ابن خلدہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ افلاس سے مرے اور ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ مال داری کی حالت میں مرے اور اللہ خوب جانتا ہے اور اس مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر قرض خواہ یا

وارث بائع کو اسباب کا مول دینا چاہیں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لازم ہے اس کو قبول کرنا مول کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کو قبول کرنا لازم نہیں اس واسطے کہ اس میں منت ہے اور اس واسطے کہ اکثر اوقات اور قرض خواہ ظاہر ہوگا پس اس کا مزاحم ہوگا اس چیز میں جو اس نے لی اور عجب بات کہی ابن تین نے پس حکایت کی اس نے شافعی سے یہ کہ اس نے کہا کہ جائز نہیں یہ واسطے اس کے اور نہیں ہے واسطے اس کے مگر اسباب اور ملحق ہے ساتھ بیع کے وہ چیز جو اجارہ لی جائے پس رجوع کرے کرائے دینے والا چوپائے یا گھر کو طرف ہو بہو چوپائے اپنے اور گھر اپنے کی مانند اس کی یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے اور درج کرنا اجارے کا اس حکم میں موقوف ہے اس پر کہ منافع کو متاع یا مال کہا جاتا ہے یا کہا جائے کہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ ذات کا زیادہ ترحق دار ہے اور منافع میں رجوع کرنا اس کو لازم ہے پس ثابت ہوا بطور لزوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موجود ہونے قرض کے جو ایک مدت کے وعدے سے لیا ہو ساتھ مفلس ہونے کے یعنی ایک شخص نے ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لیا تھا پھر وہ وعدے کے آنے سے مفلس ہو جائے اور قرض خواہ اپنی چیز ہو بہو پائے تو جائز ہے اس کو مطالبہ کرنا قرض دار سے بالفعل اگرچہ وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو اس اعتبار سے کہ قرض خواہ نے اپنے مال ہو بہو پایا ہے پس وہ اس کو زیادہ ترحق دار ہوگا اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ جائز ہے اس کو مطالبہ ساتھ قرض مؤجل کے یعنی جو ایک مدت معین کے وعدے سے لیا گیا ہو اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ مفلس ہونے سے مہلت والے قرض کا تقاضا کرنا نہیں پہنچتا اس واسطے کہ مہلت حق مقصود ہے واسطے اس کے پس نہ فوت ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مال کے مالک کو اپنے مال کا لینا جائز ہے اور یہی صحیح ہے علماء کے دونوں قولوں سے یعنی خود بخود لے لے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حاکم کے حکم پر موقوف ہے جیسا کہ افلاس کا ثبوت حاکم کے حکم پر موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فسخ کرنے بیع کے جب کہ باز رہے خریدار ادا کرنے مول کے سے باوجود قادر ہونے کے ساتھ تاخیر کرنے کے یا بھاگ جانے کے واسطے قیاس کرنے کے مفلس ہونے پر ساتھ علت جامع دشوار ہونے وصول کی طرف مول کی بالفعل اور صحیح علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے بیع فسخ نہیں ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ رجوع تو صرف عین مال میں واقع ہوتا ہے سوا زوائد اس کے کے جو اس سے جدا ہیں اس واسطے کہ وہ مشتری کے ملک میں پیدا ہوئی ہیں اور وہ بائع کا اسباب نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَّرَ الْغَرِيْمَ إِلَى الْغَدِ أَوْ نَحْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا.

جو تاخیر کرے قرض خواہ کو کل تک یا مانند اس کی یعنی کہے قرض خواہ کو کہ میں تجھ کو تیرا قرض کل تک یا دو روز یا تین روز تک ادا کروں گا اور نہیں دیکھتا اس کا مطل یعنی

باوجود قدرت کے ادا میں تاخیر کرنی نہیں۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ سے ایک یا دو روز کا وعدہ کرے تو یہ مطل نہیں گنا جاتا جو حدیث مطل الغنی ظلم میں منع ہے۔

وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فِيْ دَيْنِ أَبِيْ فَسَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِيْ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ الْحَائِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَأَغْدُوْ عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ.

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے حق کے واسطے سختی کی یعنی سخت تقاضا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کا میوہ قبول کریں سو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا یعنی ان میں تقسیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تمہارے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور اس کے میوے میں برکت کی دعا کی سو میں نے ان سب کو قرض ادا کر دیا۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ میں کل تمہارے پاس آؤں گا یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا قسمت کو واسطے انتظار اس چیز کے کہ اس میں ہے مصلحت سے واسطے قرض دار کے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ أَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغُرَمَآءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتّٰى يُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهِ.

جو بیچے مال مفلس کا یا فقیر کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے یا دے اس کو تا کہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہا کہ پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے تو یہ معنی حدیث کے باب سے ثابت نہیں ہوتے اس واسطے کہ جس نے غلام کو مدبر کیا تھا اس کے پاس اس کے سوا اور کچھ مال نہ تھا اور نیز حدیث میں یہ بھی نہیں کہ اس پر قرض تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس واسطے اس کو بیچا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آدمی اپنا سب مال خرچ کر کے فقیر نہ ہو جائے اسی واسطے فرمایا کہ بہتر وہ صدقہ ہے جو مالداری کے بعد ہو اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ جب کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو خود اس کے واسطے بیچا ہو جیسا کہ شارع نے ذکر کیا اور احتمال ہے کہ اس کو اس واسطے بیچا ہو کہ اس پر قرض تھا اور قرض دار کے مال کو یا تو امام خود تقسیم کرتا ہے اور یا اس کو قرض دار کے سپرد کرتا ہے تا کہ وہ اس کو تقسیم کرے تو

اسی واسطے دونوں تقدیروں پر باب باندھا اس کے باوجود کہ ایک امر دوسرے سے نکلتا ہے اس واسطے کہ جب اس کو خود اس کی جان کے واسطے بیچنا جائز ہے تو قرض خواہوں کے حق کے واسطے اس کو بیچنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ترجمہ میں لف اور نشر (یعنی جس ترتیب سے کسی چیز کو ذکر کیا ہے ان کی شرح اور وضاحت بھی اسی ترتیب کے ساتھ کی جائے) ہے اور تقدیر ترجمہ کی یہ ہے کہ جو بیچے مال مفلس کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے اور جو بیچے مال فقیر کا اور دے اس کو تا کہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر اور حرف اَوْ کا واسطے تنویع کے ہے دونوں جگہوں میں اور ایک دوسرے سے نکلتا ہے جیسا کہ ابن منیر نے کہا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے بیچ بعض طریق حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے مدبر کے قصے میں کہ اس پر قرض تھا روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس باب میں ابو سعید کی حدیث بھی آچکی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں کو فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور تم کو اس کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو واجب ہے حاکم پر یہ کہ روکے اس کو تصرف کرنے سے اپنے مال میں تا کہ اس کو بیچ کر اس کے قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کرے موافق قرض ان کے کے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے اور ان کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کی قرض میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمت کو تاخیر کیا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے میوے میں برکت حاصل ہو پس حاصل ہو بھلائی واسطے فریقین کے اور اسی طرح ہوا۔ (فتح)

۲۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَخَذَ ثَمَنَهُ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ.

۲۲۲۸۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خریدا اور اس کا مول لے کر اس کو دیا۔

بَابٌ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى أَوْ أَجَّلَهُ فِي الْبَيْعِ

جب کوئی کسی کو ایک مدت معلوم کے وعدے سے قرض دے اور یا بیع میں مشتری مول دینے میں تاخیر کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: لیکن قرض دینا ایک مدت معین تک پس اس میں اختلاف ہے اور سب علماء کہتے ہیں کہ جائز ہے ہر چیز میں اور منع کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے اور لیکن بیع کرنا ایک مدت معلوم تک پس یہ بالاتفاق جائز ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے اس سے کہ جب بیع ایک مدت معلوم تک جائز ہے تو قرض بھی ایک مدت معین تک جائز ہوگا باوجود اس کے کہ مدد لی ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (فتح) اور اگر قرض میں وعدہ نہ ہو تو یہ بالاتفاق درست ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ إِلٰى أَجَلٍ لَا بَأْسَ بِهٖ وَإِنْ أُعْطِيَ أَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهٖ مَا لَمْ يَشْتَرِطْ وَقَالَ عَطَاءٌ وَّعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ هُوَ إِلٰى أَجَلِهٖ فِي الْقَرْضِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مدت معین تک قرض لینے کا کچھ ڈر نہیں اگرچہ اس کو اپنے درہموں سے افضل ملیں جب تک کہ عقد میں شرط نہ کی ہو اور عطاء اور عمرو نے کہا کہ قرض دینے والا قرض میں اس کی مدت تک (یعنی جو دونوں نے آپس میں مقرر کی ہے) دیر کرے یعنی اگر وہ وعدے کے وقت سے پہلے اپنا قرض مانگے تو اس کو نہیں پہنچتا۔

فائدہ: یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور باقی تینوں اماموں کا یہ مذہب ہے کہ اس کو تقاضا کرنا پہنچتا ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهٗ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جس نے بعض بنی اسرائیل سے قرض مانگا تھا تو اس نے اس کو ایک مدت معین کے وعدے سے قرض دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لینا درست ہے۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِيْ وَضْعِ الدَّيْنِ

قرض کے تخفیف کرنے میں سفارش کرنے کا بیان

٢٢٢٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُّغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٢٢٢٩۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی میرا باپ شہید ہوا اور عیال اور قرض چھوڑ گیا سو میں نے قرض خواہوں

قَالَ أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا فَطَلَبْتُ إِلَى أَصْحَابِ الدَّيْنِ أَنْ يَضَعُوا بَعْضًا مِنْ دَيْنِهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشْفَعْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا فَقَالَ صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْهُ عَلَى حِدَتِهِ عِذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ وَّاللِّيْنَ عَلَى حِدَةٍ وَّالْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ ثُمَّ أَحْضِرْهُمْ حَتَّى آتِيَكَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ جَآءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَكَالَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفَى وَبَقِيَ التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاضِحٍ لَّنَا فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَيَّ فَوَكَزَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ جَوَارِيَ صِغَارًا فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ ثُمَّ قَالَ ائْتِ أَهْلَكَ فَقَدِمْتُ فَأَخْبَرْتُ خَالِيْ بِبَيْعِ الْجَمَلِ فَلَامَنِيْ فَأَخْبَرْتُهُ بِإِعْيَاءِ الْجَمَلِ وَبِالَّذِيْ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَكْزِهِ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَ

سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ان پر سفارش کروائی سو انہوں نے پھر بھی نہ مانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر عذق زید بن علی کو علیحدہ اور لین کو علیحدہ اور عجوہ کو علیحدہ (یہ سب کھجوروں کی قسمیں ہیں) پھر قرض خواہوں کو حاضر کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے ہر قسم کی کھجوروں کی جدا جدا ڈھیر لگائے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور اس پر بیٹھے اور ہر مرد کو بانٹ بانٹ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ ہر ایک کو پورا دیا یعنی سب قرض ادا ہو گیا اور باقی رہیں کھجوریں جیسا کہ تھیں یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی جیسے کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا اور میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ اپنے ایک اونٹ پر جنگ کیا سو اونٹ تھک گیا اور مجھ کو لوگوں سے پیچھے ڈالا سو حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے سے لکڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے نئی شادی کی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کس سے نکاح کیا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے کہ عبداللہ شہید ہوا اور چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا جو ان کو پڑھائے اور ادب سکھائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس جا سو میں گھر میں آیا اور اپنے ماموں کو اونٹ کے بیچنے کی خبر دی تو اس نے مجھ کو ملامت کی یعنی تو نے اس

الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمِی مَعَ الْقَوْمِ.

کو کیوں بیچا اپنا کام کیوں کر چلے گا سو خبر دی میں اس کو ساتھ تھک جانے اونٹ کے اور لکڑی مارنے حضرت ﷺ کے اس کو سو جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اگلے دن میں آپ ﷺ کے پاس اونٹ لایا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو اونٹ کا مول دیا اور اونٹ بھی پھیر دیا اور مجھ کو لوگوں کے ساتھ غنیمت سے بھی اپنا حصہ دیا۔

فائدہ: مقصود اس سے یہ ہے کہ میں نے قرض خواہوں سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی تو بھی انہوں نے نہ مانا اس سے معلوم ہوا کہ قرض کے معاف کرانے کے واسطے سفارش کرانی جائز ہے۔

بَابُ مَا یُنْهٰی عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ﴾ وَقَالَ ﴿أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ فِیْ أَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا﴾.

مال کا ضائع کرنا منع ہے یعنی بیجا خرچ کرنا اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو اور اللہ نہیں سنوارتا مفسدوں کے کام کو اور اللہ نے فرمایا کہ کیا تیری نماز تجھ کو حکم کرتی ہے یہ کہ چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں کرنا اپنے مالوں میں جو چاہیں۔

فائدہ: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کافروں کو مال کے ضائع کرنے سے منع کرتے تھے تب کافروں نے یہ بات کہی یعنی اگر ہم چاہیں تو اپنے مال کو رکھیں اور اگر چاہیں تو پھینک دیں تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمْ﴾

اور اللہ نے فرمایا کہ مت پکڑاؤ بے عقلوں کو ان کے مال

فائدہ: کہا طبری نے بعد اس کے کہ مفسرین کا اقوال ذکر کیا ہے کہ سفہاء سے کیا مراد ہے کہ ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آیت عام ہے بیچ حق ہر بے عقل کے یعنی ہر بے عقل کو شامل ہے بڑا ہو یا چھوٹا مرد ہو یا عورت اور سفیہہ اس کو کہتے ہیں کہ جو مال کو ضائع کرے اور اس کو اپنی بد تدبیر سے فاسد کرے۔ (فتح)

وَالْحَجْرِ فِیْ ذٰلِكَ

اور بیان ہے روکنے بیچ اس کے

فائدہ: یعنی بے عقلی میں اور حجر کے معنی لغت میں منع کرنے کے ہیں اور شرع میں منع کرنا ہے تصرف کرنے سے مال میں سو کبھی تو روکنا محجور علیہ کی بھلائی کے واسطے ہوتا ہے اور کبھی محجور علیہ کے غیر کے حق کے واسطے ہوتا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو بھی اپنے مال کے تصرف سے روکنا درست ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور بعض اہل ظاہر نے خلاف کیا ہے یعنی بڑے کو تصرف کرنے سے منع کرنا درست نہیں اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ

موافقت کی ہے اور طحاوی نے کہا کہ نہیں دیکھا میں کسی سے اصحاب میں سے منع کرنا بڑے کا تصرف سے اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے اور جمہور کے دلائل سے ایک دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اس نے نجدہ کی طرف لکھا اور نجدہ نے میری طرف لکھا اس حال میں کہ مجھ سے پوچھتے تھے کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے پس البتہ قسم ہے مجھ کو اپنی عمر کی کہ البتہ مرد کو داڑھی اگتی ہے اور حالانکہ وہ لین دین میں کمزور ہوتا ہے سو جب لوگوں کی طرح صلاحیت کے طور اپنے واسطے لے تو اس سے یتیمی دور ہوئی اور خود مختار ہوا اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے جیسا کہ دو بابوں کے بعد آئے گا۔ (فتح)

وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْخِدَاعِ

یعنی اور منع ہے دھوکا دینا

فائدہ: یعنی اس شخص کو جو اپنے مال میں برے طور سے تصرف کرے اگرچہ اس کو تصرف سے روکا نہ گیا ہو۔ (فتح)

٢٢٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ.

٢٢٣٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو خرید وفروخت میں دھوکا ہوتا ہے یعنی میں بھولا آدمی ہوں بیع میں اکثر دھوکا کھاتا ہوں نقصان ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور دغا بازی نہ کرنا یعنی اگر دھوکا دے گا تو چیز پھر جائے گی گویا مول لینا بشرط پسند ہوا سو وہ مرد اس کو کہہ لیا کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے واسطے روکنے کے بڑے آدمی کو اور اس میں رد ہے اس پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر منع حجر کے۔ (فتح)

٢٢٣١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

٢٢٣١۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا قبر میں گاڑنا اور حق واجب کا منع کرنا یعنی زکوۃ وغیرہ کا نہ دینا اور حرام مال کا لینا اور مکروہ رکھا ہے واسطے تمہارے قیل قال کو یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اور بے حاجت بہت سوال کرنا اور بے موقع مال کا ضائع کرنا جیسے ناچ رنگ آتشبازی میں مال کا برباد کرنا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ مال کا ضائع کرنا اور جمہور کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے

زیادہ خرچ کرنا ہے یعنی اگرچہ مباح کام میں ہو اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ مال کا حرام میں خرچ کرنا ہے اور باقی شرح اس کی کتاب الادب میں آئے گی اور ماں کو اس واسطے خاص کیا کہ اس کو باپ سے بہت جلدی رنج ہوتا ہے اور تا کہ تنبیہ ہو اس پر کہ ماں کے ساتھ بھلائی کرنی مقدم ہے باب مہربانی اور شفقت میں۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَلَا يَعْمَلُ إِلَّا بِإِذْنِهٖ

غلام اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے اور نہ کام کرے مگر مالک کی اجازت سے

۲۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

۲۲۳۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب پر حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کے حال سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے جورو لڑکوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھایا یا برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی کہ اس کی اس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے میاں کی خیر خواہی کی یا نہیں اور حکم کے موافق خرچ کیا یا زیادہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان سب احکام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا سو تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور ترجمہ کا لفظ نکاح میں آئے گا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے (کہ غلام اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا) یہ کہ نہ کام کرے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس نے حکم کے موافق خرچ کیا یا اس سے زیادہ خرچ کیا۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْخُصُوْمَاتِ

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْإِشْخَاصِ وَالْخُصُوْمَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ حاضر کرنے قرض دار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ میں اور بیان جھگڑے کا درمیان مسلمان اور یہودی کے۔

فائدہ: مراد یہودی سے کافر ہے اور ایک روایت میں اس باب کے یہ لفظ زیادہ ہے والملازمۃ اور یہ مشتق ہے لزوم سے اور مراد یہ ہے کہ منع کرے قرض خواہ قرض دار کو تصرف سے اپنے مال میں یہاں تک کہ اس کا حق اس کو دے۔ (فتح)

٢٢٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَأَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهٗ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا۔

٢٢٣٣۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرد سے ایک آیت سنی کہ وہ آیت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طرح پر سنی تھی سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو اور فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے آگے تھے انہوں نے اختلاف کیا تو برباد اور ہلاک ہو گئے یعنی قرآن کی قراءت جس طرح ثابت ہے اس کا انکار نہ کیا کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فضائل قرآن میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول عبداللہ کا ہے کہ میں اس کو پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اس واسطے کہ مناسب باب کے یہی قول ہے۔ (فتح)

٢٢٣٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلٰى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٢٢٣٤ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی آپس میں جھگڑے ایک مسلمان اور ایک یہودی سو مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان سے برگزیدہ کیا اور یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پیغمبروں سے افضل کہتا تھا اور یہودی موسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل کہتا تھا تو مسلمان نے اس کے اس قول کے وقت اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا سو یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو اس واسطے کہ البتہ قیامت کے دن سب لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا تو میں اول ہوش میں آؤں گا تو ناگہاں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی سب لوگوں کے ساتھ بیہوش ہو گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا یعنی اس آیت میں فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ.

٢٢٣٥ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَآءَ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ ادْعُوْهُ

٢٢٣٥ـ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ایک یہودی آیا تو اس نے کہا کہا اے ابوالقاسم (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) تمہارے یاروں سے ایک مرد نے مجھ کو طمانچہ مارا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس نے اس نے کہا کہ ایک انصاری مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بلاؤ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو مارا ہے اس نے کہا کہ میں نے اس سے

فَقَالَ أَضَرَبْتَهُ قَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوْقِ يَحْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قُلْتُ أَيْ خَبِيْثُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ أَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُوْلٰى.

سنا کہ بازار میں اس طرح قسم کھاتا تھا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں نے کہا کہ اے خبیث محمد ﷺ سے بھی افضل کیا ہے سو مجھ کو غصہ آیا سو میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے ایک دوسرے کو بہتر نہ کہو اس واسطے کہ قیامت میں لوگ بیہوش ہو جائیں گے سو میری قبر سب سے پہلے پھٹے گی تو ناگہاں میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اور لوگوں کے ساتھ وہ بھی بیہوش ہو گئے تھے یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی محسوب اور مجرا ہو گی۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مطابقت ان کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ قِيْلَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُوْدِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۲۲۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر سر کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سو اس کو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا فلاں نے یا فلاں نے یعنی جس جس پر گمان تھا اس کا نام لیا یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا سو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہاں اسی نے کچلا ہے سو یہودی پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ میں نے کچلا ہے سو حضرت ﷺ نے اس کا سر کچلنے کا حکم دیا سو اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدیات میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيْهِ وَالضَّعِيْفِ الْعَقْلِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو بے وقوف اور سست عقل کے کام کو پھیرتا ہے اور منظور نہیں رکھتا اگرچہ امام نے اس کو تصرف سے نہ روکا ہو۔

فائدہ: یعنی واسطے موافقت ابن قاسم کے اور بند کیا ہے اس کو رضیع نے اس شخص پر جس کی بے عقلی ظاہر ہو اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کا کام مطلق نہ پھیرا جائے مگر وہ چیز جس میں حجر کے بعد تصرف کرے اور یہی ہے قول

شافعیہ وغیرہ کا اور ابن قاسم کی دلیل مدبر کا قصہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حجر سے پہلے اس کی بیع کو رد کیا اور اس کے غیر نے اس شخص کے قصے سے دلیل پکڑی ہے جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کرنے سے نہ روکا اور نہ اس کی پہلی بیعوں کو فسخ کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کی حدیثوں کے ساتھ اشارہ کیا ہے طرف تفصیل کی کہ جس سے مال کا ضائع کرنا ظاہر ہو اس کا تصرف رد کیا جائے جب کہ ہو بہت چیز میں یا مستغرق میں یعنی سب مال کو برباد کردے اور اس پر محمول ہے قصہ مدبر کا یعنی اس نے بہت چیز کو ضائع کیا تھا اس واسطے کہ اس کے تصرف کو پھیر دیا اور جو تصرف اس کا تھوڑی چیز میں ہو یا اس کے واسطے شرط کی جائے کہ مال کے برباد کرنے سے امن ہو تو اس کا تصرف نہ پھیرا جائے اور اسی پر محمول ہے قصہ اس شخص کا جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا یعنی وہ تھوڑی چیز کو برباد کرتا تھا اس واسطے اس کو رد کا گیا۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ.

یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے روکنے سے پہلے صدقہ کرنے والے پر صدقہ کو پھیر دیا پھر اس کو تصرف سے روکا۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ کے قصہ مدبر کا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ جس قدر حدیث کے ترجمہ میں حاجت تھی وہ اس کی شرط پر نہیں اور وہ حدیث اس طور سے ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس اس کے سوا کچھ اور مال بھی ہے اس نے کہا کہ نہیں آخر حدیث تک اور اس میں یہ بھی ہے کہ پہلے اپنی جان پر خرچ کر پھر اگر کچھ باقی رہے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ مَالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهُ غَيْرُهُ فَأَعْتَقَهُ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ.

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جب کسی مرد کا کسی پر مال ہو یعنی دین اور اس کے پاس غلام ہو کہ اس کے سوا اس کے پاس کچھ نہ ہو پھر وہ اس کو آزاد کردے تو اس کو آزاد کرنا درست نہیں ہوتا۔

فائدہ: یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ان کے موطا میں ہے اور ان کی دلیل مدبر کا قصہ ہے۔

وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ وَنَحْوِهِ فَدَفَعَ ثَمَنَهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَهُ بِالْإِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَأْنِهِ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ إِضَاعَةِ

اور بیان ہے اس کا جو ضعیف عقل وغیرہ پر مال کو بیچے یعنی اس کے واسطے اور اس کی قیمت اس کو دے اور اس کی اصلاح اور خبر گیری کا اس کو حکم کرے پھر اس کے بعد اگر مال کو برباد کرے تو اس کو منع کرے اس واسطے

الْمَالِ وَقَالَ لِلَّذِيْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ وَلَمْ يَأْخُذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ.

کہ حضرت ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ خریدا کرے تو کہا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور حضرت ﷺ نے اس کے مال کو نہ لیا۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ اس کو تصرف سے منع نہ کیا جائے مگر بعد ظاہر ہونے فساد کے اور مدبر کی حدیث کتاب العتق میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ يَقُوْلُهُ.

۲۲۳۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد بھولا تھا اس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا سو وہ مرد اس کو کہہ دیا کرتا تھا۔

۲۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ.

۲۲۳۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام آزاد کیا کہ اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اور نعیم نے وہ غلام آپ ﷺ سے خریدا۔

بَابُ كَلَامِ الْخُصُوْمِ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ

کلام کرنا بعض جھگڑنے والوں کا بعض کے حق میں

فائدہ: یعنی وہ کلام جو نہ واجب کرے حد کو اور نہ تعزیر کو پس یہ غیبت حرام سے نہ ہوگی۔ (فتح)

۲۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ

۲۲۳۹۔ شقیق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مرد مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا عبداللہ کہتا ہے کہ اشعث نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ حدیث میرے حق میں صادر ہوئی کہ میرے اور ایک یہودی مرد کے

فَقَالَ الْأَشْعَثُ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَّحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

درمیان ایک زمین مشترک تھی سو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے یہودی سے کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر تک۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا اس واسطے کہ اس نے اس کو جھوٹی قسم کی طرف منسوب کیا اور اس کا اس پر مواخذہ نہ ہوا اس واسطے کہ اس نے خبر دی ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کو اس سے جانتا تھا بیچ ظلم کرنے کے اس سے (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو ایک دوسرے کے حق میں کلام کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

۲۲۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ.

۲۲۴۰۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا کہ اس پر تھا تقاضا کیا مسجد میں سو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ اپنے حجرے کا پردہ کھولا تو پکارا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اپنے قرض سے یہ چھوڑ دے اور اس کی طرف اشارہ کیا یعنی آدھا اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور باقی اس کو ادا کر دے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ وہ دونوں آپس میں جھگڑے اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہی سبب

تھا واسطے اٹھ جانے معرفت شب قدر کے پس معلوم ہوا کہ ان کے درمیان جھگڑا ہوا تھا جو اس کو چاہتا ہے اور اسی کے ساتھ ترجمہ ثابت ہوتا ہے۔ (فتح)

۲۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْهَا وَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَآئِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ لِيْ أَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ قَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ.

۲۲۴۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ سورہ فرقان کو پڑھتے تھے غیر اس وجہ پر کہ میں اس کو پڑھتا تھا یعنی وہ اس کو اور طرح سے پڑھتے تھے اور مجھ کو اور طرح سے معلوم تھی اور وہ سورت مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی اور میں قریب تھا کہ اس پر جلدی کروں ساتھ جھڑک کے پھر میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ پھرا پھر میں اس کے گلے میں چادر ڈال کر اس کو کھینچا سو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ قرآن پڑھتا تھا مخالف اس قراءت کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے پھر اس کو فرمایا کہ قرآن پڑھ سو اس نے پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے پھر مجھ کر فرمایا کہ تو پڑھ تو میں نے پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے اس واسطے کہ قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے یعنی عرب کی سات بولیوں میں یا سات قرائتوں میں سو پڑھو جو آسان ہو اس سے۔

فائدہ: یعنی قرآن کو سات قرائتوں سے پڑھنا درست ہے اور اس میں انکار اس کا ہے اوپر اس کے ساتھ فعل کے باوجود انکار کرنے اس کے کے اوپر اس کے ساتھ قول کے اور یہ بطور اجتہاد کے ہے اس سے اسی واسطے اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوا۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْخُصُوْمِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

نکالنا گناہگاروں اور جھگڑنے والوں کا گھروں سے بعد پہچاننے کے یعنی بعد معلوم کرنے کے اور ہوگا یہ بطور ادب دینے کے واسطے ان کے اور تحقیق نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: روایت ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو کھڑا کیا اور

یہ خبر عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا انہوں نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ام فروہ کو درے مار سو اس نے اس کو درے مارے سو جب نوحہ کرنے والیوں نے یہ بات سنی تو سب بھاگ گئیں۔ (فتح)

۲۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ.

۲۲۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں ساتھ قائم کرنے نماز کے سو قائم کی جائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے سو میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جب ان کے گھر جلائے جائیں تو وہ گھروں سے جلدی سے نکل جائیں گے تو معلوم ہوا کہ گنہگاروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہے اور محل نکالنے جھگڑنے والوں کا یہ ہے کہ جب کہ ان سے ایسا جھگڑا واقع ہو جو اس کو چاہے۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ — دعویٰ وصی کا میت کی طرف سے

فائدہ: یعنی بچ لاحق کرنے وغیرہ حقوق کے یعنی اگر مردہ کسی کو استلحاق وغیرہ حقوق کے وصیت کر جائے تو وصی کو اس کے بعد اس کی طرف سے اس کا دعویٰ کرنا جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ دعویٰ وصی کا موصیٰ علیہ سے بالاجماع جائز ہے اس میں کسی کو نزاع نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد بیان کرنا سند اجماع کا ہے یعنی اس اجماع کی سند یہ حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَدِمْتُ أَنْ أَنْظُرَ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ فَإِنَّهُ ابْنِي وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ أَمَةِ

۲۲۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں سو سعد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ جب تو مکے میں جائے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھ اور اس کو لے لے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا سو دیکھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت ظاہر

أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ.

ساتھ عتبہ کے یعنی دیکھا کہ اس کی مشابہت عتبہ سے ملتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تیرے واسطے ہے اے عبدزمعہ کہ لڑکا واسطے صاحب بچھونا کے ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع کے شروع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشٰى مَعَرَّتُهٗ وَقَيَّدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِكْرِمَةَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ.

باندھنا اس کا جس کے فساد کا خوف ہو' اور قید کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ رحمہ اللہ کو اوپر تعلیم قرآن کے اور سنن اور فرائض کے یعنی تا کہ اس کو سیکھے۔

٢٢٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَ تْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ عِنْدِيْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ.

۲۲۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے سو وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے اس کا نام ثمامہ تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا تو انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا سو حضرت ﷺ اس کے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے یعنی کس فکر اور کس خیال میں ہے ثمامہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ خیریت ہے پھر ساری حدیث بیان کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے یہ قول ہے کہ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابُ الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ

حرم مکہ میں کسی کو باندھنا اور قید کرنا جائز ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ طاؤس سے مذکور ہے کہ وہ مکے میں قید خانے کو برا جانتا تھا اور کہتا تھا کہ رحمت کے گھر میں عذاب کا گھر ہونا لائق نہیں پس ارادہ کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے معارضہ قول طاؤس کا ساتھ اثر عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ اور نافع رحمہ اللہ کے اور یہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور قوت دی اس کو ساتھ قصے ثمامہ کے اور وہ مدینے کی مسجد میں باندھا گیا تھا اور وہ بھی حرم ہے تو اس کے حرم ہونے

نے اس میں باندھنے کو منع نہ کیا پس اسی طرح مکے میں بھی باندھنا درست ہے۔ (فتح)

وَاشْتَرٰی نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ عَلٰى اَنَّ عُمَرَ اِنْ رَضِيَ فَالْبَيْعُ بَيْعُهٗ وَاِنْ لَّمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ اَرْبَعُ مِائَةِ دِيْنَارٍ.

اور نافع رحمۃ اللہ علیہ نے صفوان سے ایک گھر قید خانے کے واسطے مکے میں خریدا اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اس کی بیع کے ساتھ راضی ہو تو یہ بیع جائز ہے اور اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی ہوں تو بیع درست ہوگی نہیں تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں تو اس تردید پر شبہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع درست نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مبیع کے مول میں ذمہ خریدار کا ہوتا ہے اگرچہ وہ کہے کہ میں کسی غیر کے واسطے خریدتا ہوں یعنی مول وہی ادا کرے گا اس واسطے کہ عقد کا مباشر خود وہی ہے۔ انتہی اور گویا کہ ابن منیر کھڑا ہوا ہے ساتھ ظاہر لفظ معلق کے اور ساری حدیث نہیں دیکھی پس گمان کیا اس نے کہ چار سو دینار یہی کل مول تھا جس کے بدلے میں نافع رضی اللہ عنہ نے گھر خریدا تھا اور حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ اس کا مول تو چار ہزار دینار تھا اور نافع رضی اللہ عنہ مکہ پر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے یعنی نائب اسی واسطے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے خیار کی شرط کی بعد اس کے کہ واقع کیا عقد کو واسطے اس کے جیسا کہ موصول روایت میں اس کی تصریح آچکی ہے اور یہ جو نافع رضی اللہ عنہ نے شرط کی کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو دینار دوں گا تو احتمال ہے کہ ہو یہ مقابلہ نفع اٹھانے کے ساتھ اس گھر کے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے جواب پھر آئے۔ (فتح)

وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ

اور ابن زبیر نے گنہگاروں کو مکے میں قید کیا

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مکے میں قید کرنا جائز ہے۔

٢٢٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ.

٢٢٤٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار ایک بار ملک نجد کی طرف بھیجے سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا تو انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابٌ فِي الْمُلَازَمَةِ

باب ہے بیچ بیان چمٹنے دو جھگڑنے والوں کے آپس میں

٢٢٤٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَقَالَ غَيْرُهٗ حَدَّثَنِيْ

٢٢٤٦۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر اس کا قرض تھا سو وہ اس کو ملا اور اس کو لپٹ

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

گیا سو دونوں بولنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا کہ آدھا قرض چھوڑ دے سو اس نے آدھا قرض لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ لپٹنا درست ہے۔

بَابُ التَّقَاضِيْ

باب ہے تقاضا کرنے کے بیان میں یعنی اپنے حق کا مطالبہ کرنا

٢٢٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَدَعْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا ثُمَّ أَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ الْآيَةَ.

٢٢٤٧۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے زمانے میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرے کچھ درہم قرض تھے سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا تو اس نے کہا کہ میں تیرا قرض ادا نہ کروں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہ ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تجھ کو اٹھائے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ یہاں تک کہ میں مروں پھر اٹھایا جاؤں اور دیا جاؤں مال اور اولاد پھر میں تیرا قرض تجھ کو ادا کروں گا پس یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا مطالبہ کرنا درست ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

فائدہ: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ اٹھائی جائے۔

بَابُ إِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ

جب گری ہوئی چیز کا مالک اس کو نشانی بتلا دے تو اس کو دے دے

۲۲۴۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ لَقِيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَخَذْتُ صُرَّةً مِائَةَ دِيْنَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثًا فَقَالَ احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا.

۲۲۴۸۔ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ہمیانی (پیسہ رکھنے کی تھیلی) لی جس میں سو اشرفیاں تھیں سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس شہرت دے سو میں نے اس کو ایک برس مشہور کیا سو میں نے اس کا پہچاننے والا کوئی نہ پایا پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور مشہور کر سو میں نے پھر بھی اس کا مالک نہ پایا پھر میں تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور گنتی اور دھاگے کو یاد رکھ اور اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس سے فائدہ اٹھا یعنی اور اس کو اپنے خرچ میں لا سو میں نے اس کو اپنے خرچ میں لایا شعبہ کہتا ہے کہ میں سلمہ سے اس حدیث کے بعد مکے میں ملا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

سال فرمائے یا ایک سال فرمایا۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آچکا ہے **کما سیاتی** اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی تجھ کو اس کی گنتی اور تھیلی اور دھاگے کی خبر دے تو اس کو یہ چیز دے دے روایت کی یہ زیادتی مسلم نے اور یہ زیادتی صحیح ہے اور جو اس کو ضعیف کہتا ہے اس کا قول ٹھیک نہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا کہ اگر کوئی یہ سب نشانیاں ٹھیک ٹھیک بتلا دے تو اس کو وہ چیز دے دے یعنی اس کو وہ چیز دینا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر اس کے دل میں یہ بات واقع ہو کہ یہ سچ کہتا ہے تو جائز ہے کہ اس کو دے دے اور نہ جبر کیا جائے اس پر مگر ساتھ گواہ کے اس واسطے کہ تحقیق وہ صفت ٹھیک بیان کرتا ہے اور خطابی نے کہا کہ اگر یہ لفظ صحیح ہو تو اس کی مخالفت جائز نہیں اور یہی ہے فائدہ حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ مشہور کر اس تھیلی کو آخر تک نہیں تو احتیاط ساتھ اس شخص کے ہے جو نہیں دیکھتا پھیر دینے کو مگر ساتھ گواہ کے اور آپ ﷺ کے قول **اعرف عفاصها** کی تاویل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو اس واسطے حکم کیا تا کہ اس میں دعویٰ معلوم ہو اور نیز اس کا یہ فائدہ ہے کہ تا کہ معلوم ہو کہ مدعی سچا ہے یا جھوٹا اور یہ کہ اس میں تنبیہ ہے اس کی تھیلی وغیرہ کی نگاہ رکھنے پر اور اس واسطے کہ عادت جاری ہے کہ جب لوگ تھیلی میں سے چیز لے لیتے ہیں تو تھیلی کو پھینک دیتے ہیں اور جب تھیلی کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ ہوئی تو مال کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ بطریق اولیٰ ہوگی میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی صحیح ہو چکی ہے پس متعین ہے پھرنا طرف اس کی اور بعض نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ جب کوئی اس کی صفت ٹھیک بیان کرے اور اٹھانے والا اس کو وہ چیز دے دے پھر دوسرا شخص آئے اور اس کی صفت ٹھیک بیان کرے تو یہ اس زیادتی میں طعن کو نہیں چاہتا اس واسطے کہ ہوگا حکم اس وقت جیسا کہ وہ چیز اس کو گواہ کے ساتھ دے پھر دوسرا شخص آئے اور گواہ قائم کرے کہ وہ چیز میری ہے اور اس میں تفصیل ہے واسطے مالکیہ وغیرہ کے اور بعض متاخرین شافعیہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ کہ حمل کیا جائے وجوب دفع کو واسطے اس شخص کے کہ ٹھیک صفت بیان کرے اس پر جب کہ ہو یہ پہلے مالک ہونے کے اس واسطے کہ وہ اس وقت مال ضائع ہے دوسرا حق اس کے ساتھ متعلق نہیں ہوا بخلاف بعد مالک ہونے کے اس واسطے کہ اس وقت مدعی گواہ کا محتاج ہوگا واسطے عام ہونے اس حدیث کے کہ گواہ مدعی پر ہے پھر کہا کہ اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو پڑی چیز اٹھانے والے کی صورت خاص ہو گی عموم اس حدیث سے کہ گواہ مدعی پر ہے اور اس حدیث میں تشہیر کے برسوں میں اختلاف ہے اور آئندہ حدیث میں صرف ایک ہی برس کا ذکر ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں تو بعض کہتے ہیں کہ ابی کی حدیث محمول ہے اوپر زیادتی ورع کے تصرف کرنے سے لفظ میں اور حدیث زید کی محمول ہے ضرورت پر یا اس واسطے کہ ابی کو اس کی حاجت نہ تھی اور اعرابی کو اس کی حاجت تھی اور منذری نے کہا کہ فتویٰ کے اماموں سے کسی

نے یہ بات نہیں کہی کہ لقطہ کو تین برس تک مشہور کیا جائے مگر ایک چیز کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ایک سال کی روایت ٹھیک ہے اس واسطے کہ اس میں شک نہیں اور صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے ایک روایت حکایت کی ہے کہ مشہور کرنے کا امر چیز اٹھانے والے کے اختیار میں ہے پس واجب ہے اس پر یہ کہ شہرت دے اس کو یہاں تک کہ اس کو گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں ڈھونڈے گا۔ (فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ

اونٹ گم ہوئے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس کو اٹھایا جائے یا نہیں۔ (فتح)

۲۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيعَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ احْفَظْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا فَإِنْ جَآءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ ضَالَّةُ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ.

۲۲۴۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑی ہوئی چیز کے اٹھانے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس مشہور کر پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو اور اگر کوئی تجھ کو اس کی خبر دے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے یعنی اگر تو نے لی اور اس کا مالک آئے گا تو وہ لے لے گا نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا یعنی گم ہوئی بکری کا اٹھانا جائز ہے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہوئے بھٹکے سے تجھ کو کیا کام ہے اس واسطے کہ اونٹ کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے کہ اپنے پاؤں سے چل کر پانی پیے گا اور درخت کھائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گم ہوئے اونٹ کو نہ پکڑا جائے اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ اٹھایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کی نہی اس شخص پر محمول ہے جو اس کو مالک ہونے کے واسطے اٹھائے نہ اس واسطے کہ اس کو نگاہ رکھے پس اس کو یہ جائز ہے اور یہی ہے قول شافعیہ کا اور اسی طرح اگر گاؤں میں پایا جائے تو جائز ہے مالک ہونا نزدیک ان کے اصح قول پر اور مالکیہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے اور

علماء کہتے ہیں کہ اونٹ کے معنی میں ہر وہ چیز ہے کہ بچے ساتھ اپنی قوت کے چھوٹے درندوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معرفت یعنی پہچاننا اس کی نشانیوں کا تشہیر کرنے کے بعد ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تشہیر معرفت کے پیچھے ہے اور نووی نے کہا کہ دونوں حالتوں میں پہچانے جب اس کو اٹھائے تو اس وقت بھی پہچانے تا کہ جب کوئی اس کی صفت بیان کرے تو اس کا جھوٹ سچ اس کو معلوم ہو پھر جب ایک برس کے بعد اس کا مالک ہونا چاہے تو پھر دوسری بار بھی اس کو اچھی طرح سے پہچان رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ لفظ ثم کا دونوں روایتوں میں ساتھ معنی واؤ کے ہو پس نہ تقاضا کرے گا ترتیب کو اور نہ مخالفت کو تا کہ تطبیق کی حاجت ہو اور نہیں غرض ہے اس سے مگر یہ کہ واقع ہو تشہیر اور معرفت ساتھ قطع نظر کے اس سے کہ کون پہلے ہے اور علماء کو اس معرفت میں دو قول ہیں ظاہر تو وجوب ہے واسطے ظاہر امر کے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کے وقت واجب ہے اور اس کے بعد مستحب ہے اور یہ فرمایا کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی تو غرض اس سے پہچاننا ان ہتھیاروں کا ہے جو چیز کو نگاہ رکھتے ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے نگاہ رکھنا جنس کا اور صفت کا اور قدر کا اور کیل کا کیلی چیز میں اور وزن کا وزنی چیز میں میان کا ماپنے کی چیز میں اور ایک جماعت شافعیہ کی کہتے ہیں کہ مستحب ہے مقید کرنا اس کا ساتھ لکھنے کے واسطے خوف بھول جانے کے اور اگر کوئی بعض صفتیں پہچانے اور بعض نہ پہچانے تو اس میں اختلاف ہے بنا بر اس قول کے کہ واجب ہے دینا اس شخص کو جو اس کی صفت کو پہچانے ابن قاسم نے کہا کہ ضرور ہے کہ تمام صفتیں بیان کرے اور اسی طرح کہا ہے اصبغ نے لیکن اس نے کہا کہ معرفت عدد کی شرط نہیں اور ابن قاسم کا قول قوی تر ہے واسطے ثابت ہونے عدد کے دوسری روایت میں اور زیادتی حافظ کی حجت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کی تشہیر کر تو علماء کہتے ہیں کہ محل اس کا وہ جگہیں ہیں جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں مانند دروازے مسجدوں کی اور بازاروں اور مانند اس کی اور تشہیر کا یہ طریقہ ہے کہ کہتے ہیں کہ کون ہے جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو اور مانند اس کی عبارتوں سے اور اس کی کوئی صفت بیان نہ کرے تو یہ کہا کہ ایک برس تو مراد برس پے در پے ہے پس اگر متفرق طور سے ایک برس تشہیر کرے تو یہ کافی نہیں جیسا کہ ہر سال ایک مہینہ تشہیر کرے پس صادق آئے گا اس پر کہ اس نے ایک سال تشہیر کی بارہ برس میں اور علماء کہتے ہیں کہ ہر دن میں دو بار شہرت دے پھر ایک بار پھر ہر ہفتے پھر ہر مہینے میں اور یہ شرط نہیں کہ خود تشہیر کرے بلکہ اپنے وکیل کے واسطہ سے بھی جائز ہے اور تعریف کرے اس کے گرنے کی جگہ میں اور اس کے غیر میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بڑی چیز اٹھانے والا اس میں تصرف کرے برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر مال دار ہو تو اس کو خیرات کر دے پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اختیار ہے خواہ خیرات کو جائز رکھے یا اس کو ڈانڈ لگائے یعنی اس کا بدلہ اس سے بھر لے اور یہ جو کہا کہ واسطے بھائی تیرے کے ہے یا واسطے بھیڑیے کے تو اس

میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کا اٹھانا جائز ہے گویا کہ فرمایا کہ وہ ضعیف ہے واسطے عدم استقلال کے اس کے ہلاک ہونے کا خوف ہے متردد ہے درمیان اس کے کہ اس کو تو لے یا تیرا بھائی اور مراد ساتھ اس کے عام ہے مالک اس کے سے یا کسی اور اٹھانے والے سے ہو اور مراد ساتھ بھیڑیے سے جنس اس چیز کی ہے جو کھائے بکری کو درندے چوپایوں سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر پکڑنے اس کے کے اس واسطے کہ جب وہ جانے گا کہ اگر میں نے اس کو نہ لیا تو اس کو بھیڑیا کھا جائے گا تو یہ بہت بلانے والا ہوگا اس کو طرف لینے کی اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ وہ تو صرف تیرے ہی واسطے ہے اور وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ لینے اس کے کے پس اس میں دلیل ہے اوپر رد کرنے ایک قول احمد کے کہ بکری کو نہ اٹھائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ وہ لینے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں لازم آتا اس کو ڈانڈ اگرچہ اس کا مالک آ جائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برابری کرنے کے درمیان بھیڑیے اور اٹھانے والے کے یعنی حدیث میں دونوں کو برابر کیا ہے اور بھیڑیے پر ڈانڈ نہیں پس اسی طرح اٹھانے والے پر ڈانڈ نہ ہوگی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے لام تملیک کے واسطے نہیں اس واسطے کہ بھیڑیا مالک نہیں ہوتا اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتا ہے اس کا اٹھانے والا اوپر شرط ضمان اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ اگر اس کا ملک اس کے کھانے سے پہلے آتا تو اس کو لے لیتا پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے ملک کی ملک میں باقی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان قول آپ کے کہ بکری کے حق میں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے اور درمیان قول آپ کے کے لقطہ میں کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے یا لے اس کو بلکہ وہ زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مالک ہونے کے اس واسطے کہ نہیں شریک کیا ساتھ اس کے بھیڑیے کو اور نہ کسی اور کو باوجود اس کے پس کہتے ہیں کہ اگر خرچ کرے تو اس کا ڈانڈ دے جب کہ اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا مشہور کرنا واجب ہے پھر جب مشہور کرنے کی مدت گزر جائے تو اس کو کھائے اگر چاہے اور اس کے مالک کو اس کا بدلہ دے مگر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب لقطہ جنگل میں پایا جائے تو اس کا مشہور کرنا لازم نہیں اور اگر گاؤں میں پایا جائے تو لازم ہے تشہیر کرے اس کی اصح قول پر اور نووی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے تمہارے اصحاب نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت میں کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے اور مالک کی روایت سے انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس نے ڈانڈ کو نہ ذکر کیا ہے اور نہ اس کی نفی کی پس ثابت ہوا حکم اس کا ساتھ اور دلیل کے اور یہ جو کہا کہ اس کے ساتھ مشک اس کی ہے تو مراد اس سے پیٹ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ گردن اس کی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے اٹھانے اور نگاہ رکھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ کئی روز کی پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے اور بے تکلف چارہ کھا سکتا ہے واسطے دراز ہونے گردن اس کی کے پس اس کے اٹھانے کی کچھ

حاجت نہیں۔(فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ — گم ہوئی بکری کا بیان

فائدہ: شاید بکری کے واسطے علیحدہ باب اس واسطے باندھا ہے تاکہ اشارہ کرے کہ اونٹ کا حکم اس سے جدا ہے اور تحقیق اکیلا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے کہ جائز ہے پکڑنا بکری کا اور نہیں واجب ہے مشہور کرنا اس کا واسطے دلیل اس قول حضرت ﷺ کے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لام تملیک کے واسطے نہیں جیسا کہ فرمایا کہ وہ واسطے بھیڑیے کے ہے اور بھیڑیا بالاتفاق مالک نہیں ہوتا اور اجماع ہے اس پر کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ کھائے اس کو پانے والا تو اس کو اس سے لے لے۔(فتح)

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يَقُوْلُ يَزِيْدُ إِنْ لَمْ تُعْرَفِ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيْعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيٰى فَهٰذَا الَّذِيْ لَا أَدْرِيْ أَفِيْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَزِيْدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۰۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور سر بند کو پھر مشہور کر اس کو ایک برس یزید کہتا ہے کہ اگر اس کو شہرت نہ دے تو اٹھانے والا اس کے اپنے خرچ میں لائے اور وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی یحییٰ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ شرط اور جزا حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا وہ چیز اس کی اپنی رائے سے ہے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئی بکری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے پس وہ تو تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے یزید نے کہا کہ بکری بھی مشہور کی جائے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئے اونٹ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے کہ اس کا موزہ اور مشک اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر وارد ہوتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے۔

فائدہ: یہ جو یحییٰ نے کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ یہ لفظ حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا نہیں تو امام ... رضی اللہ عنہ سے

نزدیک راجح یہ بات ہے کہ وہ مرفوع ہے یعنی وہ بھی حضرت ﷺ کی کلام ہے راوی کا قول نہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آئندہ ترجمہ باندھا ہے کہ وہ اس کے پاس امانت ہوگی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَّجَدَهَا

جب ایک برس تشہیر کرنے کے بعد لقطہ کا مالک نہ پایا جائے تو وہ واسطے اٹھانے والے کے ہے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر کما تقدم۔ (فتح)

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۱۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پس اس کو ایک برس مشہور کر پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے نہیں تو لازم پکڑ حال اپنے کو ساتھ اس کے یعنی تصرف کر اس میں پھر اس نے کہا کہ گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے یعنی تجھ کو اس کے ساتھ کیا کام ہے اس کی مشک اور اس کا جوتا اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر آتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ شہرت کی مدت کے گزرنے پر اٹھانے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے سپرد کرنا طرف اختیار اس کے کی اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو یہ امر اباحت کے واسطے ہے یعنی اس کو خرچ میں لانا جائز ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ مالک ہونے کے واسطے زبان سے بولنا شرط ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نیت کافی ہے اور یہی راجح ہے دلیل کے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ محض اٹھانے سے ملک میں آ جاتی ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک برس تشہیر کرنے کے بعد اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے کیا اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں پس جمہور کہتے ہیں کہ واجب ہے پھیر دینا اس کا اگر وہ چیز ہو بہو موجود ہو یا

اس کا بدلہ اگر ہلاک ہوگئی ہو اور کرابیس نے اس میں مخالفت کی ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے لیکن داؤد اس میں جمہور کے موافق ہے جب کہ وہ چیز ہو بہو موجود ہو اور جمہور کی حجت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی اور نیز دلیل ان کی یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو مسلم کی روایت میں ہے کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی اور سر بند اس کا پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کردے اس واسطے کہ تحقیق ظاہر قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس اگر آئے مالک اس کا آخر تک بعد قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کہا اس کو کہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ کھانے کے بعد اس کا پھیر دینا واجب ہے پس محمول ہوگا اس پر کہ اس کا بدلہ ادا کرے اور احتمال ہے کہ کلام میں حذف ہو دلالت کرتی ہیں اس پر باقی روایتیں اور تقدیر یہ ہے کہ پس پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگہ اس کا پھر کہا اس کو اگر نہ آئے مالک اس کا پس اگر مالک اس کا آئے تو اس کو ادا کردے اور اس سے زیادہ تر ابو داؤد کی روایت ہے کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو ادا کردے نہیں تو پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کردے سو حکم کیا ساتھ ادا کرنے اس کے کے طرف اس کی پہلے اذن کے کھانے میں اور بعد اس کے اور یہ اقویٰ حجت ہے واسطے جمہور کے اور جب یہ بات مقرر ہو چکی تو ممکن ہے حمل کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جو اس نے ترجمہ میں کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے اس پر کہ اس کو اس وقت اس میں تصرف کرنا درست ہے اور اپر حکم ضمانت اس کی کا بعد اس کے پس وہ ساکت ہے اس سے اور امام نووی نے کہا کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ اٹھانے والا اس کا مالک ہو تو لے اس کو ساتھ زوائد متصلہ کے اور منفصلہ کے اور لیکن بعد مالک ہونے کے پس اگر اس کا مالک نہ آئے تو وہ واسطے پانے والے کے ہے اور نہیں مطالبہ ہے اوپر اس کے آخرت میں اور اگر اس کا مالک آئے اور وہ چیز ہو بہو موجود ہو تو مستحق ہوگا اس کا ساتھ زوائد متصلہ کے اور اگر کوئی چیز اس سے تلف ہو تو لازم آتا ہے اٹھانے والے کو ڈانڈ واسطے مالک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کا ڈانڈ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ أَوْ سَوْطًا أَوْ نَحْوَهُ

جب پائے لکڑی دریا میں یا کوڑا یا مانند اس کی

فائدہ: یعنی اس کے ساتھ کیا کرے اس کو لے لے یا اس کو چھوڑ دے اور جب اس کو لے تو کیا اس کا مالک ہو جاتا ہے یا اس کا حکم لقطہ کی طرح ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل سے ایک مرد کا ذکر کیا پھر تمام حدیث بیان کی

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَإِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ.

سو وہ مرد دیکھتا ہوا نکلا کہ کیا کوئی جہاز اس کا مال لایا ہے یا نہیں تو ناگہاں اس نے ایک لکڑی دیکھی تو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے اٹھا لیا سو جب اس کو چیرا تو اس میں اپنا مال اور خط پایا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے توجیہ استنباط ترجمہ کی اس سے اور یہ کہ وہ اس جہت سے ثابت ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہماری شرع میں اس کی مخالفت کا حکم نہ آیا ہو خاص کر اس وقت جب کہ بیان کرے شارع جگہ ثنا کی اس کے فاعل پر اور ساتھ اس تقدیر کے تمام ہوگی مراد جواز اخذ لکڑی کی دریا سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور کوڑے وغیرہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا لیکن استنباط کیا ہے اس کو بطور الحاق کے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ کوڑے کے طرف اس اثر کی جو آئندہ آئے گا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یا اشارہ کیا طرف اس حدیث کی جو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رخصت دی ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی اور کوڑے کی اور مانند ان کی میں اس کو اٹھا کر اس سے فائدہ پائے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے لقطہ میں درمیان قلیل اور کثیر کے تشہیر وغیرہ میں اور ایک قول یہ ہے کہ تشہیر مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار تشہیر کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ تین دن تعریف کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اتنا زمانہ تشہیر کرے کہ گمان کرے کہ مالک نے اس سے منہ پھیرا اور یہ سب قلیل چیز میں ہے جس کے واسطے قیمت ہو اور اپر جس کی قیمت نہ ہو مانند ایک دانہ کی تو جائز ہے نفع اٹھانا اس سے اصح قول پر اور کھجور کی حدیث جو آئندہ باب میں آتی ہے حجت ہے واسطے اس کے اور حنفیہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ اگر ایسی چیز ہو کہ معلوم ہو کہ اس کو مالک اس کو نہیں ڈھونڈے گا مانند گٹھلی کے تو جائز ہے اس کا لینا اور فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بغیر تشہیر کے لیکن وہ اپنے مالک کے ملک میں رہتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے لیکن اس کے مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے پس اگر اس کے واسطے قدر اور منفعت ہو تو اس کی تشہیر واجب ہے اور تشہیر کی مدت میں اختلاف ہے اور اگر اس قسم سے ہو کہ جلدی بگڑ جاتی ہے ذخیرہ نہیں ہوتی تو اس کا کھانا جائز ہے اصح مذہب پر اور اس کا بدلہ نہیں آتا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ
اگر راہ میں کھجور پڑی پائے؟

فائدہ: یعنی جائز ہے اٹھانا اس کا اور کھانا اس کا اور اسی طرح جو حقیر چیز ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مشہور

ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن ابی شیبہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک کھجور پڑی پائی تو اس کو کھا لیا تو پھر کہا کہ اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا یعنی اگر اٹھا کر نہ کھائی جاتی تو بگڑ جاتی۔ (فتح)

۲۲۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ قَالَ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

۲۲۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ میں ایک کھجور سے گزرے تو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کو خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا۔

فائدہ: زکوۃ کا مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ سب بنی ہاشم پر حرام تھا۔

۲۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا.

۲۲۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں اپنے گھر والوں کے پاس پلٹ جاتا ہوں تو کھجور کو اپنے بچھونے پر گری پڑی پاتا ہوں تو اس کو اٹھا لیتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں زکوۃ کی نہ ہو تو اس کو پھینک دیتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے کہ اس میں کہ جائز ہے کھانا ہر چیز کا کہ پائی جائے حقیر چیزوں سے راہ میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے سے باز نہیں رہے مگر واسطے پرہیز گاری کے واسطے اس خوف کے کہ زکوۃ سے ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے نہ اس واسطے کہ وہ راہ میں پھینکی گئی ہے فقط اور یہ واضح ہوتا ہے حدیث باب سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بچھونے پر اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پرہیز گاری کی وجہ سے چھوڑا واسطے اس خوف کے کہ صدقہ سے ہو پس اگر اس کا خوف نہ ہوتا تو اس کو کھا لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہیر ذکر نہیں کی پس معلوم ہوا کہ ایسی چیز حقیر کے لینے سے آدمی مالک ہو جاتا ہے اس کی تشہیر کی حاجت نہیں ہوتی لیکن کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ وہ لقطہ ہے اس کی تشہیر کے ترک کرنے کی اجازت ہے یا وہ لقطہ نہیں اس واسطے کہ لقطہ کی شان یہ ہے کہ وہ ملک ہو جاتا ہے سوائے اس چیز کے کہ اس کی قیمت نہیں۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ

مکے والوں کے لقطہ کو کس طرح تشہیر کیا جائے؟

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حرم کی گری پڑی چیز اٹھانی جائز ہے اسی واسطے اس نے صرف اس کی کیفیت کا باب باندھا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو حدیث آئی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانی منع ہے سوضعیف ہے یا وہ مؤول ہے ساتھ اس کے کہ منع اٹھانا اس کا تو صرف مالک ہونے کے واسطے ہے نہ واسطے نگاہ رکھنے کے اور اس پر یہ حدیث پس صحیح کہا ہے اس کو مسلم نے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہیر کی کیفیت کا ذکر نہیں اور شاید کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ یہ تشہیر مختلف نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی گری پڑی چیز مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی پڑی چیز کو مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور نہیں حلال اٹھانا پڑی ہوئی چیز اس کی کا مگر واسطے تشہیر کرنے والے کے اور نہ کاٹی جائے گھاس اس کی تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذخر کی گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

۲۲۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۲۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے کو فتح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو قتل سے روکا تھا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کا اس پر غالب کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا صرف میرے واسطے دن کی ایک گھڑی حلال

مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُّفْدٰى وَإِمَّا أَنْ يُّقِيْدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہوا اور بے شک میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال نہ ہوگا سو اس کا شکاری جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت خار دار نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا درست نہیں مگر اس کو جو مشہور کرے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ جو باتوں سے ایک بات جو بہتر جانے سو اختیار کر لے یا قاتل سے خون بہا لے یا خون کا بدلہ خون لے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں اور اپنی چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے تو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو یہ سب حکم لکھوا دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکھ دو میں نے اوزاعی سے کہا کہ اس نے کس چیز کا لکھوانا چاہا تھا اس نے کہا کہ یہ خطبہ جس کو اس نے حضرت ﷺ سے سنا تھا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں مذکور ہیں اس پر کہ مکے کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے واسطے مالک ہونے کے بلکہ خاص تشہیر اور اعلان کے واسطے اٹھائی جائے گی اور یہی قول ہے جمہور کا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص ہو ساتھ اس کے نزدیک ان کے اس واسطے کہ اس کا مالک کو پہنچنا ممکن ہے اس واسطے کہ اگر وہ مالک مکے میں ہوگا تو پہنچنا اس کا ظاہر ہے اور اگر آفاقی ہوگا تو اکثر اوقات ہر طرف سے مکے میں لوگ آتے ہیں سو جب اس کو اٹھانے والا ہر سال میں تشہیر کرے گا تو آسان ہوگا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اکثر مالکیہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں مکہ اور شہروں کے برابر ہے مکہ تو صرف اس بات کے لیے خاص ہے کہ وہاں تشہیر میں مبالغہ کیا جائے یعنی خوب تشہیر کرے تا کہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے اس واسطے کہ حاجی اپنے شہر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور کبھی پھر نہیں آتا پس محتاج ہوا اٹھانے

والا طرف مبالغہ کی تشہیر میں اور حجت پکڑی ہے ابن منیر نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ ظاہر استثناء کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حلت کی نفی کی اور تشہیر کرنے والے کو مستثنیٰ کیا پس معلوم ہوا کہ تشہیر کرنے والے کے واسطے حلت ثابت ہے اس واسطے کہ استثناء نفی سے اثبات ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اس پر کہ مکہ اور اس کے سوا اور جگہیں برابر ہوں اور قیاس اس کی تخصیص کو چاہتا ہے اور جواب یہ ہے کہ تخصیص جب غالب کے موافق ہو تو اس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا اور غالب یہ ہے کہ مکے میں گری پڑی چیز کا اٹھانے والا اس کے مالک سے ناامید ہوتا ہے اور اس کا مالک اس کے پانے سے ناامید ہوتا ہے واسطے جدا جدا ہونے خلقت کے دور دور کناروں میں سو اکثر اوقات اٹھانے والے کے دل میں اس کے مالک ہونے کی حرص داخل ہوتی ہے ابتداء سے پس نہیں تعریف کرتا اس کو تو شارع علیہ السلام نے اس کو اس سے منع کیا اور حکم کیا کہ نہ اٹھائے اس کو کوئی مگر کہ جو اس کو مشہور کرے اور جدا ہے اس میں لقطہ لشکر کا بیچ شہروں دارالحرب کے بعد جدا جدا ہونے ان کے اس واسطے کہ وہ نہیں مشہور کیا جاتا ان کے غیر میں بالاتفاق برخلاف لقطہ مکے کے کہ مشروع ہے مشہور کرنا اس کا اس واسطے کہ لقطہ کے مالک کے کنارے کے لوگوں کا مکہ میں آنا ممکن ہے پس حاصل ہو گا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا الا المنشد کے معنی یہ ہیں کہ جو سنے کسی تلاش کرنے والے سے کہ کہتا ہو کہ کسی نے میری ایسی چیز دیکھی ہے پس اس وقت جائز ہے واسطے پانے والے لقطہ کے کہ اس کو مشہور کرے تاکہ اس کو اس کے مالک کی طرف پھیر دے اور یہ قول جمہور کے قول سے بہت تنگ ہے اس واسطے کہ مقید کیا ہے اس نے مشہور کرنے والے کو ساتھ ایک حالت کے سوائے دوسری حالت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لقطہ عرفات کا اور مدینہ منورہ کا تمام شہروں کی طرح ہے واسطے خاص ہونے مکے کے ساتھ اس کے اور ماوردی نے حاوی میں ایک وجہ بیان کی ہے کہ عرفہ کا حکم بھی مکہ کی طرح ہے اس واسطے کہ مکہ کی طرح اس میں بھی حاجی جمع ہوتے ہیں اور نہیں ترجیح دی اس نے کسی چیز کو اور نہیں ہے یہ وجہ مذکور روضہ میں اور نہ اس کے اصل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تعریف کرنی گم ہوئی چیز کی مسجد حرام میں بخلاف اور مسجدوں کے اور یہ اصح تر وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا تُحْتَلَبُ مَاشِيَةُ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهٖ

نہ دوہا جائے جانور کسی کا بغیر اس کی اجازت کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ظاہر حدیث کے موافق ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کے جو اس کو خاص کرتا ہے رد کرتا ہے یا مقید کرتا ہے۔ (فتح)

۲۲۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۲۵۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھری میں آ کے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِءٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

اس کا خزانہ توڑ کے اس کے کھانے کے اناج نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کے دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کوٹھری کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے۔

فائدہ: ایک روایت میں رجل کا لفظ آیا ہے تو مانند مثال کی ہے نہیں تو یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں کا بھی یہی حکم ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بعض شارحین موطا نے ساتھ لفظ ماشیة اخیه کے یعنی اپنے بھائی کے جانور کو اور کہا کہ یہ واسطے غالب کے ہے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان مسلمان اور کافر کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں وجود ہے واسطے اس کے مؤطا میں اور ساتھ ثابت کرنے فرق کے نزدیک بہت اہل علم کے اور لفظ ماشیہ کا واقع ہوتا ہے اونٹ پر اور گائے پر اور بکری پر لیکن اس کا استعمال بکری میں اکثر ہے اور مراد طعام سے اس جگہ دودھ ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نہی ہے اس سے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی چیز لے مگر اس کی اجازت سے اور دودھ کو صرف اس واسطے ذکر کیا ہے کہ لوگ اس میں سستی کرتے ہیں پس تنبیہ کے ساتھ اس کی اس چیز پر جو اول ہے اس سے اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن برابر ہے کہ اذن خاص کے ساتھ ہو یا اذن عام کے اور استثناء کیا ہے بہت سلف نے اس کو جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم ہو اگرچہ نہ واقع ہوا ہو اس سے اذن خاص اور نہ عام اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ دودھ دوہنا مطلق جائز ہے کھانے میں اور پینے میں برابر ہے کہ اس کی خوشی معلوم ہو یا نہ ہو اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے سمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی کے مویشی پر آئے تو پاس اگر ان میں ان کا مالک نہ ہو تو چاہیے کہ تین بار آواز کرے پس اگر جواب دے تو چاہیے کہ اس سے اجازت مانگے پس وہ اگر اس کو اجازت دے تو فبہا نہیں تو چاہیے کہ دودھ دوہ کر پی لے اور اپنے ساتھ نہ اٹھائے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نہی کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح ہے پس اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے اور نیز یہ حدیث معارض ہے ساتھ قواعد قطعیہ کے بیچ حرام ہونے مال مسلمان کے بغیر اس کی اجازت سے پس نہ التفات کیا جائے گا طرف اس کی اور بعض نے دونوں حدیثوں میں کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اذن اس وقت ہے جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم ہو اور منع اس وقت ہے جب اس کی خوشی معلوم نہ ہو اور یا یہ کہ مسافر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں یا مضطر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث نہی کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مالک مسافر سے زیادہ تر محتاج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اجازت کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مویشی اہل ذمہ

کے ہوں اور منع اس وقت ہے جب مسلمانوں کے واسطے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ اجازت منسوخ ہے کہ یہ حکم زکوۃ کے واجب ہونے سے پہلے تھا اور کہتے ہیں کہ اس وقت ضیافت واجب تھی پھر زکوۃ کے فرض ہونے سے منسوخ ہوئی یہ قول طحاوی کا ہے اور امام نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس کے حق میں جو کسی باغ یا کھیتی میں یا جانوروں میں گزرے جمہور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے کوئی چیز مگر حالت ضرورت میں پس لے اور اس کا بدلہ دے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور جمہور کے اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کو کوئی چیز لازم نہیں اور امام احمد نے کہا کہ اگر باغ کی دیوار نہ ہو تو جائز ہے اس کو کھانا تر میووں سے صحیح روایت ہے اگر اس کے واسطے محتاج نہ ہو اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر محتاج نہ ہو تو جائز ہے اور نہیں ہے ضمانت اوپر اس کے دونوں حالتوں میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر حدیث صحت کو پہنچے تو میں اس کا قائل ہوں اور بیہقی نے کہا کہ مراد یہ حدیث ہے کہ جب کوئی کسی کے باغ میں گزرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے یعنی اس کو کھانا جائز ہے اور نہ لے جھولی میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ غریب ہے اور بیہقی نے کہا کہ صحیح نہیں اور راس کے کئی طرق ہیں جو قوی نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کا مجموعہ صحیح کے درجے سے کم نہیں اور تحقیق حجت پکڑی ہے انہوں نے بہت احکام میں ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا مثال کا واسطے قریب کرنے کے طرف فہموں کی اور مثال دینی اس چیز کی جو کبھی پوشیدہ رہتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ واضح تر ہے اس سے اور استعمال کرنا قیاس کا نظیروں میں اور یہ کہ جائز ہے حکم کا ساتھ علت اس کی کے اور اعادہ کرنا اس کا بعد ذکر علت کے واسطے تاکید کے اور یہ کہ نہیں شرط قیاس کا صحیح ہونے میں مساوی ہونا فرع کا واسطے اصل کے ساتھ ہر اعتبار کے بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے واسطے اصل کے مزیت کہ نہیں ضرر کرتا ساقط ہونا اس کا فرع میں جب کہ مشارک ہوں دونوں اصل صفت میں اس واسطے کہ تھن نہیں مساوی ہے خزانے کو حفاظت میں جیسا کہ تھنوں کو تھیلی چڑھانی نہیں مساوی ہے قفل کے اور باوجود اس کے پس لاحق کیا ہے شارع نے تھن غلاف چڑھے ہوئے کو حکم میں ساتھ خزانے قفل والے کے اس میں کہ بغیر اذن مالک دونوں کا کھانا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے جمع رکھنا اناج کا اور بند رکھنا اس کا حاجت کے وقت تک بخلاف غالی زاہدوں کے جو اناج کے ذخیرہ رکھنے کو منع کرتے ہیں اور یہ کہ دودھ کو بھی اناج کہا جاتا ہے پس گنہگار ہوگا ساتھ اس کے کہ جو قسم کھائے کہ میں کھانا نہ کھاؤں گا مگر یہ کہ اس کی نیت دودھ کے علاوہ ہو اور یہ کہ بیچنا دودھ بکری کا بدلے بکری کے کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہو تو باطل ہے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا اور یہ کہ جب بکری کے واسطے دودھ ہو اور اس کے دوہنے کے قدرت ہو تو مقابل ہوتا ہے اس کو ایک حصہ قیمت سے اور یہ تائید کرتا ہے مصرات کی حدیث کو اور ثابت کرتا ہے حکم کو بیچ قیمت ڈالنے دودھ کے اور یہ کہ جو دودھ دوہے تھن اونٹنی کے یا غیر اس کے سے تھیلی چڑھائے ہوئے محفوظ سے بغیر

ضرورت کے اور بغیر تاویل کے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی اس مقدار کو کہ واجب ہوتا ہے اس میں ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے کاٹنا ہاتھ اس کے کا اگر نہ اجازت دے اس کو مالک اس کا بطور تعیین کے یا اجمال کے اس واسطے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں جانوروں کے تھن طعام کے خزانے ہیں اور حکایت کی قرطبی نے بعض سے واجب ہونا قطع کا اگرچہ بکریاں حفاظت میں نہ ہوں واسطے کفایت کرنے حفاظت تھنوں کے دودھ کو اور یہی ہے جس کو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے۔(فتح)

بَابٌ إِذَا جَآءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ

جب لقطہ کا مالک ایک برس کے بعد آئے تو اٹھانے والا اس کو پھیر دے اس واسطے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

۲۲۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَائَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۶۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کا حکم پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہرت دے اس کو ایک سال پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کر دے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے جوتا اور اس کی مشک اس کے ساتھ موجود ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث میں ودیعت یعنی امانت کا ذکر نہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ سلیمان بن ہلال کی روایت کہ جو پہلے مذکور ہو چکی ہے مرفوع ہونا راجح ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو شک مذکور میں شبہ ہوا پس ترجمہ باندھا اس کو ساتھ معنیٰ کے اور ابن منیر نے کہا کہ لفظ ہے اس کو ساقط کیا ہے اور معنی سے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ

مالک کی ملک باقی ہے برخلاف اس کے جو مباح کرتا ہے اس کے بعد برس کے بغیر ضمانت کے اور یہ جو کہا کہ وہ تیرے پاس امانت ہوگی تو احتمال ہے کہ نہ ہو مراد بعد لانے کے خرچ میں اور یہی ہے ظاہر سیاق حدیث کا پس مجاز کیا ساتھ ذکر ودیعت کے وجوب ردو بدل اس کے سے یعنی اس صورت میں واجب تو اس کے بدل کا دینا ہے پس ودیعت کو جو ذکر کیا تو بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ حقیقت ودیعت کی یہ ہے کہ اس کی ذات باقی رہے اور جامع واجب ہونا رد اس چیز کا ہے جو پائے آدمی واسطے غیر اپنے کے نہیں تو جس کے خرچ کرنے کے اجازت ہو اس کی ذات باقی نہیں رہتی اور احتمال ہے کہ ہو واو بیچ ولتکن کے ساتھ معنی اَوْ کے یعنی یا تو اس کو خرچ کرے اور اس کا بدلہ دے اور یا اس کو اپنے پاس بطور امانت کے رکھے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے تو اس کو دے یہ جو اس کا نام امانت رکھا تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر وہ ضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے تابعداری ایک جماعت سلف کے اور ابن منیر نے کہا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے ایک قول علماء کے کہ جب تلف کرے اس کو اٹھانے والا بعد تشہیر کے اور گزرنے مدت اس کی کے پھر اس کا بدلہ نکالے پھر وہ ہلاک ہو تو دوسری بار اس پر ضمانت نہیں اور جب دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو کھا لیا تھا پس اس کا بدلہ نکالا تھا پھر وہ ضائع ہو تو بھی اس کا قول قبول کیا جائے اور یہی راجح ہے سب اقوال سے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتّٰى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَّا يَسْتَحِقُّ

کیا لے لقطہ کو اور نہ چھوڑے اس کو اس حال میں کہ ضائع ہو اور نہ چھوڑے اس کو تاکہ لے اس کو وہ شخص کہ اس کا مستحق نہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے اس پر جو گری پڑی چیز کے اٹھانے کو برا جانتا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث جارود کی ہے کہ گم ہوئی چیز مسلمان کے سبب ہے آگ کا روایت کہ یہ حدیث نسائی نے ساتھ سند صحیح کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس کے حق میں جو اس کو شہرت نہ دے اور جمہور کی دلیل یہ حدیث مسلم کی ہے کہ جو گم ہوئی چیز کو لے وہ گمراہ ہے جب تک کہ اس کو شہرت نہ دے۔ (فتح)

۲۲۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ فِيْ غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِيَ أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ إِنْ وَّجَدْتُ صَاحِبَهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ

۲۲۵۷۔ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں سلیمان رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو میں نے ایک کوڑا گرا ہوا پایا تو ان دونوں نے کہا کہ اس کو پھینک دے میں نے کہا کہ میں نہیں پھینکتا مگر یہ کہ میں اس کے مالک کو پاؤں گا تو اس کو دے دوں گا نہیں تو اس سے فائدہ اٹھاؤں گا سو جب ہم جہاد سے پھرے تو ہم نے حج کیا سو میں مدینے

بِهٖ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ وَجَدْتُ صُرَّةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَائَهَا وَوِعَائَهَا فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا.

میں گزرا سو میں نے ابی بن کعب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک ہمیانی (تھیلی) پائی تھی جس میں سو اشرفی تھی سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے سو میں نے اس کو ایک سال مشہور کیا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے میں نے اس کو ایک برس اور شہرت دی پھر میں تیسری بار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے پھر میں چوتھی بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی گنتی کو اور اس کی تھیلی کو اور اس کے سر بند کو پس اگر اس کا مالک آئے تو اس کے دے نہیں تو اپنے کام میں لا۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی پر ہمیانی کے لینے سے انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ بات شرع میں جائز ہے اور مستلزم ہے شامل ہونے اس کے کو مصلحت پر نہیں تو ہو گا تصرف بیچ ملک غیر کے اور یہ مصلحت ہوتی ہے ساتھ نگاہ رکھنے اس کے کے اور بچانے اس کی خیانت سے اور تشہیر کرنے اس کے کے تا کہ پہنچے طرف اصل مالک اپنے کے اور اسی واسطے ارجح مذہب علماء کا یہ ہے کہ گری پڑی چیز کا اٹھانا مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو جب اس کا اٹھانا راجح ہو تو واجب ہوتا ہے یا مستحب اور جب اس کا چھوڑ دینا راجح ہو تو حرام ہوتا ہے یا مکروہ نہیں تو وہ جائز ہے اور یہ جو کہا کہ اس میں سو اشرفی تھی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیچ فرق کرنے اس کے کے درمیان قلیل لقطہ کے اور بہت کے کہ بہت کو ایک سال تشہیر کرے اور تھوڑے کو چند روز اور حد قلیل کے نزدیک اس کے وہ چیز ہے کہ ہاتھ کاٹنے کا واجب نہ کرے اور وہ دس سے کم ہے اور تحقیق ذکر کیا ہم نے اختلاف کو بیچ مدت تشہیر کے پہلے باب میں یعنی جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ایک برس تشہیر کرے اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ تشہیر کرے اس کو اس مدت تک کہ گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں آئے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ اور سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر میں ان سے مکے میں ملا

عَنْ سَلَمَةَ بِهٰذَا قَالَ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ أَثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَّاحِدًا.

اس کے بعد تو کہا میں نہیں جانتا کہ تین سال کہا یا ایک سال۔

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ

جو لقطہ کو شہرت دے اور اس کو بادشاہ کے سپرد نہ کرے

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف رد کرنے قول اوزاعی کی بیچ فرق کرنے کے درمیان قلیل اور کثیر کے سو اس نے کہا کہ اگر تھوڑا ہو تو اس کو شہرت دے اور اگر بہت مال ہو تو اس کو بیت المال میں پہنچائے اور جمہور اس کے برخلاف ہیں ہاں بعض نے لقطہ اور گم ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ نے درمیان موتمن اور غیر اس کے کے پس کہا کہ جو موتمن ہو سو اس کی تشہیر کرے اور جو غیر موتمن ہو سو بادشاہ کو دے تا کہ وہ کسی امانتدار کو دے جو اس کو شہرت دے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر لقطہ امن والے لوگوں کے درمیان ہو اور بادشاہ ظالم ہو تو افضل یہ ہے کہ اس کو نہ اٹھائے اور اگر اس کو اٹھائے تو بادشاہ کو نہ دے اور اگر بادشاہ عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ خواہ بادشاہ کو دے یا نہ دے اور اگر ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو مامون نہیں اور بادشاہ ظالم ہو تو اٹھانے والے کو اختیار ہے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے نزدیک راجح ہے اور اگر عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ أَحَدٌ يُّخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْ بِهَا وَسَأَلَهٗ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهٗ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهٗ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ

۲۲۵۸۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے پس اگر کوئی آ کر تجھ کو خبر دے ساتھ تھیلی اس کی کے اور سر بند اس کے کے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئے اونٹ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور اس کے واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور اس کی مشک ہے پاؤں سے چل کر پانی پر جاتا ہے اور درخت کھاتا ہے چھوڑ دے اس کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئی بکری کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے۔

بَابٌ

٢٢٥٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَّبَنٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِّيْ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ.

یہ باب ہے

٢٢٥٩۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں ہانکتا تھا تو میں نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے یعنی تو کس کا نوکر ہے اس نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو اس نے اس کا نام لیا تو میں نے اس کو پہچانا سو میں نے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا کہ ہاں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو میرے واسطے دودھ دوہتا ہے یعنی کیا تجھ کو اپنے مالک کی طرف مسافر کے واسطے سے دودھ دوہنے کی اجازت ہے اس نے کہا کہ ہاں سو میں نے اس کو حکم کیا سو وہ ایک بکری کے پیچھے بیٹھا پھر میں نے اس کو حکم کیا کہ اس کے تھن گرد سے جھاڑے پھر میں نے اس کو حکم کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے پس کیا اس طرح کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا پھر اس نے بقدر ایک پیالے کے یا تھوڑا سا دودھ دوہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پانی کا ایک برتن ساتھ لیا ہوا جس کے منہ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا سو میں نے پانی کو دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ اس کا برتن ٹھنڈا ہوا پھر میں اس کو لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پی لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب سے بجائے فصل کے ہے اور غرض اس حدیث سے اس جگہ پینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے دودھ کو جو چرواہے کے ساتھ تھے اور نہیں اس میں مناسبت ظاہر واسطے حدیث لقطہ کے لیکن ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے بابوں لقطہ کے یہ ہے کہ یہ دودھ اس جگہ بیچ حکم ضائع کے ہے اس واسطے کہ بکریوں کے ساتھ جنگل میں سوائے ایک چرواہے کے اور کوئی نہیں پس جو پینے سے زیادہ ہو وہ ہلاک ہونے والا ہے پس وہ مانند کوڑے کی ہے جس کا اٹھانا درست ہے اور اس کا تکلف پوشیدہ نہیں (فتح) یعنی وجہ مناسبت کی ٹھیک نہیں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ

کتاب ہے ظلموں اور قصاص کے بیان میں

فائدہ: ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ شرعی کے اور غصب چھیننا مال کا غیر کا ہے ناحق۔

بَابٌ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَضْبِ

باب ہے بیچ بیان ظلموں اور غصب کے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُؤُوْسِهِمْ﴾ رَافِعِيْ رُؤُوْسِهِمُ الْمُقْنِعُ وَالْمُقْمِحُ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُهْطِعِيْنَ مُدِيْمِي النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِيْنَ ﴿لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾ يَعْنِيْ جُوْفًا لَّا عُقُوْلَ لَهُمْ ﴿وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُوْنُوْا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ وَقَدْ مَكَرُوْا

اور بیان اس آیت کا مت کر اللہ کو بے خبر ان کاموں میں جو کرتے ہیں بے انصاف ان کو تو چھوڑ رکھتا ہے اس دن پر جس دن میں اوپر لگ جائیں گی آنکھیں یعنی جس دن دہشت سے کوئی آنکھ نہ مار سکے گا دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر اور مقنع اور مقمح کے ایک معنی ہیں اور مجاہد نے کہا کہ مھطعین کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ دیکھتے ہوں گے اور اس کے غیر نے کہا کہ جلدی کرتے ہوں گے، ان کی آنکھ ان کی طرف نہیں پھرے گی یعنی نیچے دیکھنے کی فرصت نہیں ہو گی اور ان کے دل خالی ہوں گے یعنی خالی ہوں گے ان کے واسطے عقل نہیں ہو گی یعنی نہایت دہشت کے سبب ان کے عقل دور ہو جائیں گے اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان کو عذاب بہت کہیں گے بے انصاف اے رب ہمارے ہم کو فرصت دے تھوڑی مدت کہ ہم مانیں تیرا بلانا اور ساتھ ہوں رسولوں کے کیا نہیں تھے تم قسمیں کھاتے اس سے پہلے کہ نہیں ہے تمہارے واسطے زوال اور تم رہے

مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾.

گھروں میں ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور واضح ہو گیا واسطے تمہارے کہ کیسا کیا ہم نے ساتھ ان کے اور ہم نے بیان کیں تمہارے لیے مثالیں یقیناً انہوں نے چلیں اپنی چالیں اور اللہ کے پاس علم ہے ان کی چالوں کا اور نہیں تھیں ان کی چالیں ایسی کہ ٹل جائیں ان سے پہاڑ پس ہرگز نہ خیال کر اللہ کو وعدہ خلافی کرنے والا اپنے رسولوں سے بے شک اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنے سے بہت بڑا عذاب ہے اور غصب بھی ایک قسم ہے ظلم سے۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ

ظلموں کے بدلے کا بیان یعنی قیامت کے دن ان کی کیا سزا ہے؟

۲۲۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ.

۲۲۶۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان یعنی بعض آگ سے خلاص ہوں گے تو روکے جائیں گے پل پر کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے ظلموں کا کہ تھے درمیان ان کے دنیا میں یعنی ان کے ظلموں کو تلاش کر کے بعض کو بعض کے ساتھ ساقط کیا جائے گا یا تو ظالم سے بقدر ظلم کے مظلوم کا نیکیاں دلائی جائیں گی یا مظلوم کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ جب گناہ سے صاف ہو جائیں گے تو ان کو بہشت میں آنے کی اجازت دی جائے گی، پس قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ البتہ کوئی ان میں سے ساتھ گھر اپنے کے بہشت میں البتہ زیادہ تر راہ پانے والا ہو گا ساتھ جگہ اپنی کے کہ دنیا میں تھی یعنی جیسا کہ دنیا میں ہر کوئی اپنے گھر کو پہچانتا ہے بہشتی لوگ بہشت میں اپنے گھر کو اس سے زیادہ پہچانیں گے اور

جب پہلے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے تو خود بخود اپنے اپنے گھر میں چلے جائیں گے کسی کے بتلانے کی حاجت نہ ہوگی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾

یعنی بیان ہے اس آیت کا کہ خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر

۲۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهٖ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتّٰى إِذَا قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ أَنَّهٗ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْأَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ.

۲۲۶۱۔ صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے اس کے ساتھ چلتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد سامنے آیا تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے باب میں کس طرح سنا ہے یعنی جو سرگوشی کہ قیامت کے دن بندے اور اللہ کے درمیان ہوگی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ ایمان دار کو نزدیک کرے گا یعنی قیامت میں پھر اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپا لے گا اور فرمائے گا کیا تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے سو مسلمان کہے گا کہ ہاں میرے رب یاد ہے یہاں تک کہ اس کے گناہ اس سے قبول کرا دے گا اور وہ اپنے جی میں جانے گا کہ اب میں ہلاک ہوا اللہ فرمائے گا کہ تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں پھر نیکیوں کا اعمال نامہ اس کو دیا جائے گا اور کافر اور منافق جو فقط زبانی مسلمان ہے سو ان کے گواہ یعنی پیغمبر اور فرشتے ان کو کہیں گے کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے جان لو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس حدیث کی ابواب الغصب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عموم قول اللہ کا اس جگہ کہ ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں مخصوص ہے ساتھ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے یعنی ظلم نہیں بخشا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا

نہ ظلم کرے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر اور نہ ڈالے

يُسْلِمُهُ

اس کو ہلاکی میں

٢٢٦٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٢٢٦٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ہلاکی میں ڈالے اور جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو اللہ اس کی مدد میں ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی مشکل آسان کر دے تو اللہ اس کی مشکل آسان کرے گا قیامت کی مشکلوں سے اور جو مسلمان کے عیب چھپائے اللہ اس کے عیب قیامت میں چھپائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا تو یہ برادری اسلام کی ہے اور مشترک ہے اس میں غلام اور آزاد اور بالغ اور ممیز اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکت میں نہ ڈالے تو یہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اس واسطے کہ مسلمان کو مسلمان پر ظلم کرنا حرام ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکی میں نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھوڑے اس کو ساتھ اس کے کہ اس کو ایذا دے یا اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے بلکہ اس کی مدد کرے اور اس کی ایذا دور کرے اور یہ خاص تر ترک ظلم سے ہے اور کبھی یہ واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب باعتبار اختلاف احوال کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ چھوڑے اس کو مصیبت میں کہ اس پر اترے اور نہ حقیر جانے اس کو اور یہ جو کہا کہ جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اس کو کسی برے کام پر دیکھے تو اس کو لوگوں میں ظاہر نہ کرے اور نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ تقاضا کرے ترک انکار کو اوپر اس کے بیچ اس چیز کے کہ دونوں کے درمیان ہے اور حمل کیا جائے گا امر بیچ جائز ہونے شہادت کے اوپر اس کے ساتھ اس حالت کے جب کہ اس پر انکار کرے اور اس کو نصیحت کرے اور وہ اپنے برے کام سے باز نہ آئے پھر اس کو لوگوں میں ظاہر کرے جیسا کہ وہ مأمور ہے ساتھ ستر کرنے کے جب کہ واقع ہو اس سے کوئی چیز اور اگر متوجہ وہ طرف حاکم کی اور اقرار کرے تو یہ منع نہیں اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عیب چھپانے کی جگہ اس گناہ میں ہے جو گزر چکا ہو اور انکار کی جگہ اس گناہ میں ہے کہ جس میں بالفعل مبتلا ہو پس واجب ہے انکار اوپر اس کے اور نہیں تو لے جائیں اس کو طرف حاکم کی اور یہ غیبت حرام میں سے نہیں بلکہ خیر خواہی واجب ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترک غیبت کی اس واسطے کہ جو اپنے بھائی کے

گناہ ظاہر کرے اس نے اس کا عیب نہ چھپایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر مدد کرنے کے آپس میں اور اچھا کرنے معاشرت اور الفت کے اور یہ کہ سزا واقع ہوتی ہے جنس طاعات سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلانا اس کا بھائی ہے اور مراد اسلام کی برادری ہو تو حانث نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا
مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم

فائدہ: ترجمہ میں اعانت کا لفظ ہے اور حدیث میں نصرت کا تو اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں انصر کی جگہ اعن کا لفظ آ چکا ہے جیسا کہ ابن عدی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ (فتح)

۲۲۶۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ وَّحُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا.

۲۲۶۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کی مدد کروں گا جب کہ مظلوم ہوگا بھلا یہ تو بتلایئے اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیونکر کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔ (فتح)

۲۲۶٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.

۲۲۶۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں مدد کروں گا اس کی حالت مظلوم ہونے میں پس کیوں کر مدد کروں اس کی اس حال میں کہ ظالم ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس کے ہاتھ کو پکڑے یعنی اس کو فعل کے ساتھ ظلم سے اول اگر نہ باز رہے قول سے۔

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ
مظلوم کی مدد کرنے کا بیان

فائدہ: یہ فرض کفایہ ہے اور وہ عام ہے سب مظلوموں میں اور اسی طرح مدد کرنے والوں میں اس بنا پر کہ فرض کفایہ کے ساتھ سب مخاطب ہیں اور یہی راجح ہے اور معین ہوتی ہے کبھی مدد کرنی اس شخص پر جس کو اس پر قدرت ہو تنہا جب کہ نہ مرتب ہو اس کے انکار پر مفسدہ زیادہ تر مفسدی منکر کے سے اور اگر جانے یا اس کو غالب گمان ہو کہ انکار کچھ فائدہ نہ دے گا تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے اصل استحباب ساتھ شرط مذکور کے اور اگر

دونوں مفسدی برابر ہوں تو مختار ہے اور شرط ناصر کی یہ ہے کہ وہ عالم ساتھ ہونے فعل کے ظلم اور واقع ہو مدد ساتھ واقع ہونے ظلم کے اور وہ اس وقت حقیقت ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے مدد پہلے واقع ہونے ظلم کے مانند اس شخص کی جو چھوڑا دے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کے ہاتھ سے مطالبہ کرے اس سے مال کا ساتھ ظلم کے اور جھڑکے اس کو اگر نہ خرچ کرے مال کو اور کبھی اس کے بعد واقع ہوتی ہے اور یہ بہت ہے۔(فتح)

۲۲۶۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصْرَ الْمَظْلُوْمِ وَإِجَابَةَ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارَ الْمُقْسِمِ.

۲۲۶۵۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا پس ذکر کیا بیمار پرسی کو اور جنازے کے ساتھ جانے کو اور چھینکنے والے کے جواب دینے کو اور سلام کے جواب کو اور مظلوم کی مدد کرنے کو اور دعوت کو قبول کرنے کو اور قسم دینے والے کو قسم پورا کرنے کو یعنی اگر وہ کسی کو کسی مباح کام کے کرنے کی قسم دے تو چاہیے کہ اس کو پورا کرے۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے اس جگہ یہ لفظ ہے کہ مظلوم کی مدد کرے۔(فتح)

۲۲۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَّشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ.

۲۲۶۶۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رکھتا ہے اور اپنی انگلیوں کا قینچی کیا۔

بَابُ الْاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ

ظالم سے بدلہ لینے کا بیان

لِقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا وَالَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾.

یعنی واسطے اس آیت کے کہ اللہ کو خوش نہیں آتا بری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا یعنی اور وہ لوگ جب پہنچتی ہے ان کو سرکشی یعنی ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں۔

فائدہ: لیکن پہلی آیت پس روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے الا من ظلم کی تفسیر میں یعنی مگر بدلہ لے ساتھ مثل اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا تو اس پر ملامت نہیں اور مجاہد سے روایت ہے الا من ظلم کی تفسیر میں کہ پس

بدلہ لے کہ تحقیق جائز ہے اس کو یہ کہ بری بات کو پکار کر کہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک مرد کے حق میں اتری جو ایک قوم میں اترا سو انہوں نے اس کی ضیافت نہ کی تو اس کو اجازت ہوئی کہ ان کی شکایت کرے میں کہتا ہوں کہ نازل ہونا اس کا ایک خاص معین واقع میں نہیں منع کرتا حمل کرنے اس کے کو اس کے عموم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ جہر من القول کے دعا ہے پس مظلوم کو اجازت ہے کہ ظالم پر بد دعا کرے اور اسپر دوسری آیت سو وہ بھی طبری نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے هم ینتصرون کی تفسیر میں یعنی وہ بدلہ لیتے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان پر ظلم کیا بغیر اس کے کہ زیادتی کریں۔ (فتح)

قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يُّسْتَذَلُّوْا فَإِذَا قَدَرُوْا عَفَوْا.

اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ تھے مکروہ رکھتے اصحاب اس بات کو کہ ذلیل ہوں یعنی کوئی ان کو ذلیل کرے پس پھر جب بدلے لینے پر قادر ہوتے تھے تو معاف کر دیتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ معاف کرنا بہتر ہے۔

بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُوْمِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا﴾ ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَّلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ وَتَرَى الظَّالِمِيْنَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ إِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾

باب ہے بیچ بیان معاف کرنے مظلوم کے ظالم کو یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر تم ظاہر کرو کچھ بھلائی یا اس کو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا ہے' اور بدلہ برائی کا برائی ہے مانند اس کی اور جو معاف کرے اور سنوارے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو اور البتہ جو بدلہ لے مظلوم ہونے کے بعد تو ایسے لوگ نہیں ہے ان پر کوئی راستہ یعنی الزام، یہ راستہ تو اوپر ان لوگوں کے ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور بغاوت کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی لوگ کہ ہے ان کے لیے دردناک عذاب اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بے شک یہ یقیناً بری ہمت کے کاموں میں سے ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو نہیں ہے اس کے لیے کوئی چارہ ساز اس کے بعد اور تو دیکھے گا ظالموں کو جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے کیا واپس

لوٹنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب دوبارہ دنیا میں بھیجا جا سکتا ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے طبری نے سدی سے بیچ تفسیر آیت او تعفوا عن سوء کے کہ مراد سوء سے ظلم ہے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے سدی سے بیچ تفسیر آیت جزاء سیئة سیئة کے کہ اگر کوئی تجھ کو گالی دے سو گالی دے تو اس کو مانند اس کے بغیر اس کے کہ تجاوز کرے تو اور جو معاف کرے تو اس کو بدلہ اللہ پر ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو گالی دے تو اس کو اجازت ہے کہ اس کو گالی دے۔ (فتح)

بَابُ الظُّلْمِ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ظلم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن

۲۲٦٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْمَاجِشُوْنُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۲٦٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم اور ستم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن یعنی ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا۔

بَابُ الْاِتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا سے بچنا اور ڈرنا

۲۲٦٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.

۲۲٦٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ ڈرا کرو مظلوم کی بددعا سے سو بات یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهٗ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهٗ

اگر کسی کے واسطے کسی کے پاس کچھ مظلمہ ہو اور وہ اس کو معاف کر دے تو کیا وہ اپنے ظلم کو بیان کرے یا نہیں

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی بیچ صحت معاف کرنے ظلم مجہول کے اور اطلاق حدیث کا قوی کرتا ہے

اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مجہول چیز کا معاف کرنا درست ہے اور اس کے بعد باب باندھا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ جب معاف کرے اس کو اور نہ بیان کرے کہ وہ کہتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ مجمل کا معاف کرنا بھی درست ہے اور گمان کیا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث میں حجت ہے واسطے شرط ہونے تعیین کے یعنی معاف کرنے کے وقت شرط ہے معین کرنا اس چیز کا کہ جس کو معاف کرتا ہے یعنی کہے کہ فلان قصور یا اتنا قصور معاف کرتا ہوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مظلمۃ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ اس کی مقدار معلوم ہو جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے شبہ سے اور ابن منیر نے کہا کہ حدیث میں جو تقدیر واقع ہوئی ہے کہ بدلہ لیا جائے گا ظالم سے واسطے مظلوم کے یہاں تک کہ لے گا اس سے بقدر حق اپنے کے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اختلاف تو اس میں ہے جب کہ ساقط کرے مظلوم حق اپنا دنیا میں کہ کیا شرط ہے یہ کہ پہچانے مقدار اس کے یا نہیں اور حدیث مطلق ہے اس میں کسی بات کی قید نہیں ہاں قائم ہوا ہے اجماع اوپر صحت معاف کرنے کے چیز معین اور معلوم سے پس اگر چیز معلوم ہو تو صحیح ہے ہبہ اس کا سوائے ابراء کے اس سے۔ (فتح)

۲۲۶۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ إِنَّمَا سُمِّيَ الْمَقْبُرِيَّ لِأَنَّهُ كَانَ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ هُوَ مَوْلٰى بَنِيْ لَيْثٍ وَهُوَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَاسْمُ أَبِيْ سَعِيْدٍ كَيْسَانُ.

۲۲۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کوئی مظلمہ ہو اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنی جان و مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ اشرفی پاس ہوگی اور نہ روپیہ یعنی دن قیامت کے اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہوں گے تو بقدر ظلم کے اس سے لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے اور اگر ظالم کے نیک عمل کچھ بھی نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر لادے جائیں گے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمعیل کا نام مقبری اس واسطے رکھا گیا کہ وہ قبروں کے کونے میں اترا کرتا تھا۔

فائدہ: اور مسلم کی اس حدیث کے معنی کو روایت کیا ہے اور اس کی چال اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے

لفظ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے فرمایا البتہ میری امت میں حقیقت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آئے نماز اور روزہ اور زکوۃ لے کر اور حالانکہ اس کو گالی دی اور اس کو حرام کاری کا عیب لگایا اور اس کا مال کھایا اور اس کی خون ریزی کی سو اس کی نیکیوں سے اس مظلوم کو دلایا جائے گا سو اگر قصور ادا ہونے کے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں گی تو ان مظلوموں کے گناہ لے کر اس ظالم پر ڈالے جائیں گے پھر وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور نہیں تعارض درمیان اس کے اور درمیان اس آیت کے کہ نہ اٹھائے گا کوئی جی بوجھ دوسرے کا اس واسطے کہ وہ تو صرف اپنے ہی فعل اور ظلم کے سبب سے عذاب کیا جائے گا اور بغیر اپنے گناہ کے عذاب نہ کیا جائے گا بلکہ اپنے قصور سے پس مقابلہ کی گئیں نیکیاں ساتھ بدیوں کے اس بنا پر کہ اللہ کا عدل اس کو چاہتا ہے۔(فتح)

بَابٌ، إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا رُجُوعَ فِيهِ

جب مظلوم ظالم کو اپنے ظلم سے معاف کر دے تو پھر اس میں رجوع نہیں

فائدہ: یعنی وہ ظلم کہ معلوم ہو نزدیک اس کے جو اس کو شرط کرتا ہے یا مجہول ہو نزدیک اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور وہ گزرے ہوئے گناہوں میں بالاتفاق جائز ہے اور آئندہ گناہوں میں اختلاف ہے۔(فتح)

٢٢٧٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي ذٰلِكَ.

٢٢٧٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے اور منہ پھیرنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک مرد کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ صحبت نہیں رکھتا یعنی واسطے بوڑھی ہونے عورت کے یا بدخلقی وغیرہ کے ارادہ کرتا ہے یہ کہ اس سے جدا ہو تو عورت کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حل میں کرتی ہوں یعنی میں زوجیت کے سب حق تجھ کو معاف کرتی ہوں یا اپنی باری معاف کرتی ہوں اور مجھ کو طلاق نہ دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ خلع عقد لازم ہے پس نہیں صحیح ہے رجوع کرنا بیچ اس کے اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے ہر عقد لازم اس طرح کہا ہے کرمانی نے اور وہم کیا اس نے اور مورد آیت اور حدیث کا تو اس کے حق میں ہے جو اپنا قسمت یعنی باری سے ساقط کرے یعنی خاوند کو کہے کہ میں نے اپنی باری تجھ کو چھوڑی اور نہیں ہے خلع سے کسی چیز میں یعنی اس آیت کو خلع سے کچھ تعلق نہیں پس اسی واسطے واقع ہوا شبہ پس

کہا داودی نے کہ حدیث باب کے مطابق نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ترجمہ شامل ہے اسقاط حق کو قصور گذشتہ سے اور آیت کا مضمون آئندہ حق کا معاف کرنا ہے تا کہ نہ ہو عدم وفا ساتھ اس کے ظلم واسطے ساقط ہونے اس کے کے ابن منیر نے کہا کہ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے باریک بینی کی ہے استدلال میں پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ جب جاری ہوتا ہے ساقط کرنا حق متوقع میں یعنی آئندہ میں تو حق محقق یعنی ماضی میں بطریق اولیٰ جاری ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ.

جب اس کو اجازت دے یا معاف کرے اور نہ بیان کرے کہ کتنا ہے یعنی معاف کی ہوئی چیز کا اندازہ بیان نہ کرے کہ کس قدر معاف کی۔

۲۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَّعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ.

۲۲۷۱۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شربت لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں لڑکے نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے جوٹھے کے ساتھ اپنے اوپر کسی کو مقدم نہیں کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ میں دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں پہلے گزر چکی ہے اور اس کی شرح اور مطابقت کتاب الاشربہ میں آئے گی اور ابن تین پر اس کی مطابقت کی وجہ پوشیدہ رہی پس وہ اس سے منکر ہوا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْأَرْضِ

جو ظلم سے کسی کی زمین کو چھین لے اس کے گناہ کا بیان

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف توجیہ تصویر غصب زمین برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ ممکن نہیں یعنی زمین کا چھین لینا ممکن ہے۔

۲۲۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ

۲۲۷۲۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے کچھ زمین چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۲۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۲۷۳۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے اور کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑا تھا تو یہ جھگڑا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بچ زمین سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین کسی کی چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں بالشت بھر زمین کو ذکر کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وعید میں تھوڑی اور بہت زمین سب برابر ہے خطابی نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا تو اس کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ کہ جس قدر زمین ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن اس کے اٹھانے کی اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو اٹھا کر میدان محشر میں لے جائے اور ہو گی وہ زمین مانند طوق کی اس کے گلے میں نہ یہ کہ وہ حقیقتاً طوق ہو گا اور دوسرے یہ معنی ہیں کہ وہ ظالم زمین میں سات طبق دھنسایا جائے گا تو اس حالت میں ہر زمین اس کے گلے میں مثل طوق کے ہو جائے گی اور تیسری حدیث باب کی اس کی تائید کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے مانند پہلی وجہ کے ہیں لیکن بعد اس کے کہ سب کو اٹھائے گا وہ سب اس کے گلے میں طوق گردانی جائے گی اور اس کی گردن کی مقدار بڑی ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو سمائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کافر کا بدن بہت موٹا ہو جائے گا اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بالشت بھر زمین کسی کی ظلم سے چھین لے گا تو اللہ اس کو بزور حکم کرے گا کہ اس زمین کو سات طبق تک کھودے پھر قیامت کے دن اس کے گلے میں اس کا طوق ڈالا جائے گا یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو طوق بنائے اور وہ اس کو بنا نہ سکے گا پس عذاب کیا جائے گا ساتھ اس کے جیسا

کہ آیا ہے کہ جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ دو جو کے درمیان گرہ دے اور یہ چوتھی وجہ ہے اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد طوق سے گناہ کا طوق ہو اور مراد یہ ہے کہ ظلم مذکور اس کے گلے میں لازم ہے یعنی اس کا گناہ لازم ہے اور ساتھ پہلی وجہ کے جزم کیا ہے ابو الفتح قشیری نے اور بغوی نے کہا کہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ منقسم ہوں یہ صفتیں واسطے صاحب اس قصور کے یعنی ان سب قسموں کے ساتھ اس کو عذاب کیا جائے گا یا منقسم ہوں اصحاب اس قصور کے پس بعض کو کسی طرح سے عذاب کیا جائے گا اور بعض کو کسی طرح سے باعتبار قوت ظلم اور ضعف اس کے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم اور غصب حرام ہے اور اس کا بڑا عذاب ہے اور یہ کہ ممکن ہے چھیننا زمین کا اور یہ کہ وہ کبیرہ ہے یہ بات قرطبی نے کہی اور گویا کہ اس نے تفریع کیا اس کو اس پر کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر وعید وارد ہو اور یہ کہ جو زمین کا مالک ہو وہ مالک ہوتا ہے نیچے اس کے کا انتہائے زمین تک اور اس کو جائز ہے کہ منع کرے اس کو جو اس میں گڑھا یا کنواں کھودے بغیر رضا مندی اس کی کے اور یہ کہ جو زمین کے ظاہر کا مالک ہو وہ اس کے اندر کا بھی مالک ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے پتھروں ثابتہ اور مکانوں اور کھانوں وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو جائز ہے کہ کھودے اس کو یہاں تک چاہے جب تک کہ اس کے ہمسائے کو ضرر نہ ہو اور یہ کہ ساتوں زمین آپس میں جڑی ہوئی ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں اس واسطے کہ اگر جدا جدا ہوتیں تو البتہ کافی ہوتا چھیننے والے کے حق میں طوق ڈالنا اس زمین کا کہ اس نے چھینی واسطے جدا ہونے اس کے کے نیچے کی زمین سے اور یہ کہ ساتوں زمینیں طبق ہیں مانند آسمانوں کے یعنی ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور یہی ہے ظاہر اس آیت سے ومن الارض مثلھن یعنی پیدا کیا زمین سے مثل ان کی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مراد سات زمینوں سے ہفت اقلیم ہے اس واسطے کہ اگر اسی طرح ہوتا تو نہ طوق ڈالا جاتا غاصب کے گلے میں بالشت بھر اور اقلیم سے یعنی حالانکہ حدیث میں ہے کہ ہر زمین سے بالشت بھر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

۲۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِيْنَ.
قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِيْ كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ إِنَّمَا

۲۲۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کی کچھ زمین ناحق چھین لے گا تو قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسایا جائے گا ابو عبداللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن المبارک کی کتابوں میں خراساں میں نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ بصرہ میں ان پر لکھی گئی ہے۔

أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ.

بَابٌ إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ

جب کوئی آدمی دوسرے کے واسطے کسی چیز کے اجازت دے تو جائز ہے

۲۲۷۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۲۷۵۔ جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم مدینے میں بیچ ایک گروہ اہل عراق کے سو ہم کو قحط پہنچا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے لیے کھجوریں دیتے تھے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ اجازت چاہے مرد تم میں سے اپنے بھائی سے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اگر کئی آدمی اکٹھے کھاتے ہوں تو دو دو کھجوروں کو جوڑ کر نہ کھائے اور اگر ساتھی اس کو اجازت دیں تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ ان کا حق ہے پس جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ ساقط کریں حق اپنا اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو مجہول چیز کے ہبہ کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۲۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ اصْنَعْ لِي طَعَامَ خَمْسَةٍ لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَأَبْصَرَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدِ اتَّبَعَنَا أَتَأْذَنُ لَهُ قَالَ نَعَمْ.

۲۲۷۶۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا تو ابو شعیب نے اس کو کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمی کا کھانا تیار کر شاید کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اس حال میں کہ پانچویں پانچ کے ہوں یعنی چار آدمی ہوں اور پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک دیکھی تھی سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو ان کے ساتھ ایک آدمی اور ہو لیا جس کی دعوت نہیں ہوئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے کیا تو اس کو اجازت دیتا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کسی کو اجازت دے تو جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ سخت تر جھگڑالو ہے

فائدہ: الالد شدیدلہ کو کہتے ہیں اورلد کے معنی لڑائی کے ہیں یعنی سخت لڑا کا مشتق ہے لدیدین سے اور وہ گردن کی دونوں طرفیں ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ جس طرح سے پکڑا جاتا ہے جھگڑے میں قوی ہوتا ہے اور بعض اس کے کچھ اور معنی کرتے ہیں۔ (فتح)

۲۲۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

۲۲۷۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن (ناپسندیدہ) لڑا کا جھگڑالو ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهُ

گناہ اس شخص کا جو جھوٹ اور ناحق میں جھگڑے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ میں ناحق پر ہوں۔

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَّسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا.

۲۲۷۸۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور بے شک میرے پاس جھگڑنے والا آتا ہے اور شاید کہ تم میں بعض آدمی سے بعض خوب تقریر کرتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں اس کے حق میں مقدمہ کو فیصل کرتا ہوں سو جس کے واسطے میں کسی مسلمان کے حق کا حکم کروں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے سو خواہ اس کو لے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

جب جھگڑا کرے تو برا کہے

فائدہ: یعنی باب ہے بیان میں مذمت اور گناہ اس شخص کے جو جھگڑنے کے وقت برا کہے اور گالی دے۔ (فتح)

۲۲۷۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

۲۲۷۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں وہ چاروں ہوں گی وہ نرا (پکا) منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ان چاروں سے ہوگی تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو (صفت) ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک تو یہ کہ جب بات کہے جھوٹ بولے اور دوسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے تیسری یہ کہ جب قول قرار کرے تو دغا بازی کرے اور جب جھگڑا کرے تو برا کہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُوْمِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يُقَاصُّهُ. وَقَرَأَ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ﴾.

بدلہ لینا مظلوم کا جس کا مال چھینا گیا ہے جب کہ پائے مال ظالم اپنے کا یعنی کیا مظلوم کو بقدر حق اپنے کے ظالم کا مال لینا درست ہے اگرچہ حاکم کا حکم نہ ہو اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے ظفر کے اور امام بخاری رحمہ اللہ علیہ اس کے اختیار کی طرف مائل ہوئے ہیں اس واسطے کہ وارد کیا اثر ابن سیرین کا موافق عادت اپنی کے بیچ ترجیح دینے کے ساتھ آثار کے اور ابن سیرین نے کہا کہ بدلہ لے اس سے اور اس نے یہ آیت پڑھی کہ اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جتنی تم کو تکلیف پہنچی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تجھ سے کچھ چھین لے تو اس کی مثل لے لے (فتح)

۲۲۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا

۲۲۸۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ابوسفیان یعنی اس کا خاوند بخیل مرد ہے یعنی اس قدر خرچ نہیں دیتا کہ مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا

سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ

مجھ پر گناہ ہے کہ اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں یعنی بغیر اس کے کہ اس کو معلوم ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر گناہ نہیں یہ کہ کھلائے تو ان کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کا۔

فائدہ: اس حدیث میں اجازت ہے واسطے اس کے ساتھ لینے کے اپنے خاوند کے مال سے بقدر حاجت اپنی کے اور اس کی پوری شرح کتاب النفقات میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ ہند کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے حق دار کو یہ کہ لے بقدر حق اپنے کے اس شخص کے مال سے جو نہ پورا دے اس کو حق اس کا یا انکار کرے اس سے۔ (فتح)

۲۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ.

۲۲۸۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ ہم کو بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم کے پاس اترتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ ﷺ اس میں کیا فرماتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی قوم کے پاس اترا کرو اور حکم ہو واسطے تمہارے کہ مہمان کو لائق ہے یعنی دستور کے موافق تمہاری مہمانی کریں تو قبول کیا کرو اور اگر ایسا نہ کریں تو لے لیا کرو ان سے حق مہمان کا۔

فائدہ: یعنی بقدر مہمانی کے ان کے مال سے لے لو بغیر ان کی اجازت کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی ضیافت واجب ہے اور منزل علیہ اگر ضیافت نہ کرے تو اس سے زور اور قہر کے ساتھ لی جائے اور یہی قول ہے لیث کا مطلق اور خاص کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ جنگلیوں کے سوائے گاؤں کے اور جمہور کہتے ہیں کہ ضیافت سنت مؤکدہ ہے اور اس باب کی حدیث کے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مضطر پر محمول ہے پھر ان کو اختلاف ہے کہ کیا مضطر کو عوض لازم آتا ہے یا نہیں اور تحقیق گزر چکا ہے بیان اس کا آخر بیان لقطہ میں اور ترمذی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ محمول ہے اس پر جو حاجت کے وقت کھانا خریدنا چاہے اور کھانے والا نہ دے تو جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے ساتھ زور کے اور اس کی مانند بعض حدیثوں میں مفسر آ چکا ہے دوسرا یہ کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا اس وقت سلوک واجب تھا پھر جب ملک فتح ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور دلالت کرتی ہے اس کے منسوخ ہونے پر یہ حدیث مسلم کی بیچ حق مہمان کے کہ اس کی تکلیف کی ضیافت ایک دن رات ہے اور تکلیف

کی ضیافت بطور احسان کے ہے واجب نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد احسان سے پورا کرنا دن رات کا ہو نہ اصل ضیافت اور ایک حدیث میں ہے کہ جو مرد کسی قوم کا مہمان ہو اور وہ صبح تک بھوکا رہے تو واجب ہے مدد اس کی ہر مسلمان پر یہاں تک کہ لے ضیافت اپنی رات کی اس کی کھیتی اور اس کے مال سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کوئی چیز نہ پائے تیسرا یہ کہ یہ حکم ان لوگوں کے واسطے خاص ہے جو زکوۃ تحصیل کرنے کے واسطے امام کی طرف سے عامل بھیجے جاتے تھے سو جن کی طرف بھیجے جاتے تھے لازم تھا اوپر ان کے اتارنا اس کا بیچ مقابلے عمل ان کے کے جس کے وہ متولی تھے اس واسطے کہ نہیں تھا قیام واسطے ان کے مگر ساتھ اس کے حکایت کیا اس کو خطابی نے کہا اور یہ اس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے واسطے بیت المال نہ تھا اور اپر آج کے دن پس روزی عاملوں کی بیت المال سے ہے چوتھا یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل ذمہ کے اور تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ مقرر کیا جزیہ شام کے نصاریٰ پر کہ جو مسلمان تمہارے پاس آئے اس کی ضیافت کرنا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تخصیص محتاج ہے طرف خاص دلیل کی اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ متاخر ہے زمانے سوال عقبہ کے سے اشارہ کیا ہے طرف اس کی نووی نے پانچواں یہ کہ مراد ان تاخذوا سے یہ کہ زبانوں سے ان کی عزت اتارو اور لوگوں میں ان کا عیب بیان کرو اور تعاقب کیا ہے اس کا مازری نے ساتھ اس کے کہ عزت اتارنی اور عیب ذکر کرنا مستحب شرع میں ترک کرنا اس کا ہے نہ کرنا اس کا اور سب جوابوں سے قوی تر پہلا جواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے اور یہی قول ہے امام شافعی کا پس جزم کیا ہے اس نے ساتھ جواز لینے کے اس چیز میں کہ ناممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ حاکم کے جیسا کہ اس کا حق دار منکر ہو یا نہ ہو گواہ واسطے اس کے وقت موجود ہونے جنس کے پس جائز ہے نزدیک اس کے لینا اس کا اگر ظفر یاب ہو ساتھ اس کے اور لینا غیر اس کے کا بقدر اس کی اگر نہ پائے اس کو اور کوشش کرے قیمت ڈالنے میں اور نہ ظلم کرے اور اگر ممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ ذریعہ حاکم کے تو اصح تر نزدیک شافعیہ کے یہ ہے تو بھی لینا جائز ہے اور مالکیہ کے نزدیک خلاف ہے اور جائز رکھا ہے ان کو حنفیہ نے مثلی چیزوں میں سوائے قیمت والی چیزوں کے اس واسطے کہ اس میں ظلم کا خوف ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ محل جواز کا اموال میں ہے نہ عقوبات بدنیہ میں واسطے بہت ہونے زیادتیوں کے بیچ اس کے اور مالوں میں بھی محل جواز کا اس وقت ہے جب کہ مامون ہو زیادتی سے مانند نسبت اس کی طرف چوری کی اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ سقیفوں کے بیان میں

فائدہ: سقیفہ سائے دار مکان کو کہتے ہیں مانند مسافر خانے اور بیٹھک کی پاس گھر کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ عام آمد ورفت کی جگہ میں بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے گھر والے کو کہ بنائے مسافر خانہ یا سائے

دار مکان جب کہ راہ چلنے والوں کو ضرر نہ کرے۔ (فتح)

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ

اور حضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب بنی ساعدہ کی بیٹھک میں بیٹھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹھک یعنی عام لوگوں کی آمد ورفت کی جگہ میں بیٹھنا درست ہے

۲۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ.

۲۲۸۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کی روح قبض کی تو انصار بنی ساعدہ کی بیٹھک میں جمع ہوئے سو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل سو ہم ان کے پاس بنی ساعدہ کی بیٹھک میں آئے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ اصحاب بدستور اس بیٹھک میں بیٹھے رہے اور کرمانی نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ عام جگہوں میں بیٹھنا ظلم نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ

نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے یعنی اگر ہمسایہ اس کے دیوار میں کڑیاں رکھنا چاہے یا لکڑی کی میخ گاڑنی چاہے تو اس کو نہ روکے

۲۲۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللَّهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

۲۲۸۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کہ اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے تو لوگوں نے سر نیچے ڈالے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سنت یا اس بات سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں قسم ہے اللہ کہ میں البتہ اس حدیث کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان پھینکوں گا یعنی اس کو تم میں پھیلاؤں گا تا کہ تم غفلت سے جاگو اور اگر تم اس حکم کو

قبول نہ کرو گے تو لکڑی کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان
پھینکوں گا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر ایک کی دیوار ہو اور اس کا کوئی ہمسایہ ہو اور وہ اپنا شہتیر اس پر رکھے تو جائز ہے برابر ہے کہ مالک اجازت دے یا نہ دے اور اگر باز رہے تو جبرا کیا جائے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق وغیرہ اہل حدیث کا اور ابن حبیب مالکی کا اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور اس کے جدید دو قول ہیں مشہور یہ ہے کہ مالک سے اجازت لینی شرط ہے اور اگر نہ مانے تو اس پر جبر نہ کیا جائے اور یہی قول حنفیہ کا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے امر کو استحباب پر اور نہی کو تنزیہ پر واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مسلمان کا مال حرام ہے مگر اس کی رضا مندی سے وفیه نظر کما سیاتی اور جزم کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قدیم قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہی اس کی نص ہے بویطی میں اور بیہقی نے کہا کہ نہیں پاتا میں سنن صحیحہ میں جو اس حکم کے معارض ہو مگر عمومات کہ نہیں مستنکر کہ اس کو خاص کرے اور تحقیق حمل کیا ہے اس کو راوی نے اس پر اور وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی یہ اشارہ ہے طرف قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمل برخلاف مذہب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھا اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس کی تاویل سے ناواقف نہ ہوتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منہ نہ پھیرتے پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ حکم اس کے برخلاف قرار پا چکا تھا تو البتہ نہ جائز ہوتا ان پر ناواقف ہونا اس حکم سے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے امر کو اس باب میں استحباب پر حمل کیا اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منہ پھیرنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور یہ کہ وہ اتنے تھے کہ ان کی مثل حکم سے جاہل نہیں ہو سکتے اور کیوں جائز نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مخاطب غیر فقہاء ہوں بلکہ یہی بات مقرر ہے نہیں تو اگر اصحاب رضی اللہ عنہم یا فقہاء ہوتے تو ان کو ایسا خطاب نہ کرتے اور تحقیق قوی کیا ہے شافعی نے قدیم قول میں وجوب کے ساتھ اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا یعنی اس شخص پر جبر کیا کہ ہمسائے کو اپنے گھر سے فائدہ اٹھانے سے منع نہ کرے اور نہ مخالفت کی اس کی کسی نے اس کے ہم زمانوں سے پس ہوگا یہ اتفاق ان سے اوپر اس کے اور دعویٰ اتفاق کا اوپر اس جگہ اس سے مہلب کے دعویٰ سے اس واسطے کہ اکثر ہم عصر اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور اکثر احکام اس کے پھیل گئے تھے واسطے دراز ہونے خلافت ان کی کے اور یہ جو مہلب نے دعویٰ کیا کہ عمل اس کے برخلاف ہے تو اس دعویٰ میں شبہ ہے اس واسطے کہ بیہقی نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں اس بات کا جھگڑا ہوا کہ انصار کے بہت لوگوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حدیث فرمائی ہے تو اس حدیث کے موافق ان میں فیصلہ ہوا اور اسی طرح بیہقی نے یحییٰ بن جعدہ تابعی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کہ اس پر جبر کیا گیا اور بعض نے قید کیا وجوب کو اس چیز کے ساتھ جب کہ پہلے ہمسائے سے اذن لے لیا ہو جیسا کہ بعض طریقوں میں اس کا ذکر آ چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدارہ کی ضمیر صاحب شہتیر پر محمول ہے یعنی نہ روکے اس کو یہ کہ رکھے شہتیر اپنا خود اپنی دیوار پر اگرچہ اس کو اس سے ضرر ہو واسطے منع ہونے روشنی کے مثلا اور نہیں پوشیدہ بعد اس کا اور محل وجوب کا نزدیک قائل اس کے کے یہ ہے کہ ہمسائے کو اس کی حاجت ہو اور نہ رکھے اس پر وہ چیز کہ ضرر پائے ساتھ اس کے مالک اور نہ مقدم کیا جائے مالک کی حاجت پر اور نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ محتاج ہو شہتیر کے رکھنے میں طرف سوراخ کرنے کی دیوار میں یا نہ ہو اس واسطے کہ شہتیر کا سر بند کرتا ہے سوراخ کو اور قوی کرتا ہے دیوار کو۔ (فتح)

بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيْقِ — راہ میں شراب گرانے کا بیان

فائدہ: یعنی راہ مشترکہ میں جب کہ یہ معین کرے راہ کو طرف دور کرنے مفسدی کے کہ قوی تر ہو اس مفسدی سے جو حاصل ہے اس کے گرانے سے۔ (فتح)

٢٢٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَبُوْ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الْآيَةَ.

۲۲۸۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ایک گروہ کا شراب پلاتا تھا اور تھا شراب ان کا اس دن فضیخ یعنی جو کچی کھجوروں سے بناتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پکارنے والے کو حکم کیا کہ پکار دے کہ خبردار ہو کہ تحقیق شراب حرام ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ نکل اور اس کو پھینک دے سو میں نے نکل کر اس کو پھینک دیا سو وہ مدینے کے کوچوں میں جاری ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ایک گروہ مقتول ہوا اور حالانکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور کام نیک کیے گناہ اس چیز میں کہ پہلے کھا چکے یعنی جو حرام ہونے سے پہلے کھا چکے وہ معاف ہے جب کہ اس کے بعد تقویٰ اختیار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ مائدہ میں آئے گی اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ ڈالی گئی شراب راہ میں واسطے ظاہر کرنے کے ساتھ چھوڑنے اس کے کے اور تاکہ مشہور ہو چھوڑنا اس کا اور یہ راجح تر ہے

مصلحت میں ایذا پانے سے ساتھ گرانے اس کے کے راہ میں۔ (فتح)

بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوْسِ فِيْهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ

گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راہوں پر بیٹھنا

فائدہ: یہ ترجمہ عقد کیا گیا ہے واسطے جواز گھیرنے اس کے ساتھ بنا کے اور اس پر جاری ہوا ہے عمل بیچ بنانے ڈیوڑی کے گھروں کے دروازوں پر۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَابْتَنٰى أَبُوْ بَكْرٍ مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتیں اور لڑکے ان پر ازدحام کرتے اس حال میں کہ اس سے خوش ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر کے صحن رکھنے درست ہیں۔

۲۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا مَا لَنَا بُدٌّ إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ.

۲۲۸۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو راہوں کے بیٹھنے سے کچھ چارہ نہیں سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کیا کرو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ راہ کا حق کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجنبی عورتوں اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ نیچے جھکانا اور لوگوں کی تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر اور کانٹا دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات سکھلانا اور بد کام سے روکنا۔

فائدہ: اور تحقیق ظاہر ہوا سیاق حدیث سے کہ نہی اس سے واسطے تنزیہ کے ہے تاکہ نہ ضعیف ہو بیٹھنے والا ادا حق سے کہ اوپر اس کے ہے اور اشارہ کیا ساتھ آنکھ جھکانے کے سامنے ہونے سے واسطے فتنے کے ساتھ اس شخص کے کہ گزرے ساتھ اس کے عورتوں وغیرہ سے اور اشارہ کیا ساتھ دور کرنے والی چیز کے طرف سلامت رہنے کی

طرف حقیر جاننے اور غیبت وغیرہ کی اور ساتھ جواب سلام کے طرف تعظیم طرف گزرنے والے کے اور ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے استعمال کرنا تمام ان چیزوں کا کہ مشروع ہیں اور ترک کرنا ان تمام چیزوں کا کہ مشروع نہیں اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ بند کرنا وسیلوں کا بطریق اولیٰ ہے واجب نہیں اس واسطے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے بیٹھنے سے واسطے اکھاڑنے مادی کے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کو اس سے کچھ چارہ نہیں تو ذکر کیا واسطے ان کے مقاصد اصلیہ کو واسطے منع کے پس معلوم ہوا کہ پہلی نہی واسطے ارشاد کے ہے طرف اصلح کی اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ دور کرنا مفسدہ کا اولیٰ ہے کھینچنے مصلحت کے سے واسطے ندب کرنے حضرت ﷺ کے اول طرف ترک جلوس کی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے اجر سے واسطے اس کے جو عمل کرے ساتھ حق راہ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ احتیاط واسطے طلب کرنے سلامتی کے زیادہ تر مؤکد ہے طمع سے زیادتی میں اور باقی شرح اس کی کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْاٰبَارِ عَلَى الطُّرُقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا

راہ میں کنواں کھودنا جب کہ اس سے کسی کو ایذا نہ ہو

فائدہ: یعنی جائز ہے کھودنا کنویں کا مسلمانوں کے راہ میں واسطے عام ہونے نفع کے ساتھ اس کے جب کہ نہ حاصل ہو ساتھ اس کے ایذا واسطے کسی کے ان میں سے۔ (فتح)

۲۲۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ مَآءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

۲۲۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو اس نے ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا پھر نکلا تو ناگہاں دیکھا کہ ایک کتا زبان باہر نکالے ہوئے پیاس سے کیچڑ کھاتا ہے سو اس مرد نے کہا کہ البتہ پہنچا ہے یہ کتا پیاس سے مثل اس چیز کو کہ میں پہنچا تھا سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی سو اس کو بخش دیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہمارے واسطے چوپاؤں کے احسان میں ثواب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس مرد نے راہ میں

کنواں پایا پس معلوم ہوا کہ راہ میں کنواں کھودنا جائز ہے تا کہ عام لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذٰى
تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کرنا

وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا صدقہ ہے یعنی اس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے

فائدہ: اور اماطت کے صدقہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ سبب ہے طرف سلامت رہنے اس شخص کی جو گزرے ساتھ اس کے ایذا سے تو گویا کہ صدقہ کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ اس کے پس حاصل ہوا واسطے اس کے ثواب صدقہ کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدی سے باز رہنا اپنی جان پر صدقہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّيَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوْحِ وَغَيْرِهَا
بالا خانہ بنانا بلند اور غیر بلند چھتوں میں

فائدہ: یہ جمع کرنے سے چار قسم ہوتا ہے بہ نسبت بلند اور نہ بلند ہونے اس کے کی اور بہ نسبت ہونے ان کے کی چھتوں میں اور غیر ان کے میں اور حکم بالا خانے بلند کا جواز ہے جب کہ امن ہو جھانکنے سے اوپر ستروں گھروں لوگوں کے اور اگر امن نہ ہو تو نہ جبر کیا جائے اوپر بند کرنے اس کے کے بلکہ حکم کیا جائے ساتھ نہ جھانکنے کے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو حکم کیا جائے کہ اس سے حفاظت اور پردہ کرے۔ (فتح)

٢٢٨٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ أَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

٢٢٨٧۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی بلندیوں سے ایک بلندی سے جھانکا پھر فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے درمیان فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالا خانہ بلند بنانا درست ہے۔ (فتح)

٢٢٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ

٢٢٨٨۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو اس کی ہمیشہ حرص تھی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو بیویوں کا حال پوچھوں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ لَهُمَا إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا فَحَجَجْتُ مَعَهٗ فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهٗ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ حَتّٰى جَآءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا فَقَالَ وَا عَجَبِيْ لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهٗ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ وَجَارٌ لِّيْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهٖ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِيْ فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ

دونوں توبہ کرتیں تو اللہ خوش ہوتا البتہ ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے سو میں نے ان کے ساتھ حج کیا سو وہ راہ سے پھرے تو میں بھی پانی کا برتن لے کر ان سے پھرا سو وہ پائخانے بیٹھے پھر وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا سو انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنین حضرت ﷺ کی بیویوں سے وہ دونوں عورتیں کون ہیں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ راضی ہو گا پس تحقیق ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عجب ہے تجھ کو اے ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں (بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر تعجب اس سے کیا کہ یہ حال اس پر کس طرح پوشیدہ رہا باوجود مشہور ہونے اس کے کے نزدیک ان کے ساتھ تفسیر کے اور یا تعجب کیا حرص اس کی سے اوپر حاصل کرنے تفسیر کے ساتھ تمام طریقوں کے یہاں تک کہ بیچ نام رکھنے اس شخص کے جو مبہم کیا گیا ہے بیچ اس کے) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی پیشوائی کی کہ اس حال میں کہ اس کو بیان کرتے تھے یعنی پھر حدیث کو بیان کرنا شروع کیا تو کہا کہ میں اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونوں بنی امیہ کے قبیلے میں رہتے تھے اور ان کے گھر ان کے گاؤں میں تھے جو مدینے کی اونچی طرف واقع ہیں سو ہم حضرت ﷺ کے پاس باری باری جایا کرتے تھے سو ایک دن وہ جاتا تھا اور ایک دن میں سو جب میں جاتا تھا تو اس دن کی خبر امر وغیرہ سے اس کے پاس لاتا تھا یعنی جو حکم شرع کا نیا جاری ہوتا یا کوئی اور واقعہ ہوتا تو اس کے لا سناتا تھا اور جب وہ جاتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا تھا اور ہم قریشی گروہ تھے ہمارا

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِينَ لَا تَسْتَكْثِرِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيهِ وَاسْأَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک گروہ ہے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں تو ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنے لگیں سو میں نے ایک دن اپنی عورت پر آواز بلند کی یعنی میں نے اس کو گھورا تو اس نے مجھ سے پھر کر کلام کیا تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پھر کر جواب کرے تو اس نے کہا کہ تو کیوں برا مانتا ہے کہ میں تجھ سے پھر کر جواب کروں پس قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ کی بیویاں تو البتہ آپ ﷺ سے پھر کر جواب کرتی ہیں اور البتہ کوئی ان میں سے تمام دن حضرت ﷺ سے جدا رہتی ہے سو میں اس کی کلام سے غمناک ہوا سو میں نے کہا کہ ناامید ہوئی جس نے یہ کام کیا ساتھ گناہ بڑے کے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ رضی اللہ عنہا یعنی اپنی بیٹی کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے حفصہ رضی اللہ عنہا کیا تم میں سے کوئی حضرت ﷺ کو ناراض کرتی ہے تمام دن رات تک اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ وہ ناامید ہوئی اور ٹوٹے میں پڑی کیا وہ بے وقوف ہے اس سے کہ غضبناک ہو اللہ واسطے غضبناک ہونے رسول ﷺ اپنے کے پس ہلاک ہوئے تو نہ تو تو حضرت ﷺ سے بہت خرچ مانگا کر اور نہ آپ ﷺ سے کسی بات میں پھر کر جواب کیا کر اور نہ آپ ﷺ سے جدا ہوا کر اور جس چیز کی تجھ کو حاجت ہو مجھ سے مانگ لیا کر اور نہ مغرور کرے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے بہت خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک پیاری ہے مراد ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں یعنی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حال سے مغرور نہ ہو کہ اگر وہ ناز کی راہ سے کوئی بات کریں اور حضرت ﷺ

فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَّهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ قُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ أَوَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِيْ هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَّبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ هُوَ فِيهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَّهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ قَالَ أَذِنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَّيْسَ لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ نِسَآءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا

اس کو اٹھا لیں تو تو بھی ایسا کرے شاید کہ تیری بات سے ناراض ہوں اور ہم آپس میں چرچا کرتے تھے کہ قبیلہ غسان ہماری لڑائی کے واسطے اپنے چوپاؤں کو نعلیں چڑھاتا ہے سو میرا ساتھی اپنی باری کو حضرت ﷺ کے پاس گیا اور عشاء کو پھرا اس نے میرے دروازے کو سخت چوٹ ماری اور کہا کہ کیا وہ سوتا ہے سو میں گھبرایا کہ کیا معاملہ ہے سو میں اس کی طرف نکلا تو اس نے کہا کہ ایک بڑا معاملہ پیدا ہوا میں نے کہا کہ وہ کیا ہے غسان آیا ہے اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور دراز تر ہے حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محروم ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور ٹوٹے میں پڑی مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ معاملہ واقع ہوگا سو میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ پکڑا سو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ روتی ہیں تو میں نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو رولایا ہے کیا میں نے تجھ کو ڈرایا نہیں تھا کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں حضرت ﷺ یہ بالا خانے میں ہیں سو میں وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آیا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گرد بیٹھے ہیں کہ بعض ان میں سے روتے ہیں سو میں ان کے پاس تھوڑا سا بیٹھا پھر رنج اور قلق مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا اور حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر باہر آیا تو کہا کہ میں نے تجھ کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تھا تو آپ ﷺ چپ رہے یعنی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا

قَدِمْنَا عَلٰى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِّنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّإِنَّا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا

سو میں وہاں سے پھرا یہاں تک کہ میں منبر کے پاس والے لوگوں کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غم اور قلق غالب ہوا سو میں آیا اور غلام سے اجازت مانگنے کے واسطے کہا تو ذکر کیا اس نے مثل پہلی بار کی پھر میں منبر کے پاس والوں کے ساتھ آ بیٹھا پھر غم مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آ کر غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ تو اس نے پہلی بار کی طرح ذکر کیا یعنی کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا سو جب میں پیٹھ دے کر چلا تو ناگہاں دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجزت دی سو میں حضرت ﷺ کے پاس داخل ہوا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں اور چٹائی پر کوئی بچھونا نہ تھا تحقیق اثر کیا تھا چٹائی نے آپ ﷺ کے پہلو میں تکیہ کرنے والے تھے اوپر تکیہ چمڑے کے کہ بھراؤ اس کا پتے کھجور کا تھا یعنی بجائے روئی کے اس میں کھجور کا پوست بھرا ہو تھا سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے آپ ﷺ کو کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی تو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا کہ میں نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا اُنس چاہتا تھا یعنی میں دیکھتا تھا کہ کیا حضرت ﷺ کا غصہ دور ہوا ہے یا میں سوچتا تھا کہ ایسی بات کہوں جس سے معلوم ہو کہ آپ ﷺ مجھ سے خوش ہیں یا نہیں یا ایسی بات کہوں کہ آپ ﷺ کا غصہ دور ہو جائے اور دل خوش ہو جائے یا حضرت ﷺ اگر آپ ﷺ توجہ فرمائیں تو میں ایک بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم قریشی گروہ تھے ہمارا دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے پھر جب ہم انصار کی قوم کے

وَعِشْرِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ أَعْلَمُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَظِيْمًا﴾ قُلْتُ أَفِيْ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَآءَهٗ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

پاس آئے جن کی عورتیں مردوں پر غالب ہوتیں تھیں پھر باقی قول کو ذکر کیا یعنی جیسا کہ اوپر گزرا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بات کہوں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ نہ دھوکے میں ڈالے تجھے یہ کہ تیری ہمسائی یعنی سوکن بہت خوبصورت ہے تجھ سے اور بہت پیاری ہے نزدیک حضرت ﷺ کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار پھر تبسم فرمایا سو جب میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہنس پڑے تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ ﷺ کے گھر میں نظر کی سو قسم ہے اللہ کی کہ نہیں دیکھی میں نے آپ ﷺ کے گھر میں کوئی چیز کہ رد کرے نظر کو یعنی نظر میں آئے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ آپ ﷺ کی امت پر رزق کی فراخی کرے پس تحقیق روم اور فارس پر رزق کی بہت فراخی ہوئی ہے اور ان کو دنیا کا بہت مال ملا ہے اور وہ اللہ کو نہیں پوجتے اور حضرت ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو فرمایا کہ کیا تجھ کو شک ہے اے بیٹے خطاب کے! یہ لوگ ہیں کہ جلدی دی گئیں ان کو ستھری چیزیں ان کی دنیا کی زندگی میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ میرے واسطے مغفرت کی دعا کیجیے پس گوشہ پکڑا حضرت ﷺ نے واسطے اس حدیث کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک دن اپنی لونڈی ماریہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں صحبت کی اور وہ دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو صحبت کرتے دیکھ لیا تو حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اس بات کو چھپانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے

نہ کہنا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے بہت رنج ہوا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کر دی تو آپ بہت غضبناک ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے نہایت غضبناک ہونے سے اوپر ان کے جب کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کیا سو جب انتیس دن گزرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پہلے اس سے باری شروع کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے نے کہا کہ یا حضرت! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ہمارے پاس نہ آئیں گے اور ہم نے صبح کی ہے ساتھ انتیس راتوں کے کہ گنتے ہیں ہم ان کو گننا یعنی ابھی انتیس دن ہوئے ہیں مہینہ پورا نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ مہینہ اتفاقا انتیس دن کا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو اختیار کی آیت نازل ہوئی یعنی جو سورہ احزاب کے چوتھے رکوع میں ہے کہ اے نبی کہہ دو اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور یہاں کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں تم کو اچھی طرح سے اور اگر تم اللہ اور رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیک عورتوں کے ثواب بڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عورتوں سے پہلے مجھ سے اختیار کی بات شروع کی سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

یایها النبی قل لازواجك...... عظیما تک یعنی جس کے معنی ابھی گزر چکے ہیں میں نے کہا کہ کیا میں اس کام میں ماں باپ سے صلاح لوں یعنی اس میں ماں باپ کی صلاح میں کچھ حاجت نہیں میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں پھر حضرت ﷺ نے تمام بیویوں کو اختیار دیا تو انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح کہا یعنی سب بیویوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مشربہ کے اس حدیث میں غرفہ عالیہ ہے یعنی بالا خانہ بلند پس مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ لانے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ وہ بالا خانہ بلند تھا اور جب بلند بالا خانہ کا بنانا درست ہے تو پست بالا خانے کا بنانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۲۲۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآءِ هٖ شَهْرًا وَكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهٗ فَجَلَسَ فِيْ عُلِّيَّةٍ لَّهٗ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَآءَ كَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَآءِ هٖ.

۲۲۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ ایلاء کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں جا بیٹھے سو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ ایلاء کیا ہے تو حضرت ﷺ وہاں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے اور اپنی بیویوں کے پاس گئے۔

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيْرَهٗ عَلَى الْبَلَاطِ أَوْ بَابِ الْمَسْجِدِ

جو اپنے اونٹ کو بلاط یا مسجد کے دروازے پر باندھے

فائدہ: بلاط وہ پتھر ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس بچھائے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ او باب المسجد تو یہ اس سے استنباط کیا ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ

۲۲۹۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پاس داخل

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

ہوا اور میں نے اونٹ کو بلاط کے ایک کنارے میں باندھا تو میں نے کہا کہ یہ ہے اونٹ آپ ﷺ کا تو حضرت ﷺ اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور فرمایا کہ قیمت اور اونٹ تیرے واسطے ہے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ میں نے اونٹ کو بلاط کے کنارے میں باندھا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے جب کہ اس سے ضرر حاصل نہ ہو اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْوُقُوْفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

کسی قوم کی روڑی (کوڑا خانہ) پر کھڑا ہونا اور پیشاب کرنا

۲۲۹۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

۲۲۹۱۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم کی روڑی پر آئے سو کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور جائز ہے پیشاب کرنا روڑی پر اگرچہ کسی خاص قوم کی ہو اس واسطے کہ وہ تیار کی گئی ہے واسطے ڈالنے نجاستوں اور گندگیوں کے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيْقِ فَرَمٰى بِهٖ

جو کوئی اٹھائے کانٹے کی شاخ اور وہ چیز کہ جو ایذا دے لوگوں کو راہ میں اور اس کو راہ سے پھینک دے

۲۲۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ.

۲۲۹۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس نے کانٹے کی شاخ راہ میں پائی سو اس نے اس کو راہ سے علیحدہ کر دیا تو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بندگان خدا کو رحمت رسانی اللہ کو نہایت پسند ہے اور ثابت ہوا کہ ادنیٰ نیک کام بھی خالص نیت سے ہوگا تو ہوگا مغفرت کا سبب اور نظر کی جائے اس ترجمہ میں اور جو پہلے تین باب سے گزر چکا ہے اور وہ اماطۃ الاذی ہے اور وہ عام تر ہے اس باب سے واسطے نہ مقید ہونے اس کے کے ساتھ راہ کے اگرچہ مساوی ہیں بیچ فضیلت عموم دور کی گئی چیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی نیکی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب اس واسطے باندھا ہے تاکہ خیال نہ کیا جائے کہ پھینکنا کانٹے کا شاخ وغیرہ موذی چیزوں کا غیر کے ملک میں دست اندازی ہے بدون اس کی اجازت کے پس منع ہوگا پس مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اخْتَلَفُوْا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا الطَّرِيْقُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ.

جب اختلاف کریں راہ میتا میں اور وہ فراخی ہے جو راہ کے درمیان ہو پھر راہ کے مالک اس میں عمارت بنانی چاہیں تو اس سے راہ کے واسطے سات ہاتھ چوڑی زمین چھوڑی جائے۔

فائدہ: میتا بہت بڑے چوڑے راہ کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کی آمد ورفت بہت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فراخ راہ ہے اور یہ پھرنا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف خاص ہونے اس حکم کے ساتھ اس صورت کے کہ اس کو ذکر کیا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی طحاوی نے اوپر اس کے پس کہا کہ نہیں پانے ہم واسطے اس حدیث کے کوئی معنی اول حمل کرنے اس کے سے اوپر اس راہ کے کہ ارادہ کیا جائے ابتداء اس کی یعنی پہلے وہاں راہ نہ ہو بلکہ از سر نو وہاں راہ بنانے کا ارادہ ہو جب کہ اس کی ابتداء کرنے والے اس کی مقدار میں مختلف ہوں مانند اس شہر کی کہ اس کو مسلمان فتح کریں اور اس میں عام آمد ورفت کی راہ نہ ہو اور مثل زمین ویران کی کہ امام وہ زمین کسی کو آباد کرنے کے واسطے دے جب کہ ارادہ کرے وہ کہ اس میں آمد ورفت کے واسطے راہ ٹھہرائے اور مانند اس کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ راہ کے مالک آپس میں کسی چیز پر راضی ہوں تو جائز ہے واسطے ان کے یہ اور اگر جھگڑیں تو سات ہاتھ چوڑا ٹھہرایا جائے اور اسی طرح وہ زمین جو کھیتی کی جاتی ہو کہ جب اس کے مالک اس میں راہ بنانی چاہیں تو ان کو اس کی مقدار میں اختیار ہے اور اسی طرح راہیں جن میں آمد ورفت بہت کم ہو رجوع کیا بیچ اندازے اس کے کے طرف اس چیز کی کہ راضی ہوں اس پر ہمسائے۔ (فتح)

۲۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۲۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جھگڑا کریں راہ میں ساتھ چوڑائی سات ہاتھ کے۔

قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوْا فِي الطَّرِيْقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ ہاتھ کے آدمی کا ہاتھ ہے پس اعتبار کیا جائے گا یہ ساتھ معتدل کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ ہاتھ کے عمارت کا ہاتھ ہے جو معروف ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ راہ مشترک کی مقدار سات ہاتھ ٹھہرائی جائے پھر اس کے بعد باقی رکھی جائے زمین واسطے ہر ایک کے شریکوں سے بقدر اس کے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے اور نہ ضرر کرے غیر کو اور حکمت ساتھ سات ہاتھ راہ رکھنے میں یہ ہے کہ اس میں سواریاں اور بوجھ یعنی اونٹ گاڑی وغیرہ بخوبی آ جائیں اور سما لے اس چیز کو کہ نہ چارہ ہو ان کو ڈالنے اس کے سے نزدیک دروازوں کے اور ملحق ہے ساتھ عمارت والوں کے وہ شخص کہ خرید وفروخت کے واسطے راہ کے کنارے بیٹھے کہ اگر راہ سات ہاتھ سے زیادہ ہو تو نہ منع کیا جائے اس کو بیٹھنے سے زیادہ راہ میں اور اگر کم ہو تو منع کیا جائے تا کہ راہ آنے جانے والوں پر تنگ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ النُّهْبَى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهٖ وَقَالَ عُبَادَةُ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا نَنْتَهِبَ.

لوٹنا بغیر اجازت مالک کے اور عبادہ نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ نہ لوٹیں مال کسی کا یعنی جیسا کہ جاہلیت میں رسم تھی کہ ایک دوسرے کا مال لوٹ لیتے تھے۔

فائدہ: نہی یہ ہے کہ غیر کا مال ظاہرا لے بغیر چوری کے اور غیر کا مال لوٹنا جائز نہیں اور مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر مالک کی اجازت ہو تو جائز ہے اور محل اس کا مشترک چیز میں ہے مانند کھانے کی کہ کسی قوم کے آگے رکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ اپنے آگے سے لے اور غیر کے آگے سے نہ کھینچے مگر اس کی رضا مندی سے اور ساتھ اسی طرح کے تفسیر کیا ہے اس کو نخعی وغیرہ نے اور امام مالک رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہا کہ جو چیز کہ دلہن دلہا پر نثار کرتے ہیں اس کا لوٹنا مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ یا تو اس پر محمول ہے کہ اس کے مالک نے حاضرین کو اس کے لینے کی اجازت دی ہے پس ظاہر اس کا چاہتا ہے کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے اور لوٹ چاہتی ہے برابری کے خلاف کو اور یا اس پر محمول ہے کہ اس نے معلق کیا ہے تملیک کو اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہو واسطے ہر ایک کے اور اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے اور اس کا زیادہ بیان کتاب الشرکۃ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۲۹۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّهٗ أَبُوْ أُمِّهٖ

۲۲۹۴۔ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے لوٹنے سے اور مثلہ کرنے سے۔

قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ.

فائدہ: مثلہ کہتے ہیں کسی کا ناک کان وغیرہ کاٹنا یہ دونوں امر حرام ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کسی کا مال لوٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ لوٹنا حلال نہیں۔ (فتح)

۲۲۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّعَنْ سَعِيْدٍ وَّأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا النُّهْبَةَ. قَالَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيْرُهُ أَنْ يُّنْزَعَ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ.

۲۲۹۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا کوئی جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں چوری کرتا ہے جب کہ وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں لوٹتا کوئی چیز کہ اس میں لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں جب کہ وہ اس کو لوٹتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو یعنی اس میں زنا اور شراب خوری اور چوری اور لوٹنے کی حالت میں ایمان نہیں ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا۔

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس حدیث سے تقیید اس کی ساتھ اجازت کے جیسا کہ اس کو ترجمہ میں مقید کیا ہے اس واسطے کہ اٹھانا آنکھ کا طرف لوٹنے والے کی عادت میں نہیں ہوتا مگر وقت نہ ہونے اجازت کے اور پوری شرح اس کی کتاب الحدود میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيْبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِيْرِ.

توڑنا صلیب کا اور قتل کرنا خنزیر کا۔

۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۲۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ اترے تم میں عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے حکم عادل ہو کر سو توڑیں گے

عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

صلیب اور قتل کریں گے سور کو اور موقوف کریں گے جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آئے گی اور کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس کے یہاں لانے میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو سور کو مار ڈالے یا صلیب کو توڑ ڈالے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا اس واسطے کہ اس نے مامور یہ کام کیا ہے اور حضرت ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کو کریں گے اور جب اتریں گے تو ہمارے حضرت ﷺ کی شرع کا برقرار رکھیں گے جیسا کہ اس کی تقریر آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صلیب کا توڑنا اس وقت جائز ہے جب کہ ہو ساتھ لڑنے والے کافروں کے یا ذمی کافر کے (یعنی جو کافر مطیع اسلام ہو کر جزیہ دینا قبول کرے اور امام اس کو پناہ دے) جب کہ تجاوز کرے اس حد سے جس پر عہد واقع ہو اور جب نہ تجاوز کرے اور مسلمان اس کو توڑ ڈالے تو ہوگا تعدی کرنے والا اس واسطے کہ وہ اسی واسطے جزیہ ادا کرتے ہیں کہ ان کو اس پر برقرار رکھا جائے اور یہی بھید ہے اس میں بیچ توڑنے عیسیٰ علیہ السلام کے جب صلیب کو اس واسطے کہ وہ جزیہ کو قبول نہ کریں گے اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہماری شرع کے واسطے نسخ نہیں بلکہ ناسخ ہماری ہی شرع ہے اوپر زبان نبی ہمارے کے واسطے خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے اور برقرار رکھنے اس کے کے۔ (فتح) اور صلیب سولی کی صورت کو کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے ہر چند ابھی نصاریٰ سے جزیہ لینا درست ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابُ هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِيْ فِيْهَا الْخَمْرُ أَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ

کیا توڑے جائیں برتن شراب کے اور پھاڑی جائیں مشکیں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ معتبر اس میں تفصیل ہے پس اگر برتن اس قسم کے ہوں کہ ان میں سے شراب کو پھینکا جا سکتا ہو اور دھونے سے پاک ہو سکتے ہوں اور کام میں آ سکتے ہوں تو ان کا تلف کرنا درست نہیں اور گویا کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف توڑنے برتنوں کے طرف اس حدیث کی جو ترمذی نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یا حضرت ﷺ خریدی تھی میں نے شراب واسطے یتیموں کے جو

میری پرورش میں ہیں فرمایا پھینک دے شراب کو اور توڑ دے شراب کے برتن کو اور اشارہ کیا ساتھ پھاڑنے مشکوں کے طرف اس حدیث کی جو احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لے اور اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلے اور اس میں شراب کی مشکیں تھیں جو شام سے لائیں گئی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھری سے سب مشکیں پھاڑ ڈالیں پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شراب کے برتن توڑنے اور مشکیں پھاڑنے کا اس واسطے حکم کیا تھا کہ ان کے مالکوں کو سزا ہو نہیں تو پاک کرنے کے بعد ان کو کام میں لانا ممکن ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلی حدیث کے باب میں ہے۔ (فتح)

فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنبُورًا أَوْ مَا لَا يُنتَفَعُ بِخَشَبِهِ وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طُنبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ.

پس اگر توڑے بت کو یا صلیب کو یا طنبور کو یا اس چیز کو کہ اس کی لکڑی میں کام نہیں آتی ایک مرد نے دوسرے کا طنبور توڑ ڈالا تو وہ اس کو شریح قاضی کے پاس پکڑ لایا تو نہ حکم کیا اس نے بیچ اس کے ساتھ کسی چیز کے یعنی اس کو اس کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔

فائدہ: یعنی تو کیا توڑنے اس کے سے ضامن ہوتا ہے یا نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں اور طنبور ایک آلہ معروف ہے ناچ رنگ کے آلات سے۔ (فتح)

٢٢٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مُخْلَدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ عَلَى مَا تُوقَدُ هٰذِهِ النِّيرَانُ قَالُوا عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوهَا وَأَهْرِقُوهَا قَالُوا أَلَا نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانَ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ يَقُولُ الْحُمُرِ الْأَنَسِيَّةِ بِنَصْبِ الْأَلِفِ وَالنُّونِ.

٢٢٩٧۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن آگ جلتی دیکھی فرمایا کہ یہ آگ کس چیز پر جلتی ہے یعنی اس سے کیا پکاتے ہیں لوگوں نے کہا کہ گدھوں گھر کے پلے ہوؤں پر یعنی گدھوں کا گوشت پکاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیگوں کو توڑ ڈالو اور گوشت کو پھینک دو لوگوں نے کہا کہ کیا ہم گوشت کو پھینک کر ان کو دھو نہ لیں فرمایا ان کو دھو ڈالو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور وہ موافق ہے اس چیز کو جس کی طرف میں نے ترجمہ میں اشارہ کیا تفصیل سے ابن جوزی نے کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھڑکنا ہے ان کو بیچ پکانے

ان کے کے اس چیز کو جس کا کھانا منع ہے پھر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا اعتقاد مضبوط ہے تو صرف دھونے پر کفایت کیا اور اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ گدھوں کے برتن پاک نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کے دھو ڈالنے کی اجازت دی تو معلوم ہوا کہ ان کو پاک کرنا ممکن ہے۔(فتح)

۲۲۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ الْآيَةَ.

۲۲۹۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے یعنی فتح کے دن اور نہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو ان کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ٹھوکر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ آیا حق اور نکل بھاگا جھوٹ آخر آیت تک۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے توڑنا آلات اور سازوں باطل کا اور اس چیز کا کہ نہیں صلاحیت رکھتی مگر باطل میں یہاں تک کہ اس کی مشکل دور ہو جائے اور اس کے اصل سے فائدہ اٹھایا جائے۔(فتح)

۲۲۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتِ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَّهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا.

۲۲۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے طاقچہ / روشن دان پر پردہ ڈالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو پھاڑ ڈالا یعنی آپ ﷺ نے اس کو کھینچا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے دو تکیے بنائے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت ﷺ ان پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور اس حدیث میں اور اس حدیث میں کہ جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے تطبیق آگے آئے گی۔(فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ دون اصل میں ظرف مکان ہے ساتھ معنی تحت کے اور مجاز اسبیت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو اپنے مال کے سبب سے اکثر اوقات لڑتا ہے تو سوائے اس کے نہیں کہ اپنے مال کو اپنے پیچھے یا نیچے کر لیتا ہے پھر لڑتا ہے۔ (فتح)

۲۳۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ.

۲۳۰۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے مال کے آگے یعنی اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جو اپنے مال کے آگے مظلوم مارا جائے تو اس کے واسطے بہشت ہے اور ایک روایت میں ہے کی جس کا مال ظلم سے چھینا جائے اور وہ اس کے بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے اور ایک روایت میں اہل اور خون اور دین کا ذکر آیا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا اس شخص کا جو ناحق مال چھیننے کا قصد کرے برابر ہے کہ مال تھوڑا ہو یا بہت اور یہی ہے قول جمہور کا اور اختلاف کیا ہے اس نے جس نے کہا کہ اس کو مار ڈالنا واجب ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی خفیف چیز طلب کرے تو جائز نہیں قرطبی نے کہا کہ سبب خلاف کا نزدیک ہمارے یہ ہے کہ کیا اذن بیچ اس کے یعنی اس کے مار ڈالنے کی اجازت دینی تغییر منکر کے باب سے ہے نہیں جدا ہوگا حال درمیان قلیل اور کثیر کے یا دفع ضرر کے باب سے ہے پس مختلف ہوگا حال اور ابن منذر نے شافعی رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ اگر کسی کے پاس مال یا جان یا اہل کا ارادہ کیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اس سے کلام کرے یا استغاثہ کرے پس اگر منع کیا جائے یا خود باز رہے تو اس کو اس سے لڑنا جائز نہیں نہیں تو اس کو جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اگرچہ اس کے مار ڈالنے تک نوبت پہنچے اور نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص اور نہ کفارہ لیکن اس کو جان بوجھ کر اس کا مار ڈالنا جائز نہیں ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جس پر اہل علم ہیں وہ یہ ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دفع کرے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی جب کہ بطور ظلم کے اس سے ارادہ کی جائے بغیر تفصیل کے مگر سب علماء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ بادشاہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر وہ کسی کا مال ناحق چھیننے کا ارادہ کرے تو اس سے لڑنا درست نہیں واسطے حدیثوں کے کہ وارد ہیں ساتھ امر صبر کرنے کے اوپر ظلم اس کے کے اور چھوڑنے قیام کے اوپر اس کے اور فرق کیا ہے اوزاعی رحمہ اللہ نے درمیان اس حال کے کہ لوگوں کے واسطے اس میں جماعت اور امام ہے پس حمل کیا حدیث کو اوپر اس کے یعنی یہ حدیث اس

حالت پر محمول ہے اور لیکن اختلاف اور جدائی کی حالت میں پس اس میں کسی سے نہ لڑے اور رد کرتی ہے اوپر اس کے جو مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہے اس لفظ سے کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد آ کر میرے مال کے چھیننے کا ارادہ کرے تو میں کیا کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ دے اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈال اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ کو مار ڈالے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو شہید ہوگا اور اگر تو اس کو مار ڈالے تو وہ دوزخ میں جائے گا ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس ترجمہ کو ان بابوں میں اس واسطے داخل کیا تا کہ بیان کرے کہ جائز ہے واسطے انسان کے یہ کہ دفع کرے اپنی جان سے اور مال سے اور نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اس واسطے کہ جب وہ اس میں مارا جائے تو شہید ہوگا اور جب کہ اس کو مار ڈالے تو نہ تو اس پر قصاص ہے اور نہ دیت۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ — جب کسی کی رکابی (پیالہ) یا کوئی چیز توڑے

فائدہ: یعنی تو اس کی مثل کا ضامن ہوتا ہے یا قیمت کا یعنی رکابی (پیالہ) کی مانند رکابی دینی آتی ہے یا اس کی قیمت۔ (فتح)

۲۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيْهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوْا وَحَبَسَ الرَّسُوْلَ وَالْقَصْعَةَ حَتّٰى فَرَغُوْا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُوْرَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو بیویوں میں سے ایک یعنی زینب رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کھانے کی ایک رکابی (پیالہ) بھیجی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو ہاتھ مارا اور رکابی (پیالہ) کو توڑ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوڑا اور اس میں کھانے کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ کھاؤ تمہاری ماں کو غیرت آئی اور روک رکھا خادم کو اور رکابی کو یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رکابی (پیالہ) اس کو دی اور ٹوٹی ہوئی رکھ لی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے کہ برتن مانند برتن کے اور کھانا مانند کھانے کی ابن بطال نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور کوفیوں نے اس شخص کے حق میں جو کسی کا اسباب یا حیوان ہلاک کر

ڈالے پس واجب ہے اوپر اس کے مثل اس چیز کی کہ اس نے ہلاک کی کہتے ہیں کہ نہ حکم کیا جائے ساتھ قیمت کے مگر وقت نہ مثل ہونے کے اور یہی ہے مشہور نزدیک ان کے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے اس پر قیمت مطلق یعنی خواہ اس کی مثل موجود ہو یا نہ ہو اور ایک روایت میں اس سے مثل اول کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو آدمی بنائے پس مثل ہے اور لیکن حیوان پس قیمت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ماپنے یا تولنے کی چیز ہو تو واجب ہے قیمت نہیں تو واجب ہے مثل اور یہی ہے نزدیک ان کے اور ابن بطال نے جو شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مطلق بیان کیا ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مثل کا اس وقت حکم کرتا ہے جب کہ چیز کہ سب اجزاء مشابہ ہوں اور رکابی (پیالہ) پس وہ قیمت والی چیزوں سے ہے واسطے مختلف ہونے جزوں اس کی کے اور جواب اس استدلال کا یہ ہے کہ جو حکایت کی ہے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ دونور کا بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں دونوں بیویوں کے گھر میں پس سزا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑنے والی کو ساتھ اس طور کے کہ ٹوٹی ہوئی رکابی کو اس کے گھر میں رکھا اور ثابت رکابی (پیالہ) اس کی مصاحبہ کو دی اور نہ تھی یہ تضمین یعنی یہ بدلہ نہیں تھا اور برتقدیر اس کے کہ وہ دونور کا بیان دونوں بیویوں کی تھیں تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دونوں کے درمیان اصلاح اور درستی کو دیکھا ہو پس وہ دونوں اس کے ساتھ راضی ہوئیں اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مال کے ساتھ بدلہ لیا جاتا تھا جیسا کہ پہلے گزرا پس توڑنے والی کو سزا دی ساتھ اس کے کہ اس کی رکابی دوسری کو دی میں کہتا ہوں کہ بعید کرتی ہے اس توجیہ کو تصریح ساتھ اس قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ برتن مانند برتن کے اور پہلی توجیہ پس رد کرتا ہے اس کو یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن ابی حاتم کی روایت میں کہ جو کوئی چیز توڑے تو وہ واسطے اس کے ہے اور اوپر اس کے ہے مانند اس کی اور دارقطنی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پس یہ فیصلہ ہوا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہو یہ حکم عام واسطے ہر شخص کے کہ اس کو ایسا معاملہ واقع ہو اور باقی رہے گا دعویٰ اس کا جو اس کے قائل ہونے کا یہ عذر بیان کرتا ہے کہ وہ ایک معین واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں لیکن محل اس کو وہ ہے جب کہ ٹوٹے ہوئے کو فاسد کر ڈالے اور اوپر جب کہ ٹوٹنا خفیف ہو کہ اس کو درست کرنا ممکن ہو تو قصور کرنے والے پر دیت اس کی ہے اور اوپر مسئلہ کھانے کا پس وہ محتمل ہے کہ ہو باب معونت اور اصلاح سے سوائے پکا کرنے حکم کے ساتھ وجوب مثل کے بیچ اس کے یعنی کھانے کے اس واسطے کہ اس کی کوئی مثل معلوم نہیں اور حدیث کے طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کھانے مختلف تھے واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ جب چیز منصوبہ کی ذات متغیر ہو جائے ساتھ فعل غاصب کے یہاں تک کہ اس کا نام دور ہو جائے اور اس کو نفع بڑا ہو تو اصلی مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے اور غاصب اس کا مالک ہو جاتا ہے اور واجب آتا ہے اس پر بدلہ اس کا اور اس استدلال میں شبہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا هَدَمَ حَآئِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهٗ

جب کسی کی دیوار گرائے تو چاہیے کہ اسی کی مانند بنائے

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو مالکیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کو اس کی قیمت لازم ہے۔ (فتح)

۲۳۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يُقَالُ لَهٗ جُرَيْجٌ يُصَلِّيْ فَجَآئَتْهُ أُمُّهٗ فَدَعَتْهُ فَأَبٰى أَنْ يُّجِيْبَهَا فَقَالَ أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّيْ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبٰى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَّفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ فَأَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِيْنٍ.

۲۳۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا کہ اس کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھتا تھا سو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس کو بلایا تو اس نے جواب دینے سے انکار کیا پس کہا کہ کیا میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اور وہ دوسرے اور تیسرے دن پھر آئی تو بھی اس نے جواب نہ دیا تو اس کی ماں نے یوں کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی اس کو مت مارنا یہاں تک کہ تو اس کو حرام کار عورتوں کا منہ دکھائے اور جریج اپنے عبادت خانے میں تھا تو ایک عورت نے کہا کہ میں البتہ جریج کو مصیبت میں گرفتار کروں گی سو وہ عورت اس کے سامنے آئی اور اس نے کلام کیا تو جریج نے اس کا کہنا نہ مانا تو پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اس کو اپنی جان پر قادر کیا پھر اس نے ایک لڑکا جنا تو اس نے کہا کہ یہ جریج کے نطفے سے ہے تو لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کو وہاں سے اتارا اور اس کو برا کہا تو جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ چرواہا پھر لوگوں نے جریج کو کہا کہ کیا ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیں تو اس نے کہا نہیں مگر مٹی سے بنا دو۔

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس حدیث سے یہی قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھ کو سونے کا عبادت خانہ نہ بنا دیں؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مگر مٹی کا بنا دو اور اس سے پہلے کہا کہ اس نے عبادت خانے کو توڑ ڈالا تھا اور وجہ حجت کی ساتھ اس کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ نہ آئے ہماری شرع میں

وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو جیسا کہ کئی بار گزرا لیکن جریج کے قصے سے ترجمہ کے واسطے استدلال کرنے میں شبہ ہے اس واسطے کہ انہوں نے وہ چیز اس کے پیش کی جو بالاتفاق ان کو لازم نہیں یعنی سونے کا عبادت خانہ اور نہ جواب دیا جریج نے ان کو مگر اس قول کے ساتھ کہ نہیں مگر مٹی سے سو اشارہ کیا جیسا کہ آگے تھا اسی طرح بنا دو ابن منیر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ اگر ڈھانے والا اس کے بنانے کا التزام کرے اور اس کا مالک اس کے ساتھ راضی ہو تو جائز ہے اور پھر کہا کہ احتمال ہے کہ یہ جائز نہ ہو مالک کے قاعدے پر اس واسطے کہ فسخ کیا اس نے اس چیز کو کہ واجب تھی بالفعل اور وہ قیمت ہے طرف اس چیز کی کہ وہ متاخر ہے اور وہ اس کی عمارت ہے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشِّرْكَةِ

کتاب ہے شرکت کے بیان میں

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوْضِ وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوْزَنُ مُجَازَفَةً أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لِمَا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي النَّهْدِ بَأْسًا أَنْ يَّأْكُلَ هٰذَا بَعْضًا وَهٰذَا بَعْضًا وَكَذٰلِكَ مُجَازَفَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْقِرَانُ فِي التَّمْرِ.

باب ہے شرکت کا کھانے میں اور خرچ سفر میں اور اسبابوں میں اور کس طرح بانٹنا اس چیز کا کہ ماپی جاتی ہے اور تولی جاتی ہے اندازے سے یا مٹھی مٹھی واسطے دلیل اس چیز کے کہ نہیں دیکھا مسلمانوں نے خرچ سفر کے ملانے میں ڈر کہ کچھ یہ کھائے اور کچھ وہ کھائے اور اسی طرح تقسیم کرنا سونے اور چاندی کا اور جوڑنے کھجور کا

فائدہ: شرکت کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ دو یا زیادہ آدمی اختیار سے اپنے مال کو ملا دیں واسطے حاصل کرنے نفع کے اور کبھی حاصل ہوتی ہے شرکت بغیر قصد کے مانند مال وراثت کے (اور نہد کہتے ہیں کہ اس کو کہ چند آدمی سفر میں اپنے خرچ کو آپس میں ملا لیں اور یہ کہ جو کہا کہ کس طرح ہے قسمت...... الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا جائز ہے بانٹنا اس کھانے اور خرچ کا یعنی بعد ملانے کے) اندازے سے یا ماپنے کی چیز کو ماپا جائے اور تولنے کی چیز کو تولا جائے اور اشارہ کیا طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے مجازفۃ او قبضۃ قبضۃ یعنی برابر اور یہ جو کہا کہ واسطے اس چیز کے کہ نہیں دیکھا اس میں مسلمانوں نے کچھ ڈر تو یہ اشارہ ہے طرف حدیثوں باب کی اور وارد ہوئی اس میں ترغیب چنانچہ فرمایا کہ اپنے سفر کا خرچ نکالو کہ اس میں بہت برکت ہوتی ہے اور وہ بہت اچھی عادت ہے اور یہ جو کہا کہ اسی طرح ہے اندازہ سونے کا ساتھ چاندی کے تو گویا کہ اس نے لاحق کیا ہے نقد کو ساتھ اسباب کے واسطے علت جامع کے کہ ان کے درمیان ہے اور وہ مالیت ہے لیکن یہ تو صرف تمام ہوگا بیچ قسمت سونے کے ساتھ چاندی کے اوپر بانٹنا صرف سونے کا یا چاندی کا اندازے سے جس جگہ کہ واقع ہو اشتراک استحقاق میں تو یہ بالاجماع جائز نہیں یہ بات ابن بطال نے کہی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شرط کی مالک نے اس کے منع ہونے میں یہ کہ ہو

سونا چاندی سکے والا اور ہو معاملہ بیچ اس کے ساتھ گنتی کے اس بنا پر پس جائز ہے بیچنا اس چیز کا جو سوائے اس کے ہے اندازے سے اور اصول چاہتا ہے کہ منع ہو اور ظاہر کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ وہ جائز ہے اور ممکن ہے یہ کہ دلیل پکڑی جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے بیچ مال بحرین کے اور جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ بانٹنا عطاء اور بخشش کا حقیقت میں قسمت نہیں اس واسطے کہ وہ جدا کرنے سے پہلے لینے والوں کے ملک نہیں اور جو کہا کہ قران تمر میں تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جو مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۳۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَّهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّأَنَا فِيْهِمْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِيْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

۲۳۰۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور میں بھی ان میں تھا سو ہم نکلے یہاں تک کہ ہم کچھ راہ میں پہنچے تو خرچ سفر کم ہوا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم کیا تو سب خرچ جمع کیا گیا پس تھا مزود (توشہ دان) کھجور کا اور تھے قوت دیتے ہم کو ہر دن تھوڑا تھوڑا یہاں تک کہ خرچ تمام ہوا سو نہ پہنچتی ہم کو مگر ایک ایک کھجور میں نے کہا کہ ایک کھجور تم کو کیا کام آتی ہو گی اس نے کہا کہ جب خرچ تمام ہوا تو ہم نے اس کو بھی نہ پایا پھر ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ناگہاں ہم نے دیکھی کہ ایک مچھلی ہے مثل ظرب کے سو اس لشکر نے اس سے اٹھارہ دن کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم کیا سو وہ کھڑی کی گئیں پھر ایک سواری کے تیار کرنے کا حکم کیا سو تیار کی گئی پھر وہ ان کے تلے سے گزر گئے اور ان کو نہ پہنچے۔

فائدہ: اور موافق باب کے یہ قول اس کا ہے کہ حکم کیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ جمع کرنے خرچ لشکر کے پس جمع کیا گیا اور داؤدی نے کہا کہ نہ تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اندازہ کرنے کا ذکر ہے اور نہ اس سے پچھلے میں اس واسطے کہ نہیں ارادہ کیا تھا انہوں نے آپس میں بیع کرنے کا اور نہ بدل کرنے کا اور سوائے اس کے نہیں کہ فاضل

ہوتا ہے بعض ان کا بعض سے اگر لے امام ایک سے واسطے دوسرے کے اور جواب دیا ہے ابن تین نے اس طرح کہ مراد یہ ہے کہ خرچ جمع کرنے کے بعد سب کے حق اس میں مساوی ہو گئے تھے لیکن لیا انہوں نے اس کو بطور اندازے کے جیسا کہ عادت جاری ہے۔ (فتح)

۲۳۰۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ فَيَأْتُوْنَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوْهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

۲۳۰۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں کے خرچ تمام ہوئے تو انہوں نے آ کر اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ ملے سو انہوں نے اس کو خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ہے زندگی تمہاری بعد اپنے اونٹوں کے یعنی اگر اونٹ کھائے گئے تو ان کے بعد تم نہ بچو گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا حضرت! نہیں ہے زندگی بعد اونٹوں ان کے کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو کہ اپنے باقی خرچ لائیں تو اس کے واسطے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا گیا اور اس کو دستر خوان پر ڈالا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اس پر برکت کی دعا کی پھر ان کو فرمایا کہ اپنے برتن لے آؤ تو لوگوں نے دونوں ہاتھ سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ فارغ ہوئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: اور مطابقت اس باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کا خرچ جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی اور مطابقت اس کی باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ لوگوں کا اس خرچ سے لینا بغیر قیمت مساوی کے تھا اور پوری شرح اس کی کتاب الجہاد میں آئے گی۔

۲۳۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۳۰۵۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم اونٹ ذبح کرتے تھے پھر دس حصوں میں بانٹا جاتا تھا پھر کھاتے

قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُوْرًا فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

تھے ہم گوشت بھنا ہوا پہلے غروب ہونے سورج کے۔

فائدہ: اورغرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کو دس حصوں پر بانٹا جاتا تھا ابن تین نے کہا کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شرکت اصل میں اور جمع ہونا حصوں کا قسمت میں اور ذبح کرنا اونٹ کا غنیمت سے اور حجت ہے اس پر کہ جو گمان کرتا ہے کہ اول وقت عصر کا وہ ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا دوگنا ہو۔ (فتح)

۲۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّيْنَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ.

۲۳۰۶۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں یا مدینے میں ان کے جورولڑکے کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر ایک برتن سے آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے طریقے پر ہیں میں ان سے راضی ہوں۔

فائدہ: یعنی اختیار کیا انہوں نے میرے فعل کو اس مواساۃ اور سلوک میں نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی اس کے مبالغہ کرنا ہے بیچ متحد ہونے طریقے دونوں کے اور خرچ کرنے ان دونوں کے بیچ بندگی اللہ کے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے اشعری لوگوں کے جو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم ہے اور حدیث بیان کرنا مرد کا ہے ساتھ مناقب اپنے کے اور جائز ہونا ہبہ مجہول چیز کا اور فضیلت مقدم کرنے کی غیر کو اوپر اپنے اور سلوک کرنا اور استحباب ملانا خرچ کا سفر میں اور وطن میں۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ

جو چیز کہ دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے صدقہ کرنے میں

۲۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ

۲۳۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

پر فرض کیا تھا اور جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو تو وہ رجوع کریں آپس میں برابری کے ساتھ یعنی کمی وبیشی کا آپس میں حساب کر لیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور مقید کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں ساتھ صدقہ کے واسطے وارد ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ رجوع کرنا نہیں صحیح ہے درمیان دو شریکوں کے گردنوں میں ابن بطال نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ دو شریک جب کہ اپنا راس المال آپس میں ملا لیں تو مشترک ہوگا نفع درمیان ان دونوں کے پس جو خرچ کرے شرکت کے مال سے زیادہ تر اس چیز سے کہ خرچ کیا ہے اس کے ساتھی نے تو آپس میں رجوع کریں وقت بانٹنے کے بقدر اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ بکریوں میں دو شریکوں کو ساتھ رجوع کرنے میں آپس میں اور حالانکہ وہ دونوں شریک ہیں پس معلوم ہوا کہ جس قسم کے دو شریک ہوں سب کا یہی حکم ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کہ جو رجوع کرنا کہ بکریوں کے دو شریکوں کے درمیان واقع ہوا ہے وہ تقسیم نفع کے قبیل سے نہیں بلکہ وہ ہلاک کی ہوئی چیز کا ڈانڈ (جرمانہ) ہے اس واسطے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ جس نے نہیں دیا اس نے ہلاک کیا مال اس شخص کا جس نے دیا جب کہ دیا اس نے حق کے بدلے جو اس کے غیر پر واجب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو تلف کرنے والا فرض کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو غیر کی طرف سے حق واجب کرے تو جائز ہے اس کو رجوع کرنا غیر پر اگرچہ اس غیر نے اس کو ادا کرنے کی اجازت نہ دی ہو یہ بات بھی ابن منیر نے کہی ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحت اس کی موقوف ہے اوپر نہ ہونے اجازت کے اور یہ اس جگہ محتمل ہے پس نہ تمام ہوگا استدلال ساتھ قائم ہونے احتمال کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ

باب ہے بیان میں بانٹنے بکریوں کے یعنی ساتھ گنتی کے

۲۳۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ

۲۳۰۸۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے تو لوگوں کو بھوک پہنچی یعنی بھوک لگی سو وہ اونٹوں اور بکریوں کو پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے جلدی کی اور ان کو ذبح کیا اور دیگیں چڑھائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگوں

فَأَصَابُوْا إِبِلًا وَّغَنَمًا قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَأَهْوٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِّنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

کے الٹانے کا حکم کیا سو الٹائی گئیں پھر حضرت ﷺ نے غنیمت بانٹی سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں تو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا سو لوگ اس کے پکڑنے کے واسطے پیچھے دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا لوگوں میں گھوڑے کم تھے تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اس کو اللہ نے روکا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واسطے ان چوپاؤں کے تقرب رکھنے والے ہیں آدمیوں سے مانند قوت رکھنے والے جنگلی جانوروں کی سو جب کوئی اونٹ ان میں سے ان پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں دشمن سے کل کو یعنی شاید کل کفار سے مقابلہ ہوگا اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ہم کھپانچ (چیرے ہوئے بانس کی تیز چھیل) سے ذبح کر لیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون کو بہائے یعنی خواہ لوہا ہو یا کچھ اور اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور بیان کروں میں تم سے حال ہر ایک کا لیکن دانت پس ہڈی ہے اور اپر ناخن پس چھریاں ہیں حبشیوں کی۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا اور اس کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَآءِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهٗ

جوڑنا کھجوروں کو درمیان دو شریکوں کے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے

۲۳۰۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۲۳۰۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ جوڑے آدمی دو کھجوروں کو یعنی دو دو کھجوریں اکٹھی کھائے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے۔

يَقْرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيعًا حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

۲۳۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ لَا تَقْرُنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۳۱۰۔ جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینے میں تھے سو ہم کو قحط پہنچا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے واسطے کھجوریں دیتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے تھے کہ دو دو کھجوریں جوڑ کر نہ کھاؤ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر کہ اجازت لے تم میں سے کوئی مرد اپنے بھائی سے یعنی اجازت لے کر کھا سکتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اطعمہ میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ نہیں قران سے حسن ادب سے ہے کھانے میں نزدیک جمہور کے یعنی اچھا طریقہ ہے حرام نہیں جیسا کہ اہل ظاہر کہتے ہیں اس واسطے کہ جو کھانے کے واسطے رکھا جاتا ہے طریقہ اس کا طریقہ تعظیم کا ہے نہ جھگڑا واسطے مختلف ہونے کے کھانے میں لیکن اگر بعض بعض سے زیادہ اختیار کریں تو یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ نہم صحیح بخاری کا ختم ہوا اللہ تعالیٰ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الكفالة

ابواب الحرث

کتاب المساقات

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

ابواب المظالم والقصاص

